ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

از تصنیفات حضرت مولوی شیخ نظام الدین گنجوی علیہ الرحمۃ کہ مشہور نظامی ست

ومعروف بفصاحت وشیرین کلامیست تاہم نکات نظمش باوصف چندین شارحان عقدہ مدن محال

نسخہ صحیحہ

سکندر نامہ مترجم

بتحشیہ ہندیہ

حسب فرمایش حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۵

باہتمام احقر العبید راجی رحمت رب حمید محمد عبد المجید غفرلہ اللہ الرشید

مطبع مجیدی کانپور طبع شد

مختصر فہرست کتب خانہ تجارتی حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
الف لیلہ تختی خرد مہر چہار جلد	۴عہ	ابو داؤد محشے عربی	۴ے	اخوان الصفا عربی کامل	۸عہ	تذکرۃ الموتیٰ والقبور
المامون	۲عہ	اخلاق محسنی	۶	اخوان الصفا بقدر نصاب	۶	تحفۃ الہند
اسرار الصلوٰۃ	ٹ	اردوئے معلی طبع جدید	۸عہ	انوار سہیلی فارسی	۲عہ	تجوید القرآن
اصلاح الخیال	۱۲	اشراق نوری ترجمہ قدوری		بوستان فارسی انتظامی	۱۰	تولد نامہ
انشای بشیر	۱۰	اردو	۳عہ	بہار دانش اردو	۵	تعلیم الصبیان
ابن الوقت	۱۴	احسن المسائل	عہ	بدیع المیزان	۴	تاریخ الخلفاء
اقتصرائی	عاہ	ابن ماجہ	للعہ	بالقول الوسیط بین الافراط		تاریخ حبیب
اردو کی پہلی	۱	ارشاد الطالبین کلاں	۸عہ	والتفریط	۸	درس کلکتہ
اردو کا قاعدہ	ٹ	انتخاب تاریخ وصاف	۶	بدیع الزمان ہمدانی عربی	۵	تفسیر جلالین
الہامیہ شرح ہدایۃ النحو	۶	آداب الشریعۃ	۴	بدیع الانشاء عربی	۴	تعویذ گنج العرش
آسمان نجوم	۱۲	اشرف المواعظ اول	۳	بہشتی زیور کامل دس حصہ		ایضاً مہر نبوت
اصول نقاشی کلاں	۱۴	ایضاً دوم	۳	فی حصہ	۳	تفسیر عزیزی پارہ
ایساغوجی	۳	ایضاً سوم	۲	بہشتی گوہر	۵	تیسیر المبتدی
الفاروق	سے	ایضاً چہارم	۲	بلوغ المرام عربی	۴	تاج المصا
اسرار العارفین	۳	اوراد رحمانی	۲	بہشت کا دروازہ	۱	ترجمہ تذکرہ
ابواب معللہ	۳	ارمغان اسرائیل	۶	بہار دانش واضح فارسی	۱۴	تفسیر حامی زادہ عربی
انتخاب گلستان	۸	ابن خلدون عربی	۸	بخاری شریف کامل نقل مصطفائی		تاریخ تمدن عربی
اندوہ غربت ناول	۴	ابن ہشام	۸	بحر الاسرار مترجم اردو	۶	تفسیر بیضاوی
القول البدیع	۲	ابواب الصرف	۳	پارہ الف لام مترجم	۳	تفسیر مرادیہ
انوار الاولیا	۸	اکسیر فی اثبات التقدیر	۶	پارہ عم مع قاعدہ واضح	۱	تذکرۃ الاولیا اردو
انشای مفیدۃ النساء	۳	اعمال قرآنی دوم	۱	پنجسورہ حنا شدہ مترجم جلی قلم	۴	تختہ مشق
اصلاح مرزا حیرت	ٹ	ایضاً سوم	۱	تبیان شرح میزان الصرف		توبۃ النصوح انتظامی
التصریح	۱۰	اصلاح الرسوم	۴	فارسی	۲	تنمیر چہل حدیث
القول الصواب	۱	احکام الجنین	۲	تسہیل المیزان	۰	تاریخ فرشتہ مقالہ دوم
الدروس الاولیہ	۸عہ	انشای خلیفہ مترجم	۴	تلخیص المفتاح	۶	دوازدہم
اشباع الکلام	۱۲	آئینہ تواریخ	۴عہ	تاریخ احسن	۸	تحفۃ اخیار مولود
اظہار سنت	۲	ارشاد الطالبین قاضی		تفسیر قادری کامل مفید	۵	تفسیر موضح القرآن
الاقتصاد	۲	ثناء اللہ صاحب فارسی	۲	توجہ توبہ	۲	تفسیر پارہ الذی مصنفہ
اصول نقاشی کاغذ گلیز	۷	ارژنگ چین خرد	۴	تسہیل المصادر	۲	مولانا شاہ عبدالعزیز
احسن القواعد	۴عہ	الف کثرت	۰	تعلیم نامہ	۶	تعریب الاطفال
الصالحات یعنی نیک بیبیاں	۴	ارشاد رحمانی	۴	تنقیۃ البطون	۸	تسہیل الفرائض اردو
آفتاب داغ	۱۴	انیس الواعظین اردو	۱۲عہ	تسہیل الکافیہ	۴	ایضاً عربی

جلد فرمایشیں بنام حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵ آنا چاہئیں

ماشاء الله لا قوة الا بالله
۱۳۲۵ھ
نسخهٔ صحیحهٔ سکندرنامه
در مطبع مجیدی واقع کانپور مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہون مین خدا کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

حمد الٰہی

خدایا جہان پادشائی تراست
جہان کی بادشاہی اے خدا تیرے ہی لائق ہے
پناہ بلندی و پستی توئی
ہر بلندی اور پستی کی پناہ تو ہی ہے
ہمہ آفریدست بالا و پست
تمام بلند اور پست جو کچھ پیدا ہوا ہے
توئی برترین دانش آموز پاک
تو ہی ایسا برتر اور پاک عقل سکھانیوالا ہے
چو شد حجتت بر خدائی درست
جب تیرے خدا ہونے پر دلیل پوری ہو گئی
خرد را تو روشن بصر کردہ
عقل کو تو ہی نے روشن بینائی دی ہے

زما خدمت آید خدائی تراست
ہم سے خدمت ہو سکے خدائی تیرے ہی لیے ہے
ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی
سب نیست ہین جو کچھ ہست ہے وہ تو ہے
توئی آفرینندہ ہر چہ ہست
تو ہی پیدا کرنیوالا اسکا ہے جو کچھ موجود ہے
ز دانش قلم راندہ بر لوح خاک
جسنے دانائی سے خاک کی تختی پر لکھا یعنی صورت انسان بنائی
خرد داد بر تو گواہی نخست
سب سے پہلے عقل نے تیرے پر گواہی دی
چراغ ہدایت تو بر کردہ
رہنمائی کا چراغ تو ہی نے روشن کیا ہے

عہ چونکہ پادشاہ کے تلفظ مین کراہت ہے لہذا اردو مین بادشاہ باے موحدہ سے بولنا چاہیے ۱۲ عبدہ

حمدِ الٰہی

توئی کآسمان را برافراختی — زمین را گذرگاہِ او ساختی

تو ہے کہ آسمان کو بلند کیا تونے — زمین کو اُسکی گذرگاہ یعنے رستہ بنایا تونے

توئی کافریدی زیک قطرہ آب — گہرہای روشن تر از آفتاب

تو ہے کہ پیدا کیے تونے پانی کے ایک قطرے سے — موتی آفتاب سے زیادہ روشن

تو آوردی از لطف جوہر پدید — بجوہر فروشان تو دادی کلید

تونے اپنی مہربانی سے موتی کو ظاہر کیا — جوہریون کو اُسکی شناخت کی کنجی دی

جواہر تو بخشی دلِ سنگ را — تو بر روی جوہر کشی رنگ را

لعل پتھر کے دل مین یعنے پتھر مین بخشا تونے — لعل کے چہرے پر رنگ تونے کھینچا یعنے دیا

نبارد ہوا تا نگوئی ببار — زمین ناورد تا نگوئی بیار

ہوا نہین برساتی ہے جبتک تو برسنے کی اجازت نہین دیتا — زمین نہین اُگاتی ہے جبتک تو اُگانے کی اجازت نہین دیتا

جہان را بدین خوبی آراستی — برون زانکہ یاری گری خواستی

جہان کو ان خوبیون سے آراستہ کیا تونے — بغیر اُسکے کہ کوئی مددگار چاہا تونے

ز گرمی و سردی و از خشک و تر — سرشتی باندازۂ یک دگر

گرمی اور سردی اور خشکی اور تری سے — پیدا کیئن تونے ایک دوسرے کے اندازے سے

چنان برکشیدی و بستی نگار — کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

ایسا کھینچا اور نقشہ بنایا یعنے صورتین بنائین تونے — کہ اُس سے بہتر عقل خیال نہین کرسکتی

مہندس بسی جوید از رازِ شان — نداند کہ چون کردی آغازِ شان

نجومی بہت اُنکے بھید کو دریافت کرتے ہین — نہین جان سکتے کہ کیونکر اُنکو آغاز کیا تونے

نیاید ز ما جز نظر کردنی — دگر خفتنی بازیا خوردنی

ہمسے سوا دیکھنے کے کچھ نہین ہوسکتا — اگر اور سونے یا کھانے کے سوا

زبان تازہ کردن باقرارِ تو — نینگیختن علت از کارِ تو

زبان کو تیری خدائی کے اقرار سے تازہ کرنا — تیرے کامون مین کوئی سبب نہ لگانا

حمد الٰہی

حسابی کزین بگذرد گمرہی ست
جو حساب کہ اس سے گذر جائے گمراہی ہے

ہر چہ آفریدی و بستی طراز
جو کچھ پیدا کیا تو نے اور نقش کھینچا

چنان آفریدی زمین و زمان
ایسے پیدا کیے تو نے زمین اور زمانے

کہ چندانکہ اندیشہ گردد بلند
کہ کتنا ہی خیال کیون نہ بلند ہو جائے

نبود آفرینش تو بودی خدای
پیدائشین نہ تھین جب بھی تو خدا تھا

نہ خلوت بُدی کافرینش نبود
نہ مخلوقات تھی جب تو تنہائی مین تھا

ز تعظیم تو پیش تو ہست و نیست
تیری عظمت سے ہست اور نیست تیرے آگے

کواکب تو بربستی افلاک را
ستارے آسمانون پر بنائے تو نے

تویی گوہر آمای چار آخشیج
تو ہے اربعہ عناصر کے موتیون کا پرونے والا

حصار فلک برکشیدی بلند
آسمان کا قلعہ ایسا بلند بنایا تو نے

چنان بستی این طاق نیلوفری
ایسا بنایا تو نے اس سبز محل یعنے آسمان کو

ز راز تو اندیشہ بی آگہی ست
تیرے اسرار سے خیال کرنا بیخبری ہے

نیازت نہ ای از ہمہ بے نیاز
تجھکو پرواہ بھی اے سب سے بے پروا

ہمان گردش انجم و آسمان
اور بھی گردش ستارون اور آسمان کی

سر خود برون ناورد زین کمند
سر اپنا اس کمند سے باہر نہین نکال سکتا یعنے سمجھ نہین سکتا

نباشد ہمہ ہم تو باشی بجای
نہ رہین گی بھی لیکن تو قائم رہے گا

نہ چون کردہ شد بر تو زحمت فزود
نہ جب پیدا ہوگئی تجھکو کوئی تکلیف بڑھی

اگر باشد و گر نباشد یکی ست
اگر ہو اور جو نیست ہو جاے برابر ہے

بہر دم تو آراستی خاک را
آدمیون سے تو نے خاک کو زینت دی

مسلسل کن گوہران در مزیج
لڑی باندھنے والا ہر جوہر کا مزاج مین

در و کردی اندیشہ را شہر بند
خیال کو اسمین قید کیا یعنے آگے جانے سے روکا

کہ اندیشہ را نیست زو برتری
کہ اندیشہ کو اس سے زیادہ بلندی نہین ہے

حمد الٰہی

خرد تا بد و در نیابد ترا — که تا بِ خرد برنتابد ترا

عقل دوڑتی ہے اور تجھکو نہین پاتی ہے — کیونکہ دوڑ عقل کی تجھ تک نہین دوڑ سکتی

وجودِ تو از حضرتِ تنگبار — کند پیکِ ادراک را سنگسار

تیری ذات تیری نہ دخل پانیوالی درگاہ سے ہے — دریافت کے قاصد کو تھیل کر دیتی یعنے نہین پہونچنے دیتی

پراگندہ تا فراہم شوی — نہ افزودہ نیز تاکم شوی

سبب تجھ مین انتشار ہے کہ اکٹھا ہو جاوے تو — نہ بڑھا ہو کہ کم ہو جاے تو یعنی پراگندگی فراہمی بیشی کمی سب سے بری ہے

خیالِ نظر خالی از راہِ تو — زگردندگی دور درگاہِ تو

خیال نظر کا تیری راہ سے خالی ہے — طواف سے دور ہے درگاہ تیری یعنے کوئی نہین پہونچ سکتا

سری کز تو گردد بلندی گرای — با فگندنِ کس نیفتد ز پای

جو سر تیری عنایت سے بلندی پاتا ہے — کسی کے گرانے سے نہین گر سکتا

کسے را کہ قہرِ تو از سر فگند — بیامردیِ کس نگردد بلند

جس کسی کا تیرے غصّے نے سر جھکا دیا — کسی کی مدد سے بلند نہین ہو سکتا

ہمہ زیردستیم و فرمان پذیر — توئی یاوری دہ توئی دستگیر

ہم لوگ کمزور اور حکم قبول کرنیوالے ہین — تو ہی مدد دینے والا ہو اور دستگیری کرنیوالا ہے

اگر پای پیل ست و گر پرّ مور — بہر یک تو دادی ضعیفی و زور

اگرچہ ہاتھی کا پانون ہے اور اگرچہ چینٹی کا ہے — ہر ایک مین تو ہی نے کمزوری اور زور دیا ہے

چو نیرو فرستی ز تقدیرِ پاک — ز موری بماری برآری ہلاک

جب قوت دیتا ہے تو اپنی پاک قدرت سے — ایک چینٹی سے ایک سانپ کو ہلاک کراتا ہے تو

چو برداری از رہگذر دود را — خورد پشّہ مغزِ نمرود را

جب ہٹا دیتا ہے تو راستے سے دھوئین کو — ایک مچھر نمرود کے بھیجے کو کھا جاتا ہے

چو در لشکرِ دشمن آری رحیل — بمرغان کشی فیل و اصحابِ فیل

جب دشمن کے لشکر مین رحلت کا وقت لاتا ہے تو — چڑیون سے ہاتھیون اور انکے سوارونکو ہلاک کراتا ہے تو

حمد الٰہی

گہ از نطفۂ نیک بختی دہی
کبھی ایک نطفے سے کوئی نیک بخت پیدا کرتا ہے تو

گہ از استخوانی درختی دہی
کبھی ایک گٹھلی سے ایک درخت پیدا کرتا ہے تو

گہ آزری خلیلی ز بتخانہ
کبھی ابراہیم کو ایک بتخانے سے پیدا کرتا ہے تو

کنی آشنائی ز بیگانہ
کرتا ہے ملاقات ایک غیر شخص سے

گہے باچنان گوہر خانہ خیز
کبھی باوجود ایسے گھر کے موتی پیدا ہوئے کے

چو بوطالبی را کنی سنگریز
ابوطالب ایسے کو عذاب میں رکھتا ہے تو

کرا زہرۂ آنکہ از بیم تو
کس کی یہ طاقت کہ تیرے خوف سے

کشاید زبان جز بہ تسلیم تو
زبان کھول سکے سوا تیرے تسلیم کرنے کے

زبان آوران را بتو بار نیست
شاعروں کو تیری قدرت میں دخل نہیں ہے

کہ با مشعلہ گنج را کار نیست
کیونکہ مشعل سے خزانے کو علاقہ نہیں ہے

ستانی زبان از رقیبان راز
لے لیتا ہے تو گویائی بھید کے پوشیدہ جاننے والوں سے

کہ تا راز سلطان نگویند باز
تاکہ بھید بادشاہ کے پھر زبان کر سکیں

مرا در غبار چنین تیرہ خاک
میری اس غبار سیاہ خاک یعنی جسم انسان میں

تو دادی دل روشن و جان پاک
تونے دل روشن اور پاک روح عنایت کی

گر آلودہ گردیم اندیشہ نیست
اگر آلودہ گناہ ہوں ہم اندیشہ نہیں ہے

کہ جز گرد رہ خاک را پیشہ نیست
کیونکہ خاک کا پیشہ سوا گرد راہ بننے کے نہیں ہے

گر این خاک رو از گنہ تافتے
اگر یہ انسان گناہ سے منھ پھیرتا یعنی بےگناہ ہوتا

بآمرزش تو کہ رہ یافتے
تیری بخشش سے کون خبر پا سکتا

گناہ من ار نامدے در شمار
گناہ میرے اگر شمار میں نہ آتے

ترا نام کے بودے آمرزگار
بخشنے والا تیرا نام کیونکر مشہور ہوتا

شب و روز در شام و در بامداد
رات دن اور شام اور سویرے

تو بر یادی از ہر چہ دارم بیاد
تیری ہی یاد ہے جو کچھ مجھے یاد ہے

حمد الٰہی

چو اول شب آهنگ خواب آورم
جب پہلی رات ارادہ سونے کا کرتا ہون مین

به تسبیح نامت شتاب آورم
تیرے نام کی تسبیح مین جلدی کرتا ہون مین

چو در نیم شب سر برآرم ز خواب
جب آدھی رات کو نیند سے سر اٹھاتا ہون مین

ترا خوانم و ریزم از دیده آب
تجھکو پکارتا ہون اور آنکھ سے آنسو گراتا ہون مین

وگر بامدادست راهم بتست
اور اگر صبح ہے راہ میری تیری طرف ہے

همه روز تا شب پناهم بتست
تمام دن رات تک پناہ میری تجھسے ہے

چو خواهم ز تو روز و شب یاوری
جب مانگتا ہون مین دن رات تجھسے مدد

مکن شرمسارم دران داوری
مجھکو شرمندہ نہ کرنا اُس عدالت یعنی قیامت مین

چنان دارم ای داور کارساز
ایسی اُمید رکھتا ہون مین اے حاکم کام بنانیوالے

کزین بانیازان شوم بی نیاز
کہ ان غرض مندون یعنی اہل دنیا سے بےغرض ہو جاؤن مین

ق

پرستنده کز ره بندگی
وہ پرستش کرنے والا کہ راہ بندگی سے

کند چون توئی را پرستندگی
تجھ ایسے کی پرستش کرے

درین عالم آباد گردد به گنج
اس جہان یعنے دنیا مین آباد ہو خزانے سے

دران عالم آزاد گردد ز رنج
اُس جہان یعنے عقبے مین آزاد ہو جاوے رنج سے

پدید آور خلق و عالم توئی
ظاہر کرنے والا مخلوقات اور جہان کا تو ہے

تو میرانی و زنده کن هم توئی
توہی مارڈالنے والا اور جلانے والا بھی ہے

مرا نیست از خود حسابی بدست
میرے اختیار مین اپنے حساب سے کچھ نہین ہے

حساب من از تست چندانکه هست
حساب میرا جس قدر ہے تجھسے ہے

بد و نیک را از تو آید کلید
بدی اور نیکی کو تجھسے کنجی آتی ہے یعنے تو پیدا کرتا ہو

ز تو نیک و از من بد آید پدید
تجھسے نیکی اور بدی مجھسے ظاہر ہوتی ہے

تو نیکی کنی من نه بد کرده ام
تو نیکی کرتا ہے تو مین نے بھی برا نہین کیا ہے

که بد را حوالت بخود کرده ام
کہ بدی کا حوالہ اپنی طرف کیا ہے مینے

زہے اوّلین نقش را سرگذشت
تجھسے نقش اول کی بھی سرگذشت ہے

بہ تست آخرین حرف را بازگشت
تجھسے حرف آخر کی بھی بازگشت ہو یعنی اول آخر تو ہو

زتو آیتے در من آموختن
تجھسے ایک آیت مجھکو سکھلانا یعنے قرآن بھیجنا

زمن دیو را دیدہ بر دوختن
مجھسے اُسکے سبب سے شیطان کو روک دینا

چو نامِ توام جان نوازی کند
جب تیرا نام میری جان نوازی کرے

بمن دیو کَے دستبازی کند
مجھمین شیطان کب ہاتھ لگا سکے

ندارم روا با تو از خویشتن
روا نہین رکھتا ہون باوجود تیرے آپ سے

کہ گویم توئے باز گویم کہ من
کہ کہون مین تو ہے پھر کہون کہ مین ہون

اگر آسودہ ور ناتوان میزیم
اگر آسودہ اور اگر پریشانی سے جیتا ہون

چنان کافریدی چنان میزیم
جیسا تونے پیدا کیا ہے ویسا جیتا ہون مین

ق

امیدم چنان ست زان بارگاہ
ایسی مجھکو اُس بارگاہ یعنے خدا سے اُمید ہے

کہ چون من شوم دور ازین کارگاہ
کہ جب مین اس دنیا سے دور ہون یعنی مر جاؤن

فرو ریزم از نظم ترکیب خویش
اگر جاؤن مین اپنی ترکیب کی لڑی سے یعنے عناصر متفرق ہو جائین

دگرگونہ گردم ز ترتیب خویش
دوسری طرح کا مجھکو اپنی آراستگی سے

کند باد پرگندہ خاکِ مرا
ہوا میری خاک کو پریشان کردے گی

نہ بیند کسے جانِ پاکِ مرا
نہ دیکھے گا کوئی میری پاک روح کو

پژوہندۂ حالِ سر بستِ من
فکر کرنے والا میرے پوشیدہ حال کا

نہد تہمتِ نیست بر ہستِ من
رکھیگا تہمت نیست کی میرے ہست پر

ز غیب آن نمودارش آری بدست
غیب سے وہ نشان لاوے تو ہاتھ مین یعنی پیدا کرے

کزین غائب آگاہ گردد کہ ہست
کہ اس غائب سے سب آگاہ ہو جائین کہ ہے

چو بر ہستیِ تو منِ سست رای
جب تیری ہستی پر مجھ ضعیف العقل نے

بسے حجت انگیختم دلکشای
بہت دل کھولنے والی حجتین اٹھائین ہین

تو نیز ار شود مهد من در نهفت | خبر ده که جان ماند گر خاک خفت
تو بھی اگر ہو دے میرے جسم میں پوشیدہ | خبر دے کہ جان رہ گئی اگر خاک سو گئی

چنان گرم کن عزم رایم بتو | که خرم دل آیم چو آیم بتو
ایسا مستعد کر میری عقل کے ارادہ کو اپنی طرف | کہ خوشی دل سے آؤں جب آؤں میں تیری طرف

همه همرهان تا بدر با منند | چو من رفتم این دوستان دشمنند
تمام ساتھ والے دروازہ تک میرے ساتھ ہیں | جب میں چلا گیا یہی دوست دشمن ہو جاتے ہیں

اگر چشم و گوش ست و گر دست و پای | ز من باز مانند یک یک بجای
اگرچہ آنکھ اور کان ہیں اور جو ہاتھ اور پاؤں | مجھسے علیحدہ ہو جائینگے ایک ایک اپنی جگہ سے

توئی آنکه تا من منم با منی | وزین در مبادم تهی دامنی
تو وہ ہے کہ جبتک میں ہوں تو میرے پاس ہے | اور اس دروازہ سے مجکو خالی دامن جانا نصیب نہو

دریغ ست که سر بر دری میزنم | بامید تاجی سری میزنم
اس آہ میں کہ کسی دروازے پر سر مارتا ہوں میں | ایک تاج کی امید پر سر مار رہا ہوں

سری کان ازین در ندارم دریغ | به ار تاج بخشی بدان سر نه تیغ
وہ سر کہ اس دروازے سے نہ رکھوں میں دور | اوس سر پر اگر تاج رکھدے تو بہتر ہے ورنہ تلوار

ز حکمی که آن در ازل رانده | نگردد قلم زانچه گردانده
وہ حکم کہ روز ازل سے تو نے جاری کیا ہے | نہیں گردش کر سکتا ہے قلم اوس سے کہ پھیر دیا ہے تو نے

ولیکن بخواهش من حلم کش | کنم زین سخنها دل خویش خوش
اور لیکن خواہش سے میں حلم کھینچنے والا | ان باتوں سے اپنا دل خوش کرتا ہوں میں

تو گفتی هر آنکس در رنج و تاب | دعای کند من کنم مستجاب
تو نے کہا ہے جو شخص رنج اور سوز میں | کوئی دعا کرتا ہے میں قبول کرتا ہوں

چو عاجز رهاننده دانم ترا | درین عاجزی چون نخوانم ترا
جب عاجز کا چھڑانے والا میں تجکو جانتا ہوں | اس عاجزی میں کیوں نہ پکاروں میں تجھکو

حمد الٰہی

حمد الٰہی

بلی کار تو بنده پروردنست | مرا کار با بندگی کردنست

ہان کام تیرا بندے کو پرورش کرنا ہے | مجکو بندگی کرنے سے کام ہے

دو کارست با فر و فرخندگی | خداوندی از تو ز ما بندگی

دونون کام ہین دبدبے اور مبارکی سے | خداوندی تجھ سے ہم سے بندگی

شکسته چنان گشته ام بلکه خرد | که آبادیم را همه باد برد

ایسا ٹوٹ کر ریزہ ریزہ یعنی چور ہوگیا ہون | کہ آبادی مین میری بالکل تفرقہ آگیا

تو هی کز شکستم رهائی دهی | وگر بشکنی مومیائی دهی

تو ہے کہ پریشانی سے مجکو چھڑا دیگا تو | اور جو توڑے گا تو مومیائی بھی تو ہی دیگا

دران نیم شب کز تو جویم پناه | بمهتاب فضلم برافروز راه

اُس آدھی رات مین جب مین تجھ سے پناہ مانگتا ہون | مہربانی کے مہتاب سے میری راہ روشن کر

نگهدارم از رخنهٔ رهزنان | مکن شاد بر من دل دشمنان

بچائے رکھ مجکو فساد نفس اور شیطان سے | دشمنون کا دل مجھپر خوش مت کر

بشکرم رسان اول آنگه بگنج | نخستم صبوری ده آنگاه رنج

شکر پر پہونچا مجکو پہلے اُسوقت خزانے پر | پہلے مجکو صبر دے اُسوقت رنج

بلائی که باشم دران ناصبور | ز من دور دار ای ز بیداد دور

جو رنج کہ اُس مین بیقرار ہو جاؤن مین | مجھسے دور رکھ اے ظلم سے دور

گرم بشکنی ور نهی در نورد | کف خاک خواهی ز من خواه گرد

جو مجکو توڑے تو اور جو پیچ و تاب دے تو | ایک مٹھی بھر خاک مجھسے چاہے تو خواہ گرد

برون افتم از خود بپراگندگی | نیفتم برون با تو از بندگی

آپ سے باہر پڑون مین پریشانی سے | باہر نہ پڑون مین تیری بندگی سے

بهر گوشه کافتم ثنا خوانمت | بهر جا که باشم خدا دانمت

جس کونے مین کہ پڑون مین تیری تعریف کرون مین | جس جگہ کہ رہون مین خدا جانون مین تجکو

قرار همه هست بر نیستی

اقرار سب هست کا ہے نیستی پر

پژوهنده را یاوه زان شد کلید

فکر کرنے والونکی کنجیان عقل کی اُس سے بیکار گئین

کسے کز تو در تو نظاره کند

وہ شخص کہ تجھ سے یعنی تیری توفیق سے تجکو دیکھتا ہے

نشاید ترا جز تبو یافتن

تجکو سوا تیری عنایت کے پانا نہین ممکن ہے

نظر تا بانجاست منزل شناس

نظر یہان تک ہے منزل کے پہچاننے والے کی

سپردم تبو مایهٔ خویش را

تجکو اپنی پونجی سونپ دی مین نے

توئی آنکه بر یک قرار استی

وہ تو ہے کہ ایک قرار پر قائم ہے تو

کز اندازهٔ خویشتن در تو دید

کہ اپنے اندازے سے زیادہ تجھ مین دیکھا

ورقهای بیهوده پاره کند

بیہودہ ورقون یعنی کتابون کو پھاڑ ڈالتا ہے

عنان باید از هر دری تافتن

باگ ہر ایک دروازے سے چاہیے پھیر لینا

ازین بگذری در دل آید هراس

اس سے گذرے گا تو دل مین خوف آویگا

تو دانی حساب کم و بیش را

کمی اور زیادتی کا حساب اب تو جانے

در مناجات

خدا سے نجات چاہنے مین

بزرگا بزرگی دها بیکسم

اے بزرگ بزرگی دینے والے مجھ بیکس کے

نیاوردم از خانه چیزی نخست

نہ لایا مین اپنے گھر سے پہلے کوئی چیز

توئی یاوری بخش و یاری رسم

تو ہی مدد دینے والا اور مددگار میرا ہے

تو دادی همه چیز من چیز تست

تو نے سب کچھ مجکو دیا سب چیز من میری تیری ہین

چو کردی چراغ مرا نوردار
جب میری چراغ کو تو نے روشن کیا یعنی عقل دی

ز من بادِ مشعل کشان دور دار
مشعل بجھانیوالی ہوا یعنی نفس اور شیطان کو مجھ سے دور رکھ

بکِشتن تو دادی تنومندیم
بونے یعنی خیرات کرنے سے تو نے مجھکو تقویت دی

بده زانچه کشتم برومندیم
جو کچھ بویا مین نے اوس سے مجھکو برخوردار کر

گریوه بلندست و سیلاب سخت
پہاڑ بلندی ہی اور سخت سیلاب ہے یعنی راہ معرفت مین جگہ دشت ناپیدا

مپیچان عنان من از راه رخت
مت پھیر میری باگ صراط مستقیم سے

ازین سیلگاهم چنان در گذار
اس سیلاب کی جگہ سے مجکو ایسی طرح گذران

که پل نشکند بر من این رودبار
کہ پل نہ ٹوٹ جاوے میرا اس نہر مین یعنی با ایمان رکھ

عقوبت مکن عذرخواه آمدم
عذاب مت کر عذرخواہی کو آیا ہون مین

بدرگاهِ تو روسیاه آمدم
تیری درگاہ مین گناہگار آیا مین

سیاه مرا هم تو گردان سپید
میری سیاہی کو بھی تو سپید کردے یعنی گناہ بخشدے

مگردانم از درگهت ناامید
اپنی درگاہ سے مجکو ناامید مت پھیر

سرشت مرا آفریدی ز خاک
خلقت میری کر پیدا کی تو نے خاک سے

سرشته تو کردی بناپاک پاک
تو نے خمیر کرکے ناپاکی سے پاک کردیا

اگر نیکم و گر بدم در سرشت
اگر نیک ہون مین اور جو میری سرشت مین بدی ہے

قضای تو این نقش بر من نوشت
تیرے ہی حکم نے یہ نقش مجھپر لکھا ہے

خداوند ما ئی و ما بنده ایم
تو ہمارا خدا ہے اور ہم تیرے بندے ہین

به نیروی تو یک بیک زنده ایم
ہر ایک تیرے ہی بل سے زندہ ہین

هرانچه آفریده است بیننده را
جو کچھ پیدا ہوا ہے دیکھنے والے کو

نشان میدهد آفریننده را
نشان دیتا یعنی پتا بتاتا ہے پیدا کرنیوالے کا

مرا هست بینش نظرگاهِ تو
میری بینائی ہے تیری نظر عنایت کی جگہ

چگونه نه بینم بدو راهِ تو
کیونکر نہ دیکھون مین اوس سے تیری راہ

در مناجات

همه صورتی پیش فرهنگ و رای — نبقاش صورت بود رهنمای

ہرایک صورت آگے عقل اور دانائی کے — صورت کے نقش کرنے والے کا پتہ بتلاتی ہے

ترا بینم از هرچه پرداخته است — که هستی تو سازنده او ساخته است

تجھکو دیکھتا ہون مین اُن چیزون سے جو تونے بنائی ہین — کہ تو بنانے والا اور وہ بنائی ہوئی ہین

تبسی منزل آمد ز من تا بتو — نشاید ترا یافت الا بتو

منزلون دوری ہوئی مجھ سے تجھ تک — تجھکو پانا ممکن نہین لیکن تیری عنایت سے

اساسی که در آسمان و زمی ست — باندازهٔ فکرت آدمی ست

جو بنیاد کہ درمیان آسمان اور زمین کے ہے — موافق اندازۂ فکر آدمی کے ہے

شود فکرت اندازه را رهنمون — سر از حد اندازه نارد برون

فکر اندازے کی رہنما ہوتی ہے — سر حد اندازہ سے باہر نہین نکال سکتی ہے

بهر پایه دست چندان رسد — کز آن پایه را حد پایان رسد

ہرایک درجے پر ہاتھ اوس قدر پہونچتا ہے — بلکہ اوس مرتبے کی حد انتہا کو پہونچتا ہے

چو پایان پذیرد حد کاینات — نماند در اندیشه دیگر حیات

جب انتہا قبول کرتی ہے حد جہان کی — نہین رہتی ہے اندیشے مین دوبارہ زندگی یعنی

نیندیشد اندیشه افزون ازین — که هستی نه بلکه بیرون ازین

نہین خیال کرتا ہے اندیشہ اس سے زیادہ — کہ تو مخلوق نہین ہے بلکہ تو باہر اس سے ہے

بر آن دارم ای مصلحت خواه من — که باشد سوی مصلحت راه من

مجھکو اسپر مضبوط رکھ اے میری مصلحت چاہنے والے — کہ طرف مصلحت کے میری راہ ہووے

رهی پیشم آور که انجام کار — تو خوشنود باشی و من رستگار

وہ راہ میرے آگے لا یعنی مجھے بتا کہ آخر مین — تو خوش رہے اور مین عذاب سے رہا ہون

جز این نیستم چاره در سرشت — که سر بر نگردانم از سرنوشت

اس سے زیادہ تدبیر میری خلقت یعنی بناوٹ مین نہین ہے — کہ سر نہ پھیرون تقدیر کے لکھے ہوے سے

در مناجات

نویسم خطی در نیایشگری

لکھتا ہون مین ایک خط تعریف مین

مسجّل بامضای پیغمبری

مُہر کیا ہوا فرمان پیغمبری کا

گوا ہے بر و آرم از چار یار

گواہی او سپر لاتا ہون چار یار یعنی صحابہؓ سے

کہ صد آفرین باد بر ہر چہار

کہ سو تعریفین ہون چارون پر

نگہدارم آن خط خوبی بجان

احتیاط سے رکھو نہین اوس خط خوبی کو جان کے برابر

چو تعویذ بر بازوی خود نہان

مثل تعویذ کے پوشیدہ اپنے بازو پر

وران داوریگاہ چون تیغ تیز

اوس عدالت یعنی محشر مین جو مثل تلوار کے تیز ہے

کہ ہم رستخیز ست و ہم رستخیز

کہ قیامت بھی ہے اور اوٹھنے بیٹھنے کی جگہ بھی

چو پران شود نامہا سوی مرد

جب کہ اُڑنیوالی ہون نامہ اعمال یعنی طین ہر شخص کو

من آن نامہ را بر کشایم نورد

مین اوس نامے کا پیچ کھولون

نمایم کہ چون حکمرانی درست

دکھلاؤن مین کہ جب تو حاکم کامل ہے

برین حکمران و ان دگر حکم نیست

اسپر حکم دے اور وہ دوسرا حکم تیرا ہے

امیدم تو ہست زاندازہ بیش

امید مجکو تجھ سے اپنے قیاس سے زیادہ ہے

مکن نا امیدم ز درگاہ خویش

پس مجھکو ناامید مت کر اپنی درگاہ سے

ز خود گرچہ مرکب برون راندہ ام

اپنے امکان سے زیادہ اگرچہ گھوڑا دوڑایا ہی مین نے

براہ تو در نیم رہ ماندہ ام

تیری راہ مین آدھی راہ مین تھک گیا ہون مین

فرود آر شہدم بدرگاہ خویش

اُتار میرے گھوڑے کو اپنی درگاہ مین

مگردان سر رشتہ از راہ خویش

مت پھیر سر رشتہ کی برابر یعنی ذرا بھی اپنی راہ سے

ز من جستن و رہ نمودن ز تو

مجھ سے تلاش کرنا اور راہ بتلانا تجھ سے

بجان آمدن جان فزودن ز تو

طلب مین قریب مرگ پہونچنا اور جان بڑھانا یعنی ہدایت تجھ سے

چو بازار من بے ثمن آراستی

جب بازار میری بیمعرفت آراستہ کی تو نے یعنی میرا وجود نہ تھا

بدان رسم و آئین کہ میخواستی

جس طور اور صورت سے کہ تو نے چاہا

زرِ رونق مہر نقش آرایشم
رونق سے علیحدہ نکر میری نقش آرایش کو یعنی بیرونق نکر

نصیبے دہ از گنج بخشایشم
ایک حصہ عنایت کر خزانۂ بخشایش سے مجھکو

چہ خواہی ز من با چنین بود سست
کیا چاہتا ہی تو میری اس سست ہستی سی جسکو قیام نہین

ہمان گیر نابود بودم نخست
ویسا ہی نیست فرض کر مجھکو جیسا مین پہلے تھا

مران چون نظر بر من انداختی
مت ہنکا مجھکو جب مجھپر نظر ڈالی تو نے

مزن معتبر چونکہ بنواختی
کوڑا مت مار جب سرفراز کیا تو نے یعنی ذلیل نکر

تو دادی مرا پایگاہ بلند
تجھی نے مجھکو مرتبۂ بلند عطا فرمایا

توام دستگیر اندرین پای بند
تو ہی میرا دستگیر ہے اس قیدخانے یعنی دنیا مین

چو دادیم ناموس نام آوران
جب تو نے مجھکو عزت ناموروں کی یعنی مردان خدا کی دی

بدہ دادم ای داور داوران
داد میری دے اے حاکم حاکمون کے

سری را کہ بر سر نہادی کلاہ
جس سردار کے سر پر کہ تاج رکھدیا تو نے

میندازش در پای ہر خاک راہ
مت جھکا نیچے ہر خاک راہ کے یعنی خوار نکر

دلی را کہ شد بر درت رازدار
اس دل کو کہ تیرے دروازے کا واقف اسرار ہوا

ز دریوزۂ ہر درے بازدار
ہر دروازے کی گداگری سے باز رکھ یعنی بچا

نکوکن چو کردار خود کار من
نیک کر اپنے کام کی طرح کام میرا

مکن کار با من چو کردار من
میری کام کے مثل میرا کام نکر یعنی مین تو بالکل گنہگار ہون

نظامی درین بارگاہ رفیع
نظامی اس بلند زیادہ بارگاہ مین

بدین

نیارد بجز مصطفیٰ را شفیع
سوا محمد مصطفیٰ کے اور کسیکو شفیع نہین لاسکتا

در نعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیغمبر محمد مصطفیٰ کی تعریف مین درود ہو اللہ تعالیٰ کا اونپر اور اونکی اولاد پر اور سلام

در مناجات

در نعت نبی صلعم

فرستادهٔ خاص پروردگار | رسانندهٔ حجت استوار

بھیجا ہوا خاص پاک پروردگار کا | پہونچانے والا مضبوط دلیلون کا

گرانمایه‌تر تاج آزادگان | گرامی‌تر آدمی‌زادگان

قیمتی زیادہ سرتاج آزادون کا | اولاد آدم مین سب سے بزرگ زیادہ

محمد کازل تا ابد هرچه هست | بآرایش نام او نقش بست

حضرت محمدؐ کہ ازل سے ابد تک جو کچھ ہے | سب نے اوسکے نام کی آرایش سے نقش باندھا یعنی موجود ہوا

چراغی که پرداز بینش بدوست | فروغ همه آفرینش بدوست

وہ چراغ کہ روشنی بصیرت کی اوس سے ہے | روشنی تمام پیدائشون کی اوس سے ہے

ضماندار عالم سیه تا سپید | شفاعت‌گر روز بیم و امید

ضمانت دار جہان کا سیاہ سے سفید یعنی تمام کا | بخشانے والا دن قیامت کا

درختی سهی سرو در باغ شرع | زمینی باصل آسمانی بفرع

ایک سرو سیدھے کا درخت شرع کے باغ مین | بنیاد مین مثل زمین کے یعنی ادنی شاخ مین مثل آسمان کے یعنی اعلی

زیارتگه اصل داران پاک | ولی‌نعمت فرع‌خواران خاک

پاک اصل رکھنے والون کی زیارت گاہ | شاخ مالک خاکیون یعنی انسان اور حیوان کی

چراغی که تا او نیفروخت نور | ز چشم جهان روشنی بود دور

ایسا چراغ کہ جبتک اوسکا نور نہ چمکا یعنی وہ پیدا نہوا | تمام جہان کی آنکھ سے روشنی دور تھی یعنی سب گمراہ تھے

سیاهی ده خال عباسیان | سپیدی بر چشم شماسیان

روشنی دینے والا تل یعنی تیلی اولاد حضرت عباس کے | سپیدی دور کرنیوالے یعنی روشن کرنیوالے آفتاب پرستون کی آنکھ کے

لب از باد عیسی پر از نوش‌تر | تن از آب حیوان سیه‌پوش‌تر

ہونٹھ دم عیسیٰ سے زیادہ لذت دار | بدن آب حیات سے سیاہ پوش زیادہ یعنی پوشیدہ

فلک بر زمین چار طاق افگنش | زمین بر فلک پنج نوبت زنش

آسمان زمین پر اوسکے لیے خیمہ استادہ کرنیوالا | زمین آسمان پر اوسکی نوبت بجانیوالی یعنی شہرہ اوسکا آسمان پر

ستون شد خردمند از پشت او
ستون عقلمند ہو گیا اسکی پیٹھ یعنی اسکے تکیہ لگانے سے
مہ انگشت کش گشت ز انگشت او
چاند انگلی سے کھینچا یعنی دو ٹکڑے ہو گیا اوسکی انگلی سے

خراج آورش حاکم روم و رے
محصول دینے والے اسکے پادشاہ روم اور رے کے
خراجش فرستاد کسری و کے
محصول اسکو نوشیروان اور کیخسرو نے بھیجا

محیطے چہ گویم چو بارنده میغ
ایک سمندر کیا کہون برسنے والی بدلی کی طرح
بیکدست گوہر بیکدست تیغ
ایک ہاتھ مین موتی ایک ہاتھ مین تلوار

بگوہر جہان را بیاراسته
موتیون سے جہان کو سنوارا یعنی بخشش کی
بہ تیغ از جہان دادِ دین خواسته
جہان سے داد دین کی تلوار سے چاہی

اگر شحنه تیغ بر سر برد
اگر کوئی کوتوال یا حاکم کسی کے سر پر تلوار مارے
سر تیغ او تاج و افسر برد
سر تلوار اسکی یعنی پہونچی اسکا تاج اور سر کاٹے

بسر بردنِ خصم چون پے فشرد
دشمن پر غالب آنے پر جب قدم جمایا
بسر برد تیغے کہ بر سر نبرد
سر پر لے گیا وہ تلوار کہ سر باہر نہ لیجا سکا

قبای دو عالم بہم دوختند
دونون جہان کی قبا کو آپس مین سیا
وز ان ہر دو یک پور افروختند
اور اُن دونون سے ایک شخص کا زیور جلادار کیا

چو گشت آن علم قبا جای او
جب ہوئی وہ روشن قبا جگہ اسکی یعنی پہنائی گئی
بدستے کم آمد ز بالای او
ایک بالشت کم یعنی چھوٹی پڑی اسکے قد سے

ببالای او کایزد آراستست
اسکے قد پر کہ خداے تعالی نے آراستہ کیا یعنی بنایا ہے
ہم آرایش ایزدی خواستست
خدا ہی کی آراستگی اسکے لیے چاہیے ہے

کلید کرم بود در بدو کار
کنجی خدا کی بخشش کا تھا ابتداے پیدایش مین
گشاده بدو قفل چندین حصار
کھلے جس سے قفل کتنے قلعون کے

فراخی بدو دعوتِ تنگ را
زیادتی اسکے سبب سے تھوڑے کھانے کو
گواہے براعجاز او سنگ را
گواہی اسکے معجزون پر پتھر کو

در نعت نبی صلعم

تهی‌دست سلطان پشمینه‌پوش
غریب بادشاه پشمینه پہننے والے

غلامی خرد پادشاهی فروش
غلامی یعنی عاجزی مول لینے والا اور پادشاہی یعنی غرور بیچنے والے

ز معراج او در شب ترکتاز
معراج یعنی چڑھائی اُسکی سے رات کی دوڑ یعنی دھاوے مین

معارج گران فلک را طراز
بلندی رہنے والون آسمان یعنی فرشتونکی آرایش

شب از چتر معراج او سایه
رات اُسکے چتر معراج کی سایه

وزان نردبان آسمان پایه
اور اُس سیڑھی سے آسمان ایک پایه

در معراج نبی صلی الله علیه و آله وسلم

پیمبر کی معراج کے بیان مین درود اللہ کا اُنپر اور اُنکی اولاد پر اور سلام

شبی کآسمان مجلس افروز کرد
ایک رات کہ آسمان نے مجلس آراستہ کی

شب از روشنی دعوی روز کرد
رات نے روشنی سے دعوی دن ہونیکا کیا

سراپرده هفت سلطان سریر
خیمه تخت سات بادشاه یعنی سات سیارون مین

بر آموده گوهر بچینی حریر
لگائے موتی چین کی حریر مین یعنی ستارے چمکے

سر سبزپوشان باغ بهشت
سردار سبزپوشون باغ بہشت یعنی رضوان نے

بسر سبزی آراسته کار و کشت
سرسبزی یعنی تازگی سے آراستہ کیا کھیتی کو

محمد که سلطان این مهد بود
محمد نے کہ بادشاه اس گہوارے یعنی آسمان کے تھے

ز چندین خلیفه ولی عهد بود
کتنے پادشاه یعنی پیمبرونکے قایم مقام تھے

سر نافه در بیت اقصی گشاد
سر نافے کا گھر یعنی مسجد اقصے مین کھولا یعنی اُسکو معطر کیا

ز ناف زمین سر باقصی نهاد
ناف زمین یعنی مکے سے سر طرف کنارے کے رکھا

ز بند جهان داد خود را خلاص
جہان کی فکر سے آپ کو آزادی دی

بمعشوقی عرشیان گشت خاص
عرش والون یعنی فرشتون کی خاص معشوقی مین ہوے

در معراج نبی صلعم

بنه بست زین کوی هفتاد راه — بهفتم فلک برزده بارگاه

اسباب باندھا اس ستر گلیون کے راستے یعنی دنیا کے — ساتوین آسمان پر خیمہ لگایا یعنی پہونچے

دل از کارِ نُه حجره پرداخته — بنُه حجرهٔ آسمان تاخته

دلکو نو حجرون یعنی بیویون کے کام سے فارغ کیا — طرف نو حجرون آسمان کے دوڑے یعنی چلے

برون جست ازین گنبد چار بند — فرس رانده بر هفت چرخ بلند

باہر نکلے اس گنبد اربعہ عناصر سے بنے ہوئی یعنی دنیا کے — گھوڑا دوڑایا ساتون بلند آسمانون پر

براقی شتابنده زیرش چو برق — ستامش چو خورشید در نور غرق

ایک براق نیچے اسکی ران کی بجلی کی طرح تیز دوڑنیوالا — ساز اسکا آفتاب کی طرح نور مین ڈوبا ہوا

سهیلے بر اوج عرب تافته — ز یمن یمن رنگ ازو یافته

مثل سہیل کے بلندی عرب یعنی مکہ معظمہ پر چمکا یعنی دوڑا — یمن کے چہرے سے یعنی رہنے والون نے رنگ روپ یعنی آب اس سے پایا

بریشم تنی بلکه لولو سمی — رونده چو لولو برابریشمی

ایک ریشم کا سا بدن بلکہ مثل موتی کے سم والا — تیز دوڑنے والا موتی کی طرح ریشم پر

نه آهو ولے نافه از مشک پُر — چو دندان آهو برآموده دُر

ہرن نہین لیکن نافہ مشک سے بھری ہوئی — ہرن کے دانتون کی طرح موتی سے جڑے ہوے

از ان خوش عنان‌تر که آید گمان — وزان تیزروتر که تیر از کمان

اس سے زیادہ خوش عنان کہ گمان مین آوے — اور اس سے تیز چلنے والا زیادہ جیسے کمان سے تیر

شتابنده‌تر وهم علوی خرام — ازو باز پس مانده هفتاد گام

دوڑنے والا زیادہ خیال بلند جانے والا — اس سے پیچھے رہ گیا ستر قدم

بعالم کشائی فرشته وشی — نه عالم کشائی که عالم کشی

جہان کے لے لینے یعنی سیر کرنے مین ایک فرشتہ صورت — نہیں صرف ایک جہان کا لینے والا بلکہ جہان کا بوجھ اٹھانے والا

بشبرنگی آن شبچراغ گشت مست — چو ماه آمده شب‌چراغی بدست

اپنے سیاہ رنگ ہونے پر وہ گھوڑا بہت مست ہوا — مثل چاند کے ایک لعل کو ہاتھ مین لیے یعنی پیمبر کو سوار کیے ہوے

چنان شد که از تیزی گامِ او
ایسا گیا کہ اوسکے قدم کی تیزی سے
سبق برد بر جنبش آرامِ او
غالب ہوا آرام یعنی سکون پر اُسکا چلنا

قدم بر قیاس نظر میکشاد
قدم نظر کے اندازے پر رکھتا تھا
مگر خود قدم بر نظر می نہاد
تحقیق کر یعنی واقعی قدم نظر پر رکھتا تھا

پیمبر بران ختلی رہ نورد
پیمبر نے اس تیز رو خوبصورت گھوڑے پر یعنی سوار ہو کر
برآورد ازین آب گردنده گرد
ہلاکی نکالی یعنی پامال کیا اس گھومنے والے پانی یعنی آسمان سے

ہم او راہ دان ہم فرس راہوار
گھوڑا راہ چلنے والا اور وہ راہ کا جاننے والا
زہے شاہ مرکب زہی شہسوار
کیا اچھا گھوڑا تھا بادشاہ یعنی براق کیا اچھا چابک سوار یعنی پیمبر

چو زین جا نگہ عزم دروازہ کرد
جب اُسنے اس جگہ یعنی زمین سے ارادہ آسمان کا کیا
بدستش فلک خرقہ را تازہ کرد
اُسکے ہاتھ سے آسمان نے نئی خلعت حاصل کیے

سواد فلک گشت گلشن بدو
سیاہی آسمان کی یعنی صحن آسمان اُس سے باغ ہو گیا
شدہ روشنان چشم روشن بدو
ستارون کی آنکھین روشن ہو گئین اُس سے

دران پردہ کز گرد ہا بود پاک
اُس پردہ خلوت مین کہ تعلقات سے پاک ہے
نشایست شد دامن آلودہ خاک
نہ چاہیے جانا دامن مین خاک لگائے ہوئے

بدریای ہفت اختر آمد نخست
دریاے ساتون آسمان ستارہ دار مین پہلے آیا
قدم را بہفت آب خاکی بشست
پانون کو ہفت دریاے خاکی یعنی ہفت اقلیم سے دھویا

رہا کرد بر انجم اسباب را
چھوڑ دیا ستارون پر اسباب یعنی صفات نفسانی کو
بمہ داد گہوارۂ خواب را
چاند کو دیا سونے کے لیے گہوارہ

پس آنگہ قلم بر عطارد شکست
بعد اُسکے قلم عطارد پر توڑا یعنی لکھنا اُسپر ختم کیا
کہ اے قلم را انگیر در دست
کہ ناخواندہ قلم نہین ہاتھ سے پکڑتا ہے یعنی عطارد کو قلم پکڑنا تھا

طلاق طبیعت بناہید داد
تیزی طبیعت کی ناہید کو عطا کی
بشکرانہ قرصے بخورشید داد
شکرانے مین ایک روٹی آفتاب کو دی

در معراج نبی صلعم

بمریخ داد آتش خشم خویش
مریخ کو دی آگ اپنے غصے کی

کہ خشم اندران رہ نمیرفت پیش
کہ غصہ اس کا راہ مین آگے نہ جا سکتا تھا

رعونت رہا کرد بر مشتری
خودآرائی چھوڑ دی مشتری یعنی برہسپت کے لیے

نگین دگر زد بر انگشتری
نگینہ دوسرا جڑا انگوٹھی پر یعنی اپنی صورت دوسری پیدا کی

سواد سفینہ بکیوان سپرد
سیاہی کتاب کی زحل یعنی سنیچر کے حوالے کی

بجز گوہر پاک باخود نبرد
سوا جوہر پاک کے اپنے ساتھ کچھ نہ لیگیا

بپرداخت نزلی بہر منزلے
خالی کیا ہر ایک تحفہ ہر ایک مقام پر

چنان کو فرو ماند تنہا دلے
ایسا کہ اسکے پاس فقط ایک دل رہ گیا

شدہ جان پیغمبران خاک او
جان پیغمبرون کی ہوئی خاک اسکی

زدہ دست ہر یک بفتراک او
مارا یعنی ہاتھ ڈالا ہر ایک نے اوسکے شکاربند مین

کمر بر کمر کوہ بر کوہ رہ اند
بلندی بلندی پہاڑون پہاڑون چلا یا

گریوہ گریوہ جنیبت جہاند
ٹیلے ٹیلے یعنی ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر گھوڑا کدایا

در معراج نبی صلعم

بہارے ونیش خضر و موسی دوان
اوسکی نقیبی مین دوڑتے ہوا یعنی حضرت خضر اور موسی اسکے نقیب تھے

مسیحا چہ گویم بموکب روان
عیسی کو کیا بتلاؤن سواری کے پیچھے دوڑتے تھے

نہ اندازہ آنکہ یکدم زنند
نہ وہ اندازہ کہ جتنی دیر مین ایک سانس لین یا بول سکین

نہ آنچ چشم زخمی کہ برہم زنند
بلکہ اتنی بھی دیر نہین کہ ایک پلک باہم مارین

زنہ پشتۂ آسمان درگذشت
نو پشتہ یعنی نو آسمانون سے گذر گیا

زمین و زمان را ورق درنوشت
زمین اور زمانے کے ورق کو لپیٹا یعنی طے کیا

ندیدہ زتعجیل ناورد او
نہ دیکھی جلد چلنے اسکے سے

کس از گرد برگرد او گرد او
کسی نے اسکے گرد والون سے گرد راہ اسکی

زپرتاب تیرش دران ترکتاز
تیر اندازی یعنی جلد چلنے اسکے سے اس جلد چلنے مین

فلک تیر پرتاب ہا ماندہ باز
آسمان کے تیر پرتاب یعنی سب آسمان پیچھے رہ گئے

در معراج نبی صلعم

تنیده تنش بر رصدهای دور
لپیٹے اُسکے بدن نے دور دور کی بلندی کے

بروحانیان بر جسدهای نور
فرشتون کے بدنون پر جسم یعنی لباس نور کے

دران راه بی راه ز آوارگی
اُس راه مین جو آوارگی سے دور تھی

همش بار مانده همش بارگی
اسباب بھی اُنکا پیچھے ره گیا اور گھوڑا بھی

پر جبرئیل از رهش ریخته
پر جبرئیل کے اُسکی راه سے گرے یعنی تھک گئے

سرافیل زان صدمه بگریخته
اسرافیل اُس صدمے سے بھاگ گئے

ز رفرف گذشته بفرسنگها
رفرف یعنی اپنے مقام سے کوسون دور جا کر

وزان پرده بنمود آهنگها
اور اُس پردے یعنی دوری کی چلائی یعنی درود پڑھنے لگے

ز دروازهٔ سدره تا ساق عرش
سدرة المنتہی کے دروازے سے عرش کے برابر تک

قدم بر قدم عصمت افگنده فرش
ہر ہر قدم پر پاکی نے فرش بچھا دیا

ز دیوانگه عرشیان در گذشت
عرش والون کی کچہری یعنی ملائکہ مقربین سے آگے بڑھا

بدرج آمد و درج را در نوشت
تجلی ذاتی مین پونہچا اور اُس تجلی کو بھی طے کیا

جهت را ولایت بپایان رسید
جہت یعنی قرابت کی ولایت کی انتہا کو پہونچا

قطیعت بپرگار دوران رسید
قطع کرتا قرابتون کا زمانے کی پرکار تک پہونچایا

زمین زاده بر آسمان تاخته
زمین پر پیدا ہو کر آسمان پر پہونچے

زمین و زمان را پس انداخته
زمین اور زمانے کو پیچھے چھوڑ دیا

مجرد روی را بجائے رساند
ایک تنہا چلنے والے کو قدرت نے وہان تک پونہچایا

که از بود او هیچ باوے نماند
کہ ہستی یعنی تعلقات دنیوی سے کچھ اُسکے پاس نہ رہا

چو شد در ره نیستی چرخ زن
جب نیستی کی راه مین چکر مارنے لگا

برون آمد از هستی خویشتن
اپنی ہستی سے باہر نکل گیا

دران دائره گردش راه او
اُس دائرے مین اُسکی گردش راه نے

نمود از سر او قدم گاه او
دکھلایا اُسکے سر سے اُسکی نشان قدم کو یعنی بلندی پستی کچھ نہ رہی

در معراج نبی صلعم

رہی رفت بی زیر و بالا دلیر
وہ راہ دلیرانہ گیا جسمین نیچا اونچا کچھ نہ تھا

کہ در دائرہ نیست بالا و زیر
جس طرح دائرے مین بلندی اور پستی نہین یعنی ہر طرف برابر ہے

حجابٹ سیاست بر انداختند
پردہ حکومت کا درمیان سے اولٹا

ز بیگانگان حجرہ پرداختند
غیرون سے مکان کو خالی کردیا

در آنجائی کاندیشہ نادید جای
اس جگہ جس جگہ کو اندیشے نے بھی نہین دیکھا

درود از محمد قبول از خدای
تحیات اور نماز محمد سے اور قبول فرمانا خدا تعالیٰ سے

کلامیکہ بی آلہ آمد شنید
جو کلام کہ بے اوزار یعنی زبان کے نکلا وہ سنا

لقائی کہ آن دیدنی بود دید
وہ رویت کہ اسنے دیکھی قابل دیکھنے کے تھی

چنان دید کز حضرت ذو الجلال
ایسا دیکھا کہ درگاہ صاحب بزرگی یعنی باری تعالیٰ سے

نہ زانسو جہت بد نہ زین سو خیال
نہ اس طرف سے کوئی جہت تھی نہ اس طرف سے خیال تھا

ہمہ دیدہ گشتہ چو نرگس تنش
اسکے تمام بدن مین مثل نرگس کے آنکھین ہوگئین

نگشتہ یکی خار پیرامنش
نہوا کوئی کانٹا گرد اسکے یعنی کوئی مانع نہوا

دران نرگسین جبروت کان باغ داشت
اس نرگس کے باغ مین کہ وہ باغ رکھتا تھا

مگر چشم او کحل مازاغ داشت
مگر آنکھ اسکی سرمہ آیہ مازاغ البصر کا لگائے تھی

گذر بر سر خوان اخلاص کرد
گذر سر خوان اخلاص پر کیا

ہم او خورد و ہم بخشش با خاص کرد
آپ بھی کھایا اور حصہ ہم لوگون یعنی مخلوقات کا بھی لگایا

دلش نور فضل الٰہی گرفت
اسکے دل نے فضل خدا کا نور قبول کیا

یتیمی نگر تا چہ شاہی گرفت
ایک یتیم کو دیکھ کہ کیا خوب پادشاہی لی یعنی پائی

سوی عالم آمد رخ افروختہ
دنیا کی طرف پلٹا منھ چمکتا ہوا

ہمہ علم علوی در آموختہ
تمام علم حکمت الٰہی کے سیکھے ہوے

چنان رفت و آمد باز پس
ایسی طرح گیا اور آیا واپس

کہ ناید در اندیشہ ہیچکس
کہ کسی کے خیال مین نہین آسکتا ہے

در معراج نبی صلعم

ز گرمی که چون برق پیموده راه
اوس تیزی سے کہ بجلی کی طرح راہ طے کی

نشد گرمی از بستر خوابگاه
گرمی نہ گئی خوابگاہ کے بچھونے سے

ندانم که شب را چه احوال بود
مین نہین جانتا ہون کہ اُس رات کا کیا حال تھا

شبی بود یا خود یکی سال بود
ایک رات تھی یا واقعی برابر ایک برس کے تھی

چو شاید که جانها ما در وے
جب ممکن ہے کہ جانین یعنی خیال ہمارا دم بھر مین

بر آید به پیرامن عالمے
گھوم آوین گرداگرد ایک جہان کے

تن او که صافی تر از جان ماست
جسم پیغمبر کا کہ ہماری جان سے زیادہ صاف ہے

اگر شد بیک لحظه آمد رواست
ایکدم مین اگر گیا اور آیا جائز یعنی صحیح ہے

به ار گوهر جان نثارش کنم
بہتر ہے اگر جان کے موتی اُسکے قربان کرون مین

ثناخوانی چار یارش کنم
اُسکے چارون اصحاب کی تعریف کرون مین

گهر خر چهار اند و گوهر چهار
چار جوہر یعنی صدق عدل حیا شجاعت

فرو شنده را با فضولے چه کار
بیچنے یعنی تعریف کرنیوالے کو ایک دوسرے کو فضیلت دینے سے کیا واسطہ

بمهر علی گر چه محکم پیم
اگر چہ حضرت علی رضی کی محبت مین ثابت قدم ہون مین

ز عشق عمر نیز خالی نیم
لیکن حضرت عمر رضی کے عشق سے بھی خالی نہین ہون

همیدون درین چشم روشن دماغ
اسی طرح اس روشن دماغ آنکھ مین

ابو بکر شمعست و عثمان چراغ
ابو بکر شمع ہین اور عثمان رضی چراغ ہین

بدین چار سلطان درویش نام
انہی چار بادشاہون فقیرانہ نام سے

شده چار تکبیر دولت تمام
ہوئین چارون بزرگیان دولت کی درست

زهے پیشواے فرستادگان
کیا خوب پیشوا بھیجے ہوئے یعنی رسولون کے

پذیرنده عذر افتادگان
قبول کرنے والے عاجزون کے عذر کے

به آغاز ملک اولین رایتے
آغاز ملک یعنی آفرینش مین پہلا علم

بپایان دور آخرین آیتے
انتہاے زمانہ مین آیت آخری یعنی خاتم المرسلین

گزیدن کردهٔ هر دو عالم توئی
پسند کیا ہوا دونوں جہان کا تو ہی ہے

چو تو گر کسے باشد آنہم توئی
تیری طرح کا اگر کوئی ہو وہ بھی تو ہی ہوگا

توئی قفل گنجینہا را کلید
تو خزانوں کے قفل کی کنجی ہے

در نیک و بد کرده بر ما پدید
تو ہی نے دروازے نیکی اور بدی کے ہم پر ظاہر کیے

شب و روز ما را بہ بی ذمتے
رات دن بغیر ہم سے کسی عہد و پیمان کے

سجل بر زده کامتے امتے
مہر کردی کہ میری امت ہو میری امت ہے

من از امتان کمترین خاک تو
میں تیری تمام امت والوں سے ایک مشت خاک ہوں

بدین لاغری صید فتراک تو
اور باوصف اس حقیر ہونیکے تیری شکاربند کا شکار ہوں

نظامی که در گنجه شد شهر بند
نظامی کہ شہر گنجہ میں قید یعنی رہتا ہے

مبادا از سلام تو نا بہره مند
ایسا نہو جیو کہ تیرے سلام سے بے نصیب ہے

در سبب نظم کتاب گوید

کتاب کے نظم کرنے کا سبب بیان کرتا ہے

شبی چون سحر زیور آراسته
ایک رات مثل صبح کے زیور سے آراستہ

بچندین دعای سحر خواسته
کتنے دنوں صبح اوٹھکر دعا مانگ کر پائی

ز مهتاب روشن جهان تابناک
چاند کی روشنی سے جہان روشن

برون ریخته نافه از ناف خاک
باہر نکلی سیاہی رات کی ناف سے

تهی گشت بازار خاک از خروش
خالی ہوگیا بازار زمین کی شور سے

ز بانگ جرس ها برآسوده گوش
قافلے کے گھنٹوں سے کانوں نے آرام پایا

رقیبان شب گشته سرمست خواب
چوکیدار رات کے ہوگئے نیند میں غافل

فرو برده سر صبح صادق بآب
صبح صادق پانی میں غرق ہوگیا یعنی صبح نہوتی تھی

سبب نظم کتاب

سبب نظم کتاب

من از شغل گیتی برافشانده دست
مین بھی امور دنیوی سے ہاتھ جھاڑ کر یعنی فارغ

بزنجیر فکرت شده پای بست
فکر کی زنجیر مین قید ہوگیا یعنی فکر کرنے لگا

گشاده دل و دیده بردوخته
دل کھلا ہوا اور آنکھین بند کیے ہوئے

بره داشتن خاطر افروخته
انتظار تصنیف مین دل روشن یعنی متوجہ کیے ہوئے

که چون بایدم طرحی انداختن
کہ کیونکر چاہیے مجھکو ایک جال بنانا

شکاری دران طرح انداختن
ایک شکار اوس جال مین ڈالنا

فگنده سرم را سراسیمه وار
ڈالا مین نے سر کو دیوانون کی طرح

چو بالین گوران بگوران نگار
مثل سرھانے گورون کے نگارخانۂ گور مین

سرم بر سر زانو آورده جای
سر میرے نے زانو پر جگہ کی یعنی تکیہ لگایا

زمین زیر سر آسمان زیر پای
زمین نیچے سر کے آسمان پاے فکر کے نیچے

قراری نه در نبض اعضای من
میرے اعضا کی نبض مین کوئی قرار باقی نرہا فکر سے

سر من شده کرسی پای من
سر میرا میری پانوکی کرسی ہوگیا یعنی ایسے جھککر کھاٹ گر سر نیچے پانون اوپر

بجولان اندیشه ره نورد
خیال کے گھوڑے دوڑانے سے

ز پهلو به پهلو شدم گردگرد
ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر گھومتا رہا یعنی چکر کھاتا رہا مین

تن خویش در گوشه بگذاشته
اپنے بدن کو گوشے مین چھوڑکر یعنی خیالات بشری چھوڑ

بصحرای جان توشه برداشته
واسطے جنگل جان یعنی سیر عالم ارواح کے توشہ لیا

گه از لوح ناخوانده عبرت پذیر
کبھی بے پڑھی یعنی بغیر شہرت یافتہ کتابون سے عبرت کرنے والا

گه از صحف پیشینیان درس گیر
کبھی اگلی کتابون سے سبق لینے والا تھا

چو شمع آتش افتاد در باغ من
شمع کی طرح میرا باغ یعنی جسم فکر سے جلنے لگا

شده باغ من آتشین داغ من
آتشین داغ ہوگیا یعنی جل گیا باغ میرا

گدازنده چون موم در آفتاب
گھلنے والے موم کی طرح دھوپ مین

بمومی چنان بسته در دیده خواب
موم سے ایسی میری آنکھون کی نیند بندھی کہ نیند نہ آئی

سبب نظم کتاب

مگر جادوان از من آموختند | که از موم خود خواب را دوختند

شاید کہ جادوگرون نے مجھسے سیکھا | کہ اپنے موم سے نیند کو باندھا یعنی باندھتے ہین

دران رہگذرہای اندیشہ ناک | پراگندہ شد در سرم مغز پاک

ان خوفناک راستون مین | پریشان ہوگیا میرے سر مین پاک مغز

درآمد بمن خوابی از جوش مغز | درآنخواب دیدم یکی باغ نغز

مغز کے جوش کھانے سے مجکو کچھ نیند آگئی | اس خواب مین دیکھا مین نے ایک نادر باغ

کزان باغ رنگین رطب چیدمی | وزو دادمے ہر کرا دیدمے

یعنی اس باغ رنگین سے چھوہارے توڑتا تھا مین | دیدیتا مین اُنہین سے جسکو دیکھتا تھا مین

رطب چین درآمد ز نوشینہ خواب | دماغی پر آتش دہانی پرآب

چھوہارا چننے والا یعنی مین جب میٹھی نیند سے جاگا | دماغ آگ یعنی گرمی کا بھرا مُنھ پانی یعنی تری سے بھرا

موذن برآورد بانگ قنوت | کہ سبحان حیّ الذی لایموت

اذان دینے والے نے نکالی پہلی آواز | کہ پاک ہے وہ زندہ جو نہین مرتا ہے یعنی خدا تعالے

درآمد ز من نالۂ ناگہی | کز اندیشہ پر گشتم از خود تہی

نکلا مجھسے ایکبارگی ایک شور یعنی مین چلایا | کہ اندیشہ سے بھر گیا آپ سے خالی یعنی بیہوش ہوگیا مین

چو صبح سعادت درآمد پگاہ | شدم زندہ چون باد در صبحگاہ

جب صبح نیکبختی کی ہوئی صبح کو یعنی سویرے سے | جاگا مین ہوا کی طرح فوراً بہت تڑکے

شب افروز شمعے برافروختم | وز اندیشہ چون شمع می سوختم

رات کی جلی ہوئی شمع پھر روشن کی مین نے | اور اُسی خیال سے شمع کیطرح پھر جلنے لگا مین

دلم با زبان در سخن پروری | چو ہاروت و زہرہ بافسونگری

دل میرا زبان کے ساتھ چرب زبانی مین | ہاروت اور زہرہ کی طرح جادوگری مین

کہ بی شغل چندین نباید نشست | دگر بار طرز نو آرم بدست

کہ بیکار اس قدر نہ چاہیے بیٹھنا | دوسری بار ایک نیا طریقہ ہاتھ مین لانا یعنی لیتا ہون

نغز کے معنی نادر و عجیب ۱۲

سبب نظم کتاب

نوائی غریب آورم در سرود
ایک نادر آواز لاؤ مین گانے مین یعنی ایک نادر قصہ کہتا ہون

دہم جان پیشینیان را درود
اگلون کی جان پر بھیجتا ہون مین درود

بر آرم چراغے ز پروانۂ
نکالتا ہون مین ایک پروانے سے ایک چراغ

درختے بر آرم ز یک دانۂ
ایک دانے سے ایک درخت پیدا کرتا ہون مین

کہ ہر کافگند میوہ زین درخت
اسلیے جو کوئی اس درخت سے میوہ توڑے یعنی پڑھے

نشانندہ را گوید ای نیکبخت
درخت لگانیوالے یعنی مصنف کو نیکبخت بتاوے

بشرطیکہ مشتی فرومایگان
بشرطیکہ یہ تھوڑے قلیل البضاعت یعنی کچے شاعر

نہ دزدند کالاے ہمسایگان
نہ چراوین اسباب پڑوسیون یعنی ہمعصرون کا

گرفتم سر تیز ہوشان منم
فرض کیا مین نے سردار عقلمندونکا ہون مین

شہنشاہ گوہر فروشان منم
بادشاہ جوہریون یعنی شاعرون کا مین ہون

ہمہ خوشہ چینند و من دانہ کار
تمام خوشہ چین یعنی شاگرد ہین اور مین دانہ بونے والا یعنی استاد

ہمہ خانہ پردازو من خانہ دار
سب گھر کا کام کرنے والے یعنی نوکر اور مین گھروالا رئیس

درین چارسو چون نہم دستگاہ
اس چورا ہے یعنی بازار مین جب رکھتا ہون مین اسباب

کہ ایمن نباشم ز دزدان راہ
کہ بیخوف نہین ہون یعنی ہونہین ڈکیتون سے

کہ دارد دکانے درین چارسو
کون دکان رکھتا ہے اس بازار مین

کہ رخنہ ندارد ز بسیار سو
کہ اندیشہ بہت طرف سے نہین رکھتا ہے

چو دریا چرا ترسم از قطرہ دزد
دریا کی طرح کیونکر ڈرون مین ایک بوند چرانیوالے سے

کہ ابرم دہد بیش ازان دستمزد
کہ ابر مجھکو دیگا اس سے زیادہ مزدوری

اگر برفروزی چو مہ صد چراغ
اگر روشن کرے تو چاند کے ایسے سنو چراغ

ز خورشید باشد برو نام داغ
آفتاب سے ہوگا اسکے نام پر داغ یعنی سکہ

حکایت تمثیلی

مثالیہ حکایت

شنیدم کہ رندی جگر تافتہ
سنا میں نے کہ ایک تنگ تکلیف پایا ہوا یعنی غریب

درستی کہن داشت نو یافتہ
ایک اشرفی پُرانی نئی پائی ہوئی اپنے پاس رکھتا تھا

شنیدہ ز پیران دینار سنج
سنا تھا اُسنے بڈھے صرافوں سے

کہ زر زر کشد در جہان گنج گنج
کہ روپیہ کو روپیہ کھینچتا ہی جہان میں خزانے کو خزانہ

ببازار شد تا بزر زر کشد
بازار میں گیا تاکہ سونے سے سونا کھینچے

بیک مغربی مغربی در کشد
ایک اشرفی سے بہت سے خالص سونے کو کھینچے

بدکان جوہر فروشے رسید
ایک جوہری کی دکان پر پہونچا یعنی گیا

کہ زر بیشتر زان بیکجا ندید
کہ اُس سے زیادہ سونا اُسنے کسی دکان میں نہ دیکھا

فروریختہ زر یک انبار چست
لگا ہوا یعنی چمکیلا پایا ہوا ایک بڑا سونے کا ڈھیر

قراضش قراضہ درستش درست
سونے کے ٹکڑے الگ اور اشرفیاں الگ

بامید آن گنج دیوار بست
اُس خزانے دیوار کی طرح بلندی کی امید میں

بینداخت دینار خود را ز دست
پھینک دیا اپنی اشرفی کو ہاتھ سے

چو دینارش از دست پرواز کرد
دینار جیسے ہی اسکے ہاتھ سے اُڑا یعنی چھوٹا

سوئے گنج صراف سر باز کرد
طرف کی خزانے کی طرف رخ کیا یعنی اسمیں جا ملگیا

فرو ماند مرد از زر انگیختن
عاجز رہا مرد روپیہ یعنی اپنی اشرفی اُٹھانے سے

وزان یکعدد در صد آمیختن
اور اُس ایک عدد کو سیکڑوں میں ملانے سے

بزاری نمود از پے زر خروش
چلا چلا کر واسطے روپیہ کے چلایا

بنالید بر مرد جوہر فروش
رونے لگا سامنے اُس جوہری کے

که از ملک دنیا بچندین درنگ
کہ ملک دنیا سے اتنے دنون یعنی عرصے مین

درستی زر آورده بودم بچنگ
ایک اشرفی سونے کی میرے ہاتھ آگئی تھی

شنیدم نه از زیرکی زابلهی
سُنا تھا مین نے نہین دانائی سے بلکہ احمقی سے

که زر زر کشد چون برابر نهی
کہ سونے کو سونا کھینچتا ہے اگر تو برابر رکھدے

بگنجینهٔ این دکان تاختم
اس دکان کے خزانے کی طرف دوڑا مین

زر خود بدان زر بر انداختم
اپنے سونے کو اس سونے پر پھینکدیا مین نے

مگر گرد آن زر برین ریخته
شاید ہو وہ سونا اس گری ہوے کے شریک

خود این زر بدان زر شد آمیخته
آپ ہی یہ سونا یعنی میری اشرفی اُس سونے مین ملگئی

بخندید صراف آزاد مرد
ہنسا صراف آزاد مرد یعنی صاف دل

وز آمیزش زر بدو قصه کرد
اور سونے کے ملنے کا اُس سے قصہ بیان کیا

که بسیار ناید بر اندکی
کہ بہت نہین آتے ہین پاس ایک کے

یکی بر صد آید نه صد بر یکی
ایک پر سو غالب ہوتے ہین نہین سو پر ایک

هر آنکس که شد دزد گنجگاه من
جو شخص کہ چور ہوا میرے خزانے کا

بس ست این مثل شحنهٔ راه من
یہ مثال کافی ہے میرے شحنہ راہ کیطرف سے

بسا آسیا کو غریوان بود
بہت سی چکیان کہ وہ شور کرنیوالی ہوتی ہین یعنی شعرا

چو بینند مزدور دیوان بود
جب دیکھی جاتی ہین دیوان کی مزدور ہوتے ہین یعنی چوریکا کلام پڑھتے ہین

ز دزدان مرا بس شد این مزد مزد
چورون سے مجھکو کافی ہے اپنی یہ مزدوری

که بر من نیارند زد بانگ دزد
کہ مجھپر کوئی چوری کا حرف نہین لگا سکتا ہے

سیاهان که تاراج ره می کنند
حبشی یعنی بدو لوگ کہ راستہ لوٹتے ہین

بدزدی جهان را سیه می کنند
چوری سے جہان کو خراب کرتے ہین

بروز آتشی بر نیارند گرم
دن کو ایک آگ تیز نہین روشن کرتے یعنی نہین نکلتے

که دارد همی دیده از دیده شرم
کہ چار آنکھون کی شرم رکھتے ہین

حکایت تمثیلی

حکایت تمثیلے

وبیران نگرتا بروز سپید
سنسنیون کو دیکھ کر روز روشن مین یعنی بیخوف

قلم چون تراشند از مشک بید
قلم کیونکر تراشتے ہین مشک بید سے

نہان مرا کا شکارا برند
پوشیدہ یعنی شعر میرے کو کہ ظاہر مین لیجاتے ہین

در گنجہ است اگر تا بخارا برند
گنجہ سے ہین اگر وہ بخارا تک لیجاوین

بجزند کالا کہ نہان بود
مول لیتے ہین وہ اسباب خریدار جو پوشیدہ ہوتا ہے

کہ کالای دزد دیدہ ارزان بود
کسلیے کہ اسباب چوری کا سستا ہوتا ہے

ولیکن چو عیب آشکارا شود
لیکن جب عیب ظاہر ہو جاتا ہے

دل دوست خود بی مدارا شود
دل دوست یعنی سننے والے کا بے لطف ہو جاتا ہے

اگر دزد بردہ برآرد نفیر
اگر چور کا لے گیا ہوا یعنی میرا کلام خود بول اوٹھے

بُرد دوست او شحنہ دزد گیر
کاٹے ہاتھ اُسکے کوتوال چور کا گرفتار کرنیوالا

بہ از من گذارم کہ خود روزگار
بہتر ہے اگر مین چھوڑ دون کہ آپ ہی زمانہ

بہر نیک و بد باشد آموزگار
ہر نیک اور بد کو سکھا دیتا ہے

ترازوی گردون گردان بسیج
ترازو آسمان گھومنے والے کے ارادہ کی

نماند و نماند سنجیدہ ہیچ
بغیر وزن کیے نہ رہنے دیگی اور نہ رہنے دیا ہے کچھ

بیا ساقی از می نشان دہ مرا
ساقی مجھکو اُس شراب کا پتا بتلادے

وزان دارو بیہشان دہ مرا
اور اُس بیہوشوں کی دوا سے دے مجھکو

ازان دارو تلخ بیہش کنم
اُسی کڑوی شراب سے بیہوش کر مجھکو

مگر خویشتن را فراموش کنم
تاکہ آپ کو بالکل بھول جاؤن مین

حکایت ایضاً بحسب حال و سبب نظم کتاب گوید

اور یہ حکایت بھی اپنے حسب حال اور کتاب نظم کرنے کے سبب مین بیان کرتا ہے

حکایت حسب حال خود

نظامی بسا صاحب آوازہ
اے نظامی تو نہایت مشہور شخص ہے
کہن گشتی و ہمچنان تازہ
اگرچہ پرانا ہو گیا ہے مگر کلام تیرا ویسا ہی تازہ ہے

چو شیران بسر پنجہ بگشای چنگ
شیرون کیطرح اپنی قوت سر کا چنگل کھول
چو روبہ میالای خود را برنگ
لومڑی کی طرح آپکو رنگ یعنی مکر مین آلودہ نہ کر

شنیدم کہ روباہ رنگین بروس
سُنا مین نے کہ لومڑی رنگین شہر روس مین
خود آرای باشد برنگ عروس
اپنی آراستہ کرنیوالی یعنی خوبصورت ہوتی ہے مثل نئی دلہن کے

چو باران بود روز یا باد گرد
جب دن مینھ یا آندھی کا ہوتا ہے
برون ناورد موی خویش از نورد
نہین باہر نکالتی ہے اپنے بالونکو گھونسلے سے

بہ کنجے کند بے علف جای خویش
ایک گوشے مین بغیر چارے کے بیٹھ رہتی ہے
نہ لیسد مگر دست یا پای خویش
مگر مٹی یا پانی مین آلودہ نہین ہونے دیتی ہاتھ پاؤن اپنے

پی پوستین خون خود را خورد
لیے اپنی پوستین کے لیے اپنا خون کھاتی ہے
ہمہ کس تن و پوست را پرورد
سب لوگ بدن کو وہ پوست کی پرورش کرتی ہے

سرانجام کاید اجل سوی او
آخر کار جب آتی ہے موت اُسکی طرف
وبال تن او شود موی او
عذاب اُسکے بدن کے ہو جاتے ہین بال اُسکے

بدان مو ینہ قصد خونش کنند
اُسکی پوستین کے لیے اُسکے مار ڈالنے کا ارادہ کرتے ہین
برسوائی از تن برونش کنند
خرابی سے اُسکے بدن سے اُوتار لیتے ہین

بساطی چہ آید بر آراستن
ایسا بچھونا کس کام آوے سنوارنا یعنی بچھانا
کزو ناگزیرست برخاستن
کہ اُس سے اُٹھنا ضروری ہووے

ہر آن جانور کو خود آرای نیست
جو جانور کہ وہ اپنا سنوارنیوالا یعنی خوبصورت نہین ہے
طمع را بآزار او رای نیست
لالچ کو اُسکے تکلیف دینے مین چارہ نہین یعنی کوئی اُسکو نہین ستاتا

برون آی ازین پردہ ہفت رنگ
باہر نکل اس پردۂ ہفت رنگ سے
کہ زنگی بود آئنہ زیر زنگ
کہ اندھا ہو جاتا ہے آئینہ مورچہ لگنے سے

نه گوگرد سرخ و نه لعل سپید
نہ تو سرخ گندھک ہے اور نہ سفید لعل ہے
که جوینده یابد نه تو نا امید
کہ ڈھونڈھنے والا تجھسے نا امید ہو یعنی نہ پاوے

بس این جادوی پایه بر انگیختن
بس کر اس طرح سے جادوگری کرنے کو
چو جادو بکس در نیامیختن
مثل جادوگرون کے کسی سے ملاقات نہ کرنے کو

بهر دم در آمیز اگر مردمی
اگر تو آدمی ہے تو آدمیون سے رل
که با آدمی خوگرست آدمی
کہ آدمی کو آدمی سے لگاؤ ہے

اگر کان گنجی نیائی بدست
اگر تو وہ ہاتھ آنے والے خزانے کی کان ہے
بسی گنج زینگونه در خاک هست
تو اس طرح کے بہت خزانے زمین مین دفن ہین

چه گنجست کان ارمغانیم نیست
کون ایسا خزانہ ہے جو مجھکو حاصل نہین ہے
دریغا جوانی جوانیم نیست
افسوس ہے جوانی کا کہ جوان مین نہین ہون

چو دور اوفتد از میوه خور میوه دار
جب دور ہو میوہ کھانے والا سے میوہ دار یعنی میوہ فروش
چه خرما بود نخل بن را چه خار
کیا چھوہارا ہو کیا کانٹا چھوہارے کے درخت مین کیا کانٹا یعنی بیکار ہین

جوانی شد و زندگانی نماند
جب جوانی گئی اور زندگانی نہ رہی
جهان گو نمان چون جوانی نماند
جہان کو کہہ مت رہ جب جوانی ہی نہ رہی

جوانی بود خوبی آدمی
جوانی سے ہوتی ہے خوبی آدمی کی
چو خوبی رود کی بود خرمی
جب خوبی جاتی رہے کب خوشی ہووے

چو پی سست و پوسیده شد استخوان
جب قدم سست پڑ گئے اور ہڈیان بوسیدہ
دگر قصه خوبرویی مخوان
پھر خوبصورتی کا بیان مت کر یعنی بیکار ہے

غرور جوانی چو از سر گذشت
جب غرور جوانی کا سر سے یعنی دماغ سے نکل گیا
ز گستاخ کاری فرو شوی دست
گستاخیون سے ہاتھ دھو یعنی چھوڑ دے

بهی چهره باغ چندان بود
خوبی چہرہ باغ کی اتنی ہی یعنی جب تک رہتی ہے
که شمشاد با لاله خندان بود
کہ لالے اور سرو سے پھلا اور سبز ہے

حکایت حسب حال و سبب نظم کتاب

حکایت حسب حال و سبب نظم کتاب

چو باد خزانی در افتد بباغ
جب کوئی جھوکا پت جھاڑ کی ہوا کا باغ پر پڑ جاتا ہے

زمانہ دہد جای بلبل بزاغ
زمانہ بلبل کے آشیانے کو کوے کے حوالے کر دیتا ہے

شود برگ ریزان ز شاخ بلند
بلند شاخون سے پتے گر جاتے ہین

دل باغبان زان شود دردمند
باغبان کا دل اُس سے رنجیدہ ہو جاتا ہے

ریاحین ز بستان شود ناپدید
پھول خوشبودار باغ سے معدوم ہو جاتے ہین

در باغ را کس نجوید کلید
باغ کے دروازے کی کوئی کنجی تلاش نہین کرتا ہے

بنالی کہن بلبل سالخورد
اے پرانے بلبل اب تو نالہ کر یعنی رو

کہ رخسارۂ سرخ گل گشت زرد
کہ سرخ پھولون کے رخسارے زرد ہو گئے

دوتا شد سہی سرو آراستہ
جھک گیا سیدھا اور آراستہ سرو یعنی قد

کہ پیر شد از باغ برخاستہ
باغبان باغ سے اوٹھ گیا یعنی جوانی کی جانے سے لطف جاتا رہا

چو تاریخ پنجہ در آمد بسال
جب پچاس برس کی عمر ہو گئی

دگرگونہ شد بر شتابندہ حال
اور ہی طرح کا دوڑنیوالی یعنی سفر کرنیوالے کا حال ہو گیا

سر از بار سنگی در آمد بسنگ
سر بوجھ کے بھاری ہونے سے جھک گیا یا عاجز آ گیا

جمازہ تبنگ آمد از راہ تنگ
تیز رفتار اونٹ یعنی بدن چلنے یعنی حرکت سے عاجز ہو گیا

فرو ماند دستم ز می خواستن
شراب لینے یا مانگنے سے میری ہاتھ مجبور ہو گئے

گران گشت پایم ز برخاستن
بھاری ہو گئے میرے پاؤن اٹھنے سے یعنی نشست و برخاست سے

تنم گونہ لاجوردی گرفت
میرے بدن نے لاجورد کا رنگ پکڑا یعنی سیاہ ہو گیا

گلم سرخی انداخت زردی گرفت
میرے پھول نے سرخی چھوڑ دی زردی پکڑی

ہیون رونده زره مانده باز
گھوڑا تیز چلنے والا چلنے سے تھک گیا یعنی قوت نرہی

ببالین گہ آمد سرم را نیاز
سر میرے کو خواہش تکیے کی ہوئی یعنی لیٹ رہا

ہمان بور چوگانی بادپاے
وہی چوگان والا تیز رفتار گھوڑا

بصد زخم چوگان نجنبد ز جاے
چوگان کے صد ہا مار کھانے پر اب جگہ سے نہین ہلتا ہے

طرب خانه را گم شد کلید
شراب خانے مین عیش جوانی کی کنجی کھو گئی

نشان پشیمانی آمد پدید
پشیمانی کے نشان ظاہر ہوئے یعنی افعال جوانی کی پشیمانی ہوئی

برآمد ز کوه ابر کافور بار
پہاڑ سے ابر کافور برسانے والا اٹھا یعنی بال سپید ہو گئے

مزاج زمین گشت کافور خوار
مزاج جسم کا کافور خوار یعنی سرد یا نامرد ہو گیا

گہی دل برقص گرایش کند
کبھی دل چلنے کی طرف رغبت کرتا ہے

گہی خواب را سر ستایش کند
کبھی سر نیند کی تعریف کرتا ہے یعنی بوجہ ضعف پڑا رہتا ہے

عتاب عروسان درآمد بگوش
غصے جوان عورتون کا سننا پڑا یعنی ضعیفی نے بیکار کر دیا

صراحی تہی گشت و ساقی خموش
صراحی ہو گئی خالی تب ساقی چپ ہے یعنی تخم نہین رہا جوش جوانی نہین

سر از لہو پیچید و گوش از سماع
سر یعنی دماغ کھیل اور کان راگ سے نفرت کرنے لگے

که نزدیک شد کوچ را وداع
کیونکہ دنیا سے رخصت کا وقت قریب آ گیا

بوقت چنین کنج بہتر ز کاخ
ایسے وقت مین محل سے گوشہ بہتر ہے

که دوران کند دستیازی فراخ
جب گردش زمانے کی غارت گری خوب کر رہی ہو

تماشای پروانه چندان بود
تماشا یعنی لطف پروانون کا جبتک رہتا ہے

که شمع شب افروز خندان بود
جب تک رات کی روشن کرنے والی شمع جلتی رہتی ہے

چو از شمع خالی کنے خانه را
جب مکان کو شمع سے تم خالی کر دو

نه بینی دگر نقش پروانه را
پھر پروانے کا نشان بھی کہین نہ دیکھو

ق

بروز جوانی و نوزادگی
جوانی اور نوخیزی کے دنون مین

زدم لاف پیری و افتادگی
ڈینگ ماری یعنی دعوی کیا مین نے بڑھاپے اور عاجزی کا

کنون کی بغم شادمانی کنم
اب غمگین ہو کر کیونکر خوشی کر سکتا ہون مین

به پیرانه سر چون جوانی کنم
بڑھاپے مین کیونکر جوانی کا دعوی کر سکتا ہون

چو پوسیده چوبیکه در کنج باغ
مثل اس سڑی ہوئی لکڑی کے کہ باغ کے گوشے مین

فروزنده باشد بشب چون چراغ
روشن رہتی ہے رات کو مثل چراغ کے

شب افروز کرمیکه تابد ز دور
وہ جگنو جو رات کو چمکتا رہتا ہے
ز بی نوری شب زند لاف نور
رات کی تاریکی سے دعوے روشنی کا کرتا ہے

اگر خود بدیدی ورا فزایشی
اگر آپ میں کوئی بڑھنا یعنی ترقی دیکھتا میں
طلب کردمی جای آسایشی
تلاش کرتا میں کوئی آرام کی جگہ

بآسودگی عمر نو کردمی
آرام سے عمر کو تازہ کرتا میں
جهان را بشادی گرو کردمی
جہان کو خوشی کے عوض گرو رکھتا میں

چو روز جوانی بپایان رسید
جب دن جوانی کا تمام پر پہونچا یعنی جوانی ختم ہوئی
سپیده دم از مشرق آمد پدید
سپیدہ صبح کا ظاہر ہوا یعنی بڑھاپا آ گیا

بتدبیر آنم که شرمنده هم
اس تدبیر میں ہوں کہ کیونکر عبادت میں مشغول ہوں
چگونه پی از کار بیرون نهم
کیونکر قدم کام سے باہر رکھوں یعنی کاروبار دنیا سے فارغ ہوں

سری کو سزاوار باشد بتاج
جو سر کہ تاج دینے کے لائق ہووے
سر شانه گاه او شکسته عاج
موی بناگوش اسکے سفید ہوتے ہیں نہ کہ سیاہ

ازان پیش کاین هفت پرگار تیز
قبل اسکے کہ یہ تیز ہفت پرکار یعنی افلاک
کند خط عمر مرا ریز ریز
کریں میری عمر کے خط کو ٹکڑے ٹکڑے

درآرم سپهر خمه و دست خویش
نکالوں میں اوپر کمانچے سے اپنے ہاتھ
نگه دارم آوازه هست خویش
نگاہ رکھوں اپنی ہستی کی آوازی کو یعنی اپنی لیاقت کو ظاہر کروں

بهر مهره دستبازی کنم
ہر مہرے پر ہاتھ چلاؤں یعنی شاعری کروں میں
بوا مانده خود چاره سازی کنم
باقی رہی ہوئی یعنی یاد چھوڑنے کی تدبیر کروں میں

چو رهوار کیلم ازین پل گذشت
جب میرا گھوڑا گیل کا اس پل سے گذرا یعنی عمر ختم ہوئی
بگیلان ندارم سر بازگشت
گیلان کی طرف لوٹنے کا خیال نہیں کر سکتا یعنی عمر گذشتہ نہ لوٹیگی

درین ره چو من خوابیده بسی ست
اس راہ میں یعنی دنیا میں بہت لوگ سو گئے یعنی مر گئے ہیں
نیارد کسی یاد کانجا کسی ست
جنکی کوئی یاد بھی نہیں کرتا کہ یہاں کوئی پیدا ہوا تھا

حکایت
حسب حال سبب نظم کتاب

بیاد آوری تازہ کبک دری
یاد کرنا اے خوشخرام چکور یعنی اہل دنیا
گیاہی بینی از خاکم انگیختہ
گھاس دیکھو گے میری مٹی سے اُگی ہوئی
ہمہ خاک فرشم برآوردہ باد
میرے خاک کے فرش کو ہوا اڑا لے گئی
نہی دست بر شوشۂ خاک من
ہاتھ رکھیگا تو جب میری قبر کے تختے پر
فشانی تو بر من سرشکی ز دور
تو دور سے مجھپر ایک آنسو گراوے گا
دعای تو بر ہرچہ دارد شتاب
دعا تیری جس چیز پر لی ہوگی بہت جلد اُسپر
درودم رسانی رسانم درود
تم مجھپر درود بھیجوگے میں بھی درود بھیجونگا
مرا زندہ پندار چون خویشتن
مجھکو زندہ خیال کرنا تم اپنی طرح
مدان خالی از ہمنشینی مرا
اپنی ہمنشینی سے مجھکو دور نہ سمجھنا
لب از خفتہ چند خاموش مکن
ہونٹ چند سوئے ہوؤں سے چپ نکر یعنی گذرے ہوؤں کو نہ بھولنا
چو اینجا رسی می در افگن بجام
جب یہاں پہونچنا شراب پیالہ میں انڈیلنا یعنی پینا

اگر چون بسر خاک من بگذری
جبکہ میری خاک یعنی تربت پر تیرا گذر ہو
سر از سودہ بالین فرو ریختہ
سرھانا اور پائنیانہ قبر کا دونوں گرے ہوئے
نکردہ ز من ہیچ ہم عہد یاد
میرے کسی ہمعصر نے یعنی میری یاد نہ کی
بیاد آوری از گوہر پاک من
یاد کرے گا تو میرے گوہر پاک کلام سے
فشانم من از آسمان بر تو نور
میں یعنی میری روح آسمان سے نور رحمت الٰہی تجھپر ڈالیگی
من آمین کنم تا شود مستجاب
میں آمین کہوں گا کہ قبول ہو جاوے
بیائی بیایم ز گنبد فرود
تم آؤگے تو میں بھی گنبد آسمان سے اتر آؤنگا نیچے
من آیم بجان گر تو آئی بہ تن
میں بدروح آؤنگا اگر تم جسم سے آؤگے
کہ بینم ترا گر نہ بینی مرا
کیونکہ میں تجھکو دیکھونگا اگرچہ تو مجھکو نہ دیکھے گا
فرو خفتگان را فرامش مکن
سوگئے ہوؤں یعنی مرے ہوؤں کو بھولنا اُنکی یاد کرنا
سوی خوابگاہ نظامی خرام
پھر نظامی یعنی میری قبر پر پہونچنا

چه پنداری ای خضر فرخنده پی — که از می مرا هست مقصود می

کیا سمجھتے ہو اے خضر مبارک قدم یعنی اے لوگو تم یہ جانتے — کہ شراب سے میرا مقصد شراب محض نہیں ہے

از آن می همه بیخودی خواستم — وزان بیخودی مجلس آراستم

عشق حقیقی کی شراب سے مراد ہے ہمہ تن بیخودی چاہتا ہوں — اور اسی بیخودی سے مجلس آراستہ کرتا ہوں

مرا ساقی از وعدهٔ ایزدیست — صبوح از خرابی می از بیخودیست

لفظ ساقی کہنے سے اشارہ طرف اللہ یعنی کلام خدا کی — لفظ صبوح سے مراد خراب ہونا اور شراب مراد بیخودی ہے

وگرنه بایزد که تا بوده ام — بمی دامن لب نیالوده ام

اور جو نہیں قسم خدا کی کہ جب سے پیدا ہوا ہوں — شراب سے دامن لب کا نہیں آلودہ کیا یعنی لب بھی نہیں لگایا ہے

گر از می شدم هرگز آلوده کام — حلال خدا بر نظامی حرام

اگر شراب سے کبھی میرا تالو آلودہ ہوا ہو یعنی پی ہو — تو غذای حلال کی ہو یعنی شراب طہور نظامی پر حرام ہو

بیا ساقی از سر بنه خواب را — می ناب ده عاشق ناب را

اے ساقی نیند کو سر سے رکھ یعنی غفلت ترک کر — خالص شراب عاشق خالص کو دے

می کو چو آب زلال آمدست — بهر چار مذهب حلال آمدست

وہ شراب کہ مثل آب شیرین کے قرآن میں آئی ہے — چاروں مذہبوں یعنی فرقۂ اسلام میں جو حلال ہوئی ہے

در شرف این نامه بر نامهای دیگر گوید

اور کتابوں پر اس کتاب کی بزرگی مولانا نظامی بیان کرتے ہیں

دلا تا بزرگی نیاری بدست — بجای بزرگان نباید نشست

اے نظامی جب تک تو بزرگی نہ حاصل کرے — بزرگوں کی جگہ یعنی مرتبہ پر ہرگز نہیں بیٹھ سکتا ہے

بزرگیت باید درین دسترس — بیاد بزرگان برآور نفس

بزرگی چاہیے تجھکو اس دسترس میں یعنی اس مقدور میں — بزرگوں کی یاد میں دم مار یعنی انکے طرز اختیار کر

در شرف این نامه گوید

سخن تا نپرسند لب بسته دار
جب تک بات نہ پوچھیں چپ بیٹھا رہ
گهر شکنی تیشه آهسته دار
موتی کو کہیں توڑ ڈالتا تیشہ آہستہ چلا

نپرسیده هر کو سخن یاد کرد
جس شخص نے پوچھے بغیر بات بیان کر دی
همه گفته خویش برباد کرد
تمام کہا ہوا اپنا یعنی منطق کلام برباد کر دیا

بپیش دیده خوان نمودن چراغ
آنکھوں والے یعنی اندھے کو چراغ نہ دکھانا چاہیے
که چون دیده را دل نخواهد چراغ
کہ سوائے آنکھوں کے دل باغ کی خواہش نہیں کرتا ہے

سخن گفتن آنگه بود سودمند
بات کہنا اوسوقت فائدہ مند ہے
گر آن گفته آوازه گردد بلند
گر اس کہے ہوئے سے آوازہ بلند ہووے

چو درخورد گوینده ناید جواب
جب لائق کہنے والے کے جواب نہ ملے
سخن یاوه گفتن نباشد صواب
بیکار بات کرنا بہتر نہیں ہوتا ہے

دهن را بمسمار بردوختن
منہ کو کیلوں سے یعنی میخوں سے سینا یعنی بند کرنا
به از گفتن و گفته را سوختن
بہتر کہنے اور کہکر جلانے یعنی فنا کر دینے سے

چه میگویم ای نانیوشنده مرد
کیا کہوں میں او شخص نہ سننے والے یعنی بہرے
ترا گوش بر قصه خواب و خورد
تیرے کان تو سونے اور کھانے پر لگے ہیں

چه دانی که من خود چه فن میزنم
تو جانے کیا کہ میں کیا شاعری کرتا ہوں
دهل بر در خویشتن میزنم
نقارہ اپنے دروازے پر بجاتا ہوں یعنی مشہور ہوں

متاع گرانمایه دارم بسی
بہت بیش قیمت مال رکھتا ہوں میں
نیارم برون تا نخواهد کسے
لیکن باہر نہیں نکالتا ہوں جبتک کوئی نہیں مانگتا

متاع گرانمایه کاسد مباد
میرا مال بیش قیمت کھوٹا نہ چاہیے
وگر باد جز عیب حاسد مباد
اور اگر ہیجو حاسد کرے تو اوسکے عیب کے اور عیب نہو

خریدار در چون صدف دیده دوخت
موتی کے خریدار نے سیپی کی طرح آنکھ بند کرلی
بدین کاسدی در نشاید فروخت
ایسے کھوٹے کے ہاتھ موتی بیچنا نہ چاہیے

در شرف این نامہ گوید

مرا با چنین گوہر ارجمند
مجھکو باوصف ایسے حیثیت موتی یعنی اشعار کے

ہمی حاجت آید بگوہر پسند
موتی پسند کرنیوالے یعنی قدردان کی ضرورت ہے

نیوشندۂ خواہم از روزگار
کوئی سننے والا زمانے سے چاہتا ہوں

کہ گویم بدو راز آموزگار
کہ بتلاؤں میں اسکو خدا کے بھید

بکاوم من الماس از کان خویش
نکالتا ہوں ہیرے اپنی کان سے یعنی اشعار

کنم بستہ با جان او جان خویش
اسکی جان سے اپنی جان کو لگاتا ہوں یعنی سناؤں میں

زمانہ چنین پیشہ با پر دہد
زمانہ یہ خواہش بہت لوگوں کو دیتا ہے

یکی دو ستاند یکی در دہد
ایک سے لیگا اور ایک کو دیدے گا

ولی کو کہ بی جان خراشی بود
ایسا دل کہاں کہ بغیر خراش دینے جان کے ہووے

کمند یکی دور باشی بود
ایسی کمند کہاں جو بغیر دورباش کے ہووے

اگر مار بر گنج زیبا نشست
لیکن سانپ خزانے پر بیجا اس سبب سے بیٹھا

کہ تا رایگان گنج ناید بدست
تاکہ مفت میں خزانہ ہاتھ نہ آجاوے

اگر نخل خرما نباشد بلند
اگر درخت چھوہارے کا اونچا نہووے

ز تاراج ہر طفل یابد گزند
لڑکوں کی لوٹ یعنی توڑنے سے تکلیف پاوے

ببشنہ توان پاس رہ داشتن
کوتوال سے حفاظت راہ کی کرنا چاہیے

بخاکستر آتش نگہداشتن
گرم راکھ میں آگ کو دبا دینا چاہیے

ازین خوی خوش کان ہنر پیشہ است
اس اچھی عادت سے کہ وہ میری خلقت میں ہے

بسی رخنہ در کار رفتست
بہت خرابیاں میرے کلام میں پڑ چکی ہیں

دگر رہروان کین کمر بستہ اند
اور دوسرے چلنے والے یعنی شاعر کینے کی کمر باندھی ہے

بخوئی بد از رہزنان رستہ اند
چوروں کی بری عادت سے چھٹ گئے ہیں

بدان تا گریزند طفلان راہ
بھاگیں تاکہ بازاری لڑکے یعنی نئے شاعر

چو زنگی چرا گشت باید سیاہ
حبشیوں کی طرح کالا منہ کیوں ہونا چاہیے

به راهی که خواهم شدن دستکش
جس راہ مین کہ مین محتاج جانیوالا ہون

ره آورد من بس بود خوی خوش
میرے لیے اچھی عادت کا تحفہ کافی ہے

بخوی خوش آموده شد گوهرم
اچھی عادتون سے آراستہ بہتر ذات میری

بدین زیستم هم برین بگذرم
اسی مین زندگی بھی کی مین نے اسی پر گذارون مین

چو از بهر هر کس دری سفتن ست
چونکہ ایک موتی ہر شخص کے لیے پرونا ہے

سرودی هم از بهر خود گفتن ست
اور اپنے خوش کرنیکے لیے بھی ایک راگ گانا ہے

ز چندین سخنگو سخن یاد دار
اسقدر موجود اور گذشتہ شاعرون کی کلام یادگار رہے

سخن رانم در جهان یادگار
لیکن مین کلام کے لیے جہان مین خود یادگار رہون

سخن چون گرفت استقامت بمن
کلام نے جو میری ذات سے قیام کیا یعنی قائم ہوئی

اقامت کند تا قیامت بمن
قیام کرے قیامت تک میری ذات سے

منم سرو پیرای باغ سخن
کلام کے باغ کے سرو کا آراستہ کرنیوالا مین ہون

بخدمت کمر بسته چون سرو من
خدمت پر کمر باندھے ہوے سرو کی طرح

فلک وار دور از فسوس همه
آسمان کیطرح ہر ایک کے افسوس سے بے پروا

سر آمد ولی پای بوس همه
بلند لیکن سب کا قدم چومنے والا یعنی عاجز

چو برجیس در جنگ هر بد کمان
مشتری کی طرح ہر دشمن کی لڑائی مین

کمان دارم و بر ندارم کمان
کمان رکھتا ہون لیکن کمان نہین اوٹھاتا ہون

چو زهره در هم در ترازو نهم
زہرہ کی طرح ترازو مین تولتا ہون

ولی چون دهم بی ترازو دهم
لیکن جب دیتا ہون بغیر تولے ہوے دیتا ہون

نخندم بر اندوه کس برق وار
بجلی کی طرح مین کسی کے رنج پر خوش نہین ہوتا

که از برق من در من افتد شرار
اسوجہ سے کہ میری بجلی سے مجھ مین چنگاریان پڑینگی

بهر خار چون گل صلای زنم
ہر کانٹے سے پھول کیطرح ایک آواز دوستانہ دیتا یعنی دشمن سے اچھی طرح ملتا ہون

بهر زخم چون نی نوای زنم
ہر زخم یعنی تکلیف پر بانسلی کی طرح ایک آواز اچھی دیتا ہون

شرف این نامه گوید

در

شرف این نامہ گوید

گر آتش ست این دل سوختہ
مگر کیا کرون یہ جلا ہوا دل ایک آگ ہے

کہ از خار خوردن شد افروختہ
کہ کانٹے پڑجانے سے اور مشتعل ہوگیا

چو دریا شدم دشمن عیب شوی
دریا کی طرح دشمن عیب شو ہوا ہون

نہ چون آئینہ دوست عیب جوی
نہین آئینے کی طرح عیب جو دوست ہون

بخواہندگان بخشم آن مال و گنج
مانگنے والون کو وہ مال اور خزانے دیتا ہون

کہ از بازدادن نیایم برنج
بلکہ پھیر دینے یا باز دینے سے بھی رنجیدہ نہین ہوتا ہون

نمایم جو و گندم آرم بجای
جو دکھلاتا ہون اور گیہون دیتا ہون مین

نہ چون جو فروشان گندم نمای
نہین گیہون دکھا کر جو بیچنے والون کیطرح ہون

پس و پیش چون آفتابم یکیست
آفتاب کی طرح میرا ظاہر اور باطن یکسان ہے

فروغم فراوان فریب اندکیست
روشنی میری زیادہ نقص مجھ مین تھوڑا ہے

پس ہیچ پشتی چنان نگذرم
کسی کے پیٹھ پیچھے ایسا نہین گذرتا یعنی نہین کہتا ہون

کہ در پیش رویش خجالت برم
کہ اس کے سامنے شرمندگی اٹھاؤن مین

ز بدگوی بدگفتہ پنہان کنم
برا کہنے والے کی بری باتون کو چھپا دیتا ہون

بپاداش نیکی پشیمان کنم
نیکی کے بدلے سے اسکو پشیمان کرتا ہون مین

نگویم بد اندیش را نیز بد
دشمن کو بھی برا نہین کہتا ہون مین

کزان گفتہ باشم بد اندیش خود
نہ اسکے برا کہنے سے خود اپنے اندیشے کو خراب کرتا ہون

بدین نیکی آید بر من فرود
اس نیکی کے سبب سے مجھ پر نازل ہوتا ہے

ز نیکان و از نیکنامان درود
نیکون اور نیکنام لوگون سے درود

و زین حال گر نیز گردان شوم
اور اس حال سے بھی اگر میرا حال دگرگون ہوجاے

زیارتگہ نیکمردان شوم
نیکمردون کی زیارت کی جگہ ہوجاؤن یعنی بعد مرگ

شوم بر درم ریز خود درفشان
بے بخشنے والی کی خود مین تعریف کرتا ہون

کنم سرکشی لیک با سرکشان
سرکشی مین کرتا ہون لیکن سرکشون کے ساتھ

زبے آلتے وانجا ندم ہیچ
بیمقدوری کی بیکلی سے عاجز ہوکر گوشے مین نہین بیٹھتا
زشاہان گیتی درین غار ژرف
بادشاہان جہان سے اس گہرے گڑھے یعنی دنیا مین
کہ دیدست بر ہیچ رنگین گلے
کسنے دیکھا ہر کسی رنگین پھول پر
بہر دانشے دفتر آراستہ
ہر دانائی سے ایک کتاب آراستہ کیے ہوئے
پذیرفتہ از ہر فنے روشنی
قبول کیے ہے روشنی یعنی کمال حاصل کیے ہوے ہر فن مین
شکر دانم از ہر لب انگیختن
ہر لب کو شکر انگیز کرنا یعنی ہنسانا جانتا ہون مین
کسی را کہ در گریہ آرم چو آب
جس شخص کو کہ رولاتا ہون مین مثل پانی کے یعنی بہت
بدستم درا ز دولت خوش عنان
میرے ہاتھ یعنی اختیار مین دولت ہموافق سے
توانم در تر ہر بر و بستن
دروازہ پرہیزگاری کا بند کر سکتا ہون مین
ولیکن درخت من از گوشہ رست
لیکن کیا کرون درخت عبادت میری کا گوشہ نشینی سے اگا یعنی
چلہ چون چہل گشت و خلوت ہزار
جب چالیس چلّے ہو گئے اور ہزار خلوتین گذرین

جہان باد و از باد ترسد چراغ
جہان ہے ہوا اور ہوا سے چراغ ڈرتا ہے
کرا بود چون من حریف شگرف
کون تھا میری طرح نادر مصاحب
زمن عالی آواز تر بلبلے
مجھسے بلند آواز زیادہ کوئی بلبل
بہر نکتہ خامہ نو خواستہ
ہر نکتہ کے لیے دوسرا قلم چاہا ہے یعنی نوک پلک درست کی ہے
جدا گانہ از ہر فنی یک فنی
جدا جدا ہر ایک فن سے ایک فن کو خوب جانتا یعنی کمال پایا ہوا
گلابے ز ہر دیدہ انگیختن
ہر آنکہ سے آنسو گرانا یعنی ہر ایک کو رولا سکتا ہون
بخندانمش باز چون آفتاب
ہنسا پاتا ہون مین پھر اسکو آفتاب کی طرح یعنی بہت
طبرزد چنین شد طبرزد چنان
شکر سفید ایسی ہی اور عناب سرخ ویسی یعنی گریہ اور خندہ
ببزم آمدن مجلس افروختن
مجلس مین آنا اور محفل کو زینت دے سکتا ہون
ز جا گر بجنبم شود بیخ سست
مجھکو اگر مین ہلون جڑ کمزور ہو جاوے گی یعنی زہد کم ہو جاویگا
به بزم آمدن دور باشد ز کار
محفل مین آنا یعنی کنج عبادت سے نکلنا بیکار ہے

شرف این نامہ گوید

بهنگام سیل آشکارا شدن

وقت سیلاب کے ظاہر ہونے کے یعنی طغیانی کے

همان به که با این چنین باد سخت

وہی بہتر کہ ایسی تیز ہوا یعنی حوادث زمانہ مین

بجو و کم شوم خلق را رهنمای

اپنی طرف خلق کا رہنما ہون یا خود بھی گم ہو کر خلق کا رہنما ہون

سرم پیچد از خفتن و تاختن

سر میرا سونے اور دوڑنے سے پھر جاتا ہی

جز این کز سخن بشگفانم گلے

سوا اسکے کہ کلام سے کوئی گُل کھلاؤن مین

اگر به ز خود گلبنے دیدمے

اگر آپ سے اچھا کوئی پھول کا درخت یعنی کسی شاعر کو دیکھتا مین

چو از ران خود خورده باید کباب

جب اپنی ران سے کباب کھانا چاہیے ہین مجکو

نشینم چو سیمرغ در گوشۂ

بیٹھتا ہون مین سیمرغ کی طرح ایک گوشے مین

ملالت گرفت از من ایام را

زمانے نے یعنی لوگون کو وجہ پیری کی مجھ سی رنجیدگی ہو گئی

در خانه را چون سپهر بلند

اپنے گھر کے دروازے پر مثل آسمان بلند کے

ندانم که دوران چسان میرود

نہین جانتا ہون مین کہ زمانہ کیونکر گذرتا ہے

نشاید ز رے تا بخارا شدن

رے سے بخارا تک نہ جانا چاہیے جانا یعنی ممکن نہین ہے

برون نا ورم چون گل از گوشه رخت

باہر نہ نکالون پھول کی طرح گوشے سے اسباب

همایون ز کم دیدن آمد همای

کیونکہ کم دکھائی دینے سے ہما زیادہ مبارک ہو گئی

ندانم دگر چارهٔ ساختن

اور کوئی تدبیر نہین کرنا جانتا ہون

بر آن گل زنم ناله چون بلبلے

اُس پھول پر نالہ کرون مین ایک بلبل کیطرح

گل سرخ یا زرد و زو چیدمے

سرخ یا زرد پھول اُس سے چنتا یعنی اُس سے کچھ حاصل کرتا

چه گردم بدریوزه چون آفتاب

پھر کیون دروازے دروازے آفتاب کی طرح گدائی کرون

دهم گوش را از دهن توشه

دیتا ہون کان کو منھ سے ایک توشہ یعنی اپنی شاعری کانون کو

بکنج ارم بردم آرام را

اپنے گوشے مین جو بہشت کے برابر ہی آرام لے گیا مین

زدم بر جهان قفل و بر خلق بند

قفل لگایا مین نے جہان پر اور خلق کے نزدیک قید ہون

چه نیکو چه بد در جهان میرود

کیا نیک اور کیا بد جہان مین ہوتا ہے

شرف این نامه گوید

یکی مردهٔ شخصم بمردی روان
ایک مرا ہوا یعنی ضعیف شخص ہون مین چلنے والا مردگی
نه از کاروانی نه از کاروان
نہ قافلہ والا ہونے سے نہ خود قافلہ ہونے سے

بصد رنج دل یک نفس میزنم
دل کی بہت مشقت سے ایک سانس لیتا ہون مین
بدان تا نخسپم جرس میزنم
اسواسطے کہ نہ سوؤن گھنٹہ بجاتا ہون مین

ندانم کسے کو بجان و به تن
نہین جانتا ہون مین کسی کو کہ وہ دل و جان سے
مرا دوست تر دارد از خویشتن
مجھکو آپ سے زیادہ دوست رکھے

ز مهر کسان روی برتافتم
لوگون کی محبت سے منہ پھیر لیا مین نے
کس خویش را خویشتن یافتم
اپنا شخص یعنی اپنا غمخوار آپ ہی کو پایا مین نے

بر عاشقان گر بدی بد شوم
عاشقون یعنی دوستون کے نزدیک جو جدائی سے بُرا ہون مین
همان به که معشوق خود خود شوم
بہتر ہو کہ اپنا معشوق آپ ہی ہو جاؤن مین

گرم نیست روزی ز مهر کسان
اگر مجھکو روزی لوگون کی محبت سے نہین ہے
خدا است رزاق و روزی رسان
خدا میرا روزی دینے والا اور روزی پہونچانے والا ہے

در حاجت از خلق بربسته به
دروازہ خواہش کا اہل جہان سے بند بہتر ہے
ز دریوزهٔ هر درے رسته به
ہر ایک دروازے کی گدا گری چھوڑنا بہتر ہے

مرا کاشکی بودی آن دسترس
کاشکے ایسی مقدرت مجھکو ہو جاتی
که نگذارمی حاجت کس بکس
کہ نہ چھوڑتا مین ضرورت کسی کی کسی پر

درین منزل خاکی از بیم خون
اس خاکی مقام یعنی دنیا مین قتل کے خوف سے
نیارم سر از خط فرمان برون
سر خط حکم یعنی مجبری سے باہر نہ نکال سکون مین

ببین حال منزل کنی چون بود
دیکھ حال اس مسافر کا کیسا ہووے
که زندانی منزل خون بود
جو قید یا پھنسا ہوا مقام قتل کا ہووے

در خلق از گل براندوده ام
دروازہ خلق کا مٹی سے لیپ دیا ہے مین نے
درین ره بدین دولت آسوده ام
اس راہ مین اس دولت سے بآرام بیٹھا ہون مین

در شرف این نامه گوید

سخن گفتن و بکر جان سفتن ست
شاعری کرنا اور بکر جان کو پرونا برابر ہے

نه هر کس سزائی سخن گفتن ست
ہر شخص شاعری کرنے کے لائق نہین ہے

بُدر سے سفالینه را سفته گیر
بجاے ایک موتی کو ایک مٹی کے برتن مین سوراخ کرے

سرو وے بکر بابه در گفته گیر
حمام مین ایک آگ لگاے کیونکہ موتی بیدھنا اور کھلی جگہ گانا مشکل ہے

بیندیش زان و سِتهای فراخ
اندیشه کر ان کشاده جنگلون یعنی کھلے میدانون سے

کز آوازه گردد گلو شاخ شاخ
کہ جہان آواز لگانے سے حلق پھٹ جاے گی

چو بر سکه شاه زر سیم زے
جب اسے شاہ یعنی تنظامی تو سونے پر شاہی سکہ لگاتا ہے

چنان زن که گر بشکند نشکنے
ایسا سکہ لگا کہ اگر وہ توڑے تو نہ ٹوٹے یعنی سونا خالص ہو

حکایت تمثیلی گوید
مثالیہ حکایت کہتے ہین

جهودی مسی را زر اندوده کرد
ایک کافر نے ایک تانبے پر سونے کا طمع کیا

دکان غارتیدن بران سود کرد
دکان لوگونکی اس سے لوٹنے کی خواہش کی

نه انجیر شد نام هر میوهٔ
ہر میوے کا نام انجیر نہین رکھا گیا

نه مثل رسیده است هر میوهٔ
نہ ہر ایک میوہ مثل رسیدہ ہوتون کے ہے

گر انجیر خور مرغ بودی فراخ
اگر بہت چڑیان انجیر کھاتی ہوتین مثل کوتی کے

نماندی یک انجیر بر هیچ شاخ
ایک انجیر بھی کسی ڈالی پر نہ باقی رہتا

دو هندو برآید ز هندوستان
دو ہندو اٹھے آویں ہندوستان سے

یکی دزد باشد یکی پاسبان
ایک چور ہوا اور ایک چوکیدار

من از آب این نقرهٔ تابناک
مین نے گرم پانی سے اس خالص چاندی یعنی کلام کی

فرو شستم آلودگیهای خاک
خاک آلودگیان دھو دین یعنی نقص سے پاک کر دیا

در شرف این نامه گوید

ازین پیکر انگه کشایم پرند
مین اسوقت اس تصویر سے پردہ اٹھاؤنگا

که باشد رسیده چو نخل بلند
جب بلند یعنی کامل ہوجائیگی اونچے درخت کیطرح کتاب

چو بر میوهٔ نارسیده رسی
جب نارسیده یعنی کچے میوے کے قریب تو جاوے

بجنبانیش نارسیده کسی
اور اسکو تو ہلادے تو بیشک نادان ہے

کند سوقیی سیب اخانه رس
کری یعنی بکے سیب کو پال مین کوئی میوه فروش

ولی خوش نیاید بدندان کس
لیکن اچھا نہ معلوم ہو کسی کے دانتون کو

شود نرم ز افشردن انجیر خام
کچا انجیر دبانے سے نرم ضرور ہوجاتا ہے

ولی چون خوری خون برآید زکام
لیکن کھاؤ تو حلق چھلکر خون نکل آتا ہے یعنی یہ بھی برا ہے

شگوفه که بیگه بخندد ز شاخ
جو کلی کہ بے وقت کھلتی ہے شاخ مین

کند میوه را بر درختان فراخ
درختون مین میوه زیاده کرتی ہے یعنی نہین کرتی

زمینی که دارد بر و بوم سست
جو زمین کہ قابلیت زراعت پیدا کرنیکی کم رکھتی ہے

اساسی بر و بست نتوان درست
مضبوط چاردیواری اسپر نہ باندھنا چاہیے

برونق توانم من این کار کرد
رونق یعنی عمدگی سے مین یہ کام کرنا چاہتا ہون

به بی رونقی کار ناید ز مرد
مردون سے خراب کام نہین ہوتا ہے

چو در دانه باشد تمنای سود
جب دانے مین ہوتی ہے امید فائدے کی

کدیور در آید بکشت و درود
کسان پہلے بونے کو آتا ہے اور پھر کاٹنے کو

غله چون بود کاسد و کم بها
جب غلہ کھوٹا اور کم قیمت یعنی خراب ہوتا ہے

کنند برزگر کار کردن رها
چھوڑ دیتے ہین کسان زراعت کرنا

ترنم شناسان دستان نیوش
راگ پہچاننے والے داستان سننے والے

ز بانگ مغنی گرفتند گوش
گویے کی آواز خراب پر کان بند کرلیتے ہین

ضرورت شد این شغل را ساختن
پس ضرور ہوا اس کام کو کرنا یعنی یہ کتاب لکھنا

چنین نامهٔ نغز پرداختن
ایسی نادر اور عمدہ کتاب بنانا

در شرف این نامه گوید

کہ چون در کتابت بود جایگیر
کہ جب کتابت مین جگہ پاجاوے یعنی لکھ جائے گا
نیوشندہ را زو بود ناگزیر
سُننے والے یعنی شکر چُرانے والے اُس سے مجبور ہو جاینگے

بتغشے کہ سر دِ کلانست خرد
اُس طرح سے کہ سربلند یعنی شاہنامہ ہے اور یہ چھوٹا سرو
نمودم باین داستان دستبرد
کی مین نے اِس کتاب مین چالاکی یا غنیمت پایا مین نے

ازین آشنا روی تر داستان
اِس سے زیادہ مشہور اور تازہ داستان
پسندیدہ ناید بر راستان
پسندہ آویگی سچے لوگون کے نزدیک

دگر نامہا را کہ جوئی نخست
اور کتابون مین اگر ڈھونڈھے تو پہلے
بجمہوریت نباشد درست
ہر مذہب والون کے نزدیک درست نہوگی

نباشد چنین نامہ تزویر خیز
نہوگی ایسی کتاب مکر پیدا کرنیوالی یعنی عجیب
نوشتہ بچندین قلمہای تیز
لکھی ہوئی ایسے تیز اور رنگیلے قلمون سے

بہ نیروی نوک چنین خامہا
بسبب ایسے قلمون کی نوک کی قوت کے
شرف دارد این نامہ بر نامہا
بزرگی رکھتی ہے یہ کتاب اور کتابون پر

ازان خسروی شاہی کہ در جام اوست
اُس بادشاہی شراب کہ اُسکے پیالے مین ہے
شرفنامۂ خسروان نام اوست
شرف نامہ بادشاہونکا اُس کا نام ہے

سخنگوی پیشینہ دانای طوس
اگلے وہ شاعر یعنی فردوسی طوسی نے
کہ آراست روی سخن چون عروس
جو آراستہ کیا چہرہ کلام کو مانند عروس کے

در آن نامہ کان گوہر سفتہ راند
کتاب مین کہ اُسنے بیدھے موتی یعنی لوگونکا کہا ہوا لکھا
بسی گفتنیہای ناگفتہ ماند
بہت کہنے کے قابل مضمون اُس سے بھی رہگئے

دگر ہرچہ گفتند ازباستان
اور جو کچھ وہ اگلے لوگون کے حال لکھتا
بگفتن در از آمدی داستان
اُسکے کہنے مین داستان بڑھ جاتی

نگفت آنچہ رغبت پذیرش نبود
نہ کہا اُس نے جو کچھ اُسکو اچھا نہ معلوم ہوا
ہمان گفت کز وی گزیرش نبود
وہی صرف اُس نے بیان کیا جس سے اُسکو چارہ نہ تھا

وگر از پے دوستان ترک کرد
اور واسطے دوستوں کے چھوڑ دیا

کہ حلوا بہ تنہا نبایست خورد
کہ اکیلے حلوا کھانا نہ چاہیے

نظامی کہ در رشتہ گوہر کشید
نظامی نے کہ لڑی میں موتی پروئے

قلم دیدہا را قلم در کشید
لکھے ہوئے اور ونکے مضامین کو اپنی کتاب سے کاٹ دیا

بناسفتہ دُری کہ در گنج یافت
وہ بغیر بیدھا ہوا موتی کہ خزانے میں پایا

ترازوی خود را سخن سنج یافت
اُس سے اپنی ترازو کو سخن تولنے والی پایا

شرفنامہ را فرخ آوازہ کرد
شرفنامے کو مبارک شہرہ یعنی بہت مشہور کیا

حدیث کہن را بدو تازہ کرد
پرانے قصے کو اُس نے تازہ یعنے نیا کیا

بیا ساقی آن ارغوانی شراب
آ اے ساقی وہ سرخ شراب

بمن دہ کہ تا مست گردم خراب
مجھکو دے کہ میں اُس سے بدمست ہو جاؤں

مگر زان خرابی نوائے زنم
لیکن اُس بیہوشی میں ایک نعرہ ماروں میں

خراباتیان را صلائے زنم
اور شراب پینے والوں کو ایک آواز دوں یعنی ہشیار کروں

حکایت تعلیم خضر علیہ السلام

بیان خضر علیہ السلام کے تعلیم کرنے کا

مرا خضر تعلیم گر بود دوش
مجھکو کل کی رات حضرت خضر تعلیم دے رہے تھے

برازی کہ آمد پذیرای گوش
اُن اسرار سے جو کانوں کو پسند آئے

کہ ای جامی خوار تدبیر من
کہ اے شراب پینے والے میری تدبیر کے

ز جام سخن چاشنی گیر من
میرے کلام کے پیالے سے مزہ پانیوالے

شنیدم کہ در نامہ خسروان
سنا ہے میں نے کہ بادشاہوں کے حالات میں

سخن راندہ خواہی چو آب روان
کچھ نظم کیا چاہتا ہے تو مثل جاری پانی کے

حکایت در تعلیم حضرت خضر علیہ السلام

چو سوسن سر از بندگی تافتم | **نم از چشمهٔ زندگی یافتم**

سوسن کی طرح سر بندگی سے پھیرے یعنی آزاد | تیری چشمۂ بقا یا سیٹرے پائے ہوئے

سخن می رساند ترا در جهان | **تو مکتوب آنرا با خبار خوان**

کلام پہونچاتا ہے تجھکو جہان مین | تو اس داستان کو معتبر روایات مین دیکھکر کہتا

مشو ناپسندیده را پیش باز | **که در پردهٔ کج نیاید به راز**

مت ہونا پسندیدہ کو قبول کرنیوالا یعنی ناپسند روایات مت لکھنا | کہ ٹیڑھی پردہ مین بھید نہین آتا

پسندیدگی کن که باشی عزیز | **پسندیدگانت پسندند نیز**

پسندیدگی اختیار کر کہ ہر دلعزیز ہو جاوے تو | پسندیدہ لوگ بھی تجھکو پسند کرین

فرو بردن اژدها بیدرنگ ق **بدریا شدن در دهان نهنگ**

اژدہے کا نگل جانا بے شبہہ | دریا مین گھڑیال کے منھ مین چلا جانا

ازان خوشتر آید جهاندیده را | **که بیند همی ناپسندیده را**

اُس سے جہاندیدہ یعنی عقلمند کو بہتر معلوم ہوتا ہے | کہ دیکھے کسی ناپسندیدہ کو

مگو آنچه دانای پیشینه گفت | **که یک دُر نشاید دو سوراخ سُفت**

مت کہہ جو کچھ اگلے دانا یعنی فردوسی نے کہا | کہ ایک موتی مین دو سوراخ کرنا نہ چاہیے

مگر در گذرهای اندیشه گیر | **که از بازگفتن بود ناگزیر**

لیکن پیچ فکر کے عاجز کرنیوالے راستون کے | کہ اُنکے دو بارہ کہنے کی ضرورت ہووے

در این پیشه چون پیشوای نوی | **کهن پیشگان را مکن پیروی**

اس راہ مین جب نیا پیشوا ہے تو | پرانے طریقے والون کی پیروی مت کر

چو نیروی بکر آزمایت مست | **بهر میوه خود را میالای دست**

جب طاقت بکر کے آزمانے کی تجھکو ہے | ہر میوہ سے اپنا ہاتھ نہ آلودہ کر یعنی مت مل

مخور غم بصیدی که ناکرده | **که نخچیر بود هر چه ناخورده**

مت کر رنج اُس شکار کا کہ تو نے نہین کیا ہے | کہ ڈھیرون ہر تیرے لیے جو تو نے نہین کھایا ہے

حکایت تعلیم حضرت خضر علیہ السلام

بدشواری آید گہر سوی سنگ
مشکل سے آتا ہے لعل پتھر میں
زسنگش تو آسان کے آری بچنگ
پتھر سے تو آسانی کیونکر نکال سکتا ہے

ہمہ چیز گر بنگری لخت لخت
تمام چیزیں اگر دیکھے تو تھوڑی تھوڑی
بسختی برون آید از راہ سخت
مشکل سے باہر آتی ہیں سخت راستے سے

گہر سفت نتوان بآسودگے
موتی کا بیدھنا آسانی سے ممکن نہیں ہے
بود نقرہ محتاج پالودگے
چاندی صاف کرنے کی محتاج ہوتی ہے

کسی کو برد در تر و خشک رنج
جو شخص کہ دریا اور جنگل میں محنت کرتا ہے
زماہی درم یابد از گاو گنج
مچھلی سے درم پاتا ہے اور گائے سے خزانہ

چو نقرہ نخواہی و زر نیم گشت
جب کہ چاندی کا تو پیاسا ہے اور سونے کی بھاری یعنی تونگری
زخاک عراقت نباید گذشت
زمین عراق سے تجھکو باہر جانا نہ چاہیے کہ وہ مقام قدردانی اہل سخن ہے

زرومی تا دہستان و خوارزم و جند
روم سے دہستان اور خوارزم اور جند تک
تو بیدی نبینی بجز نور قند
کوئی دیکھے گا تو سوچ حلوئی بہائی کی شیرینی پانی کی جا بجا کا ٹکڑا

بخاری و گیلے و خرزی و کرد
بخارا اور گیلان اور خرز اور کرد والے لوگ
بنان پارہ ہستند ہر چار خرد
یہ چاروں ایک روٹی کے ٹکڑے کے محتاج ہیں

نروید گیاہے زمازندران
نہیں پیدا ہوتی ہے کوئی گھاس مازندران کو
کہ صد نوک زوبین نبینی دران
کہ سو نوکیں نیزہ کی اسمیں نہ دیکھے تو یعنی مردم کش ہے

زمازندران ناید الا دو چیز
مازندران سے نہیں پیدا ہوتی ہیں لیکن یہ دو چیزیں
یکی دیو مردم دگر دیو نیز
ایک آدمی دیو خصلت دوسرے دیو بد خصلت

عراق دل افروز باد ارجمند
عراق دل روشن کرنیوالا ہووے بزرگ
کہ آوازہ فضل زو شد بلند
کہ اس سے علم اور فضل کا شہرہ نہایت بلند ہوگیا

ہر آن گل کہ او تازہ دارد نفس
جو پھول کہ وہ روح کو تازہ کرتا ہے
عرق ریزہ او در عراقست و بس
شرمندہ کرنیوالے اسکے عراق میں ہیں اور بس

تو نیز ای جوان پیک علوی نژاد
تجھکو بھی وہ بہتر ہے ای بزرگ پیدائش قاصد
که گرد جهان برنگردی چو باد
کہ گرد جہان کے ہوا کی طرح نہ پھرے یعنی اور قصہ لکھ

بگوهر کنی تیشه را تیز کن
لعل نکالنے کے لیے اوزار کو تیز کرلے
عروس سخن را شکر ریز کن
اور عروس سخن پر سے وہ لعل قربان کر

تو گوهر کن از کان اسکندری
تو لعل نکال سکندر کی کان سے یعنی اسکا قصہ لکھ
سکندر خود آید بگوهر خری
روح سکندر کی آوے گی اس موتی کے مول لینے کو

جهاندار آید خریدار تو
ایک بادشاہ تیری خریداری کو آوے گا
بزودی شود بر فلک کار تو
آسمان پر پہونچے گا فوراً تیرا کام

خریدار چون بر در آرد بها
خریدار جب دروازے پر قیمت لاوے
نشاید ره بیع کردن رها
بیچنے کا طریقہ نہ چھوڑنا چاہیے یعنی بیچنا چاہیے

چو دریا خرد گوهر از کان تنگ
جب دریا مول لیتا ہے موتی چھوٹی کان سے
دهد کشتی دُر بیک پاره سنگ
اور دیتا ہے موتیوں کی کشتی عوض ایک پتھر کے ٹکڑے کے

دریای او گنج گوهر مپوش
اس دریا سے موتی کے خزانے کو مت چھپا
دُری می ستان گوهری میفروش
ایک موتی یعنی مال و دولت لیکر ایک جوہر کو بیچ ڈال

میانجی چنان کن برای صواب
اے میانجی یعنی نظامی رای نیک سے ایسا کر
که هم سیخ بر جا بود هم کباب
کہ سیخ بھی قائم رہے اور کباب بھی

چو دلداری خضرم آمد بگوش
جب دلداری حضرت خضرؑ کی مین نے ایسی سنی
دماغ مرا تازه تر کرد هوش
میرے دماغ کے ہوش اور تازہ ہو گئے

پذیرا سخن بود شد جایگیر
مان لینے والی بات تھی دل مین آگئی
سخن کز دل آید بود دلپذیر
جو بات کہ دلمین آتی ہے دل اسکو پسند کرتا ہی

چو در من گرفت آن نصیحتگری
جب مجھ مین اثر کیا اس نصیحت کرنے نے
زبان برگشادم بدُر دری
زبان کھولی مین دُر دری موتیوں یعنی نظم دری مین

حکایت در تعلیم حضرت خضر علیہ السلام

نہادم ز ہر شیوہ ہنگامۂ
ہر طریقے سے ہنگامہ گرم کیا میں نے
دران حیرت آباد بی یاوران
اس حیرت کے مقام میں جہان مددگار نہ تھا
ہر آئینہ کز خاطرش تافتم
وہ آئینہ جسکو دل میں چمکایا میں نے
سبک بین سرسری سوی آن شہریار
جلدی یعنی حقارت سے اس بادشاہ کی طرف دیکھ
گروہیش خوانند صاحب سریر
ایک گروہ یعنی تمام جہان اسکو بادشاہ کہتا ہی
گروہی ز دیوان دستور او
ایک گروہ نے طرز عدالت اسکے سے
گروہی ز پاکی و دین پروری
ایک گروہ نے پاکی اور دینداری کی وجہ سے
من از ہر سہ دانہ کہ دانا فشاند
میں تینوں دانون یعنی تینوں طریقوں سے جو شعر کہ بیان کیے
نخستین در پادشاہی زنم
پہلے دروازہ اسکی بادشاہی کا کھولتا ہوں
ز حکمت برآریم آنگہ سخن
بعد اسکے اسکی دانائی کا بیان کرونگا
بہ پیغمبری کوبم آنگہ درش
بعد اسکی پیغمبری کا دروازہ کو کھولونگا یعنی بیان کرونگا

مگر در سخن نو کنم نامۂ
تاکہ اشعار میں نئی کتاب کہنا شروع کرون
زدم قرعہ بر نام نام آوران
قرعہ پھینکا میں نے تمام نامورون کے نام پر
خیال سکندر در او یافتم
خیال سکندر کا اسمین پایا میں نے
کہ ہم تیغ زن بود و ہم تاجدار
کیونکہ وہ بہادر بھی تھا اور بادشاہ بھی تھا
ولایت ستان بلکہ آفاق گیر
اقلیم فتح کرنے والا بلکہ تمام جہان کا لینے والا
بحکمت نوشتند منشور او
بسبب دانائی کے اسکو فرمان لکھا یعنی شہرت دی
پذیرا شدندش بہ پیغمبری
قبول کیا یعنی مانا اسکو پیغمبری میں
درختی برومند خواہم نشاند
ایک پھل مند درخت لگاؤنگا یعنی نظم کرونگا
دم از کار کشورکشائی زنم
پھر اسکی ملک گیری کے حالات بیان کرتا ہون
کنم تازہ تاریخہای کہن
پرانے حالات کو تازہ کرکے لکھونگا
کہ خواندہ خدا نیز پیغمبرش
کہ خدائے عز و جل نے اسے پیغمبر بھی فرمایا ہے

حکایت
در تعلیم حضرت خضر علیہ السلام

از آن روز کو شد بہ پیغمبرے

جس دن سے کہ وہ پیغمبری مین داخل ہوا

سہ در ساختم ہر در کان گنج

تین دروازے بنائے مین نے ہر ایک خزانے کی کان

بآن ہر سہ دریا بآن ہر سہ دُر

اُن تینون دریاؤن اور ان تینون موتیون سے

طراز نو انگیزم اندر جہان

ایک نیا طرز بیان کرتا ہون مین جہان مین

دریغ آیدم کین نگارین نورد

افسوس آتا ہے مجھکو کہ یہ منقش کپڑا

درِ دولتے کو کزین دستکار

ایسا کون دردولت ہے جسپر اِسی دستکاری سے

پرندِ چنین پردہ دارش کنم

ایسی چادر یعنی نقاب سے اُسکو چھپاؤن

بآئین نامہ نامور دیریاز

اِس نامور کتاب دیر تک قائم رہنیوالی کے برابر

نشستنگہی سازمش زین سریر

اِس تخت یعنی کتاب مین اُسکے بیٹھنے کی جگہ بناتا ہون

بحرفے مسجل کنم نام وے

اُس حرف یعنی صورت سے سجل کرتا ہون نام یعنی حال اُسکا

نہ حرفے کہ عالم ز یادش برد

نہین ایسے طرز سے کہ جہان اُسکو بھول جاوے

نوشتند تاریخ اسکندرے

لکھنے لگے حالات سکندر بادشاہ کے لوگ

جداگانہ بر ہر دری بردہ رنج

علیحدہ علیحدہ ہر دروازے مین محنت کی

کنم دامن عالم از گنج پُر

جہان والونکا دامن موتیون سے بھر دیتا ہون مین

کہ خواہد ز ہر کشوری نورہان

جو لیوے ہر ولایت سے ایک تحفہ

بود در سفینہ گرفتار گرد

کتاب مین گرد سے خراب ہو جاوے گا

بدیوار او بر نشانم نگار

اُسکی دیوار پر نقش و نگار بنا کرون مین

ز گرد زمین رستگارش کنم

زمین کی خاک سے اُسکو محفوظ کرون مین

نگاہم چو نامم اورا دراز

اُسکے نام کو بڑا یعنی بلند کرتا ہون مین

کہ باشد بر وجاودان جایگیر

تاکہ اسپر ہمیشہ قائم رہے یعنی لکھا رہے

کہ باشد درین جنبش آرام وے

تاکہ اِس دنیا مین وہ بآرام قائم رہے

نہ باران بشوید نہ بادش برد

نہ پانی اُسے دھو سکے نہ ہوا اُسکو اُڑا لیجاوے

حکایت در تعلیم خضر علیہ السلام

بشرطیکه چون من درین دستگاه — رسانم سرش را بخورشید و ماه

بشرطیکه جس محنت سے مین نے دنیا مین — اسکو آفتاب اور ماہتاب کے برابر سربلند کیا ہے

مرا نیز ازو پایگاہے رسد — باندازهٔ سر کلاہے رسد

مجھکو بھی اُس سے کوئی مرتبہ حاصل ہووے — میرے سر کے موافق مجھکو بھی کوئی تاج ملے

ز خورشید روشن توان جست نور — که شد سایه را سایه زین کار دور

آفتاب سے زیادہ روشن نور تلاش کرنا چاہیے — کہ سایہ سے اس کام کے عکس کو دوری یعنی نفرت ہے

علیوا ز را با کبوتر چه کار — بباز ملک در خورست این شکار

چیل کو کبوتر سے کیا واسطہ ہے — باز شاہین کے لائق یہ شکار ہے

نظامی که نظم دری کار اوست — دری نظم کردن سزاوار اوست

نظامی کہ نظم دری کہنا اسکا کام ہے — نظم دری کہنا اُسی کے لائق ہے

چنان گوید این نامهٔ نغز را — که روشن کند خوانش مغز را

اسطرح بیان کرتا ہے اس نادر کتاب کو — جسکا پڑھنا لوگون کا دماغ روشن کرے

دل دوستان را بدو نور باد — وز و طعنهٔ دشمنان دور باد

دوستون کا دل اُس سے روشن ہووے — اور اوس سے طعنہ دشمنون کا دور رہے

نوا گر نوائے چکاوک بود — چو دشمن زند تیر ناوک بود

آواز گانے والے کی اگر خوش آواز ہووے — دشمن اگر گاوے اُسکے لیے تیر ناوک ہوجاوے

دران دایره کین سخن رانده ام — درون و برون خویش را خوانده ام

اُس دائرے مین کہ یہ بات کہی ہے مین نے — ظاہر اور باطن مین خدا تعالیٰ کو متوجہ ہون

که این نامه نغز نامے کند — گرامی کنش را گرامے کند

کہ وہ اس نادر کتاب کو مشہور کردے — اسکے عزت دینے والے کو وہ معزز کرے

چنان برگشاید پر و بال او — که نیک اختری خیزد از فال او

ویسے کھولے پر اور بازو اُسکے یعنی اسکو مرتبہ بخشے — کہ خوش نصیبی اسکی فال مین اُٹھے

حکایت در تعلیم حضرت خضر علیه السلام

نشاط اندر آید بخوانندگان
خوش کرے پڑھنے والون کو
مفرح رساند بدانندگان
تازگی پہنچاوے جاننے والون کو

فسرده دلان را در آرد بکار
بیکارون کو لگاوے کام سے
غم آلودگان را شود غمگسار
غمگینون کی غمخواری کرے

نوازش کند سینۂ خستہ را
دلاسا دوے زخمی دلون کو
کشایش دهد کار بربستہ را
کھولے بند کامون کو یعنی مفرح الحال کرے

گرش ناتوانی تمنا کند
اگر اُسکے پڑھنے کی کم استعداد آرزو کرے
خدایش بخواندن توانا کند
خدا اُسکو پڑھنے کی قوت دوے

وگر ناامیدیش گیرد بدست
اور اگر کوئی ناامید اسکو ہاتھ مین لے
بدست آورد هر امیدیکه هست
حاصل ہو جو مراد کہ اُسکی ہے یعنی اُسکے دل مین ہو

هر آنچه از خدا خواستم زین قیاس
جو کچھ اس قسم سے خدا سے مین نے طلب کیا
خدا داد بر داده کردم سپاس
خدا نے بخشا اُسکے دیے ہوے کا شکر کیا مین نے

همایون از ان شد که این بزمگاه
مبارک اُسوجہ سے ہوا کہ یہ مجلس یعنی کتاب
همایون بود خاصه در بزم شاه
مجلس پادشاہ مین خاص کر مبارک ہوئی

بیا ساقی آن آب یاقوت وار
آ اے ساقی وہ شراب یاقوت ایسی یعنی سرخ
در افگن بآن جام یاقوت بار
ڈال اُس یاقوت بار پیالے مین

سفالینه جامی که می جان اوست
وہ مٹی کا پیالہ کہ شراب اُسکی جان ہے
سفالی زمین خاک ریحان اوست
مٹی زمین کی اُسکی خاک ریحان ہے

در مدح پادشاه نصرة الدین گوید

بادشاہ نصرۃ الدین کی تعریف مین کہتا ہے

علم برکش ای آفتاب بلند
ظاہر ہو اے بلند آفتاب
خرامان شو ای ابر مشکین پرند
چل اے ابر سیاہ چادر والے

بنال ای دل رعد چون کوس شاه
نالہ کر اے دل گرج کی بادشاہ کے نقارے کی طرح
بخند ای لب برق چون صبحگاه
ہنس اے بجلی کے ہونٹھ مثل صبح کے

ببار ای هوا قطرهٔ ناب را
برسا اے ہوا قطرہ خالص کو
بگیر ای صدف دُر کن آن آب را
لے اے سیپی موتی بنا اس پانی کے قطرے کو

برآی ای دُر از قعر دریای خویش
نکل اے موتی اپنے دریا کے قعر سے
بتاج سر شاه کن جای خویش
تاج فرق بادشاہ مین تو اپنی جگہ کر

شهی کارزو مسند معراج اوست
وہ بادشاہ کہ خواہش مسند اسکے مرتبے کا ہے
زمین بوس او درّة التاج اوست
اسکے تاج کا موتی اسکی سرزمین بوسی کرنیوالا ہے

سکندر شکوهی که در حمله ساز
ایسا سکندر کا سا دبدبہ کہ اسکے تمام سامان سے
شکوه سکندر بدو گشت باز
دبدبہ سکندر کا ظاہر ہو گیا

زمین زنده دار آسمان زنده کین
اہل زمین کا زندہ رکھنے والا بخشش سے آسمان کا زندہ کرنیوالا
جهانگیر و دشمن پراگنده کن
جہان کا قبضے مین کرنیوالا دشمن کو عاجز کرنیوالا

ظفردار مغرب بمردانگی
بادشاہ پچھم کا بہادری مین
قدرخان مشرق بفرزانگی
بادشاہ پورب کا عقلمندی مین

جهان پهلوان نصرة الدین که هست
جہان کا پہلوان کہ بادشاہ نصرة الدین ہے
براعدای خود چون فلک چیره دست
اپنے دشمنون پر آسمان کی طرح غالب

مخالف پس اندیش و او پیش بین
دشمن پیچھے سوچنے والے اور وہ آگے بڑھنے والا
بداندیش کم مهر و او بیش کین
دشمن کم محبت اور وہ نہایت کینہ ور

خداوند شمشیر و تخت و کلاه
مالک تلوار اور تخت اور تاج کا
سه نوبت زن و پنج نوبت پناه
تینون وقت نوبت بجوانیوالا اور پنجگانہ نماز ادا کرنیوالا

در مدح پادشاه نصرة الدین گوید

برستم رکابی روان کرده رخش
بستم رکابی سے گھوڑا دوڑانے والا
هم اورنگ پیرا هم تاج بخش
تخت کا آراستہ کرنیوالا بھی اور تاج بخشنے والا

شهان را ز رسمی که آیین بود
بادشاہون کا جسطرح کا کہ دستور ہوتا ہے
ق
کلید آهنین گنج زرین بود
سونے کے خزانے کی کنجی لوہے کی ہوتی ہے

جز او کو ز آهن تیغ روشن کند
سوا اُسکے کہ وہ تلوار لوہے کی چمکاتا ہے
کلید از زر و گنج آهن کند
کنجی بنے سونے اور گنج لوہے سے پیدا کرتا ہے یعنی آلات حرب کو عزیز رکھتا ہے

چو آب فرات آتشکار نواز
مثل نہر فرات کے نہایت ہی مہربان
چو سرچشمهٔ نیل پنهان گداز
مثل چشمہ نیل کے پوشیدہ غرق کر ڈالنے والا

اگر سایه بر آفتاب افکند
اگر سایہ اپنا آفتاب پر ڈال دے
دران چشمهٔ آتش آب افکند
اُسکے آگ کے چشمے مین پانی ڈالے یعنی بجھاوے

اگر ماه نو را بر افشانی دهد
اگر ماہ نو کو کچھ حصہ دے
ز نقص کمالش نجاتی دهد
کامل ہونیکے نقص سے اُسکو چھڑا دے یعنی زوال نہو

گر انعام آن بر شمارد کسی
اگر بخشش اُسکی کو کوئی شمار کرے
ق
بدان تا کند شکر نعمت بسی
اسلیے کہ اُسکا بہت شکر نعمت ادا کرے

ز شکر وی آن نعمت افزون بود
اُسکے شکر سے وہ نعمت اُسکی زیادہ ہو جاوے
ولی نعمتی بیش ازین چون بود
اور کوئی اس سے زیادہ ولی نعمت کیا ہوگا

فلک وار بر هر که بندد کمر
آسمان کی طرح جس مخالف پر کمر باندھے
بر آب افکند چون زمینش سپر
پانی پر ڈالدے زمین کی طرح اُسکی ڈھال

بریزد در آشوب چون میغ او
گراتا ہے لڑائی مین مثل بدلی کے وہ
سر تیغ کوه از سر تیغ او
چوٹیان پہاڑ کی اپنی تلوار کی نوک سے

سرانچه او نموده گه کارزار
جو کچھ اُسنے بہادری کی لڑائی کے وقت
نه رستم نموده نه اسفندیار
نہ رستم نے کی نہ اسفندیار نے

در مدح پادشاه نصرة الدین گوید

صلاح جہان آنشب آمد پدید
بہبودی جہان کی اُس رات ظاہر ہوئی

کہ از مولدش صبح صادق دمید
جب اُسکی پیدائش کا سویرا طلوع ہوا

کجا گام زد خنگ پدرام او
جس جگہ کہ اُسکی آراستگی کے گھوڑے نے قدم رکھا

زمین یافت سرسبزی از گام او
زمین نے سرسبزی اُسکے قدم سے پائی۔

بہر دائرہ کوزدے ترکتاز
جس قلعے پر کہ وہ دھاوا کرتا یا فوج دشمن پر

زپرگار خطش گرہ کرد باز
حصار سے اُسکے سے گرہ کھولدیتا یعنی متفرق کردیتا

بدان بقعہ کو بارگے تاختہ
اُس مقام پر کہ اُسنے گھوڑا دوڑایا

زمین گنج قارون برانداختہ
زمین نے خزانے قارون کے سامنے ڈالدیے

بران دژ کہ او رایت انگیختہ
جس قلعے پر کہ اوس نے علم اُٹھایا یعنے ارادہ فتح کا کیا

سر کوتوال از دژ آویختہ
سر کوتوال کا قلعے پر کاٹکر لٹکا دیا۔

اگر دیگران کاصل شان آدمیست
اگرچہ اور لوگ بھی جنکی کہ نسل یعنی اولاد آدم سے ہین

ہمہ مردم اند و ہمہ مردمیست
سب آدمی ہین کہ وہ ہمہ تن مُروّت ہے

ندانم کس از مردم روشناس
نہین جانتا ہون مین کسی آدمی کو جو اُسکا پہچاننے والا ہو

کزان مردمی نیست بروے سپاس
کہ اُسکی مروّت سے وہ اُسکا شکر نہین کرتا ہے

زبس ناز و نعمت کز و راندہ اند
بہت دولت اور نعمت کہ اُس سے لوگ پاتے ہین

ولی نعمت عالمش خواندہ اند
ولی نعمت تمام جہان کا اُسکو کہتے ہین

اگر مردہ سر بر آرد ز گور
اگر کوئی مردہ سر نکالے قبر سے یعنی جی اُٹھے

بگیرد ہمہ شہر و بازار شور
تمام شہر اور بازار مین شور ہونے لگے

ہزاران دل مردہ از عدل شاہ
ہزارون مردہ دل یعنی عاجز بادشاہ کے عدل سے

شود زندہ و خصم ناید براہ
خوش پھرتے ہین اور دشمن سامنے نہین آتا

چو عیسے بسے مردہ را زندہ کرد
حضرت عیسیٰ کی طرح بہت مُردے زندہ کیے

بخلق چنین خلق را بندہ کرد
ایسی خوش خلقی سے خلق کو اپنا بندہ کرلیا

مدح پادشاہ نصرۃ الدین گوید

جهان بود چون کان گوهر خراب
جہان تھا موتی کی کان کے مثل لعل کی ہوا یعنی ویران

بآبادی افتاد زین آفتاب
آبادی ہوئی اس آفتاب سے یعنی روشنی ہوئی

زمین دوزخی بود بی کار و کشت
زمین دوزخ کی طرح قابلیت زراعت نہ رکھتی تھی یعنی بد انتظام

بابری چنین تازه شد چون بهشت
اس ابر سے مثل بہشت کے تازہ یعنی سرسبز ہو گئی

زهی نعمتی کایدش نو بنو
جو جو نعمتیں کہ تازہ تازہ اسکو حاصل ہوتی ہیں

دهد بخش خواهندگان جو بجو
مانگنے والوں کو جو جو بھر یعنی تھوڑی تھوڑی تقسیم کر دیتا ہے

بهر نیکیی چون خرد وی برد
ہر نیکی اور خوبی میں جو عقل غور کرتی ہے

جهان یاد نیک از جهان کی برد
یا نیک شخص کی جبتک جہان ہی اہل جہان ان سے بھول سکتے ہیں

چو دریا بگویم گران سایه
مثل دریا کے اسکو اعلی مرتبہ کہتا ہوں

نه ناکه چون کان گرانمایه
تحقیق کر بلکہ مثل کان کے نہایت بیش قیمت

زهی بارگاهی که چون آفتاب
کیا اچھی بارگاہ کہ مثل آفتاب کے

ز مشرق بمغرب رساند طناب
پورب سے پچھم تک پہونچی جسکی رسی یعنی سلسلہ

گر از نخل طوبی رسد در بهشت
اگر طوبی کے درخت سے پہونچتی ہیں بہشت کے

بهر گوشه کی شاخ عنبر سرشت
ہر ایک گھر میں شاخیں خوشبودار میوہ خوری کیلیے

رسد شرق تا غرب احسان او
پہونچتی ہی پورب سے پچھم تک اسکی احسان سی

بهر خانه نعمت از خوان او
ہر ایک گھر میں نعمت اسکے خوان سے

بکیخسروی نامش افتاد چست
طرق کیخسروی میں نام اسکا جلد ہو گیا

نسب کرده بر کیقبادی درست
کیونکہ مناسبت کیقبادی بھی اسے حاصل تھی

بهر وادیی کو عنان تافته
جس جنگل کی طرف کہ اس نے گھوڑا دوڑایا

درمنه بدامن درم یافته
درمنہ گھاس نے دامن بھر درم اور دینار پائے

ز گنجش زمین کیسه بر دوخته
اسکے خزانے سے زمین نے اپنے کیسے بھر لیے

سمن سیم و خیری زر اندوخته
چمیلی اور خیری نے چاندی اور سونا اس سے پایا

مدح پادشاه نصرة الدین گوید

در مدح پادشاہ نصرۃ الدین گوید

کجا گنجدانے پشیزے درو
کہان یعنی وہ خزانہ کون ہی جسمین کہ ایک پیسہ بھی ہو

کہ از گنج او نیست چیزی درو
کہ اُسکے خزانے کا اُسمین کچھ بھی نہین ہے

چو از تاج او شد فلک سر بلند
جب اُسکے تاج سے آسمان سر بلند ہوگیا

سرش باد زان تاج فیروزمند
سر اُسکا اُس تاج سے زیادہ فتحمند ہووے

چو اسکندری شاہ کشور کشای
سکندر دیسا ایک بادشاہ ولایت فتح کرنیوالا

چو خضر از رہ افتادہ را رہنمای
خضر کی طرح بھولے ہوؤن کو راہ بتلانے والا

زہے خضر و اسکندر کائنات
کیا خوب خضر اور سکندر جہان کا

کہ ہم ملک داری و ہم آب حیات
کہ ملک بھی رکھتا ہی اور تو آب حیات بھی رکھتا ہے

ہمہ چیز داری کہ آن در خورست
تو وہ سب چیزین رکھتا ہی جو تیرے لائق ہین

نداری یکی چیز کان ہمسرست
نہین رکھتا ہی تو ایک چیز وہ کیا ہی یعنی ہمسر اپنا

چو در صید شیران شمار افگنی
جب شیرون کے شکار مین شمار کرتا ہے تو

بہ تیری دو پیکر شکار افگنی
ایک تیر سے دو دو شکار گراتا ہے تو

چو در جنگ فیلان کشائی کمند
جب ہاتھیون کی لڑائی مین تو کمند کھولے

دہی شاہ فغفور را فیل بند
بادشاہ ہند کے آگے سلطنت الدین یعنی اُسکو قید کرے تو

اگر شیر گور افگند وقت زور
شیر اگر بہ گور کو گرا دیتا ہے زور مین

تو شیر افگنی بلکہ بہرام گور
تو شیر کو گرا دیتا ہے بلکہ بہرام گور کو

چہ دولت کہ در بند کار تو نیست
کونسی دولت ہے جو تیرے اختیار مین نہین ہی

چہ مقصود کان در کنار تو نیست
کون مقصد ہی جو تیری گود مین یعنی تجکو حاصل نہین

بسا گردن سخت کیمخت چرم
بہت سخت گردنین اور کیمخت چمڑے والے یعنی مضبوط

کہ شد چون دوال رکاب تو نرم
ہوگئے تیری رکاب کے تسمے کی طرح نرم یعنی دب گئے

دو شخص امین اندر آوای بجوش
دو شخص بخوف ہین جب تو غصے مین آوے

یکی نرم گردن دگر سفتہ گوش
ایک نرم گردن یعنی مطیع اور دوسرا غلام

بعذر از تو بدخواه جان می برد — بدین عهد رایت جهان می برد

معافی چاہنے کے سبب سے بدخواه تجھ سے جان بچا لیجاتا ہے — اسی اقرار سے تیری راے جہان کو فتح کرتی ہے

چو برگشت گردان جہان روزگار — ز شش پادشہ ماند شش یادگار

جب گردش کی جہان سے زمانے نے — ان چھ بادشاہون سے چھ نشانیان باقی رہین

کلاه از کیومرث آفاق گیر — زجمشید تیغ از فریدون سریر

تاج جہان لینے والے کیومرث بادشاه سے — جمشید سے تلوار اور فریدون سے تخت

ز کیخسرو آن جام گیتی نمای — که احکام انجم درویافت جای

کیخسرو سے وه جام جہان نما — که ستارون کے حکم یعنی علم نجوم کے زور سے بنایا تھا

فروزنده آیینهٔ گوهری — نمودار تاریخ اسکندری

روشن ایک آئینہ عقلمندی کا — نشانی عہد سکندر بادشاه سے

همان خاتم لعل بردوخته — بمهر سلیمانی افروخته

وہی انگوٹھی لعل کی جڑی ہوئی — مُہر سلیمانی سے روشن

بدینگونه شش چیز در حضرت است — گواه سخن نام شش حرفت است

اسیطرح یعنی وه چھون چیزین تیرے قبضے مین ہین — گواه میری بات کی چھ حرف ملفوظی تیرے نام کے ہین

جز این نیز بینم تراشش خصال — که بادی برومند از ماه و سال

ان کے سوا بھی تجھ مین چھ خصلتین دیکھتا ہون — که رہے تو برخوردار اُن سے مہینے اور سال یعنی ہمیشہ

یکی آنکه از گنج آراسته — دهی آرزوهای ناخواسته

اول یہ که خزانہ آراستہ سے — دیتا ہے تو بغیر مانگے ہوئے ہر شخص کی مرادین

دوم مردمی کردن بیقیاس — عوض باز ناجستن از حق شناس

دوسرے بے اندازه مروت کرنا یعنی بہت — عوض نہ تلاش کرنا یعنی نہ لینا حقدار سے

سوم دل بشفقت برآراستن — ستمدیده را داد دل خواستن

تیسرے دل کو مہربانی سے آراستہ کرنا — مظلوم کے حسب دلخواه داد دینا

مدح پادشاه نصرة الدین گوید

چهارم علم بر ثریا زدن | چه خورشید لشکر بہ تنہا زدن

چوتھے علم برابر ثریا کے بلند کرنا | آفتاب کی طرح تنہا لشکر کشی کرنا

بهان پنجم از مجرم عذر خواه | ز روی کرم عفو کردن گناه

پانچوین وہ کہ عذر خواہ گنہگار سے | مہربانی کی راہ سے گناہ معاف کر دینا

ششم عهد و پیمان نگهداشتن | وفاداری از یاد نگذاشتن

چھٹے عہد و پیمان کا لحاظ رکھنا | پورا کرنا اقرار کا یاد سے نہ بھلانا

ز تو شش جهت بیرواے مباد | وزین شش خصالت جدائے مباد

تجھ سے جہان بے رونق مت ہو جیو | اور ان چھ خصلتون سے تجھکو دوری مت ہو جیو

بپرواز دولت دو شاہین بکار | یکی در خزینه یکی در شکار

بوجہ ترقی دولت کے دو شاہین مشغول ہین کام مین | ایک خزانے مین اور ایک شکار مین

دو مار از برائے تو توفیر سنج | یکی مار مهره دگر مار گنج

دو سانپ تیرے واسطے ترقی چاہنے والے | ایک مہرہ سانپ کا دوسرا سانپ خزانے کا یعنی تلوار

بیا ساقی آن جام یاقوت بار | بیاد شہنشہ بکامم سپار

آ ساقی وہ پیالہ یاقوت برسانیوالا یعنی شراب کا | بادشاہ کی یاد مین میرے منہ سے لگا دے

کہ تا مست ازان جام باقی شوم | پرستندهٔ لعل ساقی شوم

تاکہ مست اس شراب بقا باللہ سے ہوئین | غلام لب ساقی کا ہو جاؤن مین

خطاب بپادشاہ بطریق التفات

بادشاہ کی طرف متوجہ اور مخاطب ہونا

جہان خسروا زیر ہفت آسمان | طرفدار پنجم توئی بیگمان

اے بادشاہ نیچے ان سات آسمانون کے | بادشاہ پانچوان تو بیشک ہے

خطاب بپادشاہ بطریق التفات

جہان را بفرمان چندین بلاد | ستون درست ذات العماد

جہان کے اتنے شہرون کا سبب تیرے حکم کے | تیرے دروازے کا ستون جاے پناہ ہے

ہمہ شب کہ مہ طوفِ گردون کند | چراغ ترا روغن افزون کند

ماہتاب جو تمام رات آسمان کا طواف کرتا ہی | تیرے چراغ مین تیل ڈالتا ہے

ہمہ روز خورشید با تاجِ زر | بپایئنِ تخت تو بندد کمر

آفتاب تمام دن باوصف سنہرے تاج کے | تیرے تخت کے پائین کمر باندھے کھڑا رہتا ہے

سپارندۂ پادشاہی بتو | سپرد از جہان ہرچہ خواہی بتو

بادشاہی کے دینے والے یعنی خدا نے تجھکو | سونپا یعنی دیا جہان سے جو کچھ مانگا تو نے

بدان داد ملکت کہ شاہی کنی | چو داور شوی داد خواہی کنی

اسلیے تجھکو ملک دیا کہ تو بادشاہی کرے | جب تو حاکم ہو عدل اور انصاف کرے

نہ بازی کند بر پرِ پشہ زور | نہ پیلے نہد پا بہ پشتِ مور

نہ کوئی باز مچھر کے پر پہ زور کر سکے | نہ رکھ سکے کوئی ہاتھی پاؤن چیونٹی کی پیٹھ پر

سپاس خداوند گیتی پناہ | کہ بیش است زین قصہ انصاف شاہ

شکر ہے خداوند جہان پناہ کا | کہ زیادہ ہی میرے اس بیان سے عدل بادشاہ کا

بانصافِ شہ چشم دارم یکے | کہ بیند درین داستان اندکے

بادشاہ کے انصاف سے مین اتنا امیدوار ہون | کہ ایک نظر اس کتاب کو ملاحظہ کرے

گر افسانۂ بیند از کار دور | بسایہ بدو گستراند نہ نور

کوئی بھی داستان اگر اسمین بیکار دیکھے | اپنے سایہ عاطفت کا اوس پر نور نہ ڈالے یعنی پھر نہ دیکھے

اگر بیند از دُرِ دُرو موج موج | سراینده را سر درآرد باوج

اور اگر اسمین موتی بھرے ہوئے دیکھے | گانیوالے یعنی مصنف کو سر بلند کرے

درین گنجنامہ ز رازِ جہان | کلیدیست گنج گردم نہان

اس خزانے کی جگہ یعنی کتاب مین حالات جہان سے | کنجیان بہت خزانون کی پوشیدہ کین مین نے یعنی بادشاہون کا حال لکھا

کسی کو کلید زر آرد بدست
شخص کہ وہ کنجیان سونے کی ہاتھ مین لاوے یعنی پاویگا
وگر گنج پنہان نیارد پدید
اور اگر پوشیدہ خزانے اسکو ظاہر نہو سکین
تو دانی کہ این گوہر نیم سفت
تو جانتا ہے کہ یہ موتی جو ابھی نصف بیندھا ہوا ہے
نشاط از تو دارد گہر سفتنم
خوشی تجھ سے رکھتا ہی میرا موتی پرونا یعنی نظم کرنا
خرد کاسمان را زمین میکند
عقل کہ آسمان کو زمین یعنی ممکن کو ممکن کرتی ہے

خطاب بپادشاہ بطریق التفات

چو فرمان چنین آمد از شہریار
جب ایسا حکم بادشاہ کا ہوا
بگفتار شہ مغز را تر کنم
بادشاہ کے کہنے پر دماغ کو تازہ کرتا ہون مین
فرستم عروسی بآن بزمگاہ
بھیجتا ہون مین ایسی عروس اسکی مجلس مین
عروسی چنین شاہ را بندہ باد
ایسی عروس بادشاہ کی لونڈی ہو
وریدہ دہن بدسگالش چو زاغ
منھ اسکے دشمنون کا کوّے کی طرح پھٹ جاوے
ز چشم بد کس نیابد گزند
کسی کی بری نظر سے صدمہ نہ پاوے

طلسمی بسی گنج دارد بدست
طلسم بہت خزانون کے ہاتھ مین رکھے گا
شود خرم آخر بزرین کلید
آخر کو خوش ہوان سنہری کنجیون یعنی حکمت کی باتون سی
چہ گنجینہا دارد اندر نہفت
کس قدر پوشیدہ خزانے رکھتا ہے
سزاوار تست آفرین گفتنم
میرے لائق ہے تیری تعریف کرنا
برین آفرین آفرین میکند
اس تعریف پر مرحبا کہتی ہے
کہ بر نام من نقش بندان نگار
کہ میرے نام سے اس نگار یعنی کتاب پر نقش باندھ یعنی آغاز کر
بگفت کسان مغز در سر کنم
اوروں کے کہنے کو مغز سر مین کرتا ہون یعنی حقیقت جانتا ہون
کز و چشم روشن شود بزم شاہ
جس سے بادشاہ کی مجلس کی آنکھ روشن یعنی سب تجلیین
بران محفل آفاق فرخندہ باد
جس پر مرد جہان کے خوش یعنی شگفتہ ہون
زبان سوختہ دشمنش چون چراغ
زبان اسکے دشمن کی شمع کی طرح جل جائے
کہ پیوستہ سوزد در آتش سپند
بلکہ ہمیشہ جلتا رہے آگ مین سپند نظر بد کے لیے

باندازۂ آن که نزدیک و دور
جس اندازے پر کہ دور اور نزدیک

چراغ جہانتاب را هست نور
چراغ جہان روشن کرنے والے کی روشنی ہے

گل باغ شہ عالم افروز باد
بادشاہ کے باغ کا پھول جہان کا روشن کرنیوالا ہو

چراغ شبش مشعل روز باد
اُسکی رات کا چراغ دن کی مشعل ہو جاے

نظامی چو دولت در ایوان او
نظامی مثل دولت کے اُسکے محل مین

شب و روز باد آفرین خوان او
رات دن اُسکا ثنا خوان رہے

بیا ساقی آن راحت انگیز روح
آ ساقی وہ روح کی راحت پیدا کرنے والی

بده تا صبوحے کنم در صبوح
شراب دے کہ پیتے پیتے صبح کر دون

صبوحے که بر آب کوثر کنم
وہ مینوشی جو آب کوثر پر کرونگا

حلال ست اگر تا بمحشر کنم
حلال ہے اگر قیامت تک کرون مین

گفتن جملہ داستان بطریق اختصار

مختصر طور پر تمام کہانی یعنی حقیقت اس کتاب کی بیان کرنا

جہان در بد و نیک پرورد نست
جہان نیک اور بد کی پرورش کرنے مین ہی

بسی نیک و بد هاش بر گردنست
بہت نیکی اور بدی اُسکی گردن پر ہے

ز نیرنگ این پردۂ دیر سال
اس پرانے پردے کی نیرنگی سے

خیالی شدم چون نیارم خیال
خیال کی صورت بنا ہون مین کیونکر نہ خیال کرون مین

برانم که این پرده خالی کنم
اس ارادے مین ہون کہ اس پردے کو خالی کرون مین

درین پرده جادو خیالی کنم
اس پردے مین جادوگری کرون مین

شب و روز ازین پردۂ نیلگون
رات دن اس نیلے پردے یعنی آسمان سے

بسی بازی چابک آید برون
بہت جلد بازیان باہر آتی ہین یعنی پیدا ہوتی ہین

گر آید ز من بازیے دلپذیر
اگر مجھ سے بھی کوئی بازی دل پسند پیدا ہو

ہم از بازی چرخ گردندہ گیر
آسمان گردش کرنیوالے کی وہ بھی بازی سمجھ

خیالے برانگیزم از پیکرے
ایسی صورت سے ایک خیال اٹھاتا یعنی ظاہر کرتا ہوں میں

کہ نارد چنین ہیچ بازیگرے
کہ نہ کر سکے ایسا کوئی جادوگر

نخست آنچنان کردم آغاز او
پہلے اس طرح اسکا آغاز کیا میں نے

کہ سوز آورد نغمۂ ساز او
کہ سوز پیدا کرے آواز اسکے ساز کی

چنان گفتم از ہرچہ دیدم شگفت
ایسا بیان کیا میں نے جو کچھ عجیب دیکھا میں نے

کہ دل راہ باور شدن برگرفت
دل نے جسکے یقین کرنے کی راہ اختیار کی

حسابیکہ بود از خرد دوردست
جو حساب کہ امکان عقل سے دور تھا

سخن را نگردم برو پای بست
شاعری میں اسکو قید یعنی ضبط نہ کیا میں نے

برآگندہ از ہر دُری دانہ
بھر کر ہر ایک موتی کے دانے سے

برآراستم چون صنم خانہ
آراستہ کیا میں نے مانند ایک صنم خانہ کے

بنا بر اساسے نہادم نخست
پہلے اس بنیاد پر نیو ڈالی میں نے

کہ دیوار آن خانہ باشد درست
کہ دیوار اس گھر کی مضبوط رہے

بتقدیم و تاخیر بر من مگیر
مجھپر کسی بیان کے اول اور آخر ہونیکا اعتراض

کہ نبود گزارندہ را زان گزیر
کہ اس سے بیان کرنیوالے کو چارہ نہیں ہے

در از رنگ این نقش چینی پرند
اور رنگ میں اس چینی پرند کے نقش نے

قلم بست بر مانی نقشبند
بند کر دیا قلم مانی ایسے نقاش کا

چو میکردم این داستان را بسیج
جب اس داستان کے لکھنے کا قصد کرتا تھا میں

سخن راست کو بود در پیچ پیچ
شاعری راستی پسند کرتی تھی اور راہ تھی پیچیدہ

اثرہای آن شاہ آفاق گرد
نشانات اس بادشاہ جہان کے گھومنے والے یعنی سکندر کے

ندیدم نگارید در یک نورد
نہ دیکھے میں نے کسی ایک دفتر یعنی کتاب میں مسلسل لکھے ہوئے

سخنها که چون گنج آگنده بود
باتین یعنی حالات سکندر کے جو مثل خزانے کے بھری تھین
بهر نسخه در پراگنده بود
ہر ایک کتاب مین متفرق درج تھین

ز هر نسخه بر داشتم مایها
ہر ایک کتاب سے ایک پونجی اوٹھائی یعنی حالات لیے مین نے
بر و بستم از نظم پیرایها
اوسپر نظم کا پیرایہ باندھا مین نے

زیادت ز تاریخهای نوی
زیادہ تر تاریخون نئی نئی
یهودی و نصرانی و پهلوی
یہودی اور نصرانی اور پہلوی سے

گزیدم ز هر نامه نغز او
چنے مین نے ہر ایک کتاب سے نادر حالات اوسکے
ز هر پوست بر داشتم مغز او
ہر پوست سے اوسکا جوہر لیا مین نے

جهان در جهان گنج پرداختم
جہان جہان یعنی بہت خزانے خالی کر دیے مین نے
وزان جمله سر رشته ساختم
اور ان سب سے ایک سر رشتہ یعنی یہ کتاب تیار کی مین نے

ز هر یک زبان هر که آگه بود
ہر ایک زبان سے جو شخص واقف ہووے
زبانش ز بیغاره کوته بود
زبان اوسکی طعنہ دینے سے کوتاہ ہو گی

دران پرده کز راستی یافتم
اوس پردے مین کہ سچائی سے پایا مین نے
سخن را سر زلف بر تافتم
کام کے موباف کو اوس سے گوندھا مین نے

دگر گر ست خواهی سخنهای راست
اور اگر سچ چاہتا ہے تو سینکڑون شاعری مین
نشاید در آرایش نظم خواست
نظم کی آراستگی مین اوسکی سر خواہش نچاہیے

گر آرایش نظم زو کم کنم
اگر آراستگی نظم کی اوس سے کم کر دون مین
بکم مایه بینش فراهم کنم
تھوڑے شعر مین اون کو جمع کر دون مین

همه کرده شاه گیتی خرام
سب کام کیے ہوے بادشاہ جہانگرد یعنی سکندر کے
درین یک ورق کاغذ آرم تمام
اس ایک ورق کاغذ مین تمام کیے دیتا مین

سکندر که شاه جهانگرد بود
یعنی سکندر جو جہان کا سیر کرنیوالا بادشاہ تھا
بکار سفر توشه پرورد بود
سفر کے کام مین توشہ تیار کیے ہوئے یعنی پکا مسافر تھا

جهان را همه چار حد گشت و دید
جہان کی چارون حدون مین پھرا اور دیکھا

که بی چار حد ملک نتوان خرید
کیونکہ بے چوحدی کے ملک کو نہ مول لینا چاہیے

به تختگاه کہ بنهاد پی
جس تختگاہ مین کہ رکھا قدم

نگهداشت آئین شاہان کی
کیانی بادشاہون کے طریقے کا لحاظ کرتا رہا

بجز رسم زردشت آتش پرست
سوا رسم زردشت آتش پرست کے

نداد آن دگر رسمہا را ز دست
اور کسی طریقے کو اُسنے ترک نہ کیا

نخستین کس او شد کہ زیور نهاد
جسنے زیور کی بنیاد ڈالی پہلا شخص وہ یعنی سکندر ہو

بروم اندرون سکۂ زر نهاد
روم مین سکہ سونے کا رائج کیا

بفرمان او زرگر چیرہ دست
اُسکے حکم سے کاریگر سُنارون نے

طلاہای زر بر سر نقرہ بست
ملمع سونے کا چاندی پر کرنا شروع کیا

خرد نامہا را ز لفظ دری
حکمت کی کتابون کو الفاظ دری سے

بیونان زبان کرد کسونگری
یونانی زبان کا لباس پہنایا یعنی ترجمہ کیا

ہمان نوبت پاس در صبح و شام
صبح اور شام اور پہر کی نوبت نے بھی

ز نوبت گہ او برآورد نام
اُسکے نوبتخانے سے نام پایا یعنی اُسنے جاری کین

بآئینہ شد خلق را رہنمون
طرف آئینے کے خلق کا رہنما ہوا

ز تاریکی آورد جوہر برون
اندھیرے سے جوہر کو باہر نکالا

بُرید از جہان شورش زنگ را
کاٹا یعنی مٹا دیا جہان سے زنگ کی شورش کو

ز دارا ستد تاج و اورنگ را
دارا سے لیا تاج اور تخت کو

ز سودای ہندو ز صفرای روس
ہند کے سودا اور روس کے صفرا یعنی خطرون سے

فروشست عالم چو بیت العروس
صاف کردیا جہان کو مثل گھر عروس کے

شد آئینہ چینیان رای او
ہوئی آئینہ چین والون کی عقل اسکی

سر تخت کیخسروی جای او
سرتخت کیخسرو کا جگہہ اسکی

گفتن جملہ داستان بطریق اختصار

چو عمرش فرس راند بر بیست سال | به شاهنشهی بر دهل زد دوال
جب اسکی عمر گھوڑا بیسوین برس پر دوڑا یعنی بیسوین برس | بادشاہی کی ڈھول پر چوب ماری یعنی نقارہ سلطنت بجایا

دگر ره که بر بیست افزود هفت | به پیغمبری رخت بربست و رفت
دوسری بار یعنی پھر جب بیس سات برس کا ہوا | واسطے پیغمبری کے اسباب باندھا اور گیا یعنی پیغمبر ہوا

ازان روز کو شد به پیغمبری | نوشتند تاریخ اسکندری
جس دن سے کہ وہ گیا واسطے پیغمبری کے | لکھی تاریخ سکندر بادشاہ کی

چو بر دین حق دانش آموز شد | چو دولت در آفاق فیروز شد
جب خدا کے دین کی عقل اس نے لوگونکو سکھلائی | مثل دولت کے جہان پر فتحمند ہوا

بسی حجت انگیخت بر دین پاک | عمارت بسی کرد بر روی خاک
بہت دلیلین دین پاک پر اوٹھائین | بہت عمارتین روے زمین پر بنائین

به هر گردشی گرد پرگار دهر | بنا کرد چندین گرانمایه شهر
ہر گردش مین گرد پرگار زمانے کے | نیو ڈالی اتنے بڑے شہرون کی

ز هندوستان تا باقصای روم | برانگیخت شهری ز هر مرز و بوم
ہندوستان سے روم کے کنارون تک | اوٹھایا ایک شہر یعنی بنایا ہر زمین پر

هم او داد زیور سمرقند را | سمرقند نی کانچنان چند را
اُسی نے سمرقند کو زیور دیا یعنی آباد کیا | بلکہ سمرقند ہی نہین ویسے کتنے شہرون کو

بنا کرد شهری چو شهر هری | کز انسان کند شهر کم دیگری
بنایا ایک شہر مثل شہر ہری کے | کہ اُس طرح کا شہر دوسرا کم بنا سکتا ہے

دروبند اول که دربند یافت | بشرط خردزان خردمند یافت
پہلے جو بند و بست کہ شہر دربند یعنی باب الابواب نے پایا | موافق شرط عقل اس عقلمند یعنی سکندر کے پایا

ز بلغار بگذر که از کار اوست | بناگاه اصلش بن غار اوست
بلغار سے گذر کہ اُسی کے کام سے ہے | اصل بنیاد کی جگہ کیا ہے اُسکی وہ بن غار ہے

گفتن جملهٔ داستان بطریق اختصار

همه سدّ یاجوج زو شد بلند | که بست آنچنان کوه بر کوه بند

تمام دیوار یاجوج کی اس سے بلند ہوئی | کس نے باندھے ویسے پہاڑ پر پہاڑ

جز این نیز بسیار بنیاد کرد | که نتوان ازین بیش از و یاد کرد

اسکے سوا بھی اور بہت بنیادین ڈالین | کہ نہ سکیے ان سے زیادہ یاد کرنا یعنی یاد نہین آتین

چو عزم آمد آن پیکر پاک را | که بخشش کند گوهر خاک را

جب آیا یعنی ہوا ارادہ اُس پاک صورت کا | کہ وہ گوہر خاک کے حصے کرے

صلیبی خطے در جهان بر کشید | ازان بیش کامد صلیبی پدید

ایک صلیبی یعنی چارگوشہ کا خط جہان مین کھینچا | اُس سے پہلے کہ کوئی اور پیمایش کرنیوالا یا حضرت عیسیٰ ظاہر ہون

بران چار گوشه خط اطلسی | بر انگیخت اندازهٔ هندسی

اُس چار کونے کے خط پر جو آسمان سے نکالا تھا | جاری کیا طریقہ علم ہندسہ کا

یکی نوبتی چار حد بر فراخت | که بر نه فلک پنج نوبت نواخت

ایک خیمہ چار حد کا بلند کیا | جس نے نوین آسمان پر نقارہ بجایا یعنی فخر کیا

بقطب شمالی یکے میخ او | بعرض جنوبی یکے میخ او

اوتر کے قطب مین ایک میخ اسکی | عرض جنوبی یعنی دکھن مین ایک میخ اسکی

طنابی ازین سو بمشرق کشید | طنابی دگر زو بمغرب رسید

ایک ڈوری اس طرف پورب کے کھینچی | دوسری ڈوری اُس سے طرف پچھم کے پہونچی

بدین طول و عرض اندرین کارگاه | کرا بود دیگر چنین بارگاه

اس لمبائی اور چوڑائی کا اس دُنیا مین | اور کس کے پاس ایسی بارگاہ یعنی خیمہ تھا

چو عزم جهان گشتن آغاز کرد | برشته زدن رسته‌ها ساز کرد

جب ارادہ جہان کی سیر کرنیکا شروع کیا | پیمایش کرکے راستے بنانا شروع کیے

ز فرسنگ و از میل و از مرحله | بدستی زمین را نکرد یله

فرسنگ اور میل اور مرحلون سے | ایک بالشت بھر زمین کو نہ چھوڑا

جملہ داستان بطریق اختصار

مساحت گران داشت اندازہ گیر
پیمایش کرنے والے رکھتا تھا ٹھیک اندازہ کرنے والے
رسن بستہ اندازہ پیدا شدہ
ڈوریاں باندھیں اندازہ ظاہر ہوا
بخشکی بہر جا کہ زد بارگاہ
خشکی میں جس جگہ کہ مارا خیمہ
وگر راہ بر روی دریاش بود
اور جو راہ اُسکی دریا کے اوپر یعنی تری کی تھی
یکی را بلنگر گہ خویش ماند
ایک کو اپنی لنگر گاہ میں رہنے دیا
میان دو کشتی رسن بستہ بود
درمیان دو کشتیوں کے ایک رسی باندھی تھی
گہ آنرا گہ این را رسن تاختی
کبھی اُسکی کبھی اسکی رسی کھینچتا
دگر بارہ این بستہ را پای داد
دوبارہ اس بندھی ہوئی کو چھوڑ دیا
بدینگونہ مساح منزل شناس
اسطرح پیمایش کرنیوالے منزل پہچاننے والے
جہان را کہ از غم براحت کشید
جہان کو کہ غم سے طرف راحت کے کھینچا
زمین را کہ چند است و رہ تا کجا
زمین کو کہ کتنی ہے اور راہ کہانتک ہے

بران شغل بگماشتہ صد دبیر
اُس کام پر مقرر کیے سو منشی
مقادیر منزل ہویدا شدہ
مقداریں منزلوں کی ظاہر ہوئیں
ز منزل بمنزل بپیمود راہ
ایک منزل سے دوسری منزل تک ناپی راہ
طریق مساحت ہمیاش بود
طریقہ پیمایش کا اُسکے لیے موجود تھا
دگر را بقدر رسن پیش راند
دوسری کو موافق رسی کے آگے چلایا
دو کشتی بہم بار پیوستہ بود
دو کشتیاں برابر ملائی تھیں
خطر بین کز میان رسن تاختی
بزرگی دیکھ کہ اسطرح رسیاں دوڑاتا تھا
شتابندہ را در سکون جای داد
چلنے والی کو سکون میں جگہ دی یعنی ٹھیرا دیا
ز ساحل بساحل گرفتی قیاس
اس کنارے سے اُس کنارے کا اندازہ کرتے تھے
زین ہندسہ در مساحت کشید
اس حساب سے پیمایش کرلیا
ترازوی تدبیر او کرد راست
اُسکی تدبیر کی ترازو نے درست کردیا

جملہ داستان بطریق اختصار گفتن

سخن را باندازہ دار پاس — کہ باور توان کرد نقش قیاس

سخن کا اس اندازے پر لحاظ رکھ — کہ اسکو عقل سے یقین کر سکیں

سخن گو چو گوہر برآرد فروغ — چو نا باور افتد نماید دروغ

شعر ایسا کہ جو مثل لعل کے روشن ہو — جو یقین میں نہ آویگا جھوٹ معلوم ہوگا

دروغی کہ ماند باشد براست — بہ از راستی کز درستی جداست

وہ جھوٹ کہ سچ سے مشابہ ہووے — بہتر سچائی سے کہ درستی سے دور ہے

نظامی سبکباش یاران شدند — تو ماندی و ہم سنگباران شدند

نظامی جلد مستعد ہو کہ ساتھی چلے گئے — تو تنہا رہا اور ہم جنس لوگ چلے گئے

سکندر شہ ہفت کشور نماند — تنہا نہ چون سکندر نماند

سکندر بادشاہ ہفت اقلیم کا نہ رہا — نہ باقی رہیگا کوئی جب سکندر نہ رہا

مخور می بتنہا درین طرف جوی — حریفان ہمیشہ را باز جوی

مت پی اکیلے شراب اس نہر کے کنارہ پر — پکار اگلے ساتھیوں کو یعنی تلاش انکی کر

گر آیند حاضر ہست نوش باد — وگرنہ زیادت فراموش باد

اگر آجاویں سامنے شراب پینا تجھکو روا ہو — اور اگر نہیں تو شراب کی یاد فراموش کر

بیا ساقی از خم دہقان پیر — می در قدح ریز چون شہد و شیر

آ اے ساقی کسان بڈھے کے مٹکے سے — شراب پیالے میں ڈال مثل شہد اور شیر کے

ترغیب سامعین بسوی داستان بتمہید کرد

تمہید باغ کے بیان کی اور سننے والوں کو رغبت دلانے

باغ و بوستان

مین طرف داستان کے

بیا باغبان خرمی ساز کن
اے باغبان خوشی کا سامان کر
گل آمد در باغ را باز کن
پھول کی فصل آئی دروازہ باغ کا کھول دے

نظامی بباغ آمد از شہر بند
نظامی باغ میں آیا شہر سے
بیارای بستان بچینی پرند
آراستہ کر باغ کو چینی پرندوں سے

ز جعد بنفشہ بر انگیز تاب
بنفشے کی زلف سے کھول دے پیچ
سر نرگس مست برکش ز خواب
سر نرگس مست کا اٹھا خواب سے

لب غنچہ را کاید از وی عبیر
ہونٹھ کلی کا جس میں کہ وہ عطر کی بو آتی ہے
بکام گل سرخ در دم عبیر
موافق خواہش گل سرخ کے خوشبو ملا دے

سہی سرو را بال برکش فراخ
سرو سہی کے قد کو اور زیادہ بلند کر
بقمری خبر دہ کہ سبز است شاخ
قمری کو خبر دے کہ شاخیں ہری ہیں

یکی مژدہ پرسوے بلبل براز
ایک خوشخبری طرف بلبل کے اڑا پوشیدہ
کہ مہد گل آمد بہ بستان فراز
کہ گہوارہ پھول کا باغ میں اتر آیا

ز سیمای سبزہ فرو شوے گرد
سبزے کے چہرے یعنی اس سے گرد کو صاف کر
کہ روشن بشستن شود لاجورد
کہ لاجورد دھونے سے زیادہ چمکدار ہو جاتا ہے

دل لالہ را کامد از خون بجوش
دل لالے کا کہ خون سے جوش میں آیا ہے
فرومال خونی بجائی مپوش
ایک خون گل یعنی سرخ گل کو گرد میں نہ رہنے دے

سر نسترن را ز موی سفید
نسترن کے سر کو سفید بالوں سے
سیاہی دہ از سایۂ مشک بید
سیاہی دے مشک بید کے سایے سے

لب نارون را بمی آلود کن
نارون کے لب کو شراب آلودہ یعنی سرخ کر
بخیری زمین را زر اندود کن
گل خیری زردی سے زمین کو سنہرا کر دے

سمن را درودی دہ از ارغوان
چنبیلی کو ایک دعا دے گل ارغوان سے
روان کن سوی گلبن آب روان
روانہ کر پھول کے درختوں کی طرف آب رواں

تمہید ذکر باغ بہجت ترغیب ساقی مین

بنورستگان چمن یا رزمین
چمن کے نئے سبزون کی طرف دیکھ
بسر سبزی از عشق چون من کسان
عشق کی سرسبزی مین مجھ ایسے لوگون سے
هوا معتدل بوستان دلکش ست
هوا موافق باغ نہایت دلکش ہے
درختان شگفته در طرف باغ
درخت کھلے باغ کے کنارے پر
بمرغ زبان بسته آوازده
زبان بند کیے ہوئے بلبلون کو آواز دے
سراینده کن ناله چنگ را
آواز دینے والا کر چنگ کی آواز کو
سر زلف معشوق را طوق ساز
معشوق کے سر زلف کو گھونگھروالا بنا
ریاحین سیراب را دسته بند
تازه تازه پھولون کے گلدسته باندھ
ازان سکهٔ نوبهار
اس نوبہار کے چاندی کے سکے یعنی سفید پھولون
به پیراهن برکهٔ آب گیر
گرد حوض پانی سے بھرے ہوئے کے
دران بزمهٔ خسروانی خرام
اس محفل بادشاہی مین چل

بکش خط دوران خطهٔ آن زمین
خطوط ست کھینچ بہت سا اس زمین مقام پر
سلامی بهر سبزهٔ سیرسان
ایک سلام ہر سبزے کو پہنچا دے
هوای دل دوستان از چمن خوش ست
طبیعت دوستون کی دل اس سے خوش ہے
برافروخته هر گلی چون چراغ
روشن ہوا ہر ایک پھول مثل چراغ کے
که پرواز یارست سرا سازده
کہ اڑنے کی پرواز کا سامان یعنی چھپے کر
برآور ز قفس این دل تنگ را
رو جدا قفس مین اس دل تنگ کو لے آ
برافگن ز گردن خود این طوق آه
جدا کر اپنی گردن سے اس طوق کو
برافشان ببالای سرو بلند
سرو بلند کے قد پر جھاڑ یعنی پھینک
درم ریز کن بر لب جویبار
روپیے ابر سا کنارے نہر باغ کے
ز سوسن بیفگن بساط حریر
بچھونا حریر کا سوسن سے ڈال یعنی بچھا
درافگن می خسروانی بجام
انڈیل شراب ... ہی پیالے مین

بمن ده که می خوردن آموختم — خورم چاشنی کز تشنگی سوختم

مجھکو دے کہ شراب پینا مین نے سیکھا ہے — خاص کر کین پہونچنگا کہ پیاس سے جل بانگین

بیاد حریفان غربت گرای — کز ایشان یکی را نبینی بجای

سفر کرنیوالے ساتھیون کی یاد مین — کہ اون سے ایک کو بھی موجود نہین دیکھتا ہے تو

چو دوران با هم نماند بسے — خورند نیز بر یاد ما هر کسے

چونکہ زمانہ ہمارا بھی بہت دن نہ رہے گا — پیوین گے ہماری یاد مین بھی لوگ

بفصلے چنین خرم و شادمند — به بستان شدم زیر سرو بلند

ایسی خوشی و خرم فصل مین خوش خوش — باغ مین گیا مین نیچے سرو بلند کے

ز بوی گل و سایهٔ سروبن — بلبل درآمد نشاط سخن

پھول کی خوشبو اور سرو کے سایے کے نیچے — بلبل یعنی مجھکو شعر کہنے کی خوشی یعنی خواہش ہوئی

گل چیدن آمد عروسی بباغ — فروزنده روی چو روشن چراغ

گلچینی کے لیے ایک عروس آئی باغ مین — منھ نہایت چمکتا ہوا مثل روشن چراغ کے

سر زلف در عطف دامن کشان — ز چهره گل از خنده شکرفشان

سر زلف کا دامن کے دور مین لٹکائی ہوئے — چہرے سے پھول اور ہنسی سے شکر جھاڑنے والی

رخی چون گل و بر گل آورده خوی — بمن داد جامی پر از سرخ می

منھ مثل پھول کے اور پھول پر پسینہ — مجھکو ایک پیالہ سرخ شراب سے بھر کر دیا

که بر یاد شاه جهان نوش کن — جز این هرچه داری فراموش کن

کہ بادشاہ جہان کی یاد مین پی جا — سوا اُسکے اور جو کچھ تیری یاد مین ہو بھول جا

نشستم همی با جهاندیدگان — زدم داستان پسندیدگان

بیٹھا مین پاس جہاندیدہ یعنی بڈھون کے — نظم کرنے لگا مین قصہ پسندیدہ لوگون کا

ق

ز چندین سخنهای زیبا و نغز — که پالوده م از چشمه خون و مغز

اتنی باتون یعنی شاعری نادر اور پسندیدہ سے — کہ صاف کی مین نے چشمہ خون اور مغز سے

تمہید دیگر

باغ بہجت غیب سامعین بسوے داستان

ہنوزم زبان از سخن سیر نیست
ابھی میری زبان باتوں سے آسودہ یعنی تھکی نہیں ہے

چو بازو بود باک شمشیر نیست
جب بازو میں قوت ہو تو تلوار چلانیکا خوف یعنی مشاقی نہیں ہے

بسے گنجہاے کہن ساختم
بہت خزانے پرانے تیار رکھے ہیں میں نے

وزو گنجہاے نو انداختم
اُن میں نئے خزانوں کی بنیادیں ڈالی ہیں میں نے

سوے مخزن آوردم اول بسیج
طرف مخزن اسرار کے پہلے میں نے ارادہ کیا

کہ سستی نکردم دران کار ہیچ
کہ سستی اُس کام میں میں نے مطلق نہ کی

وزو چرب و شیرین ترانگیختم
اور اُس سے تیزی اور شیرینی زیادہ اٹھائی ہیں میں نے

بشیرین و خسرو درآمیختم
اور وہ شیرین خسرو میں ملا دی ہیں میں نے یعنی جو لکھا

وزانجا سراپردہ بیرون زدم
اور وہاں سے خیمہ باہر لگایا میں نے

در عشق لیلی و مجنون زدم
دروازہ لیلی اور مجنون کے عشق کا ٹھونکا یعنی کہنا شروع کیا

چو از عشق مجنون بپرداختم
جب عشق مجنون یعنی لیلی مجنون کہنے سے فارغ ہوا میں

سوے ہفت پیکر فرس تاختم
طرف ہفت پیکر کے گھوڑا دوڑایا میں نے

کنون بر بساط سخن گستری
اب شاعری کے بچھونے پر

زنم کوس اقبال اسکندری
بجاتا ہوں میں نقارہ سکندر کے اقبال کا یعنی سکندر نامہ شروع کیا

سخن رانم از فرو فرہنگ او
بیان کرتا ہوں اُسکے دبدبے اور عقل سے

برافرازم اکلیل و اورنگ او
بلند کرتا ہوں میں اُسکے تاج اور تخت کو

بسے دورہا کہ بگذشت پیش
بہت گردشیں یعنی مدتیں کہ آگے گذر گئیں

کنم زندہ از آب حیوان خویش
زندہ کرتا ہوں میں آب حیات اپنے سے

ق سکندر کہ راہ معانی گرفت
سکندر نے کہ راہ حقیقت کی پکڑی

پے چشمۂ زندگانی گرفت
سُراغ چشمۂ زندگانی کا پکڑا یعنے لگایا

بگرو ید گز راہ فرخندگی
پھرا بہت جو راہ مبارک خصلتی سے

شود زندہ از چشمۂ زندگی
زندہ ہوتا ہے چشمۂ زندگی یعنی نیکنامیوں سے

تمہید ذکر

شنو چشمۂ زندگی راہ جست
طرف چشمۂ زندگی یعنی آبِ حیوان کے گیا

چنین زد مثل شاہ گویندگان
ایسی مثال دی کہنے والوں کے بادشاہ نے

نظامی چو شد با سکندر بخوری
اے نظامی تو جو سکندر کے ساتھ ...

چو با همعنانِ خضری درین طرف جوی
جب تو خضر کے ساتھ کھانیوالا اس نہر کنارے ہے

بیا ساقی آن آبِ حیوان بیار
آ ساقی وہ آبِ حیات سامنے لا

که تا دولتش بوسه بر سر دهد
تاکہ دولت اسکے سر پر بوسہ دے یعنی دولت مند ہو جاوے

کنون یافت آن چشمه کانگاه جست
اب پایا وہ چشمہ جو اس وقت ڈھونڈھا تھا

که یابندگانند جویندگان
کہ پاجاتے ہیں ڈھونڈھنے والے

ادب را نگهدار تا برخوری
آداب شاہی کا لحاظ رکھنا کہ برخوردار ہووے تو

بشستا وهفت آب لب را بشوی
ستہتر پانی سے اپنے ہونٹھ دھو ڈال یعنی طہارت کر

بدولت سرای سکندر سپار
سکندر بادشاہ کی دولت سرا اس کتاب میں رکھ

بمیراث خوارِ سکندر دهد
سکندر بادشاہ کے میراث خوار کو دے

آغاز داستان و بیانِ حقیقتِ ولادتِ سکندر

شروع داستان کا اور سکندر بادشاہ کی پیدائش کی حالات کا بیان

گزارندۂ نامۂ خسروی
بیان کرنیوالے تاریخ بادشاہی نے

که از جملۂ تاجدارانِ روم
کہ روم کے تمام بادشاہوں سے

شہی نامور نام او فیلقوس
ایک مشہور بادشاہ نام اسکا فیلقوس

چنین داد نظمِ سخن را نوی
اس طرح نظمِ سخن کو تازگی دی

جوان دولتی بود زان مرز و بوم
ایک جوان دولت تھا اس سرزمین میں

پذیرای فرمانِ او روم و روس
اسکے حکم کے ماننے والے یعنی مطیع روم اور روس

یونان زمین بود ماوای او — بمقدونیه خاصه تر جای او

زمین یونان میں تھا قیام اُسکا — خاص مقدونیہ میں مکان اُسکا

توانا ترین شاہ آفاق بود — نیا زادهٔ عیص اسحاق بود

تمام دنیا کے بادشاہوں سے بہتر تھا — پرپوتا عیص ابن اسحاق کا تھا

چنان دادگر بود کز داد خویش — ز دم گرگ را بسته بر پای میش

ایسا منصف تھا جس نے اپنے عدل سے — دُم بھیڑیے کی بھیڑ کے پاؤں میں باندھی

گلوی ستم را بدانسان فشرد — که دارا بدان داوری رشک برد

ظلم کے گلے کو ایسی طرح دبایا — کہ دارا اُسکی حکومت پر رشک لے گیا

سبق جست بروی بشمشیر و تاج — فرستاد کس تا فرستد خراج

سبقت لیجانا چاہی اُسپر تلوار اور تاج سے — بھیجا آدمی دارا نے کہ خراج فیلقوس بھیجدے

شه روم را بود رائی درست — رضا جست با او خصومت نجست

بادشاہ روم کو نہایت درست تدبیر تھا — اُسکی رضا جوئی کی اُس سے عداوت مناسب جانی

کسی را که دولت کند یاوری — که یارد که با او کند داوری

جس شخص کی مدد دولت کرتی ہے — کسکی طاقت ہے کہ اُس سے جھگڑا کرے

فرستاد چندان بدو گنج و مال — کزو دور شد دشمن بدسگال

بھیجا اسقدر اُسکے پاس مال اور خزانہ — جس سے دشمن کی خصومت جاتی رہی

بدان خرج خوشنود شد شاه روم — ز سوزنده آتش نگهداشت موم

اُس خراج سے بہت خوش ہوا بادشاہ روم کا — اپنی جلانیوالی آگ سے موم یعنی فیلقوس کو محفوظ رکھا

چو فتح سکندر در آمد بکار — دگرگونه شد گردش روزگار

جب وقت سکندر کی فتح کا آگیا — زمانے نے دوسری طرح گردش کھائی

نه دولت نه دنیا نه دارا گذاشت — سنان از سر سنگ خارا گذشت

نہ دولت کو نہ دنیا کو نہ دارا کو اُس نے چھوڑا — نیزے کو سنگ خارا کے پار کر دیا

آغاز داستان بیان حقیقت ولادت سکندر

آغاز داستان و بیان حقیقت ولادت سکندر

درین داستان داوری با بسی ست
اس داستان میں جھگڑے یعنی روایتیں بہت ہیں
مرا گوش بر گفتۂ ہر کسی ست
میرے کان میں ہر شخص کی بیان کی ہوئی باتیں ہیں

چنین آمد از ہوشیاران روم
ایسا سنا ہے میں نے روم کے عقلمندوں سے
کہ زاہد زنی بود زان مرز و بوم
کہ ایک زاہد کی عورت تھی اس سرزمین میں

باستنی روز بیچارہ گشت
لڑکا جننے کے دن نہایت عاجز ہوئی
ز شہر و ز شوی خود آوارہ گشت
اپنے شہر اور اپنے خاوند کو چھوڑ کر بھاگ گئی

چو تنگ آمدش وقت بار افگنی
جب تنگ یعنی قریب آیا وقت بچہ جننے کا
بر و سخت شد درد آبستنی
دردزہ کی نہایت شدت ہوئی

بہ ویرانہ بار بنہاد و مرد
ایک کھنڈل میں لڑکا جنی اور آپ مرگئی
غم طفل میخورد و جان می سپرد
غم لڑکے کا کھاتی تھی اور جان اسکی نکل رہی تھی

ندانم کہ پرورد خواہد ترا
میں نہیں جانتی ہوں کہ تجھکو کون پالیگا
کدامین ددِ رہ خورد خواہد ترا
یا کوئی درندہ تجھکو کھا جائے گا

وزینش خبر نہ کہ پروردگار
اور اسکی اسکو خبر نہ تھی کہ پروردگار
چگونہ ورا پرورد در کنار
کیونکر اپنی عنایت کی گود میں اسکی پرورش کریگا

چہ گنجینہا زیر بارش کشد
کس قدر خزانوں کے نیچے وہ دب جائیگا یعنی کتنی دولت پائیگا
چہ اقبالہا در کنارش کشد
کیسے کیسے اقبال کی گود میں اسکو دیگا یعنی اقبالمند کریگا

چو زن مرد و آن طفل بیکس بماند
جب وہ عورت مرگئی وہ لڑکا بیکس رہ گیا
کس بیکسانش بجائی رساند
بیکسوں کے مالک نے یعنی خدا نے اسکو سند رحمت پر پہونچایا

کہ ملک جہان را بفرہنگ و رای
کہ ملک دنیا کا عقل اور تدبیر سے
شد از قاف تا قاف کشور کشای
ہوا قاف سے قاف تک کا فتح کرنے والا

ملک فیلقوس از تماشای دشت
بادشاہ فیلقوس تماشا دیکھتا ہوا جنگل سے
شکار افگنان سوی آن زن گذشت
شکار کھیلتا ہوا اس عورت کی طرف گذرا

زنے دید مردہ بدان رہگذر
ایک مُردہ عورت دیکھی اُس راستے مین

بہ بالین او طفلے آوردہ سر
سرہانے اُسکے ایک لڑکا سر اُٹھائے ہوا

زبے شیری انگشتِ خود می مکید
دودھ نہ ملنے سے اپنی اُنگلی چوستا تھا

بمادر بر انگشتِ خود میگزید
اپنی مان کے انگوٹھے کو کاٹ رہا تھا

بفرمود تا چاکران تاختند
فیلقوس نے حکم دیا اور نوکر دوڑے

ز کارِ زنِ مُردہ پرداختند
اُس مردہ عورت کے کام یعنی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے

ز خاکِ رہ آن طفل را بر گرفت
گرد راہ سے اُس لڑکے کو اُٹھا لیا

فرو ماند زان روزباری شگفت
اِس کیفیت سے ایک زمانے کو تعجب ہوا

ببرد و بپرورد و بنواختش
گھر لے گیا اور پرورش کی اور سرفراز کیا اُسکو

پس از خود ولیعہدِ خود ساختش
اپنے بعد اپنا جانشین بنایا اوسکو

دگرگونہ دہقانِ آذر پرست
اور ایک بڈھا آتش پرست دوسری طرح بیان کرتا ہے

بدارا کند نسل و پای بست
دارا کی طرف اُسکی نسل قائم کرتا ہے

ز تاریخہا چون گرفتم قیاس
اور تاریخون سے جو اندازہ لیا یعنی مقابلہ کیا مین نے

ہم از نامۂ مردِ ایزد شناس
او تاریخ مرد خداشناس یعنی شاہنامہ فردوسی

در آن ہر دو گفتار چستی نبود
اِن دونون روایتون مین چستی یعنی خوبی نہ تھی

گزافِ سخن را درستی نبود
شاعری کی بڑ مین درستی نہ تھی

درست آن شد از گفتۂ ہر دیار
ٹھیک وہ معلوم ہوا کہ ہر ملک کے کہے ہوے یعنی تواریخ سے

کہ از فیلقوس آمد آن شہریار
کہ فیلقوس سے پیدا ہوا وہ بادشاہ یعنی سکندر

دگر گفتہا چون عیاری نداشت
اور روایتین جو کھرا پن نرکھتین یعنی غیر معتبر تھین

سخنگو بران اعتباری نداشت
شاعر یعنی مین نے بھی اُنپر اعتبار نہ کیا

چنین گوید آن پیرِ دیرینہ سال
اِسطرح بیان کرتا ہے وہ پُرانا بڈھا یعنی راوی مختار

ز تاریخ شاہانِ پیشینہ حال
اگلے بادشاہون کی تاریخ سے یہ حال

آغازِ داستان و بیانِ حقیقتِ ولادتِ سکندر

آغاز داستان و بیان حقیقت ولادت سکندر

که در بزم خاص ملک فیلقوس — یکی بود پاکیزه رو عروس

که فیلقوس بادشاه کی خاص محفل یعنی محل مین — ایک خوبصورت اور نئی بیاہی عورت تھی

به دیدن همایون به بالا بلند — با برو کمان کش به گیسو کمند

دیکھنے مین مبارک اور قد مین بلند — ابرو سے کمان کھینچنے والی اور زلفون مین کمند والی

چو سروی که پیدا کند در چمن — ز گیسو بنفشه ز عارض سمن

مثل اوس سرو کے که باغ مین پیدا کرے — بالون سے بنفشه اور چہرے سے چمیلی

جمالی چو در نیمروز آفتاب — کرشمه کنان نرگس نیمخواب

ایسی روشن جمال جیسے دوپہر کا آفتاب — کرشمه دکھلانے والی اوسکی مستانه آنکھین

رسن زلف پیچان چو مار سیاه — وزو مشکبو گشته مشکوی شاه

چوٹی گوندھی ہوئی لہراتی ہوئی زلفین کالے سانپ جیسے — اور اوس سے خوشبودار ہوگیا محل بادشاه کا

پرستار ماهرو شه چنان مهربان — که جز یاد او نامدش بر زبان

اوس چاند ایسی صورت پر بادشاه ایسا مہربان تھا — که سوا اوسکی یاد کے اور کوئی اوسکی زبان پر نه آتا تھا

شبی بهر شب شاه در بر گرفت — ز خرمای شه نخل بن بر گرفت

محبت سے ایک رات بادشاه نے اوسکو گود مین لیا — بادشاه کی کھجور کے درخت سے اوس درخت نے پھل لیا یعنی ہمبستر ہوئی

شد از ابر نیسان صدف باردار — پدیدار شد لولوی شاهوار

ابر نیسان کے سبب سیپ پھل سے بھری یعنی وه عورت حامله ہوگئی — ظاہر ہوا موتی قابل بادشاه کے

چو نه مه برآمد بآبستنی — بجنبش درآمد رگ رستنی

جب نو مہینے حامله ہونے پر گذر گئے — حرکت مین رگ اوگنے کی آئی یعنی دردزه ہونے لگا

بوقت ولادت بفرمود شاه — که دانا کند سوی اختر نگاه

وقت پیدا ہونے کے حکم دیا بادشاه نے — که منجم طرف ستارونکے یعنی نجوم مین دیکھین

ز راز نهفته نشانش دهد — وزان جنبش آرام جانش دهد

پوشیده بھیدون سے اوسکو بتلادین — اور افلاک کی گردشون سے اوسکی جان کو تسکین دین

نشانندگان برگرفتند ساز
نجومیون نے اوٹھایا ساز و سامان

ز دور فلک بازجستند راز
آسمان کی گردش سے پوشیدہ بھید دیکھنے لگے

بسیچ سپهر انجمن ساختند
آسمان کی سیر کے لیے مجلس تیار کی

ترازوی انجم برافراختند
ستارون کی ترازو یعنی اصطرلاب کو بلند کیا

اسد بود طالع خداوند زور
سنگھ تھا طالع مین نہایت زور آور

کزو دیده دشمنان گشت کور
جس سے دشمنون کی آنکھین اندھی ہوگئین

شرف یافته آفتاب از حمل
آفتاب نے میکھ سے شرف پایا

گراینده از علم سوی عمل
علم سے عمل کی طرف رغبت کرنیوالا

عطارد ز جوزا برون تاخته
بدھ متھن سے باہر نکل چلا

مه و زهره در ثور دم ساخته
چاند اور شکر نے برکھ مین موافقت کی

بر آراسته قوس را مشتری
آراستہ کیا دھن کو برہسپت نے یعنی اسکے گھر مین تھا

زحل در ترازو ببازیگری
سنیچر تلا کے خانے مین بازیگری کر رہا تھا

ششم خانه را کرد بهرام جای
چھٹے گھر مین منگل نے قیام کیا

چو خدمتگران گشته خدمت نمای
خدمتگارون کی طرح خدمت کرنیمین مصروف تھا

چنین طالعی کامد آن پور راز
ایسا طالع جس سے کہ وہ لڑکا پیدا ہوا

نکوبیم زینی چشم بد دور باز
کیا کہون آئین کیا خوب تھا اوس سے نظر بد دور رہے

چو زاد آن گرامی بفال چنین
جب پیدا ہوا وہ بزرگ ایسی فال مین

برافروخت باغ از نهال چنین
روشن ہوگیا باغ فیلقوس کا ایسے درخت سے

ز تقویم طالع چو پرداختند
زائچے یعنی جنم پتر بنانے سے جب فارغ ہوئے

سکندر ملک نام او ساختند
سکندر بادشاہ اسکا نام کیا یعنی رکھا

در احکام هفت اختر آمد پدید
ساتون ستارون کے حکم سے ظاہر ہوا

که دنیا بدو داد خواهد کلید
کہ دنیا کی کنجی اوسکو دیگی یعنی جہان اوسکے قبضے مین آئیگا

آغاز داستان و بیان حقیقت ولادت سکندر

آغاز داستان بیان حقیقت ولادت سکندر

ازآن فرخی مرد اختر شناس
اس بہار کی سرشتاری پہچانتے والے لوگوں یعنی نجومیوں نے

خبر داد تا کرد خسرو سپاس
بادشاہ کو خبر دی اور بادشاہ نے خدا کا شکر کیا

شہ از مہر فرزند فیروز بخت
بادشاہ نے خوش نصیب لڑکے کی محبت سے

در گنج بکشاد و بر شد بہ تخت
تخت پر بیٹھکر دروازہ خزانے کا کھولدیا

بشادی گرائید ز اندوہ و رنج
خوشی میں مصروف ہوا رنج و غم کو بھول گیا

بخواہندگان داد بسیار گنج
مانگنے والے لوگوں کو بہت دولت بخشی

بہ پیروزی آن ماہ مشکبوی
فتحمندی اس ماہ مشکبو یعنی سکندر کے سبب سے

می و مشک میریخت بر طرف جوی
شراب اور مشک گراتا تھا کنارے نہر کے

چو شد نازپرورده آن شاخ سرو
جب ناز سے پالی گئی وہ سرو کی شاخ یعنی سکندر

خرامنده شد چون خرامان تذرو
آہستہ آہستہ چلنے لگا مثل چکور کی چال کی

ز گہوارہ بر مرکب آورد پای
جھولے سے گھوڑے پر رکھا قدم یعنی بڑھا

شد از چنبر مہد میدان گرای
پالنے کے حلقے سے طرف میدان کی رغبت کی

کمان خواست از دایہ و ز جعبہ تیر
دایہ سے کمان مانگی اور ترکش سے تیر

گہی کاغذش بد ہدف گہ حریر
کبھی کاغذ اسکا نشانہ تھا اور کبھی حریر یعنی کپڑا

چو شد رستہ ترکار شمشیر کرد
جب اور زیادہ بڑا ہوا تلوار سے لڑنے لگا

ز شیر افگنی جنگ با شیر کرد
بہادری کے سبب سے شیر سے لڑا

وز آن پس نشاط سواری گرفت
اور بعد اسکے گھوڑے کی سواری کا شوق کیا

پی شاہی و شہریاری گرفت
پیچھا سلطنت اور بادشاہ ہونے کا پکڑا یعنی کیا

بیا ساقی آن راح ریحان سرشت
آ اے ساقی وہ شراب ریحان سے بنی ہوئی

بمن دہ کہ تریاد م آمد بہشت
مجھکو دے کہ مجھکو یاد بہشت کی آگئی

مگر زان می آباد کشتی شوم
شاید اس شراب سے میری کشتی آباد ہو جائے

و گر غرقہ گردم بہشتی شوم
اور اگر ڈوب جاؤں بہشتی ہو جاؤں میں

دانش آموختن سکندر از لقوماجس حکیم پدر

حکمت سیکھنا یعنی تعلیم پانا سکندر بادشاہ کا لقوماجس حکیم سے جو

ارسطالیس

ارسطالیس یعنی ارسطو کا باپ تھا

خوشا روزگاریکہ دارد کسی
کیا اچھا زمانہ رکھتا ہے وہ شخص
کہ بازار حرصش نباشد بسے
کہ جسکی حرص کی بازار بہت یعنی زیادہ نہو

بقدر پسندش بسیاری بود
موافق ضرورت کے اُسکو مقدور ہوتا ہے
کند کارے ار مرد کاری بود
اگر مرد کاری یعنی عقلمند ہوتا ہے کچھ کام کرلیتا ہے

جہان میگذارد بخوشخوارگی
جہان مین گذر کرتا ہے خوش خوراکی سے
باندازہ دارد تگ بارگی
موافق اندازے کے گھوڑا دوڑاتا ہے

نہ بذلی کہ طوفان برآرد زمال
نہین ایسا خرچ کہ دولت کا طوفان اُٹھادے یعنی بیجا
نہ صرفہ کہ سختی درآرد بحال
نہ ایسی کنجوسی کہ تنگ حالی سے گذارے

ہمہ سختی از بستگی لازم ست
تمام سختی بند ہونے تک ضرور ہے دروازے کو
چو در بشکنی خانہ پرہیزم ست
جو دروازہ توڑ ڈالے تو گھر مین تمام لکڑیان ہین

چنان زی کزان زیستن سالہان
اس طرح بسر کر کہ اُس جینے سے برسون
ترا سود و کس را نباشد زیان
تجھکو فائدہ اور کسیکو نقصان نہو یعنی نہ پہونچے

گزارندۂ درج دہقان نورد
درج کرنیوالے پیچیدہ حال کے بیچنے نے
گزارندگان راچنین یاد کرد
روایت کرنے والون کو یون خبر دی

کہ چون شاہ یونان ملک فیلقوس
کہ جب یونان کے بادشاہ یعنی فیلقوس بادشاہ نے
برآراست ملک جہان چون عروس
جہان کے ملک کو مثل عروس آراستہ کیا

آموختن سکندر از نقوماجس حکیم پدر ارسطاطالیس

بفرزانہ فرزند شد سربلند
عقلمند لڑکے سے سربلند ہو گیا

کہ فرخ بود گوہر ارجمند
کہ مبارک ہوتا ہے بڑا موتی

چو فرزند خود را خردمند یافت
جب اپنے لڑکے کو عقلمند پایا یعنی دیکھا

شد ایمن کہ شایستہ فرزند یافت
اطمینان ہوا کہ لڑکا لائق پایا

ندارد پدر ہیچ بایستہ تر
نہیں رکھتا ہے باپ کسی چیز کو زیادہ عزیز

ز فرزند شایستہ شایستہ تر
لائق لڑکے سے زیادہ کیسی ہی عمدہ کیوں نہو

نشاندش بدانش در آموختن
بٹھلایا اُسکو علم سکھانے کے لیے

کہ گوہر شود سنگ افروختن
کیونکہ پتھر لعل ہو جاتا ہے روشنی پانے سے

نقوماجس آن کو خردمند بود
نقوماجس کہ وہ نہایت دانا حکیم تھا

ارسطوی دانا ش فرزند بود
اور ارسطو ایسا عقلمند اوسکا لڑکا تھا

بآموزگارے باو رنج برد
سکندر کی تعلیم میں اُسنے بہت تکلیف اُٹھائی

در آموختش انچہ نتوان شمرد
اُسنے جو کچھ اُسکو تعلیم کیا اُسکا شمار نہیں ہو سکتا ہے

ادبہای شاہی ہنرہای نغز
طریقے سلطنت کرنے کے اور عمدہ عمدہ ہنر

کہ نیروی دل باشد و نور مغز
کہ قوت دل کی ہو اور دماغ روشن ہو

ز ہر دانشی کو بود در قیاس
جو علوم کہ اُسکے اندازے میں یعنے اُسے معلوم تھے

دو زو گردد اندیشہ معنی شناس
اور اُس سے کہ خیال معنی پہچاننے والا یعنی تیز فہم ہو

برآراست آن گوہر پاک را
آراستہ کیا یعنی سکھایا اُس پاک موتی یعنی سکندر کو

چو انجم کہ آراید افلاک را
مثل ستاروں کے کہ آراستہ کرتے ہیں آسمان کو

خبر دادش از ہر چہ در پردہ بود
بتلایا اُس نے اُسکو جو کچھ پوشیدہ یعنی اُسکے سینے میں تھا

کسی کم چنان طفل پروردہ بود
کسی نے اس طرح کی لڑکے کی کم تربیت کی ہو گی

ہمہ سالہ شہزادہ تیز ہوش
تمام عمر اُسنے شاہزادہ تیز عقل یعنی سکندر کو

بجز علم رہ نداری بگوش
سوا علم کی باتوں کے اور کچھ نہ سُننے دیا

چو باریک بینی بشتافتے
اور سکندر بھی جب باریک بینی پر دوڑنے لگا

سخنہاے باریک دریافتے
باریک باریک باتین دریافت کرنے لگا

ارسطو کہ ہمدرس شہزادہ بود
ارسطو کہ ہم سبق شاہزادہ یعنی سکندر کا پیر بھائی تھا

بخدمتگری دل بدو دادہ بود
اوسکی خدمت مین اس طرح سرگرم رہتا تھا

ہر آنچہ از پدر مایہ اندوختے
کہ جو کچھ باپ سے پونجی جمع کرتا یعنی سیکھتا

گزارش کنان در وی آموختے
بیان کرکے اوسکو سکھلاتا تھا

چو استاد دانا بفرہنگ و راے
اُستاد دانا نے جب عقل اور دانائی مین

ملکزادہ را دید بر گنج پاے
بادشاہزادے یعنی سکندر کا قدم دولت پر دیکھا

بتعلیم او بیشتر برد رنج
اوسکی تعلیم مین بہت تکلیف اوٹھائی

کہ خوشدل کند مرد را پاس گنج
کیونکہ خوشی کرتا ہے مرد کو پاس خزانے کا

چو منشور اقبال او خواند پیش
جب فرمان اوسکی اقبال کا پہلے پڑھا یعنی زائچہ بنایا تھا

در و بست عنوان فرزند خویش
اوسمین باندھا نام اپنے فرزند کا یعنی ارسطو کو وزیر ہونا لکھا پایا

بروزیکہ طالع پذیرندہ بود
جس دن کہ طالع قبول کرنیوالا تھا یعنی اوج پر تھا

نگین سخن مہرگیرندہ بود
نگینہ سخن کا مہر کرنیوالا تھا یعنی بڑھا تھا

بشہزادہ بسپرد فرزند را
شہزادے کو سونپ دیا اپنے لڑکے کو

بہ پیمان در افزود سوگند را
اقرار کے ساتھ قسم بھی دے لی

کہ چون سر در آری بچرخ بلند
کہ جب سربلند کرے تو برابر آسمان بلند کے

ز مکتب بمیدان جہانے سمند
مکتب سے طرف میدان کے گھوڑا دوڑاوی تو

سر دشمنان بر زمین آوری
سر دشمنوں کا نیچے زمین کے لاوے یعنی مغلوب کرے

جہان زیر نقش نگین آوری
جہان نیچے نقش نگینے کے یعنی اپنے قبضے مین لاوی

ہمایون کنی تخت را زیر تاج
اپنے تاج سے تخت کو مبارک کرے یعنی زیب دے تو

فرستند تا ہفت کشور خراج
لوگ تجھکو ساتون ولایت سے خراج دیوین نگین

بر آفاق کشور کشائی کنی
جہان پر فتحمندی پاوے تو
جهان در جهان پادشائی کنی
اکیلا جہان مین تو ہی بادشاہی کرے

بنیاد آری این درس و تعلیم را
یاد رکھنا تو اس میرے پڑھانے اور تعلیم کو
پرستش نسازی زر و سیم را
مال اور دولت کا بندہ ہوکر فراموش نہ کرنا

نظر برنداری ز فرزند من
نظر نہ اٹھانا یعنی بے توجہی نکرنا میرے لڑکے سے
بجا آوری حق پیوند من
حق ادا کرنا میرے رشتہ یعنی اُستادی شاگردی کا

بدستوری او شوی شغل سنج
اسکے وزیر کرنے کی طرف مشغول ہونا
که دستور دانا به از تاج و گنج
کیونکہ عقلمند وزیر تاج اور خزانے سے بہتر ہوتا ہے

ترا دولت او را هنر یاور است
تجھکو دولت اسکو ہنر مددگار ہے
هنرمند با دولتی درخورست
ہنرمند ایسے صاحب دولت کے لائق ہے

هنر هر کجا یافت قدری تمام
ہنر نے جس جگہ ایسا کامل مرتبہ پایا
بدولت خدائی بر آورد نام
صاحب دولت ہونے مین شہرت پائی

همان دولت کارمندی گرفت
جس صاحب دولت کی بزرگی پکڑی یعنی پائی
ز رای بلندان بلندی گرفت
عقلمند لوگون کے سبب سے مرتبہ بلند پکڑا یعنی پایا

چو خواهی که بر مه رسانی سریر
جو چاہے تو کہ اپنی تخت کو برابر چاند کے پہونچاوے
ازین نردبان باشدت ناگزیر
اس سیڑھی سے ہوگی تجھکو مجبوری

ملکزاده با او بهم داد دست
بادشاہ زادے یعنی سکندر نے ہاتھ بڑھایا
پذیرفتگاری بران عهد بست
قبول کرنے کا اوسپر اقرار کیا

که شاهی چو بر من کند شغل راست
کہ کام بادشاہی کا جب مجھپر درست ہوجاویگا
وزیرم او بود بر من ایزد گواست
وزیر وہ ہوویگا میرے کہنے پر خدا گواہ ہے

نتابم سر از رای و پیمان او
سر نہ پھیرونگا اسکے کہنے اور اقرار سے
نه بندم کمر جز بفرمان او
سوا اسکے حکم کے اور کسی پر کمر نہ باندھونگا

سرانجام کا قبال یاری نمود | بران عہد شاہ استواری نمود

انجام کار یعنی آخر کو جب اقبال نے مددگاری کی | اُس قرار پر بادشاہ یعنی سکندر نے مضبوطی کی

چو اُستاد دانست کان طفل خُرد | بخواہد ز گردن کشان گوی بُرد

جب اُستاد نے جانا کہ وہ چھوٹا لڑکا یعنی سکندر | چاہیگا گردنکش یعنی بادشاہوں پر سبقت لیجائیگا

ازان ہندسی حرف شکلی کشید | کہ مغلوب و غالب درو شد پدید

اُس ہندسی حرف یعنی زائچہ سے یہ شکل کھینچ دی | جس سے غالب اور مغلوب کا حال ظاہر ہوتا تھا

بدو داد کین حرف را وقت کار | بنام خود و خصم خود بر شمار

اسکو دیا کہ اِس نقش کو وقتِ کام یعنی ضرورت کے | اپنے اور اپنے دشمن کے اعداد کا شمار کر

اگر غالب از دائرہ نام تست | شمار ظفر در سر انجام تست

اگرچہ غالب اِس دائرے سے نام تیرا ہے | شمار فتح کا تیرے نتیجہ انجام یقین ہے

وگر زانکہ نا غالبے در قیاس | ز غالب تر از خویشتن می ہراس

اور اگر اُس سے اِس انداز سے تو مغلوب ہو | اپنے سے زیادہ غالب سے ڈرتا رہ

شہ آن حرف بستد ز دانای پیر | شد آن داوری پیش او دلپذیر

بادشاہ نے وہ زائچہ سے لیا بڈھے دانا یعنی اُستاد سے | ہوا وہ حساب نزدیک سکندر کے دل پسند

چو ہر وقت آن حرف بنگاشتے | ز پیروزی خود خبر داشتے

جب وقت ضرورت کے اُسطرح وہ بھی زائچہ کھینچتا | فتحمندی اپنی معلوم کر لیتا

بدینگونہ می زیست با رای و ہوش | ز ہر دانش آورد دیگے بجوش

اسی طرح عقل اور تدبیر سے بسر کرتا تھا | ہر طرح کی حکمت سے ایک دیگ پکاتا یعنی غور کرتا تھا

ہم او ہمتِ زیرک اندیش داشت | ہم اندیشۂ زیرکان پیش داشت

ہمت اور قصد بھی وہ داناؤں کی ایسی رکھتا تھا | اور داناؤں کے خیال یعنی کہنے کو بھی مانتا تھا

بفرمانِ کار آگہان کار کرد | بدین آگہی بخت بیدار کرد

واقف کاروں کی اجازت سے کام کرتا تھا | اِس واقفکاری سے نصیبے کو جگاتا تھا یعنی سلطنت کرتا تھا

هنرپیشه فرزند استاد او — که همدرس او بود و همراز او

دانا لڑکا اسکے استاد کا یعنی ارسطو — کہ اوسکا ہم سبق بھی تھا اور ہر وقت انکے پاس رہتا تھا

عجب مهربان بود بر مرزبان — دل مرزبان هم بدو مهربان

تعجب ہے کہ وہ حاکم یعنی سکندر پر مہربان تھا — اور سکندر کا دل بھی اُسپر مہربان تھا

نکردی یکی مرغ بر باب زن — که ارسطو نبودی بر آن رای زن

ایک چڑیا بھی سیخ پر کباب کے لیے نہ لگاتا — جب تک کہ ارسطو سے پوچھ نہ لیتا

نجستی ز تدبیر او دوریی — بهر کار ازو خواست دستوریی

اُس یعنی ارسطو کی تدبیر سے بھی دوری نہ چاہتا — ہر کام میں اُس سے ایک اجازت لے لیتا

چو پرگار چرخ از بر کوه و دشت — بدین دائره مدتی چند گشت

جب پرکار آسمان کی پہاڑ اور جنگل پر سے — اس دائرہ میں یعنی اسیطرح ایک مدت تک گھومتی رہی

ملک فیلقوس از جهان رخت برد — بشاهنشه نوجوان را سپرد

فیلقوس بادشاہ جہان سے سفر کر گیا یعنی مر گیا — نئے بادشاہ یعنی سکندر کو بادشاہت سپرد کر گیا

جهان چیست بگذر ز نیرنگ او — رهایی بچنگ آور از چنگ او

جہان کیا ہے نکل جا اسکی نیرنگی سے — آزادی حاصل کر لے اُسکے چنگل سے

درختیست شش پهلو و چار میخ — تنی چند را بسته بر چار میخ

چھ پہلو کا ایک درخت ہے اور اُسکی چار جڑیں ہیں — کتنے شخصون کو چار میخ پر باندھے ہے

بیکایک رهایی مازین درخت — بزیر او فتد چون وزد باد سخت

یکایک ہمارا ان لوگون کی اس درخت سے — نیچے گر پڑتی ہیں جب تیز ہوا چلتی ہے

دو در دارد این باغ آراسته — دو در بند از این هر دو برخاسته

دو دروازے رکھتا ہے یہ آراستہ باغ — کواڑ یعنی پٹ ان دونون سے اُٹھے یعنی ندارد ہیں

در آ از در باغ بنگر تمام — ز دیگر در باغ بیرون خرام

اندر آ اس دروازے سے اور دیکھ تمام باغ کو — اور دوسرے دروازے سے باغ کے باہر نکل جا

اگر زیرک کے باگلے خومگیر
اگر تو عقلمند ہے کسی پھول یعنی شخص سے دل نہ لگا

مقیمے نہ بینی درین باغ کس
قائم نہ دیکھیگا تو اس باغ مین کسی کو

وزو ہر دم از نوبری میرسد
اسمین ہر دم ایک نیا پھل لگتا ہے

جہان کام و ناکام خواہی سپرد
جہان کو خواہ نخواہ سونپ ہی دیگا تو

درین چارسو ہیچ ہنگامہ نیست
اس چورا ہے مین ایسی کوئی بازار نہین ہے

بدام جہان ہستی از دام او
جہان کے جال مین ہے تو اسکے قرض کے سبب سے

کہ باشد بجا ماندنش ناگزیر
کہ قائم رہنا اسکا نہایت ناممکن ہے

تماشا کند ہر یکے یک نفس
سیر کر لیتا ہے ہر ایک شخص دم بھر

یکی میرود دیگرے میرسد
ایک جاتا ہے دوسرا آ پہونچتا ہے

بخود کامگی پے چہ باید فشرد
خود غرضی پر کیا قدم جمانا واجب ہے

کہ کیسہ بُرِ مرد خودکامہ نیست
جہان جیب کترنے والے خود غرض لوگ نہین ہین

بدہ وام او رستی از دام او
ادا کر قرض اسکا کہ چھوٹے اسکے جال سے یعنے آزاد ہو جا

حکایت

حکایت مثالیہ

شبے نعلبندی و پالانگری
ایک رات ایک نعلبند و پالانگر ...

خر آزرده دیدند و پشتش فگار
گدھے نے تھکے پاؤن اور زخمی پیٹھ سے

چو از وام داری خر آزاد شد
جب قرضداری سے گدھا آزاد ہو گیا

چو خویش منعم شدند از خری
...

بیفگند شان نعل و پالان خویش
پھینک دین انکی نعلین اور جھول آگے

بر آسود و از خویشتن شاد شد
آرام پا گیا اور آپ نہایت خوش ہوا

تو نیز ای بجا کی شدہ گردناک	بدہ وام و بیرون جہ از گرد و خاک
تو بھی اے شخص خاک میں آلودہ یعنے لپٹا ہوا	ادا کر قرض اور باہر نکل گرد اور خاک سے
تو نیز ازینہی بار گردن ز دوش	زگردن زنان پرنیاری خروش
تو بھی جو بوجھ گردن کا اتار دے کندھے سے	گردن ماریوالوں سے غل نہ مچاوے تو
بیا ساقی از خودرہائیم دہ	زرخشندہ می روشنائیم دہ
آ ساقی خودی سے مجھے آزادی دے	روشن شراب سے روشنی مجھکو دے
مئی کو ز محنت رہائی دہد	بآزردگان مومیائی دہد
وہ شراب کہ رنج سے تجھکو خلاصی دے	زخمی دلوں کو مومیائی دے

نشستنِ سکندر بر تختِ فیلقوس

بیٹھنا سکندر کا فیلقوس کے تختِ سلطنت پر

سخن سنجی آمد ترا زو بدست	درستِ زر اندود راہی شکست
ایک شاعر آیا ترازو لیے ہوے ہاتھ میں	سونے کی ملمع کی ہوئی اشرفی کو توڑ رہا تھا
تصرف دران سکہ نگذاشتم	کزان سیم و زر خبر داشتم
تصرف یعنی جاعتراض اسکے سکے میں چھوڑی میں نے	کہ اس چاندی کی سونے میں خبر رکھتا تھا میں
گر انگشتِ من حرف گیری کند	ندانم کسے کو دبیری کند
اگر میری انگلی عیب گیری کرے	کسی کو نہیں جانتا ہوں میں کہ وہ منشی گری کرسکے
ولی تا قوی دست شد پشتِ من	نشد حرف گیر انگشتِ من
لیکن جب سے مضبوط ہوگئی پیٹھ میری	میری انگلی کسی کی حرف گیر نہ ہوئی
نہ بینم بہ بدخواہ اندر کسے	کہ من نیز بدخواہ دارم بسے
میں کسیکی طرف بدخواہی سے نہیں دیکھتا ہوں	کیونکہ میں بھی بہت بدخواہ رکھتا ہوں

مرا من همه از هنر نوشیدنست | هنر جستن و عیب پوشیدنست

میری عادت زہر پینے یعنی اوروں کا طعنہ سننے کی ہے | ہنر تلاش کرنے اور عیب چھپانے کی ہے

بران ره که خود را نمودم نخست | قدم داشتم تا باخر درست

اس راہ پر کہ آپ کو دکھائی میں نے پہلے | قدم رکھا میں نے آخر تک درستی سے

دباغت چنان دادم این چرم را | که برتابد آسیب آزرم را

ایسا صاف کیا میں نے اس چمڑے کو | کہ برداشت کرے ایذا اور غصے کو

چنان خواهم از پاک پروردگار | کزین ره نگردم سر انجام کار

اتنا چاہتا ہوں میں پاک پروردگار سے | کہ اس راہ سے نہ پھروں میں آخر تک

گزارای نقش گزارش پذیر | که نقش از گزارش ندارد گریز

بیان کرنے والا قصہ قابل بیان کا | جو کہ قصے کے بیان کرنے کے سوا چارہ نہیں رکھتا ہے

چنین نقش بندد که چون شاه روم | ممالک جهان نقش بر زد چو موم

اسطرح بیان کرتا ہے کہ جب بادشاہ روم یعنی سکندر نے | جہان کے ملک پر سکہ مارا موم کی طرح

ولایت ز عدلش پر آوازه گشت | بدو تاج و تخت پدر تازه گشت

ملک اسکے عدل کے شہرے سے بھر گیا | اس سے تاج اور تخت باپ کا تازہ ہوگیا

همان رسمها کز پدر دیده بود | نمود آنچه رایش پسندیده بود

وہ طریقے جو کہ اسنے باپ سے دیکھے تھے | کیے جو کچھ اسکی راے میں پسندیدہ تھے

همان عهد دیرینه بر جای داشت | عملهای پیشینه بر پای داشت

وہی اقرار پرانے قائم رکھے | کارخانے اگلے قائم رکھے

بدارا همان گنج و زر می سپرد | بدان عهد پیشینه پی می فشرد

دارا کو بھی اسیقدر خزانہ اور سونا دیے جاتا تھا | اسی اگلے اقرار پر قدم جمائے ہوئے تھا

ز فرمانبران ملک فیلقوس | نشد کس دران شغل با او شموس

فیلقوس بادشاہ کے نوکروں سے | کوئی نہوا اس کام میں اسکے ساتھ سرکشی کرنیوالا

نشستن سکندر بر تخت فیلقوس

نشستن سکندر بر تخت فیلقوس

که بود از پدر دولت انگیزتر
کیونکہ تھا باپ سے دولتمند زیادہ
بدشمن کشی تیغ او تیزتر
دشمن کے مارنے مین اسکی تلوار زیادہ تیز

چنان شد که بازوی بازوی او
ایسا ہوا کہ برابر اسکے زور بازو کے
نسنجید کس در ترازوی او
نہ تُلا کوئی اسکی ترازو مین یعنی ہم پلہ نہ ٹھہرا

چو در زور پیچیدی اندام را
جب زور مین اپنے بدن کو پیچ دیتا یعنی تانتا تھا
گره برزدی گوش ضرغام را
شیر کے کان مین گرہ دیدیتا تھا

کباده ز چرخ کمان ساختی
کباده کمان کے چرخ کا بناتا تھا
بهر گشتنی تیر انداختی
گھومتا جاتا تھا اور تیر لگاتا جاتا تھا

بنخچیرگه شیر کردی شکار
شکارگاہ مین شکار شیرون کا کرتا تھا
ز گور و گوزنش نبودی شمار
گورخر اور گوزن کو شمار مین نہ لاتا تھا

ربود از دلیران توانا تری
لے لیا یعنے زائل کردی بہادرونکی بہادری
سر زیرکان شد بدانا تری
داناؤن کا سردار ہوا عقلمندی مین

چو خطش قلم راند بر آفتاب
جب اسکے رخسار کے پر خط نمودار ہوا
یکی جدول انگیخت از مشک ناب
گویا ایک جدول مشک خالص سے یعنی سیاہ کھینچ گئی

فلک زان خط جدول انگیخته
آسمان نے اس جدول کیے ہوے خط سے
سواد حبش را ورق ریخته
سیاہی حبش کے ورق کو گرا دی یعنی شرمندہ کیا

حساب جهانگیری آورد پیش
حساب جہان کے فتح کرنے کا لایا آگے
جهان را زبون دید در دست خویش
جہان کو عاجز دیکھا اپنے اختیار مین

همش هوش دل بود و هم زور دست
قوی دل بھی تھا اور زور سرپنجہ بھی تھا
بدین هر دو بر تخت شاید نشست
ان دونون باتون سے تخت پر بیٹھنا چاہیے

بهر کار کو جست نام آوری
جس کام مین کہ اسنے ناموری چاہی
در آن کار گردش فلک یاوری
اس کام مین آسمان نے اسکی مدد کی

همه روم ازان سرو نوخاسته — بریحان سرسبزی آراسته

تمام روم اس سرو نوخاستہ یعنی نوجوان سکندر سے — سرسبزی کے پھولون سے آراستہ ہو گیا

از و بسته نقشی بهارانه — رسیده بهر کشوری افسانه

اسکے نقش باندھے یعنی تعریف کرنے لگے ہر گھر کے لوگ — پہونچا ہر ملک مین ایک قصہ یعنی ذکر سکندر کا

گهی راز با انجمن می نهاد — گه از راز انجم گره می گشاد

کبھی پوشیدہ تدبیرون کیلیے مجلس قائم کرتا تھا — کبھی ستارون کے بھید یعنی نجوم سے حل مشکلات کیا کرتا تھا

با نبوهی باجوانان گرفت — بخلوت پی کاردانان گرفت

جوانون کی جماعت مین شراب پیتا یعنی بیٹھتا تھا — تنہائی مین عقلمندونکے پیچھے چلتا یعنی تدبیر پوچھتا تھا

نه آن کرد با مردم از مردمی — که آید در اندیشه آدمی

لوگونکے ساتھ سخاوت یا مروت مین ایسا نہین کیا — کہ انسان کے خیال مین آسکے یعنی نہ آسکتا تھا

بآزردن کس نیاورد رای — برون از خط عدل ننهاد پای

کسی کو تکلیف دینے کی کوشش نہ کی — عدل کے خط یعنی گھیرے سے قدم باہر نہ رکھا

ببازارگانان رها کرد باج — نجست از مقیمان شهری خراج

سوداگرون کو چھوڑ دیا یعنی معاف کردیا محصول — شہر کے رہنے والون سے خراج نہ لیا

نه دیوان دهقان قلم برگرفت — ز بی مایگان هم درم برگرفت

زراعت یعنی تحصیل کی کچہری سے قلم اٹھایا یعنی کبھی جبر نہ ہونے دیا — مفلس کسانون کو روپیہ بالکل معاف کردیا

عمارت همیکرد و زر می فشاند — همه خار میکند و گل می فشاند

عمارتین بنواتا تھا اور روپیہ خرچ کرتا تھا — کانٹے کھودتا یعنی ظلم مٹاتا اور پھول دکھاتا یعنی انصاف قائم کرتا تھا

بهر ناحیه نایبی برگماشت — بهر جایگه سروری را گذاشت

ملک کے ہر طرف ایک ایک نائب مقرر کیا — ہر جگہہ ایک سردار یعنی افسر کو چھوڑا

بهر گوشه نام داغش رسید — بمصر و حبش بوی باغش رسید

ہر گوشے مین نام داغ یعنی سکہ اسکا جاری ہوا — مصر اور حبش مین اسکے باغ کی خوشبو پہونچی

نشستن سکندر بر تخت

نشستن سکندر بر تخت

گشاده دو دستش چو روشن درخش
کھلے ہوئے دونوں ہاتھ مثل روشن بجلی کے

ترازو خود آن به که دارد دو سر
ترازو در حقیقت وہی بہتر ہے کہ وہ سر یعنی دو پلہ رکھے

همه آن کار کاقبال را درخورست
جو جو کام کہ لائق اقبالمندوں کے ہیں

چنان دادگستر که هر مرز و بوم
ایسا عادل ہوا کہ ہر ملک کے لوگ

ارسطو که دستور درگاه بود
ارسطو کہ وزیر درگاہ یعنی اسکا وزیر تھا

سکندر به تدبیر دانا وزیر
اس دانا وزیر کی تدبیروں سے سکندر نے

وزیری چنین شهریاری چنان
جہان ایسا وزیر اور ایسا بادشاہ ہو

همه کار شاهان گیتی پژوه
تمام کام جہان کی تلاش کرنیوالے بادشاہوں کے

ملکشاه محمود و نوشیروان
محمود بادشاہ و نوشیروان بادشاہ

پذیرای پند وزیران شدند
وزیروں کی نصیحت مان لیا کرتے تھے

شه ما که بدخواه را کرد خرد
ہمارے بادشاہ سکندر نے کہ دشمن کو ریزہ یعنی چور چور کر دیا

یکی تیغ زن شد یکی تاج بخش
ایک تلوار مارتا تھا ایک تاج بخشی کرتا تھا

یکی جای آهن یکی جای زر
ایک جگہ لوہے کی ایک جگہ سونے کی

با آهن چو آهن بزر چون زرست
لوہے کے ساتھ مثل لوہے کے اور سونے کے ساتھ مثل سونے کے ہے

زدی داستان کای خوشا شاه روم
شاہ روم یعنی سکندر کا ذکر کیا اور تعریف کیا اچھا بادشاہ ہے

بهر نیک و بد محرم شاه بود
بادشاہ کے ہر نیک و بد سے واقف تھا

بکم روزگاری شد آفاق گیر
تھوڑے ہی زمانے میں تمام جہان کو فتح کر لیا

جهان چون نگیرد قراری چنان
جہان کیونکر نہ اسکے پاس ایسی طرح قیام قبول کرے

زرای وزیران پذیرد شکوه
وزیروں کی تدبیر سے دبدبہ پاتی یعنی درست ہو

که پیشینه گوی از سپهر دوران
کہ جہان کے تمام بادشاہ جو پہلے سبقت لے گئے

که از جمله دوره گیران شدند
جو جو کہ بادشاہوں میں سے گذر گئے

برای وزیر از جهان گوی برد
اپنے وزیر ارسطو کی تدبیر سے جہان پھر غالب آیا

مرا و ترا گر شود پای سست
ہمارے اور تمہارے اگر پاؤن سست ہوجائین یعنی ضعیفی آجاے

تن شاه باید که باشد درست
بدن بادشاہ کا چاہیے کہ درست یعنی تندرست رہے

مبادا که شه را رسد پای لغز
ایسا نہو کہ بادشاہ کے ٹھوکر بھی لگے

که گردد سر ملک شوریده مغز
جس سے ملک کا دماغ پریشان ہوجاتا یعنی صدمہ پہونچے

چو باشه کند چشم بد بازیے
جو شخص بادشاہ کو نظر بد سے دیکھے

کند دیو با فتنه انبازیے
کرے اُس شیطان سے فساد ہمسری یعنی وہ مفسد ہے

جهان داد خواه ست و شه دستگیر
جہان فریادی ہے اور بادشاہ اُسکا دستگیر ہے

ز داور نباشد جهان را گزیر
حاکم جہان سے کسی کو چارہ نہین ہے

جهان را بصاحب جهان نور باد
جہان کو جہان کے مالک سے روشنی رہے

وزین داوری چشم بد دور باد
اور ایسے حاکم سے نظر بد دور رہے

بیا ساقی آن شربت جانفزای
آ اے ساقی وہ شربت جان کا بڑھانے والا

بمن ده که دارم غم جانگزاے
مجھکو دے کہ غم جان کا ایذا دینے والا رکھتا ہون

که چون من بآن شربت آرم نشاط
جبکہ مین اُس شراب کے سرور مین ہوجاؤن

غم چند را در نوردم بساط
اُلٹ دون مین بہت سے رنج کے بساط کو

تظلم مصریان از زنگیان پیش اسکندر

فریادی ہونا مصر والون کا زنگیون کے ظلم سے آگے سکندر بادشاہ کے

چو صبح از دم گرگ برزد زبان
جب صبح نے بھیڑیے کی دُم سے زبان نکالی

نخفتن در آمد سگ پاسبان
سونے لگے کتے اور چوکیدار

خروس غنوده فرو کوفت بال
اونگھتے ہوے مرغ نے پر پھڑکارے

دهل زن بزد بر تبیره دوال
نوبت بجانے والے نے نقارے پر چوب لگائی

من از خواب آسوده برخاستم | بجوهر کشی خاطر آراستم

مین بھی نیند سے آسودہ ہوکر اوٹھا | شور کہنے کے لیے دل کو آراستہ کیا یعنی تیار ہوا مین

طلبگار گوهر که کانی کند | به پندار و امید جانی کند

لعل کا خواہش کرنیوالا جو کسی کان کو کھودتا ہے | اپنے گمان اور امید سے محنت کرتا ہے

بخونابه لعلی که آرد بچنگ | ستیزه کند با دل خاره سنگ

واسطے اُس لعل سرخ کے کہ ہاتھ مین لاوے یعنی پاوے | لڑتا ہے سنگ خارا کے دل سے

چه پنداری ای مرد آسان نیوش | که آسان پر از در توان کرد گوش

اے شخص آسان جاننے والے کیا تو یہ سمجھتا ہے | کہ آسانی سے کان موتی سے بھر جاتے ہین

گر انجیر خور مرغ بودی فراخ | نماندی یک انجیر بر هیچ شاخ

اگر انجیر کھانے والی بہت چڑیان ہوتین | ایک انجیر بھی کسی شاخ پر نہ باقی رہتا

گزارنده پیکر این پرند | گزارش چنین کرد با نقشبند

روایت کرنے والے نے اس قصے کے | اسطرح بیان کیا لکھنے والے یعنی مصنف سے

که چون بامدادان چراغ سپهر | جمال جهان را برافروخت چهر

کہ جب صبح آسمان کے چراغ یعنی آفتاب نے | جہان کے جمال کے چہرے کو روشن کیا

بجلوه برآورد خورشید دست | عروسانه بر کرسی زر نشست

واسطے دکھلانے کے آفتاب نے نکالا ہاتھ | عروس کی طرح سونے کی کرسی پر بیٹھا

سکندر بآیین شاهان پیش | برآراست بزمی در ایوان خویش

سکندر نے اگلے بادشاہون کی طرح | آراستہ کی ایک محفل اپنے محل مین

غلامان گلچهره و دلربای | کمر در کمر گرد تختش بپای

غلام نہایت دلپسند اور نازک اندام | کھڑے ہوے اسکے تخت کے گرد پٹکے باندھکر

گهی باده میخورد بر یاد کی | گهی گنج میریخت بر رود و نی

کبھی شراب پیتا تھا کیانیون کی یاد مین | کبھی گانے بجانے والون کو انعام دیتا تھا

نظم

مصریان از زنگیان پیش اسکندر

تظلم مصریان از زنگیان پیش سکندر

نشسته چنین چون یکی چشمهٔ نور
که آواز داد آمد از راه دور

اسطرح بیٹھا ہوا گویا ایک چشمہ نور کا ہے
کہ راستے کی فریاد کی آواز دور سے آئی

خبر برد صاحب خبر نزد شاه
که مشتی ستمدیده داد خواه

خبر لے گیا خبردار یعنی عرض بیگی پاس سکندر کے
کہ تھوڑے ظلم اٹھائے ہوئے لوگ فریادی ہین

تظلم زنانند بر شاه روم
که بر مصریان تنگ شد مرز و بوم

فریاد کر رہے ہین پادشاہ روم سے یعنی آپکے حضور ہین
کہ مصر والون یعنی ہمپر یہ زمین تنگ ہوگئی یعنی رہ نہین سکتے

رسیدند چندان سیاهان زنگ
که شد در بیابان گذرگاه تنگ

پہونچے اس قدر زنگی سپاہی
کہ جنگلون مین راہ چلنا دشوار ہے

سواد جهان را چنان در نوشت
که سودا در آمد دران کوه و دشت

جہان یعنی مصر کے اطراف کو ایسا گھیر لیا ہے
گویا اون پہاڑ اور جنگلونکو سودا ہوگیا ہے یعنی تاریکی پھیلی

بیابانیانی چو قطران سیاه
ازان بیش کاندر بیابان گیاه

وہ جنگلی لوگ جو کلونجی کی طرح کالے ہین
اس سے زیادہ ہین جتنی کہ جنگل مین گھاس

همه کوسه و پیر کودک سرشت
بخوبی روند ارچه هستند زشت

سب گبرو اور بڈھے لڑکون کی عادت رکھتے ہین
خوبی سے چلتے ہین اگرچہ ہین بدصورت

نه رویی که پیدا کند شرم شان
نه با هیچکس مهر و آزرم شان

نہ کوئی خوبصورت کہ جس سے انھین شرم آوے
نہ کسی کی اونکو محبت نہ کسی سے میل رکھتے ہین

همه آدمی خوار و مردم گزای
ندارد رد این داوری مصر پای

سب آدم خوار اور آدمی کی کاٹنے والے ہین
مصر کی یہ حکومت قائم رہتی نہین معلوم ہوتی ہے

گر آید بیاری یکی شهریار
وگرنه بتاراج رفت آن دیار

اگر پادشاہ مدد کے لیے آوے تو خیر ہے
نہین تو وہ ملک یعنی مصر لٹ جائے گا

نه مصر و نه افرنجه ماند نه روم
گدازند ازان کوره آتش چو موم

نہ مصر اور نہ افرنجہ اور نہ روم کچھ نہ باقی رہیگا
اس آگ کی بھٹی سے سب موم کی طرح گھل جائینگے

تظلم مصریان از زنگیان بپیش اسکندر

ز جمعے چنین دل پراگنده ایم — دگر حکم شه راست ما بنده ایم

ایسے اس گروہ سے ہم لوگ پریشان ہیں — دوسرے یعنی اگر جو بادشاہ حکم دے ہم بجالاویں

شہ دادگر داور دین پناه — چو دانست کآورد زنگی سپاه

بادشاہ عادل دین کی مدد کرنیوالے سکندر نے — جب سُنا کہ بادشاہ زنگبار نے یہ لشکرکشی کی ہے

ہراسان شد از لشکر بیقیاس — نباید که دانا بود بی ہراس

زنگیوں کے بیشمار لشکر سے کسیقدر ڈرا — لیکن چونکہ عقلمند آدمی کو ڈرنا نہ چاہیے

ارسطوی بیدار دل را بخواند — وزین در بسی قصه با او براند

ارسطو بیدار مغز کو طلب کیا — اور یہ سب حال ارسطو سے بیان کیا

وزیر خردمند پیروز رای — به پیروزی شاه خود رہنمای

وزیر عقلمند فتحمند تدبیر — بادشاہ کی فتحمندی کا یوں رہنما ہوا

که برخیز و بخت آزمائی بکن — ہلاک چنان اژدہائے بکن

کہا اے سکندر مستعد ہوا اور ایک تیر نصیبے کی آزما — ایک ایسے اژدہے کو ضرور مار ڈال

برآید مگر کاری از دست شاه — که شه را قوی تر کند پایگاه

شاید بادشاہ کے ہاتھ سے یہ کام ہوجاوے — تو بادشاہ کا درجہ اور مضبوط یعنی ترقی پکڑیگا

شود مصر و آن ناحیت رام تو — برآید بمردانگی نام تو

مصر اور اسکے ملحقات سب تیرے مطیع ہوجاینگے — بلند ہوگا بہادری میں نام تیرا

دگر دشمنان را درآری بخاک — شود دوست پیروز و دشمن ہلاک

اور پھر سوا اسکے اور دشمنوں کو بھی تو مغلوب کریگا — دوست یعنی مطیع خوش ہونگے اور دشمن ہلاک ہوجائیگا

سکندر بدستوری رہنمون — ز مقدونیه بُرد رایت برون

سکندر راہ بتلانیوالے یعنی ارسطو کی اجازت سے — مقدونیہ سے نشان کوچ کا باہر لیگیا یعنی سکندر چلا

یکی لشکر انگیخت کز ترگ و تیغ — فروزنده برقش برآمد به میغ

ایک لشکر کھینچا کہ لوہے کے خودوں اور تلوار سے — جس طرح بدلی سے چمکتی ہوئی بجلی نکل آوے

تظلم مصریان از زنگیان

ز دریا سوی خشکی آورد رای
دریا سے طرف خشکی کے ارادہ کیا
دلیلش سوی مصر شد رهنمای
رہنما اسکا مصر کی طرف ہوا ایک راہ بتانیوالا

همه مصریان شهری و لشکری
تمام مصر والے کیا شہر کے اور کیا لشکر کے لوگ
پذیرا شدندش بفرمانبری
سب نے اسکی یعنی سکندر کی اطاعت قبول کی

بفرمود شه کز لب رود نیل
فرمایا بادشاہ نے کہ دریائے نیل کے کنارے سے
کشد لشکرش سوی صحرا رحیل
لشکر اُس جنگل کی طرف کوچ کرے

پی جنگ زنگی شتابان شدند
یہ لشکر زنگیون کے ساتھ لڑنے کے لیے دوڑے
دو اسپه بسوی بیابان شدند
دو اسپہ یعنی جلد طرف جنگل کے سپاہ دوڑی

دلیران بصحرا کشیدند رخت
بہادرون نے جنگل کے لیے اسباب تیار کیا
بکین خواه زنگی کمر کرده سخت
زنگیون سے کینہ خواہی کے لیے کمر باندھی

چو زنگی خبر یافت کامد سپاه
جب زنگیون نے خبر پائی کہ سپاہ آ پہونچی
جهان گشت در چشم زنگی سیاه
جہان زنگیون کی نظر مین تاریک معلوم ہونے لگا

دو لشکر برابر شد آراسته
دونون لشکر برابر یعنی آراستہ ہو کے مقابلے کو
شد آزرم ها پاک برخاسته
صلح کے خیالات بالکل اُٹھ گئے

ز نعل سمندان پولاد میخ
گھوڑون کی نعلون سے جن مین فولادی کیلین لگی تھین
زمین را ز جنبش برافتاد بیخ
اونکی دھمک سے زمین جڑ سے گر پڑی یعنی تہ و بالا ہو گئی

ز بس نعره کامد برون از کمین
شور کی کثرت سے کہ نکلا کمینگاہ سے
فرود اوفتاد آسمان بر زمین
گر پڑا آسمان زمین پر آکر

ز گرز گران سنگ جنگاوران
بہادر لڑنے والون کے بھاری گرز کے بوجھ سے
شده ماهی و گاو را سر گران
مچھلی اور گاے یعنی زمین اور آسمان دونون کچل گئے

ز شوریدن بانگ چون رستخیز
قیامت کی طرح کی شور کرنے کی آواز سے
بوحش بیابان در آمد گریز
جنگل کے جانور بھاگنے لگے

چو بر جنگ شد ساختہ سازشان
جب اُنکا لڑائی کا سامان تیار ہو گیا
گریزندہ شد دیو ز آوازشان
دیو بھاگ گئے اونکی آوازون سے

بجائی گرفتند جائے نبرد
لڑنے کے لیے وہ جگھہ پکڑی یعنی مقرر کی
کہ گرمے زہر دم برآورد گرد
جو گرمی سے آدمیون کی برلائی ہلاکی یعنی عاجز کر دیا

زمینی ز گوگرد بے آب تر
ایک زمین گندھک سے زیادہ خشک
ہوائی ز دوزخ جگر تاب تر
ایک ہوا دوزخ سے زیادہ کلیجا جلانیوالی

نہ آبے در و سرد جز زہر ناب
نہ وہان کہین ٹھنڈا پانی سوا زہر خالص کے
نہ مہرے بر و گرم جز آفتاب
نہ کہین سایہ اُس زمین پر سوا دہوپ کے

ز تنینش بغور آمدہ غارہا
اژدہون کے گہرے کیے ہوے تھے وہ غار
در و فتنہ را رونق بازارہا
اوس زمین فساد کو رونق تھی یعنی وہ لوگ اُسی مین رہتے تھے

درانجا ہمی غولان وطن ساختند
وہان پر اون دیون یعنی زنگیون نے قیامگاہ بنائی
چو غولان بہر گوشہ می تاختند
شیطانون کی طرح ہر ایک کونے مین دوڑتے تھے

مصریان از زنگیان

چو کوہ ہبر و برد گاو زمین
جب گندھا جھکایا گاوزمین نے یعنی قریب افق آفتاب پہونچا
برون جست شیر سیاہ از کمین
باہر نکلا گھات سے کالا شیر یعنی رات ہوئی

بر آفاق شد گاو گردون دلیر
جہان پر ہوا گاو گردون یعنی برج ثور غالب
بر آمد ستارہ چو دندان شیر
نکلے ستارے مثل شیر کے دانتون کے

شب آئے نافہ خو عطر سائی کشاد
رات نے اپنی نافہ سے مشک نکالی
جہان زیور روشنائے نہاد
جہان نے زیور روشنی کا اُتار رکھا

برون شد یزک از دشمن شناس
باہر نکلے ہراول دشمن کے پہچاننے والے
بہ تاقی کمر بست بر جای پاس
نگاہبانی کے لیے کمر باندھی پہرے پر

ستارہ در آمد بتابندگی
ستارے چمکنے لگے
برآسود خلق از شتابندگی
لوگون نے دوڑ دھوپ سے آرام پائی

بیک جای هم رومی و هم زنگبار
ایک جگہ رومی اور زنگی یعنی اندھیری رات مین ستارے روشن تھے

فروماند رومی و زنگی ز کار
عاجز رہے رومی اور زنگی کام سے یعنی لڑائی سے

بیا ساقی آن می که رومی وش است
لا ساقی وہ شراب کہ مثل رومیون کے تیز ہے

بمن ده که طبعم چو زنگی خوش است
مجھکو دے کہ میری طبیعت مثل زنگیون کے اچھی معلوم ہوتی ہے

مگر با من این بی محابا پلنگ
کہ شاید میرے ساتھ یہ بیباک چیتا یعنی آسمان

چو رومی و زنگی نگردد دو رنگ
مثل رومیون اور زنگیون کے دورنگی نہ کرے

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

بیان سکندر پادشاہ کا زنگیون کے ساتھ مقابلہ کرنے کا

فریبنده راهی شد این راه دور
ایک دھوکا دینے والی ہوگئی یہ دور کی راہ

که بر چرخ هفتم توان دید نور
جسکو ساتوین آسمان کی روشنی مین دیکھنا ممکن ہے

درین ره فرشته ز ره میرود
اس راہ مین فرشتہ بھٹک جاتا ہے

که آید یکی دیو ده میبرد
کہ اکیلے پیدا ہوتا ہے اور دس برائیونکو ساتھ لیجاتا ہے

بمعیار این چارسو هر رهی
اس ٹکسال کی بازار مین کوئی راہ گیر یعنی مسافر

نسنجد دو جو تا نزد دو جوی
جبتک ایک جو نہین خرچ کرلیتا دو جو نہین وزن کرتا ہے

قراضه قراضه رباید نخست
ریزہ ریزہ پہلے خود لیجاتا یعنی جمع کرتا ہے

ربایند ازو چونکه گردد درست
پھر لوگ اُس سے لیجاتے ہین جب پورا یعنی اشرفی ہوجاتی ہے

بجو می ستاند ز دهقان پیر
بڈھے کسان سے جو جو کر کے لیتا ہے

بمن می فرستد بدیوان میر
من بھر پورا کر کے سردار کی کچہری مین بھیجتا ہے

ز من رخت این همرهان دور باد
مجھ سے اسباب ان ساتھیون کا دور ہے

زبانم باین نکته معذور باد
زبان میری اس باریکی سے معافی چاہتی ہے

ازین آشنایان بیگانه خوی
ان دوستون غیر رنگی سی عادت سے

دو روی ببین یک زبانی مجوی
دو رنگ دیکھ یک زبانی مت ڈھونڈھ یعنی امید نہ کر

دو سوراخ چون روبہ حیلہ ساز
دو سوراخ ہین یعنی مثل مکار لومڑی دو سوراخ ہین

یکی سوی شہوت یکی سوی آز
ایک سے شہوت کی طرف اور دوسرے سے حرص کیطرف متوجہ ہین

ولیکن چو کژدم بہنگام جوش
اور لیکن مثل بچھو کے کہ وقت غصے یا گرمی کے

نہ سوراخ دیدہ نہ سوراخ گوش
نہ اپنا سوراخ دیکھتا ہے نہ کان کا سوراخ

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

گزارش کن رازہای نہفت
بیان کرنے والا پوشیدہ بھیدون کا

ز تاریخ دہقان چنین باز گفت
پرانی تاریخ سے ایسا بیان کرتا ہے

کہ چون شاہ چین زین برابرش نہاد
کہ جب شاہ چین یعنی آفتاب نے زین گھوڑے پر رکھا یعنی نکلا

فلک نعل زنگی بر آتش نہاد
آسمان نے سیاہ نعل یعنی رات کو آگ پر رکھا یعنی سرخی آفتاب نے نکالا

سپہر از کمین مہرہ بیرون جہاند
آسمان نے کمینگاہ سے مہرہ باہر دوڑایا یعنی آفتاب نکلا

ستارہ ز کف مہرہ بیرون فشاند
ستارون کے ہاتھ سے مہرہ باہر ڈالی یعنی ستارے غروب ہوگئے

جہان از دلیران لشکر شکن
جہان نے لشکر کے شکست دینے والے بہادرون سے

کشیدہ چو انجم بسی انجمن
ستارون کی بہت مجلسین یعنی صفین باندھین

ز آیینۂ پیل و زنگ شتر
ہاتھیونکے پاکھر کے آئینے اور اونٹونکے گھنگھرون سے

صدف را شبہ رستہ بر جای دُر
سیپی مین بجاے موتی کے پتھر کے ٹکڑے پیدا ہوے

ز پویہ کہ پی بر زمین می فشرد
اس زور سے اپنے تئین ٹاپین زمین پر جماتے تھے

در اندام گاو استخوان گشت خرد
کہ گاو زمین کے بدن کی ہڈیان چور چور ہوگئین

شہ روم رسم کیان تازہ کرد
شاہ روم یعنی سکندر نے کیانیون کی رسم کو تازہ کیا

ز نوبت جہان را پُر آوازہ کرد
نوبت سے جہان کو پُر آوازہ کیا یعنی نقارہ بجوایا

بر آراست لشکر بر آیین روم
آراستہ کیا لشکر کو روم کے طریقے پر

چو آرایش نقش بر مہر موم
جسطرح خوبی نقش کی موم کی مہر پر

ز رومی تنی بود بس مهربان
رومیون سے ایک شخص نہایت مہربان تھا

زبان آوری آگه از هر زبان
ایک خوش تقریر ہر زبان سے واقف تھا

دلیر و سخنگوی و دانش پرست
بہادر اور گفتگو کرنے والا اور عقلمند

به تیر و به شمشیر گستاخ دست
تیر اور تلوار کے کام مین بہت چالاک

کشیده دمش طوطیان را بدام
قید کیا طوطیون کو اسکی شیرین گفتاری کے جال مین

سخن پروری طوطیانوش نام
ایک خوش زبان طوطیانوش اوسکا نام تھا

بشیرین سخنهای مردم فریب
آدمیون کو فریب دینے یعنی خوش کرنیوالی میٹھی میٹھی باتون سے

ربوده نیوشندگان را شکیب
سننے والون کے صبر کو لیگیا یعنی بیقرار کردیا

ندیم سکندر به بیگاه و گاه
مصاحب سکندر کا رہتا تھا اکثر

محاسب ز احکام خورشید و ماه
حسابدان آفتاب اور ماہتاب کے احکام مین یعنی نجوم جانتا تھا

سکندر بحکم پیام آوری
سکندر نے پیام کے لیجانے کے واسطے

بر خویش خواندش بنام آوری
اسکو اپنے پاس بلایا بسبب اسکی شہرت کے

بفرمود تا هیچ نارد درنگ
حکم دیا کہ اب ذرا بھی دیر نہ کرے

شتابان شود سوی سالار زنگ
جلد جائے طرف یعنی پاس زنگیون کے سردار کے

رساند بدو بیم شمشیر شاه
پہونچا دے یعنی بیان کردے اس سے میری تلوار کا رعب

مگر بشنود باز گردد ز راه
شاید وہ سنے اور راستے سے لوٹ جاوے

بزنگی زبان رهنمونی کند
زنگیون کی زبان مین اوسکو سمجھاوے

که آهن در آتش زبونی کند
کہ لوہا آگ سے ہمیشہ عاجز ہوجاتا ہے

جوانمرد گلچهره چون سروبن
جوانمرد خوبصورت سروبن یعنی آزاد نے

ز رومی بزنگی رساند آن سخن
سکندر کیطرف سے پاس سالار زنگ کے یہ پیام پہونچایا

که دارنده تاج و شمشیر و تخت
کہ رکھنے والے تاج اور تخت اور تلوار یعنی سکندر نے

روان کرد رایت به نیروی بخت
روانہ یعنی بلند کیا علم کو تقدیر کی قوت سے

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

جوان دولت و تیز گردنکش است
جوان دولت اور مستعد ہے اور زبردست ہے

گہ خشم سوزندہ چون آتش است
غصے کے وقت مثل جلتی ہوئی آگ کے ہے

چو بر شاخ آہو کشد چرم گور
جب ہرن کے سینگ یعنی کمان پر کھینچتا ہے کھال گور کی یعنی چلہ

بدوزد بسر مور بر پای مور
سی دیتا ہے سر چیونٹی کا چیونٹی کے پانون پر

چنان بہ کہ با او مدارا کنید
بہتر یہ ہوگا کہ تم اسکے ساتھ صلح کر لو

بنالید و عذر آشکارا کنید
عاجزی کرو اور تقصیر کا عذر کر لو

نباید کہ آن آتش آید بتاب
ایسا نہو کہ وہ آگ تیزی پر آوے یعنی سکندر غضبناک ہو کر

کہ ننشیند آنگہ بدریای آب
کہ پھر دریا بھر کے پانی سے بھی نہ بجھے یعنی پھر وہ نہ مانیگا

بمہرش روان باید آراستن
اسکی مہربانی سے جان یعنی دل کو آراستہ کرنا چاہیے

مبارک نشد کین ازو خواستن
بہتر نہیں ہے اوس سے عداوت کرنا

جہانی کہ در صلح و جنگ آزمود
تمام جہان نے کہ اسکو صلح اور لڑائی مین آزمالیا ہے

ز جنگش زیان دید و از صلح سود
اسکی لڑائی مین نقصان دیکھا اور صلح مین فائدہ

شہ زنگ چون گوش کرد این سخن
پادشاہ زنگبار نے جب یہ بات سنی

بہ پیچید بر خود چو مار کہن
پیچ و تاب بہت اپنے اوپر کیا مثل پرانے سانپ کے

دماغش ز گرمی در آمد بجوش
دماغ اوسکا گرمی سے جوش مین آیا یعنی خفا ہوا

برآورد چون رعد غران خروش
چلانے لگا مثل گرجنے والی بدلی کے

بفرمود تا طوطیانوش را
حکم دیا اسنے اپنے نوکرون کو کہ طوطیانوش کو

کشند و برند از تنش ہوش را
مار ڈالین اور اوسکے بدن سے جان نکال لین

ربودند آن دیو ساران ز جای
اٹھا لیگئے وہ دیو کے مانند جگہ سے یعنی فوراً

چو کہ برگ را چہرہ کہربای
جسطرح گھاس کی پتی کو پتھر کہربا

بریدند در طشت زرین سرش
کاٹ کر رکھا سونیکے طشت مین سر اوسکا

بخون غرق شد نازنین پیکرش
خون مین ڈوب گیا اسکا نازک بدن

داستان لشکر مصاف کردن سکندر با زنگیان

چو پر خون شد آن طشت زنگی چه کرد
جب خون سے وہ طشت بھر گیا تب اُس زنگی نے کیا کیا

بخوردش چو آبی و آبی نخورد
پی لیا اُسکو پانی کی طرح اور کچھ یعنی غم نہ کی

کسانیکه بودند با او براه
جو لوگ راستے مین اُسکے ساتھ تھے

شدند آب در دیده نزدیک شاه
روتے ہوئے پاس سکندر کے آئے

نمودندکان رومی خوب چهر
بیان کیا کہ اُس خوبصورت رومی نے

چه بد دید از آن زنگی سر و مهر
بادشاہ زنگ بے مروت اُس نے یہ بُرائی دیکھی

شه از بهر آن سرو شمشاد رنگ
سکندر اُس سرو شمشاد رنگ کے واسطے

چنان سوخت کز تاب آتش خدنگ
ایسا جل گیا جیسے آنچ سے لکڑی تیر کی

بخون ریختن شد دل انگیخته
خونریزی پر دل اُسکا مستعد ہو گیا

ز خون چنان بیگنه ریخته
ایسے بیگناہ کے خون گرنے یعنی مر جانے سے

شد از رومیان رنگ یکبارگی
یکایک رومیوں کا رنگ اُڑ گیا یعنی متحیر ہو گئے

که دیدند زانگونه خونخوارگی
جب دیکھا یعنی سنا اُس کا خون پی لینا

سیاهان برآنکار دندان سفید
زنگیوں نے اُس کام پر دانت سفید یعنی نکل آئے

ز خنده لب رومیان ناامید
ہنسی سے ہو منتظر رومیوں کے ناامید

شب آن به که پوشیده دندان بود
رات وہ بہتر کہ دانت چھپائے ہو یعنی سفید تری آئی ہو

که آن لحظه میرد که خندان بود
کہ اسی وقت جاتی ہے جب ہنستی ہے یعنی سپیدی کا ظاہر ہو جاتی ہے

سکندر بآهستگی یک دو روز
سکندر کے دو ایک دن کی آہستگی یعنی برسے کے بعد

گذشت از سر خشم اندیشه سوز
غصہ اندیشے کا جلانے والا سر سے اُترا

شب آهنگ چون بر زد از کوه دود
رات نے حملہ کیا مثل دھوئیں کے پہاڑ سے

بر آهنگ شب مرغ دستان نمود
رات کی چڑیوں نے بولنا شروع کیا

بر آویخت هندوی چرخ از کمر
لٹکائے ہندوی چرخ یعنی زحل نے کمر سے

بهاروی شه جرسهای زر
پادشاہ کی غلامی کے لیے گھنٹے سونے کے

داستان معاف کردن سکندر با زنگیان

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

جلاجل زنان گفت هاروں شاہ
جھانجھ بجاتے ہوئے آواز دی نقیب یا دشاہی نے
کہ شہ تاجور باد و دشمن تباہ
کہ پادشاہ صاحب تاج ہوا اور دشمن ذلیل

طلایہ بروں شد برہ داشتن
روندوالے باہر نکلے چوکیداری کے لیے
یتاقی بنوبت نگھداشتن
چوکیدار خیمے میں نگہبانی کرنے کے لیے

دگر روز کآورد گردوں شتاب
دوسرے دن کہ آسمان نے دھاوا کیا
بروں زد سر از کنج کوہ آفتاب
باہر نکالا سر پہاڑ کے گوشے سے آفتاب نے

بغرید کوس از در شہریار
بجا نقارہ پادشاہ کے دروازے سے
جہاں شد ز بانگ جرس بیقرار
جہان گھنٹے کی آواز سے بیقرار ہوا یعنی جاگا

تبیرہ بغریدن آمد چو ابر
نقارہ شور کرنے لگا مثل بادل کی گرج کے
بغرید ہر سو چو بانگ ہزبر
چلایا ہر طرف مثل آواز شیر کے یعنی بجنے لگا

در آمد بشورش دم گاو دم
شور میں آئی دم گاو دم یعنی قرنا بجنے لگی
بجنگ زدن طاس و روئینہ خم
تال سے بجنے لگے ڈھول دمامے

تبیرہ زن از خارش چرم خام
نقارچی نے نقارہ بجانے کے چمڑے سے
تبیشہ در افگند شب را بکام
موسیکا اژدہا دیا رات کے منہ یعنی تھوتھن دیا

تر از وی پولاد سنجان میل
نیزہ بہادروں کا جھجک جھجک کر
ز کفہ بکفہ ہمی راند سیل
ایک طرف سے دوسری طرف خون بہاتا تھا

سنان سر خشت خفتان شگاف
سر نیزہ و خشت چھلتہ توڑنے والے کا یعنی اسکی نوک
بروں رفت از فلک پشت ناف
باہر نکل جاتی تھی پشت ناف کے گوشت سے

ز قاروره و ناچخ و بید برگ
گولے اور نیزے اور تیروں سے
قوارہ قوارہ شدہ درع و ترگ
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے زرہ اور خود کے

زہرای حملہ زہرای تیغ
آواز دھاوے اور آواز تلوار سے
شدہ آب خون در دل تند میغ
سخت بادل کے اندر بجای پانی کے خون پیدا ہو گیا

چو لشکر بلشکر در آورد روی
جب لشکر طرف لشکر کے مُنھ لایا یعنی مقابل ہوا

مبارز برون آمد از هر دو سوی
لڑنے والے باہر نکلے دونون طرف سے

بسے یک بدیگر در آویختند
بہت بہت آپس مین گشتیان ہوئین

بسے خون بناوردگه ریختند
بہت خون لڑائی کی جگہ مین گرایا

سبق برد بر لشکر روم زنگ
سبقت لیگیا روم کی لشکر پر زنگیونکا لشکر

چو بر گور پے بر کشیده پلنگ
جس طرح پانؤن کٹے ہوئے گور پر چیتا

خرابے در آورد زنگے بروم
ویران کردیا زنگیون نے روم کو

ز هر بوم افغان بر آورد بوم
ہر زمین سے آواز اُلّو کی آنے لگی

که رومی تبرسید از ان پیش خورد
کیونکہ روم والے ڈر گئے اُس ناشتے سے

که با طوطیانوش زنگی چه کرد
کہ زنگی نے طوطیانوش کے ساتھ کیا کیا

در افگند خون دلاور بجام
بھرا خون اُس بہادر کا پیالے مین

بخورد از سر خامی آن خون خام
پی گیا بیوقوفی سے وہ خالص خون

چو زنگی نمود آنچنان بازیے
جب زنگیون نے کی اس طرح کی حکمت

ز رومے نیامد عنان تازیے
رومیون سے نہ رُک سکی باگ یعنی ٹھہر نہ سکے

بدانست سالار لشکر شناس
جانا سردار لشکر پہچاننے والے نے

که در رومی از زنگی آمد هراس
کہ رومیون مین زنگیون کا خوف سما گیا

چو لشکر هراسان شود در ستیز
جب لشکر خوف زدہ ہوجاتا ہے لڑائی مین

سگالش نسازد مگر در گریز
اور کچھ نہین سوچتا ہے سوا بھاگنے کے

وزیر خردمند را خواند پیش
عقلمند وزیر یعنی ارسطو کو پاس بلایا

خبر دادش از راز پنهان خویش
خبر دی اوسکو اپنے پوشیدہ بھید سے

که بد دل شدند این سپاه دلیر
کہ بد دل ہو گئی یہ بہادر سپاہ

ز شمشیر ناخورده گشتند سیر
تلوار بغیر کھائے ہو گئے عاجز

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

مصاف کردن سکندر با زنگیان

بلشکر توان کردن این کارزار — تنها چه برخیزد از یک سوار
ایسی لڑائی ساتھ لشکر ہی کے ہو سکتی ہے — اکیلے ایک سوار یعنی مجھ سے کیا ہو سکتا ہے

ز خون خوردن طوطیا نوش گرد — همه لشکر از بیم خواهند مرد
طوطیا نوش بہادر کے خون پی جانے سے — تمام اہل لشکر ڈر کے مارے مر جائین گے

کند هرکس آیین ترس آشکار — نیاید ز ترسندگان هیچ کار
ہر شخص طرز خوف کا ظاہر کرتا ہے — ڈرنے والون سے کچھ کام نہین ہو سکتا ہے

چو بد دل شد این لشکر جنگجوی — بیار آب دست از دلیری بشوی
جب بد دل ہو گیا یہ لشکر جرار یعنی بہادر — پانی لاؤ اور ہاتھ بہادری سے دھو یا ڈوب مر

همان زنگیان چیره دستی کنند — چو پیلان آشفته مستی کنند
اور وہی زنگی غالب ہو جائین گے — مثل بگڑے ہوے ہاتھی کے مستی کرین گے

چه دستان توان ورزیدن بدست — کز آن زنگیان را در آید شکست
کیا مکر یا فریب ہاتھ مین لانا یعنی پیدا کرنا چاہیے — کہ اس سے زنگیون کو شکست آوے

بر آند از رای که یاری دهد — ازین وحشتم رستگاری دهد
ایسی تدبیر کہ مددگاری کرے — اس پریشانی سے مجھکو چھٹکارا دیوے

جهاندیده دستور فریادرس — گشاد از سر کاردانی نفس
وزیر عقلمند فریاد سہنچنے والے نے — کھولی زبان دانائی کی راہ سے

که شاها خرد رهنمون تو باد — ظفر یار و دشمن زبون تو باد
کہ اے بادشاہ عقلمندی رہنما تیری رہے — فتح تیری مددگار اور دشمن ذلیل رہے

جهان داور آفرینش پناه — پناه تو بادا ای جهانگیر شاه
جہان کا حاکم پیدایش کا پناہ دینے والا یعنی خدا — تیرا پشت پناہ رہے اے بادشاہ جہان کے لینے والے

بهر جا که رو آری از کوه و دشت — بهی بادت از چرخ فیروزه گشت
جس طرف کہ متوجہ ہووے تو پہاڑ اور جنگل سے — بہتری تجھکو ہو آسمان فتح مندی گردش کرنیوالے سے

سیاهان که یاران مردم زنند
جبشی که سانپ آدمی کے ڈسنے والے ہین

نه مردم همانا که آهرمنند
واقعی آدمی نہین ہین بلکہ دیو ہین

اگر رومی اندیشد از جنگ زنگ
اگر رومی اندیشہ کرتے ہین زنگیون کی لڑائی سے

عجب نیست کاین هست آن نهنگ
تعجب نہین ہے کیونکہ یہ مچھلی ہین اور وہ گھڑیال

ز مردم کشی ترس باشد بسے
آدمی کے مار ڈالنے ہی سے بہت خوف ہوتا ہے

ز مردم خوری چون نترسد کسی
آدمی کے کھانے سے کیونکر نہ ڈرے کوئی

گر آزرم خواهیم زین سگدلان
اگر صلح چاہین ہم ان کتون کی سی طبیعتون سے

نخوانند مان عاقلان عاقلان
عقلمند ہمکو عقلمند نہ کہین گے

وگر جاے خالی کنیم از نبرد
اور اگر جگہ خالی کردین ہم لڑائی سے

ز گیتی بر آرند یکباره گرد
جہان سے ایکبارگی ہلاکی بر لاوین گے

بلی گر زما داشتندے هراس
ہان اگر ہم کچھ بھی خوف رکھتے

میانجی بر ایشان نهادی سپاس
قاصد انپر رکھتا شکر یعنی طوطیا نوش کو شکر گزاری سے بھیجتے

میانجی چه باشد که بس بے هشند
ایلچی کیا کرے کہ یہ نہایت بیوقوف ہین

وگر راست خواهی میانجی کشند
اور اگر سچ پوچھو تو ایلچی کے مار ڈالنے والے ہین

یکی چاره باید بر انداختن
ایک تدبیر چاہیے ڈالنا یعنی نکالنا

جز ویر مردم خورے ساختن
مگر سے مردم خوری کرنا لازم ہے

گرفتن تنے چند زنگی ز راه
چند زنگیون کو راستے سے پکڑ لینا

گرفتار کردن درین بارگاه
اور اس بارگاہ مین قید کرکے لانا چاہیے

نشستن تراخاموش و خشمناک
اور تجھکو چپ اور غصے مین بیٹھنا

در انداختن زنگیان را بخاک
اور ان زنگیون کو خاک مین یعنی زمین پر ڈالنا چاہیے

یکی را سر از تن بریدن بدرد
ایک کا سر کٹوانا بدن سے افسوس کرکے

بمطبخ فرستادن از بهر خورد
باورچی خانے مین بھیجنا پکوانے کے لیے

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

بزنگی زبان گفتن این ابشوی
زنگی زبان مین یہ کہنا کہ اسکو دہو کر

بزن تا خورد خسرو نامجوی
پکانا کہ بادشاہ یعنی سکندر کہا ویگا

بفرمای تا مطبخی در نهفت
اور باورچی سے چھپا کر کہدیجیے گا

نهد کلّهٔ آن زا کند خاک خفت
کہ بھیڑ کا کلہ رکھدے اور اسکو مٹی مین دبادے

بجوشد سر گوسپند سیاه
جب ابل جاوے وہ کلا سیاہ بھیڑ کا

تهی زاستخوان آورد نزد شاه
ہڈیون سے خالی کرکے آپکے حضور مین لاوے

شه آن چرم ناپخته نیم خام
بادشاہ یعنی آپ اُس بغیر پکے ادھ کچے چمڑے کو

بدندان بخاید بحرص تمام
دانتون سے نوچ نوچ کر بشوق تمام کھاوین

بگوید که مغزش بیارند نیز
پھر کہیے کہ اسکا بھیجا بھی لے آؤ

کزین نغزتر کس نخوردست چیز
کہ اس سے زیادہ عمدہ چیز کسی نے نہ کھائی ہوگی

اگر هیچ دانستمے در نخست
اگر ایسا کچھ مین پہلے سے جانتا

که خوردی چنین دارد م تندرست
کہ ایسی غذا مجھکو تندرست رکھے گی

اسیران رومی نپروردمی
ای رومیو قیدیون کی پرورش نکرتا مین

همه زنگی خوش نمک خوردمی
تمام خوش ذائقہ زنگیون کو کھالیتا مین

چو آن آدمی خواره یابد خبر
جب وہ آدم خوار یہ خبر پاویگا

که هست آدمی خوارهٔ زو بتر
کہ تو اُس سے بھی بدتر آدم خوار ہے

بدین ترس بگذارد این کین گرم
اس ڈر سے اس سخت کینے کو چھوڑ دیگا

که آهن بآهن توان کرد نرم
کہ لوہے کو لوہے سے نرم کرنا ممکن ہے

گر این چاره سازی بدست آوریم
اگر یہ تدبیر کرلین گے ہم

بر آن چیره دستان شکست آوریم
اون غالب یعنی زنگیون پر شکست پہونچاوینگے ہم

بگرگی ز گرگان توانیم رست
بھیڑیون سے بھیڑیے پن مین چھوٹ سکتے ہین

که بر جهل جز جهل نارد شکست
کہ جہالت پر سوا جہالت کے کوئی شکست نہین لا سکتا

بفرمود شہ تا دلیران روم
فرمایا بادشاہ نے کہ بہادر روم کے

نمایند چالش دران مرز و بوم
گشت کرین اُس زمین مین یعنی اُس جگہ

کمین بر گذرگاہ زنگ آورند
زنگیون کے راستون پر گھات لگائے ہین

تنے چند زنگی بچنگ آورند
کئی ایک زنگیونکو جنگل مین لاوین یعنی پکڑ لاوین

شدند آن دلیران فرمان پذیر
گئے وہ بہادر سپاہی حکم قبول کر کے

گرفتند ازان زنگیی چند اسیر
کر لیا گرفتار اُن مین سے کئی زنگیون کو

بنوبت گہ شاہ بردند شان
اون کو بادشاہ کی خیمہ گاہ مین لے گئے

بسرہنگ نوبت سپردند شان
خیمے کے سپاہیون کے اُنکو حوالے کر دیا

درآوردشان نوبتے دار شاہ
لے آئے اُنکو نگہبان خیمہ بادشاہی کے

قفائی زخون سرخ و روی سیاہ
گدّی خون سے سُرخ اور مُنھ کالے

شہ از خشمناکے چو غرندہ شیر
بادشاہ نے غصے سے مثل ڈکارنے والی شیر کے

کہ آرد گوزن گران را بزیر
کہ پچھاڑ دے بڑے بارہ سنگھے کو

یکی را بفرمود تا زان گروہ
ایک شخص کو فرمایا تاکہ اُن لوگون مین سے

ببرند سر چون یکے پارہ کوہ
کاٹ ڈالین سر ایک پہاڑ کی ٹکڑی ایسی یعنی زنگی کا

بمطبخ سپردند کین را بگیر
باورچیخانے مین سونپین اور کہین اسکو تو

بسازانچہ شہ را بود ناگزیر
بناؤ جیسی کچھ بادشاہ کو ضرورت ہووے

دگرگونہ با مطبخی گفت راز
دوسری طرح باورچی سے چھپا کر کہہ دیا

کہ چون ساخت میباید این برگ و ساز
کہ جس طرح بنانا چاہیے تھا یہ سامان

دگر زنگیان پیش خسرو بپای
اور زنگی سامنے بادشاہ کے کھڑے ہوئے

فرو ماندہ عاجز دران رسم و رای
حیران رہے اُس طرز و تدبیر مین

چو فرمود خسرو کہ خوان آورند
جب فرمایا بادشاہ نے کہ خوان لاوین

بساط خورش درمیان آورند
دسترخوان درمیان مین لاوین یعنی بچھاوین

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

بیاورد خوان زیرک هوشمند
لایا خوان دانا اور ہوشیار شخص
بر او نیمهاے سر گوسپند
اسپر کلہ بھیڑ کے سر کا

شه از بیم در رید آن خورش را بزور
بادشاہ نے اوس غذا کو زور کر کے خوب نوچا
چو شیرے که او بر درد چرم گور
مثل اُس شیر کے جو کہ کھال گور کی نوچے

ببایستگی خورد و جنباند سر
مزے کے ساتھ کھایا اور سر ہلایا یعنی تعریف کی
که خوردی ندیدم بدینسان دگر
کہ اس طرح اور اس مزے کی کوئی غذا نہ دیکھی مین نے

چو زنگی بخوردن چنان دلکش ست
جب زنگبار کے لوگ کھانے مین ایسے مزیدار ہین
کباب دگر خوردنم ناخوش ست
پھر اور دوسری چیز کی کباب کھانا اب مجکو خوش آیگا

همه ساق زنگی خورم با شراب
سب یعنی ہمیشہ اب پنڈلیان زنگیون کی کھایا کرونگا شراب سے
کزین خوش نمک تر نیابم کباب
کہ اس سے زیادہ مزیدار کباب کو نہین پایا ہون مین

برغم سیاهان شه پیلبند
بخلاف حبشیون کے بادشاہ ہاتھی کا قید کرنیوالا
مزورهمی خورد زان گوسفند
بدمزگی سے کھاتا تھا اُس بھیڑ کے کلّے کو

چو ترسنده از اژدها کردشان
جب خوف کھایا ہوا اژدہے نے کر دیا اُنکو
چو ماران بصحرا رها کردشان
سانپون کی طرح جنگل مین چھوڑ دیا اُنکو

شدند آن سیاهان بر شاه زنگ
گئے وہ حبشی پاس زنگیون کے بادشاہ کے
خبر باز دادند زان روز تنگ
واپس جا کر خبر دی اُسکو اُس مصیبت کے دن سے

که آن اژدهاخوی مردم خصال
کہ وہ اژدہا خو آدمیون کی خصلت والا
نهنگیست کآورد بر ما زوال
ایک گھڑیال ہے کہ ہم پر یہ زوال لایا

چنان میخورد زنگیے خام را
ایسی طرح زنگیون کو کچا کھا جاتا ہے
که زنگی خورد مغز بادام را
جس طرح زنگی لوگ مغز بادام کھاتے ہین

سر زنگیان را که آرد به بند
کہ زنگیون کو قید کر لیتا ہے اور اُنکا سر
خورد چون سر بچه گوسفند
کھاتا ہے مثل بھیڑ کے کلّے کے

مصاف کردن سکندر با زنگیان

دل زنگیان را درآمد هراس
زنگیون کے دل مین سماگیا خوف

که از پرنیان سر برون زد پلاس
کہ پرنیان سے باہر نکالا ٹاٹ نے یعنی دیکھنے مین آئی ... گرد ... نکلا

فرو مرد آتش انگیز شان
بجھ گئی اونکی بھڑکتی ہوئی آگ

ز گرمی نشست آتش تیز شان
تیزی سے ٹھنڈھی ہو گئی انکی تیز آگ

چو روز دگر مرغ بگشاد بال
جب دوسرے روز مرغ نے بازو پھٹکارے

تهی شد دماغ سپهر از خیال
خالی ہوگیا دماغ آسمان کا خیال یعنی ستارون سے

بغول سیه بانگ بر زد خروس
اوپر کالے دیو یعنی رات کی آواز دی مرغ نے

درآمد بغریدن آواز کوس
اور نقارہ بجنے لگا

شغبهای شیپور از آواز تیز
شور ترہی کا بلند آواز سے

چو صور سرافیل در رستخیز
مثل صور اسرافیل میدان قیامت مین

ز نعره برآوردن گاودم
قرنا کے نعرہ مارنے سے

شد از آسمان زهره گاو گم
ہوا آسمان کے پتہ گای کا گم یعنی برج ثور ٹوٹ گیا

دلهای گرگینه چرم از خروش
نقارے بھیڑ کی چمڑے کے بھڑبھڑاہٹ سے

درآورد مغز جهان را بجوش
پریشانی مین لائے جہان کے دماغ کو یعنی پریشان کردیا

ز شوریدن طنطنهٔ زخم ریز
شور کرنے قرنا زخم کرنے والی سے

دماغ فلک سفته از زخم تیز
دماغ آسمان کا چھد گیا زخم تیز سے

دل ترکتازان دران دار و گیر
دل بہادر لوگون کا اوس ہنگامے مین

برآورده از نای ترکی نفیر
فریاد کرنے لگا ترکی باجون سے

زمین لرزه مقرعه در دماغ
زمین کے دماغ مین زلزلہ اونکی آواز کی کوڑی سے

زده آتشین مقرعه چون چراغ
ایسا لگا جلتا ہوا مثل مشعل روشن کے

روا رو زنان تیر پولادسای
سنسناتے ہوے تیر پولاد کے چھید نیوالے

درانداز شیران پولاد خای
پولاد چبانیوالے بہادرون کے بدن مین گھس جاتے تھے

داستان ۱۴ مصاف کردن سکندر با زنگیان

پلارک چنان تافت از روی تیغ | که در شب ستاره ز تاریک میغ

جوہر چمکتے تھے اس طرح تلوار کے چہرے سے | جسطرح رات کو بدلی کی تاریکی سے ستارے

دو لشکر دگر باره برخاستند | دگرگونه صفها بر آراستند

دونون لشکر دوبارہ اُٹھے | دوسری طرح پرے باندھے

دو ابر از دو سو در خروش آمدند | دو دریای آتش بجوش آمدند

دو بدلیان دونون طرف سے گرجنے لگین | دو دریا آگ کے اُبلنے لگے

بر آمیخته لشکر روم و زنگ | سپید و سیه چون گراز دو رنگ

ملے یعنی لڑنے لگین فوجین رومیون اور زنگیون کی | سپید اور سیاہ مثل ابلق بنڈیلے کے

سم بادپایان پولاد نعل | ز خون دلیران زمین کرده لعل

فولادی نعل بندھے ہوئے گھوڑونکے سمون نے | لڑنیوالے بہادرونکے خون سے زمین سرخ کردی

ترنگ کمانهای بازو شکن | بسی خلق را برده از خویشتن

آواز بازو توڑنے والی کمانون کی نے | جہان کو بہت بیقرار کردیا

درفشیدن تیغ آئینه تاب | درخشان تر از چشمهٔ آفتاب

چمکنا آئینے کیطرح چمکدار تلوارون کا | روشن زیادہ چشمۂ آفتاب سے

زده لشکر روم رایت بلند | زمین در کمان آسمان در کمند

بلند کیا روم کے لشکر نے نیزہ | زمین کمان مین آسمان کمند مین

بقلب اندر اسکندر فیلقوس | جناحی بر آراسته چون عروس

قلب یعنی بیچ لشکر مین سکندر بیٹا فیلقوس کا | ہراولیون کو درست کیے ہوئے مثل عروس کے

ز پیش سپه زنگی قیرگون | جناحی بر آورد چون بیستون

سپاہ کے آگے سے زنگی سیاہ فام | ایک ہراول لایا مثل کوہ بے ستون کے

صف ژنده پیلان بیکجا گروه | چو گرد کریوه کمرهای کوه

جمع کی ایک جگہ مست ہاتھیون کی قطار | جیسے گرد پہاڑ کے ٹیلے کی گھاٹیان

مژہ چون سنان چشمہا چون عقیق
پلکوں کے بال مثل برچھی کے آنکھیں مثل عقیق کے
ز خرطوم تا دُم در آہن غریق
سونڈ سے دُم تک لوہے میں منڈھے ہوئے

جداگانہ بر ہر یکے تخت عاج
ہر ایک پر علیحدہ ایک ہاتھی دانت کا تخت
بر و زنگی بر سر از مشک تاج
اُسپر زنگی لوگ سروں پر سیاہ تاج دیے ہوے

چو آواز بر پیل سرکش زدے
جب آواز پیل سرکش پر مارتا یعنی اُسکو للکارتا
زدی آتش از خود بر آتش زدی
اور جو غصہ کرتا وہ یعنی ہاتھی آپکو آگ میں ڈالدیتا

ز بس پیل کآمد بجائش برون
کثرت ہاتھیوں سے کہ خلے کو باہر نکلے
شد از پای پیلان زمین نیلگون
ہاتھیوں کے قدموں سے زمین نیلی ہوگئی

پیادہ روان کرد بر پیل بند
پیادے دوڑائے واسطے پیلبند کے
بہر گوشہ کردہ صد پیل بند
ہر کونے پر سو سو پیل بند ڈالے

چو آئین پیکار شد ساختہ
جب سامان لڑائی کا تیار ہو گیا
منشہا شد از مہر پرداختہ
طبیعتیں محبت سے خالی ہوگئیں

ستمگر سیاہے زراچہ بنام
ایک ظالم حبشی جسکا نام زراچہ تھا
ز لشکر گہ زنگ بکشاد گام
اوسنے زنگ کے لشکر سے کھولا یعنی بڑھایا قدم

در آمد چو پیل استخوانے بدست
آیا ہاتھی کیطرح ہاتھ میں ایک ہڈی یعنی ہتیار لیے ہوے
کزو پیل را استخوان می شکست
جس سے کہ ہاتھی کی ہڈی کو توڑتا تھا

سیہ ماری افسون گرے دردو
ایک کالا سانپ لیکن جادو یعنی حیلہ گری بھیڑیے کی
سر آماسے از سر بزرگے درو
سر کے سوجے ہونے سے بزرگی اوس میں

دہانے فراخ و سیہ چون لوید
منہ چوڑا اور سیاہ مثل ہانڈی کے
کزو چشم بینندہ گشتے سفید
جس سے کہ آنکھ دیکھنے والوں کی پتھرا جاتی تھیں

خمے از خم آہن برانگیختہ
ایک مٹکا لوہے کے سکے سے اُٹھا ہوا
بخمہا سکاہن بدو ریختہ
مٹکوں سکاہن اُسپر گرا ہوا تھا

داستان یعنی وہ مصاف کردن سکندر با زنگیان

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

بروسینه همچو پولاد و ترس
بدن اور سینہ مثل فولاد کے سخت
حدیث تنومندی آن خود مپرس
ذکر اُس موٹاپی کا مت پوچھو

علم دیده هر چه بر سرش
علم کے سر پر جو دیکھا ہے تو نے پھیرا
نمیگشت یکموے زان پیکرش
وہ اُسکے ایک بال کے برابر بھی نہین گھومتا ہے

گر آنجا بود طاس سکے سرنگون
جو اُسپر ہوا ایک چھوٹا طشت اولٹا
دو دیده برو همچو دو طاس خون
دونون آنکھیں اُسپر مثل دو طاس خون کے

ق

بسی خویشتن را بزنگی ستود
اُسنے آپ کو بہت زنگیون مین سراہا
که سوزان تر از آتشم زیر دود
کہ آگ جلنے والی سے زیادہ ہون دھوئین کے نیچے

ورا چه منم پیل پولاد خاے
زرا چرہ مین ہون ہاتھی فولاد کا کھانیوالا
که بر پشت پیلان کشم پیلپاے
کہ ہاتھیون کی پیٹھ کا پیلپا بناتا ہون یا گرز مارتا ہون

چو در معرکه بر کشم تیغ تیز
جب لڑائی مین اپنی تیز تلوار کھینچتا ہون مین
بکوهه کنم کوه را سنگ ریز
ایک حملے مین پہاڑ کو چور چور کر دیتا ہون مین

گرم شیر پیش آید و گر هژبر
اگر شیر میرے سامنے آجاے اور اگر چیتا
برو سیل بارم چو بارنده ابر
اوسپر برس پڑون مین مثل برسنے والی بدلی کے

چو در پیلپاے قدح می کنم
جب پیلپائی پیالے مین شراب پیتا ہون مین
بیک پیلپا پیل را پے کنم
ایک ٹھوکر مین ہاتھی کے قدم کاٹ ڈالتا ہون مین

فرس بفگند جوش من نیل را
گھوڑا اڑا دیتا ہے میرا جوش دریاے نیل مین
رخ من پیاده کند پیل را
رخ میرا پیدل یا عاجز کر دیتا ہے پیل کو

سلاح از تنم رسته چون شیر نر
ہتیار میرے عضو سے پیدا ہوا مثل شیر نر کے
ز پولاد دارم سلاح دگر
اور دوسرے فولادی ہتیار بھی رکھتا ہون

چو الماس و آهن رگ و تن مرا
مثل ہیرے یعنی پتھر اور لوہے کی ہر رگ میری بدن بھی ہے
چه حاجت بالماس و آهن مرا
کیا حاجت پتھر اور لوہے کی مجھ کو

چو گردن برآرم بگردن کشی
جب گردن بلند کرتا ہوں میں گردن کشی کے لیے

نه زابی هراسم نه از آتشی
نہ گھڑیال وغیرہ سے ڈرتا ہوں نہ دیوؤں سے

درم پهلو پهلوانان به تیغ
چیر ڈالتا ہوں میں سینہ پہلوانوں کا تلوار سے

خورم گرده گردنان بی دریغ
کھاتا ہوں میں گردہ پہلوانوں کا بے افسوس

بمردم کشی اژدهاپیکرم
آدمیوں کے مار ڈالنے کے لیے مثل اژدھے کے ہوں میں

نه مردم کشم بلکه مردم خورم
آدمیوں کو مارتا ہی نہیں ہوں بلکہ کھا بھی لیتا ہوں میں

ستیزنده را دارم از رزم سست
لڑنے والوں سے صلح بہت کم کرتا ہوں میں

خر از زیر پالان برآید درست
کیونکہ گدھا پالان کے نیچے ہی درست رہتا ہے

مرا از کسی در جهان شرم نیست
مجھکو جہان میں کسی سے بھی شرم نہیں ہے

ستیزه بسی هست و آزرم نیست
لڑائی بہت ہے اور صلح کم ہے

چو من زنگی انگه که خندان بود
مجھ ایسا زنگی یعنی میں جبکہ ہنستا ہوں

سیه شیری الماس دندان بود
معلوم ہوتا ہے کہ ایک کالا شیر اور اوسکے دانت الماس کے

بگفت این و برزد برابرو شکنج
یہ کہا اور ابرو پر شکن ماری یعنی تیور بدلے

چو ماری که پیچد ز سودای گنج
مثل اُس سانپ کے کہ لہرا رہا ہو غصے سے خزانے پر

ز رومی سواری توانا و چست
رومیوں سے ایک سوار طاقتور اور چالاک نے

بران آتش افگند خود را نخست
اُس آگ پر آپ کو ڈالا پہلے یعنی مقابلہ کیا

بآتش کشی بازنالید گوش
آگ بجھانے کے لیے ہوا ہوشیار

چو پروانه کاید ش خون بجوش
مثل اُس پروانے کے کہ اُسکا خون جوش میں آوے

درآمد بدو زنگی جنگ سود
آیا طرف اُسکے وہ زنگی لڑائی کا منجھا ہوا

بیک ضربت از تن سرش را ربود
ایک وار میں اُسکا سر بدن سے اُتار لیگیا

دگر کینه خواهی درآمد بجنگ
اور دوسرا لڑنے والا آیا واسطے لڑائی کے

فلک هم درآورد پایش بسنگ
آسمان نے اُسکا بھی پانوں باندھ دیا یعنی وہ بھی مارا گیا

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

دگر رومی رفت چون تند باد — که تا چشم بر هم نهد سر نهاد

دوسرا رومی اور گیا مثل آندھی کے — مگر جب تک کہ پلک مارے او سکا بھی سر اسنے کاٹ لیا

دگر پهلوانی ز قلب سپاه — سبکتر شده چون خرامنده ماه

اور دوسرا پہلوان لشکر مین سے — جلد نکلا مثل تیز چلنے والی ہوا کے

چنین تا بمقدار هفتاد مرد — به تیغ آمد از رومیان در نبرد

اسی طرح یہان تک کہ ستر آدمی — رومیون کے اسکی لڑائی مین مارے گئے

دگر هیچکس را نیامد نیاز — که با آن زبانی شود رزم ساز

پھر اورکسیکو نہوئی خواہش یعنی جرأت — کہ اُس شعلے کے ساتھ لڑنیوالا ہووے

دل از جای شد لشکر روم را — چو از کوره آتشین موم را

دل روم کے لشکر کا جگہ سے گیا یعنی بودا ہوگیا — جیسے آگ کی بھٹی سے موم کا

چو کرد آن زبانه سپه را زبون — نیامد بناورد او کس برون

جب اُس شعلے نے سپاہ کو عاجز کر دیا — نہ نکلا پھر اسکی لڑائی کے لیے کوئی باہر

شه گردنان شاه گردون گرای — ز پرگار موکب تهی کرد جای

بادشاہ پہلوانون کا بادشاہ گردون بلند یعنی سکندر نے — لشکر کے حلقے سے خالی کی جگہ یا گھوڑے سے اُترا

برآراست بر جنگ زنگی بسیج — بزنگی کشی نیزه را داد پیچ

آراستہ کیا یعنی قصد کر دیا اوس زنگی سے لڑنیکا — زنگی کے مارنے کے لیے نیزے کو گھمایا

زده بر میان گوهر آگین کمر — در آورد پولاد هندی بسر

باندھا کمر پر موتی بھرا ہوا یعنی مرصع پٹکہ — اُٹھایا گرز نہایت بھاری اور بلند

به تن بر یکی آسمان گون زره — چو موی غول زنگی گره در گره

بدن پر ایک آسمان کی رنگت کی زرہ — مثل زنگیون کے بالون کے نہایت پیچیدا

یمانی یکی تیغ زهراب جوش — حمائل فروهشته از طرف دوش

ایک تلوار یمانی زہر کے پانی مین بجھی ہوئی — حمائل کی طرح لٹکائے ہوئے کندھے کے کنارے سے

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

کمندی چو ابروی طغماچیان
ایک کمند مثل ابرو طغماچ والون کے

بجم چون کمان گوشہ چاچیان
ٹیڑھی مثل گوشہ کمان چاچ والون کے

لحافی بر افگند بر پشت بور
ایک جھولا ڈالا گھوڑے کی پیٹھ پر

در آمد برین آن شہ پیل زور
بیٹھا زین پر وہ پادشاہ زور آور

عنان تگاور بدولت سپرد
لگام گھوڑے کی اقبال کو سونپی

نمود آن قوی دست او دست برد
دکھلائی اُس زبردست کو چالاکی

بکبک دری چون در آید عقاب ق
چکور پر جس طرح جھپٹتا ہے عقاب

چگونہ جہد بر زمین آفتاب
جس طرح کودتا ہی زمین پر آفتاب یعنی جلد نکل آتا ہی

ازان تیزتر خسرو پیلتن
اُس سے تیز زیادہ پادشاہ بہادر یعنی سکندر

بتندی در آمد بر ان اہرمن
تیزی سے آیا اُس دیو یعنی شیطان پر

بزد بانگ بر وی کہ ای زاغ پیر
نعرہ مارا اُس پر کہ اے پرانے کوے

عقاب جوان آمد آرام گیر
جوان عقاب آگیا اب ٹھہر جا

اگر برنتابی عنان را ز راہ
اگر تو نہ پھیرے گا باگ کو راستے سے

کنم بر تو عالم چو رویت سیاہ
جہان کو تیرے اوپر تیرے منہ کی طرح تاریک کرونگا

سپیہ رو از انی کہ از تیغ تیز
تیرا منہ اس سبب سے کالا ہے کہ تیز تلوار سے

در ین حربگہ گر نخواہی گریز
اس لڑائی مین بھاگ جاے گا تو

مرو تا بخون سرخرویت کنم
مت جا ابھی کہ خون مین مین تجھکو سرخرو کرونگا

مسلسلتر از جعد مویت کنم
گرفتار زیادہ تیرے بالون سے تجھکو کرونگا

فتد زنگ بر تیغ آئینہ رنگ
لگ جاتا ہے تلوار کے آئینے پر مورچہ

من آئینہ ام کز من افتاد زنگ
مین آئینہ ہون کہ مجھ سے عاجز ہو گیا زنگ

سپیدہ برد رومی از چشم درد
رومی سفیدہ آنکھون سے درد کھو دیتا ہے

برد تیغ من سرخی از روی زرد
میری تلوار کاٹتی ہے سرخی زرد چہرے سے

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

مصاف کردن سکندر با زنگیان

چه لافی که من دیو مردم توام
تو کیا ڈینگ مارتا ہے کہ میں مردم خور دیو ہوں

ندانی تو پیکار شمشیر و لخت
نہیں جانتا ہے تو لڑائی تلوار اور گرز کی

اگر آمدی زین جایگه دار جای
اگر آیا ہے اس جگہ سے تو اسی جگہ ٹھہرا رہ

منم آن روم سالار تازی حشم
میں وہ سردار عقل مند مثل عرب کے ہوں

چو هندی زنم بر سر ژنده پیل
جو مست ہاتھی کے سر پر تلوار ماروں میں

چو زآهن کنم حلقه در گوش سنگ
جب لوہے سے میں پتھر کو مطیع کرتا ہوں

چو گفت این سخن در رکاب ایستاد
جب کہہ چکا باتیں رکاب میں کھڑا ہو گیا یعنی مستعد ہوا

برو حمله برد چون پیل مست
اور پھر ایک حملہ کیا مثل مست ہاتھی کے

بسختی که زد بر سرش گرز را
اس سختی سے اسکے سر پر گرز مارا

بیک زخم آن گرز پولاد سخت
ایک زخم میں اس گرز پولاد سے زیادہ سخت سے

سر و گردن و سینه و پا و دست
سر اور گردن اور سینہ اور پاؤں اور ہاتھ

مرا خور که از دیو مردم ترم
مجھکو کھا کہ میں دیو سے بڑھکر آدمی ہوں

بیاموزمت من ببازوی سخت
سکھلاونگا میں تجھکو اپنے سخت بازو سے

وگرنه سپارم سرت زیر پای
ورنہ کچل ڈالونگا میں سر تیرا اپنے پاؤں سے

که چون دشنه صبح زنگی کشم
کہ مثل خنجر صبح کے تاریکی کا نابود کرنیوالا ہوں

زند پیلبان جامه در خم نیل
رنگ جاتے ہیں کپڑے پیلبان کے نیل کے مٹکے میں یعنی ماتم کرتے

ز زنگی رود هوش سالار زنگ
زنگیوں سے چلے جاتے ہیں ہوش سردار زنگ کے یعنی ہوش جاتے رہینگے

برآورد بازو و عنان برگشاد
بازو نکالے اور گھوڑا دوڑایا

یکی گرزه شیر پیکر بدست
ایک گرز شیر کی شکل بنا ہوا ہاتھ میں

برافتاد تب لرزه البرز را
کہ کوہ البرز پر بخار اور لرزہ چڑھا

ستد جان از آن آبنوسی درخت
لی جان اس آبنوس کے درخت سے

ز سر تا قدم خورد و درهم شکست
سر سے پاؤں تک سب چور چور ہو گئے

چو کار زرہ چارہ راحت برید
جب کام زرہ چارکا راحت یعنی آسانی ختم ہوگیا

یکے محنت دیگر آمد پدید
ایک دوسری تکلیف پیش آئی یعنی اور ایک زنگی چلا

سیاہے بکردار نخل بلند
ایسا حبشی مثل لمبے کھجور کے درخت کے

ہراسان ازو دیدہ نخلبند
جسکو باغبان خرما کے درخت کا دیکھکر ڈر جاے

بخشم آمد چو تندر اژدہا
پاس سکندر کے مثل اژدہے کے آیا

برو کرد زخمے چو آتش رہا
اور اسپر یعنی سکندر پر اُسنے تیزی سے ایک وار کیا

نشد کارگر تیغ بر درع شاہ
لیکن سکندر کی زرہ پر اُسکا اثر نہ پہونچا

بغرید زنگی چو ابر سیاہ
اور وہ زنگی مثل کالی بدلی کے گرجنے لگا

چو دارائے روم آن سیہ رو بدید
جب سکندر نے اُس کالے سانپ کو دیکھا

نہنگ سیاہ از میان برکشید
کالا گھڑیال یعنی تلوار میان سے کھینچی

چنان ضربتی زد بران نخل بن
ایسا ایک وار کیا اُس کھجور کے درخت پر

کہ شیر جوان بر گوزن کہن
جس طرح جوان شیر یعنی بڈھا پرانی یعنی بڈھے بارہ سنگا پر

سر زنگی از نخل بالا فتاد
سر زنگی کا درخت قد یعنی دھڑ سے نیچے گر پڑا

چو زنگی کہ از نخل خرما فتاد
جیسے کہ زنگی کھجور کے درخت سے گر پڑا

دگر زنگیے رفت سوی مصاف
ایک اور زنگی میدان کی طرف گیا

زبان برکشادہ بدشتے گزاف
زبان کھولی اُسنے تھوڑی ڈینگ پر

کہ ابر سیاہ آمد از کوہ زنگ
کہ زنگبار کے پہاڑ سے کالی بدلی آگئی

نبارد مگر اژدہا و نہنگ
پانی نہیں برساتی ہے مگر سانپ اور گھڑیال یعنی تیر اور تلوار

سیہ گولہ گرد بازو منم
کالا غلہ اور میرے گول گول بازو ہیں

گران کوہ را ہم ترازو منم
بھاری پہاڑ کے مقابل میں ہی ہوں

زتن برکنم گردن پیل را
ہاتھی کے بدن سے میں گردن کاٹ لیتا ہوں

بدم درکشم چشمہ نیل را
چشمہ نیل کو ایک سانس میں کھینچ لیتا ہوں میں

داستان مصاف کردن سکندر با

مصاف کردن سکندر با زنگیان

هر آنکس که جانش باهن گزم
جو شخص کہ جان اسکی لوہے سے نکالتا ہون مین

بسے جامہ را درسکاہن رزم
بہت لوگون کے کپڑے ماتم مین نگواتا ہون مین

جہانجوی چون دید کان یاوہ گوی
پادشاہ یعنی سکندر نے جب دیکھا کہ وہ بیہودہ بکنے والا

زخون ناف خود را کند نافہ بوی
اپنی ناف کی خون سے مشک کی خوشبو ظاہر کرتا ہے

سر تیغ برگردن افراختش
سر تلوار کا اسکی گردن پر بلند کیا سکندر نے

دران یاوہ گفتن سر انداختش
اسی بیہودہ بکنے مین اسکا سر گرادیا یعنی کاٹ ڈالا

ازان سہمگین تر سیاہ قوے
پھر اوس سے زیادہ مہیب اور زبردست حبشی نے

عنان راند بر جالش خسروے
باگ موڑی پادشاہ یعنی سکندر کے مقابلے پر

چنان زد بر و تیغ زنگار خورد
ایسی ماری ایک تلوار پرانی جوہر دار سکندر نے

کہ زنگی ز مرکب درآمد بگرد
کہ زنگی گھوڑے سے زمین پر گرا یعنی مرگیا

سیاہے دگر زین برادہم نہاد
اور ایک حبشی نے زین گھوڑے پر رکھا یعنی مقابلہ کیا

بزخمی دگر دیدہ برہم نہاد
اسنے بھی ایک ہی زخم مین آنکھین بند کرلین یعنی مرگیا

دگر تا شب از نامداران زنگ
پھر کچھ رات گئے تک زنگیون کے لشکر والون کے

نیامد کسے را تمنائے جنگ
نہ آئی کسی کو ہمت لڑنے کی

جہاندار با فتح دمساز گشت
پادشاہ یعنی سکندر فتح سے موافق ہوا

شبانگہ بآرامگہ بازگشت
رات کے وقت خیمہ گاہ مین واپس آیا

چو گلنار گون کسوت آفتاب
جب سرخی مائل لباس آفتاب نے

کبودی گرفت از خم نیل ناب
نیلا پن پکڑا خالص نیل کے خم یعنی تاریکی شب سے

نگہبان این مار پیکر درفش
نگہبانون اس سانپ شکل علم یعنی ستارون نے

زر اندود بر پرنیانے بنفش
سونیکا ملمع کیا اودی پرنیان پر یعنی ستارے نکلے

رقیبان لشکر بآئین پاس
لشکر کے چوکیدار بطریق چوکیداری کے

نگہبان تر از مرد انجم شناس
جنکی نگاہ نجومیون سے زیادہ پڑتی تھی

یزک‌داری از دیده نگذاشتند | یتاقی که رسمست میداشتند

جو کیداری آنکھون سے نہ چھوڑی | نگہبانی کا جیسا کہ دستور ہے رکھتے یعنی کرتے تھے

سحرگه که آمد به نیک اختری | گل سرخ بر طاق نیلوفری

صبح کے وقت کہ آیا خوش نصیبی سے | پھول سرخ محل نیلوفری پر یعنی آفتاب آسمان پر نکلا

سکندر برون آمد از خوابگاه | برآراست هر حرب دشمن سپاه

سکندر اپنی خوابگاہ سے باہر نکلا | آراستہ دشمن سے لڑنے کے لیے کیا لشکر

روان کرد رخش عنان تاب را | برانگیخت چون آتش آن آب را

بڑھایا گھوڑے باگ پر مڑجانیوالے کو | تیز کیا مثل آگ کے اس پانی کو

بقلب اندرون پای خود را فشرد | بهر پهلوان پهلوے را سپرد

اور خود لشکر کے درمیان قدم جمایا | ہر پہلوان کو ایک طرف حوالے کردی

چپ و راست رابست آهن حصار | فرو برد چون کوه بیخ استوار

بائین اور داہنے طرف ہتھیارون کے قلعہ باندھا | پہاڑ کی جڑ کی طرح مضبوطی کی

داستان زنگ

مصاف کردن سکندر با زنگیان

همان لشکر زنگ و خیل حبش | بهر گوشه گشته شمشیر کش

اسی طرح زنگیون کا لشکر اور گروہ حبشیون کا | ہر طرف یعنی ہر کنارے پر تلوار کھینچکر کھڑے ہوئے

جلش بر یمین بربرے بر یسار | بقلب اندرون زنگی دیوسار

حبشی لوگ بائین طرف اور بربری داہنی طرف | لشکر کے درمیان بادشاہ زنگبار کا دیو کی مانند

چو نوبت زن شاه زد کوس جنگ | جرس در از زنگے بجنباند زنگ

جب بادشاہ یعنی سکندر کے نقارچی نے نقارہ جنگ بجایا | زنگیون کے گھڑیالی نے بھی ہلایا جھانجھ کو

در آمد بغریدن ابر سیاه | ز ماهی تف تیغ بر شد بماه

کالی بدلی گرجنے لگی یعنی دونون طرف نقارے بجے | زمین سے گرمی تلوار کی چاند تک پہونچی

چنان آمد از هر دو لشکر غریو | کز آن هول دیوانه شد مغز دیو

ایسا دونون لشکرون سے شور اوٹھا | کہ اوس خوف سے دماغ دیو کا پریشان ہوگیا

گره در گلو با فرو بست گرد
بند کر دیا حلق کے سوراخ کو گرد نے
ز بیم جوانب اندامها گشت زرد
نیند نہ آنے سے بدن زرد ہو گئے تھے

ز گرز گران سنگ و شمشیر تیز
بھاری گرزون اور تیز تلوارون سے
ستیانجی ہمہ جست راه گریز
مخبر لوگ بھاگے جاتے تھے

ز گرز گران سنگ چالشگران
لڑنے والون کے بھاری گرزون سے
زمین را همی سوده شد استخوان
زمین کی چور ہوئی جاتی تھین ہڈیان

ز بس شورش کوس و نیه طاس
کثرت شور کرنے نقارون سے
بگردون گردان در آمد هراس
گردش کرنے والی آسمان کو خوف معلوم ہوا

ز خرخره مغز پرداخته
کوڑی مغز خالی کی ہوئی یعنی چھوٹی شہنا کی آواز سے
زمین مغز کوه از سر انداخته
زمین نے پہاڑ کی سر سے بھیجا گرا دیا یعنی کھوکھلا کر دیا

ز رویین وز کوس تندر خروش
نقارون کے کانسی کے قلعی کی گرجنے والی آواز سے
بدژهای رویین درافتاد جوش
کانسے کے قلعون مین ہل چل پڑ گئی

ز نای دمنده بر آهنگ دور
تُرہی بجنے کی آواز کے دور تک جانے سے
گمان کرد کآمد سرافیل صور
گمان کیا لوگون نے کہ صور سرافیل کا آ گیا

ز بس کوفتن بر زمین گرز و تیغ
زمین پر تلوار اور گرزون کے زیادہ دہی مارنے سے
ز هر غار بر شد غباری چو میغ
ہر غار سے بدلی کیطرح ایک غبار بلند ہوا

ز منقار پولادپران خدنگ
اوڑنے والی تیرون کی فولادی چونچ یعنی گانسیون سے
گره بسته خون در دل خاره سنگ
خون جم گیا سنگ خارا کے دل مین یعنی اندر

کمان کش ابرو مژگان تیر
کمان کی ٹیڑھی ابرو نے اپنی پلکون کے تیر سے
ز پستان جوشن برآورده شیر
جوشن کی چھاتیون سے نکالا دودھ

کمند گره داده پیچ پیچ
کمند گرہ دار یعنی بٹی ہوئی پیچدار
بجز گرد گردن نمیگشت هیچ
سوا جمع کر لینے اور پھانس لینے لوگونکی کبھی نہین گھومتی تھی

مصاف کردن سکندر با زنگیان

چو هندوی بازیگر گرم خیز
مثل نٹ بازیگر چالاک کے
معلق زنان هندی تیغ تیز
چکر کھا نیوالی ہندی تیز تلوار

ز موزونی ضربهای سنان
موزون ہونے نیزوں کی ضربوں سے
برقص آمده اسپ زیر عنان
گھوڑے نیچے لگام کے ناچنے لگے

ز زنبوره تیز زنبور نیش
بسبب زنبورے کے تیز ڈنک کے
شده آهن و سنگ را روی ریش
لوہے اور پتھروں میں چھید ہو گئے

زمین خسته از خون انجیدگان
زمین زخمی ہو گئی زخمیوں کے خون سے
هوا بسته از آه رنجیدگان
ہوا بند ہو گئی رنجیدہ لوگوں کی آہ سے

برآراسته قلب شاه از نبرد
آراستہ کی قلب لشکر کی سکندر نے
چو کوهی که آن باشد از لاجورد
مثل اس پہاڑ کے کہ لاجورد سے ہووے

همان تیغ زن زنگی سخت کوش
اوسی طرح زنگی تلوار مارنے والی بہت کوشش کرنیوالی
برآورد چون زنگ روسی خروش
برلائے مثل روسی گھنٹوں کے شور

کفیده دل و بر لب آورده کف
پھٹے ہوئے دل اور لبوں پر کف نکالی ہوئے
دهن باز کرده چو پشت کشف
منھ کھولے ہوئے کچھوے کی پیٹھ کی طرح

چو از هر دو سو گشت قلب استوار
جب دونوں طرف سے قلب لشکر کی مضبوط ہو گئی
ز هر دو سپه رفت بیرون سوار
دونوں لشکروں سے سوار لڑنیکو باہر نکلے

نمودند بسیار مردانگی
دکھلائی لوگوں نے بہت بہادری
هم از زیرکی هم ز دیوانگی
دانائی سے اور بھی جہالت یعنی لڑائی سے

برآورد زنگی ز رومی هلاک
برلائے زنگی رومیوں سے ہلاکی
که این نازنین بود و آن هولناک
کیونکہ یہ نازنین تھے اور وہ مہیب شکل

شه از نازنین لشکر اندیشه کرد
بادشاہ یعنی سکندر نے اپنے نازک لشکر سے اندیشہ کیا
که از نازنینان نیاید نبرد
کہ نازنین لوگوں سے لڑائی نہیں ہو سکتی ہے

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

بدل گفت آن بہ کہ شیری کنم
ویلین کہا وہ بہتر ہے کہ اب مین بہادری کرون
درین ترسناکان دلیری کنم
ان ڈرپوک بھرے ہوؤن مین دلیری کرون مین

چو لشکر زبون شد درین تاختن
جب لشکر عاجز ہوا اس حملے مین
بخود باید این رزم را ساختن
آپ ہی سے چاہیے اس لڑائی کو کرنا

برون شد دگر بار چون آفتاب
باہر نکلا دوسری بار مثل آفتاب کے
کہ آرد بخونریزی شب شتاب
کہ لاوے حملہ رات کی خونریزی کے لیے

تہی چند را زان سیاہ درشت
چند آدمیون کو ان سخت حبشیون سے
بیک زخم شمشیر چون سگ بکشت
ایک تلوار کے زخم سے مثل کتون کے مار ڈالا

کسی کان چنان دید بنیاد او
جس شخص نے کہ ایسی دیکھی بنیاد اسکی
تہی کرد پہلو ز پولاد او
بچایا پہلو اوسکی تلوار سے

سپہدار رومی چو بی جنگ ماند
سردار روم کا یعنی سکندر جب بغیر لڑائی کے رہا
تگاور سوی لشکر زنگ راند
گھوڑا طرف لشکر زنگ کے بڑھایا

پلنگر کہ او بود سالار زنگ
پلنگر کہ وہ تھا سردار زنگ کا
چو دانست کامد ز دریا نہنگ
اوسنے جو جانا کہ آیا دریا سے گھڑیال

بیاران خود گفت کاین صید خام
اپنے مددگارون سے کہا کہ یہ کچا شکار
کجا جان برد چون درآید بدام
کہان جان بچا لیجائیگا جب پھنس جائیگا جال مین

سلاح ملوک وار ترتیب کرد
ہتھیار مثل بادشاہون کے سجے
بجوشن بر از تیغ ترکیب کرد
جوشن پر تلوار سے آراستگی کی

بپوشید خفتانی از کرگدن
پہنا ایک چلتہ گینڈے کی کھال سے
مکلل بزر زآستین تا بدن
جڑا ہوا سونے سے آستین سے بدن تک

یکی خود پولاد آیینہ فام
ایک فولادی خود آئینہ رنگ یعنی چمکتا ہوا
نہاد از بر فرق چون سیم خام
رکھا سر پر مثل خالص چاندی کے

درفشان یکی تیغ چون چشم گور — پلارک در او رفته چون پای مور

چمکتی ہوئی ایک تلوار مثل آنکھ گور کے — جوہر اوس مین ظاہر مثل پانوں چیونٹی کے

برآهیخت آمد بر آن تند شیر — نشاید شدن سوی شیران دلیر

اٹھائی اور آیا اوس تند شیر یعنی سکندر پر — نہ چاہیے جانا طرف شیرون کے دلیر

بشه گفت کای صید شیر آزمای — شکیبا شو از خود صبوری نمای

بادشاہ سے کہا کہ اے شکار شیر کے آزمانیوالے — صابر ہو اور اپنی جان سے صبر کر

مرو تا نبرد دلیران کنیم — درین رزمگه جنگ شیران کنیم

مت جا کہ لڑائی دلیرون کی طرح کرینگے ہم — اس لڑائی کی جگہ مین لڑائی مثل شیرون کی کرینگے ہم

ببینیم کز ما بلندی کراست — درین کار فیروزمندی کراست

دیکھین ہم کہ ہم مین سے بلندی کسکو ہے — اس کام مین فتحمندی کسکو ہے

ز جوشیدن زنگی خام کار — بجوشید خون در دل شهریار

اوبلنے یعنی ڈینگ مارنے زنگی بیوقوف سے — جوش کیا خون نے بادشاہ کے دل مین

چو بدخواه کین در خروش آورد — ستیزنده را خون بجوش آورد

جب دشمن کینہ ظاہر کرتا ہے — لڑنیوالے کا خون جوش مین لاتا ہے

سکندر بدو گفت چندین ملاف — مزن بیهده پیش مردان گزاف

سکندر نے اوس سے کہا اتنی ڈینگ مت مار — بیہودہ مت بک آگے بہادرون کے

ز مردانگی لاف چندان مزن — هراسان شو از سایهٔ خویشتن

بہادری سے اپنی اسقدر ڈینگ مت مار — خوف کرنیوالا اپنے سایے سے ہو

بترس ارچه شیری ز شیرافگنان — دلیری مکن با دلیرافگنان

ڈر اگرچہ شیر ہے تو شیر افگنون سے — بہادری مت ظاہر کر بہادرون سے

تنی را که نتوانی از جای برد — بپرخاش او پی چه باید فشرد

جس شخص کو نہ سکے تو جگہ سے جنبش دینا — اوسکی لڑائی مین کیا چاہیے قدم جمانا

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

مصاف کردن سکندر با زنگیان

به پهلوی شیرافگنی دست کش
شیر کے پہلو مین او سو وقت ہاتھ ڈال
که داری بشیر افگنی دست خوش
کہ شیر افگنی مین مشق رکھتا ہو تو

بتاراج خود ترکتازی مکن
اپنے لٹ جانے یعنی ہلاک مین کوشش کرتا ہی تو
که گنجشک باشی و بازی کنی
کہ ایک چڑیا ہے اور باز کا کام کرتا ہے تو

بیا تا بگردیم میدان خوش است
آ تو دوڑین ہین ہم کہ میدان اچھا ہے
ببینیم کز ما که سختی کش است
دیکھین ہم کہ ہم مین سے کون سختی کی برداشت کرنیوالا ہے

گرفته مزن بر حریف افگنی
ڈینگ مت مار حریف کے گرانے پر
گرفته شوی گر گرفته زنی
گرفتار ہوگا تو اگر لاف مارے گا

برآشفت زنگی زگفتار شاه
جھنجھلایا زنگی سکندر کی باتون سے
بجالش درآمد چو ابر سیاه
مقابلے کو آیا مثل ابر سیاہ کے

فروهشت بر ترک شه تیغ را
چھوڑی تلوار بادشاہ یعنی سکندر کے خود پر
ببرق آفتی کی رسد میغ را
بجلی سے کب صدمہ پہونچتا ہے بدلی کو

برآشفته شد شاه زان زشت روی
غصہ آیا بادشاہ کو اس بدصورت سے
چو تیغ از تنش سر برآورد موی
مثل تلوار کے اسکے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے

به تندی یکی تیغ زد بر تنش
تیزی سے ایک تلوار ماری اسکے بدن پر
نشد کارگر زخم بر جوشنش
کارگر نہ ہوا زخم اس کے جوشن پر

بسی حمله بر یکدگر ساختند
اسی طرح بہت حملے ایک نے دوسرے پر کیے
یکی زخم کاری نینداختند
ایک زخم کاری کسی نے نہ ڈالا یعنی نہ مارا

بدینگونه تا شب درآمد بسر
اسی طور سے دن ختم ہوا یہانتک کہ رات آگئی
نشد زخم کس درمیان کارگر
نہوا دونون مین سے زخم کسی پر کاری

چو زنگی شد از جنگ خسرو ستوه
جب زنگی سکندر کی لڑائی سے عاجز ہوا
بد و گفت خورشید شد سوی کوه
اس سے کہا کہ آفتاب اب پہاڑ کیطرف گیا یعنی غروب ہوگیا

شب آمد شب جنگ را کردنی ست | بمیعاد فردا وفا کردنی ست

رات ہو گئی رات کو لڑائی موقوف کر دینا چاہیے | وعدہ کل پورا کرنے کے لائق ہے

سیہ کار شب چون شود رخت سوز | برون آتش آید ز گرنده روز

تاریکی رات کی جب اسباب جلانے والی ہووے | آگ نکلے گردش کرنے والے دن یعنی آفتاب نکلیگا

کنم با تو کارے درین کارزار | که اندر گریزے بسوراخ مار

کرونگا ساتھ تیرے وہ کام اس لڑائی مین | کہ بھاگ جائیگا تو سانپ کے بل مین

بشرطیکه چون صبح راند سپاه | ترا نیز چون صبح بینم پگاه

اس شرط پر کہ جیسے ہی صبح سپاہ دوڑاوے یعنی صبح ہو | تجھکو بھی مثل صبح کے دیکھون مین تڑکے

بگفت این و از حربگه باز گشت | باین داستان شاه دمساز گشت

یہ کہا اور میدان سے واپس پھر گیا | اس بات سے سکندر نے بھی موافقت کی

بمهلت ز شب عذر خواه آمدند | ز میدان سوی خوابگاه آمدند

رات بھر کی مہلت سے عذر خواہان کین | میدان سے طرف خوابگاہ کے آئے

بیا ساقی از خم دوشینه مے | که ماندست باقی ز کاوس کے

آ ساقی اسی کل رات والی منظور کی شراب ہے | جو باقی رہگئی ہے کاوس کے سے

بده تا طبیعت سیاوش شود | چو نوشند دمی چند سرخوش شود

دے کہ طبیعت رنگین اور خوش ہووے | جو پیے چند گھونٹ بھی مست ہوجاوے

ظفر یافتن سکندر بر لشکر زنگیان

فتح پانا سکندر کا زنگیون کے لشکر پر

چو روز دگر چشمهٔ آفتاب | برانگیخت آتش ز دریای آب

جب دوسرے دن چشمۂ آفتاب نے | اٹھائی یعنی بلند کی آگ یعنی روشنی پانی کے دریا یعنی آسمان سے

دو لشکر بہم برکشیدند کوس | چو شطرنجی از عاج واز آبنوس

دونون لشکر نے مقابلے مین بجائے نقارے | مثل ایک شطرنج کے ہاتھی دانت اور آبنوس سے

تذروان رومی وزاغان زنگ | شده سینه باز یعنی دو رنگ

چکور روم کے اور کوے زنگبار کے | ہو گئے سینۂ باز کی طرح دو رنگ یعنی مقابل ہوئے

سیاہان چو شب رومیان چون چراغ | کم و بیش چون زاغ و چون چشم زاغ

حبشی رات کی طرح اور رومی مثل چراغ کے | کمی اور زیادتی مین مثل کوے اور کوے کی آنکھ کے

برآمد یکے ابر زنگار گون | فرو ریخت از دیده دریای خون

نکل آیا ایک ابر زنگاری رنگ یعنی زنگیون کا لشکر | گرایا آنکھون سے دریا خون کا یعنی سرخ آنکھین

وزان سیل کز پای شد تا بفرق | یکی تشنه ماند و یکی گشته غرق

اس سیلاب مین جو سے پانون تک ہو گیا | ایک پیاسا رہگیا اور ایک ڈوب گیا

جہان خسرو آہنگ پیگار کرد | بدخواه بر چشم بد کار کرد

جہان کے پادشاہ یعنی سکندر نے قصد لڑائی کا کیا | دشمن پر نظر بد نے کام یعنی اثر کیا

برآراست بازار ناورد را | برانگیخت زآب روان گرد را

آراستہ کیا لڑائی کے بازار کو | اٹھایا گرد کو آب روان یعنی گھوڑے سے

فرو افگندی از گور چشم حریر | بپوشید و فارغ شد از تیغ و تیر

ایک چہلتہ گور چشمی حریر کا سے | پہنا اور بیفکر ہو گیا تیر اور تلوار سے

یکے درع رخشنده چشمه دار | که در چشم آید یکے چشمه وار

ایک زرہ روشن حلقہ دار بنی ہوئی | کہ دیکھنے مین معلوم ہوتی تھی ایک چشمے کے مانند

سنانش یکے نیزه سی آرش | بآب جگر یافته پرورش

کانسی دار ایک نیزہ تیس ہاتھ یا بالشت کا | جگر سے مخالف کے پرورش پائے ہوئے

حمائل یکے تیغ ہندی چو آب | بگوہر تر از چشمه آفتاب

لٹکائے ہوئے ایک ہندی تلوار مثل آب کے | روشنی یا آب مین زیادہ چشمۂ آفتاب سے

کلاہے ز پولاد چینی بسرش — کہ گوہر برشک آمد از گوہرش

ایک خود چینی فولاد کا اوس کے سر پر — کہ موتی رشک مین آیا اوس کے جوہر سے

برآویختہ ناچخے زہردار — بوقت زدن تلخ چون زہرمار

لٹکائے ہوے ایک برچھی زہر کی بجھی ہوئی — مارنے کے وقت سانپ کے زہر کیطرح کڑوی

نشست از بر بارۂ کوہ وش — بدیدن ہمایون برفتار خوش

سوار ہوا پہاڑ کے مانند گھوڑے قد آور پر — دیکھنے مین مبارک اور چال مین اچھا

روان کرد موکب بمیعادگاہ — بدیدہ کہ دشمن کے آید براہ

روانہ کیا لشکر کو طرف وعدہ کی جگہ یعنی رزمگاہ — دیکھنے کے لیے کہ دشمن کب آتا ہے سامنے

نیامد پلنگر کہ پژمردہ بود — باندیشہ لنگر فرو بردہ بود

مگر پلنگر نہ آیا کیونکہ سست ہوگیا تھا — فکر مین لنگر ڈالے ہوئے یعنی متردد تھا

دگر زنگیی را چو عفریت مست — فرستاد تا گوہر آرد بدست

اور ایک زنگی کو جو مثل دیو مست کے تھا — بھیجا کہ موتی ہاتھ مین لاوے یعنی سکندر کو مارے

بیک ناچخ شہ کہ برومی رسید — ز زنگی رگ زندگانے برید

ایک ہی پادشاہ یعنی سکندر کی برچھی سے جو اوسپر پہونچی — زنگی سے رگ زندگی کی کٹ گئی یعنی مرگیا

دگر دیوے آمد چو یکپارہ کوہ — کز و چشم بینندگان شد ستوہ

اور ایک دیو آیا مثل ایک پہاڑ کے ٹکڑے کے — کہ جس سے آنکھ دیکھنے والون کی حیران ہوگئی

ہمان خردکان ناتراش دگر — چنین چند را خاک خارید سر

اسی طرح اور بھی نالائق احمقون — کتنے ہی لوگونکا خاک نے سر کھجلایا یعنی مارے گئے

سیہ روی تر زنگئے دیوسار — بہ پیچش در آمد چو پیچیدہ مار

ایک زنگی نہایت سیاہ دیو کے مانند — آیا بل کھاتا یا اکڑتا ہوا مثل لہراتے سانپ کے

بر و نیز شہ ناچخے راند زود — بزخمی برآورد ز و نیز دود

اوسپر بھی پادشاہ نے فوراً ایک برچھی چلائی — ایک ہی زخم مین اوس سے بھی دھوان نکالا

ظفر یافتن سکندر بر لشکر زنگیان

ظفر یافتن سکندر بر لشکر زنگیان

سیاهی دگر زان ستمکار تر
ایک اور حبشی اوس سے زیادہ ظالم
بحرب آمد از شیر خونخوار تر
شیر سے زیادہ خون خوار لڑائی کے لیے آیا

همان شربت یار پیشینه خورد
وہی شربت اگلے دوست کا اسنے بھی کھایا
زمانه همان کار پیشینه کرد
زمانے نے وہی پہلے کا ایسا کام کیا

نیامد دگر کس بمیدان دلیر
نہ آیا پھر اور کوئی بہادر میدان میں
که ترسیده بودند ازان تند شیر
کیونکہ ڈر گئے تھے لوگ اُس شیر غصہ ور یعنی سکندر سے

عنان راند خسرو سوی خیل زنگ
باگ موڑی پادشاہ نے زنگیوں کے لشکر کی طرف
برون خواست بدخواه خود را بجنگ
باہر بلایا اپنے دشمن کو لڑائی کے لیے

پلنگر چو دید آنچنان دستبرد
پلنگر نے جب دیکھی ایسی تیزی سکندر کی
شد اندامش از زخم ناخورده خرد
بدن اسکا بغیر زخم کھائے چور ہو گیا

اگر خواست ور نی جنیبت جهاند
اگرچہ دل چاہتا تھا یا نہ چاہتا تھا گھوڑا اسنے بڑھایا
سوی حرب گه کام ناکام راند
لڑائی کے میدان کی طرف خواہ مخواہ چلا

عنان بر سر افگنده چالش کنان
باگ اٹھائی طرف پادشاہ کے پیترا بدلتے ہوے
بصد خواری بخت نالش کنان
اسکا نصیبہ سو خرابی سے روتا ہوا

بسی زخمها زد به نیروی سخت
بہت زخم مارے یعنی حربے کیے بڑے زور زور سے
نشد کارگر بر خداوند بخت
نہوا کارگر کوئی صاحب نصیب یعنی سکندر پر

شه شیر زهره بران پیل زور
پادشاہ شیر دل نے اُس پیل زور پر
بجوشید چون شیر بر صید گور
حملہ کیا شیر کی طرح گور کے شکار کرنے پر

پناهنده را یاد کرد از نخست
پناہ دینے والے یعنی خدا کو یاد کیا پہلے
نیت کرد بر کامگاری درست
نیت مقصد پانے پر درست یعنی مضبوط کرلی

طریدے بناورد زنگی نمود
ایک ایسا حملہ واسطے لڑائی زنگی کے کیا
که بر نقطه پرگار تنگی نمود
گویا کہ پرکار نے نقطے پر تنگی کی یعنی پورا گھوم گیا

بجا لشکری سوی او راند رخش
واسطے مقابلے کے اوسکی طرف گھوڑا دوڑایا

برابر سیہ خندہ زد چون درخش
اکالی بدلی پر قہقہہ مارا یعنی گرجا مثل بجلی کے

چنان زد بر و ناچخ نہ گرہ
ایسی ماری سکندر نے اسپر وہ نوگرہ والی برچھی

کہ ہم کالبد سفتہ شد ہم زرہ
کہ بدن بھی چھد گیا اور زرہ بھی

بیک باد شد کشتی خصم خرد
ایک ہوا یعنی حملے مین ہوگئی کشتی دشمن کی ٹکڑے ٹکڑے

فرو ماند لشکر پلنگر بمرد
عاجز رہا لشکر جب پلنگر مرگیا

بفرمود شہ از بر بارگے
فرمایا بادشاہ نے گھوڑے کے اوپر سے

کہ لشکر بجنبد بیکبارگے
کہ لشکر جنبش یعنی دھاوا کرے ایکبارگی

سپاہ از دو سو جنبش انگیختند
سپاہ نے دونون طرف سے دھاوا کیا

شب و روز باہم در آمیختند
رات اور دن باہم خوب لڑین

ز بیم چقاچق کہ آمد ز تیر
آواز چقاچق سے کہ نکلی تیرون سے

کفن گشت در زیر جوشن حریر
حریر نیچے جوشن کے ہوگیا کفن

ز رنگاترنگ درخشندہ تیغ
آواز چمکتی ہوئی تلوارون سے

ز ماہے درقہا برآوردہ میغ
ڈھالون کے چاند نے بدلی سے سر نکالا

تنورہ ز تفسیدن آفتاب
جوشن دھوپ کے تیز ہونے سے

بسوزندگی چون تنوری بتاب
مثل ایک جلتے ہوے تنور کے گرم تھا

ز جوشیدن سر بسر سام تیز
سر کے پھرنے یا گھومنے سے بسبب سخت سرسام کے

جہان کردہ از روشنائی گریز
جہان نے روشنی سے گریز یعنی کنارہ کیا

ز بس زنگی کشتہ بر خاک راہ
کثرت مرے ہوے زنگیون سے کہ خاک راہ پر پڑے تھے

زمین گشتہ بر آسمان روسیاہ
زمین روسیاہی مین آسمان پر بڑھ گئی

عقیق از شبہ آتش افروختہ
عقیق نے پوت سے آگ روشن کی

شبہ گشت ز آتش ہمہ سوختہ
پوت آگ سے جلکر بالکل خاک ہوگئی

یافتن سکندر بر لشکر زنگیان

بیک شد شبه گشت گوهر گران
بیقدر ہوئی یوت موتی ہو گیا قیمتی
چنین ست خود رسم گوهر گران
ایسا ہی ہے واقعی طریقہ جوہریون کا

اسپرغم برگ شد مشک بید
فیدی چمیلی کا ہو گیا مشک بید
غراب سیه صید باز سفید
کوا سفید باز کا شکار ہو گیا

سر اسیمگی در منش تاخته
پریشانی طبیعتون مین دوڑ گئی
ز رخت خرد خانه پرداخته
عقل یعنی حواس کے اسباب سے گھر خالی کر دیا

ز دل دادن چاوشان دلیر
جانبازی کرنے یا دلیر نقیبون کے للکارنے سے
دلاور شده گور بر جنگ شیر
بہادر ہو گئے گور شیر کی لڑائی پر

یکی گفت هوی و دگر گفت هان
ایک نے کہا ہوی اور دوسرا بولا کہ ہان
بر آورد سر هایهوی از جهان
پیدا ہوا شور وغل جہان سے

ستیز دو لشکر چو از حد گذشت
لڑائی دونون لشکرون کی جب حد سے گذر گئی
زمانه یکی را ورق در نوشت
زمانے نے ایک کا ورق پلٹ دیا یعنی شکست دی

قوی دست را فتح شد رهنمون
زبردست کو فتح رہنما ہوئی
بزنهار خواهی در آمد زبون
پناہ مانگنے لگے کمزور یعنی زنگی

دران تاختن لشکر رومیان
اُس حملے مین رومیون کے لشکر نے
بزنگی کشی بسته هر سو میان
زنگیونکے مارنے پر ہر طرف کمر باندھی

سکندر بشمشیر بگشاد دست
سکندر نے بھی خوب تلوار کے ہاتھ کھولے
ببازار زنگی در آمد شکست
زنگیون کے بازار مین شکست آئی

چو زنگی در آمد بزنگانه رود
جب زنگی آیا زنگانہ رود مین یعنے بھاگی
ز شهر و دُرومی برآمد سرود
رومیون کا شہرو بجنے لگا

سر رایت شاه بر شد بماه
علم بادشاہی کا سر برابر چاند کے بلند ہوا
ز غوغای زنگی تهی گشت راه
زنگیون کے شور سے راہ خالی ہو گئی

ظفر یافتن سکندر بر لشکر زنگیان

فرو ریخت باران رحمت ز میغ

گرا یعنی برسا مینہ رحمت کا بدلی سے

ستاده ملک زیر زرین درفش

کھڑا ہوا پادشاہ نیچے سنہرے علم کے

ز ہر سو کشان زنگی چون نہنگ

ہر طرف سے کھینچتے ہوے زنگیونکو مثل گھڑیال کے

کسے را کہ زیر علم ساختند

جس جس کو کہ نیچے علم کے اکیا یعنی لے گئے

دران وادی از زنگیان کس نماند

اوس جنگل مین زنگیون سے کوئی نہ رہا

گروہیکہ بر پیل کردند زور

وہ گروہ یعنی جو لوگ کہ ہاتھیون پر زور کرتی تھے

خر بنده کو بار هر دم کشد

گدھا کہ آدمی کا کہ وہ بوجھ آدمی کا کھینچتا ہے

چو خصمان گرفتار خواری شدند

جب دشمن خواری مین گرفتار ہوے

ببخشود بر سختی کارشان

رحم کیا اونکی مصیبت پر سکندر نے

شہ آن حبشیان را کہ بود از حبش

پادشاہ نے اُن حبشیون کو جو حبشی تھے

بفرمود تا داغ شان بر کشند

فرمایا کہ اون کو داغ کردین

فرو شست زنگار زنگی ز تیغ

دھو گیا زنگ زنگیون کا تلوار سے

ز سیفور بر تن قبائے منقش

اُودے سیفور سے بدن مین ایک قبا پہنے ہوے

بگردن در افشار با پالہنگ

گردن مین ڈالے ہوے باگ ڈور

بفرمان خسرو سر انداختند

حکم پادشاہ سے سر کاٹ ڈالا

وگر ماند جز خورد کرکس نماند

اور جو رہا سوا گدون کے کھانیکے لائق کے نہ رہا

فتادند چون پیلہ در پائے [illegible]

گر پڑے مثل ریشم کے کیڑے کے چیونٹی کے پانون

گہی شم کشند گہ بریشم کشند

کبھی جوتے لاتا ہے کبھی ریشم لادتا ہے

حبش در میان زنہاری شدند

حبش کے لوگ امان مانگنے لگے

ز شمشیر خود داد زنہار شان

اپنی تلوار سے پناہ دی اونکو

نفرمود کشتن دران کشمکش

قتل کرنے کی اجازت ندی اُس کشمکش مین

حبش زین سبب داغ بر سر کشند

حبشی اسی سبب سے داغ سر پر رکھتے ہین

یافتن سکندر بر لشکر زنگیان

فروزنده شان کرد زان گرم داغ
روشن کردیا اونکو اس گرم داغ سے

ز بس غارت آوردن از بهر شاه
بادشاہ کے واسطے بہت کچھ لوٹ لانے کے

چو شاه آن متاع گران سنج دید
بادشاہ نے جو قیمتی اسباب دیکھا

بجز گوهرین جام و زرین عمود
سوا موتی کے پیالون اور سنہری گرزون کے

هم از زر کانی هم از لعل و در
کان کے خالص سونے اور بھی لعل اور موتیون سے

ز کافور چون سیم صحرا ستوه
چاندی کے ایسے کافور سے جنگل عاجز

همه زنده پیلان گنجینه کش
سب مست ہاتھی خزانہ کھینچنے والے

بسے برده یونانی و بربرے
بہت یونانی اور بربری بردے

ز برگستوانهاے گوهر نگار
موتی ٹکی ہوئی گھوڑون کی پوششون سے

همه روے صحرا پر از خواسته
تمام زمین جنگل کی مال سے بھر گئی

شه از فتح زنگے و تاراج گنج
بادشاہ زنگیون پر فتح پانے اور لوٹ کی خزانے سے

که آتش فروزنده گردد چراغ
کیونکہ آگ سے جل اوٹھتا ہے چراغ

غنیمت بگنجید در عرصه گاه
لوٹ کی چیزون کی گنجایش ہوئی سامنے

چو دریا یکے دشت پر گنج دید
دریا کی طرح ایک جنگل خزانے سے بھرا دیکھا

بخروار گوهر بانبار عود
ڈھیرون موتی اور ڈھیرون عود

بسے چرم قنطار ها کرده پر
بہت چرسے بھر دا سیلے

ز سیم چو کافور صد پاره کوه
کافور ایسی یعنی سپید چاندی کے سو پہاڑ کے ٹکڑے

همان تازی اسپان طاؤس وش
وہی عربی گھوڑے مورون کی طرح کے

سبق برده بر ماه و بر مشترے
سبقت لے گئے چاند اور مشتری پر

همان فرش زرافهٔ آبدار
اُن ہی رنگ برنگ تصویر دار فرشون سے

بگنجینهٔ گوهر آراسته
موتی کے خزانون سے آراستہ ہوگئی

بر آسوده وایمن شد از درد و رنج
آسودہ ہوا اور بیخوف ہوا درد اور رنج سے

یافتن سکندر بر لشکر

بعبرت دران کشتگان بنگریست — بخندید پیدا و پنهان گریست

عبرت سے اُن مُردون کو دیکھتا تھا — ظاہر مین ہنستا تھا اور پوشیدہ روتا تھا

کہ چندین خلائق دران دار و گیر — چرا کشت باید بشمشیر و تیر

کہ اتنے لوگ اس لڑائی مین — کیون قتل کرنا ضرور تھے تلوار اور تیر سے

گنہ گر بر ایشان نهم نارواست — گر از خود خطا بینم اینهم خطاست

گناہ اگر انپر رکھون مین ناجائز ہے — اگر اپنی خطا دیکھون یعنی کہون یہ بھی غلطی ہے

فلک را سر انداختن شد سرشت — نشاید کشیدن سر از سرنوشت

آسمان کی خصلت سر جھکا دینے کی پیدا ہوئی ہے — سر نہ پھیرنا چاہیے تقدیر کے لکھے ہوئے سے

چو دود از تہ لاجوردی نقاب — سر از گنبد لاجوردی متاب

مثل دھوئین کے نیچے نیلے پردے یعنی آسمان کی — سر گنبد لاجوردی سے مت پھیر

فلکہا کہ چون لاجوردی خزند — ہمہ جامہ لاجوردی رزند

آسمان کہ مثل نیلے ریشمی کپڑے کے ہین — سب کے نیلے کپڑے رنگے ہوئے ہین

درین پردۂ کج سرودی مگوی — درین خاک شوریدہ آبی مجوی

اس ٹیڑھے پردے مین کوئی راگ مت گا — اس اوسر زمین مین کسی پانی کی تلاش نکر

کہ داند کہ این خاک انگیختہ — بخون چہ دلہاست آمیختہ

کون جانے کہ اس اُٹھی ہوئی خاک مین — کتنے دلون کے خون ملے ہوئے ہین

ہمہ راہ اگر نیست بینندہ کور — ادیم گوزنست و کیمخت گور

اگر دیکھنے والا اندھا نہین ہے تو تمام راہ مین — چمڑا اور کیمخت گورا ور گوزن کا ہے

بیا ساقی از می مرا مست کن — چو می در دہی نقل در دست کن

آ اے ساقی شراب سے مجکو مست کر — جب تو شراب دیتا ہے تو گزک بھی دے

از ان می کہ دل را بدو خوش کنم — بدوزخ درش طلق آتش کنم

اُس شراب سے کہ اس سے دل کو خوش کرون مین — دوزخ کی آگ کے لیے ابرک بناؤن مین

یافتن سکندر بر لشکر زنگیان

مراجعت سکندر از جنگ زنگیان و

واپس پھرنا سکندر بادشاہ کا زنگیون کی لڑائی سے اور

بنا کردن اسکندریه

شہر اسکندریہ کی بنیاد ڈالنا

بروُمند باد آن همایون درخت — **که در سایهٔ او توان بُرد رخت**

پھل مند رہے وہ مبارک درخت — کہ جسکے سایے مین لیجانا سکیے اسباب

گه از میوه آرایش خوان دهد — **گه از سایه آسایش جان دهد**

کبھی اپنے میوے سے خوان آراستہ کرتا ہے — کبھی اپنے سایے سے لوگونکی جان کو آرام دیتا ہے

بمیوه رسیده بهاری چنین — **ز رونق میفتاد کاری چنین**

ایسی اچھی بہار کہ جسمین میوہ پیدا ہوا — رونق سے نہ گری یعنی بیرونق نہوا ایسا کام

چو شد بارور میوه دار جوان — **بدست تبر دادنش چون توان**

جب پھل مند ہوا میوہ دار درخت — بسولے کے ہاتھ دینا یعنی کاٹ ڈالنا اسکو کیونکر چاہیے

زمستان برون رفت و آمد بهار — **برآورده سبزه سر از جویبار**

جاڑے کی فصل گذر گئی اور بہار آئی — سبزے نے سر نکالا نہرون کے کنارے سے

دگرباره سرسبز شد شاخ خشک — **بنفشه برآمیخت عنبر بمشک**

سوکھی ہوئی شاخ دوبارہ سرسبز ہوئی — بنفشے نے عنبر مشک مین ملایا

بعنبر خری نرگس خوابناک — **چو کافور تر سر برون زد زخاک**

عنبر کے مول لینے کو نرگس خوابناک نے — مثل کافور تر کے سر نکالا زمین سے

گشادم من از قفل گنجینه بند — **بصحرا علم برکشیدم بلند**

خزانے کے قفل سے کھولی مین نے کنجی — جنگل مین نیزے کو خوب بلند کیا مین نے

مراجعت سکندر از جنگ زنگیان و بنا کردن اسکندریه

نهان پیکران هاتف سبز پوش | که خواند سراینده اورا سروش

پوشیدہ شکل سبز پوش فرشتے نے | کہ کہتا ہے شاعر اوسکو فرشتہ

باواز پوشیدگان گفت خیز | گزارش کن از خاطر گنج ریز

پوشیدہ آواز سے کہا اوٹھ | بیان کر طبیعت خزانہ گرانے والی سے

که چون رومی از زنگی آن کین کشید | سکندر رکجا رخش در زین کشید

کہ جب رومیون نے زنگیون سے یہ کینہ کشی کی | سکندر نے کمان کے لیے گھوڑی پر زین کھینچا

گزارندهٔ داستان دری | چنین داد نظم گزارشگری

بیان کرنے والے داستان دری نے | اس طرح دی آراستگی بیان کی

که چون فرخی گشت با شاه جفت | چو گلنار خندید و چون گل شگفت

کہ جب فتحمندی پادشاہ سے ہمقرین ہوئی | مثل گل انار کے ہنسا اور پھول کی طرح شگفتہ ہوا

در گنج بگشاد بر گنج خواه | توانگر شد از گنج و گوهر سپاه

دروازہ خزانے کا کھولا واسطے خزانہ مانگنے والوں کے | دولتمند ہو گئی خزانے اور موتیون سے سپاہ

بر آسود یک هفته بر جای جنگ | بیاقوت می ریگ را داد رنگ

ٹھہرا رہا ایک ہفتہ لڑائی کے میدان مین | سبز شراب سے ریت کو رنگا یعنی شراب نوشی کی

چو سقای باران و فراش باد | زدند آب و رفتند ره بامداد

جب ہوا کے فراش اور مینھ کے بہشتی نے | راستہ صاف کیا اور چھڑکاؤ کیا صبح کے وقت

شد از راه او گرد برخاسته | که بی گرد به راه آراسته

اوسکے راستے سے گرد اوٹھ گئی | کہ راہ بغیر گرد کے آراستہ بہتر

چو بی گرد شد راه از گرد راه | در آمد بزین شاه گیتی پناه

جب بے گرد یعنی صاف ہو گئی راہ گرد راہ سے | بیٹھا زین پر پادشاہ جہان پناہ

رشوار و زنان نای زرین زدند | سراپرده بر پشت پروین زدند

برابر ترہیان سونے کی بجنے لگین | خیمے کو پروین کی پیٹھ پر قائم کیا

مراجعت سکندر از جنگ زنگیان و بنا کردن سکندریہ

زوریای افرنجه تا رود نیل
دریاے افرنجہ سے دریاے نیل تک

بجوش آمد از بانگ طبل رحیل
جوش کرنے لگی آواز کوچ کے نقارے کی

درآینده هر سو درای شتر
ہرطرف آنے لگی آواز اونٹوں کے گھنٹوں کی

ز بانگ تهی مغز را کرده پر
خالی آوازون سے دماغ بھر گئے

دهان جلاجل بهر آی زر
جھانجھ کے منھ نے جسمیں سونیکی پھانکیاں پڑی تھیں

ز شور جرس گوشها کرد کر
گھنٹے کی آوازون سے اپنے کان بند کرلیے

بموکب روان لشکر از هر کنار
سواری لشکر کی چلی ہرطرف سے

نه چندانکه داند کس او را شمار
نہین اُس قدر کہ کوئی اُسکا شمار جان سکے

جهاندار در موکب خاص خویش
بادشاہ اپنی خاص سواری میں

خرامنده بر کبک قاص خویش
چل رہا تھا اپنے ناچنے والے ہنس پر

چو تختی زمین زان طرف درنوشت
جب کٹوری زمین اُس طرف کی طے کی

ز پهلوی وادی در آمد بدشت
جنگل کے کنارے سے آیا جنگل کے بیچ مین

ز بس رایت انگیزی سرخ و زرد
سرخ اور زرد نیزون کے زیادہ اٹھنے سے

مقرنس شده گنبد لاجورد
ٹیڑھا ہو گیا گنبد لاجوردی یعنی آسمان

بصحرا غنیمت برآورد کوه
جنگل مین لوٹ کے ڈھیر مثل پہاڑ کے لگے ہوے

ز گوهر کشیدن هیونان ستوه
موتیون کو لادنے سے گھوڑے عاجز ہوگئے

ز بس گنج آگنده بر پشت پیل
خزانہ لدے ہوے ہاتھیوں کی پیٹھ کی کثرت سے

بصد جای پل بست بر رود نیل
سیکڑون جگہ پل بندھ گیا دریاے نیل پر

بمصر آمد و مصریان را نواخت
مصر مین آیا اور مصر والون کو سرفراز کیا

بآیین خود کار آن شهر ساخت
اپنے طور پر کام اُس شہر کا کیا

بدین فرخی شاه فیروزمند
اس بہار کی سے بادشاہ فتحمند نے

برافراخته سر بچرخ بلند
بلند کیا سر برابر آسمان بلند کے

مراجعت سکندر از جنگ روسیان و بنا کردن اسکندریه

وز آنجا برون شد بدریا کنار
اور وہاں سے باہر گیا طرف کنارے دریا کے
بهر منزلی کو علم بر کشید
طرف جس منزل کے کہ اُسنے علم کھینچا
بگنج و بفرمان دران مرز و بوم
دولت اور حکومت سے اُس سرزمین مین
بر آبادی راه می برد رنج
راه کے آباد کرنے مین کوشش کر رہا تھا
بروزی که بود اتفاق او فتاد
جسدن کہ اتفاق پڑا تھا یعنی ساعت نیک تھی
نخستین عمارت بدریا کنار
پہلے عمارت مین کنارے دریا کے
بآبادی و روشنی چون بهشت
آبادی اور روشنی مین مثل بہشت کے
باسکندر آن شهر چون شد تمام
جب سکندر کے ہاتھ سے وہ شہر بالکل تیار ہوگیا
چو پرداخت آن نغز بنیاد را
جب بنا چکا اُس نادر بنیاد کو
بیونان شدن گشت عزمش درست
یونان کی طرف جانے کا اُسکا مضبوط ارادہ ہوا
ز دریا گذر کرد و آمد بروم
دریا سے گذر کیا اور آیا طرف روم کے

پذیرفته یکچند آنجا قرار
اختیار کیا وہان چند روز قیام
دران منزل آمد عمارت پدید
اُس منزل مین عمارت ظاہر آئی یعنی بنائی
عمارت بسی کرد بر رسم روم
عمارتین بہت بنائین بطریق رومیون کے
بر آن ریگ چون ریگ میریخت گنج
اُس ریگستان مین ریت کی طرح روپیہ خرچ کرتا تھا
مهندس بیامد اساسی نهاد
نجومی آیا اور اُس نے ایک بنیاد رکھی
بنا کرد شهری چو خرم بهار
قائم کیا ایک شہر مثل سرسبز بہار کے
همش جای بازار و هم جای کشت
اُسمین جگہ بازار کی اور کھیتی کی بھی رکھی
هم اسکندریش نهادند نام
اُسکا نام اسکندریہ رکھا
که مانند شد مصر و بغداد را
کہ مصر اور بغداد کے مانند ہو گیا
که آنجا رود مرد کاید نخست
کیونکہ جو شخص آتا ہے پہلے وہان جاتا ہے
جهان نرم در زیر مهرش چو موم
جہان نرم اُسکے نگینے کے نیچے موم کیطرح یعنی فرمان بردار

بدان موم چون نقش میخواستے / بکردی ازو هرچه میخواستے

اُس موم یعنی اُن لوگون سے جو کچھ خواہش اُنکی ہوتی / کرتے تھے جو کچھ وہ چاہتا تھا

ازانجا بیونان درآمد زراه / که پوشیده گردون زگرد سپاه

وہان سے یونان مین آیا راہ سے / کہ چھپ گیا آسمان لشکر کی گرد سے

بزرگان روم آفرین خوان شدند / بران گوهری گوهرافشان شدند

روم کے سردار سکندر کی تعریفین کرنے لگے / اُسکی عقلمندی کی تعریف کرنے لگے

همه شهر یونان بیاراستند / که دیدند ازو هرچه میخواستند

تمام شہر یونان کو آراستہ کیا / کہ دیکھا اُس سے جو کچھ چاہتے تھے

فشاندند مطرب فشاندند بال / که آمد چنان بازیے در خیال

جھلائے ... بازو یعنی خوشی سے بغلین بجائین / کب آتی ہے ایسی بازی کسی کے خیال مین

مخالف شکن شاه فیروز بخت / بفیروز فالے درآمد به تخت

دشمن کو شکست دینے والا پادشاہ فتح نصیب / فتحمندی کی فال سے بیٹھا تخت پر

ز فیروزی دولت کامگار / نشاط نو انگیخت در روزگار

فتحمندی مقصد ور دولت سے / نیا جشن کیا زمانے مین

بسے ارمغانی ز تاراج زنگ / بهر سو فرستاد بی وزن و سنگ

بہت تحفے زنگیون کی لوٹ سے / بھیجے ہر طرف بے تولے ناپے ہوے

ز گنجینه او را فرستاد دهر / بهر گنجدانے فرستاد بهر

اُس خزانے سے کہ اُسکے لیے زمانہ نے بھیجا / ہر ایک خزانے کے مالک یعنی حاکم شہر کو ایک حصہ بھیجا

دگر بهره از بهر دارا نهاد / نه از بیم و مدارا نهاد

دوسرا حصہ واسطے دارا کے بھی رکھ چھوڑا / نہ واسطے صلح اور خوف کے اُسکو بھیجا

گزید از غنیمت طرائف بسے / کز انسان نه بیند طرائف کسے

انتخاب کین بہت نادر چیزین لوٹ سے / کہ ویسی نادر کسی نے نہ دیکھی ہون گی

مراجعت سکندر از جنگ زنگیان و بنا کردن اسکندریه

چو نوبت بنجش دارا رسید | شتر بار زر تا بخارا رسید

جو آخر کو نوبت دارا کے حصے کی پہونچی — زر سے لدے ہوئے اونٹ سونے سے بخارا تک پہونچے

گزین کرد مردی بفرهنگ و رای | که آئین آن خدمت آرد بجای

پسند کیا ایک شخص کو دانائی اور عقل مین — که طریقہ اُس خدمت کا یعنی آداب شاہی بجالا سکتا ہو

گرانمایہا ئیکه باشد غریب | ز مرکوب و جوهر ز دیبا و طیب

وہ قیمتی چیزین که ہوتی ہین نادر — سواریون اور جواہرات اور کپڑون ریشمی اور خوشبوی

برون از طبقهای زرین خشک | بصندوق عنبر بخروار مشک

سوا خشک سونے کی بھرے ہوئے خوانون کے — عنبر کے بھرے صندوق اور ڈھیرون مشک

یکی خرمن از سیم نگداخته | یکی خانه کافور ناساخته

ایک کھلیان یعنی بہت سی خالص چاندی — ایک بڑا صندوق یعنی بہت سا خالص کافور

ز عود گره بارها بسته تنگ | که هر پاره زو بود صد من بسنگ

عود گرہ دار کے بہت بوجھ کس کر باندھے — کہ ہر ٹکڑا اُسکا وزن مین سو من کا تھا

مرصع بسی تیغ گوهر نگار | نمطهای زرافت آبدار

جڑاؤ بہت جوہر دار عمدہ تلوارین — ہر قسم کے رنگ برنگ اور آبدار فرش

کنیزان چابک غلامان چست | بهنگام خدمتگری تندرست

لونڈیاں تیز اور غلام چالاک — خدمت کرنے کے وقت نہایت مستعد

همان تختهای مکلل زعاج | بگوهر برآمود با طوق و تاج

وہی ہاتھی دانت کے جڑاؤ تخت — موتی جڑے ہوئے طوق اور تاج

اسیران زنجیر بر پا و دست | ببالا و پهنا چو پیلان مست

قیدی ہاتھ پاؤن مین زنجیرین پڑی ہوئین — قد آور اور موٹے مثل مست ہاتھی کے

ز گوش بریده شتر بارها | ز سرهای پرکاه خروارها

کٹے ہوئے کانون سے اونٹ لدے ہوئے — سرون کے مثل گھاس کے گٹھے کے بوجھ

مراجعت سکندر از جنگ زنگیان

وبنا کردن اسکندریہ

ز پیلان پیکار صد ژندہ پیل
سو بڑے بڑے لڑائی کے قابل ہاتھی

کہ رزم جوشندہ چون رود نیل
لڑائی کے وقت جوش کرنیوالی مثل دریائے نیل کے

بدان سان گرانمایہای سرہ
اس طرح کی قیمتی اور خالص چیزیں

فرستاد با قاصد یک سرہ
سب بھیجیں قاصد کے ساتھ

چو آمد فرستادہ راہ سنج
جب آیا قاصد راہ چلنے والا

بدارا سپرد آن گرانمایہ گنج
دارا کے حوالے کیا وہ قیمتی خزانہ

شکوہیدہ دارا ازان نزل چنان
ڈر گیا دارا ایسے تحفے سے

حسد را برو تیز تر شد عنان
حسد کی باگ اوسپر زیادہ تیز ہوئی

پذیرفت گنجینۂ بی قیاس
قبول کیا وہ بے اندازہ خزانہ

پذیرفتہ را نامد از وی سپاس
لیکن اس قبول کیے یعنی پائی ہوئی کا نہ آیا اس سے شکر

نہ بر جای خود پاسخی ساز کرد
ایسے موقع پر بھی کوئی موافق جواب نہ دیا

در کین پوشیدہ را باز کرد
بلکہ دروازہ پوشیدہ کینے کا کھول دیا

فرستادن پاسخ سرسری
بھیجنا سرسری جواب کا

نپوشید بر رای اسکندری
نہ پوشیدہ رہا رائے سکندری پر

سکندر شد آزردہ از کار او
سکندر آزردہ ہوا اسکے کام سے

نہانی ہمی داشت آزار او
پوشیدہ رکھنے لگا رنج اس سے

ز فیروزی دولت و جاہ خویش
فتحمندی دولت اور مرتبے اپنے سے

نبودش سر کین بدخواہ خویش
نہ تھا اوسکو خیال اپنے دشمن کے کینے کا

ز ہر سو خبر ترکتازی نمود
ہر طرف خبریں دوڑنے لگیں

کہ رومی بزنگی چہ بازی نمود
کہ رومیوں نے زنگیوں کے ساتھ کیسی بازی کی

ز ہر کشوری قاصدان تاختند
ہر ایک ملک سے قاصد دوڑے

باین چیرگی تہنیت ساختند
اس غلبے کی مبارکباد دی

مراجعت سکندر از جنگ زنگیان

در طعنه بر رومیان بسته شد
دروازه طعنے کا رومیوں پر بند ہو گیا

همه رومی از بد دلی رسته شد
سب رومی بد دلی سے چھوٹ گئے

زمانه چو عاجز نوازی کند
زمانہ جب عاجز نوازی یعنی کمزوروں پر رحم کرتا ہے

چه تند اژدها مور بازی کند
چیونٹی تیز اژدہے کے ساتھ بازی کرتی ہے

درین آسیا دانه بینی بسے
اس چکی میں بہت دانے دیکھے گا تو

بنوبت درش افگند هر کسے
باری باری اسمیں ڈالے گی ہر شخص کو

بده ساقی آن می که فرخ پی است
اے ساقی وہ شراب دے کہ مبارک قدم ہے

بمن ده که داروی مردان می است
مجھکو دے کہ دوا مردوں کی شراب ہے

می کوست حلوای هر غم کشے
وہ شراب کہ ہے حلوا ہر غمگین کے لیے

ندیده بجز آفتاب آتشے
نہ دیکھے ہوئے سوا آفتاب کے کوئی آگ

نگالش نمودن اسکندر بر قهر دارا و فال
غور کرنا سکندر کا دارا کے غصے پر اور فال

زدن به فیروزی خود
دیکھنا اپنی فتحمندی کی

جهان بینم از میل جوینده پر
جہان کو دیکھتا ہوں ڈھونڈھنے والوں کی خواہش سے بھرا

یکی سوے دریا یکی سوے دُر
ایک کی خواہش طرف دریا کے ایک کی طرف موتی کے

نه بینم کسے را درین روزگار
نہیں دیکھتا ہوں کسی کو اس زمانے میں

که میلش بود سوے آموزگار
کہ خواہش اوسکی ہو طرف خدا کے

جو من بلبلے را بود ناگزیر
مجھ ایسے بلبل کو اب یہ ضرور معلوم ہوتا ہے

کزین گوشه گیران شوم گوشه گیر
کہ ان راہ حق سے الگ پڑے ہوؤں یعنی اہل دنیا کو چھوڑ کر گوشہ نشینی

بمشغولی نغمهٔ این سرود
ببسبب مشغول ہونے اس سرود کے نغمہ کے
شوم فارغ از شغل دریا ورود
بیفکر ہوں میں شغل دریا اور رود سے

چو بیرون جهم گه گه از کنج باغ
جب باہر نکلتا ہوں میں کبھی کبھی باغ کے گوشہ سے
ترنجی بدستم چو روشن چراغ
ایک ترنج اپنے ہاتھ میں لیے مثل روشن چراغ کے

نه بینم کس از هوشیاران و مست
نہیں دیکھتا ہوں میں کسیکو ہوشیاروں اور بیہوشوں سے
که داون توان آن ترنجش بدست
کہ دینا ممکن ہوا وسکے ہاتھ میں وہ ترنج

دگر باره از دست این دوستان
دوسری مرتبہ ان دوستوں کے ہاتھ سے
گریز آورم سوی این بوستان
گریز کی میں نے طرف اس باغ کے

تماشای این باغ دلکش کنم
سیر اس دلکش باغ کی کرتا ہوں میں
بدو خاطر خویش را خوش کنم
اُس سے اپنی طبیعت کو خوش کرتا ہوں میں

گزارش گر کارگاه سخن
بیان کرنے والا کارخانہ سخن کا
چنین گوید از موبدان کهن
اسطرح بیان کرتا ہے مؤرخوں پرانے سے

که چون شاه روم از شبیخون زنگ
کہ جب پادشاہ روم کا زنگیوں کی لڑائی سے
برآسود و آمد مرادش بچنگ
فارغ ہوا اور مراد اسکی حاصل ہوگئی

پذیرنده شد آسایش خواب را
اختیار کرنیوالا خواب آرام کا ہوا
روان کرد بر کف می ناب را
جاری کیا ہتیلی پر شراب خالص کو یعنی شغل می نوشی کیا

بنوروز بنشست و می نوش کرد
جشن نوروز میں بیٹھا اور شراب خوب پی
سرود سرایندگان گوش کرد
گانے والوں کا گانا سننا شروع کیا

نبودی ز شه دور تا وقت خواب
نہوتے پادشاہ سے دور سونے کے وقت تک
مغنی و ساقی و رود و شراب
گویے اور ساقی اور رود اور شراب

حساب بجز کامرانی نداشت
کوئی شغل سوا عیش و خوشی کے نہ رکھا
وز آن به کسی زندگانی نداشت
اور اوس سے بہتر کوئی زندگی نہیں بسر کرتا تھا

سکندر بر قهر دارا و قال

نشسته جهاندار گیتی فروز
بیٹھا پادشاہ جہان کا روشن کرنے والا
بفیروزی آورد شب را بروز
فتحمندی سے رات کو دن بنا دیا

بہ پیرامنش فیلسوفان دہر
گرد اوسکے عقلمند زمانے کے
جہان رازداد و دہش داد بہر
جہان کو انعام اور اکرام سے خوش کر دیا

ارسطو بساغر فلاطون بجام
ارسطو ساغر مین اور فلاطون جام مین
می خام ریزنده چون جعد خام
شراب خالص مثل خون خالص کے انڈیلتی تھی

مغنی سراینده بربانگ رود
گویّے رود کی آواز مین گارہے تھے
بنوروزی شہ نوآئین سرود
جشن نوروزی پادشاہ مین نئے نئے راگ

کہ دولت پناہا جوان بخت باش
کہ اے دولت پناہ نصیبہ تیرا جوان رہے
ہمہ سالہا افسر و تخت باش
ہمیشہ تیرے پاس تاج و تخت رہے

گرو کن بعمر ابد جام را
عمر ہمیشہ کی ایک پیالے پر گرو رکھ لے
گرو گیر کن بادہ خام را
خالص شراب کو اپنے پاس گرو کر لے

نشاط می ارغوانی بدہ
شراب سرخ لوگون کو پلا دے
طرب ساز و داد جوانی بدہ
خوشی کر اور حق جوانی کا ادا کر

چو داری جوانی و اقبال ہست
جب جوانی رکھتا ہے تو اور اقبال ہے
برود و می شاد باید نشست
مے اور رود سے خوش چاہیے بیٹھنا

چو تدبیر شمشیر کردی تمام
جب تدبیر تلوار کی پوری کر چکا تو
برآرای مجلس بترکیب جام
مجلس آراستہ کر واسطے بنانے جام کے

جہان گیر در سایۂ تاج و تخت
جہان کو لے تاج اور تخت کے سایے مین
نگیر د جہان بر تو این کار سخت
نہ لیوے جہان تجھپر اس کام مین سختی یعنی آسان جانیگا

سیاہی گرفتی سپیدی بگیر
سیاہی لی تو نے اب سپیدی لے
چنین ابلقی بایدت ناگزیر
ایسی دو رنگی چاہیے تجھکو بالضرور

علم بر فلک زن که عالم تراست | بدولت در آویز کان هم تراست
علم آسمان پر بلند کر کہ جہان تیرے لیے ہے | دولت سے لپٹ کہ وہ بھی تیرے لیے ہے

شه از نصرت مصر و تاراج زنگ | بچهره در آورده بود آب و رنگ
بادشاہ نے مدد کرنے مصر اور لوٹنے زنگ سے | چہرے پر آب و رنگ پیدا کر لیا تھا

زبون کردن دشمن آسان گرفت | حساب خراج خراسان گرفت
عاجز کرنا دشمن کا آسان فرض کر لیا | حساب محصول خراسان کا کرنے لگا

بهم سنگی خویش در روم و شام | نیامد کسش در ترازو تمام
اپنے برابر یعنی مقابل اسکو روم اور شام میں | نہ معلوم ہوا کوئی اوسکی ترازو میں پورا

بدارا نداد آنچه داد از نخست | بهانه داده را نیز ازو باز جست
دارا کو نہ دیا جو کچھ پہلے سے دیتا تھا | اُس دیے ہوے کو بھی اُس سے پھیر لینا چاہا

ازانجا که روز جوانیش بود | تمنای کشورستانیش بود
اُس جگہ سے کہ دن اُسکی جوانی کے تھے | آرزو ملک گیری کی اُسکو تھی

کمر بند ایرانیان سست کرد | بایران گرفتن کمر چست کرد
کمربند ایرانیوں کے ڈھیلے کر دیے | ایران کے لینے پر کمر مضبوط باندھی

درختی که او سر برآرد بلند | بدیگر درختان رساند گزند
جو درخت کہ وہ زیادہ سربلند کرتا ہے | اور درختوں کو پہونچاتا ہے تکلیف

بنخچیر شد شاه یک روز کش | هم او خوش منش بود و هم روز خوش
شکار کے واسطے ایک دن وہ بادشاہ گیا | وہ دن بھی مبارک تھا اور طبیعت بھی خوش تھی

شکار افگنان دشتها در نوشت | همی کرد نخچیر بر کوه و دشت
شکار کھیلتا ہوا جنگلوں کو طے کرتا ہوا | شکار کر رہا تھا پہاڑ اور جنگل میں

فلک وار می شد سری پر شکوه | گهی سوی صحرا گهی سوی کوه
آسمان کے مانند جاتا تھا سر غرور سے بھرا ہوا | کبھی جنگل کی طرف کبھی پہاڑ کی طرف

سکندر بر مهر دارا و اقبال

زبون بفیروزی

گذشت از قضا بر یکی کوهسار
گذرا اتفاقاً ایک پہاڑ پر
که بود از بسی گونه بروی شکار
کہ تھے بہت قسم کے اسپر شکار

دو کبک دری دید بر خاره سنگ
دو پہاڑی چکور دیکھے اوپر پہاڑ کے
بآئین کبکان جنگی بجنگ
لڑائی کے چکورون کی طرح پر لڑتے تھے

که این مغز آن را بمنقار خست
کبھی اسنے اوسکے مغز کو چونچ سے نوچا
گہ آن بال این را بناخن شکست
کبھی اوسنے اسکے بازو کو پنجون سے توڑا

در آن معرکه راند شه بارگی
اُس میدان مین دوڑایا بادشاہ نے گھوڑا
همی کرد در هر دو نظارگی
دونون کا غور سے تماشا دیکھنے لگا

ز سختی که کبکان در آویختند
اُس سختی سے وہ چکور لپٹے یعنی گتھے ہوئے تھے
ز نظارهٔ شاه نگریختند
کہ بادشاہ کے دیکھنے سے نہ بھاگے

شگفتی فرو ماند زان شهریار
تعجب مین رہا اُس سے بادشاہ
که در مغز مرغان چه بود آن نقار
کہ ان چڑیون کے دماغ مین ایسا کیا کینہ تھا

یکی را نشان کرد بر نام خویش
ایک کا نشان کیا اپنے نام پر یعنی یہ سکندر ہے
بران بست فال سر انجام خویش
اُسپر باندھی یعنی نکالی فال اپنے انجام کار کی

یکی مرغ را نام دارا نهاد
اور ایک کا نام اوسنے دارا رکھا
بران فال چشم آشکارا نهاد
اُس فال پر آنکھہ کھولی یعنی دیکھتا رہا

دو مرغ دلاور دران داوری
دونون بہادر چڑیان اُس جھگڑے مین
زمانی نمودند جنگ آوری
بڑی دیر تک لڑتی رہین

همان مرغ شد عاقبت کامگار
وہی مرغ آخر کو مقصود ور ہوا یعنی جیت گیا
که بر نام خود فال زد شهریار
جس پر کہ بادشاہ نے اپنے نام کی فال ماری تھی

چو پیروز دید آنچنان فال را
جب فتحمند دیکھی اُس فال کو
دلیل ظفر یافت آن فال را
دلیل اپنے فتح کی پائی وہ فال

سکندر بر قصد دارا و فال

زدن بفیروزی

خرامنده کبک ظفر یافته
خوش رفتار چکور فتح پایا ہوا

پر پرواز بر کبک سر تافته
اوڑ گیا چکور سر پھیرے ہوے کے پاس سے

سوے تیغ کوه پرواز کرد
طرف ٹیلے پہاڑ کے اوڑ گیا

عقابے در آمد سرش باز کرد
ایک عقاب نے آکر اسکا سر جدا کیا

چو بشکست کبک دری ان عقاب
جب شکست کھائی اس جیتے ہوے چکور نے اس عقاب سے

ملک نیز بشکست و نامد بتاب
بادشاہ بھی شکستہ دل ہوا اور نہ آیا رنج مین

ز پرواز پیروزی خویشتن
اپنی فتحمندی کی پرواز یعنی خوشی سے

نبودش ہمانا غم جان و تن
نہوا اوسکو تحقیق کر غم جان و تن یعنی مرجانیکا

بدانست کاقبال یاری دہد
جانا کہ اقبال مددگاری دیگا

بدارا برش کامگارے دہد
دارا پر اوسکو مقصدوری یعنی فتح دیگا

ولیکن دران دولت کامگار
اور لیکن اس دولت مقصدوری مین

نباشد بسے عمر او پایدار
نہ رہیگی عمر اوسکی بہت دن قائم

شنیدم کہ بود اندران خاره کوه
سنا مین نے کہ تھا اس پہاڑ مین

مقرنس یکے طاق گردون شکوه
بلند ایک محل آسمان کے رتبے کا

کہ پرسندگان زو بآواز خویش
کہ پوچھنے والے اس سے اپنی آواز سے

خبر باز جستند از راز خویش
پوچھ لیتے تھے حال اپنے بھید کا

صدائے شنیدند از کوه سخت
آواز سنتے تھے اس پہاڑ سخت سے

بدانسان کہ بودی نمودار بخت
جیسا کہ انکے نصیبے سے ظاہر ہونیوالا ہوتا تھا

بفرمود شہ تا یکے ہوشمند
حکم دیا بادشاہ نے کہ کوئی دانا شخص

خبر باز پرسد ز کوه بلند
حال دریافت کرے اس بلند پہاڑ سے

کہ چون در جہان ریزش خون بود
کہ جب جہان مین خونریزی ہو گی

سرانجام اقبال شہ چون بود
انجام کار اقبال بادشاہ کا کیسا رہیگا

بپرسید پرسندهٔ نغز فال
پوچھا پوچھنے والے مبارک فال نے
که چون مینماید سرانجام حال
کہ کیسا معلوم ہوتا ہے سرانجام حال کا

سکندر شود در جهان چیره دست
سکندر ہوگا جہان مین غالب
بدارای دولت در آرد شکست
دولت دارا مین لاویگا شکست

صدائی برآورد کوه از نهفت
آواز برلایا یعنی بول اوٹھا غیب سے وہ پہاڑ
همان نکته کو گفته بد باز گفت
وہی نکتہ جو اسنے پوچھنے مین کہا تھا دہرایا یعنی پوچھا

ازان فال فرخ دل خسروی
اس مبارک فال سے بادشاہ کے دل نے
چو کوه قوی یافت پشت قوی
مثل مضبوط پہاڑ کے بہت تقویت پائی

بخرمدلی زان طرف بازگشت
خوشی سے اس طرف سے مراجعت کی
سوی بزمگاه آمد از کوه و دشت
مجلس کی طرف آیا پہاڑ اور جنگل سے

بتدبیر بنشست با انجمن
واسطے مشورے کے بیٹھا مجلس مین
چو سرو سهی در میان چمن
مثل سرو سہی کے درمیان باغ کے

سخن راند از اندازهٔ کار خویش
ذکر کیا شروع اپنے کام کے اندازے کا
ز پیروزی صلح و پیکار خویش
صلح اور لڑائی مین فتحمندی اپنی سے

که چون من بنیروی گیتی پناه
کہ جب مین خدا تعالی کی مدد سے
بگردون گردان رسانم کلاه
برابر آسمان گردش کرنیوالے کے تاج بلند کرتا ہون

گزیده باخوارگان چون دهم
محصول سود کھانیوالون کو کیون دون مین
بخود بر چنین خواری چون نهم
اپنے اوپر ایسی خواری کیون روا رکھون مین

بدارا چرا داد باید خراج
دارا کو کیون دینا چاہیے محصول
کزو کم ندارم نه گوهر نه تاج
کہ اس سے کم جواہر اور تاج نہین رکھتا ہون مین

گر او تاج دارد مرا تیغ هست
اگر وہ تاج رکھتا ہے میرے پاس تلوار ہے
چو تیغم بود تاج آید بدست
جب تلوار میرے پاس ہو تاج ہاتھ مین آجاویگا

سکندر بر قهر دارا و فال
زدن بفیروزی

سکندر بہ مہر دارا و فال

گر او لشکر آرد بہ پیکار من | نگہدار من بس نگہدار من

اگر وہ لشکر لاوے گا مجھ سے لڑائی کے لیے | میرا نگاہبان یعنی خدا کافی ہے میرا حفاظت کرنیوالا

مرا نصرت ایزدی حاصلست | کہ رایم قوی لشکرم یکدلست

مجھکو فتح خدا کی طرف سے حاصل ہے | کہ تدبیر میری زبردست اور لشکر میرا متفق ہے

سپہ را کہ فیروزمندی رسد | ز یاران یکدل بلندی رسد

جس سپاہ کو کہ فتحمندی پہونچتی ہے | سب لوگوں کے اتفاق سے قوت پہونچتی ہے

دو دل یک شود بشکند کوہ را | پراگندگی آرد انبوہ را

دو دل ایک ہو کر پہاڑ کو توڑ ڈالتے ہیں | پریشان کر دیتے ہیں ہجوم یعنی لشکر کو

امیدم چنانست بہ نیروی بخت | کہ بستانم از دشمنان تاج و تخت

ایسی امید مجھکو ہوتی ہے نصیبے کی مدد سے | کہ لے لونگا میں دشمنوں سے تاج اور تخت

چہ باید رصدگاہ دارا شدن | بخیرہ بہ آشکارا شدن

کیوں چاہیے خراج گزار دارا کا بننا | خراج گزاری میں مشہور ہونا

شناسندگان از سر یاوری | چہ گویید چون باشد این داوری

اے عقلمندو تم دانائی کی راہ سے | کیا تبلاتے ہو کیسا ہوگا یہ معاملہ

چہ بخت بود پیش دارا مرا | نہانی کنید آشکارا مرا

کیا دلیل کرون میں آگے دارا کے | پوشیدہ حال ظاہر کرو یعنی تبلاؤ مجھکو

شناسندگان سرانجام کار | دعا تازہ کردند بر شہریار

پہچاننے والوں انجام کار یعنی نجومیوں نے | تازہ تازہ دعائیں پادشاہ کو دیکر کہا

کہ تا چرخ گردندہ و اخترست | وزین ہر دو آمیزش گوہرست

کہ جب تک آسمان گردش کرنیوالا اور ستارے ہیں | اور ان دونوں سے تعلق ذاتی ہے

چراغ جہان گوہر شاہ باد | رخ شاہ روشن تر از ماہ باد

چراغ جہان کا پادشاہ کی ذات ہووے | منہ پادشاہ کا چاند سے زیادہ روشن ہو

توی آنکه نیروی بینش بتست | برومندی آفرینش بتست

تو وہ ہے کہ قوت بینائی کی تجھ سے ہے | پھل مندی پیدائش کی تیری ذات سے ہے

بهر جا که باشی خداوند باش | ز تخمی که کاری برومند باش

جس جگہ کہ تو رہے مالک رہے | جو بیج تو بووے اُس سے پھلمند رہ

بکام تو بادا سپهر بلند | ز چشم بدانت مبادا گزند

تیرے مقصد پر ہو آسمان بلند | بری نگاہوں سے تجھکو ایذا نہ پہونچے

نشست تو بر گاه فرخنده باد | سران جهان پیش تو بنده باد

تجھکو تخت پر بیٹھنا ہمیشہ مبارک رہے | تیرے آگے سردار تمام جہان کے غلامی کریں

چو پرسیدی از ما بفرهنگ و رای | بگوییم چون بخت شد رهنمای

جو پوچھتا ہے تو ہم سے عقل اور دانائی سے | بتلاتے ہیں ہم جیسا نصیبہ رہنمائی کرتا ہے

چنانست رخصت براه صواب | که شه بر مخالف نیارد شتاب

ایسا مشورہ ہے نیک تدبیر ہی سے | کہ پادشاہ دشمن پر حملہ آور نہوئے

که دشمن گر او با تو جنگ آورد | برو تیغ تو کار تنگ آورد

تو ہتھیار نہ اگر وہ تجھ سے لڑنے کو آوے | اوسپر تیری تلوار کام تنگ کر دیگی

ز دست تو یک تیغ برداشتن | ز دشمن سر و تیغ بگذاشتن

تیرے ایک تلوار کا ہاتھ اُٹھانے سے | دشمن سے سوا سر اور تلوار چھوڑ دینے کے کچھ نہ ہوگا

گوزنی که با شیر بازی کند | زمین جای قربان نمازی کند

جو بارہ سنگھا کہ شیر سے کرتا ہے | زمین جگہ قربان ہونے اوسکے کی تمنا کرتی ہے

ز دارا نیاید بجز نای و نوش | گر آید بتو خونش آید بجوش

دارا سے سوا کھانے اور پینے کے اور کچھ نہیں ہوسکتا | جو آوے تیری طرف تیری اوسکا خون جوش کریگا

تو در پیش در لشکر آراستن | خراج از زبونان توان خواستن

تو لشکر کشی میں اوس سے بڑھا ہوا ہے | محصول کمزوروں سے مانگنا چاہیے

شبیخون تو تا بیابان زنگ
حملہ تیرا میدان زنگبار تک

تو دین پروری خصم کین پرورست
تو دیندار ہے دشمن کینہ پرور ہے

تو شمشیر گیرے و او جام گیر
تو تلوار لینے والا ہے اور وہ پیالہ لینے والا

تو با داد و او هست بیدادگر
تو عادل ہے اور وہ ظالم

تو بیداری و او بیخودی میکند
تو جاگتا یعنی ہوش میں ہے وہ بیہوشی کرتا ہے

بران بدکہ از جملہ شہر و سپاہ
وہ برا ایسا برا ہے کہ تمام شہر اور سپاہ کے

ببینے کہ روزی ہم آزار او
تو دیکھ لینا کہ ایک دن اسکا ستانا

نوازشگری ہای پدرام تو
مہربانیاں تیرے لوگونکو خوش رکھنے کی

ز حق دشمنے چند باطل ستیز
حق سے دشمنی کہاں تک ای جھوٹ پر لڑنیوالے

کمر بند و بیداری بخت بین
کمر باندھ اور اپنے نصیبے کی بیداری دیکھ

نباید کہ بندد ترا این خیال
نہ چاہیے کہ تیرے دل میں بندھے یہ خیال

تماشای او تا شبستان تنگ
سیر اسکی اسکے چھوٹے محل کے اندر تک

فرشتہ دگر اہرمن دیگرست
فرشتہ اور ہے اور دیو اور ہی ہے

تو بر سر نشینی و او بر سریر
تو دشمن کے سر پر چڑھ بیٹھتا ہے اور وہ تخت پر

تو میزان زور او ترازوی زر
تو ترازو زور کی اور وہ ترازو روپیے کی

تو نیکی کنی او بدی میکند
تو نیکی کرتا ہے وہ بدی کرتا ہے

ز نیکان ندارد کسے نیک خواہ
نیکوں سے کسی کو اپنا نیک خواہ نہیں رکھتا ہے

کسادی در آرد ببازار او
کھوٹا پن یعنی بیرونقی پیدا کریگا اسکی بازار میں

برآرد بہفتم فلک نام تو
بلند کرینگی برابر ساتویں آسمان کے نام تیرا

نگر تا کند باطل از حق گریز
دیکھ لینا جھوٹ حق کے آگے سے بھاگ جائیگا

کلہداری کن بر سر تخت شین
تاجداری کر اور تخت پر بیٹھا رہ

کہ دولت بملک ست و نصرت بمال
کہ دولت ملک سے ہے اور فتحمندی مال سے

سکندر بر تہمد دارا و فال زدن بفیروزی

سری کردن مردم از مردمیست — وگرنه همه آدمی آدمیست

سرداری کرنا آدمی کا لوگوں کی مروت کرنے سے ہے — اور جو نہین تمام آدمی اولاد آدم کی ہین

نه هر آدمی سرفرازی کند — سر آن شد که مردم نوازی کند

نہین ہر شخص سرداری کرتا ہے — سردار وہ ہوا جو رعایا پر مہربانی کرتا ہے

دد و دام را شیر از انست شاه — که مهمان نوازست در صیدگاه

درندون اور چارپایون کا اسوجہ سے شیر پادشاہ ہے — کہ مہمان نوازی کرتا ہے شکارگاہ مین

جهان جوی ازان نیست کاری بدست — بزنجیر و قفلش کنی پای بست

جہان کے لوگ اس سے خوش نہین ہوتے کہ لا کر تو ہاتھ مین — زنجیر اور قفل مین اوسے قید کرے تو

ز عیشش خوش انگه نشانش دهی — کزینش ستانی بدانش دهی

عیش خوش سے اسوقت نشانی سکو دے تو — کہ اس سے لیوے تو اور اسکو دے تو یعنی بخشش کرے تو

جوانمرد پیوسته باکس بود — کس آنرا نباشد که ناکس بود

جوانمرد یعنی سخی کے پاس ہمیشہ لوگ یعنی جماعت رہتی ہے — کوئی اوسکا نہین ہوتا ہے جو نالائق ہوتا ہے

بآنکس که او را خمیرست خام (پختہ) — همه کس دهد نان گندم بوام

اس شخص کو کہ اوسکا خمیر کچا ہے — سب لوگ دیتے ہین قرض روٹی گیہون کی

مروت تو داری و مردی تراست — بد اندیش را گنج با اژدهاست

تو مروت رکھتا ہے اور بہادری تیری لیو ہے — دشمن کے خزانے پر سانپ ہے یعنی کوئی نہین پاتا ہے

گر او تندر آمد تو هستی درخش — گر او گنجدان شد تو ئی گنج بخش

اگر وہ بادل کی گرج ہے تو تو بجلی ہے — وہ اگر خزانہ ہے تو خزانے کا بخشنے والا ہے

پدر گرچه با قوت شیر بود — نگین خواستن نرم شمشیر بود

باپ تیرا یعنی فیلقوس اگرچہ قوت شیر کی رکھتا تھا — نگینہ نکالنے مین نرم شمشیر یعنی لڑائی نہ پسند کرتا تھا

تو آن شیر گیری که در وقت جنگ — ز شمشیر تو خون شود خاره سنگ

تو وہ بہادر ہے کہ لڑائی کے وقت — تیری تلوار سے خون ہو جاتا ہے سنگ خارا

سکندر بر قہر دارا و فال

سکندر بر قهر دارا و فال

بجنگ سیاهان زنگی سرشت
جنگ حبشیون زنگی خلقت نے لڑائی مین

که بودند چون دیو دژخیم زشت
جو تھے مثل دیو کے بدصورت اور بدخصلت

چو با تیغ تو سرکشی ساختند
جب تیری تلوار سے اُنھون نے مقابلہ کیا

بجز سر چه در پایت انداختند
سوا تیرے پانؤن کے نیچے سر رکھدینے کے کیا کیا

چو زان سیلها بر نه گشتے چو کوه
جب اُس مثل سیلاب سے نہ منھ پھیرا تو نے مثل پہاڑ کے

ازین قطرها هم نگردی ستوه
ان قطرون سے بھی نہ عاجز ہوجائیگا تو

نهنگی که او پیل را پی کند
وہ گھڑیال کہ ہاتھی کے قدم کاٹتا ہے

ز آهو بره عاجزی کی کند
بکری کے بچے سے عاجزی کب کریگا

هژبر ژیان کی شود صید گور
شیر مست کب ہووے شکار گور کا

سیه مار کی روی تابد ز مور
کالا سانپ کب چیونٹی سے پھیرے مُنھ

عقابی که نخجیر سازی کند
وہ عقاب کہ شکار کرسکتا ہے

بفروجگان دستبازی کند
انڈے اُس سے کیا لڑ سکتے ہین

دگر کاختران نیک خواه تواند
اور سوا اسکے سب ستارے تیرے نیک ہین

همه خاکیان خاک راه تواند
تمام آدمی تیری راہ کے خاک یعنی فرمانبردار ہین

نمودار گیتی کشائی تراست
یہ سب نشان تیری ملک یعنی فتح کے ہین

خلل خصم را مومیائی تراست
شکست دشمن کی اور فتح تیری ہے

بچندین نشانهای فیروزمند
انھی فتحمند علامتون سے

بداندیش را چون نیاید گزند
دشمن کو کیونکر نہ پہونچے گی ایذا

بفالی کز اختر توان بر شمرد
اُس فال سے کہ تو ستارون سی شمار کرتا ہے

تو داری درین داوری دستبرد
تو ہی اس لڑائی مین غلبہ رکھتا ہی

همان در حروف خط هندسی
ان ہی حرفون کے خط ہندسی مین

تو غالب تری گر سخن بررسی
تو ہی زیادہ غالب ہے اگر بات سمجھے تو

پلنگر که لشکر کش زنگ بود ❊ بوقتی که با قوت جنگ بود

پلنگر که لشکر کھینچنے والا یعنی پادشاہ زنگ تھا ❊ جس وقت که لڑائی مین غالب تھا

بمغلوب و غالب چو بشتافتیم ❊ دران فتح غالب ترا یافتیم

قاعدہ غالب اور مغلوب مین جو دوڑے یعنی غور کیا ہمنے ❊ اُس فتح مین بھی تجھی کو غالب پایا تھا ہمنے

چو فیروز بود آن نمونش بفال ❊ درین هم توان بود فیروز حال

جس طرح اُس فال مین نشان فتحمندی کے تھے ❊ اسمین بھی ہونا چاہیے یعنی ہوگا تو فتحمند

شه از نصرت رهنمایان خویش ❊ حساب جهانگیری آورد پیش

پادشاہ مدد راہ بتلانیوالون اپنے یعنی عقلمندون کی ❊ حساب جہان لینے کا لایا آگے

بهر جا که شمشیر و ساغر گرفت ❊ به نیک اختری فال اختر گرفت

ہر موقع پر خواہ تلوار خواہ پیالہ لیتا یعنی رزم اور بزم مین ❊ خوش نصیبی کی فال ستارون یعنی نجوم سے لیتا تھا

بفرخندگی فال زن ماه و سال ❊ که فرخ بود فال فرخ بفال

مبارکی سے فال دیکھ مہینون اور برسون ❊ که مبارک فالی ہوجاتی ہے شگون دیکھنے سے

مزن فال بد کآورد حال بد ❊ مبادا کسی کو زند فال بد

مت دیکھ بُری فال جو لاوے وقت بُرا ❊ ایسا نہو کوئی شخص جو بُرا شگون دیکھے

بیا ساقی آن لعل پالوده را ❊ بیاور بشو این غم آلوده را

آ ساقی وہ صاف کی ہوئی شراب ❊ لا اور دھو یعنی آزاد کر اس غم دیدہ کو

فروزنده لعلی که ریحان باغ ❊ ز قندیل او بر فروزد چراغ

ایسی روشن شراب که باغ کے لالے کا ❊ قندیل یعنی روشنی اُسکی سے روشن ہو چراغ

آئینه ساختن حکیمان برای سکندر

آئینہ بنانا حکیمون کا سکندر کے واسطے

چہ فرخ بود روزے از بامداد
کیا مبارک ہوتا ہے وہ دن کہ صبح سے

نکوئی نہد رسم و بنیاد ہا
اچھی رسمیں اور نیک بنیادیں رکھتا ہے

سر از کوی نیک اختری بر زند
خوش نصیبی کے راستے سے سر نکالے

بہنگام سختی مشو نا امید
سختی کے وقت میں نا امید مت ہو

در چارہ سازی بخود در مبند
تدبیر کرنے کا دروازہ اپنے اوپر بند کر

نفس بہ کز امید یارے دہد
سانس بہتر ہے کہ مرد امید سے دیتی ہے

گرہ در میاور بابروی خویش
شکن نہ لا یعنی نہ ڈال اپنی ابرو پر

گزارندہ نقش دیبای روم
بیان کرنیوالا حالات روم کا

کہ چون شد سکندر جہان را کلید
کہ جب سکندر جہان کی کنجی ہو گیا

عروس جہان را کہ شد جلوہ ساز
جہان کی عروس کو کہ جب جلوہ دکھانیوالی ہوئی

نبود آئینہ پیش ازو ساختہ
آئینہ پہلے اوس سے کسی نے نہ بنایا تھا

ہمہ مرد را نیکے آید بیاد
سب لوگون کو نیکی کی یاد آوے

ز دولت بہ نیکے کند یاد ہا
دولت سے نیکنامی کی یادگاریں قائم کرتا ہے

بہ نیک اختری فال اختر زند
خوش نصیبی سے ستارونکی فال دیکھے

کز ابر سیہ بارد آب سپید
کہ کالی بدلی سے سپید پانی برستا ہے

کہ بسیار تلخے بود سودمند
کہ بہت کڑواہٹ یعنی تکلیف فائدہ مند ہوتی ہے

کہ ایزد خود امیدواری دہد
کہ خدا آپ امیدوار کی امید دیگا

در آئینہ فتح بین روی خویش
فتح کے آئینے میں اپنا منھ دیکھ

کند نقش دیباچہ را مہر موم
مہرنامے کے نقش موم پر ظاہر کرتا ہے

ز شمشیرش آئینہ آمد پدید
اوسکی تلوار سے آئینہ ہوا ظاہر

بآن روشن آئینہ آمد نیاز
اوس سے روشن آئینے کی خواہش ہوئی

بتدبیر او گشت پرداختہ
اوسکی تدبیر سے تیار ہوا آئینہ

ساختن حکیمان برای سکندر

آئینہ ساختن حکیمان برائے سکندر

نخستین عمل کآئینہ ساختند
پہلی مرتبہ جبکہ آئینہ بنایا

زر و نقرہ در قالب انداختند
سونا اور چاندی قالب میں ڈالا

چو افروختندش غرض بر نخاست
جب روشن کیا اسکو مطلب نہ نکلا

در و پیکر خود ندیدند راست
اوس میں صورت اپنی صاف نہ دیکھی

رسید آزمایش بہر گوہرے
امتحان کیا ہر جوہر یعنی ہر قسم سے

نمودند ہر یک دگر پیکرے
دکھلائی ہر ایک نے ایک دوسری صورت

سر انجام کآہن در آمد بکار
آخر کو جب لوہے کا عمل کیا

پذیرندہ شد گوہرش رانگار
اسکا جوہر نقش کو قبول کرنے والا ہوا

چو پرداخت رسام آہنگرش
جب بنایا نقاش یعنی کاریگر لوہار نے اوسکو

بصیقل فروزندہ شد گوہرش
جلاسے چمکنے لگا جوہر اوس کا

ہمہ پیکری را بد انسان کہ ہست
پوری پوری صورت جیسی کہ ہے

در و دیدہ رسام پیکر پرست
اوس میں دیکھی نقاش صورت بنانیوالے نے

بہر شکل میساختندش نخست
ہر شکل سے پہلے اسکو بناتے تھے

نمی آمد از وی خیالی درست
لیکن اس کی درستی کسی کے خیال میں نہ آتی تھی

بہ پہنا شدی چہرہ را پہن ساز
چوڑائی میں چہرہ چوڑا معلوم ہوتا تھا

درازیش کردی جبین را دراز
لمبائی اوسکی پیشانی یعنی منھ کو لمبا کردیتی تھی

مربع مخالف نمودی خیال
چوکور اسکے خلاف دکھلاتا تھا صورت

مسدس نشان دور دادی ز حال
چھ کونے کا دوری سے حال بتاتا تھا

چو شکل مدور شد انگیختہ
جب گول صورت کا اٹھایا یعنی بنایا گیا

تفاوت نشد یا وے آمیختہ
اوس میں فرق کی آمیزش نہ ہوئی

بعینہ ز ہر سو کہ برداشتند
جس طرف سے کہ اٹھایا جیسی کہ صورت پڑتی

نمایش یکے بود بگذاشتند
ایک ہی یعنی ویسی دکھائی دیتی تھی تب چھوڑا

بدین هندسه ز آهن تیره مغز / برافروخت شاه این نمودار نغز

اس تدبیر سے لوہے تاریک مغز سے / روشن کی سکندر نے یہ پسندیدہ یادگار

تو نیز ار دران آئینه بنگرے / بدست آری آئین اسکندرے

تو بھی اوس آئینے مین اگر دیکھے یعنی غور کرے / حاصل کرلے تو طریقہ سکندر کا

چو آن گرد گوهر آهن سخت پشت / بنرمی درآمد ز خوی درشت

جب وہ گول صورت کا لوہا سخت پشت / نرمی مین آیا سخت خوئی سے

سکندر در و دید پیش از گروه / ز گوهر بگوهر درآمد شکوه

سکندر نے اسمین دیکھا اگلے لوگوں سے / جوہر سے جوہر مین آئی رونق

چو از دیدن روی خود گشت شاد / یکی بوسه بر پشت آئینه داد

جب اپنے منھ دیکھنے سے خوش ہوا / ایک بوسہ آئینے کی پشت پر دیا

عروسی که این سنت آرد بجای / دهد بوسه آئینه را رونمای

جو عروس کہ یہ طریقہ بجالاوے / دے آئینے کو بوسہ رونمائی مین

بیا ساقی آن جام آئینه فام / بمن ده که بر دست به جای جام

آ ساقی وہ پیالہ چمکتا ہوا / مجکو دے کہ ہاتھ مین جگہہ پیالے کی بہتر ہے

چو زان جام کیخسرو آئین شوم / بدان جام روشن جهان بین شوم

جب اُس جام سے کیخسرو کا طریقہ اختیار کرون / اوس روشن جام مین جہان کی سیر کرون مین

خراج خواستن دارا از سکندر و جواب دادن او

خراج طلب کرنا دارا کا سکندر سے اور جواب دینا سکندر کا

بیا تا ز بیداد شوییم دست / که بی داد نتوان ز بیداد رست

آ کہ ظلم سے ہاتھ دھوئین ہم / کہ بے انصاف کے ظلم سے رہائی نہین ہوسکتی ہے

چو بندیم دل در جهان سال و ماه

کیا باندھے رہیں ہم دل جہان مین مہینوں اور برسوں

جهان وام خویش از تو یکسر برد

جہان قرض اپنا تجھ سے تمام لے لیگا

چو باران که یک یک مهیا شود

جسطرح پانی کا ایک ایک قطرہ کرکے جمع ہوتا ہے

بیا تا خوریم آنچه داریم شاد

آؤ تو خوشی سے کھائیں ہم جو کچھ رکھتے ہین

نهنگے بما بر گذر کرده گیر

ایک گھڑیال ہم پر گذرا ہوا فرض کر

از آن گنج کاورد قارون بدست

اس خزانے سے کہ قارون ہاتھ مین لایا

چه باید نهادن بر این خاک دل

کیا رکھنا چاہیے اس دنیا پر دل

از آن خشت زرین شداد و عاد

اس شداد و عاد کی سونے کی اینٹوں سے

درین باغ رنگین درختی نرست

اس باغ رنگین یعنی دنیا مین کوئی درخت یعنی آدمی ایسا نہ پیدا ہوا

گزارش کن زیور تاج و تخت

بیان کرنیوالے زیور تاج و تخت نے

یکی روز فارغ دل و شاد بهر

ایک دن خوشدل اور خوشحال

که هم دیوخانه است و هم غول راه

کہ گھر کا بھی دیو ہے اور راستے کا بھی شیطان

بجرعه فرستد بساغر برد

گھونٹ گھونٹ کرکے بھیجتا اور پیالہ بھرکے لیجاتا ہے

شود سیل و آنگه بدریا شود

سیلاب ہوجاتا ہے اور اُسوقت دریا مین جاتا ہے

درم بر درم چند باید نهاد

درم پر درم کب تک جمع کرکے رکھنا چاہیے

همان گنج ناخورده را خورده گیر

اُس نہ کھائے ہوے خزانے کو کھائے

سرانجام در خاک بین چون نشست

آخر کو دیکھ کیونکر خاک مین ڈوب گیا

کزو گنج قارون فرو شد بگل

کہ اوس سے خزانہ قارون کا دھنس گیا

چه آمد بجز مردن نامراد

کیا حاصل ہوا سوائے بے فیض مرجانے کے

که ماند از قفای تبرزن درست

کہ بڑھئی کے بسولے کی گردنی سے درست یعنی سلامت رہا

چنین گفت کان شاه فیروز بخت

ایسا بیان کیا کہ وہ بادشاہ فتحمند

بر آسوده بود از هوسهای دهر

دل آسودہ تھا دنیا کی خواہشوں سے

می ناب در جام شاہنشہی
خالص شراب بادشاہی پیالے مین
گہی پر ہمی کرد وگاہی تہی
کبھی بھرتا تھا اور کبھی پیتا تھا

حکیمان ہشیار دل پیش او
دانا عقلمند آگے اوس کے
خردمند مونس خرد خویش او
عقلمند غمخوار اُس یگانہ عقل کی

بہر نسبتے کامد از بانگ چنگ
ہر تان اور راگ مین کہ چنگ کی آواز سے نکلتے تھے
سخن شد بسے بر نمطہای تنگ
گویا باتین ہوتی تھین بہت مشکل طریقون سے

بہر جرعہ مے کہ شہ مے فشاند
ہر شراب کے گھونٹ مین جو بادشاہ پیتا تھا
مہندس درختی در وے نشاند
نجومی ایک درخت سین لگاتی یعنی خوش طالعی بیان کرتے تھے

درخشان شدہ مَی چو روشن درخش
شراب روشن ہوئی مثل روشن بجلی کے
قدح شکر افشان و مَی نوش بخش
پیالہ شکر چھاڑنیوالا اور شراب حیات بخشنے والی

دماغ نیوشندگان سرگران
دماغ سننے والون کے نہایت مست
ز نوش مَی و رود رامشگران
شراب پینے اور گانیوالون کے گانے سے

سرشک قدح نالۂ ارغنون
گرنے شراب اور آواز نغمہ نے
روان کرد از دیدہا رود خون
جاری کیا آنکھون سے دریا خون کا

زہے زخم کز زخمہ چون شکر
کیا خوب لگاتا مضراب کا کہ شکر کی طرح
شود رود خشکے بدو رود تر
خشک رود اس سے دریا ہوجاتا ہے یعنی باجے سے آواز نکلتی ہے

دران بزم آراستہ چون بہشت
اُس بہشت کی ایسی آراستہ مجلس مین
گل افشان تر از ماہ اردی بہشت
پھول زیادہ کھلے ہوے بہار کے مہینے سے

سکندر جہانجوی فرخ سریر
سکندر بادشاہ مبارک تخت پر
نشستہ چو بر چرخ بدر منیر
بیٹھا ہوا جیسے آسمان پر مثل روشن چاند کے

ز دارا در آمد فرستادہ
کہ دارا کے پاس سے آیا ایک قاصد
سخنگوی روشن دل آزادہ
صاحب تقریر عقلمند آزاد طبیعت

خراج خواستن دارا از سکندر و جواب دادن او

خراج خواستن دارا از سکندر و جواب دادن او

چو خسرو پرستان پرستش نمود
مثل شاہی قاعدہ دانوں کے آداب شاہی بجا لایا
هم او را و هم شاه خود را ستود
اسکی بھی اور اپنے بادشاہ کی بھی تعریف کی

چو کرد آفرین بر جهان پهلوان
جب تعریف جہان کے پہلوان یعنی سکندر کی کر چکا
شنیده سخن کرد با او روان
سنی ہوئی باتیں اوس سے بیان کیں

ز دارا درود آوریدش نخست
دارا کی طرف سے پہلے اوسکو دیا سلام
ندا ده خراج کهن باز جست
اور پھر محصول پرانے کا تقاضا کیا

که چون بود کز گوهرین تخت و تاج
کہ کیا ہوا جو موتی کی تخت و تاج یعنی مال و دولت سے
ز درگاه ما وا گرفتی خراج
ہماری درگاہ یعنی ہمارا خراج کیوں بند کیا تو نے

زبونی چه دیدی تو در کار ما
کمزوری کیا دیکھی تو نے ہمارے کام یعنی سلطنت میں
که بر روی سر از خط پرگار ما
کہ سر پھیرا تو نے خط پرکار یعنی ہماری اطاعت سے

همان رسم دیرینه را کار بند
اوسی اگلے طریقے پر عمل کر
مکن سرکشی تا نیابی گزند
سرکشی مت کر کہ نہ پاوے تو ایذا

سکندر ز گرمی چنان بر فروخت
سکندر گرمی سے ایسا آگ ہو گیا
که از آتش دل زبانش بسوخت
کہ دل کی آگ سے زبان اوسکی جلنے لگی

کمان گوشهٔ ابروش خم گرفت
اوسکی ابرو کی کمان کے گوشے میں خم آ گیا
ز تندیش گوینده را دم گرفت
اوسکی خفگی سے قاصد کا دم بند ہو گیا

چنان دید در قاصد راه سنج
ایسی طرح دیکھا طرف قاصد راہ چلنے والے کے
که از جوش دل مغزش آمد برنج
کہ جوش دل سے اوسکا دماغ پریشان ہو گیا

زبان چون بگرمی برآشفته شد
زبان جب گرمی سے اوبلنے لگی
سخنهای ناگفتنی گفته شد
باتیں قابل نہ کہنے کے بیان کر گیا

فرو گفت تلخی سخنهای سخت
کہیں تھوڑی باتیں اُس نے بھی سخت
چو گوید خداوند شمشیر و تخت
جس طرح مالک تلوار اور تخت کے یعنی بادشاہ کہتے ہیں

کرا در خرد رای باشد بلند — نگوید سخنہای ناسودمند

جو شخص صاحب عقل و تدبیر اور بزرگ ہوتا ہے — نہین بکتا ہے بیفائدہ یعنی بیہودہ باتین

زبان گر بگہ صبوری کند — ز دوری کن خویش دوری کند

زبان اگر غصے کے وقت صبر کرتی ہے — اپنے دور کرنے والے یعنی کاٹنے والے سے دور رہتی ہے

سخن گرچہ باد و زہازہ بود — نگفتن ہم از گفتنش بہ بود

بات سخت اگرچہ اوسمین کیسی ہی عمدگی ہو — اوسکا نہ کہنا بھی کہنے سے بہتر ہوتا ہے

چہ خوش گفت فرزانہ پیش بین — زبان گوشتین ست و تیغ آہنین

کیا اچھا کہا ایک انجام اندیش دانا نے — زبان گوشت کی ہے اور تلوار لوہے کی

نباشد بخود بر کسے مہربان — کہ گوید ہر آنچہ آیدش بر زبان

اپنے اوپر وہ شخص مہربان نہین ہے یعنی جان کو نہین چاہتا ہے — کہ کہتا ہے جو کچھ آتا ہے اوسکی زبان پر

خواستن دارا از سکندر روی خراج

گزارندہ پیری کیانی سرشت — گزارش چنین کرد ازان سرنوشت

بیان کرنیوالے بڈھے کیانی خلقت یعنی قاصد نے — بیان ایسا کیا اوس حال سے

جواب دادن او

کہ وقتیکہ از گوہر و تیغ و تاج — ز یونان شدی پیش دارا خراج

کہ جس وقت کہ موتی اور تلوار اور تاج سے — یونان سے سامنے دارا کے جاتا تھا خراج

دران گوہرین گنج بن ناپدید — بدے خایہ زر خدا آفرید

اوس موتی کے خزانے کی جڑ یعنی انتہا نہ تھی — ہوتے تھے سونے کے ڈلے قدرت خدا کی پیدا کیے ہوے

منقش یکے خسروانے بساط — کہ بینندہ را تازہ کردی نشاط

منقش ایک بساط قابل پادشاہون کے — جو دیکھنے والون کی طبیعت کو خوش کرتی تھی

چو قاصد زبان تیغ پولاد کرد — خراج کہن گشتہ را یاد کرد

جب قاصد نے زبان تیغ پولاد کیطرح تیز کی — پرانے خراج کو یاد کیا یعنی ذکر کیا

برو بانگ زد شہریار دلیر — کہ نتوان ستد غارت از تند شیر

اوسپر چلا اوٹھا بادشاہ دلیر — کہ نہین ممکن ہے لوٹ لینا تند شیر سے

خراج خواستن دارا

دارا از سکندر جواب

زمانه دگرگونه آئین نهاد
زمانے نے اب دوسری طرح کا طریقہ پیدا کیا

شد آن مرغ کو خایه زرین نهاد
گئی وہ چڑیا جو سونے کا انڈا رکھتی تھی

سپهر آن بساط کهن درنوشت
آسمان نے وہ پرانا بچھونا اولٹ دیا

بساطی دگر ملک را تازه گشت
ایک دوسرے بچھونے نے ملک کو تازہ کیا

همه ساله گوهر نخیزد ز سنگ
ہر سال لعل نہین پیدا ہوتا ہے پتھر سے

گهی صلح سازد جهان گاه جنگ
کبھی صلح کرتا ہے جہان کبھی لڑائی

بگردن کشی بر میاور نفس
مجھ سے غرور پر دم مت مار یعنی کچھ نہ کہہ

بشمشیر با من سخنگوی و بس
تلوار سے مجھ سے بات کر اور بس

ترا آن کفایت که شمشیر من
تجھکو وہی کافی ہے کہ تلوار میری

نیارد سر تخت تو زیر من
نہین لاتی ہے سر تیرے تخت کا میرے نیچے

چو من پا رکابی کرو برداشتم
جب مین نے ایک پاؤن کی رکاب اٹھائی یعنی اتنے پر قانع ہوں

عنان جهان بر تو بگذاشتم
باگ تمام جہان کی تیرے لیے چھوڑ دی مین نے

تو با آنکه داری چنان توشهٔ
تو باوجود اوسکے کہ رکھتا ہی ایسا توشہ یعنی بڑی سلطنت

رها کن مرا در چنین گوشهٔ
چھوڑ دے مجھکو اس ایک کونے مین

برآنم میاور که عزم آورم
اوسپر مجھے مستعد نہ کر کہ ارادہ کرون مین

بهم پنجگی با تو رزم آورم
برابری سے تیرے ساتھ لڑون مین

بیکسو نهم مهر و آزرم را
ایک طرف رکھدون محبت اور صلح کو

بجوش آورم کینهٔ گرم را
جوش دون مین کینۂ گرم کو

مگر شه نداند که در روز جنگ
شاید بادشاہ نہین جانتا ہی کہ لڑائی کے دن

چه سرها بریدم در اقصای زنگ
کتنے سر کاٹے مین نے کنارون زنگبار مین

بیک تاختن تا کجا تاختم
ایک حملے مین کہان تک دوڑ گیا مین

چه گردنکشان را سر انداختم
کتنے ظالمون کے سر کاٹے مین نے

کسی کارمغانی دہد طوق و تاج | چو زنہاریان چون فرستد خراج

جو شخص کہ تحفے مین دیتا ہے طوق اور تاج | فریادیون کی طرح کیون بھیجے محصول

ز من مصر باید نہ زر خواستن | سخن چون زر مصری آراستن

مجھسے شہر چاہیے نہ کہ روپیہ مانگنا | مجھسے بات مثل سکۂ زر مصر کے نرم کہنا چاہیے

ببین پایگاہ مرا تا کجاست | بدین پایہ باید ز من مایہ خواست

دیکھ مرتبہ میرا کہان تک پہونچا ہے | اس مرتبے پر مجھسے چاہیے روپیہ مانگنا

غرور جوانی بران آردت | کہ گردن بشمشیر من خاردت

غرور جوانی کا اسپر لاوے گا تجھکو | کہ گردن میری تلوار سے کھجلاویگا تیری

مینگیز فتنہ میفروز کین | خرابی میاور در ایران زمین

فساد مت پیدا کر اور کینہ مت بڑھا | خرابی زمین ایران مین نہ لا

ترا ملکی آسودہ بیداغ و رنج | مکن ناسپاسی دران مال و گنج

تیرے پاس بیفکری کا ایک ملک ہے بے داغ اور بے محنت | ناشکری مت کر اس مال اور خزانے مین

مسوزان بخود کامی ایام را | قلم در کش اندیشۂ خام را

مت جلا خود غرضی مین ایک زمانے کو | کاٹ دے یعنی دل سے نکال اندیشۂ ناقص کو

ز من انچہ برنا مد آنرا مخواہ | چنان باش با من کہ با شاہ شاہ

مجھسے جو کچھ نہو سکا اسکی خواہش نہ کر | ایسی طرح رہ میرے ساتھ جیسے بادشاہ بادشاہ سے

فرستادہ کین داستان گوش کرد | سخنہای خود را فراموش کرد

قاصد نے جب یہ باتین سنین | باتین اپنی بھول گیا

سوی شاہ شد داغ بر دل کشان | شتابندہ چون برق آتش فشان

بادشاہ یعنی دارا کے پاس گیا داغ دل پر لیکر | دوڑتا ہوا مثل آگ جھاڑنیوالی بجلی کے

فرو گفت پیغامہای درشت | کزو سرو بن را دو تا گشت پشت

بیان کیے سکندر کے سخت پیغام | جس سے کہ سرو قد یعنی دارا کی پیٹھ جھک گئی

دارا از سکندر جواب

چو دارا جواب سکندر شنید
جب دارا نے جواب سکندر کا سنا

یکی دور باش از جگر بر کشید
ایک آہ کلیجے سے کھینچی

که بی سکه را چه یارا بود
کہ ایک بے سکے کی کیا طاقت ہووے

که هم سکه نام دارا بود
کہ ہم سکہ یعنی ہمنام دارا کا ہووے

به تندی یکی داستان یاد کرد
غصے سے بہت مثالین یاد کین

کزان شد نیوشنده را روی زرد
کہ اس سے سننے والون کے منھ زرد ہوگئے

بخندید و گفت اندران زهر خند
ہنسا اور کہا اس غصے کی ہنسی مین

که افسوس بر کار چرخ بلند
کہ افسوس اوپر کام آسمان بلند کے

فلک بین چه ظلم آشکارا کند
آسمان کو دیکھ کیا ظلم ظاہر کرتا ہے

که اسکندر آهنگ دارا کند
کہ سکندر قصد لڑائی دارا کا کرتا ہے

سکندر نه خود گر بود کوه قاف
سکندر نہین اگر واقعی کوہ قاف ہووے

که باشد که با من شود هم مصاف
کون ہوتا ہے کہ مجھ سے مقابل ہو

چنان پشه را بجنگ عقاب
ایک ایسے مچھلے کو عقاب کی لڑائی مین

کم از قطره دان پیش دریای آب
کم ایک قطرے سے جان آگے دریای آب کے

بتک قاصدی را بدرگاه او
جلد ایک قاصد کو اسکی یعنی سکندر کی درگاہ مین

فرستاده شد چشم در راه او
بھیجا اور ہوا منتظر اسکا

یکی گوی و چوگان بقاصد سپرد
ایک گیند اور چوگان قاصد کو سونپا

قفیزی پر از کنجد ناشمرد
اور ایک بورہ بھرا ہوا بیشمار تلون سے

در آموختش راز آن پیشکش
سکھلایا بھید اسکو اس تحفے سے

بدان تعبیه شد دل شاه خوش
اس آراستگی سے بادشاہ کا دل خوش ہوا

سوی روم شد قاصد تیز گام
روم کی طرف جلد چلنے والا قاصد گیا

ز دارا پذیرفته با خود پیام
دارا سے اپنے پاس پیام قبول کرکے

دارا از سکندر وجواب

زره چون در آمد بر شاه روم — فروزنده شد همچو آتش ز موم
راہ سے جو آیا پاس پادشاہ روم کے — روشن ہو گیا مثل آگ کے موم سے

سر افگنده در پایهٔ بندگی — نمودش نشان پرستندگی
سر جھکایا بندگی کے پائے مین — دکھلایا اسنے نشان غلامی کا

نخستین گره کز سخن باز کرد — سخن را بچربی سر آغاز کرد
پہلے جو گرہ سخن سے اسنے کھولی — چرب زبانی سے باتین شروع کین

که فرماندهان حاکم جان شدند — فرستادگان بندهٔ فرمان شدند
کہ بادشاہ لوگ حاکم جان کے ہوتے ہین — ایلچی بندے حکم کے ہوتے ہین

چه فرمایدم شاه پیروز رای — که فرمان فرمانده آرم بجای
کیا فرماتا ہے میرے لیے بادشاہ فتحمند عقل — کہ حکم اپنے حاکم کا بجا لاؤن مین

سکندر بدانست کان عذرخواه — پیام درشت آرد از نزد شاه
سکندر نے جانا کہ وہ معافی مانگنے والا — سخت پیغام اپنے بادشاہ کے پاس سے لایا ہے

بپیغاره گفتا بیاور پیام — پیام آور از بند بگشاد کام
خفگی سے حکم دیا کہ لا پیام — قاصد نے بھی تالو سے بند کھولا

متاعی که در بنگه خویش داشت — بر آورد و یک یک فرا پیش داشت
جو چیزین کہ اپنے پاس وہ رکھتا تھا — نکالین اور ایک ایک سکندر کے سامنے رکھین

چو آورده پیش سکندر نهاد — به پیغام دارا زبان برگشاد
جب لائی ہوئی چیزین آگے سکندر کے رکھ چکا — دارا کے پیغام کے لیے زبان کھولی

ز چوگان و گو اندر آمد نخست — که تو طفل بازی بدین کن درست
چوگان اور گیند سے پہلے یہ ظاہر کیا — کہ اے لڑکے تو اس سے اپنا کھیل درست کر لے

وگر آرزوی نبرد آیدت — ق — ز بیهودگی دل بدرد آیدت
اور اگر آرزو لڑائی کی آتی ہے تجھ کو — تیری بیہودگی سے میرا دل مین درد آتا ہے

دارا از سکندر جواب

همان گنجد نا شمرده فشاند
وہی بیشمار تل پھیلا دیے
گزین بیش خواهم سپه بر تو راند
کہ اس سے زیادہ سپاہ تجھ پر لاؤنگا میں

سکندر جهان داور هوشمند
سکندر پادشاہ جہان کے عقلمند نے
وزین فالها دید فتح بلند
ان شگونوں میں بھی اپنی فتح عظیم دیکھی

مثل زد که هر کو گریزد ز پیش
مثال دی کہ جو شخص بھاگتا ہے آگے سے
بچوگان کشیدن فتد ان سوی خویش
چوگان سے کھینچنا طرف اپنے اوسکو

مگر شاه ازان داد چوگان بمن
مگر پادشاہ نے اس سے دی چوگان مجھ کو
که تا زو کشیم ملک بر خویشتن
کہ اوس سے کھینچوں میں ملک کو اپنی طرف

همان گوی کو را مرد اختر شناس
اور یہ گیند کو مرد ستارہ پہچاننے والا یعنی میں
بشکل زمین مے نهد در قیاس
بشکل زمین کے رکھتا یعنی کرتا ہوں اندازہ

چو گوے زمین شاه ما را سپرد
جب گیند زمین کا پادشاہ نے ہمکو سونپ دیا
بدین گوی خواهم ازو گوی برد
اسی گیند سے اس سے سبقت لیجاؤنگا میں

چو زینگونه کرد آن گزارش گری
جب اس طرح وہ گیند کی کیفیت بیان کر چکا
بکنجد در آمد ز رو آوری
تلون کی کیفیت کو بیان کرنے لگا

فرو ریخت کنجد بصحن سرای
بکھرا دیے تل مکان کے صحن میں
طلب کرد مرغان کنجد ربای
بلائیں چڑیاں تل کھانیوالیں

بیک لحظه مرغان درو تاختند
ایک دم میں چڑیاں اسپر دوڑیں
زمین را ز کنجد بپرداختند
زمین کو تلون سے صاف کر دیا

جوابست گفتا درین رهنمون
کہا سکندر نے اس سے بھی جواب ظاہر ہوتا ہے
چو روغن که از کنجد آید برون
جیسے کہ تیل تلون سے نکلتا ہے

که گر لشکر از کنجد انگیخت شاه
کہ اگر لشکر اوٹھایا یعنی لیکر آیا پادشاہ
مرا مرغ کنجد خور آمد سپاه
میری سپاہ مثل تل کھانیوالی چڑیوں کے ہوئی

دارا از سکندر در جواب

پس آنگه قفیزی سپندان خرد — بپاداش گنجد بقاصد سپرد

بعد اوسکے ایک بورہ چھوٹے سپند یعنی رائی کا — تلون کے عوض قاصد کو سونپ دیا

که شه گر کشد لشکری زین قیاس — سپاه مرا هم بدینسان شناس

کہ پادشاہ اگر لشکر کھینچے گا اس اندازے سے — سپاہ میری بھی اسی طرح پہچان

چو قاصد جوابی چنین دید سخت — بپشت خر خویش بربست رخت

جب قاصد نے ایک ایسا سخت جواب دیکھا — اپنے گھوڑے پر جانے کے لیے اسنے اسباب باندھا

بدارا رساند از سکندر جواب — جوابی گلوگیر چون زهرناب

جاکر دارا کو پہونچایا سکندر سے جواب — ایسا گلا دبانے والا جواب مثل زہر قاتل کے

برآشفت از آن طیرگی شاه را — که حجت قوی دید بدخواه را

نا خوش ہوا اُس سبکی سے پادشاہ یعنی دارا — کہ حجت دشمن کی زبردست دیکھی

جهاندار دارا بدان داوری — طلب کرد از ایرانیان یاوری

پادشاہ دارا نے اُس لڑائی مین — چاہی مددگاری ایرانیوں سے

ز چین و ز خوارزم و غزنین و غور — زمین آهنین شد ز نعل ستور

چین اور خوارزم اور غزنین اور غور سے — زمین لوہے کی ہوگئی گھوروں کی نعلوں سے

سپاهی بهم کرد چون کوه قاف — همه سنگ فرسای و آهن ب

ایک سپاہ جمع کی مثل کوہ قاف کے — سب پتھر کے پیسنے والی اور لوہے کے توڑنیوالے

چو عارض شمار سپه برگرفت — فروماند عقل از شمردن شگفت

جب بخشی فوج نے فوج کا شمار کیا — حیران ہوگئی عقل اوسکی گننے سے

ز جنگی سواران چابک رکاب — نهصد هزار آمد اندر حساب

جنگی سواروں چالاک رکاب سے — نولاکھ آئے حساب مین

جهانجوی چون دید کز لشکرش — همی موج دریا زند کشورش

سکندر نے جو دیکھا کہ اوسکے لشکر سے — ملک اوسکا مثل دریا کے لہرین مارتا ہے

سپاہے چو آتش سوی روم راند
ایک سپاہ مثل آگ کے روم کی طرف لے چلا

کجا او شد آن بوم را بوم خواند
جس جگہہ وہ گیا اوس زمین اتو بول گیا یعنی ویران ہوگئی

بارمن در آمد چو دریای تند
ارمن مین مثل دریاے تیز کے آیا

صبا را شد از گرد او پای کند
ہوا کے پانون اوسکی گرد سے کند ہوگئے

زمین بر زمین تا باقصای روم
جگہہ پر جگہہ روم کے کنارے تک

بجوشید دریا بلرزید بوم
اُبنڈا دریا اور کانپ اوٹھی زمین

علف در زمین گشت چون گنج گم
چارہ زمین کا مثل خزانے کے گم ہوگیا

ز نعل ستوران بیکانہ سم
کانسی کے ایسے سم گھوڑونکی نعل سے

پی شاہ گر آفتابے کند
قدم پادشاہ کا اگرچہ کام آفتاب کا کرے

بہر جا کہ آید خرابے کند
جس جگہہ کر جاتاہے ویران کرتاہے

بیا ساقی آن راوق روح بخش
آ ساقی اور شراب روح بخشنے والی

بکام دلم برفشان چون درخش
میرے دل کے تالو مین مثل بجلی کے چمکادے

من آور اخورم دلفروزی بود
مین اوسکو پیون روشنی دل کی ہووے

مرا او خورد خاک وزے بود
میری خاک کہاتا اسکو روزی ہووے

ترتیب کردن سکندر لشکر بحرب دارا

لشکر آراستہ کرنا سکندر کا دارا کی لڑائی کے واسطے

چہ نیکو متاعیست کار آگہے
کیا عمدہ چیز ہے واقف کار ہونا

گزین نقد عالم مبادا تہی
کہ اس نقد سے جہان خالی نہ رہے

بعالم کسے سر برآرد بلند
جہان مین وہ شخص سر زیادہ بلند کرتا ہے

کہ در کار عالم بود ہوشمند
کہ جہان کے کام مین ہووے عقلمند

ببازی نہ پیماید این راہ را
کھیل کی راہ سے نہین چلتا ہے یہ راہ

نیندازد آن آلت از بار خویش
نہین پھینک دیتا ہے وہ اپنا ہتیار بوجھ کے سبب سے

مفگن کول گرچہ عار آیدت
مت پھینک پوستین اگرچہ شرم آتی ہے تجھکو

خرے بر گریوہ ز سختے بمرد
ایک گدھا ٹیلے پر سختی سے مرگیا

ترتیب کردن سکندر لشکر بحرب دارا

گزارندہ شرح شاہنشہی
بیان کرنے والے حالات پادشاہی نے

کہ دارا چو لشکر بارمن کشید
کہ جب دارا نے طرف ارمن کی لشکر کشی کی

نبود آگہ اسکندر از کار او
خبردار نہ تھا اسکندر اسکے کام سے

رسیدند زنہاریان خیل خیل
پہونچے فریادی گروہ گروہ

شبیخون دارا در آمد براہ
یعنی شبیخون دارا کا راہ مین آگیا

پژوہندہ گفت بدخواہ مست
ایک مخبر نے بیان کیا کہ دشمن بے ہوش

برو شاہ اگر ایک شبیخون کند
اُس پر اگر بادشاہ ایک شبیخون مارے

نگہدارد از دزد بنگاہ را
محفوظ رکھتا ہے چور سے خیمے اپنے کو

کزو روزی آسان کند کار خویش
کہ اوس سے ایک دن سہل کریگا اپنا مشکل کام

کہ ہنگام سرما بکار آیدت
کہ جاڑے کے وقت تیرے کام آویگی

کہ از کاہلی جل با خود نبرد
کیونکہ کاہلی سے جھول اپنے ساتھ نہ لے گیا

چنین داد پرسندہ را آگہی
ایسی پوچھنے والے کو خبر دی

تو گفتی کہ آمد قیامت پدید
تو کہے کہ اب قیامت ظاہر ہوگئی

کہ آرد قیامت بہ پیکار او
کہ قیامت لاویگا اوسکی لڑائی مین

کہ طوفان بدریا در آمد روسیل
کہ دریا پر طوفان سیلاب لایا

ز پولاد پوشان زمین شد سیاہ
لوہا پہننے والون سے زمین سیاہ ہوگئی

شب و روز غافل شد آنجا کہ مست
رات اور دن غفلت مین رہتا ہے جہان کہ ہے

ز ملکش ہمانا کہ بیرون کند
ملک سے اُسکو تحقیق کر باہر نکالا ہے

سکندر بخندید و دادش جواب
سکندر ہنسا اور اسکو جواب دیا

که پنهان نگیرد جهان آفتاب
کہ آفتاب جہان کو پوشیدہ نہین لیتا ہے

ملک را بوقت عنان تافتن
بادشاہ کو حملہ کرنے کے وقت

بدزدی نشاید ظفر یافتن
چوری سے فتح پانا نہین چاہیے

پژوهنده دیگر آغاز کرد
دوسرے مخبر نے بیان کیا

که دارا بچندان سپه ساز کرد
کہ دارا نے اسقدر لشکر نہین آراستہ کیا

که آنرا شمردن توان در قیاس
کہ اسکو اندازے سے شمار کر سکین

کسانیکه هستند لشکر شناس
جو لوگ کہ لشکر کے پہچاننے والے یعنی بخشی ہین

سکندر بدو گفت یک تیغ تیز
سکندر نے اس سے کہا کہ ایک تیز تلوار

کند چرم صد گاو را ریز ریز
سو بیلون کے چمڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے

یکی گرگ را کو بود خشمناک
ایک بھیڑیے کو جو غصے مین ہووے

ز بسیاری گوسفندان چه باک
بہت بھیڑون کے ہونے سے کیا خوف ہے

سپه را جوابی چنان ارجمند
سپاہ کو ایسا قوی جواب

پسند آمد از شهریار بلند
بادشاہ بلند یعنی سکندر کا پسند آیا

خبر گرم تر شد بهر مرز مان
ہر دم پر خبر گرم ہوتی جاتی تھی

که آمد بروم اژدهای دمان
کہ آگیا روم مین پھنکار مارنیوالا اژدہا

سکندر چو دانست کان تند میغ
سکندر نے جب جانا کہ وہ تیز بدلی

به تندی برآرد همی برق تیغ
تیزی سے لیے آتا ہے بجلی تلوار کی

فرستاد تا لشکر از هر دیار
حکم بھیجا کہ ہر ملک سے لشکر

روانه شود بر در شهریار
روانہ ہو یعنی آوے میرے در دولت پر

ز مصر و ز افرنجه و روم و روس
مصر اور افرنجہ اور روم اور روس سے

شد آراسته لشکری چون عروس
آراستہ ہو گیا ایک لشکر مثل عروس کے

ترتیب کردن سکندر لشکر بحرب

ترتیب کردن سکندر لشکر بحرب دارا

چو انبوه شد لشکر بیکران ۔ عدو خواست از نام نام آوران
جب جمع ہو چکا بے انتہا لشکر ۔ گنتی چاہی بہادرون کے نام سے

خبر داد عارض که ششصد ہزار ۔ بر آمد دلیران مفرد سوار
بیان کیا بخشی نے کہ چھ لاکھ ۔ بہادر سوار لڑائی مین فرد ہین

چو شد ساخته کار لشکر تمام ۔ یکی انجمن ساخت بی رود و جام
جب درست ہوگیا سب کام لشکر کا ۔ ایک مجلس مقرر کی بغیر شراب اور گانے کی یعنی مشورے کو

نشستند بیدار مغزان روم ۔ بمہر ملک نرم کردند موم
بیٹھے روشن دماغ یعنی دانا روم کے ۔ اونھون نے پادشاہ کی مہر کے لیے موم کو نرم کیا

شه از کار دارا و پیکار او ۔ سخن راند و پیچید در کار او
سکندر نے دارا کے معاملہ اور اسکی لڑائی کا ۔ ذکر چھیڑا اور غور کیا اُس کام مین

چنین گفت کین نامور شہریار ۔ کمر بست بر جستن کارزار
اسطرح کہا کہ اس نامور پادشاہ یعنی دارا نے ۔ کمر باندھی ہے لڑنے پر

چه سازیم تدبیرش از صلح و جنگ ۔ که آمد بآویزش این کار تنگ
کیا تدبیر کرین ہم اوسکی صلح اور لڑائی سے ۔ کہ آ پہونچا قریب مقابلے کے یہ مشکل کام

اگر بر نیاریم تیغ از نیام ۔ بمردی ز ما بر نیارند نام
اگر ہم تلوار میان سے نہین کھینچتے ہین ۔ ہماری بہادری کا کوئی نام نہ لے گا

وگر تاج بستانم از تاجور ۔ به بیداد خود بسته باشم کمر
اور اگر دارا سے تاج و تخت لیے لیتا ہون ۔ آپ ہی ظلم پر گویا کمر باندھتا ہون

کیانی رای از ملک بیرون کنم ۔ من این رہزنی با کیان چون کنم
کیانیون کو کیونکر ملک سے نکالدون مین ۔ کیانیون سے یہ رہزنی کیونکر کرون مین

بترسم که آخر باین طیرگی ۔ بد اندیش مارا دہد چیرگی
ڈرتا ہون کہ آخر کو بسبب اس غصّے کے ۔ دشمن یعنی دارا کہین مجھے شکست نہ دے

چه تدبیر باشد درین رسم و راه
اس باب مین کیا تدبیر اور کیا راہ نکلتی ہے

باندیشهٔ خوب و رای صواب
خوب غور اور پسندیدہ تدبیرون سے

جهاندیده پیران بیدار هوش
جہاندیدہ بڑھے عقلمند لوگون نے

بپاسخ گشادند یکسر زبان
جواب کے لیے سبھون نے باتفاق زبان کھولی

که سرسبز باد آن همایون درخت
کہ ہرا بھرا رہے وہ مبارک درخت

بتاج و به تختش جهان تازه باد
اُسکی سلطنت سے جہان تازہ رہے

همه رای تو هست چون دین درست
دین کی طرح تیری تدبیر بھی درست ہے

ولیکن ز فرمان تو نگذریم
لیکن تیری حکم سے کبھی ہم درگذر نہین کر سکتے ہین

چنان هم دل آید جهاندیده را
ایسا جہاندیدہ لوگون کے دل مین آتا ہے

که چون کینه ورزد دل کینه خواه
کہ جب دشمنی اختیار کرلیتا ہے دل دشمن کا

تو نیز آتش کینه را بر فروز
تو بھی دشمنی کی آگ کو روشن کر

کزو کار ما بر نگردد تباه
جس سے میرا کام نہ بگڑے

پدید آورید این سخن را جواب
اس بات کا جواب تم سب لوگ مجھکو دو

چو گفتار گوینده کردند گوش
جب یہ باتین سکندر کی سن لین

دعا تازه کردند بر هر زبان
دعا پھر از سر نو سکندر کو دی

که نامش بلندست و نیروش سخت
جسکا نام بڑا ہے اور قوت اوسکی زبردست

سر خصم او تاج دروازه باد
سر دشمن کا اسکے دروازے کا تاج یعنی لٹکا رہے

درستی چه باید ز ما باز جست
ہملوگون سے درستی کیا ڈھونڈھنے کی ضرورت ہے

بجز راه فرمان تو نسپریم
سوا تیرے حکم کے اور راہ نہین چلتے ہین

همان زیرکان پسندیده را
اور ایسا ہی نامور داناؤنکو پسند معلوم ہوتا ہے

همه خار وحشت بر آید ز راه
راہ مین تمام کانٹے وحشت کے نکل آتے ہین

که فرخ بود آتش کینه سوز
کہ اچھی ہوتی ہے آگ کینہ جلانے والی

ترتیب کردن سکندر لشکر بحرب

کردن سکندر لشکر بجرب دارا

تو سرو نوی خصم بید کهن
تو تازہ سرو ہے یعنی نوجوان اور دشمن پُرانا بید یعنی بڈھا

کهن باغ را وقت نو کردنست
پُرانے باغ کے تازہ کرنے کا وقت ہے

بدیباچهٔ این دولت تازه عهد
اس دولت تازہ عہد یعنی اپنی سلطنت کے دیباچے

بداندیش تو هست بیدادگر
دشمن تیرا یعنی دارا ظالم ہے

چه باید هراسید ازان کسی
تجھکو اُس شخص سے کیوں ڈرنا چاہیے

قلم درکش آیین بیداد را
قلم کھینچ ظلم کے طریقے پر

ز خصم تو چون مملکت گشت سیر
تیرے دشمن سے جب بادشاہت آسودہ ہوگئی

تنوری چنین گرم در بند نان
تندور ایسا تیز ہے روٹی او سینے لگا

کجا شاه را پای مارا سرست
جہان بادشاہ کا قدم ہے ہمارا سر ہے

تمنای شه را که برهم زند
خواہش بادشاہ کی کون روک سکتا ہے

بر آن ختم شد رخصت رهنمون
اسپر ختم ہوئی اجازت راہ بتانیوالونکی

کجا سرکشد بید با سروبن
کیونکر سرکشی کرسکتا ہے بید سرو کے درخت سے

نوان را حساب و کرو نیست
پرانوں کے تراشنے چھانٹنے کا وقت ہے

عروس جهان را برآرای مهد
جہان کی عروس کا گہوارہ آراستہ کر

به پیچید رعیت ز بیداد سر
ظلم سے رعیت سر پھیر لیتی ہے

که دارد بهم از خانه دشمن بسی
جو اپنے گھر ہی میں بہت دشمن رکھتا ہووے

کفایت کن از خلق فریاد را
کفایت کر لوگون کی فریاد پر

بخصم افگنی پای در ره دلیر
دشمن کے گرانے کے لیے بہادرانہ قدم رکھ

ره انجام را گرم ترکن عنان
راہ طے کرنیوالے یعنی گھوڑے کی باگ تیز کر

و گر کوگزین داوری برترست
ایسا کون شخص ہے جو اس مقدمہ سے علیحدہ ہے

کرا زهره باشد که این دم زند
کسکی طاقت ہے کہ اس مین دم مار سکے

که شه پیشدستی نیارد بجنگ
کہ بادشاہ لڑائی مین پیشقدمی نہ کرے

نگهدارد آزرم تخت کیان

نگاہ رکھے خرم تخت کیانیون کی

سکندر چو در حکم این داوری

سکندر نے جب اس مقدمے مین

بدستوری رخصت راستان

بطور اجازت سچے یعنی داناؤن کے

یکی روز کز گردش روزگار

ایک دن کہ زمانے کی گردش سے

بفال همایون ترتیب راه

مبارک فال مین راہ کی آراستگی سے

عنان تاب شد شاه فیروز جنگ

پھیری باگ پادشاہ لڑائی پر فتح پانیوالی نے

ز شمشیر پولاد چون شیر مست

فولاد کی تلوار سے مثل شیر مست کے

سپاهی چو زنبور پر نیشتر

ایک سپاہ مثل بھڑ کے ڈنک اور یعنی لڑنیوالی

نشان باز جست از درفش بلند

نشان کے پیچھے ڈھونڈھا بلند نیزہ

بوقتی که آن وقت سازنده بود

اس وقت جب کہ گھڑی موافق تھی

بسی برتر از کاویانی درفش

بلند زیادہ کاویانی نیزے سے

بخونریزی اول نه بندد میان

پہلے لڑائی پر کمر باندھے

ز لشکرکشان یافت آن یاوری

سرداروں سے وہ مدد پائی

بلشکرکشی گشت همداستان

لشکرکشی سے ہوا متفق

بدست آمدش طالع کامگار

اسکے ہاتھ آیا مقصد ور نصیبہ

بفرمود کز جای جنبد سپاه

فرمایا کہ کوچ کرے لشکر

میان بسته بر کین بدخواه تنگ

کمر باندھی دشمن کی لڑائی پر مضبوط

بکشور کشائی کلیدی بدست

ملک فتح کرنے کی ایک کنجی اسکے ہاتھ مین

ز غوغای زنبور هم بیشتر

بھڑون کے ہجوم سے زیادہ

که ماند از فریدون فیروزمند

جو کہ باقی تھا فتح مند فریدون پادشاہ سے

فلک دوستان را نوازنده بود

آسمان دوستون کا سرفراز کرنے والا تھا

بمنجوق بر زد پرند بنفش

برابر چتر کے لگائی اودی چادر

سکندر لشکر بحرب

ترتیب کردن سکندر لشکر بحرب

صنوبر ستونے ز پیچ ارش
ایک ستون صنوبر سیدھا پیچ ہاتھ کا

بخون جگر یافته پرورش
خون جگر سے پرورش پایا ہوا

بر و اژدها پیکرے از حریر
اُسپر ایک اژدہے کی شکل حریر سے بنی ہوئی

که بیننده را زو بر آمد نفیر
کہ دیکھنے والے اُس سے فریاد کرتے تھے

زده بر سر از جعد پرچم کلاه
سر پر رکھے ہوے سیاہ پھریرے کی ٹوپی

چو بر قلۂ کوه ابر سیاه
جیسے پہاڑ کی چوٹی پر سیاہ بادل

بفرسنگها بود پیدا ز دور
کوسون دور سے ظاہر ہوتا تھا

عقابے سیه پر و بالش ز نور
ایک عقاب سیاہ پروالا اور بازو اُسکے نور کے

شد آن اژدها با چنین لشکرے
گیا وہ اژدہا ایسے لشکر سے

بسر بر چنان اژدها پیکرے
سر پر ایک ایسے اژدہے کی شکل

جهان کرد ز آشوب خود گردناک
جہان کو گرد آلودہ کیا اپنے پریشان کرنے سے

ز بهر چه از بهر یک مشت خاک
کسواسطے صرف ایک مٹھی بھر خاک یعنی زمین کے لیے

ازین گربه گون خاک تا چند چند
اس خاکی رنگ کی بلی کو کب تک

بشیری توان کردنش گرگ بند
بہادری سے اُسکو کرنا چاہیے قید

جهان یک نوالست پیچیده سر
جہان ایک لپٹا ہوا لقمہ ہے

درو گاه حلوا بود گه جگر
کبھی اُسمین حلوا ہوتا ہے کبھی کلیجہ

فلک شد ز بلندی زمین در مغاک
آسمان بلندی پر زمین گڈھے یعنی پستی مین

یکی طشت خون شد یکی طشت خاک
ایک طشت خون کا ہو گیا ایک طشت خاک کا

نبشته بر این هر دو آلوده طشت
لکھے ہیں ان دونون بھرے ہوے طشتون پر

ز خون سیاوش بسی سرگذشت
سیاوش کے خون سے بہت حالات

زمین گر بضاعت برون آورد
زمین اگر اپنی پونجی باہر نکالے

همه خاک در زیر خون آورد
تمام زمین خون مین ڈوب جاوے

نیفتد درین طشت فریاد کس	که بربسته شد راه فریاد رس
نہین اتفاق پڑتا ہے فریاد کا اس طشت مین کسیکو	کہ بند ہو گئی راہ فریاد پہونچنے والے کی
چو فریاد را بر گلو بسته راه	گلو بسته به مرد فریاد خواه
جب فریاد کے گلے کی راہ بند ہے	فریادی شخص کا گلا بند بہتر ہے
به ار پرده خود حصاری کنی	بخاموشی خویش کاری کنی
بہتر ہے جو اپنے پردے کا حصار کرے تو	جب بیٹھے ہوے اپنا کام کرے تو
بیا ساقی آن آتش توبه سوز	با تشگه مغز من بر فروز
آ ساقی وہ آگ یعنی شراب توبہ کی جلانیوالی	میرے دماغ کے آتشدان مین روشن کر
به مجلس فروزی دلم خوش بود	که چون شمع بر فرقم آتش بود
مجلس روشن کرنے مین میرا دل خوش ہووے	جب کہ شمع کی طرح میرے سر پر آگ ہووے

رای زدن دارا در کار اسکندر با خاصان خویش

مشورہ کرنا دارا کا سکندر کی لڑائی مین اپنے اراکین سے

خردمند را خوبی از داد اوست	پناه خدا ایمن آباد اوست
عقلمند کو خوبی اسکے یعنی خدا کے دینے سے ہے	پناہ خدا کی اوسکی پناہ کی جگہ ہے
کسی کو بدین ملک خرسند نیست	بنزدیک دانا خردمند نیست
جو شخص کہ اس دنیا مین قناعت کرنیوالا نہین ہے	نزدیک داناؤن کے عقلمند نہین ہے
خرد نیک همسایه شد زان بدست	که همسایه کوی نابخردست
عقل بہت نیک ہمسایہ آدمی کی اُس سبب سے بد ہے	کہ پڑوسی بیوقوف یعنی نفس امارہ کی گلی کی ہے
چو در کوی نابخردان دم زنی	به ار داستان خرد کم زنی
جب بیعقلون کے راستے مین بات کرے تو	بہتر ہے اگر باتین عقل کی کم کرے تو

درین رہ کسے خانہ آباد کرد
اس راہ مین اُس شخص نے گھر آباد کیا
کہ گردن زد دہقانے آزاد کرد
جسنے گردن گاؤن کی ملکیت سے چھڑائی

تو نیز ار نہی بار گردن ز دوش
تو بھی اگر بار گردن کاندھے سے اُتار دے
ز گردن زنان برنیاری خروش
گردن مارنے والون سے شور نہ کرے تو

چو دریا بسرمایۂ خویش باش
مثل دریا کے اپنی پونجی پر قانع رہ
ہم از بود خود سود خود برتراش
اپنی ہی ذات سے اپنا فائدہ نکال

بمہمانے خویش تا روز مرگ
اپنی مہمانی کے لیے مرنے کے دن تک
درختی شو از خویشتن ساز برگ
ایک درخت ہوجا اپنا توشہ آپ بنالے

چو پیلہ ز برگ کسان خورد گاز
جب ریشم کے کیڑے نے اور پتیون کو چرا
ہمہ تن شد انگشت وقی کرد باز
تمام بدن کوئلہ ہوگیا اور پھر قے کی

گزارندہ پیری ہم از موبدان
پُرانے مورخون مین سے ایک مورخ نے
گزارش چنین کرد با بخردان
اس طرح بیان کیا عقلمندون سے

دارا در کار سکندر با خاصان خویش

کہ چون شاہ روم آمد آراستہ
کہ جب پادشاہ روم کا یعنی سکندر آراستہ ہوکر آیا
ہمش تیغ در دست و ہم خواستہ
تلوار ہاتھ مین لیے اور ڈھال بھی لگائے ہوئے

خبر گرم شد در ہمہ مرز و بوم
خبر مشہور ہوئی تمام سرزمین مین
کہ آمد برون اژدہائی ز روم
کہ نکل آیا ایک اژدہا روم سے

ببرخاش دارا سرافراختہ
دارا سے لڑائی کے لیے سر اُٹھائے ہوئے
ہمہ آلت داورے ساختہ
سب ہتیار لڑائی کے درست کیے ہوئے

جہان را بدین مژدہ نوروز بود
جہان والون کو یہ خوشخبری نوروز کی ہوئی
کہ بیداد دارا جہان سوز بود
کہ ظلم دارا کا جہان کا تباہ کرنیوالا تھا

از و بوم کشور بیکبارگے
اُسکے ملک کی سرزمین کے لوگ ایکبارگی
ستوہ آمدند از ستمگارگے
عاجز آگئے تھے اُسکے ظلم سے

ز دارا بپرسش خاسته
دارا کے پوچھنے یعنی اسکی افتادگی دل آچاٹ

چو دارای دریا دل آگاه گشت
جب دریا دل دارا واقف ہوا

ز پیران روشندل رای زن
روشن دل اور تدبیر بتلانیوالے بڈھون سے

ز هر کاردانی برای درست
ہر ایک عقلمند سے راے درست

که بدخواه را چون در آرد شکست
کہ بدخواہ کو کیونکر شکست دیوے

چه افسون در آموزد از رهنمون
کیا جادو سکھاتے ہین راہ بتلانیوالے

چو در جنگ پیروزیش دیده بود
جب کہ لڑائی مین فتحمندی اسکی دیکھ چکے تھے

نگفتش دران کار کس چاره
نہ بتائی اوسکو اس کام مین کسی نے کوئی تدبیر

چو دانسته بودند کو سرکش است
چونکہ جانتے تھے کہ وہ یعنی دارا ظالم ہے

سخنهای کس نیارد بگوش
کسی کی بات نہ سنیگا یعنی نہ مانیگا

بتخمه در از زنگه شاوران
زنگہ شاوران کی اولاد سے

که بهر سکندر بپیراسته
سکندر کی مجلس مین آراستہ یعنی

که هیچ سکندر ز دریا گذشت
کہ لہر یعنی لشکر سکندر کا دریا سے اوترنا

برآراست پنهان یکی انجمن
پوشیدہ آراستہ کی ایک مجلس

دران داوری چاره کار جست
اس مقدمے مین چارہ کار کی جستجو کی

بلای چرخ را چون کند پای بست
بلاے آسمانی کو کیونکر قید کرے

که آید ز کار سکندر برون
کہ سکندر سے لڑائی مین غالب آوے

ز پیروز جنگیش ترسیده بود
لڑائی مین اسکی فتح ہونے سے ڈرے ہوئے تھے

نخوردش غمی هیچ غمخواره
نہ غمخواری کی اسکی کسی غمخوار نے

بسوزندگی گرم چون آتش است
غصے مین تیز مثل آگ کے ہے

دران کار بودند یکسر خموش
اس کام مین تمام لوگ چپ رہے

سری بود نامی ز نام آوران
ایک نامور سردار تھا بہادرون مین

دارا در کار سکندر باز خاصا

فرایبرز نامے کہ از فرّ و برز	تنش چون تنی بود و بازو چو گرز
فرایبرز نام تھا کہ دیدبے اور شان سے	بدن اُسکا تن ایک جوشن کے اور بازو اُسکے گرز تھے
بہ بیعت دران انجمن گاه بود	ز احوال پیشینه آگاه بود
بطریق نوکری کے اُس مجلس مین موجود تھا	اگلے حالات سے واقف تھا
ثنا گفت بر شاه و بر بزم شاه	کہ آباد باد از تو این بزمگاه
تعریف کی اور دعا دی پادشاه اور مجلس الیون کو	کہ آباد رہے تیری ذات سے یہ مجلس
مبادا تہی عالم از نامِ تو	ہمان جنبش دور از آرامِ تو
خالی نہ رہے جہان تیرے نام سے	تکلیف دور رہے تیرے آرام سے
گذشتہ نیای من از عہد پیش	چنین گفت با من در اندرز خویش
جدِ مرحوم میرا اگلے زمانے کے حالات سے	ایسا بطریق نصیحت کے مجھ سے کہتا تھا
کہ چون کرد کیخسرو آہنگ غار	خبر داد ازان جام گوہر نگار
کہ جب کیخسرو نے غار مین بیٹھنے کا ارادہ کیا	بتلایا تھا اُس جام گوہر نگار یعنی جہان نما سے
کہ در طالع ملک ما تا نہ دیر	فرود آید اختر ز بالا بزیر
کہ ہمارے ملک کے نصیبے مین جسکو ابھی دیر ہے	بلند اختری کا زوال جب آوے گا
برون آید از روم گردنکشی	زند در ہر آتشکده آتشی
نکل آوے گا روم سے ایک پادشاه	لگاویگا ہر ایک آتشکدے مین آگ
ہمہ ملکِ ایران بدست آورد	بتختِ کیان برنشست آورد
ایران کا تمام ملک نے لیگا	کیانیون کے تخت پر بیٹھے گا
جہان گیرد او ہم نماند بجای	سرانجام او ہم در آید ز پای
تمام جہان کو لے لیگا لیکن وہ بھی قائم نہ رہیگا	آخر کو وہ بھی جلد گذر جائیگا
مبادا کہ آن مرد رومی نژاد	درین قالب افتد کہ ہرگز مباد
ایسا نہو کہ وہ مرد رومی پیدائش	اِس جسم مین ہو اور خدا کرے ایسا ہرگز نہو

دارا در کار سکندر با خاصان خویش

بہ آن شاہ بر پنج زد نام او | نیارد درین کشور آرام او

بہتر ہوا گر بادشاہ اُس کے نام کو مٹا دے | اِس ملک میں اوسکو رہنے نہ دے

نباید کہ زو دولت آید برنج | کہ مفلس بجان کوشد از بہر گنج

ایسا نہو کہ آپ کو اُس سے صدمہ پہونچے | کیونکہ مفلس خزانے کے واسطے جان دیدیتا ہے

فریبی فرستش کہ طاعت کند | بیک روم تنہا قناعت کند

وہ فریب دے اُسکو کہ اطاعت کرے | صرف ایک روم پر قناعت کرے

فریب خوش از خشم ناخوش بہ است | بر افشاندن آب ز آتش بہ است

اچھا فریب بُرے غصے سے بہتر ہے | چھڑکنا پانی کا آگ پر بہتر ہے

مکن تکیہ بر زور بازوی خویش | نگہدار وزن ترازوی خویش

بھروسا اپنے زور بازو پہ نہ کر | اندازہ کرے وزن اپنے مقابل کا

بر آتش میاور کہ کین آورد | سکاہن با آہن کمین آورد

اُسپر اسے سستدست کر کر لڑائی پر آمادہ ہو | بھورجب لوہے پہ مقابلہ آتا ہے

اگر سہم شیرے بیفتد ز شیر | خروس استرے مغزش آرد بزیر

جب خوف بہادری کا جاتا رہتا ہے شیر سے | ایک سرکش خچر اُسکا بھیجا نکال لیتا ہے

بناموس باید جہان داشتن | وزانجاست رایت برافراشتن

آبرو سے چاہیے سلطنت کرنا | اور بعد اُسکے ہے نشان بلند کرنا

برون آرش از دعوی ہمسرے | گرین پایہ یابد کند سرورے

اُسکے مقابلے کے دعوے کو دل سے نکال دے | ایسا نہو کہ یہ مرتبہ پاکر سرداری کرے

ہر آن جو کہ با زر بود ہم عیار | بپنج زر آرندش اندر شمار

جو جو کہ سونے کے ساتھ تلتا ہے | سونے کی تول میں اُسکا شمار کرتے ہیں

بسا شیر درندہ و سہمناک | کہ از نوک خاری در آید بخاک

بہت خوفناک اور آدمی کو پھاڑ ڈالنے والے شیر | جو ایک کانٹے کی نوک سے مرجاتے ہیں

دارا در کار سکندر با خاصان خویش

چو با کودکے گرم کینی کنے
اگر تو ایک بچے سے دشمنی کرتا ہے تو

مبین خرد اگر خرده بینی کنے
چھوٹا نہ جان اگر باریک بین ہے تو

ببینیش از آن پشه نیشدار
اندیشہ کر اس مین ڈنک والے مچھر سے

که نمرود را گفت پیش دار
جس نے نمرود کا سر جھکا دیا

جهان آنکسے راست کو در نبرد
جہان اُسکے لیے ہے جس نے لڑائی مین

پے مردی نگذاشت بر هیچ مرد
قدم مردی کا نچھوڑا یعنی لڑائی نہ کی آدمی سے کبھی

گرسنه چو با شیر خاید کباب
بھوکا شخص جب شیر کے ساتھ کباب کھاتا ہے

بفربه ترین لقمه آرد شتاب
موٹے سے موٹے نوالے پر دوڑتا ہے

ز بیگانه گر هست فرزند زن
غیر آدمی سے اگرچہ لڑکا ہے عورت کے

که هم جامه گردد شود جامه کن
جب برابری کریگا کپڑے اُتاریگا یعنی رسوا کریگا

چو شد جامه بر قد فرزند راست
جب ہوگیا کپڑا لڑکے کے بدن پر اپنا ٹھیک

نباید دگر مهر فرزند خواست
اُس سے لڑکون کی سی محبت کی امید چاہیے

چو بالا برآرد گیاه بلند
جب بڑی ہوجاتی ہے نہایت گھانس

سهی سرو را باشد از وی گزند
درخت سرو کو اُس سے تکلیف پہونچتی ہے

ز پند بزرگان نباید گذشت
بزرگون کی نصیحت سے درگذر نہ کرنا چاہیے

سخن را ورق در نباید نوشت
بات کے ورق کو اولٹنا یعنی بھولنا نہ چاہیے

که چون آزموده شود روزگار
کہ جب آزمایا جائیگا خوب زمانہ

بیاد آیدت پند آموزگار
یاد آوینگی تجکو نصیحتیں سکھانیوالے کی

سگالش گری کو نصیحت شنید
جس انجام اندیش نے کہ وہ نصیحت سُنی

در چاره را در کف آرد کلید
تدبیر کے دروازے کی کنجی ہاتھ مین لایا

شه از پند آن پیر پالوده مغز
بادشاہ اُس روشن دماغ بڈھے کی نصیحت سے

هراسان شد از کار آن پای لغز
ڈر گیا اُس ٹھوکر یعنی کام کی خرابی سے

ولیکن نکشت آتش گرم را — بسر کوچکی داشت آزرم را

اور لیکن دارا نے نہ بجھایا گرم آگ کو — نامردی سمجھا صلح کرنے کو

شد از گفتهٔ رای زن خشمناک — بپیچید چون مار بر روی خاک

بادشاہ تدبیر بتلانیوالے یعنی فرتوت سے خفا ہوا — سانپ کی طرح زمین پر پیچ و تاب کھانے لگا

گره بر زد ابروی پیوسته را — گشاد از گره چشم سر بسته را

ملی ہوئی بھوون یعنی شکنین ڈالین — کھولدیا گرہ سے بندھے ہوئے غصے کو

درو دید چون اژدها در گوزن — بخشمی که دور افتد از سنگ زن

اسکی طرف دیکھا جیسے اژدھا بارہ سنگھے کو — اس غصے سے کہ دور جا پڑے وزنی پتھر سے

که در من چه نرم آهنی دیده — که پولاد او را پسندیده

کہ مجھ مین یادشمنت استقدر سختی کی کیا نرمی دیکھی تو نے — کہ سکندر کے فولاد کو پسند کیا یعنی اسکا لوہا مان گیا تو

نماید بمن مردی اهل روم — ره کوره آتش برآری بموم

بیان کرتا ہی مجھ سے بہادری رومیون کی — آگ کی بھٹی کی راہ موم سے بند کرتا ہے تو

بگه برگ ساکن کنی باد را — هراسانی از بید پولاد را

گھاس کے تنکے سے روکتا ہے تو ہوا کو — ڈراتا ہے بید سے فولاد کو

عقابان ببازی کبکان بجنگ — سر نازنینان درآید بسنگ

عقاب اور چکورون کی لڑائی کو بازی سمجھتا ہی تو — نازنینون یعنی کمزورون کا سر پتھر سے ٹوٹ جائیگا

چه بندم کمر در مصاف کسی — که دارم کمربسته چون او بسی

کمر کیا باندھون مین ایسے شخص کی لڑائی مین — کہ رکھتا ہون اس ایسے بہت غلام

دلیری کند بر من آن ناولیر — چو گورگر از نده با شرزه شیر

بہادری کرتا ہے مجھپر وہ بودا یعنی سکندر — مثل گور خر کے حملہ کرنیوالے مست شیر پر

سرش لیکن آنگه سر آید ز خواب — که شیر از تنش خورده باشد کباب

مگر سر اسکا اوس وقت نیند یعنی غفلت سے چونکے گا — جب شیر اسکے جسم کی بوٹیان کھا لیگا

دارا در کار سکندر با خاصان خویش

رای زدن دارا با خاصان

چو من بر سر خسروان افسرم
مین جبکہ اور بادشاہون کے سر پر تاج یعنی سردار ہون

چہ اندیشہ باشد ز اسکندرم
مجھکو سکندر سے کیا خوف ہووے

بود خایہ مرغ سخت و گران
انڈا مرغ کا اگرچہ بڑا اور سخت ہوتا ہے

نہ چون تیشہ خایہ آہنگران
لیکن لوہارون کی ہتوڑے اور نہائی کی برابر نہین ہوتا

کہ دانست کین کودک خردسال
کون جانتا تھا کہ یہ کم سن لڑکا یعنی سکندر

شود با بزرگان چنین بدسگال
بزرگون یعنی میرے ساتھ دشمنی کرے گا

باول قدح رومی آرد بہ پیش
پہلے ہی پیالے مین لچھٹ سامنے لاویگا یعنی دغا کریگا

گذارد شکوہ من و شرم خویش
میری بزرگی اور اپنی شرم کو چھوڑ دیگا

بخود ننگ را رہنمونی کنم
مجھکو اپنے اوپر اب شرم آتی ہے

کہ پیش زبونان زبونی کنم
کہ چھوٹون کے سامنے کیا عاجزی ظاہر کرون

اگر خود شود غرقہ در زہر مار
اگر بالفرض گھڑیال سانپ کے زہر مین ڈوبتا ہو

نخواہد نہنگ از وزغ زینہار
مینڈک سے کبھی پناہ نہ مانگے گا

ز رومی کجا خیزد آن دست زور
رومی یعنی سکندر کی یہ طاقت کہان ہے

کہ کشتی برون راند از آب شور
کہ اس آب شور سے کشتی باہر لیجا سکے

بشوراند اورنگ خورشید را
پریشان کرتا یعنی چھپانا چاہتا ہے وہ رنگ آفتاب کو

تمنا کند جای جمشید را
خواہش کرتا ہے جمشید کی جگہ یعنی تخت کی

بتاراج ایران بر آرد علم
ایران کے لوٹنے کے لیے آتا ہے نشان

برد تخت کیخسرو و جام جم
لیجائیگا تخت کیخسرو کا اور جام جمشید کا

شکوہ کیان حشمت باید نہاد
کیانیون کے دبدبے کا لحاظ چاہیے رکھنا

قدم در خور خویش باید نہاد
اپنے لائق اپنا قدم چاہیے رکھنا

سگ کیست روباہ تا زورمند
لومڑی کمزور کون کتیا ہوتی ہے

کہ شیر ژیان را رساند گزند
کہ مست شیر کو ایذا پہونچا سکے

ز شیران بود روبہان را نوا
شیرون سے ملتا ہے لومڑیون کو کھانا

نخندد زمین تا نگرید ہوا
نہین کھلاتی ہے زمین جبتک نہین برساتی ہے ہوا

تہیدست کو مایہ داری کند
وہ مفلس جو اپنی امیری ظاہر کرتا ہے

چو لنگی ست کو راہواری کند
مثل اُس لنگڑے کے ہے جو کہ دوڑتا ہووے

تو خود نیک دانی کہ با این شکوہ
تو خود خوب جانتا ہے کہ بسبب اس بڑائی کے

ز یک طفل رومی ندارم ستوہ
ایک رومی لڑکے سے عاجزی نہین رکھتا ہون

بدستِ غلامان مستش دہم
اُسکو مست غلامونکے حوالے کردونگا مین

بچوبِ شبانان شکستش دہم
چرواہون کی لاٹھی سے اُسکی ہڈیان تڑوا ڈالونگا

ہژبری کہ از سگ زبونی کند
جو شیر کہ کتے سے عاجزی کرے

خرِ پیر با او حرونی کند
ضعیف گدھا اوسکے ساتھ سرکشی کریگا

عقابی کہ از پشہ گیرد گریز
جو عقاب کہ ایک مچھر سے بھاگے

گر افتاد وش ہست گو بر مخیز
اگر وہ گر پڑا ہے کہہ نہ اٹھ یعنی نہ اُٹھنے دے

پلنگی کہ ترسد ز روباہ پیر
وہ چیتا کہ ڈرے بڈھی لومڑی سے

بسوزاد مغزش بسرسام تیر
جل جاوے دماغ اوسکا تیر کے سرسام سے

ببینی کہ فردا من پیل زور
کل تو ہی دیکھ لینا کہ مین ہاتھی کا زور رکھنے والا

سرش چون سپارم بسم ستور
کیونکر سر اُسکا گھوڑون کی نعلون کے نیچے کچلونگا

کہ باشد زبونی خراج آورے
وہ ادنی خراجگذار کون ہوتا ہے

کہ ہمسر بود با بلند افسرے
کہ مقابل ہووے ایک بڑے حاکم سے

نشیننده بر تختگاہ کیان
بیٹھنے والا کیانیون کے تخت پر

منم تاج بر سر کمر بر میان
مین ہون جسکے سر پر تاج اور کمر پر پٹکہ بندھا ہی

کرا یارہ کز سر گفتگو
کسکی طاقت ہے کہ گفتگو کی راہ سے

ز من جای آبا کند جستجو
مجھ سے میرے باپ کی جگہ یعنی سلطنت مانگے

دارا و کار سکندر با خاصان

کلاه کیان هم کیان را سزد
تاج کیانیون کا کیانیون ہی کو لائق ہے
درین خوشه دهقان کی خرد
اس کھیتی کے خوشے مین بدلن ردیونکا کیونکر جاوے

من از تخم بهمن و پشت کی
مین اولاد بہمن اور کیانیون کی پشت سے ہون
چرا ترسم از رومی سست پی
کیون رومی سست قدم سے ڈرون

زروئین تن و درع اسفندیار
اسفندیار روئین تن کی زرہ سے
بر اورنگ زرین منم یادگار
تخت زرین پر مین یادگار ہون

اگر باز گردد به پیشینه راه
اگر پھر آجاوے اسگلے طریقے پر
سپهر روز روشن نگردد تباه
او سپہر روز روشن تاریک نہوگا

وگر کشتی آرد بدریای من
اور اگر میرے دریا مین اپنی کشتی لاویگا
سری بیند افتاده در پای من
سر اپنا میرے پاؤن کے نیچے پڑا ہوا دیکھیگا

چو دریا بتلخی جوابش دهم
مثل دریا کے سختی سے اسکو جواب دونگا مین
ز خاکش ستانم بآبش دهم
خاک کی طرح سے لیکر اسکو پانی مین ڈالدونگا

ازان ابر عاصی چنان نم آب
اس خطا کرنیوالے ابر کی ایسی پروریزی کرونگا
که نارد دگر دست بر آفتاب
کہ دوبارہ ہاتھ قریب آفتاب کے نہ لاوے

ستیزنده چون روستائی بود
لڑنے والا اگر گنوار آدمی ہووے
شکستن به از مومیائی بود
شکست دینا مومیائی دینے سے اسکو بہتر ہو

خر از زین زر به که پالان کشد
گدہا سنہرے زین سے بہتر ہے کہ پالان کھینچے
که تا رخت خر بنده آسان کشد
تاکہ اسباب مالک کا آسانی سے لے چلے

من آن صید را کرده ام سربلند
اس شکار کو مین ہی سربلند کیا ہے
منش باز در گردن آرم کمند
مین ہی پھر اسکی گردن مین کمند ڈالون گا

تو ای مغز پوسیده سالخورد
تو اے بیمغز سٹھیائے ہوے بڈہے
ز گستاخی خسروان باز گرد
پادشاہون کے آگے بے ادبی سے باز آ

دارا و کار سکندر با خاصان خویش

نه چابک شد این چابکی ساختن

نہ اچھا ہو ایسی چالاکی کرنا

چراغی بصحرا برافروختن

جنگل مین ایک چراغ جلانا

مکش جز باندیشهٔ خویش پای

اپنے اندازے سے قدم باہر نہ نکال

قبا گو نه درخورد بالا بود

وہ چپکن کہ موافق بدن کے نہ ہو

ترا فرّت پیری از جای برد

تجھکو بڑھاپے کی سستی نے جگہ سے ہٹا دیا

چو پیر کهن گردد آزرده پشت

بڑھے آدمی کی جب بہت پیٹھ جھک جاتی ہے

ز پیری نمونه شود پای مغز

نمونہ بڑھاپے کا ہے پاؤن کا لڑکھڑانا

ز پیران دو چیز است با زیب و ساز

بڑھون کو دو چیزین زیبا معلوم ہوتی ہین

جهان بر جوانان جنگ آزمای

جہان کو لڑنے والے جوانون کے لیے

تن ناتوان کی سواری کند

کمزور شخص کیا گھوڑے کی سواری کر سکتا ہے

سپه به که برنا بود زانکه پیر

سپاہ کو بڑھے ہونے سے وہ بہتر ہے کہ جوان ہووے

کمندی بکوهی در انداختن

ایک پہاڑ پر ایک کمند ڈالنا

فلک را به اندازه آموختن

آسمان کو طریقہ پادشاہی کا سکھانا

که هر جوهری را پدید است جای

کیونکہ ہر ایک جوہر کی جگہ ظاہر ہے

همانا که دزدیده کالا بود

بیشک چوری کی معلوم ہوگی

کهن گشتنت از سر راه برد

بڑھے ہو جانے نے تجھکو عقل کی راہ سے دور کر دیا

ز نیزه عصا به که گیرد بمشت

نیزے سے بہتر ہے کہ لاٹھی ہاتھ مین لے

فراموش کاری درآرد بمغز

نسیان یعنی بھول دماغ مین آجاتی ہے

یکی در شدن و آن یکی در نماز

اول تو مر جانا اور دوسرے عبادت خدا کی کرنا

رها کن فروکش تو پیرانه پای

چھوڑ دے اور تو بڑھون کی طرح پاؤن سمیٹ لے

سلاح شکسته چه کاری کند

ٹوٹا ہوا ہتیار کیا دور کر سکتا ہے

میانجی کند چون رسد تیغ و تیر

کیونکہ بڑھا جب لڑائی کا وقت آتا ہے صلح کرنا چاہتا ہے

دارا در کار سکندر با خاصان خویش

بہنگام خود گفت باید سخن
اپنے وقت پر بات کہنا چاہیے

کہ بے وقت برنا ورد نار بن
کیونکہ بے وقت انار کا درخت نہیں پھلتا ہے

خروسی کہ بے گہ نوا بر کشید
جس مرغ نے کہ بے وقت آواز لگائی

سرش را بگہ باز باید برید
صبح کو اسکا سر کاٹ ڈالنا چاہیے

زبان بند کن تا سر آرے بسر
زبان بند رکھ تا سر بچا لیجاوے تو

زبان خشک بہ یا گلوگاہ تر
زبان خشک بہتر ہے یا گردن تر ہونا خون سے

سر بے زبان کو بخون تر بود
سر بے زبان کے جو کہ خون میں تر ہووے

بہ است از زبانی کہ بے سر بود
بہتر ہے اوس زبان سے کہ بے سر کے رہے

زبان بہ کہ او کام داری کند
زبان وہ بہتر ہے کہ تالو میں ہے یعنی مطلب کی بات کرے

چو کامش رسد کامگاری کند
جب اسکا موقع آوے مقصود وری کرے یعنی بولے

زبان را نگہدار در کام خویش
زبان کو اپنے تالو میں رکھے رہ

نفس بر مزن جز بہنگام خویش
دم نہ مار سوا اپنے وقت کے

زبان تراز و کہ شد راست نام
کانٹے کی سوئی کا جو سیدھا نام مشہور ہوا

ازان شد کہ بیرون نیاید ز کام
اس سبب سے ہوا کہ تالو سے باہر نہیں نکلتی ہے

چو از کام خود گامی آید برون
جب اپنے تالو سے ایک قدم باہر جاتی ہے

بہر سو کہ جنبد شود سرنگون
جس طرف کہ جنبش کرتی ہے سر جھک جاتا ہے

بسا گفتنیہا کہ باشد نہفت
بہت کہنے والی باتیں وہ ہوان پوشیدہ

بدیگر زبان بایدش باز گفت
دوسری زبان یعنی دوسری طرح انکو بیان کرنا چاہیے

نگفتن کسی کو شود سخت کوش
نہ کہنے میں جو شخص بہت کوشش کرتا یعنی بکتا رہتا ہے

نیوشندہ را در نیاید بگوش
سننے والوں کے کان باتیں نہیں آتیں یعنی نہیں سنتے

سخن بہ کہ با صاحب تاج و تخت
بات بہتر ہے کہ مالک تاج و تخت یعنی بادشاہ سے

بگویند سختہ نگویند سخت
سنجیدہ یعنی معقول کہیں سخت نہ کہیں

چو زانگونه تندی بسے کرد شاه
جب اُس طرح کی بہت خفگی کی دارا نے

خطرہاست در کار شاہان بسے
بہت خطرے بادشاہوں کی نوکری میں ہیں

چو از کینہ بر فروزند چہر
جب کسی پر غصے سے منہ سرخ کریں

ہمانا کہ پیوند شاہ آتش ست
تحقیق کہ تعلق بادشاہ کا مثل آگ کے ہے

نصیحت موافق بود شاه را
وہ نصیحت موافق ہوتی ہے بادشاہ کو

نصیحتگری با خداوند زور
نصیحت کرنا صاحب زور یعنی بادشاہ کو

چو آگاه گشت آن نصیحت گزار
جب سمجھ گیا وہ نصیحت کرنے والا

سخن را دگرگونہ بنیاد کرد
بات کی دوسری طرح پر بنیاد ڈالی

کہ دارای دور آشکارا توئی
کہ بادشاہ جہان کا ظاہر میں تو ہے

کہ باشد سکندر کہ آرد سپاه
سکندر کون ہوتا ہے جو لاوے سپاہ

ترا این کلاه آسمان دوختہ است
تیرے لیے یہ تاج آسمان نے تیار کیا ہے

پشیمان شد آن پیر و شد عذر خواه
پچھتایا وہ بڈھا اور معافی چاہنے لگا

کہ با شاه خویشی ندارد کسے
کیونکہ بادشاہ سے یگانگت کوئی نہیں رکھ سکتا ہے

بفرزند خود بر نبخشایند
اپنے لڑکے پر بھی محبت یعنی رحم نہیں کرتے ہیں

بآتش در از دور دیدن خوش ست
دُور سے آگ کی طرف دیکھنا بہتر ہے

کہ از کبر خالی کند راه را
جو راہ کو غرور سے خالی کرے

بود تخم افگنده در خاک شور
ہوتا ہے ایک بیج اوسر کی زمین میں بونا

کہ از پند او گرم شد شہریار
کہ اوسکی نصیحت سے خفا ہو گیا بادشاہ

بشیرین زبان شاه را یاد کرد
شیرین زبانی سے بادشاہ کو یاد کیا

مخالف چہ باشد کہ دارا توئی
دشمن کیا چیز ہے جب کہ دارا تو ہے

ز دارای دولت ستاند کلاه
دارا جیسے بادشاہ سے تاج کو لے

ستاره چراغ ترا فروختہ است
ستارے نے نصیب تیرے کو روشن کیا ہے

دارا در کار سکندر با خاصان

دارا در کار سکندر با خاصان

کلوخی که با کوه سازد نبرد
جو کنکر پہاڑ سے کرے لڑائی
بسنگی توان زو برآورد گرد
ایک پتھر سے چاہیے اسکو توڑ ڈالنا

ق

درخت کدو تا نه بس روزگار
کدو کا درخت ہرگز نہین بہت دنون تک
کند دعوی همسری با چنار
کرتا ہے دعوی درخت چنار کی برابری کا

چو گردد ز رو و لایه تاک سیر
جب انگور کے ساتھ پانی پہونچنے سے سیراب ہوجاتا ہے
رسن بازو و گردن آید بزیر
رسن کی طرح گردن کے بھل نیچے آتا ہے

کدو نیست او گردن افراخته
وہ ایک کدو ہے گردن بلند کیے ہوے
ز ساق گیاهی رسن ساخته
ایک گھاس کی جڑ سے رسی بنائے ہوئے

رسن زود پوسد چو باشد گیاه
رسی جلد سڑ جاتی ہے جب گھاس کی ہوتی ہے
دگر بار دلوش در افتد بچاه
دوسری بار اس سے ڈول کنوئین مین گر پڑتا ہے

چو خورشید مشعل در آرد بباغ
جب آفتاب اپنی مشعل جہان مین روشن کرتا ہے
چو پروانگی پیش میرد چراغ
پروانون کی طرح چراغ اسکے آگے بجھ جاتا ہے

بهنگام سرپنجه روباه لنگ
وقت لڑائی کے لنگڑی لومڑی
چگونه نهد پای پیش پلنگ
کیونکر بڑھا سکتی ہے قدم آگے چیتے کے

گره تا بر و خویش بر گوشه نه
شکن اپنی ابرو کے کنارے پر رکھ
که در گوشه بهتر کمان را گره
کہ گوشے مین کمان کے گرہ بہتر ہے

باهستگی کار عالم برآر
آہستگی سے کام جہان کا آراستہ کر
که در کار گرمی نیاید بکار
کہ لڑائی مین غصہ کام نہین آتا ہے

چراغ ار بگرمی نیفروختی
چراغ اگر غصے سے نہ روشن کرتا تو
نه خود را نه پروانه را سوختی
نہ آپ کو نہ پروانے کو جلاتا تو

خمیر آمد و آتش اندر تنور
جب خمیر تیار ہوگیا اور تنور خوب گرم ہوگیا
نباشد زنان تا دهان راه دور
پھر روٹی منہ مین جانے کے لیے کچھ دیر نہ کچھ

شکیب آورد بندها را کلید — شکیبنده را کس پشیمان ندید

صبر لاتا ہے بہت مشکلوں کی کنجی — صبر کرنیوالے کو کسی نے پچھتاتے ہوئے نہ دیکھا

نہ نیکوست شطرنج بد باختن — فرس در تگ و فیل در تاختن

بہتر نہین ہے ایسی بُری شطرنج کھیلنا — کہ گھوڑے کی چال ہے اور ہاتھی دوڑتا ہے

بسا رود کز زخمہ کردن شکست — کہ تا زخمہ رودی آرد بدست

بہت باجے باجا بجانے سے ٹوٹ گئے — تب باجا بجانا ہاتھ مین لاتا یعنی حاصل ہوتا ہے

تو شاہی قیاس تو افزون کنم — حساب تو با دیگران چون کنم

تو شہنشاہ ہے تیرا مرتبہ بڑھاتا ہون مین — تیرا مقابلہ اورون کے ساتھ کیونکر کرون مین

بہ تعظیم دارا جہان دیدہ مرد — بسی زین نمط داستان یاد کرد

دارا کی تعظیم کے لیے اُس مرد جہاندیدہ نے — اس طرح کی بہت باتین بیان کین

جہاندار دارای جوشیدہ مغز — نشد نرم دل زان سخنہای نغز

بادشاہ دارا جسکے دماغ مین غصہ بھرا تھا — نرم دل نہوا اُن پسندیدہ باتون سے

در آن تندی و آتش افروختن — کزو خواست مغز سخن سوختن

اُس تیزی اور آگ جلانے مین — کہ اس سے چاہتا تھا مغز سخن کا جلانا یعنی مطلب گم کرنا

طلب کرد کآید ز دیوان دبیر — بکار آورد مشک را بر حریر

بلایا کہ کچہری سے دیوان یعنی منشی آوے — مشک کو کام مین حریر کے لاوے یعنی خط لکھے

دبیر نویسندہ آمد چو باد — نوشت آنکہ دارا برو کرد یاد

منشی لکھنے والا آیا مثل ہوا کے یعنی فوراً آیا — لکھا جو کچھ دارا نے اُسے یاد دلایا

روان کرد کلک سیہ رنگ را — ببرد آب مانی و ارژنگ را

روان کیا یعنی چلایا سیہ رنگ قلم کو — لے گیا آبرو مانی اور ارژنگ کی

یکی نامہ نغز پیکر نوشت — بنغزی بکردار باغ بہشت

ایک خط پسندیدہ صورت کا لکھا — پسندیدگی سے مانند باغ بہشت کے

رای زدن دارا درکار سکندر با خاصان خویش

سخنہائے از تیغ پولاد تر
باتین تیغ فولادی سے زیادہ سخت

زبان از سخن سخت بنیاد تر
زبان باتون سے سخت بنیاد زیادہ

چو شد نامۂ نغز پرداختہ
جب وہ پسندیدہ خط لکھکر تیار ہو گیا

بہ مہر شاہانہ شد ساختہ
اُسپر مہر بادشاہی کر دی گئی

رسانندۂ نامۂ خسروان
پہونچانے والا خط پادشاہون کا یعنی ایلچی

ز دارا بہ اسکندر آمد دوان
دارا کے پاس سے سکندر کی طرف دوڑا

بدو داد نامہ چو سر باز کرد
اُسکو دیا خط جب سکندر نے کھولا

دبیر آمد و خواندن آغاز کرد
منشی آیا اور اُسنے پڑھنا شروع کیا

بدہ ساقی آن جام جمشید را
دے ساقی اُس جام جمشید کو

شب تیرہ رخشندہ خورشید را
آفتاب کی طرح اندھیری رات کو چمکانیوالا

می کز فروغش شب زاغ چہر
وہ شراب کہ اُسکی روشنی سے رات سیاہ چہرہ

ستارہ عقیقی کند بر سپہر
ستارہ کام عقیق کا کرے آسمان پر

نامۂ دارا با سکندر بتہدید و عتاب

خط دارا کا طرف سکندر کے دھمکی اور خفگی سے

بنام بزرگ ایزد دادبخش
شروع ساتھ نام خدا بزرگ عادل کے

کہ ما را ز ہر دانش او داد بخش
کہ ہمکو ہر عقل سے اُسنے بہرہ بخشا

خداوند روزی دہ و دستگیر
صاحب روزی دینے والا اور مدد کرنیوالا

پناہندہ را از درش ناگزیر
پناہ چاہنے والے کو اوسکے دروازے کے سوا چارہ نہیں ہے

فروزندۂ کوکب تابناک
روشن کرنے والا روشن ستارون کا

منور کن مردم از تیرہ خاک
روشن کرنے والا پتلی آنکھ کا سیاہ خاک سے

توانائے و دانائے ہر بودنے
طاقتور اور جاننے والا ہر شدنی بات کا
گنہ بخش و بسیار بخشودنے
گناہ بخشنے والا اور لائق بہت بخشش کرنیکے

ازو ہر زمان روح را مایۂ
اُس سے ہر وقت روح کو ایک قوت
خرد را دگرگونہ پیرایۂ
عقل کو دوسری طرح کی آراستگی

یکی را چنان تنگی آرد بہ پیش
ایک کے آگے ایسی تنگی یعنی محتاجی لاتا ہے
کہ نانی نہ بیند در انبان خویش
کہ ایک روٹی اپنی جھولی مین وہ نہین پاتا

یکی را بدست افگند کوہ گنج
ایک کے ہاتھ مین دیتا ہے پہاڑ خزانی کا
نسنجیدہا میدہد کوہ سنج
بغیر تولے ہوے ڈھیرون دیتا ہے

نشاید سر از حکم او تافتن
نہ چاہیے سر اُسکے حکم سے پھیرنا
جز او جائگی کے توان یافتن
سوا اُسکے کوئی حاکم کب ممکن ہے پانا

نہ آنکس گنہ کرد کو رنج یافت
نہین اوس شخص نے گناہ کیا جس نے کہ رنج پایا
نہ سعی نمود آنکہ او گنج یافت
نہ اُس شخص نے کوشش کی جس نے کہ خزانہ پایا

کند ہر چہ خواہد برو حکم نیست
کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہی اُسپر کسی کا حکم نہین ہے
کہ جان دادن و کشتن او را یکیست
کیونکہ جان دینا اور مار ڈالنا اُسکی نزدیک ایک ہے

درود خدا باد بر بندۂ
درود خدا کا ہو اُس بندے پر
کہ افگندہ شد با سر افگندۂ
کہ عاجز ہو گیا ہر ایک عاجز سے

چہ سود است کین قوم ناحق شناس
کیا فائدہ ہے کہ یہ قوم خدا کو نہ پہچاننے والی
کنند آفرین را بنفرین قیاس
کرین تعریف کو ملامت پر قیاس

بجائیکہ بدخواہ خونی بود
جس جگہ کہ دشمن خونی ہوتا ہے
تواضع نمودن زبونی بود
عاجزی کرنا بُرائی ہوتا ہے

نکو داستانی زد آن شیر مست
اچھی داستان بیان کی اُس شیر مست نے
کہ با زیردستان مشو زیردست
کہ کم زورون سے عاجز مت ہو

دارا با سکندر تہدید

ورود و عتاب

دارا با سکندر تهدید و عتاب

تو ای طفل ناپختهٔ خام رای
تو اے لڑکے ناتجربہ کار اور بے عقل
مزن پنجه با شیر جنگ آزمای
پنجہ مت کر لڑائی لڑنیوالے شیر سے

بهم پنجگی با منت یار کو
میرے مقابلے مین تیرا مددگار کون ہووے
سپاهت کجا و سپهدار کو
سپاہ تیری کہان اور سردار کون ہے

چو کژدم بوی مارخوی کنی
جب بچھو ہوکر تو سانپ کی عادت اختیار کرتا ہے
که با اژدها جنگ جوی کنی
کیون اژدہے کے ساتھ لڑتا ہے تو

اگر کردی این خوی ماران رها
اگر کی تونے یہ عادت سانپون کی چھوڑنا
وگرنه من و تیغ چون اژدها
نہین تو مین اور میری تلوار اژدہے کی ایسی

چنانت دهم مالش از تیغ تیز
تجھکو ایسی تنبیہ دونگا مین تیز تلوار سے
که یا مرگ خواهی ز من یا گریز
کہ یا موت مانگیگا تو مجھسے یا بھاگنا

برخشنده آذر باستا و ژند
قسم روشن آگ کی قسم استا اور ژند کی
بخورشید روشن بچرخ بلند
قسم آفتاب روشن کی قسم آسمان بلند کی

به یزدان که آهرمنش دشمن ست
قسم خدا کی کہ شیطان اُسکا دشمن ہے
بزردشت کو خصم آهرمن ست
قسم زردشت کی کہ وہ دشمن شیطان کا ہے

بروم اندر آرم ز گرد سپاه
روم مین لاؤنگا سپاہ اور اُسکی گرد سے
کنم چشم خورشید روشن سیاه
آفتاب روشن کی آنکھ تاریک کردونگا مین

که از روم و رومی نمانم نشان
بلکہ روم اور رومیون کے نشان نہ رہنے دونگا مین
شوم بر سر هر دو آتش فشان
دونون کے سر پر آگ برساؤن گا مین

ترا آن به ای سرور رومیان
تجھکو وہ بہتر ہے اے رومیونکے سردار
که بندی چو هندو بخدمت میان
کہ مثل غلام کے خدمت کیلیے کمر باندھے تو

گرفتم همه آهن آری به روم
فرض کیا مین نے تمام لوہا یعنی ہتیار روم تو لاویگا
در آتشکدهٔ ما چه آهن چه موم
بیچ آتشکدے مین کیا لوہا اور کیا موم سب پگھل جایگا

ز رومی چه خیزد و لشکرش — بپای ستوران برم کشورش

رومی یعنی سکندر اور اسکے لشکر سے کیا ہو سکتا ہے — گھوڑوں کے سم سے اسکا ملک پامال کر دونگا مین

گر آید بجز نواره باد ریح و ترگ — کجا باشدت برگ یک بید برگ

اگر لاوے تو بجز و اوه نیزه اور چھلتے — کہان ہو تیرے پاس سامان ایک نیزه روکنے کا

مگر تیر ترکان یغمای من — نخوردی که تندی بغوغای من

لیکن تیر میرے یغما کے ترکون کا — نہین کھایا ہے تو نے کہ میرے مقابلے پر تیز ہے تو

سری کو که سر بخش دارا کنے — به ار پیش دارا مدارا کنے

وہ خیال کمان ہی کہ بڑا حصہ دارا کا لگایا تو نے — بہتر ہے کہ آگے دارا کے نرمی کرے تو

کمان بشکنی پر بریزی ز تیر — زره در نوردی بپوشی حریر

کمان توڑ ڈال اور تیر سے پر نکال ڈال — زره لپیٹ رکھے تو اور حریر کے کپڑے پہن لے

وگرنه چنانت دهم گوش پیچ — که دانی تو هیچی و کمتر ز هیچ

نہین تو ایسے تیرے کان امیٹھونگا مین — کہ تو بھی جانیگا کیونکہ تو ہیچ ہے بلکہ ہیچ سے بھی کم ہے

حذر کن ز خشم جگر جوش من — مباش ایمن از خواب خرگوش من

پرہیز کر میرے کلیجہ جوش دینیوالے غصے سے — بیخوف نہو جانا میری خواب خرگوش یعنی دانستہ غفلت سے

بخرگوش خفته مبین زینهار — که چندانکه خسپد دود وقت کار

خرگوش کے سونے کیطرف ہرگز مت خیال کر — کہ جتنا سوتا ہے اتنا ہی دوڑتا ہے وقت ضرورت کے

ببین شیر گردون جهان چون گرفت — که خرگوش با ماه گردون گرفت

دیکھ کہ آسمان کی برج اسد جسمین آفتاب ہے جہان کو کیونکر لیا — بلکہ خرگوش یعنی برج شحمن کو ساتھ چاند آسمان کے لیا

توانم که من با توای خام خوی — کنم پختگی گردم آزرم جوی

چاہتا ہون مین کہ اے نا تجربہ کار تیرے ساتھ — بزرگی پر اپنی لحاظ کرون اور تجھ سے صلح کرلون

ولیک این مثل راست باشد که شاه — به ار وقت خواری فتد در چاه

لیکن یہ مثل سچ ہے کہ بادشاہ کے لیے — بہتر ہے ذلت کی وقت سے کہ کنوئین مین گر پڑے

دارا باسکندر تهدید و عتاب

بدہ جزیہ از ما بسر کینہ را
خراج دے اور ہمسے دشمنی موقوف کر

قلم در کش رسم دیرینہ را
قلم زدا نہ کر پرانے نقش کو

نشاید ہمہ سال کین توختن
ہمیشہ نہین چاہیے پوستین سینا

خز و رشتہ یکبار باید فروخت
ریشم اور روئی کبھی چھڑا لنا بھی چاہیے

مزن رخنہ در خاندان کہن
وحدت مت لگا بڑے یعنی فیلقوس کے خاندان مین

تو در رخنہ باشی دلیری مکن
تو ہی بدنام ہوگا اس سے بہتر ہے کہ دلیری نکر

بجائے میاور کہ خشم زجاے
مجھکو اس بات پر آمادہ نکر کہ اٹھون مین جگہ سے

ندارد پر پشہ بر پیل پاے
نہین رکھتا ہے پر مچھر ہاتھی کے پانون پر

بملکے خدا دادہ خرسند باش
خدا کے دیے ہوے ملک پر خوش رہ

مکن آہنی چنگ شیران تراش
مت کر لوہے کے چنگل سے شیرون سے مقابلہ

کلاغی تگ کبک در گوش کرد
ایک کوے نے ہنس کی چال سیکھی

تگ خویشتن را فراموش کرد
اپنی چال کو بھول گیا

ببساز انجمن کانجم آمد فراز
مجلس مشورے کے لیے ترتیب دے کہ ستارہ بلند ہوا

فرشتہ در آسمان کرد باز
فرشتون نے دروازہ آسمان کا کھول دیا

ندانم کہ دیہیم کیخسروے
نہین جانتا ہون مین کہ تاج کیخسرو یعنی کیانیون کا

ز فرق کہ خواہد گرفتن نوے
کس کے سر سے رونق پکڑے گا

زمانہ کرا کار سازے کند
زمانہ کسکا کام بناوے یعنی کس سے موافقت کرے

ستارہ بجان کہ بازے کند
ستارہ کسکی جان کے ساتھ بازی کریگا

بخاکے کہ بر آسمان افگنے
وہ خاک کہ آسمان پر پھینکتا ہے تو

سر و چشم خود را ازیان افگنے
اپنے ہی سر اور آنکھون کا نقصان کرتا ہے تو

منم سر دگر سروران پا و دست
مین ہون سر دوسرے سردار پانون اور ہاتھ

سر خویشتن را چہ باید شکست
سر اپنا اونکو توڑوانا ہرگز نہ چاہیے

دارا با سکندر تہدید

طپانچه بر اعضای خود میزنی — سر تیشه بر پای خود میزنی

تھپڑ آپ اپنے جوڑوں پر مارتا ہے تو — سر بسولے کا اپنے پانوں پر مارتا ہے تو

غرور جوانی بر آن آردت — که گردن بشمشیر من خاردت

غرور جوانی کا اُس پر لاتا ہے تجھکو — کہ گردن میری تلوار سے کھجلاوے اپنی

خلافم نه تنها ترا کرد پست — بسا گردنان را که گردن شکست

میری دشمنی نے صرف تجھی کو پست نہیں کیا — بہت پہلوانوں کی گردنیں توڑ ڈالیں

مرا زیبد از خسروان عجم — سر تخت کاوس و اکلیل جم

مجھکو زیب دیتا ہے عجم کے بادشاہوں سے — سر تخت کاؤس کا اور تاج جمشید بادشاہ کا

بسختی کشی سخت چون آهنم — که از پشت شاهان روئین تنم

سختی کھینچنے میں مثل لوہے کے سخت ہوں میں — کیونکہ بادشاہان روئین تن کی پشت سے ہوں

ز باران کجا ترسد آن گرگ پیر — که گر گینه پوشد بجای حریر

مینھ سے کہاں ڈرے وہ بڈھا بھیڑیا — کہ گر گینہ پہنے بجائے حریر کے

ز دارنده نتوان ستد تخت را — نشاید خریدار افسر و تخت را

نصیبہ ور سے نصیبہ ممکن نہیں ہے چھین لینا — نہیں ممکن ہے مول لینا تاج اور تخت کو

گر اسفندیار از جهان رخت برد — نسب نامه خود به بهمن سپرد

اگر اسفندیار جہان سے کوچ کر گیا — اپنی جگہ بہمن کو سونپ گیا

و گر بهمن از پادشاهی گذشت — جهان پادشاهی بمن بازگشت

اور جب بہمن بادشاہی سے گذرا — پادشاہی جہان کی میری طرف راجع ہوئی

بجز من که دارد گه کارزار — دل بهمن و زور اسفندیار

میرے سوا کون رکھتا ہے لڑائی کے وقت — جرأت بہمن کی اور زور اسفندیار کا

بمن ختم شد بازوی بهمنی — که اسفندیارم بروئین تنی

مجھپر بہمن کے بازو کا خاتمہ ہوا — بلکہ روئین تن ہونے سے اسفندیار ہوں میں

دارا با سکندر تهدید و عتاب

سکندر بفرمود کار و شتاب

سکندر نے حکم دیا کہ جلد قلم دوات کاغذ لاوے

دبیر قلمزن قلم بر گرفت

لکھنے والے منشی نے فوراً قلم اٹھایا

جوابی نبشت آنچنان دلپسند

جواب اس منشی نے ایسا دلپسند لکھا

چو سربستہ شد نامہ دلنواز

جب سربمہر ہوگیا وہ خط پسندیدہ

دبیر آمد و نامہ را سر گشاد

منشی آیا اور اسنے سرنامے کا کھولا

فرو خواند نامہ ز سر تا بہ بن

پڑھکر سنایا خط کو شروع سے آخر تک

بیا ساقی از بہر دفع خمار

آے ساقی واسطے دور کرنے خمار کے

از آن می کز و شادمانی کنم

وہ شراب کہ جس سے خوش ہوجاوں میں

سزای نبشتہ نویسا جواب

موافق لکھے ہوے کے جواب لکھ دے

ہمہ نامہ در گنج گوہر گرفت

تمام خط میں خزانہ اور موتی بھر دیے

کہ بوسید نقش سپہر بلند

کہ آسمان بلند نے اسکے ہاتھ چوم لیے

رسانندہ را داد تا بردہ باز

قاصد کو دیا تاکہ جواب واپس لے گیا

ز ہر نکتہ صد گنج را در گشاد

ہر ایک باریکی سے صد خزانوں کے دروازے کھولے

بر آمود چون در سخن در سخن

بھری ہوئیں موتی کی لڑیونکی طرح باتیں

دوای دل دردمندان بیار

دوا دردمندوں کے دل کی سامنے لا

اگر چند مستم جوانی کنم

ہرچند کہ مست ہوں اور جوانی کروں میں

جواب نامہ سکندر بدارا

جواب دارا کے خط کا سکندر کی طرف سے

سر نامہ نام جہاندار پاک

خط کے شروع پر نام خدائے تعالیٰ کا

بر آرندہ رستنیہا ز خاک

جو ہے پیدا کرنیوالا روئیدگیوں کا خاک سے

جواب نامہ سکندر

بلندی دِہِ آسمان بلند — کشایندۂ دیدۂ ہوشمند
بلندی دینے والا آسمان بلند کا — کھولنے والا دیدۂ عقلمند کا

جہان آفرین و جہان بی نیاز — بہنگام بیچارگی چارہ ساز
جہان کا پیدا کرنے والا اور جہان سے بے غرض — وقت بیچارگی کے تدبیر بتلانے والا

زمین را بمردم برآراست چہر — کمر بست گردش بگردان سپہر
زمین کا آدمیون سے آراستہ کیا چہرہ — کمر باندھی گرد اُسکے گھومنے والے آسمان نے

نیام زمین را ز شمشیر آب — برافروخت چون چشمۂ آفتاب
زمین کے نیام کو پانی کی تلوار سے — روشن کیا مثل چشمۂ آفتاب کے

خداوند بے نسبت بندگی — نہ پری درو نہ پراگندگی
مالک بے نسبت بندگی کے — نہ جمعیت اُسمین ہے نہ پریشانی

یکی کو نماندہ ہر یکی ست — ہمہ ہستی از ملک او اندکی ست
ایک کہ وہ نہین مشابہ کسی ایک سے ہے — تمام ہستی اُسکے ملک سے تھوڑی ہے

قوی حجت از ہرچہ گیری شمار — بری حاجت از ہرچہ آید بکار
جس چیز سے کہ شمار کرے تو اُسکی دلیل زبردست ہے — بے پروا اُن سب چیزون سے جنکی ضرورت ہوتی ہے

ق

مرا و ترا مایہ باید نخست — کہ تا زو بسازیم چیزی درست
مجھکو اور تجھکو پہلے وہ اسباب چاہیے ہین — تاکہ اُس سے کوئی اچھی چیز بنا سکین ہم

ہر آنچہ آفرید او باسباب نیست — بدریافتش عقل را باب نیست
جو کچھ پیدا کیا اُسنے اسباب سے نہین ہے — اُسکے دریافت کرنے مین عقل کو دخل نہین ہے

خرد دانش آموز تعلیم اوست — دل از داغداران تسلیم اوست
عقل عقل سیکھی ہوئی اُسکی تعلیم کی ہے — دل اُسکی تسلیم کے داغ رکھنے والون سے ہے

پر از حکمت و حکم او شد جہان — بحکم آشکارا بحکمت نہان
اُسکی حکمت اور اُسکے حکم سے جہان بھر گیا — حکم سے ظاہر ہے حکمت سے پوشیدہ

جواب نامہ سکندر بدارا

فرشتہ وشانرا درین سادہ دشت — ازو آمدن ہم بدو بازگشت

فرشتہ صفتون یعنی اولیا اور انبیا کو اس سادہ جنگل مین — اسکی طرف سے آنا اور اسیکی طرف پھر جانا ہی

دل و دیدہ را روشنائی ازوست — مرا و ترا پادشائی ازوست

دل اور دیدے کو روشنی اسی سے ہے — میری اور تیری بادشاہی اسی سے ہے

ز فرمان او نیست کس را گزیر — خدا اوست ما بندہ فرمان پذیر

اسکے حکم سے کسی کو چارہ نہین ہے — وہ مالک ہی ہم اسکے حکم قبول کرنیوالے بندے ہین

مرا گر کند در جہان تاجدار — عجب نیست از بخشش کردگار

مجھکو اگر جہان مین بادشاہ کرے — تعجب نہین ہے خدا کی بخشش سے

تو نیز ای جہاندار فیروز بخت — نہ از مادر آوردہ تاج و تخت

تو بھی اے فتحمند بادشاہ — مان کے پیٹ سے تاج اور تخت تو نہین لایا ہی

خداداد این چیرہ دستی کہ ہست — مشو با خدادادگان چیرہ دست

خدا نے دی تجھکو یہ قوت کہ ہے — مت ہو غالب خدا دادہ لوگون پر

سپاس خدا کن کہ بر ناسپاس — نگویند ثنا مردم ایزدشناس

شکر خدا کا کر کہ ناشکرے شخص پر — تعریف نہین کرتے ہین دیندار لوگ

مبادا بہشیاری و بی ہشی — کسی را ز فرمان او فرہشی

مت ہوجیو ہوشیاری اور بیہوشی مین — کسی کو اسکے حکم سے فراموشی

مرا گر خداوند یاری دہد — عجب نیست گر شہریاری دہد

مجھکو اگر خداے پاک مدد دیوے — عجب نہین ہے اگر بادشاہی عطا کرے

توانم کہ گردن فرازی کنم — بشمشیر با شیر بازی کنم

سکتا ہون کہ گردن بلند کرون مین — تلوار سے شیر کے ساتھ لڑون مین

بہ تیغ افسر و گاہ خواہم گرفت — بدین اژدہا ماہ خواہم گرفت

تلوار سے تاج اور تخت لے لونگا مین — اس اژدہے یعنی تلوار سے چاند یعنی دارا کو نگل جاؤنگا مین

جواب نامۂ سکندر بدارا

نخواندی ز تاریخ جمشید شاه
نہیں پڑھا ہے تو نے جمشید بادشاہ کی تاریخ سے

که آن اژدها چون فرو برد ماه
کہ وہ اژدہا یعنی ضحاک کیونکر اس چاند کو نگل گیا

فریدون با آن اژدها پاره مرد
فریدون نے اس اژدہے کی قوت مردی سے

هم از قوت اژدهائی چه کرد
اسی اژدہے کی قوت یعنی تلوار سے کیا کام کیا

بدارندهٔ آسمان و زمین
قسم ہے رکھنے والے آسمان اور زمین کی

کزو مایه دارد جهان و همین
کہ اسی سے قوت رکھتے ہیں وہ اور یہ

خدائی کزو هر که آگاه نیست
ایسا خدا کہ اس سے جو شخص واقف نہیں ہے

خرد را بآن کنج در راه نیست
عقل کا اس معقل کے دماغ میں گذر نہیں ہے

براه نیاکان پیشین ما
قسم طریق آبا اور اجداد ہمارے کی

که بودند پیغمبر دین ما
جو تھے پیغمبر ہمارے دین کے

بصحف براهیم ایزد شناس
قسم صحیفوں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی

کزان دین کنم پیش یزدان سپاس
کہ اس مذہب سے آگے خدا کے شکر کرتا ہوں میں

که گر دست یابم بر ایشان
کہ اگر غالب ہوں میں ان ایرانیوں پر

برهم زنم زردشت را از میان
قطع کروں میں درمیان یعنی مٹاؤں میں دین زردشت کو

نه آتش گذارم نه آتشکده
نہ آگ باقی رہنے دوں میں نہ آتشکدے

شود هر دو از دستم آتش زده
دونوں میرے ہاتھ سے جلکر خاک ہو جائیں گے

چنین رسم پاکیزه و راه راست
ایسا طریقہ پاک اور راہ سیدھی

ره ما و رسم نیاکان ماست
راہ ہماری اور طریقہ آبا و اجداد ہمارا کا ہے

برین مشک خاشاک نتوان فشاند
اس مشک پر کوڑا اڑانا نہ چاہیے

که بوی خوش مشک پنهان نماند
کیونکہ خوشبو مشک کی پوشیدہ نہ رہے گی

کسی راست خرما ز نخل بلند
چھوہارے اس شخص کے لیے ہیں درخت بلند سے

که بر نخل خرما سازد کمند
جو چھوہارے کے درخت پر ڈالے کمند

بہ بستان گلی راست گردن دراز
باغ مین اوس پھول کی گردن بلند ہوتی ہے
کہ بوئے ورنگے دہد دلنواز
جو خوشبو دیتا ہو اور رنگ بھی اُسکا دلکو اچھا معلوم ہوتا ہو

زگوران سرافراز گوری بود
گوروں مین وہ گور سب سے بڑا ہوتا ہے
کہ با مخلبش دست زوری بود
کہ باوجود نر ہونے کے اُسمین کچھ طاقت بھی ہوتی ہو

زشیران ہمان شیر خونریز تر
شیروں سے وہ شیر زیادہ خونی ہے
کہ دندان و چنگش بود تیز تر
جسکے دانت اور چنگل بہت تیز ہوتے ہین

دو شیر گرسنہ است و یک ران گور
جبکہ دو بھوکے شیر ہین اور گور کی ایک ران موجود ہے
کباب آنکسی راست کو راست زور
کباب اُسیکے ہین یعنی وہ کھائیگا جو طاقت ور ہوگا

دو پیلان خرطوم درہم کشان
دو ہاتھی اپنی اپنی سونڈوں کو باہم لڑانیوالے
زہر دو یکی برد خواہد نشان
دونون مین سے ایک غالب آجائیگا

تو مردی و من مرد وقت نبرد
تو بھی مرد ہے اور مین بھی مرد ہوں لڑائی کے وقت
بمردی پدید آید از مرد مرد
جو مرد ہوگا اوس سے پیدا ہوگی بہادری

من آنگہ عنان باز پیچم زراہ
مین راہ سے اپنی باگ اُسوقت موڑونگا
کہ یا سر دہم یا ستانم کلاہ
جبکہ سر کٹوا ڈونگا یا دوسریکا تاج چھین لونگا

چہ پنداشتی در جہان نیست کس
کیا تو جانتا ہے کہ جہان مین کوئی نہین ہے
جہاندار تنہا تو باشے و بس
صرف تو ہی بادشاہ ہے اور باقی خیریت ہے

بہر زیر برگے شنابندہ ایست
نیچے ہر درخت کے ایک چلنے والا فرو ہے
بہر منزلے راہ یابندہ ایست
ہر ایک منزل کا ایک واقف کار بھی ہے

بمار ہی چو من مہرہ بازی مکن
مجھ ایسے سانپ کے ساتھ فریب نہ کر
نبرد آور و نیرنگ سازی مکن
لڑائی کر اور بہت مکاری نہ کر

ز ملک من اقطاع من میدہی
میرے ہی ملک سے مجھکو تو جاگیر دیتا ہے
برات سہیل از یمن میدہی
حصہ سہیل کا ملک یمن کو تو دیتا ہے

جواب نامہ سکندر

جواب نامه سکندر

بنیر آب دادن نشاید بجیش
بھیڑ کو نیر کا پانی دینا بیکار ہوگا

مزن پیش ازین لاف گردنکشی
آگے اس سے ڈینگ غرور کی نہ مارنا

بیارام و تندی رها کن ز دست
ٹھہر اور بڑھ بڑھ کر باتیں کرنا چھوڑ دے

همان شیشهٔ می که داری بچنگ
وہی شراب کا شیشہ کہ تو ہاتھ میں لیے ہے

جهانی چنین پر ز نفط سپید
جہان میں تیرے ظلم سے ایسا روغن بھر گیا ہے

بر آسودگی عیش خود میگذار
تو عیش اور آرام میں اپنی گذر کیجے جا

یکی داد باغی به بی توشهٔ
مثلاً ایک شخص ایک غریب کو ایک باغ دیتا تھا

زبون تر ز من صیدی آور بزیر
مجھ سے زیادہ نرم کسی شکار کو تو دبا لے

بشاخی چه باید در آویختن
اس شاخ میں لٹکنے سے کیا فائدہ ہے

تمنای شه آنگه آید بدست
آرزو بادشاہ یعنی آپکی اسوقت پوری ہو سکتی ہے

چه باید غروری بر آراستن
کیا ضرور ہے اسقدر غرور کرنا

که یابد درو قطرهٔ خون خویش
کیونکہ وہ اسمیں اپنے خون کا قطرہ پاویگی

که خاکی بگوهر نه از آتشی
کہ خاک ہی سے تیری پیدایش ہے آگ سے نہیں ہے

که الماس را از ریز باید شکست
کیونکہ ہیرا آگے سے ٹوٹ سکتا ہے

نگهدار و مستیز با خاره سنگ
بچائے رکھ اور سنگ خارا سے مت لڑا

ز طوفان آتش نگهدار بید
پس آگ کے طوفان سے اپنے بید کو بچائے رکھ

جهانجوی را با جزیره چه کار
بادشاہ یعنی تجھکو جزیرے سے کیا مطلب ہے

ندادش ز باغ آن دگر خوشهٔ
اور دوسرے نے اس باغ سے ایک بالی کسیکو نہ دی

که چربی نه خیزد ز پهلوی شیر
کیونکہ شیر کے پہلو کا گوشت کھاکر موٹے ہونیکی امید نہ کر

که نتوان ازو میوهٔ ریختن
جس سے کچھ میوہ نہیں گرتا ہے

که بر روی دریا توان پل ببست
جب کہ بحر اعظم پر پل بند ہو جاوے

نه بر جای خویش آرزو خواستن
بلکہ بیجا آرزو کرنا یعنی جسکی بظاہر امید نہ ہو

چو بهمن جوانی بران آردت | که تند اژدهائی بیازاردت

بہمن کی طرح غرور تجھکو اسپر آمادہ کرتا ہے | کہ کوئی سخت اژدھا تجھکو کاٹ کھاوے

زند دیو راهت چو اسفندیار | که با رستم آئی سوی کارزار

شیطان تجھکو مثل اسفندیار کے گمراہ کر رہا ہے | کہ رستم کے مقابلے مین لڑائی کیلیے آتا ہے

چو با دیو دارد سلیمان نشست | کند یاوه انگشتری را ز دست

جب سلیمان بادشاہ دیوون مین بیٹھتا ہے | اُسکو بیہودہ انگوٹھی ہاتھ سے اُتارنا چاہیے

بترس از غلط کاری روزگار | که چون ما بسی را غلط کرد کار

خوف کر زمانے کے دھوکا دینے سے | کیونکہ ہم ایسے بہت لوگون کو دھوکا دیکھا ہے

حسابی که با خود بر انداختی | چنان نیست بازی غلط باختی

جو حساب کہ اپنے دل مین لگایا ہے تو نے | ویسا نہین ہے دھوکے مین بازی ہار گیا تو

عنان باز کش زین تمنای خام | که سیمرغ را کس نیارد بدام

باگ پھیرلے اس غیر ممکن آرزو سے | کیونکہ سیمرغ کو کوئی جال مین نہین پھنسا سکتا ہے

ز زنگی نه آدمی خوارتر | نه از بربری مردم آزارتر

نہ تو زنگیون سے زیادہ آدم خوار ہے | نہ بربریون سے زیادہ تو آدمیون کو ستا سکتا ہے

ببین تا بهنگام کین گستری | چه خون راندم از زنگی و بربری

دیکھ تو لڑائی کے وقت | کتنا زنگیون اور بربریون کا خون مین نے گرایا تھا

مدارا کن از کین کشی باز گرد | که مردم نیازارد از نیک مرد

صلح کرلے اور لڑائی سے پھر جا | کہ آدمی نیک مرد سے تکلیف نہین پاتا ہے

نه من بستم اول بدین کین کمر | تو افگندی از سله مار سر

مین نے پہلے اس کینے پر کمر نہین باندھی ہے | تو نے ایک سانپ پٹاری سے نکالا ہے

بخونریز من لشکری ساختی | شبیخون کنان سوی من تاختی

میری خونریزی کے لیے ایک لشکر تیار کیا تو نے | رات ہی رات میری طرف دھاوا کرکے آیا تو

جواب نامہ سکندر

بدان تا بهم برزنی جای من
اسلیے کہ برباد کرے تو میری جگہہ کو
ستانی زمن ملک آبای من
مجھ سے میرے باپ کا ملک چھین لے تو

مرا نیز بایست برخاستن
مجھکو بھی ضرور ہوا مستعد ہونا
کمر بستن و لشکر آراستن
کمر باندھنا اور لشکر کو تیار کرنا

سپہ راندن از ژرف دریا برون
سپاہ اس گہرے دریا کے اس پار لانا
گشادن ز شمشیر دریای خون
اور اپنی تلوار سے دریا خون کا بہانا

تو گر ہوشیاری نہ من بیخودم
تو اگر عقلمند ہے تو میں بھی بیوقوف نہیں ہوں
ہمان ہوشیارم ہمان بخردم
ویسا ہی میں بھی ہوشیار اور عقلمند ہوں

گر افگند بر کار تو بخت نور
اگر تیرے نصیبے نے تیری کام کو روشن کیا
من از بختیاری نیم نیز دور
میں بھی خوش نصیبی سے دور نہیں ہوں

جہان گر ترا داد کاری بدست
جہان نے اگر تجھکو اس کام میں قدرت دی ہے
مرا نیز دستی درین کار ہست
مجھکو بھی اس کام میں کچھ دخل ہے

ترا تاج یاور مرا تیغ یار
تاج تیرا مددگار ہے اور میری تلوار مددگار ہے
منم تیغ زن گر توئی تاجدار
میں تلوار مارنے والا ہوں اگر تو بادشاہ ہے

مزن تکیہ بر مسند و تخت خویش
بھروسا نہ کر اپنی مسند اور تخت پر
کہ ہر تخت را تختۂ ہست پیش
کیونکہ ہر تخت کے لیے آگے تختہ ہے یعنی سلطنت کے لیے زوال لازم ہے

مبین گنبد کوہ را سنگ سست
پہاڑ کے گنبد کو پتھر کا یعنی مضبوط نہ جان
مگو سنگ را کی درآید شکست
اور نہ یہ کہہ کہ کیونکر پتھر ٹوٹ سکے گا

چو آرد زمین لرزہ گاہ نبرد
جب لڑائی زمین پر زلزلہ لاتی ہے
برآرد بآسانی از کوہ گرد
آسانی سے پہاڑ سے ہلاکی نکالتی یعنی گرا دیتی ہے

چو دوران ملکی بپایان رسد
جب زمانہ کسی ملک کا انتہا کو پہونچتا ہے
ہر دو دست جوئندہ آسان رسد
آسانی سے ڈھونڈھنے والا کا ہاتھ اسپر پہونچتا ہے

جہان چون نباشد بجان آمدہ
جہان کیونکر جان بلب یعنی تنگ نہوجائے
منی و توئی درمیان آمدہ
جب میں اور تو آپس میں لڑرہے ہیں

بجز من با منت ہیچ درخواست نیست
سوائے اسکے میری تجھ سے اور کچھ درخواست نہیں ہے
کہ دریک ترازو دو من است نیست
کہ ایک ترازو میں دو من درست نہیں ہیں

بہم سنگی خود مرا بر مسنج
میری برابری میں آپ کو مت تول
کہ از اژدہا بہمن آمد برنج
کیونکہ اژدہا سے بہمن کو تکلیف پہونچی

گرم سنگ و آبی دہی در جواب
اگر مجھکو پتھر اور آبکو پانی بتلاتا ہے تو
چو کوہ افگنم سنگ خود را در آب
پہاڑ کی طرح اپنے پتھر کو پانی میں ڈالدونگا میں

زرہ پوشم ار تیغ بازی کنے
زرہ پہن لونگا میں اگر تو لڑائی کریگا
کمر بندم ار صلح سازی کنے
کمر باندھونگا اگر تو صلح کرنا چاہے گا

بہر چہ آن نمائی تو از گرم و سرد
جو کچھ تو گرمی اور سردی سے منظور کریگا
پذیرندہ ام نہ آشتی و نہ نبرد
قبول کرونگا میں صلح اور لڑائی سے

بیا تا چہ دارے ز شمشیر و جام
لا جو کچھ تلوار اور جام شراب سے تیری پاس ہو
کہ دارم درین ہر دو دستی تمام
کہ ان دونوں یعنی لڑائی اور صلح میں بالکل مستعد ہوں میں

جہاندار چون نامہ را کرد گوش
بادشاہ یعنی دارا نے جب خط کو سنا
دماغش ز گرمی در آمد بجوش
دماغ اسکا غصے سے جوش میں آگیا

فرستاد و بر جنگ تعجیل جست
قاصد کو بھیجا اور لڑائی میں جلدی کی
سکندر نبود اندران کار سست
سکندر بھی اس کام میں سست نہوا

در آورد لشکر بہ پیکار تنگ
لایا لشکر واسطے لڑائی کے قریب
بر آراستہ یک بیک کار جنگ
آراستہ کیے دونوں نے سامان لڑائی کے

چو دارا خبر یافت کان اژدہا
جب دارا نے خبر پائی کہ وہ اژدہا یعنی سکندر
نخواہد بس شیر کردن رہا
پیچھا شیر کا یعنی میرا نہ چھوڑے گا

جواب نامہ سکندر

بجنبید جنبیدن با شکوہ — چو از زلزلہ کالبدہای کوہ

حرکت کی لشکرون نے ایسے رعب کی جنبش سے — جیسے زلزلے سے بشتے پہاڑون کے

رسیدند لشکر بلشکر فراز — زمانہ در کینہ بکشاد باز

پہونچ گئے دونون لشکر جب بالکل قریب — زمانے نے دروازہ لڑائی کا کھولدیا

زمین جزیرہ کہ از موصلست — خوش آرامگاہست و خوشبو گلست

زمین اس ٹاپو کی کہ موصل کے تمام مشہور ہے — اچھی آرام کی اور خوشبودار جگہہ ہے

مصاف دو خسرو دران مرز بود — کز آشوب شان کوہ در لرزہ بود

مقابلہ دونون بادشاہون کا اس زمین مین تھا — کہ جنکے لشکر کے رعب سے پہاڑ کانپتے تھے

ہنوز ار بجوئید زان خسروان — توان یافتن در زمین استخوان

اب تک اگر تلاش کرین ان بادشاہون سے — ہڈیان اوس زمین مین پاسکتے ہین

بیا ساقی از بادہ بردار بند — بہ پیمانہ پیمودن بادہ چند

اے ساقی شراب سے ڈاٹ کھولدے — پیالے مین اونڈیل خالی کبتک بیٹھا رہے گا

خرابم کن از بادہ جام خاص — مگر زین خرابات یابم خلاص

شراب خالص کے پیالے سے مجھکو مست کر — شاید اس دنیا سے خلاصی پاجاؤن مین

مصاف کردن دارا با سکندر در موصل

مقابلہ کرنا دارا کا سکندر سے مقام موصل مین

خرامیدن لاجوردی سپہر — ق — ہمان گرد بر گشتن ماہ و مہر

حرکت کرنا آسمان نیلگون کا — اور بھی گردش کرنا چاند اور سورج کا

مپندار کز بہر بازیگریست — سراپردۂ اینچنین سرسریست

نہ سمجھ کہ کھیل کی راہ سے ہے — اور — اسقدر پردونکا خیمہ بالکل فضول ہے

درین پرده یک رشته بیکار نیست

اس پردے مین ایک تاگا بیکار نہین ہے

که داند که فردا چه خواهد رسید

کون جان سکے کہ کل کیا وقت پہونچے گا

کرا مرده از خانه بر در نهند

کسکے جنازے کو گھر سے نکالکر دروازے پر رکھین گے

گزارنده نیک و بدهای خاک

بیان کرنے والے زمین کے نیک و بد نے

که چون صبح را شاه چین بار داد

کہ جب صبح کو بادشاہ چین نے دخل دیا

رسیدند لشکر بجای مصاف

پہونچے دونون لشکر مقابلے کی جگہ پر

خسک بر گذرگاه کین ریختند

گوگھرو لڑائی کے راستے پر بچھائے

یزک بر یزک سو بسو در شتاب

چوکیان چوکیان سوارونکی ہرطرف دوڑتی تھین

ز بسیاری لشکر از هر دو جای

لشکر کی کثرت سے دونون جگہ سے

دو رویه ستادند در جای جنگ

دوطرفہ لڑائی کے میدان مین کھڑے ہوئے

مگر در میان صلحی آید پدید

شاید دونون کے درمیان صلح ہو جائے

سر رشته بر ما پدیدار نیست

لیکن سرا ڈورے کا ہمکو نہین ملتا ہے

ز دیده که خواهد شدن ناپدید

آنکھون سے کون شخص غائب ہو جائے گا

کرا تاج اقبال بر سر نهند

کس کے سر پر اقبال کا تاج رکھین گے

سخن گفت از آن پادشاهان پاک

اسطرح اُن پاک بادشاہونکا حال تحریر کیا

عروس عدن دُر بدینار داد

عدن کی عروس یعنی رات نے موتی بدلے دینار کر دیے

دو پرکار بستند چون کوه قاف

دونون نے حلقہ باندھا مثل کوہ قاف کے

نقیبان خروشیدن انگیختند

چوبدارون نے نعرے بلند کرنا شروع کیے

نه در دل سکونت نه در دیده خواب

نہ دل مین قرار نہ آنکھون مین نیند

فروبسته کوشنده را دست و پای

بندھ گئے پھرتی والونکے ہاتھ پانون

نمودند در پیشدستی درنگ

کی پیشدستی مین ایک دوسرے نے دیر

که شمشیرشان بر نباید کشید

کہ انکو تلوار کھینچنے کی ضرورت نہ پڑے

چو بود از جوانی و گردن کشی
چونکہ جوش جوانی اور غرور سے

همان جانب آبی همین آتشی
وارا کی طرف سے آبی اور ادھر آتشی یعنی تیزی

پدید آمد از بردباری ستیز
بردباری سے لڑائی کا منشا ظاہر ہوا

دل کینه ور گشت بر کینه تیز
دل لڑنے والوں کا لڑائی پر جم گیا

ازان پس که بر کینه ره یافتند
بعد اسکے کہ لڑائی کے آثار پائے

سر از جستن مهر بر تافتند
سر محبت ڈھونڈھنے سے پھیر لیا

در آمد بجنبیدن آواز کوس
آواز نقاروں کی بلند ہونے لگی

فلک بر دهان دهل داده بوس
آسمان نے ڈھول کا منہ خوش ہوکر چوم لیا

شغبهای آیینه پیل مست
شور و غل مست ہاتھیوں کے پاکھروں کا

همی شانه بر پشت پیلان شکست
کندھے اور پیٹھیں ہاتھیوں کی توڑے ڈالتا تھا

چنان آمد از نای ترکی خروش
ایسا ترکی قرنا سے شور بلند ہوا

که از نای ترکان برآورد جوش
کہ سپاہیوں کے جوش سے گلے نکل آئے

برآورد خر مهره آواز شیر
سنکھ نے ایک مہیب آواز مثل شیر کے نکالی

دماغ از دم گاودم گشت سیر
دماغ ترہیوں کی آواز سے بھر گئے

طراقی که از مقرعه برخاسته
جو طراقے کی آواز کہ کوڑوں سے نکلی

برون رفت زین طاق آراسته
وہ باہر نکل گئی اس آراستہ محل یعنی آسمان سے

روارو برآمد ز راه نبرد
چلو چلو کی آواز نکلی لڑائی کی راہ سے

هژا هژ در آمد ز مردان مرد
حملے کی خواہش پیدا ہوئی بہادروں میں

زمین گفتی از یکدگر بر درید
کہے تو کہ زمین بیچ سے پھٹ گئی

سرافیل صور قیامت دمید
یا اسرافیل نے صور قیامت پھونک دیا

غبار زمین بر هوا راه بست
گرد نے زمین پر ہوا کے آنیکی راہ بند کر دی

عنان سلامت برون شد ز دست
سلامتی کی باگ ہاتھ سے باہر نکل گئی

زبس گرد بر تارک ترک و زین
کثرت گرد سے جو سر خود اور زینوں پر پڑی

زمین آسمان آسمان شد زمین
زمین آسمان ہوگئی اور آسمان زمین ہو گیا

فرو رفت و بر رفت راه نبرد
نیچے گئی اور اوپر گئی راہ لڑائی سے

نم خون بماهی و بر ماه گرد
تری خون کی مچھلی تک اور گرد چاند پر

ز سُم ستوران دران پهن دشت
گھوڑوں کے سموں سے اس بڑے جنگل میں

زمین شش شد و آسمان گشت هشت
زمین کے چھ طبق اور آسمان آٹھ طبق ہو گئے

جگر تاب شد نعرهای بلند
کلیجے پھونکنے لگے بلند نعرے

گلوگیر شد حلقهای کمند
گلے دبانے لگے بل یعنی پھندے کمند کے

ز تاب نفس در هوا بسته میغ
سانس کی گرمیوں سے ہوا میں بدلی بندھ گئی

جهان سوخت از آتش برق تیغ
جہان جل گیا تلوار کی بجلی کی آگ سے

زبس عطسهٔ تیغ بر خون و خاک
تلواروں کی چھینک کی زیادتی سے خون و خاک پر

دماغ هوا پر شد از جان پاک
دماغ ہوا کا پاک جانوں یعنی روحوں سے بھر گیا

سپهدار ایران هم از صبح بام
بادشاہ ایران نے بھی صبح تڑکے سے

برآراست لشکر بساز تمام
تمام لشکر کو لڑائی کے سامان سے تیار کیا

نخستین صف میمنه ساز کرد
پہلے لشکر کی داہنی سمت کی فوج کو سنبھالا

ز تیغ اژدها را دهن باز کرد
تلواروں سے اژدہے کا منھ کھول دیا

صف میسره هم برآراست چست
پھر جلدی سے بائیں طرف کی فوج کو بھی آراستہ کیا

یکی کوه گفتی ز پولاد رست
کہے تو ایک پہاڑ فولاد سے پیدا ہوا

جناح آنچنان بست در پیشگاه
لشکر کے آگے کی سپاہ کو آگے اسطرح استادہ کیا

که پوشیده شد روی خورشید و ماه
کہ منھ سورج اور چاند یعنی دارا اور سکندر کے چھپ گئے

ز قلبی که چون کوه پولاد بود
اس لشکر کے درمیان سے جو مثل فولاد کے پہاڑ کے تھا

پناهنده را قلعه آباد بود
پناہ چاہنے والوں کے لیے قلعے بنا لیے تھے

مصاف کردن دارا با سکندر

ز دیگر طرف لشکر آرای روم
دوسری طرف سے لشکر آراستہ کرنیوالی روم یعنی سکندر نے

برآراست لشکر چو نخلی ز موم
آراستہ کیا لشکر کو مثل ایک درخت موم کے

سلاح و سلب داد خواهنده را
ہتیار اور سامان ضرورت والون کو دیے

قوی کرد پشت پناهنده را
مضبوط کی پیٹھ پناہ مانگنے والون کی

چپ و راست آراست از ترک و تیغ
بائین اور داہنے کو آراستہ کیا خود اور تلوار سے

چو آرایش گلبن از اشک میغ
جس طرح شادابی پھول کے درخت کی بدلی سے

پس و پیش را کرد چون خاره کوه
آگے اور پیچھے کو کر لیا مثل سنگ خارا کے پہاڑ کے

برانگیخت قلبی ثریا شکوه
بنائی ایک قلب مثل دبدبہ ثریا کے بلند

چو از هر دو سو لشکر آراستند
جب لشکر دونون طرف سے آراستہ ہوا

یلان سو بسو مردمی خواستند
پہلوان ہر طرف لڑنیکے لیے کوئی آدمی چاہنے لگے

سیاست در آمد بگردن زنی
تنبیہ یعنی انتظام ملکداری گردن زنی کیلیے موجود ہوا

ز چشم جهان دور شد روشنی
جہان کی آنکھ سے روشنی جاتی رہی

ز بس خون که گرد آمد اندر مغاک
کثرت خون سے جو گڑھون مین جمع ہو گیا تھا

چو گوگرد سرخ آتشین گشت خاک
مثل سرخ گندھک کے خاک سرخ ہو گئی

ز شمشیر برگشته جای نبود
تلوار سے مارے ہوؤن کے بدنمین کوئی ایسی جگہہ نہ تھی

که در غار او اژدهای نبود
کہ انکے زخمون مین ایک اژدہا نہ بیٹھا تھا

شهنگ خدنگ از کمین کمان
گھڑیال تیر کا کمان کی گھات کی جگہہ سے

نیاسود بر یک زمین یکزمان
ایک دم ایک جگہہ نہ ٹھہرا رہا

کمند اژدهای مسلسل شکنج
کمند مثل ایک لہراتے ہوئے اژدہے کے

دهن باز کرده بتاراج گنج
منھ کھولے ہوئے خزانے کے لوٹنے پر

ز غریدن ژنده پیلان مست
مست ہاتھیون کے بہت چلانے سے

گره در گلوی هژبران شکست
شیرون کے گلے مین گرہین ٹوٹ گئین

زبس تیغ بر گردن انداختن
کثرت تلوارون کے گردن پر پڑنے سے
نیارست کس گردن افراختن
کوئی شخص گردن نہ اٹھا سکتا تھا

پدر با پسر کین بر آراسته
باپ نے لڑکے کے ساتھ کینہ آراستہ کیا
محابا شده مهر برخاسته
مروت جاتی رہی اور محبت اوٹھ گئی

ستون علم جامه در خون زده
علم کے ستون نے اپنے کپڑے خون مین رنگے
نجات از جهان خیمه بیرون زده
نجات نے اپنا خیمہ جہان سے باہر لگایا

زبس خستهٔ تیر پیکان نشان
کثرت زخمیون تیر کانسی تک پیوست ہونیوالون سے
شده آبله دست پیکان کشان
پھوڑا ہوگئے ہاتھ کانسیون کے نکالنیوالونکے

چنان گرم گشت آتش کارزار
ایسی تیز ہوئی آگ لڑائی کی
که از نعل اسپان برآمد شرار
کہ گھوڑونکی نعلون سے چنگاریان نکلنے لگین

جهانجوی دارا ز قلب سپاه
بادشاہ دارا سپاہ کے درمیان سے
برآشفت چون شیر شرزه سیاه
للکار رہا تھا مثل شیر نر اور سیاہ کے

ز دشمن گزائی و خصم افگنے
دشمن کے کاٹنے اور دشمن کے زیر کرنے سے
کشاده برو بازوے بهمنے
کھولے ہوے سینہ اور بازو بہمن کے ایسے

بهر جا که بازو برافراختی
جس جگہ کہ بازو بلند کرتا یعنی ہاتھ تلوار کو لگاتا تھا
سر خصم در پایش انداختی
سر دشمنون کا اپنے پانون کے نیچے ڈال دیتا تھا

نشد بر تنے تا نپرداختش
نہ گیا کسی بدن پر کہ نہ صاف کیا اسکو
نزد بر سرے تا نینداختش
نہ حملہ کیا کسی سر پر کہ نہین جدا کر دیا اسکو

زبس خون رومی دران ترکتاز
رومیون کے خون کی کثرت سے اس حملے مین
هزار اطلس رومی افگنده باز
ہزارون طاقے اطلس رومی یعنی صبح کی کھولدیے

وزین سو سکندر ز شمشیر تیز
اور اس طرف سے سکندر نے تیز تلوار سے
برانگیخته از جهان رستخیز
اوٹھائی جہان سے قیامت

مصاف کردن دارا با سکندر

دو دوست آوریده بکوشش برون
دونون ہاتھ کوشش کے لیے نکالے ہوئے باہر

دو دستی چنان بیگزارید تیغ
دونون ہاتھون ایسی تلوار پھینک رہا تھا

چو بر فرق پیل آمدی خنجرش
جب ہاتھی کے سر پر اسکا خنجر پڑتا تھا

چو بر آب دریا غضب ریختی
جب پانی پر دریا کے اپنا غصہ گراتا یعنی کرتا

چو شیری که آتش ز دم بر زند
مثل اُس شیر کے جو پھکار سے آگ نکالتا ہو

بدارا نمودند کان تند شیر
لوگون نے دارا کو بتلایا کہ وہ غصہ ور شیر

بشه آزرم او به که یکسو کند
بہتر ہے کہ بادشاہ اُس سے لڑائی نہ کرے

بلشکر بگوید که یکبارگی
لشکر کو حکم دیجیے کہ سب ایک مرتبہ

چنان دید دارای دولت صواب
دارا بادشاہ نے بھی اسی مین مصلحت دیکھی

همه یکگروه بیکسر زنند
سب لوگ بالاتفاق ایکبارگی حملہ کرین

بفرمان فرماندهٔ تاج و تخت
حاکم تاج و تخت یعنی دارا کے حکم سے

بهر دست شمشیر الماس گون
ہر ایک ہاتھ مین ہیرے کی ایسی چمکدار تلوار

کزو خصم را جان نیاید دریغ
کہ اوس سے دشمن کو جان سے دریغ نہ ہو سکتا تھا

فرو ریختی زیر پایش سرش
گرا دیتا تھا اُسکے پاؤن کے نیچے سر اُسکا

ز دریای آب آتش انگیختی
دریا کے پانی سے آگ پیدا کر دیتا

دم مادیان را بهم بر زند
گھوڑیون کا دم بند کرے

بسا شیر کز مرکب آورد زیر
بہت بہادرون کو گھوڑے سے نیچے لا چکا ہے

کز آن پهلوان پیل پهلو کنند
کیونکہ اُس پہلوان سے ہاتھی پہلو بچاتے ہین

برانند بر جنگ او بارگی
بڑھاوین گھوڑے اُسکی لڑائی پر

که لشکر بجنبد چو دریای آب
کہ تمام لشکر ایکبارگی مثل دریا کے اُمنڈ چلے

بیکبارگی بر سکندر زنند
سکندر پر ایکبارگی حملہ کرین

بجوشید لشکر بکوشید سخت
جوش کیا لشکر نے اور بہت کوشش کی

صفت مصاف کردن دارا با سکندر در موصل

عنان یک رکابی براَنگیختند
باگ گھوڑونکی سب نے ایک کاب ہوکر اُٹھائی

دو دستی بہ تیغ اندر آویختند
دونون ہاتھون تلوار سے لڑنے لگے

سکندر چو غوغای بدخواہ دید
سکندر نے جب دعاوا دشمنونکا دیکھا

ز خود دست آزرم کوتاہ دید
اپنا ہاتھ یعنی قابو لڑائی سے کم پایا

بفرمود تا لشکر روم نیز
فرمایا کہ رومیون کا لشکر بھی

بدادن ندارند جان را عزیز
جان کو دینے سے عزیز نہ رکھین

بہ بندند بر دشمنان راہ را
بند کرین دشمنون پر راہ کو

بخاک اندر آرند بدخواہ را
خاک مین ملاوین دشمن کو

دو لشکر چو مور و ملخ تاختند
دونون لشکر مثل چیٹی اور ٹڈی کے دوڑے

نبرد جہان در جہان ساختند
لڑائی بے انتہا اور خوب کی

بشمشیر پولاد و تیر خدنگ
ساتھ تلوار پولاد اور تیر خدنگ کے

گذرگاہ بر مور کردند تنگ
چیونٹیون کے گذرنے کی راہ بند کردی

چو زنبور گیلی کشیدند نیش
مثل گیلان کی بھڑون کے ڈنک نکالے

زمین را بزنبورہ کردند ریش
زمین کے زنبورون کو زخمی کیا

سکندر دران داورگاہ سخت
سکندر نے اُس لڑائی کے میدان مین

پی افشرد مانند بیخ درخت
قدم جما دیے مثل درخت کی جڑ کے

ہیونی بروی افگند پیل افگنی
گھوڑا اُسپر ڈالا ایک پہلوان نے

سوی پیلتن شد چو آہرمنی
سکندر کی طرف گیا مثل ایک دیو کے

یکی زخم زد بر تن پہلوان
ایک زخم لگایا سکندر کے جسم پر

کزان زخم لرزید پیر و جوان
کہ اُس زخم سے کانپ اُٹھے بڈھے اور جوان

بدرید خفتان زرہ پارہ کرد
چاک کر ڈالا جبلتہ زرہ ٹکڑے کردی

عمل بین کہ پولاد با خارہ کرد
یہ عمل دیکھ کہ فولاد نے پتھر کے ساتھ کیا کیا

مصاف کردن دارا با سکندر

مصاف کردن دارا با سکندر دوم

هژبر یله بازوی تابنده هور
نہ کٹا بازو اُس دشمن آفتاب یعنی سکندر کا

ولیکن شد آزرده در زیر زور
لیکن صدمے کی سبب سے آزردہ ہو گیا

بموی تن شاه رست از گزند
سکندر کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو گئے ایذا سے

بزد تیغ در بدخواه را سر فگند
مگر تلوار ماری اور دشمن کا سر کاٹ ڈالا

هراسید زان دشمن بی هراس
اُس دشمن بیخوف سے دل میں بہت ڈرا

دل خصم را کرد ازانجا قیاس
دشمن کی جرأت کا اس سے کیا اندازہ

بر آن شد که از خصم تابد عنان
آسیر مستعد ہوا کہ دشمن سے باگ پھیری یعنی نہ لڑے

رهائی دهد سینه را از سنان
بچا جائے سینے اپنے کو گانسی سے

دگر بار کز بخت امیدوار
لیکن پھر دوبارہ نصیبے سے امید کر کے

پی افشرد بر جای خود استوار
قدم اپنی جگہ پر مضبوط جمایا

چو در فال فیروزی خویش دید
چونکہ فال میں اپنی فتح دیکھ چکا تھا

بر اعدای خود دست خود بیش دید
اپنے دشمن پر اپنا غلبہ دیکھ چکا تھا

قوی کرد بر جنگ بازوی خویش
مضبوط کیا لڑائی پر اپنے بازو کو

بکوشید با هم ترازوی خویش
کوشش کی اپنے مقابل کے ساتھ

نیاسود لشکر ز خون ریختن
نہ آسودہ ہوا لشکر خونریزی سے

ز دشمن بدشمن در آویختن
دشمن دشمن سے لڑنے میں

نبرد آزمایان ایران سپاه
ایرانی سپاہ کے بہادروں نے

گرفتند بر لشکر روم راه
بند کر لیے لشکر روم کے راستے

زبون گشت رومی ز پیگارشان
عاجز ہوئے رومی انکی لڑائی سے

اجل خواست کردن گرفتارشان
موت مانگنے لگے اُنکے گرفتار ہونے سے

دگر ره بمردی فشردند پای
دوبارہ مردی سے گڑ دیا قدم

نرفتند چون کوه آهن ز جای
نہ ہٹے شل لوہے کے پہاڑ کے جگہ سے

بناموس رایت همی داشتند
شرم کے سبب سے علم بدستور کھڑے رکھتے تھے
غنیمت به بدخواه نگذاشتند
دشمن کے لوٹ لیجانے کے لیے نہ چھوڑتے تھے

چو گوهر برآمود زنگی بتاج
جب زنگی نے تاج مین موتی جڑے یعنی رات ہوئی ستارے نکلے
شه چین فرود آمد از تخت عاج
بادشاہ چین کا اتر آیا ہاتھی دانت کے تخت سے یعنی آفتاب

مه روشن از تیره شب تافته
روشن چاند اندھیری رات سے چمکا
چو آئینه روشنی یافته
مثل ایک روشنی پائے ہوئے آئینے کے

دو لشکر بیکجا گروه آمده
دونون لشکر ایک جگہ جمع ہوئے
شدند از خصومت ستوه آمده
لڑائی سے ہٹ گئے عاجز ہو کر

بآرامگاه آمدند از نبرد
اپنے ڈیرون مین لڑائی سے آگئے
ز تن زخم شستند و از روی گرد
بدن سے زخم اور منھ سے گرد دھوئی

باندیشه از گنبد تیزه گشت
رات گذاری گنبد تیز گشت یعنی آسمان اس اندیشے مین
که فردا بسر بر چه خواهد گذشت
کہ کل دیکھین سر پر کیسی گذرے

دگر روز کان روی شسته ترنج
دوسرے دن جب اس ترنج یعنی آفتاب نے منھ دھو کر
چو روحانیان سر برون زد ز کنج
مثل فرشتون کے سر باہر نکالا گوشے سے

سپاه از دو سو صف بیاراستند
فوج نے دونون طرف کی قطارین باندھین
هژبران بنخچیر برخاستند
بہادر لوگ شکار کے لیے اٹھے

ز پولاد شمشیر و چرم کمان
تلوار کے فولاد اور کمان کے چمڑے سے
بسی زور بازو نمود آسمان
بہت زور بازو کا دکھلایا آسمان نے

بغوغای لشکر در آمد شکیب
لشکر کے غل مین صبر آیا یعنی غل موقوف ہوا
که دست از عنان رفت و پا از رکیب
ہاتھون سے باگین چھوٹ گئین اور پاؤن رکاب سے

بدارا دو سرهنگ بودند خاص
دارا کے دو سپاہی خاص تھے
باخلاص نزدیک و دور از خلاص
دوستی ظاہر سے نزدیک اور خالص پن سے دور

کردن دارا با سکندر در مصاف

ز بیداد دارا بجان آمده
دارا کے ظلم سے عاجز آگئے تھے
دل آزردگی در میان آمده
دل میں انکے رنجیدگی آگئی تھی

بر آن دل که خونریز دارا کنند
دل انکا اسباب پر مستعد کہ قتل کریں دارا کو
بر و کین خویش آشکارا کنند
اپنا کینہ اسپر ظاہر کردیں

چو خونریز گونه بازاری آراستند
چنانچہ انھوں نے اسطرح ایک بازار آراستہ کیا
بجان از سکندر امان خواستند
سکندر سے جان کی پناہ مانگی

که ما ایم خاصان دارا و بس
کہ ہم لوگ دارا کے خاص ہیں اور بس
بدارا ز ما خاص تر نیست کس
دارا کا ہم سے زیادہ کوئی خاص نہیں ہے

ز بیداد او چون ستوه آمدیم
چونکہ اسکے ظلم سے عاجز آگئے ہیں ہم
بخونریز او هم گروه آمدیم
اس لیے اسکے مار ڈالنے پر ہم دونوں مستعد ہیں

بخواهیم فردا بر و تاختن
کل کے دن اسپر حملہ کرینگے ہم
ز بیداد او ملک پرداختن
اسکے ظلم سے ملک کو خالی کرینگے

یک امشب بکوشش نگهدار جای
صرف آج کی رات کوشش سے اپنی حفاظت کیجیے
که فردا مخالف در آید ز پای
کیونکہ کل آپ کا دشمن ہلاک ہوجائیگا

چو فردا علم بر کشد در مصاف
جب کل علم بلند کریگا میدان میں
خورد ضربت تیغ پهلو شگاف
کھائیگا زخم تلوار پسلیمیں پھاڑ ڈالنے والی کا

ولیکن بشرطیکه بی دست رنج
لیکن اس شرط پر کہ بغیر مزدوری کے
بما بر گشاده کنی قفل گنج
ہم پر کھولدے تو قفل خزانے کا

ز ما هر یکی را توانگر کنی
ہم سے ہرایک کو امیر کردے تو
بزر کار ما هر دو چون زر کنی
سونے سے ہم دونوں کو سنہرا کردے تو

سکندر بر آن خواسته عهد بست
سکندر نے انکے مانگے ہوئے کے دینے کا اقرار کیا
به پیمان در آن خواسته داد دست
واسطے اقرار کے انکے مانگنے پر ہاتھ مارا

مصاف کردن دارا با سکندر

مصاف کردن دارا با سکندر

نشستند باور شکان و بیداد کیش
سکندر کو یقین نہ ہوا کہ وہ دونون ظالم

کنند این خطا با خداوند خویش
کرین گے ایسی خطا اپنے مالک کے ساتھ

ولی هر کس آن در بدست آورد
اور لیکن ہر شخص وہ طریقہ ہاتھ مین لاتا یعنی پیدا کرتا ہے

کزو خصم خود را شکست آورد
جس سے کہ اپنے دشمن کو شکست دے

دران ره که بیداد و داد آمدش
اس راہ یعنی لڑائی مین کہ ظلم عدل معلوم ہوا اسکو

کهن داستانے بیاد آمدش
پرانی ایک داستان یاد آئی اسکو

که خرگوش هر مرز را بی شگفت
کہ ہر گانون کے خرگوش کو بے شبہ

سگ آن ولایت تواند گرفت
کتا اسی گانون کا پکڑ سکتا ہے

چو آن عاصیان خداوند کش
جب ان مالک کے مار ڈالنے والے گناہگارون نے

خبر یافتند از خداوند هش
خبر پائی اس صاحب عقل یعنی سکندر سے

که بر گنج شان کامگاری دهد
کہ خزانے پر انکو مقصد وری یعنی حسب دلخواہ دیگا

بخونریز بدخواه یاری دهد
دشمن کی خونریزی مین مدد دے گا

حق نعمت شاه بگذاشتند
بادشاہ یعنی دارا کے حق نعمت کا لحاظ چھوڑ دیا

پی کشتن شاه برداشتند
دارا کے مار ڈالنے کا سراغ لگانے لگے

چو یاقوت خورشید را دزد برد
جب آفتاب کے یاقوت کو چور لے گیا

بیاقوت جستن جهان پی فشرد
یاقوت ڈھونڈھنے کے لیے جہان نے قدم گاڑ دیا

بدزدی گرفتند مهتاب را
چوری مین ماہتاب کو پکڑ لیا

که او برد آن جوهر ناب را
کہ وہی اس خالص لعل کو لے گیا

دو لشکر گشاده کمر چون دو کوه
دونون لشکرون نے مثل پہاڑ کے کمر کھولی

شدند از نبرد آزمائی ستوه
لڑائی لڑنے سے نہایت عاجز ہو گئے

بمنزلگه خویش گشتند باز
اپنی اپنی منزل گاہ پر واپس گئے

برزم دگر روزه کردند ساز
دوسرے دن کی لڑائی سے موافقت کی

بیا ساقی از می مرا دور کن	جهان از می لعل پر نور کن
آے ساقی شراب سے یعنی خودی مجھے دُور کر	جہان کو سرخ شراب سے روشن کر
می کو مرا ره بمنزل برد	همه دل برند او غم دل برد
وہ شراب کہ مجھکو منزل کے راستے پر لیجاوے	اور تمام شرابین بیہوش کر دیتی ہین وہ غم دل کو لیجاوے

پیروزی یافتن سکندر بر دارا و کشته شدن دارا

فتح پانا سکندر کا دارا پر اور مارا جانا دارا کا

جهان گرچه آرامگاهی خوشست	شتابنده را نعل در آتشست
اگرچہ جہان ایک عمدہ آرام کی جگہ ہے	چلنے والون کو نہایت اضطراب ہے
دو در دارد این باغ آراسته	در و بند از این هر دو برخاسته
دو دروازے رکھتا ہے یہ آراستہ باغ	دروازہ اور قیدان دونون سے اوٹھی ہوئی
در آ از در باغ و بنگر تمام	ز دیگر در باغ بیرون خرام
اندر آ باغ مین دروازے سے اور دیکھ لے تمام	باغ کے دوسرے دروازے سے باہر نکل جا
اگر زیرکی با گلی خو مگیر	که باشد بجا ماندنش ناگزیر
اگر تو دانا ہے کسی پھول سے دل نہ لگا	کیونکہ قائم رہنا اسکا ممکن نہین ہے
درین دم که داری بشادی بسیچ	که آینده و رفته هیچست و هیچ
اسوقت کو رکھتا ہے تو ارادہ خوشی کا	کہ آیندہ اور ماضی ہیچ ہے اور ہیچ
نه ایم آمده از پی دلخوشی	مگر کز پی رنج و محنت کشی
نہین آئے ہین ہم دل خوش کرنے کے لیے	بلکہ رنج اور محنت اُٹھانے کے لیے
خران را کسی در عروسی نخواند	مگر وقت آن کآب و هیزم نماند
گدھون کو کسی نے دعوت مین نہین بلایا ہے	لیکن جس وقت کہ پانی اور لکڑی نہین رہتا

گزارندهٔ نظم این داستان

بیان کرنے والے اس نظم داستان نے

که چون آتش روز روشن گذشت

کہ جب آگ روز روشن کی جاتی رہی

شب از ماه بربست پیرایه

رات نے چاند سے زیور آراستہ کیا

طلایه ز لشکرگه هر دو شاه

روندہ دونون بادشاہون کے لشکرگاہ سے

نیاقی برآمد شدن چون خراس

چوکیدار ادھر اودھر آنے جانے مین مثل چرخ چلنے کے

بسا خفته کز هیبت پیل مست

بہت سوتے آدمی بلکہ مست ہاتھی خوفناک آواز سے

غنوده تن مردم از رنج و تاب

اونگھنے لگے یعنی سست ہوئے بدن لوگون کے رنج اور محنت سے

نیایش کنان هر دو لشکر براز

آرزو یعنی التجا کر رہے تھے دونون لشکر دلون مین

مگر کاهش درازی نمودی درنگ

شاید کہ وہ درازی شب کی اتنی دیر کرتی

سگالش چنان شد دو کوشنده را

فکر ایسی ہوئی دونون بادشاہون کو

چو خورشید روشن برآرد کلاه

جیسے ہی آفتاب روشن بلند کرے تاج

سخن رانده بر سنت راستان

ذکر کیا سچون کے طریقے پر

پر از دود شد گنبد تیز گشت

دھوئین سے بھر گیا گنبد تیز گھومنے والا یعنی آسمان

شگفتی بود نور در سایه

تعجب ہوتا ہے نور ایک سایے مین

شده پاس دارنده تا صبحگاه

پہرہ دینے والے ہوئے صبح تک

نیاسود دراج از بانگ پاس

نہ سوئین چڑیان پہرے والون کی آواز سے

سراسیمه هر ساعت از خواب جست

گھبرا کر ہر گھڑی نیند سے چونک چونک پڑے

نظر هر زمان می درآمد ز خواب

آنکھین ہر دم بند ہوئی جاتی تھین نیند کے مارے

که ای کاشکی بودی امشب دراز

کہ اگر کاشکے آج کی رات بڑی ہوجاتی

بدیری پدید آمدی روز جنگ

جس سے دیر کے بعد لڑائی کا دن ظاہر ہوتا

که ریزند صفرای جوشنده را

کہ گرادین جوش کرنیوالے صفرا یعنی کینے کو

پدید آرد گرد سپید از سیاه

ظاہر ہو سفیدی سیاہی سے

دو خسرو عنان در عنان آورند | ره دوستی در میان آورند

دونون پادشاہ باگ سے باگ ملا دین یعنی مقابل ہون | راہ دوستی کی درمیان مین لاوین

بآزرم و خوشنودی از یکدگر | بتابند وزان بر نتابند سر

صلح اور خوشی سے ایک دوسرے آپس مین | عہد کرین اور اُس سے سر نہ پھیرین

چو دارا در آن داوری رای جست | دل رای زن بود در رای سست

جب دارا نے اس معاملے مین لوگون کی رای چاہی | دل رای دینے والون کا رای دینے مین سست ہوا

سوی آشتی کس نشد رہنمون | نمودند راہش بشمشیر و خون

صلح کی طرف کوئی اُسکو رہنما نہ ہوا | بتلائی راہ اُسکو تلوار اور خون یعنی لڑائی کی

کہ ایرانی از رومی نیش خورد | بماند بکار ریزد اندر نبرد

کہ ایرانی چوٹھل یعنی چوٹ کھاے ہوے رومی سے | کیونکہ عاجز ہو جاوے گا لڑائی مین

چو فردا فشاریم در جنگ پای | ز رومی نمانیم یک تن بجای

کل جب لڑائی کے بیچ قدم جماوین ہم | رومیون سے ایک شخص کو بھی نہ باقی رہنے دینگے

بدین عشوہ دادند شہ را شکیب | یکی بر دلیری یکی بر فریب

اس انداز سے پادشاہ یعنی دارا کو تسکین دی | ایک نے بہادری پر ایک نے فریب پر

ہمان قاصدان تیز کردند جہد | کہ بر خون او بستہ بودند عہد

اُن ارادہ کرنے والون نے بھی خوب کوشش کی | جنھون نے دارا کے مار ڈالنے کا اقرار کیا تھا

سکندر بدیگر طرف چارہ ساز | کہ چون پای دارد دران ترکتاز

ادھر سکندر کو تدبیر بتا رہے تھے | کہ اس طرح قدم رکھے لڑائی مین

خیال دو سرہنگ اندیش داشت | جز آن خود کہ سرہنگی خویش داشت

سکندر نے خیال دونون سپاہیونکا مقدم رکھا | سوا اسکے کہ خود بھی سپہ گری رکھتا تھا

چنین گفت با پہلوانان روم | کہ فردا درین مرکز سخت بوم

روم کے پہلوانون سے اس طرح کہا | کہ کل کے دن اس مہلک جاے قیام مین

پیروزی یافتن سکندر بر دارا و کشتہ شدن او

داوری انتہی داوری سے مراد معاملہ مقدمہ مطلب یہ کہ دارا نے جو اس مقدمہ مین اپنے صلاح کارون سے مشورہ کیا وہ لوگ سُست ہوگئے ۱۲

کس نشد انتہی یعنی دارا کو کسی نے صلح کرنے کی رای نہ دی بلکہ اُسکو

خیال دو دوم انتہی یعنی اگرچہ سکندر کو دونون سرہنگون کا بھی خیال تھا سو اسکا خود بھی نہایت علم اور مرد سپاہی تھا ۱۲

بوم سے مراد زمین تو مہلک ہو دوسرے ۱۲

بکوشیم کوشیدنی مردوار
کوشش کریں ہم بہادروں کی طرح کوشش کرنیکی

رگ جان بکوشش کنیم استوار
جان کی رگ کو کوشش سے مضبوط کریں ہم

اگر دست بردیم ماراست ملک
اگر غالب ہوگئے ہم ہمارا ہے ملک

وگر ما شدیم آن داراست ملک
اور اگر مرگئے ہم دارا کی ملک ہے یہ ملک

قیامت کہ پوشیدہ از رای ماست
قیامت کہ پوشیدہ ہماری عقل سے ہے

بود روزی آخر وز فردای ماست
اور ہوگی ایک دن لیکن ہمارے نزدیک وہ کل کا دن ہی

ز اندیشہای چنین ہولناک
ایسے ہی خوفناک خیالات سے

دو لشکر غنودند با ترس و باک
دونون لشکر اونگھا کیے خوف اور ڈر سے

چو گیتی در روشنی باز کرد
جب جہان نے دروازہ روشنی کا کھولا

جہان بازی دیگر آغاز کرد
جہان نے دوسری بازی شروع کی

بآتش بدل گشت مشت شرار
آگ سے بدل گئیں تھوڑی چنگاریاں یعنی ستارے

کلیچہ شد آن سیم گاورس وار
ٹھکیا ہوگئی وہ چاندی جو باجرے کے دانون کی طرح تھی

در آمد بجنبش دو لشکر چو کوہ
جنبش میں آئے دونون لشکر مثل پہاڑ کے

کز ان جنبش آمد جہانی ستوہ
ایسے کہ انکی جنبش سے ایک جہان عاجز آگیا

ق

فریدون نسب شاہ بہمن نژاد
فریدون کی نسل بادشاہ بہمن کی پیدائش یعنی دارا

چو برخاست از اول بامداد
جیسے ہی نہایت تڑکے اُٹھا

ہمہ ساز لشکر ترتیب جنگ
تمام سامان لڑائی کا لشکر کی آراستگی سے

برآراست از جعبہ تیر خدنگ
آراستہ کیا اسنے ترکش اور تیر اور خدنگ سے

ز پولاد صد کوہ برپای کرد
پولاد یعنی ہتھیاروں کے سو پہاڑ یعنی ڈھیر جمع کردیے

بپایین او گنج را جای کرد
اُسکے نیچے خزانون کو رکھا اُس نے

چو بر میمنہ ساز ور گشت کار
جب داہنی طرف کا سامان درست کرچکا

ہمان میسرہ شد چو روئین حصار
اُسی طرح بائین طرف بھی تیار ہوگیا کانسے کا سا قلعہ

جناح از هوا بر زمین برد میغ

بازو کی فوج ہوا پر زمین سے اوڑا لیگئی جسطرح

جهاندار در قلبگه کرد جای

بادشاہ یعنی دارا نے قلب گاہ مین اپنی جگہ بنائی

سکندر که تیغ جهانسوز داشت

سکندر کہ جہان جلانے والی تلوار رکھتا تھا

برانگیخت رزمی چو بارنده میغ

ایک لڑائی اٹھائی برسنے والی بدلی کی طرح

جناح سپه را بگردون کشید

سپاہ کے بازو کو برابر آسمان کے کھینچا

گرانمایگان را بد انسان که خواست

بڑے بڑے سردارون کو جیسا کہ چاہتا تھا

گروهی که پرتابیان ساخت شان

جو گروہ کہ تیر اندازی کرتا تھا ان مین

بهان استواران درگاه را

اسی طرح بڑے مضبوط یعنی بہادر لوگون کو

بقلب اندرون داشت با خویشتن

اپنے پاس قلب مین رکھا ان کو

بر آمد ز قلب دو لشکر خروش

بلند ہوا دونون لشکرون کی قلبگاہ سے شور

تبیره بغرید چون تند شیر

نقارے نکارے مثل شیر مست کے

پس آهنگ شد بر زمین چار میخ

پیچھے کی فوج زمین مین چوپنجا ہوگئی یعنی گڑ گئی

درفش کیانیش بر سر بپای

درفش کیانی اسکے سر پر لگا ہوا

چنان تیغی از بهر این روز داشت

ایسی تلوار اسی دن کے لیے رکھتا تھا

تگرگش ز پیکان و باران ز تیغ

اولے اسکے پیکانون سے اور مینہ تلوار سے

سم بارگی بر سر خون کشید

گھوڑون کے سم کو خون کے ارادے پر اوٹھایا

بفرمود رفتن سوی دست راست

اجازت داہنی طرف جانے کی دی

چپ انداز شد بر چپ انداخت شان

قفا انداز ہوتا تھا بائین طرف بھیجی ان کو

کز ایشان بود ایمنی شاه را

جن سے محافظت ہو پادشاہ کو

چو پولاد کوهی شد آن پیلتن

مثل ایک فولادی پہاڑ کے ہوگیا وہ بہادر پادشاہ

رسید آسمان را قیامت بگوش

پہونچا آسمان کے کان مین مثل قیامت کے

در آمد برقص اژدهای دلیر

بہادر اژدہا یعنی تلوار نے ناچنا شروع کیا

یافتن سکندر بر دارا و کشته شدن او

زشوریدن نالهٔ کرنای — برافتاد تب لرزه بر دست و پای

کرنا کے چلانے کی آواز سے — بخار اور لرزہ لوگوں کے ہاتھ پاؤں پر پڑا

ز فریاد رویین خم از پشت پیل — نفیر نهنگان در آمد ز نیل

آواز کانسے کے نقاروں ہاتھی کی پیٹھ والوں سے — شور مگرمچھوں کا نکلتا تھا گویا دریا سے

ز بس بانگ شیپور زهره شگاف — بدرید زهره بپیچید ناف

کثرت پتے پھاڑنے والی نفیریوں کی آواز سے — پھٹ گئے پتے اور ٹل گئیں لوگوں کی نافیں

ز غریدن کوس خالی دماغ — زمین لرزه افتاد در کوه و راغ

شور کرنے خالی دماغ دماموں سے — پہاڑ اور جنگل کی زمینوں میں زلزلہ آگیا

در آمد ز بحران سر بید برگ — گشاده بد و روزن درع و ترگ

نکلی بحران سے نوک بید برگ یعنی تیروں کی — کھلے اوس سے سوراخ زرہ اور خود کے

ز بس تیرباران که آمد بجوش — فگند ابر بارانی خود ز دوش

تیروں کے برسنے کی کثرت سے جو طوفان تھا — ڈالی ابر نے یعنی اوڑھنی بارانی اپنے کندھے سے

گر آن تیرباران کنون آمدی — بجای نم از ابر خون آمدی

جو وہ تیروں کا مینھ اب آتا — بجائے پانی کے ابر سے خون نکل آتا

خروشیدن کوس و آیینه طاس — نیوشنده را داد بر جان هراس

شور کرنے کانسے کے نقاروں نے — سننے والوں کی جانوں کو سہما دیا

جلاجل زنان از نواهای زنگ — برآورد خون از دل خاره سنگ

جھانجھ بجانے والوں نے زنگیوں کے نغموں سے — نکالا خون سنگ خارا کے دلوں سے

بجنبش در آمد دو دریای خون — شد از موج آبش زمین لاله‌گون

موج مارنے لگے دونوں دریا خون کے یعنی لشکر — ہوئی اس کی لہر کے پانی سے زمین سرخ

زمین کو بساطی بد آراسته — غباری شد از جای برخاسته

زمین کہ وہ ایک آراستہ بساط تھی — ایک غبار ہوگئی جگہ سے اٹھی ہوئی

یافتن سکندر دارا را کشته

بابر دور آمد کمان را شکنج ‌‌— شتابان شده تیر چون مار گنج
کمانون کے ابرو یعنی کھووان مین شکن آگئی — دوڑنے لگے تیر مثل خزانے کے سانپ کے

ستیزنده از تیغ سیماب ریز — چو سیماب گرده گریزان گریز
لڑنے والون کی پارہ گرانیوالی تلوار سے — مثل پارے کے کی بھاگو بھاگ

ز پولاد پیکان پیکر شکن — تن کوه لرزید بر خویشتن
پولاد کی گانسیون بدن توڑنے والی سے — بدن پہاڑ کا کانپنے لگا اپنے اوپر

ز بس زخم پولاد خارا ستیز — زمین را شده استخوان ریز ریز
کثرت زخم پتھر کیلئے لڑنیوالے گرزون سے — زمین کی ہڈیان چور چور ہو گئین

ز نوک سنان چرخ دولاب رنگ — ز پرگار گردش فرو ماند لنگ
نیزون کی نوک سے آسمان گراری کیطرح گھومنیوالا — گردش کی پرکار سے لنگڑا ہو کر رہ گیا

ز بس بر دهن ناچخ انداختن — نفس را نه ره بر برون تاختن
چھیون کے زیادہ منھ پر مارنے سے — سانس کو باہر نکلنے کی راہ نہ ملتی تھی

سنان در سنان بسته چون نوک خار — سپر بر سپر بسته چون لاله زار
نیزے نیزے مین چھپ گئے کانٹو کی نوک کیطرح — ڈھالین ڈھالون پر پیوست گئین مثل لالہ زار کے

گریزندگان را دران رستخیز — نه روی رهائی نه راه گریز
بھاگنے والون کو اس قیامت کی جگہ مین — نہ تدبیر رہائی کی نہ راہ بھاگنے کی

سواران همه تیر پرداخته — گهی تیر و گه ترکش انداخته
سوارون نے تمام تیر خالی کر ڈالے — کبھی تیر اور کبھی ترکش پھینک دیا

وزان مسلخ آدمی زادگان — زمین گشته کوه از بس افتادگان
اس آدمیون کے قتل ہونے کی جگہ مین — زمین پہاڑ ہو گئی لاشون کی کثرت سے

بجان برخود هر کسی گشت شاد — کس از کشتن کس نیاورد یاد
اپنی جان کے بچنے سے ہر شخص ہوتا تھا خوش — کوئی کسی کے مارے جانے کی یاد نہ کرتا تھا

ندارد کسی سوگ در حرب گاه
نه کس جز قزاگند پوشد سیاه

نہیں رکھتا ہے ماتم کوئی لڑائی کی میدان میں
نہ سوا جلتہ کے کوئی سیاہ پہنتا ہے

سخنگو سخن سخت پاکیزه راند
که مرگ به انبوه را جشن خواند

شاعر نے کیا اچھی بات کہی
کہ ایک انبوہ کے مرنے کو جشن کہا

چو مرگ از یکی تن برآرد هلاک
شود شهری از گریه اندوه ناک

جب موت ایک شخص سے ہلاکی نکالتی ہے
ایک شہر روتا ہے اور غمگین ہوتا ہے

به مرگ همه شهر زین شهر دور
نگرید کسی گو بود ناصبور

تمام شہر کی موت پر کہ اس شہر سے دور رہے
کوئی بھی نہیں روتا ہے اگر بیقرار کیوں نہو

ز بس کشته بر کشته مردان مرد
شده راه بربسته بر ره نورد

کثرت لاش پر لاش بہادروں کی پڑی ہوئی ہونے سے
راہ بند ہو گئی راہ چلنے والوں یعنی مسافروں پر

بر آن دجلهٔ خون بلند آفتاب
چو نیلوفر افگند زورق بر آب

اس لہو خون کے دریا پر بلند آفتاب نے
کنول کے پھول کے مانند پانی پر کشتی ڈالی

سنان سکندر در آن داوری
سبق برده بر چشمهٔ خاوری

نیزہ سکندر کا اس لڑائی میں
سبقت لے گیا چشمۂ آفتاب پر

شرر آن که شمشیر دارا افگند
تپش در دل سنگ خارا افگند

جو چنگاریاں کہ دارا کی تلوار نے ڈالیں
جلن سنگ خارا کے دل میں ڈالی

چو لشکر به لشکر درآمیختند
قیامت ز گیتی برانگیختند

جب لشکر لشکر سے مقابل ہوئے
قیامت جہان سے اٹھا لی

پراگندگی در سپاه اوفتاد
پژوهش در آزرم شاه اوفتاد

پریشانی سپاہ میں پڑ گئی
فکر صلح کی بادشاہ کو پڑی

سپه چون پراگنده شد سوی جنگ
فراخی در آمد به میدان تنگ

سپاہ جب پریشان ہوئی لڑائی کی طرف
کشادگی آگئی میدان تنگ میں یعنی فوج متفرق ہوگئی

یافتن سکندر دارا را کشته
بر شدن او

کس از خاصگان پیش دارا نبود
کوئی خاص لوگون سے آگے دارا کے نہ تھا
کزو در دل کس مدارا نبود
بلکہ اوس سے کسی کے دل مین مروت نہ تھی

دو سرہنگ غدار چون پیل مست
دونون بیوفا سپاہی مثل مست ہاتھی کے
بران پیلتن برگشادند دست
اوس پہاڑ ایسے شخص یعنی دارا پر کھولا ہاتھ

در افتاد دارا بدان زخم تیز
گر پڑا دارا اُن کاری زخمون سے
زگیتی بر آمد یکے رستخیز
جہان سے نکلی ایک قیامت

درخت کیانے در آمد بخاک
کیانی درخت یعنی دارا زمین پر گر پڑا
بغلطید در خون تن زخمناک
لوٹنے لگا خون مین اُسکا زخمی بدن

برنجد تن نازک از درد و داغ
دُکھتا ہے بدن نازک درد اور داغ سے
چو خویشی بود باد را با چراغ
کیا یگانگت ہوا کو ہوتی ہے چراغ سے

کشندہ دو سرہنگ شوریدہ رائے
مارنے والے دونون سپاہی سودائیون کیطرح
بنزد سکندر گرفتند جاے
پاس سکندر کے پہونچے

کہ آتش ز دشمن بر انگیختیم
کہ دھوان دشمن سے اُٹھایا یعنی مار ڈالا ہمنے
باقبال شہ خونِ او ریختیم
بادشاہ یعنی آپکے اقبال سے اُسکا خون گرا دیا ہمنے

بیک زخم کردیم کارش تباہ
ایک زخم مین اُسکا کام ہمنے تباہ کر دیا
سپردیم جانش بنخچیر شاہ
جان اُسکی سونپ دی ہمنے بادشاہ کے شکاربند کو

بیا تا بہ بینے و باور کنے
چل اور دیکھ تا کہ یقین کرے تو
بخونش سم بارگی تر کنے
اُسکے خون سے گھوڑے کے قدم کو تر کرے تو

چو آمد ز ما انچہ کردیم سازے
جیسی ہم نے بتلائی تھی وہ ہمسے ہوگئی
تو نیز انچہ گفتی بیاور بجاے
تو بھی جو کچھ تونے کہا تھا پورا کر

بما بخش گنجے کہ پذرفتہ
ہمکو وہ خزانہ دے جو کہ تونے دینے کہا ہے
وفا کن بچیزے کہ خود گفتہ
پورا کر اُس چیز سے جو کچھ کہ خود تونے کہا ہے

یافتن سکندر بر دارا و کشتہ شدن او

پیروزی یافتن سکندر بر دارا و کشته شدن او

سکندر چو دانست کاین ابلهان
سکندر نے جب جانا کہ یہ بیوقوف
دلیرند بر خون شاهنشهان
پادشاہون کے خون پر بہت مستعد ہین

پشیمان شد از کرده پیمان خویش
پچھتانے لگا اپنے اقرار کرنے سے
که برخاستش عصمت از جان خویش
ملکہ اٹھ گئی اسکو صفائی اپنی زندگی سے بھی

فرومیرد امیدواری ز مرد
جاتی رہتی ہے امیدواری اس مرد کے دل سے
که هم سال را سر در آید بگرد
جب پہنچے برابر والے کا سر خاک پر گر پڑتا ہے

نشان جست کان کشور آرای کی
تب دریافت کیا کہ وہ کیانیون کا پادشاہ
کجا خوابگه دارد از خون و خوی
کہان سو رہا ہے خون اور پانی مین

دو بیداد پیشه براه اندرون
وہی دونون ظالم راہ مین
به بیداد خود شاه را رهنمون
اپنے ظلم کی طرف سکندر کو راہ بتلانے لگے

چو در موکب قلب دارا رسید
جب لشکر دارا کی قلب گاہ مین پہونچا
ز موکب روان هیچکس را ندید
سواری کے پیچھے دوڑنیوالون مین سے کسی کو نہ دیکھا

تن مرزبان دید در خاک و خون
پادشاہ کا بدن خاک اور خون مین پڑا دیکھا
کلاه کیانی شده سرنگون
کیانی تاج کو سر سے اترا ہوا

سلیمانی افتاده در پای مور
ایک سلیمان گر پڑا چیونٹی کے پانون کے تلے
همان پشه کرده بر پیل زور
اس ایک مچھر نے زور کیا ہاتھی پر

ببازوی بهمن برآسوده مار
بہمن کے بازو پر لپٹ گیا سانپ
ز رویین دز افتاده اسفندیار
کانسے کے قلعے سے گر پڑا اسفندیار

بهار فریدون و گلزار جم
فریدون کی بہار اور باغ جمشید کا
به باد خزان گشته تاراج غم
غم کے پت جھڑ کی ہوا سے لٹ گیا

نسب نامهٔ دولت کیقباد
نسب نامہ یعنی شجرہ نسل کیقباد پادشاہ کا
ورق بر ورق هر سوی برده باد
ہوا نے ہر طرف اسکے ورق اڑا کر منتشر کر دیے

سکندر فرود آمد از پشت بور
سکندر گھوڑے سے نیچے اوتر آیا
بفرمود تا آن دو سرهنگ را
حکم دیا کہ اُن دونون سپاہیون کو
بدارید برجای خویش استوار
رکھو اپنی جگہ پر اہل لشکر حفاظت سے
ببالینگہ خستہ آمد فراز
زخمی یعنی پادشاہ دارا کے سرھانے آیا
سر خستہ را بر سر ران نهاد
زخمی یعنی دارا کا سر اپنی ران پر رکھا
فرو بستہ چشم از تن خوابناک
بند کیے ہوئے آنکھ سوتے ہوئے شخص کی طرح سے
چو دارا بر ویش نظر کرد و دید
جب دارا نے اسکی صورت کو آنکھ کھولکر دیکھا
چنین داد دارا بخسرو جواب
دارا نے اسطرح سکندر کو جواب دیا
رها کن کہ در من رهائی نماند
چھوڑ دے کہ مجھ مین طاقت چھوٹنے کی نہین رہی
سپهرم بدانگونه پهلو درید
آسمان نے اسطرح میرے پہلو کو چاک کر دیا
تو ای پهلوان کآمدی سوی من
تو اے پہلوان کہ آیا ہے میری طرف

در آمد ببالین آن پیل زور
آیا سرھانے اس بہادر پادشاہ کے
دو کژ زخمه خارج آهنگ را
دونون بگڑے ہوئے باجے کی بد آوازون کو
خود از جای جنبید شوریده وار
آپ وہان سے چلا دیوانے کے مانند
ز درع کیانی گره کرد باز
کیانی زرہ کی گرہ کو اپنے ہاتھ سے کھولا
شب تیره بر روز رخشان نهاد
اندھیری رات کو روشن دن پر رکھا
برو گفت برخیز ازین خون و خاک
کہا اس سے اوٹھ اس خون اور خاک سے
بسوز جگر آه از دل کشید
جگر کے سوز مین دل سے آہ کھینچی
کہ بگذار تا سر نهم من بخواب
کہ چھوڑ دے مجھکو سونے کے لیے سر رکھون
چراغ مرا روشنائی نماند
میرے چراغ مین اب تیل نہین رہا ہے
کہ شد در جگر پهلوم ناپدید
کہ میرے جگر مین میرا پہلو پوشیدہ ہو گیا
نگهدار پهلو ز پهلوی من
الگ رکھ پہلو اپنا میرے پہلو سے

یافتن سکندر دارا را کشته شدن او

کرا این که پهلو دریدم چو میغ
کیونکہ باوجود اسکے کہ پہلو بچھٹا ہوا ہے میرا بدلی کی طرح
همی آید از پهلوم بوی تیغ
آتی ہے میرے پہلو سے بو تلوار کی

سر سروران را رها کن ز دست
سرداروں کے سر کو ہاتھ سے چھوڑ دے
تو مشکن که ما را جهان خود شکست
تو مت توڑ کہ جہان نے ہمکو خود ہی چور کر دیا

چه دستی که با ما درازی کنے
وہ کون ہاتھ ہے جو ہماری طرف بڑھاتا ہے تو
بتاج کیان دستبازی کنے
کیانیوں کے تاج کو اتارے لیے جاتا ہے تو

نگهدار دستت که دار است این
روک ہاتھ اپنا کہ یہ دارا پادشاہ ہے
نه پنهان چو روز آشکار است این
نہیں پوشیدہ مثل دن کی ظاہر ہے یہ بات

چو گشت آفتاب مرا روی زرد
جب میرے آفتاب کا چہرہ مائل بزردی ہو گیا
نقابی بمن درکش از لاجورد
ایک پردہ مجھ پر ڈال دے لاجورد سے

مبین سروری را در سر افگندگی
سردار کو اس سر جھکانے کی حالت میں مت دیکھ
چنان شاه را در چنان بندگی
ایسے پادشاہ کو ایسی بےبسی میں

در این بندم از زحمت آزاد کن
اس فکر میں مجھکو تو رنج دینے سے چھوڑ دے
بآمرزش ایزدی یاد کن
خدا کی بخشش سے میرے لیے یاد کر

زمین را منم تاج تارک نشین
زمین کے لیے میں تاج سر پر بیٹھنے والا ہوں
ملرزان مرا تا نه لرزد زمین
مت حرکت دے مجھکو تاکہ زمین کو زلزلہ نہ آوے

رها کن که خواب خوشم می برد
چھوڑ دے کہ مجھے خوب ہی نیند معلوم ہو رہی ہے
زمین آب چرخ آتشم می برد
زمین پانی آسمان آگ میری لیے جاتا ہے

مگردان سر خفته را از سریر
مت گھما سوئے ہوئے سر کو تخت سے
که گردون گردان برآرد نفیر
کہ آسمان گردش کرنیوالا چلّا اٹھے گا

زمان من آنک رسد بیگمان
زمانہ میرا اب قریب پہونچا ہے بے شبہہ
رها کن بکام خودم یکزمان
اپنی خوشی کے موافق مجھکو چھوڑ دے دم بھر

یافتن سکندر دارا را کشتہ

اگر تاج خواہے ربود از سرم
اگر تو تاج اتارا چاہتا ہے میرے سر سے
چو من زین ولایت کشادم کمر
جب مین نے اس ملک یا دنیا سو کمر کھول ڈالی
سکندر بنالید کاے تاجدار
سکندر رونے لگا کہ اے شاہنشاہ
نخواہم کہ بر خاک بودی سرت
مین نہین چاہتا تھا کہ خاک پر آجاتا سر تیرا
ولیکن چہ سود است کاین کار بود
اور لیکن کیا فائدہ ہے کہ یہ کام ہو چکا
اگر تاجور سر برافراختے
اگر بادشاہ سر بلند کرتا
دریغا بدریا کنون آمدم
افسوس ہے کہ اب دریا مین آگیا مین
چرا مرکبم را نیفتاد سم
کیون میرے گھوڑے کی سم نہ گر پڑے
مگر نالہ شاہ نشنیدمے
تاکہ رونا بادشاہ کا نہ سنتا مین
بدارای گیتی و داناے راز
قسم ہے بادشاہ یعنی خدا کی جو دلکا حال جانتا ہے
ولیکن چو بر شیشہ افتاد سنگ
اور لیکن جب شیشے پر پتھر گر پڑا

یکے لحظہ بگذار تا بگذرم
تھوڑی دیر چھوڑ دے کہ گذر جاؤن مین
تو خواہ افسر از من ستان خواہ سر
تو چاہے تاج مجھ سے لے لینا اور چاہے سر لے لینا
سکندر منم چاکر شہریار
مین سکندر حضور کا نوکر ہون
نہ آلودہ خون شود پیکرت
نہ تیرا بدن خون مین آلودہ ہووے
تاسف ندارد درین کار سود
اب اس کام مین افسوس بیکار ہے
کمر بندہ او چاکرے ساختے
تابعدار یعنی مین اسکی نوکری کرتا
کہ تا سینہ در موج خون آمدم
بلکہ سینے تک خون کی لہر مین پڑ گیا مین
چرا پے نکردم درین راہ گم
کیون اس راہ مین میرے پانون نہ کٹ گئے
نہ روی چنین روز را دیدمے
نہ ایسے برے دن کی صورت دیکھتا مین
کہ دارم بہ بہبود دارا نیاز
کہ دارا کی بہتری کی آرزو رکھتا تھا مین
کلید در چارہ ناید بچنگ
تدبیر کو دروازے کی کنجی ہاتھ مین نہین آتی ہے

دریغا که از نسل اسفندیار
افسوس کہ اسفندیار کی اولاد سے
همین بود بس ملک را یادگار
ملک کے لیے صرف یہی یادگار تھا

چه بودی که مرگ آشکارا شدی
کیا اچھا ہوتا جو موت سامنے آجاتی
سکندر هم آغوش دارا شدی
سکندر بھی دارا سے ہم پہلو ہو جاتا یعنی مر جاتا

چه سودست مردن نشاید بزور
اس سے کیا فائدہ ہے زبردستی مرنا ممکن نہیں ہے
که پیش از اجل رفت نتوان بگور
کیونکہ موت سے پہلے قبر میں جانا ممکن نہیں

بنزدیک من یک سر موی شاه
میرے نزدیک بادشاہ کے سر کا ایک بال
گرامی تر از صد هزاران کلاه
بزرگ زیادہ لاکھوں تاج سے ہے

گر این زخم را چاره دانستمی
اگر اس زخم کی دوا جانتا میں
طلب کردمی تا توانستمی
جہان تک ممکن ہوتی منگاتا میں

مبادا که اورنگ شاهنشهی
ایسا نہو کہ تخت بادشاہ کا
ز دارای دولت بماند تهی
بادشاہ دارا یعنی تجھ سے خالی ہو جاوے

چرا خون نگریم برین تاج و تخت
کیون خون نہ روؤں میں اس تاج اور تخت پر
که دارنده را بردر افگند رخت
جسنے اپنے مالک کا اسباب واژگون پھینک دیا

مبادا آن گلستان که سالار او
نہ رہے وہ باغ کہ اسکا مالک
بدین خستگی باشد از خار او
اس زخمی پن میں ہو اسی کانٹے سے

نفیر از جهانی که دارا گذشت
فریاد اس جہان سے کہ دارا گذر گیا
نه پنهان چو روز آشکارا گذشت
نہیں پوشیدہ مثل روز روشن کے گذر گیا

بچاره گری چون ندارم توان
تدبیر کرنے کی چونکہ میں طاقت نہیں رکھتا ہون
کنم نوحه بر یاد سرو روان
ماتم کرتا ہون اس سرو روان کو یاد کرکے

چه تدبیر داری و رای تو چیست
کیا تدبیر رکھتا ہے تو اور تیری کیا رائے ہے
امید از که داری و بیمت ز کیست
امید کس سے رکھتا ہے تو اور خوف تجھکو کس سے ہے

پیروزی یافتن سکندر بر دارا کشته

بگو هرچه خواهی که فرمان کنم
کہہ جو کچھ چاہے تو کہ حکم بجالاؤن مین
بچاره گری با تو پیمان کنم
اُسکی تدبیر کرنیکا تجھ سے اقرار کرتا ہون مین

چو دارا شنید آن دم دلنواز
جب دارا نے وہ دل خوش کرنیوالی بات سنی
بخواهشگری دیده را کرد باز
خواہش سے اپنی آنکھین کھول دین

بدو گفت کای بهترین بخت من
اوس سے کہا کہ اے میرے نصیبہ ور
سزاوار پیرایهٔ تخت من
قابل میری تخت کے آراستہ کرنے کے

چه پرسی ز جان بجان آمده
کیا پوچھتا ہے تو مجھ جان سے بیزار ہوئے سے
گلی در سموم خزان آمده
ایک پھول پت جھڑ کی لو کھائے ہوئے سے

جهان شربت هریک از یخ سرشت
جہان نے ہر ایک کی شربت مین برف ملا دی ہے
بجز شربت ما که بر یخ نبشت
سوا ہماری شربت کے جسکے کہ برف پر گھلنے کی لکھا

زبس آتشم سینه سوزد درون
پیاس سے میرا سینہ اندر ہی اندر جل رہا ہے
قدم تا سرم غرق دریای خون
پانوں سے سر تک خون کے دریا مین غرق ہون

چو برقی که در ابر دارد شتاب
مثل اُس بجلی کے کہ بدلی مین دوڑتی ہے
لب از آب خالی و تن غرق آب
ہونٹھ پانی سے خالی اور بدن پانی مین ڈوبا ہوا

سبوی که سوراخ باشد نخست
جیسے گھڑے مین کہ سوراخ ہو پہلے سے
بموم و سریشم نگردد درست
موم اور سریش سے درست نہ ہوگا

جهان غارت از هر دری میبرد
جہان ہر ایک دروازے سے لوٹ لیجاتا ہے
یکی آورد دیگری میبرد
ایک لاتا ہے دوسرا لیجاتا ہے

نه زو ایمن اینان که هستند نیز
نہ تو اُس سے وہ لوگ بیخوف ہین جو باقی بھی ہین
نه آنانکه رفتند و رستند نیز
نہ وہی لوگ جو چلے گئے اور اُس سے آزاد بھی ہوگئے

ببین روز من راستی پیشه کن
دیکھ میرے دن کو سیدھا پن اختیار کر
تو نیز از چنین روز اندیشه کن
تو بھی اسی دن سے اندیشہ کر

یافتن سکندر دارا را کشته شدن او

چو هستی به پند من آموزگار
اگر تو میری نصیحت سیکھ لے گا

نه من به ز بهمن شدم کاژدها
کیا مین بہمن سے بہتر نہین مرا مین جسکو اژدہے نے

نه اسفندیار جهانگیر گرد
نہ اسفندیار جہان کا فتح کرنیوالا پہلوان

چو در نسل ما کشتن آمد نخست
چونکہ میری نسل مین پہلے سے مارا جانا چلا آتا ہی

تو سرسبز بادا بشاهنشهی
تو ہمیشہ سرسبز رہے پادشاہی پر

چو در خواستی کارزوی تو چیست
جب پوچھا تو نے کہ تیری خواہش کیا ہے

سه چیز آرزو دارم اندر نهان
تین باتون کی آرزو رکھتا ہون مین دل مین

یکی آنکه بر کشتن بی گناه
ایک وہ کہ مجھ بے گناہ کے مارے جانے پر

دوم آنکه بر تخت و تاج کیان
دوسرے وہ کہ کیانیون کے تخت و تاج پر

دل خود بپردازی از تخم کین
اپنا دل کینے سے بالکل پاک کر ڈالنا

سوم آنکه بر زیر دستان من
تیسرے یہ کہ میرے محل کی بیگمات پر

بدین روز منشان درت رخنه گار
اس دن مین نہ بٹھلاویگا تجھکو زمانہ

بخاریدن سر نه گردش رها
سر کھجلانے کی بھی دم بھر اسکو مہلت نہ دی

که از چشم زخم جهان جان نبرد
جو نظر بد سے جہان کی جان سلامت نہ لے گیا

کشنده نسب کرد بر من درست
پس مار ڈالنے والون نے میرا نسب کو درست کردیا

که من کردم از سبزه بالین تهی
کیونکہ مین نے سرہانے سے نرم تکیے نکال ڈالے

بوقتیکه بر من بباید گریست
اس وقت کہ مجھ پر رونا چاہیے ہے

برآید باقبال شاه جهان
برآوین بدولت پادشاہ جہان یعنی سکندر کے

تو باشی درین داوری دادخواه
تو ہی اس جھگڑے کا انصاف کرنا

چو حاکم تو باشی نیاری زیان
جب تو حاکم ہوجاوے نقصان نہ پہونچاوے

نپردازی از تخمه ما زمین
میری اولاد سے سرزمین کو خالی نہ کردینا

حرم شکنی در شبستان من
بے حرمتی انکی میرے محل مین نہ کرنا

پیروزی یافتن سکندر بر دارا و کشته شدن او

همان روشنک را که دخت منست
اور وہ روشنک کہ لڑکی میری ہے
بدان نازکی دست پخت منست
اُس نازکی سے میری پرورش کی ہوئی ہے

بهم خوابی خود کنی سربلند
اپنے ساتھ شادی کرنے سے اسکو سربلند کرنا
که فرخ بود گوهر ارجمند
کہ بہت اچھا ہوتا ہے بزرگ موتی

دل روشن از روشنک برمتاب
اپنا دل روشنک سے ہرگز نہ پھیرنا
که با روشنی بهر بود آفتاب
کیونکہ روشنی سے آفتاب بہتر معلوم ہوتا ہے

سکندر پذیرفت و هرچه گفت
سکندر نے قبول کیا جو کچھ دارا نے کہا
پذیرفت و برخاست گوینده خفت
سکندر اُٹھ کھڑا ہوا اور دارا مر گیا

کبودی و کوری در آمد بچرخ
نیلا پن اور اندھیرا آگیا آسمان مین
که بغداد را کرد بی کاخ و کرخ
کہ باغ انصاف کو بے نام و نشان کر دیا

درخت کیانرا فرو ریخت بار
کیانی درخت کا گرا دیا پھل
کفن دوخت بر درع اسفندیار
کفن سیا گیا برابر زرہ اسفندیار کے

چو مهر از جهان مهربانی برید
جب آفتاب نے جہان سے روشنی پہنچانا کم کر دیا
شبه ماند و یاقوت شد ناپدید
پوتین رہ گئین یاقوت نا پیدا ہو گئے

سکندر بران شاه فرخ نژاد
سکندر اُس پادشاہ مبارک پیدائش یعنی دارا پر
شبانگاه بگریست تا بامداد
رات بھر روتا رہا صبح تک

درو دید و بر خویشتن نوحه کرد
اُسکی طرف دیکھتا تھا اور اپنے اوپر ماتم کرتا تھا
که او را همان زهر بایست خورد
کہ اُسکو بھی ایسا ہی زہر کھانا ہوگا

چو روز دگر صبح ابلق سوار
جب دوسرے دن صبح ابلق سوار نے
طویله برون زد برین مرغزار
طویلہ باہر نکالا اس چراگاہ پر یعنی آفتاب نکلا

سکندر بفرمود کارند ساز
سکندر نے حکم دیا کہ سب سامان تیار کرین
برندش بجای نخستینه باز
لے چلین اُسکو پہلی ہی جگہ پر پھر

زنهد زر و گنبد سنگ بست
سونے کی چوکی اور پتھر کے مضبوط گنبد سے

مهیاش کردند جای نشست
اُسکے لیے بیٹھنے کی جگہ طیار کردی

چو خلوتگهش آنچنان ساختند
جب خلوت گاہ اُسکی ایسی طرح بنائی

از و زحمت خویش پرداختند
اُس زحمت اپنی سے فراغت پائی

تنومند را قدر چندان بود
صاحب جسم یعنی انسان کی قدر جب تک ہوتی ہے

که در خانهٔ کالبد جان بود
جب تک اُسکے قالب مین جان رہتی ہے

چو بیرون رود جوهر جان ز تن
جب باہر نکل جاتا ہے جان کا جوہر بدن سے

گریزد ز ره خوابهٔ خویشتن
بھاگ جاتی ہے اپنے پاس کی سونیوالی یعنی بی بی

چراغی که بادی در و در دمی
وہ چراغ کہ ایک پھونک مین اُسکو بجھا دے تو

چه بر طاق ایوان چه روی زمی
کیا محل کے طاق پر کیا زمین کے اوپر

اگر بر سپهری وگر در مغاک
اگر اوپر آسمان کے ہے تو اور اگر گڑھے مین

چو خاکی شوی عاقبت زیر خاک
جب خاک ہے تو آخر کو خاک کے نیچے جائیگا تو

بسا ماهیان کو شود خورد مور
بہت مچھلیان کہ غذا چیونٹیون کی ہو جاتی ہین

چو در خاک شور افتد از آب شور
جب کھاری زمین مین اُچھلکر سمندر سے آپڑتی ہین

چنین است رسم این گذرگاه را
ایسا ہی طریقہ ہے اس راستے کا

که دارد با مد شد این راه را
کہ اسمین آنے جانے کا راستہ بنا ہوا ہے

یکی را در آرد به هنگامه تیز
ایک کو اس بازار مین تیزی سے لاتا ہے

یکی را به هنگامه گوید که خیز
ایک کو کہتا ہے کہ بازار سے اُٹھ جا

مکن زیر آن لاجوردی بساط
نیچے اس نیلے شامیانے یعنی آسمان کی مت کر

بدین مهرهٔ کهربا گون نشاط
اس کہربائی رنگ کے مہرے یعنی دنیا مین عیش

که رویت کند کهربا وار زرد
کیونکہ تیرا منھ کہربا کے مانند زرد کر دیگا

کبودت کند جامه چون لاجورد
کپڑے تیرے مثل لاجورد کے نیلے کر دیگا

گوزنی که در شهر شیران بود
جو بارہ سنگھا کہ شیرون کے شہر مین رہتا ہے

بمرگ خودش خانه ویران بود
اپنی موت سے اُسکا گھر اُجاڑ ہو جاتا ہے

بچو مرغ از پی کوچ بر کش جناح
مثل مرغ کے اوڑنے کے لیے بازو کھول

مشو مست راح اندرین مستراح
مت ہو خوشی مین مست اس راحت کی جگہ مین

بزن برق وار آتشی در جهان
بجلی کی طرح ایک آگ لگا دے جہان مین

جهان را ز خود وار هان وز ارهان
جہان کو آپ سے چھوڑ اور اُسکو چھوڑا دے

سمندر چو پروانه آتش دوست
سمندر پروانے کی طرح آگ پر دوڑنے والا ہے

ولیک این کم لنگ و آن خوش روست
لیکن یہ پڑا ہا لنگڑا اور وہ اچھا چلنے والا ہے

خری جوز میخورد بر جای جو
ایک گدھا اخروٹ کھاتا تھا بجای جو کے

خر افتاد و جان داد خر بنده رو
گدھا گر پڑا اور مر گیا اور گدھے کا مالک چلا جا

اگر شاه ملک ست و گر ملک شاه
اگر پادشاہ ملک کا ہے اور اگر رعایا پادشاہ کی

همه راه رنجست پا رنج راه
تمام راہون مین رنج ہے مزدوری راہ کی

که داند که این خاک دیرینه دور
کون جانے کہ یہ زمین پرانے زمانے کی

بهر غار اندر چه دارد ز غور
ہر ایک غار مین کتنی تہ یعنی پرتین رکھتی ہے

کهن کیسه شد خاک پنهان شکنج
پرانی تھیلی ہو گئی زمین اندر ہی اندر پیچدار

که هرگز برون نارد آواز گنج
کہ ہرگز باہر نہین نکالتی ہے آواز خزانے کی

ز زر از کیسه نو بر آرد خروش
نئی تھیلی سے روپیے کی آواز نکلتی ہے

سبوی نو از تری آید بجوش
نیا گھڑا بھیگنے سے جوش مین آتا ہے

که داند که این دخمه دام و دد
کون جانے کہ یہ قبر چارپایے اور درندے کی

چه تاریخها دارد از نیک و بد
کتنی تاریخین رکھتی ہے نیک اور بد سے

چه نیرنگ با بخردان ساخت ست
کیا کیا مکر اسنے عقلمندون کے ساتھ کیے ہین

چه گردنکشان را سر انداخت ست
کتنے پادشاہون کے سر کاٹے ہین

فلک نیست یکسان ہم آغوش تو
آسمان یکسان نہ ہے گا ساتھی تیرا
گہے چون فرشتہ بلندی دہد
فرشتے کی طرح کبھی تجھکو بلندی دیتا ہے
شبانگہ بنانیت نارد بیاد
رات کو تجھے ایک روٹی بھی نہین دیتا ہے
چہ باید درین ہفت چشمہ خراس
کیا فروسہی اس سات طبق کی خرچکی یعنی آسمان مین
چو خضر ازچنین روزی روزہ گیر
خضر کی طرح ایسی روزی سے روزہ اختیار کر
ازین دیو مردم کہ دام و دد اند
ان دیو ایسے آدمیون سے کہ چارپائی اور درندے ہین
پی گور گیر دشتبانان گم است
نشان گور کا کہ چرواہون سے ناپیدا ہے
گوزن گریزندہ در مرغزار
بارہ سنگھا بھاگنے والا چراگاہ مین
ہمان شیر کو جای در بیشہ کرد
اور شیر نے بھی جو جنگل مین جگہ کی یعنی رہنا اختیار کیا
مگر گوہر مردمی گشت خرد
شاید جوہر مروت کا چور چور ہو گیا یعنی نہ رہا
اگر نقش مردم بخوانی شگرف
اگر نقش آدمی کا بغور دیکھے یا پڑھے تو

طرازش دو انگشت بر دوش تو
نقش اسکے دو طرح کے ہین تیرے شانے پر
گہے با ددان دست بندی دہد
کبھی درندون کے ساتھ تجھے عاجز کر دیتا ہے
کلیچہ چو گردون دہد بامداد
مثل آسمان کے صبح کو ایک ٹکیا دیتا ہے
ز بہر جوی چند بردن سپاس
ایک جو کے لیے اس قدر احسان اٹھانا
چو ہست آب حیوان چہ خرما چہ شیر
جب آب حیات موجود ہے کیا چھوہارا کیا دودھ
نہان شو کہ ہم صحبتان بد اند
گوشے مین بیٹھ کہ یہ ہم صحبت نہایت بد ہین
ز نامردمیہای این مردم است
ان ہی لوگون کی بے مروتیون سے یہ بات ہے
ز مردم گریزد سوی کوہ و غار
آدمیون سے بھاگتا ہے پہاڑ اور گڑھے کی طرف
ز بدعہدی مردم اندیشہ کرد
آدمیون ہی کی بدعہدی سے اسنے بھی خوف کھایا
کہ در ہر دمان مردمیہا بمرد
بلکہ آدمیون کی مروتین مرگئین یعنی جاتی رہین
بگوئے کہ مردم چنین است حرف
جانے تو کہ آدمی مین یہ باتین ہوتی ہین

یافتن سکندر بر دارا او کشتہ شدن او

بچشم اندرون مردمک را کلاہ — ہم از مردن مردمی شد سیاہ

آنکھ کے اندر آنکھ کی پتلی کی ٹوپی — مروت ہی کے مرجانے سے سیاہ ہو گئی

نظامی بخاموشکاری بسیچ — بگفتار ناگفتنی بر مپیچ

اے نظامی چپ رہنے کا ارادہ کر — نہ کہنے کے قابل باتوں پر پیچ و تاب نہ کھا

چو ہم رشتۂ خفتگانی خموش — فرو خسپ یا پنبہ در نہ بگوش

جب ساتھی مرے ہوؤں کا تو ہے چپ رہ — اور سو رہ یا روئی کان میں رکھ لے

بیاموز ازین مہرۂ لاجورد — کہ با سرخ سرخ ست و با زرد زرد

سیکھ اس لاجوردی مہرے یعنی آسمان سے — کہ سرخ کی ساتھ سرخ ہی اور زرد کے ساتھ زرد ہے

شبانگہ کہ صد رنگ بندد نگار — برآید بصد دست چون نوبہار

رات کے وقت کہ سو طرح کے نقش پیدا کرتا ہے — نکلتا ہے نوبہار کی طرح سو ہاتھوں سے

سحرگہ کہ یک چشمہ یابد کلید — بآئین یک چشمے آید پدید

صبح کے وقت کہ آفتاب پاتا ہے کنجی — بطور یک چشمی کے ظاہر ہوتا یعنی تمام عالم کو برابر دیکھتا ہے

بیا ساقی آن خون رنگین رز — در افگن بمغزم چو آتش بخز

لا ساقی وہ خون رنگین انگور کا — ڈال میرے دماغ میں مثل آگ کے ریشم میں

میی کز خودم پارۂ نغز دہد — چو صبحم دماغ دو مغزی دہد

وہ شراب کہ خودی سے مجھکو ایک ٹھوکر دے — مثل صبح کے مجھکو دماغ دو مغز کا یعنی زبردست دے

عہد بستن سکندر با بزرگان ایران و سیاست سرہنگان

اقرار کرنا سکندر کا ایران کے سرداروں سے اور سزا دینا سپاہیوں کو

کجا بودی ای دولت تازہ عہد — بدرگاہ عہدے فرود آر عہد

کہاں تھی تو اے تازہ زمانے کی دولت — ہدایت پائے ہوئے یعنی سکندر کی دربار میں گوارہ اتار

چو آئے بدرگاہ مہدی فرود — بمہد من آو زمہدے درود

جب بادشاہ کے دربار مین اوتر آوے تو — میرے گہوارے مین مہدی سے درود لا

ترا دولت از بہر آن خواند بخت — کہ آرایش تاجی و زیب تخت

تجھکو اے دولت اس لیے بلایا نصیبے نے — کہ آراستگی تاج کی ہے تو اور زیبایش تخت کی

تنت آدمی را رخ افروختہ — جہان جامہ چون تو نادوختہ

تیرے بدن نے آدمیون کا منھ روشن کیا — جہان نے کوئی کپڑا مثل تیرے نہ سیا

بنام ایزد آراستہ پیکری — زہم گوہران برترین گوہری

سبحان اللہ کیا آراستہ صورت ہے تو — اپنے ہم جنسون سے تو زیادہ صاحب جوہر ہے

بدست تو شاید عنان را سپرد — ز تو با مروے ز ما دستبرد

تیرے اختیار مین باگ سونپ دینا چاہیے — تجھ سے مرد اور ہم سے غالب ہونا ہے

نشان دہ مرا کوی و بازار تو — کہ تا دایم آیم طلبگار تو

بتادے مجھکو محلہ اور کوچہ اپنا — تاکہ ہمیشہ تیری تلاش مین آیا کرون مین

چنانم نماید کہ از ہر دیار — نداری درے جز در شہریار

مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک ملک سے — نہین ہے تیرے گھر کا دروازہ سوا بادشاہ کے دروازے کے

بہر جا کہ ہستے کمر بستہ ام — بخدمتگری با تو پیوستہ ام

جس جگہہ تو موجود ہے کمر باندھے ہوے ہون مین — خدمت کے لیے تیرے ساتھ ہمیشہ مین ہون

ازینجا بگفت آن خداوند ہوش — زہے دولت مرد گوہر فروش

یہان پر کیا اچھا کہا اس عقلمند نے — کیا خوب ہے دولت مرد جوہری کی

بلی کاین چنین گوہری سنگ بست — بدولت توان آوریدن بدست

سچ ہے کہ اس طرح کے جواہرات بیش قیمت — دولت ہی سے ہاتھ مین آسکتے ہین

سکندر کہ با رای و تدبیر بود — بہ نیروی دولت جہانگیر بود

سکندر کہ صاحب عقل اور تدبیر تھا — دولت کی قوت سے اسنے جہان لیا تھا

سکندر با بزرگان ایران و سیاست سرہنگان

عہد بستن سکندر با بزرگان ایران و سیاست

اگر دولتش نامدی رہنمای
اگر دولت اُسکی رہنمائی کے لیے نہ آتی

نسودے سر خصم را زیر پای
اپنے دشمن کے سر کو پاؤن تلے نہ روند سکتا

گزارندہ دانای دولت پرست
بیان کرنے والے دانا دولت کے بندے کہتے

بپرگار دولت چنین نقش بست
دولت کی پرکار سے ایسا نقش کھینچا

کہ چون شد سر تاج دارا نہان
کہ جب دارا کے تاج کا سر پوشیدہ ہوگیا

باسکندر افتاد ملک جہان
سکندر کے ہاتھ ملک جہان کا پڑا

ہمہ گنج دارا ز نو تا کہن
تمام خزانہ دارا کا نئے سے پرانے تک

کہ آغاز آن بود پیدا نہ بن
جس کی نہ ابتدا معلوم تھی نہ انتہا

بگنجینہ شاہ پرداختند
واسطے خزانے پادشاہ کے خالی کیا

ز دریا بدریا در انداختند
دریا سے دریا مین ڈال دیا

سریر و سراپردہ و تاج و تخت
تخت اور خیمے اور تاج اور تخت

نچندانکہ آن بر توانند سخت
اُس قدر نہ تھے کہ جنکا شمار کر سکین

جواہر نچندانکہ آن را دبیر
اسقدر جواہرات نہین کہ جن کو منشی

بیارد در انگشت یا در ضمیر
انگلیون پر یا دل مین شمار کر سکے

طبقہای بلور و خوانہای لعل
طباق بلور کے اور خوان لعل کے

طرائف کشانزا بفرسود نعل
اُن نادرات کے لادکر لیجانے والون کی گھس گئین نعلین

ہمائی تازی اسپان با زین زر
وہ عربی گھوڑے مع سنہرے زین کے

خطائی غلامان زرین کمر
غلام شہر خطا کے سنہرے پٹکے باندھے ہوئے

نوردِ ملوکانہ بیش از شمار
کپڑے پادشاہون کے لائق گنتی سے زیادہ

شتر بار زرینہ بیش از ہزار
اونٹ سنہری چیزون کے لدے ہوئے ہزار سے زیادہ

سلاح و سلب را قیاسی نبود
ہتیار اور مُردون کے لباس کا کوئی اندازہ نہ تھا

پذیرندہ را آز و سپاسی نبود
قبول کرنے والے کو اُس کا کچھ شکر نہ تھا

وگر چیزهایی که باشد غریب
اور جو چیزین کہ ہوتی ہین نادر
وزو مخزن خاص یابد نصیب
اور اُس سے خاص پادشاہی خزانے کو چاہیے حصہ

چنان گنج از سیم و زرّ خلاص
ایسے ہی جو خزانے خاص چاندی اور سونے کے تھے
بمہر جہاندار گردند خاص
اور ان پر خاص مُہر پادشاہی کردی گئی

جہاندار ازان گنج اندوختہ
سکندر اُس جمع کیے ہوئے خزانے سے
چو گنجی شد از گوہر افروختہ
مثل ایک موتی کے خزانے کے چمکنے لگا

بگوہر فروزد دل تیرہ فام
لعل سے روشن ہوتا ہے تاریک رنگ
مگر شب چراغش ازانست نام
شاید شب چراغ اسی سبب سے اسکا نام ہے

چو تاریک شاید شدن سوی گنج
چونکہ اندھیرے مین جانا چاہیے خزانے کی طرف
کہ گنج آید از روشنائی برنج
کیونکہ خزانہ روشنی سے نفرت کرتا ہے

چرا روی آنکس کہ شد گنجیاب
کیون منہ اُس شخص کا جس نے خزانہ پایا
ز شادی برافروخت چون آفتاب
خوشی سے چمکنے لگا مثل آفتاب کے

تو خاکی گرت گنج باید رواست
تو خاک سے پیدا ہے اگر تجھکو خزانہ چاہیے زیبا ہے
کہ بیخواستہ خاک را کس نخواست
کیونکہ بغیر مال کے خاک کی کسی نے خواہش نہین کی

فروزندہ مرد شد خواستہ
روشن کرنے والا مرد کا ہوگیا مال
وزو کارہا گردد آراستہ
اور اُسی سے سب کام بن جاتے ہین

زر آن میوۂ زعفران ریز شد
سونا اُس سے زعفران جھاڑنیوالا میوہ ہوا
کہ چون زعفران شادی انگیز شد
کہ مثل زعفران کے خوشی پیدا کرنے والا ہوا

سیاہان مغرب کہ زنگی وشند
حبشی پچھم کے کہ زنگیون کے مانند ہین
بصفرای آن زعفران دلخوشند
اُسی زعفران کی زردی سے خوشدل ہوتے ہین

سکندر چو دید آن ہمہ کان گنج
سکندر نے جو دیکھا کہ وہ تمام خزانون کی کھان
کہ در دستش افتاد بیدست رنج
اُسکے ہاتھ آگئی بغیر محنت کے

سکندر با بزرگان ایران

عهد بستن سکندر با بزرگان ایران

پرستندگانِ درِ خویش را
اپنے دربار دولت کے تمام نوکرون کو
همان محتشم را و درویش را
رئیسون اور محتاج فقیرون کو بھی

ازان گنج آراسته داد بهر
اُس آراستہ خزانے سے ایک حصہ دیا
به داد و دهش گشته سالار دهر
عدل اور سخاوت مین ہوا سردار زمانے کا

بگردان ایران فرستاد کس
ایران کے پہلوانون کے پاس ہرکارہ بھیجا
کزین در نگردد کسی بازپس
کہ اس دروازے سے کوئی واپس نہ جاوے

بدرگاه ما یکسره سر نهند
سب ہماری درگاہ مین سر رکھین یعنی مطیع ہون
هلاک سر خویش بر در نهند
اپنے مارے جانے کا خیال کنارے رکھین

بجای شما هر یکی بی سپاس
بجاے تم ہر ایک کے بلا منت اور احسان
نوازشگری باره و بی قیاس
بے شمار مہربانیان جاری رہین گی

بزرگان ایران فراهم شدند
تمام سردار ایران کے جمع ہوے
وزان خرمی بخت خرّم شدند
اور اُس خوشخبری سے بہت خوش ہوے

خبر داشتند از دل شهریار
بادشاہ یعنی سکندر کی طبیعت سے چونکہ واقف تھے
که هست او بسوگند و عهد استوار
کہ وہ قول اور قسم کا نہایت مضبوط ہے

همه یکدگر همره آمدند
سب لوگ راہ مین متفق ہو کر آئے
سوی انجمن گاه شاه آمدند
طرف مجلس بادشاہ یعنی سکندر کے آئے

بر آن آمدن شادمان گشت شاه
اُس آنے پر بادشاہ خوش ہو گیا
ازان پهلوانان لشکر پناه
اُن لشکر کے پناہ دینے والے پہلوانون سے

جداگانه با هر یکی عهد بست
علیحدہ علیحدہ ہر ایک سے اقرار کیا
که در پایه کس نیارد شکست
کہ کسی کا عہدہ نہ توڑا جائے گا

درِ گنج بگشاد با هر کسی
دروازہ خزانے کا کھولا ہر شخص کے لیے
خزینه بسی داد و گوهر بسی
اور خزانہ اور جواہرات بہت بہت دیا

بداد آنچه زو بیشتر بود شان

دیا جو کچھ پہلے اُنکے پاس تھا اُس سے زیادہ

دو چندان دگر هم برافزودشان

دوگنا اور بھی اضافہ کیا اُن کا

جهان کارِ هر کس پدیدار کرد

اسی طرح منصب ہر شخص کا ظاہر کر دیا

بران خفتگان بخت بیدار کرد

اُن سوئے ہوؤں کے نصیبے کو جگا دیا

چو ایرانیان این دهش یافتند

جب ایرانیوں نے یہ سخاوت پائی

سر از چنبر سرکشی تافتند

سر حلقۂ سرکشی سے پھیر لیا

نهادند سر بر زمین یک زمان

رکھے سب نے فوراً سر زمین پر

کله گوشه بردند بر آسمان

ٹوپی کا کونا لیگئے برابر آسمان کے یعنی فخر کیا

بگفتند بر شهریار آفرین

کیا بادشاہ کا بہت شکر

که یار تو بادا سپهر برین

کہ تیرا مددگار ہووے آسمان بلند

سر تخت جمشید جای تو باد

اوپر تخت جمشید کے تیری جگہ ہو جیو

سر سروران خاک پای تو باد

تخت پادشاہوں کے سرے پاؤں کی خاک ہو جیو

کهن رفت و شاه نو ما توئی

پرانا چل دیا اور نیا بادشاہ ہمارا تو ہے

نه خسرو که کیخسرو ما توئی

نہیں بادشاہ بلکہ کیخسرو ہمارا تو ہے

نه پیچد کسی گردن از رای تو

کوئی سر نہ پھیرے گا تیرے حکم سے

سر ما به پایینگه پای تو

سر ہمارا تیرے پائین کے نیچے رہے

چو شه دید کز راه فرخندگی

جب سکندر نے دیکھا کہ اپنی خوشی سے

بر ایرانیان فرض شد بندگی

ایرانیوں پر فرض ہو گئی بندگی

در آن انجمن گاه انجم شکوه

اُس ستاروں کی ایسی بھری مجلس میں

که جمع آمد از هفت کشور گروه

کہ ساتوں ولایت کے لوگ جمع تھے

بفرمود تا تیغ و طشت آورند

حکم دیا کہ تلوار اور طشت حاضر کریں

دو خونریز را پیش تخت آورند

اُن دونوں قاتلوں کو تخت کے آگے لاویں

سکندر با بزرگان ایران

دو سرہنگ گردن برافراختہ
دونوں سپاہیوں سرکش کو
حمائل بگردن درانداختہ
طوق گردنوں میں پڑے ہوؤں کو

بسرہنگی از خون شان گل کنند
عوض سرہنگی کے انکے خون کو مٹی میں ملادیں
رسن حلق شانرا حمائل کنند
انکے گلے میں رسیاں جکڑ دیں

نخست آنچہ از گنج و زر گفتہ بود
پہلے جو کچھ مال اور متاع انکو دینے کہا تھا
رسانید چندانکہ پذرفتہ بود
دے دیا جتنا کہ دینے کا اقرار کیا تھا

چو نقد پذیرفتہ آورد پیش
جب اقرار کیا ہوا نقد انکے سامنے رکھدیا
برون آمد از عہدۂ عہد خویش
اور اپنے اقرار کے عہدے سے بری الذمہ ہوگیا

بفرمود تا خوار کردند شان
حکم دیا کہ انکو خوب تشہیر کریں
رسن بستہ بردار کردند شان
رسی باندھکر سولی پر کھینچ دیں چنانچہ وہی ہوا

منادی برآمد بگرد سپاہ
ڈھنڈھورا پٹوا دیا تمام سپاہ میں
کہ اینست پاداش خونریز شاہ
کہ یہ ہے سزا بادشاہ کے قاتلوں کی

کسی کین ستم خیزد از نام او
وہ شخص کہ جسکے نام سے ایسا ظلم پیدا ہووے
بدین روز باشد سرانجام او
اس دن کا ہوتا ہے نتیجہ اس کا

نبخشود ہرگز خداوند ہش
نہ معاف کیا ہرگز صاحب عقل یعنی سکندر نے
بران بندہ کو شد خداوند کش
اس بندے کو جس نے اپنے مالک کو مار ڈالا

نظارہ کنان شہری و لشکری
دیکھنے لگے شہر والے اور لشکر والے
بر انصاف و آزرم اسکندری
عدل اور انصاف سکندر کو

بران راہ و رسم آفرین خوان شدند
اس کے طریقے اور قانون کی تعریف کرنے لگے
جہانجوی را بندہ فرمان شدند
سکندر کے حکم کے بندے ہوئے

نشستہ جہانجوی با بخردان
بیٹھا سکندر ساتھ سرداروں کے
ازان دائرہ دور چشم بدان
اس مجلس سے نظر بد دور ہو جیو

دو رویه سماطے بیاراستند
دو طرفہ دسترخوان چُنا گیا
سکندر جهاندار دارا شکن
سکندر بادشاہ دارا کا فتح کرنے والا
پس انگاه با هر گرانمایه
اسکے بعد ہر ایک عالی رتبہ سے
نیا زادۀ زنگه را باز جست
پہلے زنگہ شاوروان کے پوتے کو تلاش کیا
بپرسید کای پیر سال آزماے
پوچھا کہ اے بڈھے پرانے
بسی سالها در جهان زیستی
تو بہت مدت سے جہان مین زندہ ہے
چو دیدی که دارا جفا پیشه گشت
تو دیکھتا تھا کہ دارا ظالم ہو گیا ہے
از انجا که راز جهان داشتے
اُس جگہ سے کہ جہان کا رازدار تھا تو
چو آرد کسی را جوانی بجوش
جب کسی شخص کو جوانی جوش مین لاتی ہے
نیوشنده از گرمی شاه روم
سننے والا یعنی زنگہ نے تیزی سکندر سے
کمانی برآراست از پشت کوز
ایک کمان بنائی ٹیڑھی پیٹھ سے

نشینندگان جمله برخاستند
بیٹھنے والے تمام ادب سے کھڑے ہو گئے
برافروخت چون شمع زان انجمن
چمکنے لگا مثل شمع کے اُس مجلس سے
سخن گفت بر قدر هر مایه
باتین کرنے لگا موافق ہر شخص کی سمجھ کے
طلب کرد وز زنگ آئینه شست
بلایا اور کدورت اُسکے دل سے صاف کی
فگنده سرت سایه بر پشت پای
ڈالا سر تیرے نے سایہ پاؤن کی پیٹھ پر یعنی کر جھک گئی تیری
ز کار جهان بی خبر نیستی
اور تو جہان کی گردش سے ناواقف نہین ہے
گناهی بمن نی بد اندیشه گشت
میری کوئی خطا نہین وہ خود بداندیشہ ہو گیا تھا
نصیحت چرا زو نهان داشتے
نصیحت اُس سے کیون پوشیدہ رکھی تو نے
گنه پیر دارد که باشد خموش
بڈھے پر گناہ ہے کہ چپ بیٹھا رہے
بروغن زبانی برافروخت موم
چکنی باتون سے روشن کیا موم کو
پی و استخوان گشت همرنگ تون
ہڈیون پر جھلی ہو گئی مثل کھوج تیر کے

سکندر با بزرگان ایران

کدورت وسیاست سرہنگان

سلاح سخن بست و ترکش کشاد — ز جعبه کمان تیر آرش نهاد

ہتیار باتون کے باندھے اور ترکش کھولا — خانۂ کمان سے تیر آرش کار کھا

نخستین ثنای جهاندار گفت — که بادا جهاندار با کام جفت

پہلے تعریف سکندر کی بہت کی — کہ بادشاہ ہمیشہ مقصد ور رہے

انوشه منش باد و سالار دهر — ز نوشین جهان باد بسیار بهر

خوش وخرم رہے دل بادشاہ زمانہ یعنی حضور کا — جہان کی مٹھائیان اچھی طرح حاصل ہون

سر سبزش از شادی افراخته — سر خصم در پایش انداخته

سر سبز اسکا خوشی سے بلند رہے — دشمن کا سر اسکے پانون کے نیچے پڑا رہے

بسی پند گفت این جهاندیده پیر — نشد در دل کینه ور جایگیر

پھر کہا کہ مجھ بڑھے نے بہت کچھ نصیحت کی — مگر اس کینہ ور کے دل مین موثر نہوئی

بسی شمع روشن که دودی نداشت — نمودم بدارا و سودی نداشت

بہت سی روشن شمعین جنمین کہ مطلق دھوان یعنی برائی نہ تھی — دکھلائین مین نے دارا کو مگر کوئی فائدہ نہوا اسکے لیے

چو بخت سکندر بود تخت و جام — ز دارا چه آید بجز کار خام

جب سکندر کی تقدیر مین ہو تخت اور جام — دارا سے سوا برے کام کے کیا ہو سکے

چو گردون کند گردنی را بلند — بگردن فرازان در آرد گزند

جب آسمان کسی کی گردن بلند کرتا ہے — گردن بلند کرنیوالون کو ایذا پہونچاتا ہے

بهندوستان پیری از خر فتاد — پدر مرده را انچنین گاو زاد

ہندوستان مین ایک بڑھا گھوڑے سے گر کر مرگیا — ایک یتیم لڑکے کی گائے نے چین مین بچہ دیا یعنی اسی نفع

بجا گر دو از سیل جوی خراب — بجوی دگر کس در آرند آب

جب کوئی جگہ کسی نہر کی بہیا سے خراب ہوجاتی ہے — دوسرے شخص کی نہر مین اسکا پانی پہونچاتے ہین

ترا پای دولت فرو شد بگنج — ز بی دولتیهای دشمن مرنج

تیری دولت کا پانون گڑ گیا خزانے مین — دشمن کے مفلس ہوجانے سے رنجیدہ نہو

عهد بستن سکندر با بزرگان ایران

جوانی و شاہی و آزادہ
جوان ہے تو اور بادشاہ ہی اور آزاد ہے تو

ہمان بہ کہ بارود و بادہ
وہی بہتر ہے کہ باجے اور شراب یعنی عیش و عشرت میں رہے

بکامِ جوانی توانی رسید
مقصد جوانی میں پہونچے گا تو

چو پیری رسد گوشہ باید گزید
جب بڑھاپا پہونچے گوشہ اختیار کرنا چاہیے

بہ پیرانہ سر گنبدِ لاجورد
بڑھاپے میں اس لاجوردی گنبد نے

بضحاک و جمشید بین تا چہ کرد
ضحاک اور جمشید بادشاہ کے ساتھ کیا کیا

جہان پادشہ چون شود دیر سال
جب بادشاہ جہان کا بڑھا ہو جاوے

پرستندہ رازو بگیرد ملال
نوکروں کو اس سے رنج معلوم ہوویگا

دگر آنکہ داناست از مغز و پوست
دوسرے وہ کہ تو اے سکندر ہمہ تن عقل ہے

شناسد بد از نیک و دشمن ز دوست
بد اور نیک اور دشمن اور دوست کو پہچانتا ہے

ازو در دل ہر کس آید ہراس
اس سے ہر شخص کے دل میں خوف پیدا ہے

چو بینند کو ہست مردم شناس
چونکہ جانتے ہیں کہ وہ آدمی کو خوب پہچانتا ہے

در افگندنش چارہ سازی کند
اسکے مار ڈالنے کی کوشش کرے گا

وزو دعوی بی نیازی کند
اور اس سے بے نیازی کا دعوی کریگا

نوی را بشادی بر آرند کوس
نئے بادشاہ کی خوشی میں شادیانے بجاوینگے

کہ بروی توانند کردن فسوس
نہیں اسپر افسوس کرینگے بلکہ مکر و فریب کرینگے

ازین روی کیخسرو و کیقباد
اس سبب سے کیخسرو اور کیقباد نے

بہ پیری ز شاہی نکردند یاد
بڑھاپے میں بادشاہی کی یاد نہ کی

جہان بردگر شاہ بگذاشتند
جہان کو دوسرے بادشاہ پر چھوڑ دیا

رہِ کوہِ البرز برداشتند
آپ راہ کوہ البرز کی اٹھائی

بپوشیدن و خوردن نیک بہر
روزی حلال کے کھانے اور پہننے سے

شدند ایمن از خوردن تیغ دہر
ہوئے بے خوف زمانے کی تلوار کھانے سے

چو شه دید کان یادگار کیان
جب سکندر نے دیکھا کہ اُس کیانیون کی یادگار نے

خبر دادش از کار سود و زیان
اُسکو کام کے فائدے اور نقصان سے آگاہ کر دیا

به نیک و به بد کاردانی بهست
نیک اور بد مین بہ نہایت کار آزمودہ ہے

هنرور آزمایست و کار آگهست
بہادر ہے اور خوب واقف کار ہے

بپرسید کان چیست در کارزار
پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو لڑائی مین

که از بهر پیروزی آید بکار
فتح پانے کے لیے کام آتی ہے

سپه را چه تدبیر دارد بجای
سپاہ کو کون تدبیر قائم اور مستقیم رکھ سکتی ہے

چه سختی کند مرد را سست رای
اور کون سختی آدمی کو بیوقوف بناتی ہے

هنرور آزمای جهاندیده گفت
بڈھے بہادر یعنی زرنگ نے جواب دیا

که پیروزی آن پهلوان راست جفت
کہ فتح مندی اُس پہلوان کو میسر آتی ہے

که در لشکر چون تو شاهی بود
جو تجھ ایسے بادشاہ کے لشکر مین ہوتا ہے

بفر تو یکتن سپاهی بود
تجھ ایک شخص کے دباؤ مین ایک سپاہ ہو سکتی ہے

چو فرمان چنانست کاین خاک سست
لیکن جب حضور کا ایسا حکم ہے کہ ضعیف

ز بهر تو سدی برآرد درست
تیرے واسطے کوئی معقول تدبیر بتلاوے

شنیدم ز جنگ آزمایان پیش
سُنا ہے مین نے اگلے لڑنیوالون سے

که از زور تن زهره مرد بیش
کہ بدن کے زور سے دل کا زور زیادہ کام دیتا ہے

دلیریست هنجار لشکر کشی
مضبوطی دل کی ہے طریقہ لشکر کشی کا

سر افگندگی نیست در سرکشی
عاجزی نہین ہے سرکشی مین

بهنگام لشکر برآراستن
لشکر کشی کے وقت

ز لشکر نباید مدد خواستن
لشکر سے مدد مانگنا نہ چاہیے

صبوری ز خود خواه و فتح از خدای
صبر کی اپنے دل سے اور فتح کی خدا سے خواہش کر

که لشکر بدین هر دو ماند بجای
کہ لشکر ان دونون باتون سے رہتا ہے قائم

چو پیروز باشی مشو در ستیز
جب فتحمند ہو جاوے تو لڑنے مت جا

مکن بسته بر خصم راه گریز
دشمن کے بھاگنے کا راستہ نہ بند کر

اگر ناامیدی بجان باز کوش
اگر ناامید ہے تو جان سے کوشش کر

که مردانه کس را نمالید گوش
کہ بہادر آدمی کے کسی نے کان نہین پکڑے

ز فالیکه بر فتح یابی نخست
جو فال کہ فتح پر پا جاوے تو پہلے

دلی باید از ترس دشمن درست
ایسا دل چاہیے کہ دشمن کے خوف سے درست رہے

چنین گفت رستم فرامرز را
ایسا کہا رستم نے فرامرز سے

که مشکن دل و بشکن البرز را
کہ دل مت توڑ اور کوہ البرز کو توڑ ڈال

چنین گفت با بهمن اسفندیار
اور اسفندیار نے بھی بہمن سے ایسا کہا ہے

که گر نشکنی بشکنی کارزار
کہ اگر نہ ٹوٹے تو لڑائی کو شکست دے گا تو

شکستی کزو خون بخارا رسید
ایسی شکست کہ جس سے خون پتھر مین پہونچا

هم از دل شکستی بدارا رسید
دل ہی کے ٹوٹ جانے سے دارا کو پہونچی

شکسته دل آمد بمیدان فراز
دل ٹوٹا ہوا جب میدان مین آگیا

دل کبک نشکست زان چره باز
چکور کا دل اس چرہ باز سے نہ ٹوٹا

چو در دولتش دلفروزی نبود
جب اسکی دولت مین روشن دلی نہ تھی

ز کار تو جز خاک روزی نبود
تیرے کام سے دارا کو سوا خاک کے روزی نہ تھی

دگر بار کردش سکندر سوال
دو بارہ پھر سکندر نے اس سے سوال کیا

که ای مهربان پیر دیرینه سال
کہ اے پرانے مہربان بڈھے

شنیدم که رستم سوار دلیر
سنا ہے مین نے کہ رستم بہادر سوار

بتنها تگاپوی کردی چو شیر
اکیلے حملہ کرتا تھا مثل شیر کے

کجا او بتنها زدی بر سپاه
جس جگہ وہ اکیلا حملہ کرتا تھا سپاہ پر

گریز او فتادی دران رزمگاه
بھاگو بھاگ پڑ جاتی تھی اس میدان مین

عہد بستن سکندر با بزرگان ایران و سیاست سرہنگان

غریب آیدم کز یکی تیغ تیز
تعجب آتا ہے مجھکو کہ ایک تیز تلوار سے

چگونہ رسد لشکری را گریز
کس طرح ایک لشکر کو کوئی بھگا سکتا ہے

بپاسخ چنین گفت پیر کہن
جواب میں ایسا کہا اُس پرانے بڈھے نے

کہ گردندہ باشد زبان در سخن
کیونکہ زبان چلتی ہے بات کرنے میں

چنان عادت بود مر جنگ رستم درست
رستم کے لڑنے کا یہ دستور تھا

کہ لشکرکشان را فگندی نخست
کہ پہلے لشکر کے سرداروں کو زیر کرتا تھا

چو لشکرکشی او فتادی بہ تیغ
جب لشکر کا سردار اُسکی تلوار کے نیچے گر پڑتا تھا

گرفتندی از بیم لشکر گریغ
خوف سے اُسکا تمام لشکر بھاگنے لگتا

کسی کو بہ تنہا سپاہی شکست
وہ شخص جو اکیلا ایک سپاہ کو شکست دیتا تھا

بدین چارہ شد بر عدو چیرہ دست
اس تدبیر سے دشمن پر غالب آتا تھا

وگر نہ نگنجد کہ در کارزار
اور جو نہیں عقل میں یہ نہیں آتا ہے کہ لڑائی میں

گریزد یکی لشکر از یک سوار
ایک لشکر ایک سوار سے بھاگ جاوے

دگر بار گفتا بمن گوی باز
دوبارہ پوچھا کہ یہ بھی بیان کر مجھ سے

کہ بازوی بہمن چرا شد دراز
کہ بازو بہمن کے کیونکر دراز ہوئے

چرا کشت بہمن فرامرز را
کیونکہ بہمن نے فرامرز کو مار ڈالا

بخون غرقہ کرد آن تن ابرزرا
خون میں ڈبو دیا اُسکو والیہ ایسے شخص کو

چرا موبدانش ندادند پند
داناؤں نے اسکو کیوں نصیحت نہ دی

کزان خاندان دور دارد گزند
کہ اس خاندان سے ایذا دور رکھتے

چنین داد پاسخ جہاندیدہ مرد
ایسا اُس پرانے بڈھے نے جواب دیا

کہ بہمن بآن اژدہا بین چہ کرد
کہ اس اژدہے کے ساتھ دیکھ بہمن نے کیا کیا

سرانجام کاشفتہ شد راہ او
آخر کو جب بگڑ گیا طریقہ اُسکا

دم اژدہا شد وطن گاہ او
منہ اژدہے کا اُسکی قیام گاہ ہو گیا

سکندر با بزرگان ایران

چو زد دهره بر پهلوانی درخت
جب اس نے خنجر مارا یعنی پہلوانی کے درخت کو کاٹ ڈالا

شد از خانهٔ دولت تاج و تخت
اسکے دولت خانے سے تاج اور تخت جاتا رہا

که دیدند کو پای در خون فشرد
کسی نے دیکھا کہ جس نے پانوں خون مین گاڑ دیا

کز آن خون سرانجام کیفر نبرد
کہ اس خون سے آخر کو بدلہ نہ لے گیا

سکندر ز بلبر زید زان یاد کرد
سکندر کانپ اٹھا اس یاد کرنے سے

چو برگ خزان لرزد از باد سرد
جیسے پتی خزان کی کانپتی ہے ٹھنڈی ہوا سے

ز خونخواه دارا هراسنده گشت
خون مانگنے والوں دارا سے پہلے ڈرا

که آسان نشاید برین پل گذشت
کہ آسانی سے اس پل پر گذرنا ممکن نہیں ہے

دگر باره درخواست کان هوشمند
پھر خواہش کی کہ وہ عقلمند

در درج گوهر گشاید ز بند
موتیوں کے ڈبے کا منھ کھولے یعنی زبان کھولے

فرو گوید از گردش روزگار
بتلاوے زمانے کی گردش سے

جهانجوی را آنچه آید بکار
بادشاہ کو جو کچھ کہ کام آوے

پس از آفرین پیر بیدار بخت
دعاؤن کے بعد اس بیدار بخت بڈھے نے

چنین گفت با صاحب تاج و تخت
ایسا بیان کیا مالک تاج و تخت سے

که ملک جهان گرچه فرخنده است
کہ ملک جہان کا اگرچہ تجھکو مبارک ہے

مزن دست سخت اندرین شاخ سست
اس کمزور شاخ پر ہاتھ زور سے مت ڈال

ز تاریخ نو تا به عهد کهن
نئی تاریخ یعنی زمانۂ حال سے قدیم زمانے تک

که مانده که با ما بگوید سخن
کون باقی رہا ہے جو بیان کرسکے

کجا رستم و زال و سیمرغ و سام
کہان ہین رستم اور زال اور سیمرغ اور سام

فریدون فرهنگ و جمشید جام
فریدون صاحب عقل اور جمشید صاحب جام

زمین خورد و با خوردشان سیر نیست
زمین نے کھالیا اور باوجود کھانے اُسکے سیر نہیں ہوئی ہے

هنوزش ز خوردن شکم سیر نیست
ابتک اسکا پیٹ کھانے سے بھرا نہیں ہے

عهد بستن سکندر با بزرگان ایران

گذشتند و ما نیز هم بگذریم
گذر گئے اور ہم بھی گذر جائینگے

که چون مهره عقد بگذریم
کیونکہ مثل مہرے کی لڑی کے ایک دوسرے سے گذر جاتے ہین ہم

مزن پنج نوبت درین چار طاق
نوبت پنجوقتی اس دنیا مین مت بجا

که بی شش جهت نیست این نه رواق
کہ بے چھ طرف کے یہ نو آسمان نہین ہین

جهان چون تو داری جهاندار باش
جب تو بادشاہ ہے جہان کو سنبھالے رہ

چو خفتند خصمان تو بیدار باش
جب دشمن سو رہے ہین تو جاگتا رہ

سر از عالم ترسگاری برآر
اس خوفناک جہان سے سر باہر نکال

مترس از کسی کو نشد ترسگار
اس شخص سے نہ ڈر جو اس سے خائف نہوا

رها کن رهی کان زیان آورد
وہ راہ چھوڑ دے جو نقصان پیدا کرے

زه بد چله در کمان آورد
برا چلہ کمان مین نقصان لاتا ہے

کرا باژگونه بود پیرهن
جسکا الٹا ہووے کرتا

نه حاجت بود باز گشتن به تن
بدن سے اولٹنے کی ضرورت نہین ہے

تو زان ره که شد باژگونه نورد
تو اس راہ سے کہ الٹا ہو جس کا چکر

بخواه از خدا حاجت باز گرد
خدا سے دعا پھرنے کی مانگ

چه بندی دل خود بران ملک و مال
کیا باندھے تو دل اس ملک و مال پر

که هستش یکی رنج بیشی وبال
کہ ہونا اسکا ایک رنج ہے اور زیادتی وبال ہے

بدانش ترا رهنمون کرده اند
طرف عقل کے تجکو رہنمائی کی ہے

که مال ترا حکم خون کرده اند
بلکہ تیرے مال پر حکم خون کا لگایا ہے

نه رنجد گلو تا که بی خون بود
نہین تکلیف پاتا ہے وہ گلا جسمین خون نہین ہوتا

خفه گردد ار خونش افزون بود
خناق ہو جاتا ہی جب اسکا خون بڑھجاتا ہے

هر آن مال کاید درین دستگاه
جو مال کہ آتا ہے اس دنیا مین

بر و خفته دان تند مار سیاه
اسپر تیز کالے سانپ کو سویا ہوا سمجھ

سکندر با بزرگان ایران و سیاست سرهنگان

ستودان این طاق آراسته — ستونے تہی دار داز خواستہ

مقبرہ اس آراستہ محل کا — ایک ستون مال سے خالی رکھتا ہے

چو در طاق این صفہ خواہی نہفت — چہ باید شدن با سیہ مار جفت

چونکہ اس محل کے بالاخانے میں سو رہنا ہے اہم — کالے سانپ کے ساتھ کیوں ہم بستر ہونا چاہیے

دل از بند بیہودہ آزاد کن — ستمگر نۂ داد کن داد کن

دل کو بیکار فکروں سے آزاد کر — تو ظالم نہیں ہے عادل ہے تو عدل کر

نہ بیداد دارا بہ ار بگذری — گر او بود دارا تو اسکندری

دارا کے ظلم سے بہتر ہے اگر گذر جائے تو — اگر وہ دارا تھا تو تو سکندر ہے

ببین تا چہ دارا بدید از جہان — تو نیز آن مکن تا نہ بینی ہمان

دیکھ کہ دارا نے جہان سے کیا دیکھا — تو وہ بات ہی نہ کر تاکہ ویسا نہ دیکھے تو

چہ کردی ببین تا جہان یافتی — ہمان کن کہ اقبال ازان یافتی

دیکھ کہ تو نے کیا کیا تھا جس سے جہان کو پایا — وہی کر جس سے تو نے اقبال پایا ہے

سکندر با بزرگان ایران و سیاست سرہنگان

شہ از پاسخ پیر فرتوت سال — گرفت آن سخن را مبارک بفال

سکندر نے اس پرانے بڑھے کے جواب سے — اسکی باتوں سے اچھی مبارک فال نکالی

ز خلعت گزین کرد و بنواختش — بسی گنج و زر پیشکش ساختش

خلعت سے معزز اور ممتاز کیا اسکو — بہت مال اور دولت اُسکے نذر کی

بزرگان ایران ز فرہنگ او — تراز و نہادند در سنگ او

ایران کے بزرگون نے اسکی دانائی سے — سر جھکائے اُسکے وزن میں

ستایندگان از در بارگاہ — ستایش گرفتند بر بزم شاہ

تعریف کرنے والون نے بارگاہ کے دروازے سے — دعا دینا شروع کی پادشاہ کی محفل کو

گزین بارگہ کز چراغی نشست — فروزندہ خورشیدی آمد بدست

کہ اس بارگاہ سے جو ایک چراغ گل ہو گیا — ایک روشن آفتاب ہمارے ہاتھ آیا

زما گر شبی رفت روزی رسید
ایک رات ہماری نگاہ سے دور ہو گئی ایک دن آگیا
گلی رفت گلشن فروزی رسید
ایک پھول اگر گیا تو ایک باغ کا روشن کرنیوالا آگیا

جوی زر جوئیده روی تافت
ایک جو بھر سونا تلاش کرنیوالے کے ہاتھ سے جاتا رہا
فرو دیده زر جست گنجینه یافت
سونا ڈھونڈھنے کو غور کیا اور خزانہ پا گیا

ز دریا دلی شاه دریا شکوه
سخاوت سے پادشاہ دریا مرتبہ نے
نوازش بسی کرد با آن گروه
مہربانی بہت کی اُن لوگوں پر

چو دیدند شه را رعیت نواز
جب دیکھا پادشاہ کو رعیت پر مہربانی کرنیوالا
ز بیداد دارا گشادند راز
دارا کے ظلم کے حالات بیان کرنے لگے

که تا دور دارا بود در گرم و سرد
کہ جبتک زمانہ دارا کا اس دنیا میں رہا
کس از پیشهٔ خویشتن بر نخورد
کسی شخص نے اپنے پیشے سے برخورداری نپائی

به نیکان در آویخته بد سگال
نیکوں کو بُروا ان میں ملاتا یعنی شمار کرتا رہا
کسی را امانت نه بر خون و مال
کسیکو خون اور مال پر امانت دار نہیں سمجھا

ز خلق آنچنان برد پیوند را
خلق سے ایسا اپنے رشتہ کو کاٹا
که سگ یاد نارد خداوند را
کہ کتا بھی اپنے مالک یعنی اسکو یاد نہیں کرتا ہے

تظلم کنان رفت زین مرز و بوم
فریاد کرتی ہوئی بھاگی اس سرزمین سے
مروت به یونان و مردی بروم
مروت یونان میں اور بہادری روم میں

کسی را که نزدیک او سنگ بود
نزدیک اُسکے اگر بھاری رتبے یا جسکا اعزاز تھا
ز چندین سپاه آن دو سرهنگ بود
اُتنی سپاہ سے وہی دو نوکر سپاہی تھے جنھوں نے مار ڈالا

چو بدگوهران را قوی کرد دست
جب بدذاتوں کو اُسنے فروغ دیا
جهان بین که چون گوهرش را شکست
دیکھ کہ جہان نے کیونکر اُسکے موتی کو توڑ ڈالا

سر سر بزرگان بخردان سپرد
بزرگوں کے تخت کو چھوٹوں کے حوالے کیا
ببین تا سرانجام چون گشت خرد
دیکھ کہ آخر کو کیسا ذلیل اُسکا انجام ہوا

سکندر با بزرگان ایران و سیاست سرهنگان

نه بس داوری باشد آن سست رای — **که سختی رساند به خلق خدای**

بہت دن نہین حاکم رہتا ہے وہ کم عقل — جو خلق خدا کو تکلیف پہونچاتا ہے

گران مایگان را در آرد شکست — **فرومایگان را کند چیره دست**

ذی رتبہ لوگون کو شکست دیتا ہے — کم قدر لوگون کو غالب کرتا ہے

نه خسرو شد آنکس که خس پرورست — **خسی دیگر و خسروی دیگرست**

پادشاہ وہ نہین ہوا جسنے کمینونکو پرورش کیا — کمینہ پن اور ہے اور پادشاہی اور ہے

نمانده درین ملک بخشایشے — **نه در شهر و در کشور آسایشے**

اس ملک و سلطنت مین مطلق رحم نہ باقی رہا تھا — نہ اس شہر اور ملک مین کسیکو آسایش تھی

خراشیده از کینها سینه ها — **شده عصمت از قفل گنجینه ها**

کینون سے لوگون کے سینے زخمی تھے — برکت جاتی رہی تھی خزانونکو قفل لگنے سے

خرابی در آمد به هر پیشه — **بتر زین کجا باشد اندیشه**

ہر ایک پیشے مین خرابی آ گئی تھی — ایسے نا عاقبت اندیش سے بدتر اور کون ہوگا

که پیشه ور از پیشه بگریخته — **بکار دگر کس در آویخته**

کہ ہر پیشہ ور اپنے پیشے سے گھبرا کر بھاگا — دوسرے شخص کے کام مین مصروف ہوا

بیابانیان پهلوانی کنند — **ملک زادگان دشتبانی کنند**

جنگلی لوگ پہلوانی کرنے لگے — پادشاہ زادے چرواہونکا کام کرنے لگے

جهان را نماند عمارت بسے — **چو از شغل خود بگذرد هر کسے**

اُس سلطنت کی آبادی بہت دن نہین رہتی — جہان اپنے شغل سے ہر شخص دست بردار ہو

کشاورز شغل سپه ساز کرد — **سپاهی کشاورزی آغاز کرد**

کسانون نے کام سپاہیون کا شروع کیا — سپاہیون نے ہل جوتنا شروع کیا

اگر بیش ازین داد گر خفته بود — **همان اختر گیتی آشفته بود**

اگر اس سے پہلے کا پادشاہ سو رہا تھا — ستارہ سلطنت کا اس سبب سے پریشانی مین تھا

عهد بستن سکندر با بزرگان ایران و سیاست سرهنگان

سکندر با بزرگان ایران و سرهنگان

کنون داد گر هست فیروزمند | ازین گونه بیداد تا چند چند

اب عادل ہے اور فتح مند یعنی سکندر | اس طرح کے ظلم کب تک اور کہاں تک

هراسیده شد زین سخن شهریار | منادی برانگیخت از هر دیار

ڈر گیا اس کلام سے سکندر | ڈھنڈھورا پٹوا دیا ہر ملک میں

که هر پیشه ور پیشهٔ خود کند | جزین گر چه نیکی کند بد کند

کہ جو شخص جو پیشہ کرتا تھا وہ کرے | اسکے سوا اگر اچھا بھی کرتا ہے تو برا کرتا ہے

کشاورز بر گاو بندد لباد | ز گاو آهن و گاو جوید مراد

ہل جوتنے والے بیل پر جوا رکھیں | بیل اور جوے سے اپنا مطلب کریں

سپاهی بر آیین خود ره برد | همان شهری از شغل خود نگذرد

سپاہی جو ہیں وہ سپہ گری کریں | شہر والے اپنے پیشوں سے غفلت نہ کریں

نگردد کسی چیره بر کار خویش | همان پیشهٔ اصلی آرد به پیش

نہ پھرے کوئی شخص اپنے کام سے | اپنے اصلی پیشے کو سب اختیار کریں

ز پیشه گریزنده را باز جست | بآن پیشه دادش که بودش نخست

اپنے پیشوں سے بھاگے ہوؤں کو تلاش کیا | جو پیشہ پہلے سے جسکا تھا وہی اسکو دیا۔

علمهای هریک پدیدار کرد | همه کار عالم سزاوار کرد

عہدے ہر ایک کے قائم کر دیے | سلطنت کے تمام دستور عمدہ مقرر کر دیے

جهان را ز ویرانی عهد پیش | بآبادی آورد در عهد خویش

ملک کو اگلے زمانے کی ویرانی سے | آبادی پر لے آیا اپنے زمانے میں

جهان داشت بر دولت خویش راست | جهان داشتن زیرکان را سزاست

جہان کو اپنی دولت پر مستقدم رکھا | عقلمندوں کا کام جہان کو آسایش پہونچانا ہے

بیا ساقی از شادی نوش و ناز | یکی شربت آمیز عاشق نواز

آ ساقی نوش اور ناز کی خوشی سے | ایک شربت عاشق کے دلپسند ملا دے

به تشنه ده آن شربت دلفریب | که تشنه ندارد ز شربت شکیب

پیاسے کو وہ شربت دلفریب جلد دے | کہ پیاسا شربت سے صبر نہین کرسکتا ہے

رفتن سکندر در عجم و خراب نمودن آتشکدها

جانا سکندر کا شہر عجم مین اور تباہ کرنا قدیم آتش خانون کو

سپندی بیارای جهاندیده پیر | بر آتش فشان در شبستان میر

تھوڑا اسپند اے پرانے بڈھے لا | اور بادشاہ کے رات سونے کے جگہ سلگادے

که چشمک زنان پیشه ی کنم | ز چشم بد اندیشه ی می کنم

کیونکہ مین ایک جادو یعنی ڈھیٹھ بندی کرونگا | نظر بد سے کہ مجھے ایک قسم کا اندیشہ ہے

ولیکن چو می سوزم از دل سپند | بمن چشم بد چون رساند گزند

لیکن جب کہ مین دل سے سپند سلگاتا ہون | مجھ مین نظر بد کیونکر ایذا پہنچاویگی

خطرهای رهزن درین ره بسیست | کسی کین ندارد چه فارغ کسیست

ڈکیتون کا ڈر اس راستے مین بہت ہے | جس شخص کو یہ خوف نہین ہے وہ کیا اچھا ہے

چه عمریست کو را ازچندین خطر | بافسون گری برد باید بسر

کتنی عمر ہے جسکو اتنے اندیشون سے | جادوگری مین تمام کرنا چاہیے

به از پایه ی زین پایه بیرون نهم | شبستان برین دیگ پرخون نهم

بہتر تو یہ ہے کہ اس مرتبے سے قدم باہر رکھون | اس خون سے لبریز دیگ پر سرپوش ڈھانک دون

گزارنده ی داستانهای پیش | چنین گوید از پیش عهدان خویش

اگلے داستانون کا بیان کرنیوالا | اس طرح اپنے پہلے گزرے ہودن سے بیان کرتا ہے

که چون دین دهقان بر آتش نشست | بمرد آتش و سوخت آتش پرست

کہ جب دین زرتشت کا جل گیا | آگ بجھ گئی اور وہ بھی مرگیا

سکندر بفرمود کایرانیان

سکندر نے حکم دیا کہ ایران والے

همان دین دیرینه را نو کنند

اپنے پرانے مذہب کو اختیار کرین

گشایند ز آتش پرستی میان

آتش پرستی سے کمر کھولین یعنی باز آوین

گرایش سوی دین خسرو کنند

دین پادشاہی کی طرف رغبت کرین

مغان را به آتش سپارند رخت

آتش پرستون کا اسباب بالکل جلاوین

بر آتشکده کار گیرند سخت

آتشکدون پر بدختین خوب کرین

چنان بود رسم اندران روزگار

ایسا دستور تھا اُس وقت مین

که باشد در آتشکده آموزگار

کہ جو شخص آتشکدے مین مرشد ہوتا تھا

سکندر گنجها را درو پای بست

خزانے اُسمین دفن کرتا یعنی گاڑتا تھا

نباشد کسی را بر آن گنج دست

اور کسی کو اُسپر اختیار نہوتا تھا

توانگر که میراثخواری نداشت

سوائے اسکے جس امیر کے کوئی وارث نہوتا

بر آتشکده مال خود را گذاشت

وہ اپنا مال اور اسباب آتشکدون کو دیجاتا

بدان رسم کافاق را رایج بود

اُس دستور سے کہ لوگون کو بُرا معلوم ہوتا تھا

هر آتشکده خانهٔ گنج بود

ہر آتشخانہ خزانون کا مخزن تھا

سکندر چو کرد آن بناها خراب

سکندر نے جب اُن بنیادون کو تباہ کیا

روان کرد گنجی چو دریای آب

خزانے نکالے یا لٹائے مثل پانی دریا کے

بر آتشکده کو گذر داشتی

جس آتشکدے کی طرف اُسکا گذر ہوتا

بناکندی آن گنج برداشتی

کھدواکر اُسکو اُسمین سے خزانہ نکلوا لیتا

دگر رسم آن بود کاتش پرست

دوسرا یہ دستور تھا کہ آتش پرست لوگ

همه سال با نوعروسان نشست

ہر سال نئی شادی کرتے تھے

بنوروز جمشید و جشن سده

نوروز جمشید اور جشن سدہ مین

که نو گشتی آیین آتشکده

جب آتشخانون کا نیا انتظام ہوتا تھا

سکندر در عجم و خراب کردن آتشکدها

ز هر سو عروسان نادیده شوی
ہر طرف سے بغیر شوہر کی صورت دیکھی ہوئی عروسین

ز خانه برون تاختندی بکوی
گھرون سے باہر گلی مین دوڑ جاتین

رخ آراسته دستها پرنگار
منھ چمکائے ہوئے ہاتھ منقش کیے ہوئے

بشادی دویدندی از هر کنار
خوشی خوشی ہر طرف سے دوڑی آتی تھین

مغانه می لعل بر داشته
مغون کی طرح سرخ شراب پیے ہوئے

بیاد مغان گردن افراشته
آتش پرستون کے مرشد کی یاد مین گردن اٹھائے ہوئے

ز برزین دهقان و افسون زند
برزین زرتشت اور زند کے افسون سے

برآورده دودی بچرخ بلند
ایک دھوان بلند کرتین چرخ بلند کے برابر

همه کارشان شوخی و دلبری
ان سب کے کام شوخی اور دلبری

گه افسانه گوئی گه افسونگری
کبھی قصے کہتین اور کبھی جادوگریان کرتین

جز افسون چراغی نیفروختند
سوا جادو کے کوئی چراغ جلا نہ سکتین

جز افسانه چیزی نیاموختند
سوا افسانون کے کچھ اور سیکھی نہ تھین

فروهشته گیسو شکن بر شکن
کاکلین چھوڑے ہوئے پیچدار

یکی پای کوب و یکی دست زن
کوئی ناچتی ہوئی اور کوئی تالی بجاتی

چو سرو سهی دسته گل بدست
مثل سرو سہی کے ہاتھون مین گلدستے لیے ہوئے

سهی سرو زیبا بود گل پرست
کیونکہ سرو سہی کے واسطے ہمیشہ پھولون مین رہنا

سر سال کز گنبد تیز رو
شروع سال مین کہ اس دنیا مین آتا

نشاط جهان را بدی روز نو
جہان کے لیے ایک جشن نوروز ہوتا تھا

یکی روزشان بودی از کوی و کاخ
وہ دن ایسا ہوتا کہ گھرون اور راستون سے

بکام دل خویش میدان فراخ
اپنی خواہش دل کے موافق فراغت سے

جدا هر یکی بزمی آراسته
ہر ایک شخص ایک مجلس علیحدہ منعقد کرتا

وز انجا بسی فتنه برخاسته
اور وہان بہت قسم کے جھگڑے بھی اٹھتے

سکندر و رجم و خراب نمودن آتشکدہا

چو یک رشتہ شد عقد شاہنشہی — **شد از فتنہ بازار عالم تہی**

جب ایک ہوگئی لڑی پادشاہت کی یعنی سکندر بادشاہ ہوا — فساد سے بازار جہان کا خالی ہوگیا

بیک تاجور تخت باشد بلند — **چو افزون شود ملک یابد گزند**

ایک بادشاہ سے تخت بلند ہوجاتا ہے — جب زیادہ ہوتے ہین ملک پاتا ہے تکلیف

یکے تاجور بہتر از صد بود — **کہ باران چو بسیار شد بد بود**

ایک بادشاہ بہتر سو بادشاہون سے ہوتا ہے — کیونکہ مینھ جہان زیادہ ہوا برا معلوم ہوتا ہے

چنان داد فرمان شہ نیک رای — **کہ رسم مغان کس نیارد بجای**

غرضکہ بادشاہ نیک عقل یعنی سکندر نے حکم جاری کیا — کہ دستور آتش پرستون کا کوئی نہ قائم رکھے

گرامی عروسان پوشیدہ روی — **بجا در نمایند رخ یا بشوی**

خاندانی خوبصورت دلہنین منھ ڈھانکے ہین — اور وہ اپنی ماں کو منھ دکھاوین یا خاوند کو

ہمہ نقش نیرنگہا پارہ کرد — **مغان را ز میخانہ آوارہ کرد**

سب جادو اور مکر کی کتابین پھاڑ ڈالین — آتش پرستون کو شرابخانون سے نکال دیا

جہان را ز دینہای آلودہ شست — **نگہداشت بر خلق دین درست**

جہان کو گنہگار مذہبون سے پاک کیا — خلق کو درست دین پر قائم کیا یعنی تاکید کی

بایران زمین آنچنان نشستی — **نماند آتش ہیچ زردشتی**

ایران کی سرزمین مین ایسی عدد کی — کہ کہین آتش زردشت باقی نہ رہی

دگر زان مجوسان گنجینہ سنج — **بآتشکدہ کس نیاگندہ گنج**

پھر اُن مجوسیون خزانہ جمع کرنے والے سے — آتشکدون مین کسی نے نہ خزانہ بھرا

ہمہ نازنینان گلنار چہر — **ز گلزار آتش بریدند مہر**

اور اُن تمام نازنینون گل چہرہ نے — اُس آگ کے باغ سے قطع کی الفت

چو شاہ از جہان رسم آتش زدود — **بر آورد ز آتش پرستندہ دود**

جب سکندر نے جہان سے رسم آتش پرستی کی مٹائی — اور آتش پرستون سے دھوئین نکالے

بفرمود تا مردم روزگار
حکم دیا کہ تمام زمانے کے لوگ
بدین حنیفی پناه آورند
دین ابراہیمی مین پناہ لاوین
چو شد مُلک در مِلکِ آن مُلک بخش
جب مُلک اُس مُلک بخشنے والے کی مِلک مین آیا
بفرخندگی فتح را گشت جفت
مبارکی سے فتح مندی پائی اُسنے
اگر بایدت تا بحکم نوے
اگر چاہتا ہے تو موافق تاریخ تازہ کے
برون آر آن پنبه راز گوش
اُس پُرانی روئی کو کان سے باہر نکال ڈال
بدان گونه کز چند بیدار مغز
اسی طرح کئی عقلمند یعنی مُوبدون سے
بسے نیز تاریخها داشتم
تمام تاریخین جو میرے پاس تھین
بهم کردم آن گنج آگنده را
جمع کیا مین نے اُس بھرے ہوے خزانے کو
ازان کیمیاهای پوشیده حرف
اُن کیمیا کے پوشیدہ نسخون سے
همان پارسی گوی دانای پیر
اُس فارسی کہنے والے بُڈھے عقلمند یعنی فردوسی نے

جزا یزدپرستی ندارند کار
سوا خدا پرستی کے اور کام کسی سے نہ رکھین
همه پشت بر مهر و ماه آورند
آفتاب اور ماہتاب کی طرف پیٹھ کرین
بمیدان فراخی روان کرد رخش
میدان مین فراغت سے گھوڑا دوڑایا
بدان گونه کان نغز گوینده گفت
جس طرح اُس پسندیدہ کہنے والے نے کہا تھا
دگر گونه رمزی ز من بشنوے
تو دوسری طرح مجھ سے اس حقیقت کو سُن
که دیبای نو را کنند ژنده پوش
کہ پُرانی گدڑی پر نئی دیبا کو چڑھاوے
شنیدم درین شیوه گفتار نغز
سُنی مین نے اس قصے مین پسندیدہ روائتین
یکی حرف ناخوانده نگذاشتم
مین نے کسی کو بغیر پڑھے ہوئے نہ چھوڑا
ورق پارهای پراگنده را
اُن متفرق اور ٹکڑے ورقون کو
برانگیختم گنجدانے شگرف
ایک نادر خزانہ پایا مین نے
چنین گفت و شد گفت او دلپذیر
ایسا ہی کہا اور اُسکا کہا ہوا مقبول ہوا

سکندر در عجم و خراب نمودن آتشکدها

بڑا جادوگر تھا ہاروتیان

سکندر در عجم و خراب مغان

آتشکدہا

که چون شه ز دارا ستد تاج و تخت

کہ جب سکندر نے دارا کا تاج و تخت لے لیا

چو زهره ببابل درآمد نخست

زہرہ کی طرح بابل مین پہلے آیا

بفرمود تا آتش موبدی

اور حکم دیا کہ آگ آتش پرستی کی

فسون نامهٔ زند را در کشند

جادو کی کتاب یعنی ژند کو دریابرد کردین

براه نیا خلق را ره نمود

دادا یعنی حضرت ابراہیم کا مذہب کو بتلایا

وزان جا بتدبیر آزادگان

اور وہان سے داناؤن کی تدبیر سے

بهر جا که او آتشی دید هست

جہان کہین اُسنے کوئی آگ دیکھی فوراً

دران خطه بود آتشی سنگ بست

اُس مقام پر ایک آگ نہایت قدیم اور عجیب تھی

صدش هیربد بود با طوق زر

چنانچہ وہان سو عابد سونیکے طوق پہنے ہوئے

بفرمود کان آتش دیرسال

حکم دیا کہ اُس قدیم آگ کو بھی

چو آتش فروکشت ازان جایگاه

جب وہان کی آگ بھی بجھا چکا

زهرگار موصل برون برد رخت

موصل کی سرحد سے باہر چلا

ز هاروتیان خاک آن بوم شست

ہاروت کے الون یعنی جادوگرون سے اُس زمین کو صاف کیا

بکشت از هنرمندی و بخردی

بجھاوین عقلمندی اور ہوشمندی سے

وگرنه بیزدان دفتر کشند

اور اگر یہ نہو تو اُن کتابون کو قید کرلین

تف دود آتش ز دلها زدود

گرمی آگ کے دھوئین کی دلون سے مٹائی

درآمد سوی آذرآبادگان

آیا ملک آذرآبادگان کی طرف

هم آتش فروکشت و هم زند شست

وہ آگ بھی بجھائی اور جادو کی کتاب بھی برباد کردی

که خواندی خردسوز آتش پرست

کیونکہ لوگ آتش پرست اُسکو خردسوز کہتے تھے

بآتش پرستی کمر بر کمر

آتش پرستی پر کمر باندھے ہوئے

بکشتند و کردند یکسر زگال

بجھا کر بالکل خاک سیاہ یعنی کوئلہ کردین

روان کرد سوی سپاهان سپاه

سپاہان کی طرف سپاہ روانہ کی

بآن نازنین شهر آراسته
اس نازنین اور آراستہ شہر مین
دل تاجور شادمانی گرفت
سکندر کا دل بہت خوش ہوا
بسی آتش هیربد را بکشت
بہت آتش پرستون کی آگ کو بجھایا
بهاری کهن بود و چینی نگار
ایک پرانی بہار تھی اور چین کیطرح منقش
بآئین زرتشت و رسم مجوس
بطور زرتشت اور مجوسیون کے طور کے
همه آفت چشم و آشوب دل
سب کی آنکھین آفت اور دل کی پریشان کرنیوالی
چو برخواندی افسون آن دلفریب
جب وہ دل کی فریب دینیوالی جادو کرتی مین
بهاروتی از زهره دل برده بود
جادوگری مین زہرہ دل چھین لیگئین تھین
درو دختر جادو از نسل سام
اُن مین ایک لڑکی سام جادوگر کی اولاد سے
سکندر چو فرمود کردن شتاب
سکندر نے جو جلد حملہ کرنے کی اجازت دی
زن جادو از هیکل خویشتن
اُس جادوگر عورت نے اپنی شکل سے

که با خوشدلی بود و با خواسته
جو نہایت سرسبز تھا اور مالدار بھی تھا
بشادی پی کامرانی گرفت
خوش خوش اپنا کام کرنے لگا
بسی هیربد را دو تا کرد پشت
بہت آتش پرستون کی پیٹھ توڑ ڈالین
بسی خوشتر از باغ در نوبهار
جیسے نوبہار مین باغ سرسبز ہو اس سے بھی زیادہ
بخدمت دران خانه چندین عروس
خدمت مین اُس گھر مین چند نوعروسین
ز هر دل فرو رفته پای بگل
ہر شخص کے دل کا پانون کیچڑ مین گڑ گیا
ز دل هوش بردی ز جان ناشکیب
دل سے ہوش اور جان سے صبر ہٹا دیتی تھین
چو هاروت صد بیش او مرده بود
ہاروت کی طرح اُسکے آگے سیکڑون مرے ہوئے تھے
پدر کرده آذر همایوش نام
باپ نے اُسکا نام آذر ہمایون رکھا تھا
بران خانه تا خانه گردد خراب
اُس گھر پر کہ جلدی سے برباد ہوجاوی
نمود اژدهای بدان انجمن
بنادیا ایک اژدہا اُس مجلس مین

سکندر رو در عجم و خراب نمودن آتشکدہا

رفتن سکندر در عجم و خراب نمودن آتشکدہا

چو دیدند خلق آتشین اژدہا
جب لوگون نے اُس آگ کے اژدہے کو دیکھا

دل خویش کردند ز آتش رہا
اپنے دل کو آگ سے آزاد کر دیا

ز بیمش چو اُفتان و خیزان شدند
اُسکے خوف سے گرتے پڑتے

بنزد سکندر گریزان شدند
پاس سکندر کے بھاگ گئے

کہ ہست اژدہائے در آتشکدہ
کہ آتشکدے مین ایک اژدہا ہے

چو قارورہ در دم آتش زدہ
مثل قارورے یعنی شیشۂ آتشی کی آگ جلائی ہوئے

کسی کو بران اژدہا بگذرد
جو شخص کہ اُس اژدہے کی طرف جاتا ہے

ہمان ساعتش یا کشد یا خورد
اُسی دم اُسکو مارڈالتا ہے یا کھا لیتا ہے

شہ از راز آن کیمیای نہفت
بادشاہ نے اُس بھید کی کیمیا کو حال سے

ز دستور پرسید و دستور گفت
ارسطو سے پوچھا اور اُسنے ایسا بتلایا

بلیناس داند چنین رازہا
کہ بلیناس ان بھیدون کو خوب جانتا ہے

کہ صاحب طلسمست و پرسازہا
کیونکہ صاحب طلسم ہے اور جادوگر بھی ہے

بلیناس را شاہ گفت این خیال
بلیناس سے سکندر نے کہا اس حال کو

چگونہ نماید بما بدسگال
کہ کس طرح معلوم ہوتا ہے ہمکو یہ دشمن

خردمند گفت اینچنین پیکری
عقلمند یعنی بلیناس نے کہا کہ ایسی صورت

نداند نمودن جز افسونگری
کوئی نہین بنا سکتا ہے سوا جادوگر کے

اگر شاہ خواہد شتاب آورم
اگر بادشاہ چاہے تو مین حملہ کرون

سر اژدہا در طناب آورم
اژدہے کے سر کو رسی مین جکڑ کرکے لاؤن

جہاندار گفت اینست پتیارہ
بادشاہ نے کہا یہ ایک سخت آفت ہے

برو گر توانی بکن چارہ
اگر تجھ سے ہو سکے تو اسکی تدبیر کر

خردمند شد سوے آتشکدہ
بلیناس اُس آتشکدے کی طرف گیا

سیاہ اژدہا دید سر برزدہ
ایک کالے اژدہے کو دیکھا سر اٹھائے ہوئے

چو آن اژدها را بلیناس دید
جب اس اژدہے کو بلیناس نے دیکھا
برانگیخت آن جادو ناشکیب
اٹھایا یعنی اس بے صبر جادو گرنے
نشد کارگر هیچ بر چاره ساز
بیکار گر ہوا کوئی تدبیر کرنیوالے یعنی بلیناس پر
هر آن جادوی کان نشد کارگر
جو جادو کہ نہ ہوتا تھا کارگر
بچاره گری زیرک هوشمند
تدبیر سے دانا عقلمند نے
بوقتی که آن طالع آید بدست
جس وقت کہ وہ ستارہ آپہونچا
بفرمود کارند تختی سداب
فرمایا کہ لاوین تھوڑی سداب
بیک شعبده بست بازیش را
ایک شعبدے مین اسکی بازی کو بند کردیا
چو دختر چنان دید کان هوشمند
جب لڑکی نے اس عقلمند کو ایسا دیکھا
بپایش در افتاد و زنهار خواست
اسکے پانوں پر گر پڑی اور پناہ مانگنے لگی
بلیناس چون روی آن ماه دید
بلیناس نے جو صورت اس چاند کی دیکھی

ره آبگینه بر الماس دید
آئینے کی راہ الماس پر دیکھی
بسی جادوی های مردم فریب
بہت آدمی فریب دینے والے جادو کیے
سوی جادو خویشتن گشت باز
اپنے جادو کرنیوالے کی طرف پھر گیا
بجادوی خود باز پس گرد سر
اپنے جادو گر کی طرف لوٹ جاتا تھا
فسون فساینده را کرد بند
جادو کرنے والے کو جادو کرنے مین بند کردیا
گر از جادوی را در آید شکست
جس سے کہ ایسے جادو کو پہونچے شکست
بر آن اژدها زد چو بر آتش آب
اس اژدہے پر ماری مثل پانی کہ آگ پر
تبه کرد نیرنگ سازیش را
برباد کر دیا اسکی سکاری کو
ز نیرنگ آن سحر بگشاد بند
اس ڈھنگ بند کے جادو سے بند کھولا
بآزرم شاه جهان بار خواست
سکندر سے ملنے کی اجازت چاہی
تمنای خود را در آن راه دید
خواہش اپنی کی راہ اسمین دیکھی

سکندر در عجم و خراب نمودن آتشکدها

بزنهار خویش استواریش داد
اپنی پناہ سے اُسکو مضبوطی دی

بفرمود تا آتش افروختند
حکم دیا کہ لوگ آگ روشن کرین

پری روی را بُرد نزدیک شاه
اُس عورت کو لے گیا پاس سکندر کے

زنی کاردانست و بیدار هوش
عورت واقف کار اور عقلمند ہے

ز قعر زمین برکشد چاه را
زمین کے نیچے سے کھینچتی ہی کنوئین کو

زحل را بشوید سیاهی ز روی
زحل کے منھ سے دھوتی ہے سیاہی

بخوبی چگویم پری پیکری
خوبی مین کیا کہون مین ایک پری پیکر ہے

سر زلفش از چنبر مشکناب
اپنے حلقۂ زلف سیاہ سے اُسنے

باقبال شه راه بربستمش
حضور کے اقبال سے راہ بندگی مین ڈالا اسکی

زبون شد درآمد بزنهار من
جب عاجز ہوئی آئی میری پناہ مین

وگر خدمت شاه را درخورست
اور اگر بادشاہ کی خدمت کے لائق ہے

ز جادو کشان رستگاریش داد
اور جادوگرون سے خلاصی اُسکو دی

بآن آتش آتشکده سوختند
اُس آگ سے آتشکدے کو جلاوین

که این ماه بود اژدهای سیاه
کہا کہ یہی عورت تھی وہ اژدہاے سیاہ

فلک را بنیرنگ بپیچیده گوش
اُسنے اپنے مکر سے آسمان کا کان مل دیے

فرود آورد ز آسمان ماه را
نیچے لاتی ہے آسمان سے چاند کو

شود بر حصاری بیک تار موی
چڑھ جاتی ہے ایک بال کے تار سے ایک قلعے پر

پری را نباشد چنین پیکری
بلکہ پری کی بھی ایسی صورت نہین ہوتی ہے

رسن کرده در گردن آفتاب
پھانسی ڈالی آفتاب کی گردن مین

همه نام و ناموس بشکستمش
تمام عزت اور نام اسکا توڑ ڈالا مین نے

سزد گر کند خسروش یار من
لائق ہے اگر بادشاہ اسکو میری مددگار کرے

مرا هم خداوند و هم خواهرست
میری مالک ہوگی اور مین بھی

چو شه دید رخسار آن دلفریب
بادشاہ نے جب منھ دیکھا اُس دلفریب کو

بر آراسته ماهی از زر و زیب
آراستہ کر کے اُس چاند کو سونے اور زینت سے

بلیناس را داد کین رام تست
بلیناس کو دیکر کہا کہ یہ تیری تابعدار ہے

سزاوار می خوردن جام تست
تیرے پیالے سے شراب پینے کے لائق ہے

و لیکن مباش ایمن از رنگ او
لیکن اُسکے فریب سے بیخوف نہ رہنا

مشو غافل از مکر و نیرنگ او
اُسکے مکر اور فریب سے غافل نہ ہونا

بلیناس بر شکر تسلیم شاه
بلیناس نے سکندر کے شکرانۂ تسلیم میں

رخ خویش مالید بر خاک راه
منھ اپنا خاک راہ پر ملا یعنی آداب تسلیمات بجا لایا

پری پیکری را بانو خانه کرد
اُس خوبصورت عورت کو اپنی بی بی بنا لیا

پری چند زینگونه دیوانه کرد
لیکن اُس پری نے اسطرح کتنوں کو دیوانہ بنایا تھا

وز آموخت زو جادوییها تمام
سیکھے اُس سے تمام جادو

بلیناس جادو از آن گشت نام
بلیناس جادوگر کا اسی سے نام مشہور ہوا

اگر جادوی ور ستاره شناس
اگر تو جادوگر ہے اور یا نجوم جاننے والا

ز خود مرگ را در نه بندی براس
تو اپنی موت کے خوف کا دروازہ اپنے اوپر نہیں بند کر سکتا

بهم ساختند آن دو نیرنگ ساز
آپس میں موافقت کیے رہے وہ دونوں جادوگر

نکردند پنهان ز خود هیچ راز
پوشیدہ نہ رکھا ایک دوسرے نے اپنا بھید

بیا ساقی آن آب جوی بهشت
آ ساقی وہ پانی بہشت کی نہر کا

در افگن بآن جام آتش سرشت
ڈال اُس آگ سے بنے ہوئے پیالے میں

از آن آب و آتش مپیچان سرم
اُس پانی اور آگ سے میرے سر کو پھیر مت دے

بمن ده که زان آب آتش برم
مجھکو دے کہ اُس پانی سے آگ بجھاؤں میں

سکندر در عجم و خراب نمودن آتشکدها

رسیدن سکندر در اصفهان و خواستن روشنک

پہونچنا سکندر کا اصفہان کے ملک مین اور شادی کرنا روشنک سے

چہ فرخ کسی کو بہنگام وے
کیا مبارک وہ شخص ہے جو رات کے وقت
تہی نار پستان بدست آورد
ایک معشوق ایسا پاوے جسکی چھاتیان مثل انار کے ہون
ازآن ناردن تا بوقت بہار
اس ناروں سے بہار کے وقت تک
برون انگہ آرد سر از کنج کاخ
اسوقت باہر نکالے سر گوشۂ محل سے
جہان تازہ گردد چو خرم بہشت
جہان اُس سے شاداب ہوجاتا مثل سرسبز بہشت کے
بگیرد سر زلف آن دلستان
پکڑے سر زلف اس معشوق کا
گل آگین کند چشمۂ قند را
گل سے بھردے چشمۂ قند یعنی معشوق کی منھ کو
گزارش گر وقت خسروان
بیان کرنے والے پادشاہونکی تاریخ نے
کہ چون در سپاہان کمر بست شاہ
کہ جب سپاہان مین پادشاہ نے کمر باندھی

ہم آتش نہد پیش و ہم مرغ و مے
آگ یعنی معشوق بھی سامنے رکھتا ہو اور مرغ یعنی کباب بھی اور شراب
کہ در نار بستان شکست آورد
جو باغ کے اناروں کو شرمندہ کردین
گہی نار خواہد گہے آب نار
کبھی انار چاہے اور کبھی شراب
کہ آرد برون سر شگوفہ ز شاخ
جس طرح کلی سر نکالتی ہے شاخ سے
شود خوب صحرا و بیغولہ زشت
گوشہ بُرا معلوم ہوا اور جنگل اچھا
ز خانہ خرامان سوی گلستان
گھر سے باغ کی طرف جاوے
بشادی گذارد دمے چندرا
خوشی سے کچھ دم بسر کرے
چنین کرد مہد گزارش روان
اسطرح بیان کے گہوارے کو جھولایا
رسانید بر چرخ گردان کلاہ
پہونچائی برابر گردش کرنیوالے آسمان کے ٹوپی

برآسود روزی دو در لهو و ناز
دو ایک دن کھیل اور ناز سے آرام کیا
در هفت گنجینه را باز کرد
ساتون خزانون کے دروازے کھول دیے
ز مصری و رومی و چینی پرند
مصری اور رومی اور چینی چادرون سے
لباس گرانمایهٔ خسروی
کپڑے قیمتی موافق بادشاہون کے
قصبهای زربفت و خزهای نرم
قصب زربفت کا اور نرم ریشمی کپڑے
ز جوهر بسی عقد آراسته
موتیون کی بہت لڑیان آراستہ کین
بسی نافهٔ مشک ناکرده باز
بہت مشک کے نافے بغیر کھولے ہوئے
فرستاد یکسر بمشکوی شاه
سب چیزین بھیجین بادشاہی محل مین
بمرجان ز پیروزه بنشاند گرد
مونگے پر فیروزے کی بٹھلائی گرد
بسنگ سیه برزر سرخ سود
سیاہ پتھر پر سرخ سونا گھس دیا
شبستان دارا ز ماتم بشست
دارا کے محل کو ماتم سے صاف کیا

ز مشکوی دارا خبر جست باز
پھر دارا کے حرم کی جستجو کی
برسم کیان خلعتی ساز کرد
کیانیون کے دستور کے موافق ایک خلعت ترتیب دیا
برآراست پیرایهٔ ارجمند
آراستہ کیا ایک تکلف لباس
که دل را نوازد و جان را نوی
جنھون نے دل کو خوش کیا اور جان کو تازہ
که پوشندگان را کند مغز گرم
جو پہننے والون کے دماغ کو گرم کرین
برآموده باآن بسی خواسته
بھر کر اسکے ساتھ بہت بیش قیمت مال
ز نیفه بسی جامه دلنواز
پاۓجامون کے نیفے عمدہ عمدہ کپڑے
بسرخی بدل کرده رنگ سیاه
سُرخی سے سیاہ رنگ کو بدل کر
طلایه زر افگند بر لاجورد
زردی سونے کی ڈالی لاجوردی پر
مگر بر محک زر همی آزمود
شاید کسوٹی پر سونے کو آزماتا تھا
بجای بنفشه گل سرخ رست
بنفشہ کے بجاے سرخ پھول اُگاۓ

جامہ

سکندر در اصفهان و جو جستن روشنک

چو آراسته باغ پدرام را
جب آراستہ کیا آراستہ باغ کو
برافروخت روی دلارام را
چمکایا معشوق کے منہ کو

شکیبائی آورد روزی سه چار
صبر کیا کتنے دن تین چار
که تا بشگفد غنچهٔ نوبهار
جب تک کہ کھلین کلیان نو بہار کی

عروسان بزیور نشستن خو کنند
یعنی دلہنین زیور پہنکے بیٹھنے پر راضی ہونے لگین
سر و فرق را زود نیکو کنند
سر اور چوٹی کو اچھی طرح سنوارنے لگین

تماشای گل ورد باغ آورند
خواہش خوشبو پھول کی باغون مین پیدا کرین
نظر سوی روشن چراغ آورند
آفتاب کو دیکھنے لگین یعنی ماتم کی رسم ختم ہو جاوے

چو دانست کز سوگ چیزی نماند
جب جانا کہ ماتم کا سامان کچھ نہ رہا
رعونت بعذر آستین برفشاند
رعنائی نے عذر کے لیے آستین جھاڑی

بدستور شیرین زبان گفت خیز
وزیر شیرین زبان سے کہا کہ اٹھ
زبان و قدم هر دو بگشای تیز
زبان اور قدم دونون کو اچھی طرح چلا

بمشکوی دارا شو از ما بگوی
دارا کے محل مین جاکر ہماری طرف سے کہہ
که اینجا بدان گشتم آزرم جوی
کہ یہان اس لیے صلح چاہتا ہون مین

که تا روی مه روی دارا نژاد
تاکہ صورت دارا کی لڑکی کی
ببینم کز دیده فرخنده باد
دیکھون مین جسکا دیکھنا مبارک ہو

حصاری کشم در شبستان او
ایک قلعہ بناؤن یعنی حفاظت کرون دارا کی حرم کی
برآرم سر از زیردستان او
سربلند ہون مین اُسکے زیردستون سے

یکی مهد زرین بر آموده در
ایک سنہرا گہوارہ جسمین موتی لگے ہون
همه پیکر از لعل و فیروزه پر
تمام لعل اور فیروزے سے بھرا ہوا

بپر تا نشیند برو نازنین
بھیجا جسمین اسپر بیٹھے وہ نازنین
خرامان شود آسمان بر زمین
خوش ادائی سے مثل آسمان کے زمین پر چلے

سکندر در اصفهان و
خواستن روشنک

دگر بادپایان بازین زر | زبهر پرستندگانش ببر

اور گھوڑے جنپر سنہرے زین بیچے ہون | اُسکے نوکرون کے واسطے بیج

چو دستور دانا چنین دید رای | کمر بست و آورد فرمان بجای

جو دانا وزیر نے یہ راے دیکھی | کمر باندھی اور حکم کی تعمیل کی

رہ خانۂ خاص دارا گرفت | ہمہ خانہ را در مدارا گرفت

راہ خاص محل دارا کی لی اُسنے | دارا کے تمام مخلیات سے نرمی کرنے لگا

در آمد بمشکوی مشکین سرشت | چو آب روان کاید اندر بہشت

آیا محل مشک سے ملے ہوے مین | جیسے نہر جاری ہو بہشت مین

بہشتی پر از حور زیبندہ دید | فریبندہ شد چون فریبندہ دید

ایک بہشت حورون سے آراستہ دیکھی | محو ہوگیا جب اسکو محو کرنیکے قابل دیکھا

بآن سیب چہران مردم فریب | ہمی کرد بازی چو مردم بسیب

اُن خوبصورت عورتون مرد کی فریب دینیوالی سے | بازی کرتا تھا جیسے لوگ سیب سے

نخستین حدیثی کہ آمد فرود | ز شہ داد پوشیدگان را درود

پہلے جو کچھ اُسنے کہا تھا وہ یہ ہے | کہ سکندر کی طرف سے مخلیات کو سلام کہا

کہ مشکوی شہ را ز شہ نور باد | دوی از میان شما دور باد

کہ بادشاہی محل پادشاہی سے روشن ہے | دوجائگی آپ لوگون اور ہماری بادشاہ سے دور رہے

اگر چرخ گردان خطائی نمود | باین خانہ دست آزمائی نمود

اگر اس آسمان کی گردش نے کوئی خطا کی ہے | اور اس گھر پر اُسنے ہاتھ صاف کیا ہے

شہ از جملۂ آن زیانہا کہ رفت | گناہی ندارد دران ہا کہ رفت

سکندر ان تمام نقصانون سے کہ پہنچے | کوئی گناہ نہیں رکھتا ہے جو کچھ کہ گذرا

امیدم چنان شد سر انجام کار | کہ نومید از آن نیست امیدوار

امید مجھکو ایسی ہے انجام کار کی | کہ امیدوار کو اُنکی ذات سے ناامید ہونا چاہیے

باقبال این خانه رای آورد
اس گھر کے قبول کرنے کی رای کرتا ہے
بفرمان دارا و فرہنگ خویش
دارا کی اجازت اور اپنی عقل سے
جہان پادشہ را چنین ست کام
سکندر کا ایسا ارادہ اور مقصد ہے
که روشن شود روی چون عاج او
کہ روشن ہووے منھ اسکا مثل ہاتھی دانت کے
بروشن رخش چشم روشن کند
اسکے روشن چہرے سے اپنی آنکھ روشن کرے
ز دارا چنین در پذیرفت عهد
اور دارا کا بھی یہ عہد اسنے قبول کیا ہے
جہاندار کانجا عنان تازه کرد
سکندر نے اب جو یہان آنیکا ارادہ کیا
زبان کسان بست زین گفتگوی
لوگون کی زبان اس گفتگو سے بند کردی
پریروی را سوی مهد آورند
اس لیے اس پریرو کو گہوارے مین بٹھلاوین
چنین گفت باری سخن ترجمان
ایسا جواب آکر دیا ترجمہ کر کی سمجھانیوالے نے
کس خانه هم خانه زادی شود
گھر کی بی بی پردہ نشین ہی ہوتی ہے

خداوندی خود بجای آورد
یعنی ملکیت قائم کرنا چاہتا ہے
نهد شغل پیوند را پای پیش
پیوندی کی کام کے لیے قدم آگے بڑھاوے
بعصمت سرای چنین نیکنام
ایسے نیکنام عالیخاندان کے محل مین
شود روشنک درة التاج او
روشنک ہوا اسکے تاج کی موتی
بدان سرخ گل خانه گلشن کند
اس گل سرخ سے اپنے گھر کو باغ بناوے
بهر بردن اینک فرستاد مهد
اسی وجہ اسکے سوار کرلانے کے لیے گہوارہ بھیجا ہے
تمنای این شغل را ساز کرد
اسی کام کی خواہش سے کیا ہے
بپای خود آمد باین جستجوی
خود ہی اس جستجو مین چلا آیا
بترتیب این کار جهد آورند
اس کام کے سامان کرنے مین جلد کوشش کرین
که در سایه شاه دائم بمان
کہ اے وزیر تو سکندر کے سایے مین ہمیشہ رہ
بباد آمده هم ببادی شود
بازاری عورتین بازاری ہی ہوتی ہین

آب زر این نکتہ باید نوشت
سونے کے پانی سے یہ نکتہ لکھنا چاہیے

شتربان درود آنچہ خر بندہ کشت
شتربان کاٹ لیتا ہے جو کسان بوتا ہے

کلہ گوشہ مہد او تاج ماست
اُسکے گہوارے کی ٹوپی کا کونہ تاج ہمارا ہے

زمین بوس آن مہد معراج ماست
زمین چومنا اُس کے مہد کی معراج ہماری ہے

اگر بندہ گیرد سر افگندہ ایم
اگر لونڈی بنادے سر جھکادیں ہم

وگر جفت سازد ہمان بندہ ایم
اگر جفت یعنی بی بی بنادے اُسکے غلام ہیں ہم

ز فرمان او سر نباید کشید
اُسکے حکم سے سر نہ پھیرنا چاہیے

کہ قفل آہنین ست و زرین کلید
کیونکہ لوہے کا قفل ہے اسکا اور سونے کی کنجی

اگر شہ در آرد بدین شغل شاہ
اگر بادشاہ یعنی سکندر ایسا خیال کرتا ہے

سر روشنک را در آرد بماہ
روشنک کا سر برابر چرخ چہارم کے بلند کریگا

بکابین خسرو رضا دادہ ایم
سکندر سے نکاح کر دینے پر راضی ہیں ہم

کہ از تخمۂ خسروان زادہ ایم
کیونکہ بادشاہ کے نطفے سے پیدا کیا ہے ہمنے

بروزی کہ فرمان دہد شہریار
جس دن حکم دے تمہارا بادشاہ

کہ مہ را بود شاہ را آن اختیار
اور جس دن وہ نکاح کرنا چاہے

بدرگاہ خسرو خرامش کنیم
بادشاہ یعنی سکندر کے محل میں ہم اُسکو بھیجیں

بآیین پرستش رامش کنیم
لونڈیوں کی طرح سے فرمانبردار بنادیں ہم اسکو

چو دستور فرزانہ پاسخ شنید
جب عقلمند وزیر نے یہ جواب سُنا

سوی شاہ شد باز گفت آنچہ دید
بادشاہ کے پاس گیا جو کچھ سُنا تھا بیان کیا

رخ شہ برافروخت از خرمی
سکندر کا چہرہ خوشی سے بشاش ہوگیا

کہ صید جواب خوش ست آدمی
کیونکہ معقول جواب کا شکار ہے آدم زاد

جوابی کہ در گوش گرد آورد
جو جواب کہ کان میں کدورت جمع کرتا ہے

نیوشندہ را دل بدرد آورد
اُس سے سننے والے کا دل رنجیدہ ہوتا ہے

سکندر در اصفہان و خواستن روشنک

رسیدن سکندر در صفهان و خواستن روشنک

بروزی که طالع برومند بود — نظرها سزاوار پیوند بود

جس دن کہ طالع پھل مند تھا — ستارے لائق شادی کرنے کے تھے

جهانجوی بر رسم آبای خویش — پریزاد را کرد همتای خویش

سکندر نے اپنے بزرگون کے طریقے پر — روشنک کو اپنی بی بی بنایا

برسم کیان نیز پیمان گرفت — وفا در دل و مهر در جان گرفت

اور کیانیون کی طرح اس سے اقرار کیا — محبت دل اور جان مین پیدا کرائی

در آن بیعت از بهر تمکین او — بملک عجم بست کابین او

اس عقد مین بسبب اسکے موقر ہونے کے — ملک عجم اسکے مہر مین لکھ دیا

بفرمود تا کاردانان دهر — در آرایش آرند بازار و شهر

حکم دیا کہ واقف کار یعنی کاریگر زمانے کے — بازار اور شہر کو خوب آراستہ کرین

بنسوج خوارزم و دیبای روم — مطرا کنند آن همه مرز و بوم

خوارزم کے منقش کپڑون اور رومی دیباسے — رنگین و منقش کرین وہانکی تمام سرزمین کو

سپاهان بدانسان که میخواستند — بدیبای گوهر بیاراستند

شہر سپاہان کو جیسا کہ چاہیے تھا — دیبا اور جواہرات سے آراستہ کیا

کشیدند بر طره کوی و بام — شقایق نمطهای بیجاده فام

محل اور کوٹھون کے کنگورون پر لگائے — لالے کی طرح ہر قسم کے یاقوت

علمها بگردون برافراختند — جهان را نو آرایشی ساختند

نشان برابر آسمان کے بلند کیے — جہان کی ایک از سر نو آراستگی کی

پر از گل شده کوی بازارها — دگرگونه شد سکه کارها

پھولون سے بھر گئے رستے اور کوچے — اور ہی طرح کے کامون کا سکہ بیٹھا

نشاندند مطرب بهر برزنی — اغانی سرائی و بربط زنی

گویے بٹھلائے ہر راستے مین — گانا گانے والے اور بربط بجانیوالے

شکر ریز آن عود افروختند — عدو را چو عود و شکر سوختند

ایسے میٹھے سرونسے وہ لوگ عود بجاتے تھے — عود اور شکر کو ... کیا گویا دشمن کو جلاتے تھے

ز خرزان طرف تا لب زنده رود — زمین زنده گشت از نوای سرود

خزران کے کنارے سے زنده رود کے کنارے تک — زمین گونجنے لگی گانے کی آوازون سے

زمین بود خیزان که از می رسید — لب رامشان رود را می گزید

سو زمین کثرت بیہوشی سے ایسی پہونچین — گویون کے ہونٹھ رود کو کاٹ کاٹ کھاتی تھے

گلاب صفاهان و مشک طراز — سر نافه و شیشه را کرد باز

صفاہان کی عرق گلاب اور طراز کے مشک کے — نافے اور شیشے کے منھ کھل گئے

شفق سرخ گل بست بر سور شاه — طبق پر شکر کرد خورشید و ماه

شفق نے سرخ پھول لگا دیے دیوار جشن گاہ بادشاہ پر — آفتاب اور ماہتاب نے طباق شکر کے بھرے

سپهر از شکر کوشکی ساخته — ز گل گنبدی دیگر افراخته

آسمان نے شکر کا ایک محل تیار کر لیا — پھولون سے ایک گنبد اور بنایا

همه بوم کشور ز شادی بجوش — مغنی برآورده هر سو خروش

تمام سرزمین ملک کی خوشی سے جوش مین — گانے والے ہر طرف گا رہے تھے

چو شب جلوه کرد از پرند سیاه — رخ و زلف آراسته از مشک و ماه

جب رات نے منھ دکھلایا سیاه نقاب سے — چہرہ اور زلف کو آراستہ کیا اندھیرے اور اجالے سے

صدف بود گفتی نگر ماه چرخ — در و غالیه سود عطار کرخ

کہے تو کہ چاند آسمان کا ایک سیپی تھی — اسمین کرخ کے عطار نے کلف ماه کیا تھا

ز بهر آن ماه مشکین کمند — ز چشم و دهن ساخت بادام و قند

سکندر کے لیے اس ماہ مشکین کمند یعنی روشنک نے — آنکھ اور منھ کے بادام اور قند بنائے

فرستاد هر دو بمشکوی شاه — که در خورد مشکو بود مشک و ماه

دونون چیزین بھیجین محل اسکندری مین — کیونکہ لائق خلوت خانے کی خوشبو اور معشوق ہے

دگر روز چون آفتاب بلند

دوسرے دن جو آفتاب بلند نے

عروسانه سر بر کشید از پرند

عروس کے مانند سر نکالا نقاب سے

دل شاه روم از پی آن عروس

سکندر کا دل اُس عروس نو کے لیے

بشورش درافتاد چون زنگ و کوس

بیقرار تھا اور شور کرتا تھا ونسیو کے گھنٹے کیطرح

یکی مجلس آراست از رود و می

ایک محفل آراستہ کی شراب اور گانے کی

که مینو ز شرمش بر آورد خوی

کہ بہشت جسکی شرم سے عرق عرق ہو جائے

بمی لهو میکرد با مهتران

دل لگی کر رہا تھا سرداروں کے ساتھ

سر و ساغرش هر دو از می گران

سر اور پیالہ اُسکا شراب سے مست

ببخشید چندان دران روز گنج

اُس دن اُس قدر مال اور دولت تقسیم کی

که آمد زمین از کشیدن برنج

کہ زمین اُسکا بوجھ اُٹھانے سے تھک گئی

چو شب عقد خورشید بر هم شکست

جب رات نے لڑی آفتاب کی توڑ ڈالی

عقیقی درآمد شفق را بدست

شفق کے ہاتھ ایک عقیق آگیا

بفیروزه بوسحاقیش داد

اُسنے ابو اسحاق کے فیروزہ کو اسکو دیدیا

سخن بین چه در بوسحاقان فتاد

ذکر رفتہ رفتہ بوسحاقان میں پہونچا

ملک یافت بر کام دل دسترس

بادشاہ نے اپنے دلی مقصد کو حاصل کیا

بشکوی مشکین فرستاد کس

یعنی خلوتخانے میں ایک خواص کو بھیجا

که تا روشنک را چو روشن چراغ

کہ روشنک کو مثل روشن چراغ کے

بیارند با باغ پیرا بباغ

لے آوین باغ میں مع اسکی ماں کے

چنین گفت با روشنک مادرش

ایسا کہا روشنک سے اسکی ماں نے

که روشن روان شاه اسکندرش

روشن دل سکندر بادشاہ کیطرح سو اُسکو

که یاقوت یکتای اسکندری

کہ یاقوت بیمثل سکندر بادشاہ کا

چو همتای در شد بهم گوهری

جو شریک موتی کا ہوا بسبب یکساں ہونے کے

بآیین شغل دولت پناہی کنیم
اُس کام سے دولت پناہی کرونگی مین

ہمان مہتری پادشاہی کنیم
وہی سرداری اور پادشاہی کرونگی مین

نباید سر از حکم او تافتن
اُسکے حکم سے سر پھیرنا لازم نہین ہے

کہ نتوان از و بہتری یافتن
کیونکہ اُس سے بہتر اور کوئی نہ ملیگا تجھکو

کمر کن سر زلف در بندگیش
زلف کو بجای پٹکے کے باندھ اسکی بندگی مین

کہ فرخ بود بر تو فرخندگیش
کہ مبارک ہو تجھپر مبارکی اُسکی

جز او ہر کہ او با تو سر میزند
اُسکے سوا اگر اور کوئی تیری خواہش کرتا ہے

چو زلف تو سر بر کمر میزند
تیری زلف کی طرح سر پہاڑ پر دے مارتا ہی

بگوش تو گر حلقۂ زر بود
تیرے کان مین اگر حلقہ سونے کا ہووے

چو بی او بود حلقۂ در بود
اگر اُسکے بغیر ہووے زنجیر لوہے کی ہووے

مدارای او کن کہ دارای ماست
خاطر اسکی کر کہ مہربان ہمارا ہے

چو دارا دلش بردارای ماست
دارا کی طرح اُسکا دل بھی ہمپر مہربان ہے

پذیرفت از و دختر دلنواز
قبول کین اُس دلنواز لڑکی نے اُس سے

پذیرندۂ سخت باشرم و ناز
قبول کرنے والی باتین بہت شرم اور ناز سے

پریزادہ را از پئے بزم شاہ
اُس پریزاد کو مجلس پادشاہ کے لیے

نشاندند در مہد زرین چو ماہ
بٹھلایا سنہرے گہوارے مین چاند کیطرح

بخلوتگہ خسروش تاختند
پادشاہی خلوت گاہ کیطرف اسکو دوڑایا

ز نظارگان پردہ پرداختند
دیکھنے والون سے پردہ خالی کرایا

ق

پس آنگہ کہ شد جشن شاہی فراز
بعد اُسکے جب جشن عمدہ نذر مین گذر چکین

کہ بینندگان را برافروخت مغز
جنکو دیکھکر دیکھنے والونکے دماغ پریشان ہوگئے

سبک مادر مہربان دست برد
جلد مادر مہربان نے ہاتھ بڑھا کر

گرامی صدف را بدریا سپرد
قیمتی سیپی کو دریا کے حوالے کیا

سکندر در اصفہان فرو بستن

کہ از تخم شاہان گردنکشان
اور سرکہا کر بڑے شاہنشاہونکی اولاد سے
نگوئیم گرامی ترین گوہری
مین یہ نہین کہتی کہ ایک قیمتی موتی ہے
پدر کشتۂ و بے پدر ماندہ را
جسکا باپ مارا گیا ہو اور وہ بے باپ کی ہو گئی
سپردم بزنہار اسکندری
سونپا مین نے پناہ سکندری مین
پذیرفت شاہنشہ از مادرش
سکندر نے اقرار کیا اُسکی مان سے
بسوسن سپرد آن شمشاد را
سوسن کو سرو کے حوالے کر دیا
شہ از نازہ آن گوہر شاہوار
پادشاہ یعنی سکندر اس گوہر شاہوار کے تازہ سی
پری چہرۂ دید کز دلبری
ایک خوبصورت دیکھی کہ دلبری سے
خرامندہ سروی رطب بار او
ایک سرو خرامان قد چھوہارا پھل اُسکا
فریبندہ چشمی جفا جوی تیز
ایک فریب دینے والی آنکھ نہایت ظالم
زبان کوتہ و زلف و گردن دراز
زبان چھوٹی اور زلف اور گردن لانبی

ہمین یک سہی سرو ماندہ نشان
یہی ایک لڑکی یادگار رہ گئی ہے
سپردم بنامی ترین شوہری
مگر سونپتی ہون مین ایسے نامور شوہر کو
یتیمی و لایت برافشاندہ را
یتیم ہو اور ملک سے نکالی ہوئی ہے
تو دانی و فردا و آن داوری
اب یہ سکندر تو جانے اور قیامت اور وہ دن حساب کا
نہاد افسر ہمسری بر سرش
رکھا تاج بی بی بنانے کا اُسکے سر پر
چمن جای شد سرو آزاد را
سرو آزاد کی جگہ چمن مین ہو گئی
بگوہر خریدن در آمد بکار
موتی کی خریداری مین متوجہ ہوا
پرستندہ شد پیکرش را پری
پریان اُسکی غلامی کرنے لگین
شکر چاشنی گیر گفتار او
شکر اُسکی شیرین گفتاری سے چاشنی لینیوالی
دوا بخش بیمار و بیمار خیز
دوا بخشنے والی بیمارون کی اور بیمارونکی طرح اٹھنیوالی
لبی چون شکر خال با او بہ راز
ہونٹھ مثل شکر کے تل اُسکے ایک بھید سے

سکندر در اصفہان و

زنخ ساده و غبغب آویخته
ٹھوڑی صاف اور غبغب لٹکا ہوا
میان لاغر و سینه انگیخته
کمر پتلی اور سینہ ابھرا ہوا

بخوناب پرورده خون جگر
جگر کے خون خالص سے پلی ہوئی
سر از دیده برکرده چون بصر
آنکھوں سے سر نکالے ہوئی مثل بینائی کے

بهر شور کز لب برانگیختی
ہر شور سے جو لب سے وہ کرتی تھی
نمک بر دل خستگان ریختی
نمک زخمیوں کے دلوں پر چھڑکتی تھی

بهر خنده کز لب شکر ریز کرد
ہر ہنسی میں جو لب سے شکر ریزی کر لی
شکر خنده را منش تیز کرد
ایک معشوق کی طبیعت کو اپنی طرف مائل کر لیتی

رخی چون گل و آب گل ریخته
منہ پھول کا ایسا اور گلاب کو شرمندہ کرتی
گلابی زهر چشم انگیخته
سرخی ہر آنکھ میں بھری یعنی مست

شکن گیر گیسوش از مشکناب
پیچدار بال اسکے مشک خالص سے
زده سایه بر چشمهٔ آفتاب
چشمۂ آفتاب یعنی منہ پر بکھرے ہوئے

سکندر که آن چشم و آن سایه دید
سکندر نے جو وہ آنکھیں اور وہ سایہ دیکھا
بر آسوده شد چون بمنزل رسید
آسودہ ہوا جب منزل پر پہونچا

بچشم وفا سازگار آمدش
محبت کی نظر سے موافق آئی اسکے
دلش برد چون در کنار آمدش
دل اسکا بی اختیار کر دیا جب گود میں آئی

بکام دلش تنگ در بر گرفت
خواہش دل سے اسکو خوب سینے سے لپٹایا
وزان کام دل کام دل بر گرفت
اور اس دل کے مقصد سے دل کا مقصد پایا

شده روشن از روشنک جان او
روشنک سے جان اسکی روشن ہوگئی
ز فردوس روشن‌تر ایوان او
بہشت سے روشن زیادہ ہوگیا محل اسکا

جهان بانوش خواند پیوسته شاه
تمام جہان کی سکندر کی بی بی اسکو کہا اور سکندر ہمیشہ
بر و داشت آئین حشمت نگاه
اسپر رکھتا تھا معزز طریقے سے نظر

سکندر در اصفهان و رسیدن روشنک

که بیدار و با شرم و آهسته بود
کیونکہ بیدار دل اور شرمگین اور آہستہ کام کرنیوالی تھی

کلید همه پادشاهی که داشت
تمام بادشاہی کی جتنی کنجیان کہ رکھتا تھا

یکی ساعت از دیدن روی او
ایک دم بغیر اسکی صورت دیکھے

بشادی وران کشور چون بهشت
خوشی سے اس بہشت ایسے ملک مین

چو صبح از رخ روز برقع کشاد
جب صبح نے دن کے چہرے سے برقع کھولا

خروش صراحی در آمد بجوش
شور صراحی کا جوش مین آیا

ز حلق خروسان طاؤس دم
حلق چڑیون سورا ایسی دم سے

می و مجلس شه بر آواز چنگ
شراب اور مجلس بادشاہ کی چنگ کی آواز پر

شه هفت کشور برسم کیان
بادشاہ ہفت اقلیم بطور کیانیون کے

بر آمد چو خورشید بالای تخت
مثل آفتاب کے تخت پر جا بیٹھا

بر آراسته بزمی از نای و نوش
آراستہ کی ایک محفل ناچ اور شراب سے

ز نا گفتنیها زبان بسته بود
نہ کہنے والی باتون سے زبان روکے رہتی تھی

باو داد تا جش بگردون فراشت
اسکو دے دین اور اسکو بہت سر بلند کیا

شکیبا نشد تا نشد سوی او
صبر نہو تا جب تک اسکے پاس نہ جاتا

بر آسود با آن بهشتی سرشت
عیش کیا اس بہشتی خصلت کے ساتھ

ختن بر حبش داغ جزیه نهاد
ختن نے حبش پر داغ غلامی کا لگایا یعنی دن ہوا

خروس از سر خم همیگفت نوش
مرغ خم کے سر سے کہتا تھا کہ پی لے شراب

فرو ریخت در طاسها خون خم
گرا طاسون مین خون شیشہ کا

برخسار گیتی در آورد رنگ
زمانے کے چہرے پر رنگ لائی

یکی هفت چشمه کمر بر میان
ایک کمربند ہفت چشمہ کمر مین باندھ کر

فلک در غلامی کمر کرد سخت
آسمان نے اسکی غلامی مین کمر باندھی مضبوط

بلطفیکه بردی ز بیننده هوش
اس لطف کی کہ دیکھنے والون کے ہوش اڑ جاتین

سکندر در صفاهان و ...

نشاندند شایستگان راز پای | بقدر هنر هر یکی جست جای
بٹھلایا لائق لوگون کو مرتبے سے | اپنے ہنر کے موافق ہر ایک نے جگہ ڈھونڈھی

شکر ریخت مطرب برامشگری | کمر بست ساقی بجان پروری
شکر گرائی گویّون نے ناچنے مین | کمر باندھی ساقی نے روح پروری پر

ز تری که میریخت رود و رباب | هوس راهی برد چون رود آب
تری سے کہ بجاتے تھے رود اور رباب | ہوس کو دلون سے مثل رود آب کے نکالتے تھے

سکندر سخا را سرآغاز کرد | در گنج اسکندری باز کرد
سکندر نے سخاوت کرنا شروع کی | دروازہ خزانۂ سکندری کا کھول دیا

ز بس گنج دادن بایران سپاه | ز دامن گهر موج زد بر کلاه
اس قدر کثرت سے ایرانی سپاہ کو خزانے دیے | دامن سے موتیون کی لہرین بلند ہوئین ٹوپی تک

جهان را به پیرایهای نوی | بر آراست از خلعت خسروی
جہان کو نئے لباسون سے | آراستہ کیا بادشاہانہ خلعت سے

هماناکه بود آفتاب بلند | همه عالم از نور او بهره مند
تحقیق کہ سکندر آفتاب بلند تھا | تمام جہان اسکے نور سے فیضیاب تھا

بلند آفتابی که شد گنج بخش | هرآن نگرود تهی چون درخش
وہ بلند آفتاب یعنی سکندر جو سخاوت کرنے لگا | اس سخاوت سے خالی نہو جائیگا بجلی کی طرح

جهاندار بخشنده باید نه خس | خصال جهانداری اینست و بس
بادشاہ سخی چاہیے نہ کہ کنجوس چاہیے | خصلتیں بادشاہی کی یہی ہین اور باقی کچھ نہیں

بیا ساقی آن شب چراغ مغان | بیاور بمن بر میاور فغان
آ ساقی وہ شب چراغ آتش پرستون کا یعنی شراب | لا اور مجھپر بہت مت چلا

چراغی کزو چشمها روشن ست | چراغ تنم را از و روغن ست
وہ چراغ جس سے کہ آنکھین روشن ہین | میرے بدن کے چراغ مین اس سے روغن ہے

نشستن سکندر بر تخت کیان بدار الملک اصطخر

بیٹھنا سکندر کا کیانیون کے تخت پر اصطخر کی دار الخلافت مین

بگوای سخن کیمیای تو چیست
بتلا اے سخن تیری کیمیا کیا ہے
عیار ترا کیمیا ساز کیست
تیرے کس کا کیمیا بنانے والا کون ہے

که چندین نگار از تو بر ساختند
کہ اس قدر نقش تجھ سے بنائے گئے
هنوز از تو حرفی نپرداختند
اب تک تجھ سے کوئی حرف نہ خالی ہوا

اگر خانه خیزی قرارت کجاست
اگر تو خانہ خیز ہے تیرا قیام کہان پر ہے
گر از در درآئی دیارت کجاست
اگر دروازے سے آتی ہے تیرا ملک کون ہے

ز ما سر بر آری و با ما نهٔ
تجھ ہی سے تو پیدا ہوتی ہو لیکن میری پاس نہین ہے
نمائی بما نقش و پیدا نهٔ
دکھلاتی ہو تو مجھکو صورت اور ظاہر نہین ہوتی ہو

عملخانهٔ دل بفرمان تست
دل کا کارخانہ تیرے حکم مین ہے
زبان خود عملدار دیوان تست
اور زبان عامل تیری کچہری کی ہے

ندانم چه مرغی بدین نیکوئی
مین اور نہین جانتا ہون تو ایسی خوبصورت کون چڑیا ہی
زما یادگاری که ماند توئی
بلکہ جو کچھ مجھ سے یادگار رہجایگا وہ تو ہے

سخن بین چه عالیست بالای او
سخن کو دیکھ کیسا بلند اسکا مرتبہ ہے
کسادی مبیناد کالای او
خدا کرے کھوٹا پن نہ دیکھے اسباب اسکا

بیارای سخن گوی چابک سرای
لا اے شاعر تیز گانیوالے یعنی شعر کہنے والے
نشاط سخن را یکایک بجای
ایک ایک خوشی کے الفاظ کو ہر جگہہ پر

سخن ران از ان نامور خفتگان
بیان کر ان گذرے ہوئے نامور بادشاہون کا
فسونی فرودم با شفتگان
ایک جادو دم کر دیوانون یعنی اہل دنیا پر

نشستن سکندر بر تخت کیان در الملک اصطخر

گزارندهٔ سرگذشت نخست
بیان کرنے والے حالات گذشتہ نے

باندیشهٔ نغز و رای درست
پسندیدہ خیال اور راے درست سے

چنین داد مژده که چون شهریار
اس طرح خوشخبری دی کہ جب سکندر نے

بملکِ سپاهان برآورد کار
ملک سپاہان میں اپنا عمل کرلیا

ز پیروزیِ چرخِ پیروزه رنگ
فتحمندی آسمان سبز رنگ سے

نبودش بسی در سپاهان درنگ
شہر سپاہان میں اسکا قیام بہت دن نہوا

باصطخر شد تاج بر سر نهاد
ولایت اصطخر میں پہونچا اور مالک تاج و تخت ہوا

بجای کیومرث و شه کیقباد
بجاے پادشاہ کیومرث اور کیقباد بادشاہ کے

شد آراسته ملکِ ایران بدو
آراستہ ہوا ملک ایران کا اس سے

قوی گشت پشت دلیران بدو
مضبوط ہوگئی دلیروں کی پیٹھ اس سے

بزرگان بر و تهنیت ساختند
اراکینوں نے اسکو مبارکباد دی

بآن سر بزرگی سر افراختند
اس سرداری سے سر بلند کیا

نثاری که باشد سزاوار تخت
جو نثار کہ ہوتا ہے لائق تخت پر نثار کرنے کے

فشاندند بر شاه فیروز بخت
قربان کیا پادشاہ فیروز بخت یعنی سکندر پر

ز سر چشمهٔ نیل تا رود گنگ
دریاے نیل سے دریاے گنگ تک

ز شور آب چین تا به تلخ آب زنگ
دریاے شور چین سے دریاے شور زنگبار تک

رسولان رسیدند با ساو باج
قاصد پہونچے خراج اور تحائف لے کر

همایون کنان شاه را تخت و تاج
سکندر کو تخت و تاج کی مبارکباد دیتے ہوئے

چو شه پای بر تخت زرّین نهاد
جب سکندر نے تخت زرین پر قدم رکھا

ز گنج سخن حصن روئین کشاد
بات کے خزانہ سے قلعہ کانسی کا یعنی خاموشی کا توڑا

که باد آفریننده را سپاس
کہ پیدا کرنے والے یعنی خدا کا شکر ہے

که کرد آفرین گوی را حق شناس
جسنے شکر کرنے والے کو حق شناس بنایا

سکندر بر تخت کیان بداراب

اصطخ

سری چون منی را ز بالین خاک
مجھ ایسے کے سر کو خاک کے تکیہ سے
بر انجم رساند چون نور پاک
برابر ستاروں کی پہونچایا مثل نور پاک کے

بایرانم آورد ز اقصای روم
ایران میں مجھکو لایا روم کے کنارہ سے
بفرمان من سنگ را کرد موم
میرے حکم سے پتھر کو موم کر دیا

بجائی رساند کار مرا
اس جگہہ پہونچایا میرے کام کو
که محمل کشد چرخ بار مرا
کہ بجاوہ کھینچے آسمان میرے اسباب کا

پذیرفتم از داور آسمان
قبول کیا میں نے حاکم آسمان سے
که نا سایم از داوری یکزمان
کہ نہ آسودہ ہوں گا میں حکومت سے ایک زمانہ

ستمدیده را داد بخشی کنم
مظلوموں کی فریاد کو پہونچوں گا میں
شب تیرگان را درخشی کنم
اندھوں کو اندھیری رات میں چراغ دکھاؤنگا میں

خرد بر وفا رهنمای من است
عقل پورا کرنے پر رہنما میری ہے
صلاح جهان در وفای من است
بہتری جہان کی میری دوستی میں ہے

ره راستی گیرم امروز پیش
آج سے راہ راست اختیار کرتا ہوں میں
که آگاهم از روز فردای خویش
کیونکہ میں اپنی کل کے دن یعنی قیامت سے آگاہ ہوں

بپرهیزم از روز عذر آوری
پرہیز کروں گا میں عذر کرنے کے دن سے
به پرهیزگاری کنم داوری
پرہیزگاری سے سلطنت کروں گا میں

ز پیشانی پیل تا پای مور
ہاتھی کی پیشانی سے چیونٹی کے پاؤں تک
نیاید ز من بر کسی دست زور
نہ پہونچے میرے ہاتھ سے کسی کو تکلیف

ندارم طمع بر زر و سیم کس
نہ حرص کروں گا میں کسی کے زر و مال پر
وگر چند یابم بدان دسترس
چاہے کیسا ہی اسپر پا جاؤں میں اختیار

وز خلق ارچه آزار بینم بسی
خلق سے اگرچہ بہت تکلیف بھی پاؤں
نخواهم که آزار و از من کسی
مگر یہ مجھ سے نہوگا کہ میں کسی کو ایذا دوں

دہ و دودہ را بر گرفتم خراج
گانؤن اور خاندانون کو معاف کردونگا مین خراج

اگر گنجے آرم ز دنیا بدست
اگر دنیا سے ایک خزانہ حاصل کرتا ہون مین

دہم ہر کسے را ز دولت کلید
ہر شخص کو مال و دولت سے گنجی یعنی حصہ دونگا

ہنرمند را سر برآرم بلند
ہنرمندون کو بہت سربلند کرونگا مین

بہ بیچم سر از رایگان خوارگان
ناخوش ہونگا مین مفت خورون سے

چو دارد ہنرمند کار آگہی
جو شخص لیاقت کسی کام کرنے کی رکھتا ہوگا

چو بینم کسی را کہ اورنج برد
جب دیکھونگا مین کسی کو کہ اسنے تکلیف اٹھائی

در آن خرجش امیدواری دہم
اسکے خرچ مین امیدواری دونگا مین

بدین و بدانش کنم کارہا
دیانت اور عقل سے تمام کام کرونگا مین

ندارم ز کس ترس در ہیچ کار
نہ خوف کرونگا مین کسی سے کسی کام مین

در آس افگنم ہر کرا سود نیست
چکی مین پیس ڈالونگا مین جو پیسنے کی لائق ہے

نہ مال از ولایت ستانم نہ باج
نہ مال ولایت سے لونگا مین نہ محصول

مہیا کنم قسمت ہر کہ ہست
موجود کرتا ہون مین حصہ جسکا کہ ہے

کنم پایۂ کار ہر کس پدید
کرونگا مین ہر ایک کے کام کے لائق مرتبہ ظاہر

کشم پای دیوانہ را زیر بند
دیوانون کو قید کرکے رکھونگا مین

مگر بے زبانان و بیچارگان
سوا بیزبان اور بیچارون یعنی عورتون اور شیرخوارون کے

نخواہم کہ باشد ز کاری تہی
مین نہ چاہونگا کہ وہ بیکار رہے

کہ از خرج او دخل و ہست خرد
یعنی اسکی آمدنی اسکے خرچ سے کم ہے

ز گنجینہ خویش یاری دہم
اپنے خزانے سے اسکو مدد دونگا مین

دہم داد را رونق بازارہا
عدل اور انصاف کو رونق دونگا مین

مگر زان کسے کو بود ترسکار
مگر اوس شخص سے جو خوفناک ہووے

ببخشایم آنرا کہ بخشود نیست
رحم کرونگا مین اسپر جو واجب الرحم ہے

جہان از سخا دارم آراستہ — سخی را مدد بخشم از خواستہ

جہان کو سخاوت سے آراستہ رکھونگا مین — سخی لوگون کی مال سے مدد کرونگا مین

ستم را ز خود دور دارم بہ ہش — ستمکش نوازم ستمگار کش

ظلم کو اپنے پاس سے ہشیاری سے دور رکھونگا مین — مظلوم کو نوازونگا اور ظالم کو قتل کرونگا مین

بجاے یکی بد یکی بد کنم — بپاداش نیکی یکی صد کنم

ایک برے کے ساتھ برائی کرونگا مین — ایک نیکی کے عوض سو نیکیان کرونگا مین

عقوبت کنم خلق را بر گناہ — نوازش کنم چون شود عذر خواہ

رعیت کو گناہ کے بدلے سزا دونگا مین — جو معافی مانگے گا اسپر نوازش کرونگا مین

چو گردن کشد خصم گردن زنم — چو در دوستی تن زند تن زنم

دشمن اگر دشمنی کریگا تو اسکی گردن مارونگا — جو دوستی مین سستی کریگا مین بھی چپ رہونگا

بنا کردن نیکی از من بود — بدی را بدایت ز دشمن بود

بنیاد کرنا نیکی کی مجھسے ہوگی — بدی کی ابتدا دشمن سے ہوگی

من آن خاک بیزم بغربال راے — کہ بستانم و باز ریزم بجاے

مین عقل کی چھلنی سے وہ خاک چھانونگا — کہ اگر لونگا تو پھر اسکو دیبھی دونگا

چو دولاب کو شربت تر دہد — ازین سر ستاند بدان سر دہد

مثل کنوین کے چرخ کے کہ وہ ہر دم تازہ پانی پلاتا ہے — اس سرے سے لیتا ہے اس سرے کو دیتا ہے

بہر جا سر از تیغم آید فراز — سر تازیانم دہد ترکتاز

جسکا سر میری تلوار کے آگے خود آجاتا ہے — میرے کوڑے کا سر اسکو بخشدیتا ہے

سر تیغم آرد جہان را بچنگ — سر تازیانم دہد بیدرنگ

میری تلوار کا سر جہان کو قبضے مین لاتا ہے — میرے کوڑے کا سر فورا واپس دیدیتا ہے

از آن آمدم بر سر این سریر — کہ افتادگان را شوم دستگیر

اس سبب سے مین اس تخت پر بیٹھا ہون — کہ عاجزون کی دستگیری کرون مین

نشستن سکندر بر تخت کیان در ملک اصطخر

یکی پیکرم زابر و از آفتاب
ایک ہی پیکر ہون مین ابر اور آفتاب یعنی محبت اور غصے سے

بیکدستم آتش بیکدستم آب
میرے ایک ہاتھ مین آگ ہے اور دوسرے ہاتھ مین پانی

بسنگی رسم سخت بگدازمش
اگر ایک سخت پتھر کے پاس پہونچون تو پگھلا دونگا مین اسکو

بکشتی رسم تشنه بنوازمش
اگر ایک تشنہ آبپاشی کھیت کے قریب پہونچون تو سیراب کرونگا اسکو

بخود نامدم سوی ایران زروم
مین روم سے خود بخود ایران کی طرف نہین آیا ہون

خدایم فرستاد زان مرز و بوم
بلکہ خدا تعالے نے اس سرزمین سے مجھے بھیجا ہے

بدان تا حق از باطل آرم پدید
اسلیے کہ حق کو جھوٹ یعنی کفر سے اسلام کو ظاہر کرون

زمن بند هر قفل یابد کلید
میری ذات سے ہر قفل کنجی پاوے یعنی کھلجاوے

سر حق شناسان برآرم زخاک
خدا شناسون کے سر کو خاک سے اٹھاؤن مین

بباطل پرستان درآرم هلاک
جھوٹ پوجنے والے یعنی کافرون کو ہلاک کرون مین

زدنیا برم زنگ ناداشتی
دنیا سے مٹاؤن مین مفلسی کے زنگ کو

دهم باد را با چراغ آشتی
ہوا کو چراغ کے ساتھ صلح کی ہدایت کرون

فرشته کنم دیو هر خانه را
ہر ایک گھر کے دیو کو فرشتہ بناؤونگا مین

برآرایم از گنج ویرانه را
آراستہ یعنی آباد کرونگا مین ویرانے کو خزانے سے

بجائی که عدل من سر بر آرد چو سرو
جس جگہ میرا عدل مثل سرو کے سر بلند کریگا

ز بیداد شاهین نترسد تذرو
جرہ باز کے خوف سے چکور نہ ڈرینگے

شبانی کند گرگ بر گوسپند
بھیڑیا بکریون کی گلہ بانی کرے گا

همان شیر بر گور ناآرد گزند
اسی طرح شیر بھی گور کو نہ ایذا دے گا

بدانرا ز نیکی کنم ناصبور
برے لوگون کے ساتھ نیکی ہرگز نہ کرون گا

ز نیکان بدی را کنم نیز دور
اسی طرح نیکون سے بدی بھی نہ روا رکھونگا

کسی را که من سر برافراختم
جس شخص کو مین سر بلند کردون گا

بپای کسش در نینداختم
کسی کے پاؤن کے تلے اسکو نہ گرنے دونگا مین

نشستن سکندر بر تخت کیان بدار الملک اصطخر

نشستن سکندر بر تخت کیان بدار الملک

وگر همسری را دریدم جگر
اور اگر مین اپنے کسی ہمسر کا جگر چاک کرون گا
نگشتم نهانی کسے را بزهر
مین کسی کو پوشیدہ زہر دیکر ہلاک کرون گا
نه در کس جهانسوزی آموختم
نہ کسی شخص کو جہان کو تکلیف دینے پر آمادہ کرون
نخواهم که آرم بکس در شکست
نہین چاہتا ہون کہ مین کسی کو مار ڈالون
گر از من بچشمی رسد چشم درد
اگر میری ذات سے کسی کی آنکھ مین درد ہو
خدایم درین کاریاری دهاد
خدا میری اس کام مین مدد کرے
چو این داستان گفته شد یک بیک
جب یہ ہر ایک بات سکندر کہہ چکا
دران انجمن بود بسیار کس
اس مجلس مین تھے بہت لوگ
ازان بوالفضولان گستاخ گوی
ان بے وقوفون بیہودہ بکنے والون سے
پژوهنده بود حجت نمای
ایک شخص بہت خوب تقریر کرنیوالا تھا
که شاها مرا یکدرم درخورست
کہ اے بادشاہ مجکو ایک درم کی ضرورت ہے

نه دادم بدرندگان دگر
نہ دونگا اور درندون یعنی ظالمون کو
مگر آشکارا بشمشیر قهر
لیکن کھلے میدان غصے کی تلوار سے
نه بی حجتی خرمنی سوختم
نہ بے سبب کسی کا کھلیان جلاؤن مین
وگر بشکنم مومیایم هست
اور اگر توڑ ڈالون تو مومیائی بھی میرے پاس ہے
توانم درو توتیا نیز کرد
سرمہ بھی اسکے لگا سکتا ہون مین
ز چشم بدان رستگاری دهاد
بد نظرون سے امان مجھے دے
نیوشنده رادست شد بر فلک
سننے والون کے ہاتھ طرف آسمان کے بلند ہوئے
گشاده بشاه آزمائی نفس
سکندر کی آزمائش کے انتظار مین
وزان بوالحکیمان دیوانه خوی
اور ان ہی داناؤن سودائی سے
دران انجمن گشت شاه آزمای
اس محفل مین سکندر کی آزمائش کرنے لگا
اگر بخششی از کشوری بهترست
اگر مجھے آپ عطا فرماوین ایک ملک لایق بہتر ہے

جهاندار گفت از خداوندگاه

سکندر نے کہا کہ مالک تخت و تاج یعنی مجھ سے

پژوهنده گفتا چو از یک درم

پھر اُس مانگنے والے نے کہا اگر ایک درم سے

به از ملک عالم ببخشد به من

بہتر ہے اگر ملک جہان کا بخش دے مجھکو

دگر باره گفت کای بدسگال

پھر سکندر نے جواب دیا کہ اے بے عقل

دو حاجت نمودی بر جای خویش

دو مرتبہ تو نے سوال کیا مگر ایک بھی مناسب نہ کیا

باندازه باید سخن گستری

اس لیے ہر شخص کو اپنے اندازے کے موافق بات کہنا چاہیے

سخن کان برابرو بر آرد گره

جس بات سے کہ ابرو پر شکن یعنی غصہ آوے

دگر پرسشی کرد مرد دلیر

دوبارہ اُس مرد دلیر نے پوچھا

چو گوئی که یکرو به هستیم یار

جب کہ تو یہ کہتا ہے کہ ہم سب یکسان ہین

ملک گفت سرور منم زین گروه

سکندر نے کہا یہ وجہ ہے کہ مین ان سب کا سردار ہون

سر پستی زیر زیبا بود

سر گھانس کا نیچا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے

باندازه قدر او گنج خواه

اُسکے یعنی میرے مرتبے کے موافق خزانہ طلب کر

خجالت برد شه که چیز یست کم

بادشاہ شرمندہ ہوتا ہے کہ یہ بالکل کم ہے

بانجم رساند سرم زانجمن

برابر چراغ چہارم کے میرا سر بلند کر اس محفل سے

باندازه خود نکردی سوال

تو نے اپنے اندازے کے موافق یہ سوال نہین کیا

یکی کم ز من دیگری از تو بیش

پہلی مرتبہ میری لیاقت سے کم دوبارہ اپنے رتبے سے زیادہ

گزاف سخن را نباید شنید

فضول بات کو ہرگز نہ سننا چاہیے

اگر آفرین ست نا گفته به

اگرچہ تعریف ہی کی کیون نہو کہنا مناسب نہین ہے

که بالا چرائی و خلقی به زیر

کہ تو سب سے بلند کیون بیٹھا ہے اور ایک عالم نیچے ہے

چرا زیر و بالا در آری بکار

پھر بلندی اور پستی کی تفریق کیون کرتا ہے تو

چو سر زیر باشد نباشد شکوه

جب سردار نیچے بیٹھے کوئی رعب باقی نرہے گا

سر آدمی به که بالا بود

آدمی کا سر بلند ہونا مناسب ہوتا ہے

به آرشاه را جای باشد بلند — که تا دیده بازو شود بهره مند

بهتر ہے اگر بادشاہ کی جگہ بلند ہووے — تاکہ دیکھنے والونکی آنکھیں اُس کو دیکھ سکین

دگر زیرکی گفت کای شهریار — خردمند را با رعونت چه کار

پھر ایک عقلمند نے پوچھا کہ اے بادشاہ — عقلمند شخص کو غرور کرنے سے کیا کام ہے

ترا زیور ایزدی در دل ست — بزیور چه پوشی تنی کز گل ست

تیرے دل مین زیور خداشناسی کا موجود ہے — زیور سے اُس بدن کو کیون ڈھانکتا ہے جو مثل مٹی کے ہے

ملک گفت کارایش خسروی — دهد چشم بینندگان را نوی

سکندر نے جواب دیا کہ بادشاہ کی آراستگی — دیکھنے والون کی آنکھون کو تازگی دیتی ہے

من آن شخص خود را چو گلشن کنم — شمارا بخود چشم روشن کنم

مین جو اپنے بدن کو باغ کی طرح آراستہ کرتا ہون — تم لوگون کی آنکھون کو اپنے دیدار سے روشن کرتا ہون

نه بینی که چون بشگفد نوبهار — بود چشم روشن شود روزگار

تو نہیں جانتا ہے کہ جب بہار مین پھول کھلتے ہین — ایک زمانے کی آنکھیں اُن سے روشن ہوجاتی ہین

از آن نکته ها مردم تیز هوش — پر از لعل و پیروزه کردند گوش

اسکی یعنی سکندر کی باریکیون سے عقلمند لوگون نے — اپنے اپنے کان لعل اور فیروزے سے بھر لیے

دعا تازه کردند بر جان او — بجان باز بستند پیمان او

پھر دعائین دین سکندر کے جان اور مال کو — دل وجان سے اُسکی اطاعت کا اقرار کیا

از آن بردباری کزو یافتند — بفرمان او پاک بشتافتند

وہ بردباری کہ سکندر سے اُنھون نے پائی — اُسکی اطاعت مین ہمہ تن مصروف ہوئے

بآئین جمشید هر روز شاه — شدی بر سر گاه هر صبحگاه

بطور جمشید یعنی کیانی بادشاہون کے سکندر ہر روز — صبح کے وقت تخت پر بیٹھتا تھا

نوازش همی کرد با بندگان — نگهداشت آئین فرخندگان

مہربانیان کرتا تھا اپنے نوکرون پر — مبارک لوگون کے طریقون کو لحاظ کیے رہتا تھا

فرستاد نامہ بہر کشوری — **بہر مرزبانی و ہر مہتری**

ہر ایک ولایت مین سکندر نے اپنا فرمان بھیجا — ہر ایک سرزمین کے حاکم اور مالک کے پاس

گرائید شان دل بافسون خویش — **امان داد شان از شبیخون خویش**

ہر ایک کا دل اپنے جادو آمیز خلق سے اپنی طرف مائل کر لیا — اور اُن لوگون کو اپنے شبخون کرنے سے امان دی

جہان را بفرمان خود رام کرد — **در آرام کردن کم آرام کرد**

جہان بھر کو اپنے حکم کا مطیع کر لیا — لوگون کے آرام دینے مین خود آرام کم اُٹھایا

خراب جہان جملہ آباد ساخت — **دل خستگان از غم آزاد ساخت**

جہان کے تمام ویرانون کو اُسنے آباد کیا — غمدیدہ لوگون کو غم سے آزاد کر دیا

بیا ساقی آن صرف بیجادہ رنگ — **بمن دہ کہ پایم در آمد بسنگ**

آ اے ساقی وہ خالص یاقوت رنگ کی شراب — مجکو دے کہ میرا پانون پتھر کے نیچے دب گیا ہے

مگر چارہ سازم درین سنگریز — **چو بیجادہ از سنگ یابم گریز**

شاید کوئی تدبیر کر سکون مین اس کنکریلی زمین کی — مثل یاقوت کے پتھرون سے نکلجاؤن مین

فرستادن سکندر ارسطو را با روشنک بیونان

بھیجنا سکندر کا ارسطو کے ساتھ روشنک کو شہر یونان مین

فلک ناقہ را زان بسکر و کند — **کہ ہر روز و شب بازیِ نو کند**

آسمان اپنے ناقے کو اس سے دوڑایا کرتا ہے — کہ رات دن یعنی ہمیشہ ایک نئی بازی کرتا ہے

کند ہر زمان صلح و جنگ دگر — **خیالی نماید برنگ دگر**

ہر وقت ایک نئی صلح اور لڑائی پیدا کیا کرتا ہے — ایک نئی طرح کا خیال کیا کرتا ہے

ہمہ بودنیہا کہ بود از نخست — **نہ ایمنست اگر بازجوئی درست**

تمام ہونیوالی چیزین اگرچہ تھین پہلے سے — مگر یہ ممکن نہین ہے کہ تو پہلے ہی سے سمجھ سکے

هم از پرورشهای پروردگار
خداوند کریم کی پرورشون سے
سر شغل ما گر در آید بخواب
سردار ہمارے کام کا یعنی بادشاہ ہمارا اگر ہلاک ہو جاے
بسا کس که از روی عالم برست
بہت لوگ جو جہان سے گذر گئے ہین
چه سازیم چون سازگاران شدند
ہم کیا تدبیر کر سکتے ہین جو ہمارے مددگار گذر گئے
بهنگام خود توشهٔ ره بساز
ہر شخص کو مناسب ہے کہ اپنی راہ کا توشہ تیار رکھے
سر انجام گر چه بدیر رود
انجام کار کا نہایت برا گذرتا ہے
گزارش چنین کرد گویای دور
ایسا بیان کیا ہے اسوقت کے مورخ نے
سکندر که او ملک عالم گرفت
سکندر ایسا پادشاہ کہ جسنے تمام جہان کو لے لیا
صلاح جهان جست از ان داوری
بہبودی جہان کی چاہتا تھا اُس عدل سے
جهان بایدت شغل آن شاه کن
اگر تجکو بادشاہی چاہیے سکندر کے ایسے کام کر
چو بر ملک آفاق شد کامگار
یعنی جب سکندر جہان کے تمام ملکون کا مالک ہو گیا

دگرگونه شد صورت هر نگار
ہر ایک نقش کی صورت دوسری ہو گئی
مپندار کین خانه گردد خراب
یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ گھر خراب ہو جائیگا
همانا که عالم همان عالم است
گر جہان ابتک اُسی طرح قائم ہے
رفیقان گذشتند و یاران شدند
ہمارے سامنے سے ہمارے یار اور رفیق چلے گئے
که یاران ز یاران بمانند باز
کیونکہ یار اپنے یارون سے جدا ہین
خر لنگ بر آخور خود رود
لنگڑا گدھا اپنے تھان ہی پر جاتا ہے
که اورنگ شاهان نشد جای جور
کہ بادشاہ کا تختگاہ ظلم کرنے کی جگہہ نہین ہے
پی جستن کام خود کم گرفت
اپنے مقصد کا سراغ اُسنے بہت کم لگایا
جهان زین سبب دادش آن یاوری
جہان نے اس سبب سے اُسکو مدد ایسی دی تھی
همان کن که او کرد و کوتاه کن
ویساہی کر جیسا کہ اسنے کیا ہے اور کم کر
همی گشت بر کام او روزگار
اور جہان اسکے حسب دلخواہ یعنی زمانہ اُسکے موافق ہوا

فرستادن سکندر ارسطو را بار و تینک بیونان

ز جنبش تا خراسان ز چین تا بغور
جنبش سے خراسان تک اور چین سے غور تک

بفرمان او گشت بی منت زور
تمام ملک اسکے قبضے مین آگیا بغیر محنت کے

بهر کشوری قاصدان تاختند
ہر ایک ملک کی طرف تا صد روانہ کیے

همه سکه بر نام او ساختند
سب لوگون نے اپنے ملک مین سکندر کا سکہ جاری کیا

جهاندار اگرچه دل شیر داشت
سکندر دل کا بھی اگرچہ بڑا بہادر تھا

جهان جمله در زیر شمشیر داشت
تمام جہان کو اپنی تلوار کے رعب مین رکھتا تھا

نبود اعتمادش دران مرز بوم
لیکن تاہم اسکو اس سرزمین مین بھروسا نہ تھا

که هست ایمن آباد رومی بروم
یعنی رومیون کے امن کی جگہہ روم ہی مین ہے

شبی کاسمان طالعی داشت چست
ایک رات کو جب کہ ستارے نیک تھے

کز ان طالع آید ضمیری درست
اور ان ستارون کی یکجا ہونے سے مطلب ٹھیک تا ہی

فرستاد و دستور خود را بخواند
کسی کو بھیجکر اپنے وزیر یعنی ارسطو کو بلوایا

سخنهای پوشیده با او براند
اور اپنے دل کی پوشیدہ باتین اُس سے بیان کین

که چون ملک ایران بنام آمد درست
یعنی جبکہ ملک ایران کا میرے قبضے مین آگیا ہے

نخواهم بیکجا شدن پای بست
مجھکو ایک ہی جگہہ پابند ہو کر بیٹھنا چاہیے

بگردندگی چون فلک مایلم
گھومنے یعنی سیاحی مین میری طبیعت مثل آسمان کے مائل ہی

بجز آفاق گردی نخواهد دلم
سوا جہان مین گشت کرنیکے اور کسی بات کو میرا دل نہین چاہتا

به بینم که در گرد آفاق چیست
مین یہ دیکھنا چاہتا ہون کہ جہان مین کیا کیا ہی

توانا تر از من در آفاق کیست
دنیا مین مجھسے زیادہ زبردست کون ہے

چنان بینم از رای روشن صواب
مین اپنی روشن عقل سے یہ بہتر جانتا ہون

که چون من کنم گرد گیتی شتاب
کہ اگر مین گرد جہان گشت شروع کرون

زر و زیور خود فرستم بروم
تو اپنا مال اور دولت پہلے روم مین بھیجدون

که هست استواری دران مرز بوم
کہ میرے نزدیک وہان نہایت حفاظت سے رہیگا

فرستادن سکندر ارسطو را با روشنک

یونان

نباید که مارا شود کار سست
ایسا نہ ہو کہ میرا کام سست ہو جائے

سبو نآید از چاه دائم درست
کیونکہ گھڑا کنوئیں سے ہمیشہ ثابت نہیں نکلتا ہے

بد اندیش گیر دسر تخت ما
یعنی کوئی غنیم اگر اس تخت پر قابض ہو جائے

بتاراج دشمن شود رخت ما
اور یہ سب مال و دولت بھی دشمن ہی لوٹ لیجائے

جهان را چنین درد سر ها بسیست
جہان میں ایسے بہت دردسر یعنی خیالات ہیں

درین گونه در ره خطر ها بسیست
اس راہ میں ایسے بہت اندیشے ہیں

تو نیز ار به یونان شوی باز جای
تو بھی اگر یونان میں واپس چلا جائے

پسندیده باشد بفرهنگ و رای
میری عقل میں نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے

وزیر خردمند را گفت شاه
سکندر نے ارسطو کو بہت سمجھایا

که داری جهان را بحکمت نگاه
کہ تو جہان کو اپنی حکمت اور دانائی سے محفوظ رکھنا

همه ملک را داری از فتنه دور
تمام ملک کو فتنہ اور فساد سے دور رکھنا

که مه نائب مهر باشد زنور
کیونکہ چاند نائب آفتاب کا ہے روشنی کیوجہ سے

همان روشنک را که بانوی ماست
اور روشنک کو بھی جو میری بی بی ہے

ببر تا شود کار آن ملک راست
اپنے ساتھ لیجا کہ اس ملک کا انتظام بھی درست ہو جائے

برائی که دستور باشد خرد
اس عقلمندی سے جیسا عقلمند لوگ کرتے ہیں

نگهداری اندازهٔ نیک و بد
نیک اور بد کا اپنے دل میں لحاظ رکھنا

نیابت بجا آری از دین و داد
میری نیابت انجام دینا دیانت اور عدل سے

نیاری زمن جز به نیکی بیاد
میری طرف سے سوا نیکی کے اور کوئی خیال نہ کرنا

ترا از بزرگان پسندیده ام
تجھکو میں نے تمام ارکین سے پسند کیا ہے

بچشم بزرگیت زان دیده ام
اور تجھکو میں نے بزرگی کی نظر سے اسیوجہ سے دیکھا ہے

وزیر از خردمندی رای خویش
ارسطو نے اپنی تدبیر اور عقلمندی سے

چنین گفت با کار فرمای خویش
ایسا جواب دیا اپنے حاکم یعنی سکندر سے

فرستادن سکندر ارسطو را با روشنک به یونان

که فرمانروا پادشاه جهان
کہ اے حاکم اور پادشاہ تمام جہان کے
بفرمان نوراب کار آگهان
تیرے حکم مین عقل واقفکار رونکی رہے

زمانی تا زمان کارِ شه بیش باد
مدتون کام حضور کا یعنی اقبال زیادہ ہو
غرض با تمنای تو خویش باد
مقصد تیری خواہش کے موافق ہمیشہ حاصل ہوتا ہے

حسابیکه فرمود رای بلند
جو حساب کہ بتلایا حضور کی رای بلند نے
کس از پیش بینی نه بیند گزند
انجام اندیشی سے بیشک کوئی رنج نہین اٹھاتا ہے

بفرخنده شغلیکه فرمود شاه
جس مبارک کام کے لیے کہ حکم دیا ہے حضور نے
کمر بندم و سر نه پیچم ز راه
مین کمر باندھے تیار ہون اور مجھے اس سے انحراف نہین ہے

ولی شاه باید که در کار خویش
مگر پادشاہ کو لازم ہے کہ اپنے کام مین
پژوهش نماید بمقدار خویش
فکر کرے یعنی تجویز کرے موافق اپنے انداز کے

چو پایان رفتن فراز آیدش
جب حد بادشاہ کے آگے جانے کی ختم ہو جاوے
سوی بازگشتن نیاز آیدش
اور وہان سے دوسری طرف جانیکا ارادہ ہو

بفرماندهی سر ندارد گران
تو بہت اپنی حکومت پر مغرور نہو جائے
جهان را سپارد بفرمان بران
بلکہ ہر ملک کو اپنے مطیع لوگونکے سپرد کردے

نشاید بتنها جهان داشتن
تنہا نہ چاہیے تمام ملک کا انتظام کر لینا
همه عالم از خود نگهداشتن
تمام جہان کو اپنے قبضے مین رکھنا

جهان قسمت ملک دارد بسی
جہان کے ملک ہر شخص کے حصے کے ہین
وز آن نیز بر قسمتی هر کسی
اور اس سے ہر شخص ایک حصہ لیتا ہے

چو قسمت خورانرا کنی رام خویش
پس جب تو اور حصہ دارونکو اپنا مطیع بنائیگا
بران قسمت افتاده بین نام خویش
ان حصون پے تیرے نام بھی کچھ پڑ جائیگا

طرفدار چون شد بفرمان تو
جب تمام حصے دار یعنی حاکم تیرے مطیع ہو جائین
طرف تا طرف ملک هست آن تو
اس حد ملک سے اس حد تک سب تیری ملک ہو جائیگی

فرستادن سکندر ارسطو را با روشنک بیونان

چو ملک تو شد خانهٔ دشمنان
جب دشمنوں کا گھر تیری ملک ہو جاوے

بدو باز مگذار یکسر عنان
اس ملک سے یک قلم بغیر انتظام مت واپس جا

در این بوم بیگانه کم کن نشست
اس غیر ملک میں کم قیام اپنا سب ہے

مکن خویش را پای در پای بست
اور آپ کو اس ملک کا پابند اور اسی پر متوجہ نکر

چو نتوانی این ملک را داشتن
جب تو اس ملک کا انتظام نہیں کر سکتا ہے

نه بر وارثان نیز بگذاشتن
اور نہ اس ملک کے وارثوں پر چھوڑنا چاہتا ہے

که بر ملک این خانه دعوی بسی ست
کیونکہ اس گھر کی ملکیت پر بہت لوگ دعویدار ہیں

همان حجت ملک با هر کسی ست
اور ہر شخص اپنی ملکیت کی سند پیش کرتا ہے

در این مرز بوم از پی سروری
تو اس سرزمین کی سرداری کے واسطے

ز رومی نزیبد کسی را سری
رومیوں میں سے کسی کو یہاں کی سرداری دینا

زمین عجم گورگاه کی ست
کیونکہ زمین عجم کی کیانیوں کا مدفن ہے

در و پای بیگانه وحشی پی ست
اسمیں کسی غیر کا قیام مثل وحشیوں کے ہے

در این سالها کامده از گزند
اس مدت میں جب تک کہ تو گزند سے محفوظ ہے

برآر از جهان نام شاهی بلند
جہان سے کسی شاہزادے کا نام بلند کر یعنی کیانی کے حوالے کر

چو آئی سوی کشور خویش باز
جب کہ تو اپنے ملک کی طرف واپس جاتا ہے

مکن کار کوتاه بر خود دراز
پس اس آسان کام کو مشکل مت کر

ملک زادگان را برافروز چهر
کیانی بادشاہزادوں کے سر پر تاج رکھ دے

که تا بر تو فیروز گردد سپهر
تاکہ اس حرکت سے آسمان تیری فتحمندی کیلئے گردش کرے

بهر کشوری پادشاهی فرست
ہر ایک ملک میں اپنی طرف سے ایک ایک بادشاہ بھیجدے

طلبگار جائی بجائی فرست
جو شخص جہاں کا وارث ٹھیرے اسکو وہاں بھیجدے

طرفها بشاهان گرفتار کن
یعنی ہر ملک کو اپنی تجویز کے بادشاہوں سے گھیر لے

بهر سو یکی را طرف دار کن
ہر ایک طرف یعنی حد پر ایک حاکم مقرر کر دے

فرستادن سکندر ارسطو را با روشنک بیونان

که ترسم دگر بار ایرانیان
کیونکه ڈرتا ہوں میں پھر دو بارہ ایران والے
در آرند لشکر بیونان و روم
لشکر کشی کریں شہر یونان اور روم پر
چو ہر یک جداگانہ شاہی کنند
جب ہر ایک علیحدہ علیحدہ بادشاہی کریگا
ز مشغولی ملک خود ہر کسے
اپنے اپنے ملک میں مشغول ہونے سے ہر شخص
چو دشمن بر آرد بتاراج دست
جب دشمن لوٹنے میں زیادہ متوجہ ہوں
دگر کین مینگیز در ہیچ بوم
دو بارہ دشمنی نہ کر کسی ولایت سے
بخونریزی شہریاران مکوش
بادشاہوں کی خونریزی کی کوشش نہ کر
مپندار کز خون گردنکشان
نہیں جانتا ہے کہ گردنکشوں کے خون سے
ملکش تیغ بر خون کس بیدریغ
تلوار کسی کے خون پر بے رحمی سے نہ کھینچ
چه خوش داستانی زد آن ہوشمند
کیا اچھی بات کہی اس عقلمند نے
کم آزار شو کز ہمہ داغ و درد
کم ایذا دے کسی شخص کو کہ تمام داغ اور درد سے

بہ بندند بر خون دارا میان
دارا کے خون کا بدلہ لینے پر کمر باندھیں
خرابی در آید بآن مرز و بوم
خرابی اس سرزمین پر آ جاوے
ز یکدیگران کینہ خواہی کنند
ایک دوسرے سے دشمنی کریں گے
ندارد بسوی ما فراغت بسے
ہماری طرف آنے کی مہلت بہت نہ پاوے گا
بدین چارہ باید بدو راہ بست
اس تدبیر سے اس کی راہیں بند کرنا چاہیے
سر کینہ خواہان مکش سوی روم
دشمنوں کو متوجہ نہونے دے روم کی طرف
کہ تا فتنہ را خون نیاری بجوش
تاکہ فساد کا خون جوش میں نہ آوے
چو خون سیاوش نماند نشان
مثل خون سیاوش نہ باقی رہے گا نشان
ترا نیز خونست بر چرخ تیغ
تیری خون کے لیے بھی آسمان تلوار کھینچے ہوئے ہے
کہ بر ناگزاینده ناید گزند
کہ نہ ستانے والے شخص پر ایذا نہیں آتی
کم آزار یابد کم آزار مرد
کم ستایا جاتا ہے جو کم کسی کو ستاتا ہے

سکندر ارسطو را باروشنک

اگر خود نخواهی کم کس مگیر
کمی اپنی اگر نہین چاہتا ہی تو کسی کی کمی مت فرض کر
چو دستور زینگونه بهبود راه
جب ارسطو نے اس طرح کی رہنمائی کی
چو گردون سر طشت سیمین کشاد
جب آسمان نے سر طشت سیمین کا کھولا
نگه کرد موبد پی راز باستان
نگر ایک پیر عقلمند مورخ نے
جهاندار فرمود کآید وزیر
بادشاہ نے حکم دیا کہ ارسطو آکر
کتب خانهٔ فارسی هرچه بود
کتب خانہ فارسی کا جو کچھ کہ تھا
سخنهای سربسته از هر دری
باتین پوشیدہ ہر ایک قسم کی
بیونان فرستاد با ترجمان
یونان مین بھیج دین پاس ایک مترجم کے
چو دستور آمد بدستور شاه
جب حکم آیا پاس وزیر بادشاہ کے
برو گر روشنک را بر آراسته
لیجاے روشنک کو آراستہ کرکے
بیونان شه جای بگذاشتند
سکندر کے حکم سے جگہ خالی کردی

میازار کسی را و هرگز مگیر
کسی کو اگر تو مار ڈالیگا تو کبھی تو مارا جائیگا
سخن کارگر شد پذیرفت شاه
بات اثر کر گئی سکندر نے قبول کرلی
غراب سه خایه زرین نهاد
کالی کوے نے انڈا سونے کا رکھا یعنی صبح ہوئی
بآن طشت و خایه زد این داستان
اس طشت اور خایہ سے یہ داستان بیان کی
برفتن نشیند بر بارگیر
واسطے جانے کے گھوڑے پر سوار ہووے
اشارت چنان کرد کارند زود
حکم دیا کہ جلد حاضر کرین
ز هر حکمتی ساخته دفتری
ہر ایک سے حکمت کا ایک دفتر بنا کر
نبشت از زبانی بدیگر زبان
کہ لکھے ایک زبان سے دوسری زبان مین
که گیرد دو اسپه سوی روم راه
کہ بہت جلد طرف روم کے راہ لے
همان دفتر و گوهر و خواسته
وہ سب کتابین اور جواہرات اور مال
بیونان زمین راه برداشتند
سرزمین یونان کا راستہ لیا

ز شاہ جہان روشنک بار داشت
پادشاہ جہان سے روشنک حاملہ ہوچکی تھی
صدف در شکم گوہر شہوار داشت
سیپی پیٹ مین موتی بادشاہونکے قابل رکھتی تھی

چو موکب درآمد بیونان زمین
جب سواری روشنک کی آئی زمین یونان مین
گرانبار شد گوہر نازنین
وہ نازنین موتی یعنی روشنک حاملہ تو تھی ہی

چو نہ ماہ شد کان گوہر گشاد
جب نو مہینے گذر گئے کان موتی کی کھولی یعنی وضع حمل کیا
جہان برگہر گوہری نو نہاد
جہان نے واسطے سکندر کے ایک ورنیا موتی پیدا کردیا

نہادند نامش پس از مہد بوس
رکھا نام اسکا لوگون نے بعد گہوارے کو چومنے کے
بفرمان اسکندر اسکندروس
سکندر کے حکم سے اسکندروس

ارسطو کہ دستور درگاہ بود
ارسطو کہ وزیر درگاہ کا تھا
بیونان زمین نائب شاہ بود
سرزمین یونان مین سکندر کا نائب تھا

ملکزادہ را در خرام و خورش
پادشاہزادے کو کھلانے اور پالنے مین
ہمیداد چون جان خود پرورش
اپنی جان کی طرح پرورش کرتا تھا

نگارین رخش را بناز و نوش
اُسکے خوبصورت چہرے کو ناز اور نعمت سے
نوائین دلش را بفرہنگ و ہوش
نئے دل اُسکے کو عقل اور دانائی سے

بپرورده گیر این چنین صد نگار
پرورش کرکے ایسے سو نقش یعنی لوگون کو
فرو برد خاکش سر انجام کار
نگل گئی زمین اُسکو انجام کار

ہمی پروریدی و بنواختی
پالے تو نے اور سرفراز کیے تو نے
دل و جان بمہرش فدا ساختی
دل اور جان انکی محبت مین قربان کیے تو نے

بیا ساقی آن می کہ محنت برست
آؤ ساقی وہ شراب کہ رنج دور کرنیوالی ہے
بچون من کسی دہ کہ محنت خورست
مجھ ایسے شخص کو دے کہ رنج خوردہ ہے

مگر بوی راحت بجانم دہد
شاید بو راحت کی میری جان مین پہونچادے
ز محنت زمانے امانم دہد
رنج سے کچھ دنون مجھکو فرصت دے

رفتن سکندر بزیارت خانهٔ کعبه و بدست آوردن ملک عرب

جانا سکندر کا خانۂ کعبہ کی زیارت کے لیے اور فتح کرنا ملک عرب کو

مبارک بود فال فرخ زدن
مبارک ہوتا ہے مبارک فال نکالنا
نه بر مرغ زدن بلکه شهرخ زدن
نہیں مرغ پر مارنا بلکہ شہرخ مارنا

بلندی نمودن در افگندگے
سر بلندی کرنا عاجزی میں
فراهم شدن در پراگندگے
دلجمعی سے رہنا پریشانی میں

چو شمع از درون جگر سوختن
مثل شمع کے اندر سے جگر جلانا
برون سوز شادی برافروختن
باہر سوز خوشی کا جلاتا

چو عاجز شود مرد چاره سگال
جب عاجز ہو جاتا ہے مرد تدبیر کرنیوالا
ز بیچارگی در گریزد بفال
بیچارگی سے گریز کرتا ہے طرف فال کے

کلید آرد از ریگ و سنگی بچنگ
کنجی مطلب کی نکالتا ہے ریگ اور پتھر سے
که آهن بسی خیزد از ریگ و سنگ
کیونکہ لوہا بہت پیدا ہوتا ہے ریگ اور پتھر سے

دری را که از غیب شد ناپدید
اُس دروازے کی کہ غیب سے ہوا پوشیدہ
بجز غیب دان کس نداند کلید
سوا غیب دان یعنی خدا کے کوئی کنجی نہیں جانتا ہے

به بهبود زن فال کان سود تست
عمدگی سے فال دیکھ کہ اسمیں بہتری تیری ہے
که بهبود تو اصل بهبود تست
کہ بہتری تیری در اصل بہتری تیری ہے

مرنج از نزاری که فربه شوی
دبلے پن سے رنجیدہ مت ہو کہ موٹا ہو جاویگا تو
چو گوئی کزین به شوم به شوی
جو دعا مانگے تو کہ اس سے بہتر ہو جاؤں میں بہتر ہو جاویگا تو

ز ما قرعه در کار انداختن
ہم سے سوا قرعہ پھینکنے کے اور کچھ نہیں ہوسکتا
ز کار آفرین کار ما ساختن
اور خدا سے ممکن ہے ہمارا کام بنانا

رفتن سکندر بزیارت خانه کعبه و بدست آوردن ملک عرب

درین پرده کانصاف یاری دهست — **اگر پرده گر نیاری بجاست**

اس پردے میں کہ انصاف مدد دینے والا ہے — اگر کوئی طنطنہ پردہ لاوے تو بہتر ہے

دلا پرده تنگ ست یارم تو باش — **نه پرده دران پرده دارم تو باش**

اے دل پردہ تنگ ہے تو میرا مددگار رہ — پردہ فاش کرنیوالوں سے میرا پردہ دار تو رہ

گزارنده بیت غرای من — **که شد زیب او زیب آرای من**

بیان کرنے والا اشعار روشن میرے کا — کہ ہوئی زیبائش اسکی آراستگی دینے والی میری

ق

خبر ده چنان داد کان جهانگیر شاه — **چو بر زد به گردون سر بارگاه**

یعنی راوی خبر دیتا ہے کہ اس پادشاہ جہانگیر — یعنی سکندر نے جبکہ برآسمان کے خیمہ بلند کیا

فرستادنی را در آن مرز بوم — **فرستاد با استواران بروم**

بھیجنے کے لائق چیزوں کو اس سرزمین سے — بھیج دیا ساتھ معتبر اور بہادروں کے روم میں

چو گشت از فسون جهان بی هراس — **جهان را بکلگشت نگذاشت پاس**

جب جہان کے مکروں سے بیخوف ہو گیا — جہان کا نگہبان ہوا گشت کرنے یعنی سیر کرنے سے

همه عالم از فرخی داد او — **نخورد یک جرعه بی یاد او**

تمام جہان نے اسکے عدل کی خوشخبری سے — نہ پیا ایک پیالہ بغیر یاد اسکی کے

سکندر که فرخ جهاندار بود — **شب و روز در کار بیدار بود**

سکندر کہ پادشاہ مبارک تھا — دن رات کام میں مستعد رہتا تھا

بساز جهان برد سازندگی — **نوائی نزد جز نوازندگی**

جہان کے ساز و سامان میں موافقت کرنے کی — کوئی بات نہ کرتا تھا سوا نوازش کرنے کے

جهان گرچه زیر کمند آمدش — **نکرد آنچه رغبت پسند آمدش**

جہان جب اسکی کمند کے نیچے آگیا — نہ کیا اسنے جو کچھ اسکے نفس کے پسند آیا

به آزردن کس نیاورد رای — **برون از خط عدل ننهاد پای**

کسی کے آزردہ کرنے کا کبھی ارادہ نہ کیا — خط عدل سے قدم باہر نہ رکھا

رفتن سکندر بزیارت خانۂ کعبہ و بدست آوردن ملک عرب

نیازرد کس را از گردنکشان
نہ آزردہ کیا اسنے کسی کو سرداروں سے
وگر پیر پہلو زنے را بکشت
اور اگر کسی ہمسری کرنے والے کو مار بھی ڈالا
وگر بوم شہرے زہم بر کشاد
اور اگر اسنے کسی شہر کی زمین کو ویران کردیا
زمانہ جز این خود نہ بیند صواب
زمانہ سوا اسکے اور بہتری نہیں دیکھتا ہے
سکندر کہ کرد آن عمارت گری
سکندر نے جو کی اس قدر آبادی
ز پرگار چین تا حد قیروان
سرحد چین سے سرحد قیروان تک
وثیقت طلب کرد ہر سروری
پروانہ مانگا ہر ایک جگہ کے سردار نے
وز آن تحفہا کو بود دلفریب
اور اُن تحفوں سے کہ نہایت دلپسند تھے
جہاندار فرمود کز مشکناب
سکندر نے حکم دیا کہ مشک خالص سے
از آن پس کہ چندی بر آمد برین
بعد اسکے جب چند روز گذرے اُسپر
خدیو جہان در جہان تاختن
جہان کے پادشاہ یعنی سکندر نے جہان کی سیر کرنیکیلیے

پدید آورید ایمنی را نشان
ظاہر کیے اسنے نشان امن کے
از و بہتری را قوی کرد پشت
اس سے کسی بہتر کو پشتی دی یعنی مدد کی
از آن بہ یکے شہر دیگر نہاد
اس سے بہتر ایک اور دوسرا شہر آباد کردیا
کہ این را کند خوب و آن را خراب
کہ اسکو آباد کرے اور اسکو ویران
کجا تا کجا ست سد اسکندری
کہاں سے کہاں تک سد سکندری ہوگئی
بدرگاہ او گشت یکی روان
اسکی درگاہ میں ایک قاصد روانہ ہوا
بزنہار خواہی ز ہر کشورے
واسطے پناہ مانگنے کے ہر ایک ملک سے
فرستاد ہر یک بآئین و زیب
بھیجے ہر ایک نے آراستگی اور زیبائش سے
نویسند ہر جانبے را جواب
لکھ بھیجیں ہر ایک کے پاس جواب
سرے چند زد آسمان بر زمین
سر مارا کئی بار آسمان نے زمین پر
برآراست عزم سفر ساختن
آراستہ کیا سامان سفر کرنے کا

رفتن سکندر بزیارت خانهٔ کعبه و بدست آوردن ملک عرب

سخنهای عرب خوانده بود
عرب کی کتابون کو جو وہ پڑھ چکا تھا

دران آرزو سالها مانده بود
اس آرزو مین مدتون سے سکندر تھا

که چون بر عجم دستگاهش بود
کہ جیسے عجم مین اسکو دسترس ہو چکا ہے

عرب نیز بندهٔ راهش بود
عرب بھی اسکی راہ کا غلام ہووے

همان کعبه را نیز بیند جمال
اور کعبہ معظمہ کا جمال مبارک بھی دیکھے

شود شاد ازان نقش فرخ فال
خوش ہووے اس نقش مبارک فال سے

چو ملک عجم را هم شد شاه را
جب ملک عجم کا فرمانبردار سکندر کا ہو گیا

بملک عرب راند بنگاه را
ملک عرب کی طرف روانہ کیا خیمہ

بخروارها گنج زر برگرفت
ڈھیرون یعنی بیشمار سونے کے خزانے ساتھ لیے

بعزم بیابان ره اندر گرفت
جنگل کے ارادے مین راہ سفر کی لی

سران عرب از زر افشان او
سردار عرب کے اسکی سخاوت سے

سر آورده بر خط فرمان او
اسکے خط فرمان پر سر لائے یعنی مطیع ہو گئے

چو دیدند فیروزی لشکرش
جب دیکھی اسکے لشکر کی فتحمندی

عرب نیز گشتند فرمانبرش
عرب لوگ بھی اسکے مطیع ہو گئے

چنان تاخت بر کشور تازیان
ایسا حملہ کیا عربون کے ملک

که زو تازیان را نیامد زیان
کہ اس سے عربون کا کچھ نقصان نہوا

بهر منزلی کو عنان کرد خوش
جس منزل کی طرف کہ اسنے باگ پھیری

بمهمان نزل بردند هم پیشکش
مہمانی مین لے گئے اسکے اور نذرین دین اسکو

بخورده خورشهای بایستنی
ایسے کھانے کے لائق کھانے جو نہ کھائی تھے

هم از گوسپندان شایستنی
اور اچھی عمدہ بکریون سے

باندازه دسترسهای خویش
اپنے اپنے مقدورون کے موافق

کشیدند بسیار گنجینه پیش
لائے آسکے یعنی سکندر کے آگے بہت خزانے

رفتن سکندر بزیارت خانهٔ کعبه و بدست آوردن ملک عرب

هم از تازی اسپان صحرا نورد
کبھی عربی گھوڑوں جنگل میں چلنے والوں سے
هم از نیزهٔ خطی سه ارش
کبھی بڑے اور سیدھے نیزوں سے
شتر نیز هم ناقه هم بیشراک
اونٹ بھی اور ناقے بھی جوان اور ناکتخدا
ادیم و دگر تحفهای غریب
چمڑے اور اور نادر تحفے
زمان تا زمان از پی جاه او
زمانے سے زمانہ یعنی بہت اسکے مرتبے کے لائق
جهاندار کان دید بگشاد گنج
سکندر نے جو وہ دیکھا کھول دیا خزانہ
همه بادیه فرش اطلس کشید
تمام جنگل میں فرش اطلس کا بچھایا
سوی کعبه شد رخ برافروخته
کعبے کی طرف چلا منہ اوجالا کیے ہوئے
قدم بر سر ناف عالم نهاد
قدم جہان کے سر ناف پر رکھا
چو پرگار گردون در آن جایگاه
مثل پرکار آسمان کے اس جگہ
طوافی کز و نیست کس را گزیر
ایسا طواف جس سے کسی کو چارہ نہیں ہے

هم از تیغ چون آب زهر آب خورد
اور آبدار تلواروں زہر میں بجھی ہوئی سے
سنانش بخون یافته پرورش
کہ انکی انیاں خون سے پرورش پائے ہوئے
شتابنده چون باد و از گرد پاک
دوڑنے والے مثل ہوا کے اور گرد سے پاک
هم از جنس گوهر هم از جنس طیب
کبھی اقسام جواہرات اور خوشبویات سے
کشیدند جمله بدرگاه او
کھینچے سب اسکی درگاہ میں
بخروارها گشت پیرایه سنج
گٹھڑیوں ہوا لباس جمع کرنے والا
زمین زیر یاقوت شد ناپدید
زمین نیچے جواہرات کے چھپ گئی
حساب مناسک در آموخته
عبادت کے طریقے خوب سیکھے ہوئے
بسی ناف کز ناف عالم گشاد
بہت نافے جہان کی ناف سے کھولے
بپای پرستش بپیمود راه
پرستش کے قدموں سے راہ طے کی
برآورد و شد خانه را حلقه گیر
بجالایا اور ہوا خانۂ کعبہ کا حلقہ پکڑنے والا

رفتن سکندر بزیارت خانہ کعبہ و بدست آوردن ملک عرب

نخستین در کعبہ را بوسہ داد
پہلے در کعبہ کو سکندر نے بوسہ دیا

بر آن آستان زد سر خویش را
اس چوکھٹ پر اپنے سر کو رکھ دیا

درم داد و نش بود گنج روان
روپیے اشرفیاں دیا اُسکا خزانہ تھا یعنی بہت

چو در خانہ را استان کرد جای
جب خانۂ کعبہ میں جا کر بیٹھا

ہمہ خانہ در گنج و گوہر گرفت
تمام کعبے کو جواہرات اور خزانے سے بھر دیا

چو شرط پرستش بجا آورید
جب شرط عبادت کی بجا لا کر فارغ ہوا

یمن را برافراخت از گرد خیل
ملک یمن کو عزت دی گھوڑوں کی گرد سے

دگر شد در آمد بملک عراق
بعد اسکے آیا ملک عراق میں

بریدی در آمد چو آزادگان
کہ اس اثناء میں ایک قاصد آپہونچا

کہ شاہ جہان چون جہان رام کرد
اور یہ عرض کیا کہ حضور نے تمام جہان کو مطیع کر لیا

چرا کار ارمن فرو ہشت ست
پھر شہر ارمن کے لینے میں کیوں سستی کی

پناہندۂ خویش را کرد یاد
اپنے پناہ دینے والے یعنی خدا کو یاد کیا

خزینہ بسے داد درویش را
خزانہ بہت دیا فقیرون کو

شتر داد و نش کاروان کاروان
اونٹ دیے اسنے قافلوں کے قافلے

خداوند را شد پرستش نمای
خدا تعالے کی عبادت میں مصروف ہوا

در و بام در مشک و عنبر گرفت
دروازے اور کوٹھوں کو مشک و عنبر سے بسایا

ادیم یمن زیر پا آورید
پھرے یعنی ملک یمن کی طرف گیے

چنان چون ادیم یمن از سہیل
جیسا کہ چمڑہ یعنی زمین یمن سہیل سے روشن ہے

سوی خانۂ خویش کرد اتفاق
اور وہان سے اپنے مکان کی طرف چلا

نہ فرماندہ آذر آبادگان
آذر آبادگان کے حاکم کے پاس سے

ستم را نہ عالم تہی نام کرد
اور تمام جہان سے ظلم کا نام مٹا دیا ہے

نگر دان بر و بوم را باز جست
اور اس سرزمین کی خواہش کیوں نہ کی

بہ صبح تو آن بوم نزدیک تر
تیرے صبح یعنی اقبال سے بہت قریب ہے
بارمن بآتش پرستی کنند
شہر ارمن میں لوگ آتش پرستی کرتے ہیں
در انجا زگردیست عالی نژاد
وہاں ایک بڑا زبردست پہلوان ہے
دوالی بنام آن سوار دلیر
اور اس پہلوان کا نام دوالی ہے
دلیران ارمن ہوا خواہ او
شہر ارمن کے تمام پہلوان اسکے مطیع ہیں
ہمہ بادہ بر یاد او می خورند
سب لوگ اسی کے نام پر شراب پیتے ہیں
اگر شاہ نارد برو تاختن
اگر بادشاہ یعنی حضور آپ سپر فوج کشی نہ کرینگے
جہاندار کین زور بازو شنید
سکندر نے جو یہ اسکی بہادری کا حال سُنا
بارمن ورآمد چو دریای تند
جب سکندر ارمن میں مثل دریا سے مواج کے آیا
فرو شست زالایش آن بوم را
صاف کیا کفر سے اس سرزمین کو
برافگند رسم و راہ بدان
مٹا دیے وہاں کے برے آئین اور رسمین

چرا ماند از شام تاریک تر
پھر کیون رہے شام سے زیادہ تاریک
دگر شاہ را زیردستی کنند
دوسرے بادشاہ کی سب رعایا ہین
کہ از رزم رستم نیارد بیاد
جو رستم کی بہادری کی کچھ حقیقت نہین سمجھتا
برآرد دوال از تن تند شیر
جو مست شیر کے بدن سے تسمہ نکالتا ہے
کمر بستہ بر رسم و بر راہ او
اسی کی رسم و راہ پر کمر باندھے ہین
خراج ولایت بدو می برند
تمام شہر کا خراج اسی کے پاس لیجاتے ہین
ز ما خواہد این ملک پرداختن
ہم سے وہ یہ ملک خالی کرائے گا
سپہ راند بابل بارمن کشید
بابل سے ارمن کی طرف لشکر کشی کی
صبا را شد از گرد او پای کند
ہوا کے پاؤن اسکے لشکر کی گرد نے سست کیے
پسند آمد ارمن شہ روم را
شہر ارمن سکندر کو بہت پسند آیا
پرستیدن آتش موبدان
اور آتش پرستی کرنا آتش پرستون کا

وزانجا شبیخون برانجاز کرد
اور وہان سے شبخون شہر انجاز پر مارا

تبیرہ بغریدن افتاد باز
نقارہ لڑائی کا پھر بجنے لگا

بہر قلعہ کو داد پیغام خویش
جس قلعے مین کہ سکندر نے اپنی آمد کا پیام دیا

دو والی سپہدار انجاز بوم
دو والی حاکم مقام انجاز نے

دو وال کمر بر وفا کرد چست
پیٹی محبت یعنی صلح کی کمر پر مضبوط باندھی

روان کرد موکب چو کار آگہان
روانہ کیا لشکر کو مثل داناؤن کے

بسے گنجہائے گرانمایہ برد
اور بہت بیش قیمت خزانے اپنے ساتھ لیجا کر

درآمد بدرگاہ و بوسید خاک
بعد اسکے خود حضور مین حاضر ہو کر آداب شاہی بجالایا

سکندر جہاندار گیتی نورد
سکندر ایسے پادشاہ سیاح نے

نوازشگری را باورا داد
بہت مہربانی اسپر فرمائی

بپرسید اوّل باواز نرم
پہلے اس سے نرم آواز سے حال پوچھا

درکین برانجازیان باز کرد
انجاز والون پر دروازہ لڑائی کا کھولا

سرنیزہ با آسمان گفت راز
نیزے آسمان سے باتین کرنے لگے یعنی بلند ہوے

کلید در قلعہ بردند پیش
قلعے کے دروازے کی کنجیان اسکے سامنے لوگ لائے

چو دانست کامد شہنشاہ روم
جب سنا کہ سکندر پادشاہ آگیا

دل روشن از کینہ شاہ شست
اپنے روشن دل کو اسنے سکندر کی دشمنی سے پاک کر دیا

ببوسیدن دست شاہ جہان
واسطے بیعت پادشاہ جہان یعنی سکندر کے

بگنجینہ داران خسرو سپرد
سکندر کے خزانچیون کے حوالے کیے

دل از دعوی دشمنی کرد پاک
اپنے دل کو دشمنی کے دعوی سے اسنے پاک کیا

چو دید آنچنان مردی آزاد مرد
جب اس آزاد مرد کو اس صورت سے دیکھا

بنزدیک تختش وطن گاہ داد
تخت کے قریب اسکو بیٹھنے کے لیے جگہ دی

بشیرین زبانی دلش کرد گرم
اور شیرین زبانی سے اسکا دل نرم کرلیا

رفتن سکندر بزیارت خانہ کعبہ وبدست آوردن ملک عرب

بفرمود تا خازن زود سیر | کند پیل بالا برو گنج ریز

حکم دیا کہ خزانچی جلد حاضر ہو | اُسپر ہاتھی کے قد کے برابر خزانہ قربان کرے

سزاوار او خلعتی شاہوار | برآراید از طوق و از گوشوار

اُسکے لائق ایک شاہانہ خلعت | مع طوق اور گوشوار سے کے آراستہ کرے

ز دیبا و گوہر ز شمشیر و جام | دہد زینت پادشاہی تمام

دیبا اور موتی اور تلوار اور جام سے | اسکو شاہانہ طور پر زینت دے

چنان کرد گنجور کار آزمای | کہ فرمود شاہنشہ خوب رای

ویسا ہی تیار کر دیا دانا خزانچی نے | جیسا اُس نیک تدبیر بادشاہ یعنی سکندر نے فرمایا

دوالی ملک چون بہ نیک اختری | بپوشید سیفور اسکندری

دوالی بادشاہ نے جو خوش نصیبی سے | پہنا خلعت سکندر کا عطا کیا ہوا

ز طوق زر و تاج گوہر فشان | شد از سرفرازان گردنکشان

سونے کے طوق اور مرصع تاج سے | ہوا وہ اور بادشاہون سے سرفراز

بشکر شہنشہ زبان بر کشاد | ز ایزد برو آفرین کرد یاد

سکندر کے شکرانے مین اُسنے زبان کھولی | خدا سے سکندر کے لیے دعا مانگی

ز شاہ بندہ تر شد در آن بندگی | سرافراز شد از سرافگندگی

نہایت مستعد ہو گیا اطاعت کرنے مین | سرفراز ہو گیا اور بھی اطاعت کرنے سے

میان بست بر خدمت شہریار | وز آن پس ہمہ خدمتش بود کار

کمر باندھی اُسنے سکندر کی خدمت پر | اور بعد اُسکے ہمیشہ اطاعت مین مصروف رہا

بخسرو پرستی چنان خاص گشت | کہ از جملہ خاصگان در گذشت

سکندر کی فرمانبرداری مین ایسا خاص ہوا | کہ وہ اُسکے تمام خاص لوگون سے بڑھ گیا

بآن مرز روشن تر از صحن باغ | فروزندہ شد چشم شہ چون چراغ

اُس صحن باغ سے زیادہ سرسبز زمین پر | روشن ہو گئی آنکھ بادشاہ کی مثل چراغ کے

رفتن سکندر بزیارت خانہ کعبہ و بدست آوردن ملک عرب

سوادی چنین دید دارای دهر
ایسا شہر دیکھا حاکم زمانہ یعنی سکندر نے

چنین گفت دانای دهقان پیر
ایسا بیان کیا ہے پرانے مورخ نے

درآن بوم آراسته چون بهشت
اس مثل بہشت کے آراستہ سرزمین مین

بفرمود بر خاک آن مرز و بوم
اس شہر کی سرزمین پر سکندر نے بنائی

تماشاکنان رفت زان مرحله
سیر کرتا ہوا گیا اس مقام سے

دو هفته کم و بیش در کوه و دشت
دو ہفتے یا کچھ کم زیادہ جنگلون اور پہاڑون مین

چو از مرغ و ماهی تهی کرد جای
جب مرغ اور ماہی سے اس جگہ کو خالی کر دیا

ز تعظیم آن زن خبردار بود
مگر سکندر اس عورت کی عظمت کا حال سن چکا تھا

جهان سبز دید از بسی کشت و رود
اس شہر کو دریا اور کھیتون سے سکندر نے سرسبز دیکھا

بیا ساقی آن می که جان پرورست
آ اے ساقی وہ شراب کہ روح پرور ہے

درین غم که از تشنگی سوختم
اس غم مین کہ پیاس سے جل رہا ہون مین

بر آسود زان خرمی یافت بهر
پہنچ سے آرام کیا اور خوشی سے بہرہ مند ہوا

که تغلیس زو شد عمارت پذیر
کہ شہر تغلیس کو سکندر نے وہان پر آباد کیا

شب و روز جز تخم نیکی نکشت
رات دن اس نے سوا تخم نیکی کے کچھ نہ بویا

اساسی نهادن بر آیین روم
عمارت مثل ملک روم کے

عنان کرد بر صید صحرا یله
باگ جنگل کے شکار پر چھوڑ دی

بصید افگنی راه را می نوشت
شکار کرتے ہوئے راہ کو طے کیا

بنوشابه بردع آورد پای
نوشابہ کے ملک بردع مین پہنچا

که با ملک و با مال بسیار بود
کہ اسکے پاس ملک و مال بہت ہے

بسر سبزی آمد برانجا فرود
سرسبزی دیکھکر سکندر وہان اتر پڑا

چو آب روان تشنه را درخورست
مثل آب رواں کے پیاسے کے لائق ہے

بمن ده که می خوردن آموختم
مجکو دے کہ مین نے شراب پینا سیکھا ہے

رفتن سکندر بزیارت خانهٔ کعبه و بدست آوردن ملک عرب

رفتن سکندر در ملک بردع

پہونچنا سکندر کا ملک بردع میں

خوشا ملک بردع که اقصای وی
کیا اچھا ہے ملک بردع کہ گوشے اسکے

نه اردی بهشت است بی گل نه دی
بہار ہی نہیں بلکہ خزان مین بھی پھول اسمین رہتے

تموزش گل کوهسارے دهد
گرمیان اسکی سرسبزی پہاڑکی دکھاتی ہین

زمستان نسیم بهاری دهد
جاڑا وہان کا نسیم بہار کا لطف دیتا ہے

بهشتی شده بیشه پیرامنش
اسکے گرد کا جنگل مثل بہشت کے ہے

اگر کوثری بسته بر دامنش
اور اسکے کنارے نہرین مثل بہشت کے ہین

سوادش ز بس سبزه و مشک بید
میدان اسکا کثرت سبزہ اور مشک بید سے

چو باغ ارم خاصه باغ سفید
مثل باغ بہشت کے ایک سفید باغ خصوصاً

ز تیهو و دراج و کبک و تذرو
بوسے اور تیتر اور چکورا اور جنگلی مرغیون سے

نیابی تهی سایهٔ بید و سرو
کسی سرو اور بید کے درخت کا سایہ خالی نہ تھا

گراینده بومش بآسودگی
اسکی زمین آرام کی طرف رغبت دلانیوالی

ز شستن خاکش نه آلودگی
صاف خاک اسکی میل کچیل سے

همه سال ریحان او سبز شاخ
سال بھر برابر وہان کے سبزی کی بیلین ہری رہتی ہین

همیشه درو ناز و نعمت فراخ
ہمیشہ اس مین ناز اور نعمت زیادہ

علف گاه نخچیران آن کشور او
وہ اس ملک کی چرندون کی چراگاہ ہے

اگر شیر مرغت بباید درست
اگر چڑیون کا دودھ بھی ضرورت ہو تو وہان تھا

زمینش بآب زر آغشته اند
یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکی زمین پر سونیکا ملمع کیا ہے

تو گوئی درو زعفران کشته اند
یا یہ سمجھنا چاہیے کہ اسمین زعفران بویا ہے

خرامنده بر سبزهٔ آن زمی — خیالی نه بیند بجز خرمی
چلنے والا اس شہر کے سبزہ پر — خیال میں کوئی نہیں آتا ہے سوا خوشی کے

کنون تخت آن بارگه گشت خرد — دبیقی و دیباش را باد برد
اب تخت اس بارگاہ کا چور چور ہو گیا — دبیقی اور دیبا اسکی کو ہوا نے برباد کر دیا

فرو ریخت آن تازه گلها ز بار — وزان نار و نرگس برآمد غبار
گر گئے وہ تازہ پھول بوجھ کی وجہ سے — آن انار اور نرگس میں خاک اوڑنے لگی

بجز هیمهٔ خشک و سیلاب تر — نه بینی دران بیشه چیزی دگر
سوا خشک لکڑیوں اور رواں پانی کے — نظر نہیں آتا ہے اس جنگل میں اور کچھ

همانا که آن رستنیهای چست — نه از دانه کز دامن عدل رست
بیشک وہ سرسبزی جو جلد پیدا ہوئی تھی — بیج بونے سے نہیں بلکہ عدل سے اگی تھی

گر آن پرورش یابد امروز باز — ازان به بود آستین را طراز
اگر آج کے دن پھر اسی طرح وہ پائی جائے — اس سے بہتر ہو جیسے آستین کے بیل بوٹے

ولی گر فراغت بود شاه را — ز نو زیوری بخشد آنگاه را
لیکن اگر فرصت اور توجہ ہو بادشاہ کی — نئے سرے آراستگی دے اس جگہ کو

هروم لقب بود زآغاز کار — کنون بردعش خواند آموزگار
ہروم اسکا لقب مشہور تھا ابتدا سے — اب اسکو بردع کہا ہے مورخ نے

دران بوم آباد جای جهان — زمانه بسی گنج دارد نهان
اس سرزمین میں جہاں ایسے عظیم الشان لوگ تھے — زمانہ بہت پوشیدہ خزانے رکھتا ہے

بدین خرمی گلستانی کجاست — بدین فرخی گنجدانی کجاست
اس سرسبزی کا کوئی باغ کہاں ہے — اس مبارکی کا کوئی خزانہ کہاں ہے

هنوز اندران کشور مال سنج — زمین گر بکاوند یابند گنج
ابھی اس مالدار ملک میں — زمین اگر کھودیں ضرور خزانہ نکلے

رفتن سکندر در ملک

سکندر در ملک بردع

چنین گفت گنجینه دار سخن | که سالار آن گنجدان کهن
اس طرح بیان کیا ہے مورخ نے | کہ سردار اُس پرانے جائے خزانہ کی

زنی حاکمه بود نوشابه نام | همه ساله با عشرت و نوش جام
ایک حاکم عورت تھی نوشابہ اسکا نام تھا | ہمیشہ عیش و عشرت اور مست رہتی تھی شراب مین

چو طاؤس نر خاصه در نیکوی | چو آهوی ماده زبی آهوی
مثل خاص نر طاؤس کے خوبصورتی مین | مثل مادہ ہرنی کے عیب سے پاک

قوی رای و روشن دل و نغز گوی | فرشته منش بلکه فرزانه خوی
نہایت عقلمند اور روشن دل اور شیرین گفتار | فرشتہ عادت تھی بلکہ عقلمند طبیعت

هزارش زن بکر در پیشگاه | بخدمت کمر بسته هر یک چو ماه
ہزاروں باکرہ عورتین اسکے حضور مین | نہایت خوبصورت خدمت کے لیے کمر باندھے ہوے

برون از کنیزان چابک سوار | غلامان شمشیر زن سی هزار
سوا چابک سوار لونڈیون کے باہر | غلام تیس ہزار ہتیار بند

نگشتی ز مردان کسی بر درش | وگر چند نزدیک بودی برش
نہ جاتا تھا مردون سے کوئی اسکے دروازے پر | اور اگر کوئی اسکے نزدیک بھی تھا باہر

بجز زن کسی کارسازش نبود | بدیدار مردان نیازش نبود
سوا عورتون کے کوئی اسکا کارکن نہ تھا | مردون کے دیکھنے کی اسکو خواہش نہ تھی

ز ناداشتن رای زن در سرای | بکد بانوی فارغ از کدخدای
مشورہ کار نہ رکھنے سے اپنے گھر مین | شادی کرنے اور شوہر بنانے سے آزاد

غلامان باقطاع خود تاخته | وطن گاه از بهر خود ساخته
غلام اپنی جاگیر اور منصبون پر دوڑتے تھے | علیحدہ اپنے لیے ایک مکان بنائے ہوے

کسی از غلامان ز بس قهر او | ندیده درون در شهر او
کسی نے غلامون سے اسکے رعب سے | نہ دیکھا اسکے شہر کے اندر کا دروازہ

بهرجا که پیکار فرمودشان
جس جگہ کہ لڑائی کا حکم دیتی اُن لوگون کو
فریضه ترین کار آن بود شان
فرض زیادہ وہ کام تھا اُن لوگون کو

سکندر چو لشکر بصحرا کشید
سکندر نے جو لشکر طرف جنگل کے کھینچا
سراپرده را بر ثریا کشید
خیمے کو ثریا کی بلندی پر استادہ کیا

در آن خرم آباد مینو سرشت
اُس مبارک شہر بہشت صورت مین
فرو ماند حیران ز بس کار و کشت
حیران ہوا دیکھکر وہان کی کھیتی اور سامان

بپرسید کین بوم فرخ کراست
دریافت کیا سکندر نے کہ یہ مبارک شہر کس کا ہی
کدامین تهمتن درین پادشاست
کون بہادر اس مین پادشاہ ہے

نمودند کین مرز آراسته
بتلایا لوگون نے کہ یہ آراستہ شہر
زنی راست یا این بسی خواسته
ایک عورت کا ہے جو نہایت مالدار ہے

زنی از بسی مرد چالاک تر
ایک عورت ہے مردون سے زیادہ چالاک
بگوهر ز دریا بسی پاک تر
دریا کے موتیون سے زیادہ پاک ہے

قوی رای و روشندل و سرفراز
نہایت عقلمند اور روشندل اور سربلند
بهنگام سختی رعیت نواز
سختی کے وقت پر رعیت پر مہربانی کرنیوالی

بمردی کمر بر میان آورد
جوانمردی سے پٹکا کمر پر باندھے رہتی ہے
تفاخر به نسل کیان آورد
کیانیون کی نسل پر فخر کر رہی ہے

کله دارئیش هست و او بی کلاه
تاجداری اُسکو حاصل ہی اور وہ بے ٹوپی کی ہے
سپه دارد و او را نه بیند سپاه
سپاہ کی سردار ہے مگر اسکو سپاہ نہین دیکھتی ہے

غلامان مردانه دارد بسی
غلام مردانہ بہت اُسکے پاس ہین
نه بیند ولی روی او را کسی
لیکن اسکی صورت کوئی دیکھنے نہین پاتا ہے

زنان سمن سینه و سیم ساق
عورتین نرم سینہ اور گوری رانین
بهر کار با او کنند اتفاق
ہر کام مین اُسکے ساتھ اتفاق کرتی ہین

همه نارپستان و بالا چو تیر
سب کی چھاتیان شکل انار کا اور قد شکل تیر کے
کجا قاقمے یا حریرست نرم
جس جگہ قاقم یا نرم حریر ہے
فرشته در ایشان نه بیند دلیر
فرشتہ بھی دلیری سے ان لوگونکو نہین دیکھتا ہے
درخشنده هر یک ایوان باغ
جلوہ گر ہے ہر ایک باغ کے محل مین
نظر طاقت آن ندارد ز نور
نظر اسقدر طاقت نہین رکھتی ہے روشنی سے
بگوش کسی کاید آواز شان
جس شخص کے کان مین کہ انکی آواز آتی ہے
ز لعل و ز دُر گردن و گوش پُر
لعل اور موتیون سے گردنین اور کان انکی بھری رکھتے
ندانم چه افسون فرو خوانده اند
نہین جانتا ہون مین کیسا افسون پڑھا ہے
ندارند زیر سپهر کبود
نہین رکھتی ہین نیچے اس نیلے آسمان کے
زنی پاک پیوند فرمانروا
ایک عورت پاکدامن اور حاکم شہر
صنمخانها دارد از قصر و کاخ
بہت بتخانے اور محل اور مکان رکھتی ہے

زپستان هر یک شکر خورده شیر
ہر ایک کی چھاتیون مین شکر گھلی ہوئی ہے
بلرزد بر اندام ایشان ز شرم
کانپتی ہے انکے جسم پر شرم سے
وگر بیند افتد ز بالا بزیر
اور جو دیکھتا ہے بلندی سے نیچے گر پڑتا ہے
چو در روز خورشید و در شب چراغ
جیسے دن کو آفتاب اور رات کو چراغ
که بیند در ایشان ز نزدیک و دور
کہ دیکھے ان لوگون کو دور اور نزدیک سے
سر خود کند در سر ناز شان
سر اپنا ان پر سے قربان کرتا ہے
لب از لعل کانی و دندان ز دُر
ہونٹھ انکے معدنی لعل سے اور دانت موتیون سے
کز آشوب شهوت جدا مانده اند
کہ جوش خواہش نفسانی سے دور ہین
رفیقی بجز باده و بانگ رود
کوئی ساتھی سوا شراب اور آواز رود کے
بر ایشان فروبسته دارد هوا
انپر ہوا کی راہ بند کئے رہتی ہے
بر آن لعبتان کرده درها فراخ
ان عورتون پر انکے دروازے کشادہ ہین

اگرچه پس پرده دارد نشست
اگرچہ وہ پیچھے پردے کے بیٹھی رہتی ہے

همه روز باشد عمارت پرست
مگر تمام دن وہ آبادی کی فکر مین رہتی ہے

سرای ملوکانه دارد بلند
مکان بلند مثل پادشاہون کے رکھتی ہے

بساطی کشیده درو ارجمند
اُسمین ایک عمدہ اور مکلف فرش بچھا ہوا

ز بلور تختی بر انگیخته
بلور کا ایک تخت نفیس بچھائے ہوئے

بخروار گوهر برو ریخته
ڈھیرون موتی اُسپر بکھرے ہوئے

ز بس شب چراغ آن گرانمایه گاه
بہت قیمتی لعل اُس تخت مین لگے ہوئے

بشب چون چراغست رخشنده ماه
رات کو جو مثل چراغ اور چاند کے چمکتے ہین

نشیند بر آن تخت هر بامداد
بیٹھتی ہے وہ اس تخت پر صبح کو

کند شکر بر آفریننده یاد
کیا کرتی ہے اپنے پیدا کرنیوالے یعنی خدا کا شکر

عروسانه او کرده بر تخت جای
عروسون کی طرح وہ تخت پر بیٹھتی ہے

عروسان دیگر بخدمت بپای
اور عورتین اسکی خدمت کو پائین کھڑی رہتی ہین

شب و روز با باده و بانگ رود
رات اور دن شراب اور رود کی آواز کا

تماشاکنان زیر چرخ کبود
جلسہ دیکھا کرتی ہے نیچے نیلے آسمان کے

گذشت از پرستیدن کردگار
گذر کر خدا پرستی یعنی عبادت سے

بجز خواب و خوردن ندارند کار
سوا کھانے اور سونے کے اُنکو اور کام نہین ہے

زنی کاردان با همه کان و گنج
مگر وہ واقف کار اور ذی مقدور عورت یعنی نوشابہ

ز طاعت نهد بر تن خویش رنج
عبادت خدا سے اپنی ذات پر تکلیف اٹھاتی ہے

ز پرهیزگاری که دارد سرشت
پرہیزگاری سے کہ اسکی عادت مین ہے

نخسپد در آن خانه چون بهشت
نہین سوتی ہے اس بہشت ایسے مکان مین

دگر خانه دارد ز سنگ رخام
دوسرا ایک مکان رکھتی ہے سنگ رخام کا

شب آنجا رود ماه تنها خرام
رات کو تنہا وہ ماہ وش وہان جاتی ہے

کھانے اور سونے یعنی بے فکری کے خدا کی عبادت سے بھی کام نہین ہے یا یہ کہ بعد عبادت خدا اور اپنے کھانے اور سونے وغیرہ حوائج ضروریہ کے اور کوئی کام نہین ہے ۱۲

زنی کاردان با همه

سکندر در ملک بردع

در آنخانه آن شمع گیتی فروز
اُس مکان مین وہ شمع جہان روشن کرنیوالی
خدا را پرستش کند تا بروز
خدا کی عبادت کرتی ہے صبح تک

بمقدار آن سر در آرد بخواب
اُتنی دیر تک سر نیند مین جھکاتی یعنی سوتی ہے
که مرغی فرود آورد سر بآب
جتنی دیر تک چڑیا پانی پینے کو سر جھکاتی ہے

دگر بار با آن پری پیکران
پھر اُن خوبصورت عورتون کے ساتھ
خورد می برآواز رامشگران
شراب پیتی ہے ناچ اور گانے کے ساتھ

شب و روز زینگونه دارد عنان
رات اور دن یہی اُسکا طریقہ ہے
بروز اینچنین چون شب آید چنان
دن کو اس طرح اور رات کو اس طرح

نه شب فارغ است از پرستشگری
نہ رات کو غافل ہے عبادت کرنے سے
نه روز از تماشای جان پروری
نہ دن کو سیر اور جلسون مین دل بہلانے سے

خورند از پی او و یاران او
کھاتے ہین اسکے اور اُسکے یارون کے لیے
غم کار او کارداران او
غم اُسکے کام کا خدمت کرنیوالے اُسکے

شه این داستان را پسندیده داشت
پادشاہ یعنی سکندر نے اسکا حال سُنکر اُسکو پسند کیا
تمنای آن نقش نادیده داشت
اسکی صورت بغیر دیکھے اُسکی آرزو اُسکے دل مین ہوئی

نشستنگهی دید ز آب و گیا
ایک قیامگاہ دیکھی جہان سبزہ بھی تھا اور پانی بھی
بگوهر گرامی تر از کیمیا
قیمت مین بیش قیمت زیادہ کیمیا سے

در آن جای آسود با رود و جام
اُس جگہ آرام کیا شراب اور ناچ مین
برآسود یکچند و شد شادکام
مصروف رہا تھوڑے دن اور بہت خوش ہوا

چو نوشابه دانست کاورنگ شاه
جب نوشابہ کو معلوم ہوا کہ سواری سکندر کی
بفال همایون درآمد ز راه
مبارک فال سے یہان آگئی ہے

پرستشگری را برآراست کار
اطاعت کے لیے سامان آراستہ کیا
برانداز پایهٔ شهریار
موافق اعزاز پادشاہ یعنی سکندر کے

رفتن سکندر بملک

فرستاد نزلی سزاوار او | کمر بست بر خدمت کار او
بھیجا سامان مہمان نوازی کا لائق سکندر کے | کمر باندھی سکندر کی خدمت کے لیے

برون از بسی چارپائی گزین | چه از بهر مطبخ چه از بهر زین
سوا بہت عمدہ چارپایون کے | کیا باورچیخانے کے لیے کیا سواری کے لیے

بسی چیزہا کہ زان بوم رست | برنگ و برونق دلاویز و چست
اور عمدہ چیزین جو اُس زمین مین پیدا ہوتی تھین | رنگ اور رونق مین نفیس اور دل چسپ

خورشہای شاہانہ و مشکبوی | طبقہای مشک از پی دست شوی
کھانے قابل پادشاہون کے اور خوشبودار | طباق مشک کے اُسکے ہاتھ دھونے کے لیے

دگرگونہ از میوہ بسیار چیز | ز شہد و شکر چند خروار نیز
اور بہت چیزین میوے کی قسم سے | شہد اور شکر کے بھی بہت ڈھیر

می و نقل و ریحان مجلس فروز | کشیدند زینگونہ تا چند روز
شراب اور نقل اور سبزی مجلس آراستہ کرنیوالی | بھجوائے اسی طرح کئی دن تک

جداگانہ نیز از پی مہتران | فرستاد ہر روز نزلی گران
اور اُسکے سردارون کے لیے علحدہ | بھیجتی ہر روز ایک قیمتی ضیافت

ز بس مردمیہا کہ آن زن نمود | زبان بر زبان ہر کسش می ستود
اس قدر خاطرداری کہ وہ عورت کرتی تھی | ہر ایک کی زبان سے نوشابہ کی تعریف نکلتی تھی

ملک را بدیدار آن دلنواز | زمان تا زمان بیشتر شد نیاز
سکندر کی اُس دلنواز عورت دیکھنے کے لیے | دمبدم خواہش زیادہ ہوتی تھی

بدان تا خبر یابد از راز او | ببیند دران مملکت ساز او
اُس سبب سے تاکہ اُسکے بھید سے خبر پاجائے | دیکھے اُسکی سلطنت کا پورا سامان

قدمگاہ او بنگرد تا کجاست | حکایت دروغست یا ہست راست
اُسکی حد سلطنت یا کارخانہ دیکھے کہ کیسا ہے | یہ دولت جو مشہور ہے وہ جھوٹ ہے یا سچ

رفتن سکندر در ملک

رفتن سکندر نزد نوشابه بلباس سفارت

جانا سکندر کا نوشابہ کے پاس قاصدون کے بھیس مین

چو شد بیزر انعل زربست روز
جب دن کے گھوڑے کے سنہرے نعل باندھے گئے

بر آمد بزرین شاه گیتی فروز
بیٹھا زین پر پادشاہ جہان کا روشن کرنیوالا

بر سم رسولان بر آراست کار
ایلچیون کے طور پر سکندر نے اپنا بھیس بدلا

سوئے نازنین شد فرستاده کار
پاس اس نازنین یعنی نوشابہ کے چلا قاصد بنکر

چو آمد بدہلیز درگه فراز
جب نوشابہ کی درگاہ کی دہلیز پر پہونچا

زمانی بر آسود زان ترکتاز
تھوڑی دیر آرام کیا چلنے سے

درون درگهی دید چون آسمان
اسکے اندر ایک بارگاہ مثل آسمان کے بلند دیکھی

زمین بوس او هم زمین هم زمان
اسکی زمین بوسی کرنیوالی زمین اور زمانہ

پرستندگان زو خبر یافتند
لونڈیون نے جو اسکی خبر آمد کی سنی

بر بانوی خویش بشتافتند
اپنی بی بی یعنی نوشابہ کے پاس گئین

نمودند کز درگه شاه روم
بیان کیا کہ درگاہ شاہ روم یعنی سکندر سے

کزو فرخی یافت این مرز و بوم
جس سے اس زمین نے آبرو پائی ہے یعنی وہ بیان موجود ہے

رسولی رسیدست بارای و هوش
اسکا ایک قاصد نہایت عقلمند آیا ہے

پیام آوری چون فرشته خموش
وہ ایک قاصد ہے یا فرشتے کی طرح خاموش ہے

ز سر تا قدم صورت بخردی
سر سے پا تک عقلمندی کی وہ تصویر ہے

پدیدار ازو فره ایزدی
اسکے چہرے سے ظاہر شان خدا کی ہے

بر آراست نوشابه درگاه را
آراستہ کرایا نوشابہ نے اپنی بارگاہ کو

بزر در گرفت آهنی راه را
سونا بچھوا دیا اس لوہے کی یعنی مشکل راہ مین

رفتن سکندر

نزد نوشابه بلباس سفارت

پری‌چهرگان را بصد گونه زیب
ان خوبصورت عورتون کو سو طرح کی زیبایش سے

صف اندر صف آراسته آن لغیب
قطار قطار آراستہ کیں اُس لعبت یعنی نوشابہ نے اور خود

برآمود گوهر بمشکین کمند
اپنی سیاہ زلفون مین موتی گوندھے

فروهشت بر گوهر آگین پرند
اور چھوڑدین موتی ٹکی ہوئی چادر پر

درآمد بجلوه چو طاؤس باغ
جلوے مین آئی مثل طاؤس باغ کے

درخشان و خندان چو روشن چراغ
چمکتی ہوئی اور خوش مثل روشن چراغ کے

بر اورنگ شاهنشهی بر نشست
تخت پادشاہی پر بیٹھ گئی

گرفته سعنبر ترنجے بدست
ایک خوشبودار گیند ہاتھ مین لیکر

بفرمود کائین بجا آورند
فرمایا نوکرون سے کہ اُسکی تعظیم سب کریں

فرستاده را در سرا آورند
قاصد کو بارگاہ مین لے آوین

وکیلان درگاه دیوان او
کارکن اُسکے دربار اور کچہری کے

بجا آوریدند فرمان او
اُس کا حکم بجا لائے

فرستاده از در درآمد دلیر
قاصد دروازے سے آیا بہادرانہ

سوی تخت شد چون خرامنده شیر
تخت کی طرف چلا مثل شیر کے

کمربند و شمشیر نگشاد باز
کمربند اور تلوار بھی پھر سکندر نے نہ کھولی

برسم رسوالان نبردش نماز
قاصدون کی طرح نوشابہ کی تعظیم بھی اُسنے نہ کی

نهانی دران قصر زیبنده دید
نیچی نگاہ سے اُس آراستہ مکان کو دیکھا

بهشتی سرای فریبنده دید
ایک مکان بہشت کا فریب دینے والا دیکھا

پر از حور آراسته چون بهشت
حورون سے آراستہ مثل بہشت کے

بساط زمین گشت عنبر سرشت
زمین وہان کی تمام خوشبودار تھی

ز بس گوهر گوش گردنکشان
اُن شہباؤ کیے ہوئے عورتون کی کانونکے موتیونکی کثرت سے

شده چشم بیننده گوهر فشان
ہوئی آنکھ دیکھنے والے کی گوہربار یعنی آنسو نکل آئے

زتابندہ یاقوت رخشندہ لعل
لعل اور یاقوت کی چمک دمک سے
نگر کان و دریا بہم تاختند
یہ معلوم ہوتا تھا کہ دریا اور کانین یہان جمع ہین
زنی زیرک از سیرت شان او
وہ عقلمند عورت اُسکی خصلت اور شان اُسکی سے
کہ این کاردان مرد آہستہ رائے
کہ یہ مرد واقفکار اور عقلمند ہے
درو کردہ باید نگروہندگے
اس مین غور کرنا چاہیے خوب
زسر تا قدم دید در شہریار
سر سے پانون تک اُسنے سکندر کیطرف دیکھکر
چو نیکو نگہ کرد بشناختش
جب خوب غور کیا پہچان لیا اُسکو
خبر یافت از شہ کہ اسکندرست
جان گئی نوشابہ کہ یہ سکندر پادشاہ ہے
ز فیروزی ہفت چرخ کبود
فتحمندی ساتون سبز رنگ آسمان یعنی ولایت سے
بپوشید رخسار و زو شرم کرد
چھپا لیا منہ اور اُس سے شرمندہ ہوئی
نکرد از شہی ہیچ بروی پدید
اور اسکے سکندر پادشاہ ہونیکا ذکر کچھ نہ کیا

خرامندہ را آتشین گشت نعل
چلنے والون کے پانون آگ کیطرح چمکتے تھے
ہمہ گوہر این جا برانداختند
اور انھون نے موتی اور جواہرات یہان لاکر ڈالدیے ہین
دران داوری شد ہراسان او
اُس حالت مین اُس سے خوف زدہ ہوئی
چرا رسم خدمت نیارد بجاے
پھر کیون میرے واسطے نہین بجالاتا ہے
کہ از ما ندارد شکوہندگے
کہ اسکو میرا خوف کیون نہ ہوا
زر ریختہ را بر محک زد عیار
اُس پکے سونے کو کسوٹی پر لگایا یعنی عقل دوڑائی
بہ تخت خود آرامگہ ساختش
اپنے تخت پر اُسکو بٹھلایا
نشستن سر تخت را در خورست
قابل تخت پر بیٹھنے کے یہ ہے
بسی داد بر شاہ عالم درود
بہت سکندر کی اُسنے تعریف کی اور دعا دی
نخستین نمود از آزرم کرد
پہلے اُسنے بہت کچھ نرمی اُس سے کی
کہ بر قفل تو ہست ما را کلید
اسوجہ سے کہ یہ تو اُسکو معلوم ہو چکا تھا کہ یہ سکندر ہے

رفتن سکندر بنزد نوشابہ بلباس سفارت

رفتن سکندر نزد نوشابہ بلباس سفارت

سکندر برسم فرستادگان
سکندر نے بطور ایلچیوں یعنی قاصدوں کے

درودی پیاپی رساندش نخست
پہلے بہت کچھ اُسنے نوشابہ کو دعائیں دین

نگہداشت آئین آزادگان
لحاظ رکھا طریقہ آزادوں کا یعنی نہ ڈرا

فرستادگی کرد بر خود درست
بالکل قاصدوں کے طرز پر آپ کو درست کیا

پس آنگہ گزارش گرفت از پیام
بعد اُسکے سکندر کی طرف سے پیام کہنے لگا

کہ شاہ جہان داور نیکنام
کہ بادشاہ جہان کی حاکم نیکنام یعنی سکندر نے

چنین گفت کای بانوی نامجوی
ایسا کہا ہے کہ اے نامور حاکم

ز نام آوران جہان بردہ گوی
جہان کے ناموروں یعنی حاکموں مین ممتاز

چہ افتاد کز ما عنان تافتی
کیا وجہ ہوئی کہ ہماری طرف سے تونے توجہ کم کی

سوی ما یکی روز نشتافتی
ہماری طرف کبھی تونے قدم رنجہ نہ فرمایا

ز بوئی چہ دیدی کہ توسن شدی
کیا خطا دیکھی تونے کہ سرکش ہوگئی تو

چہ بیداد کردم کہ دشمن شدی
کیا ظلم کیا مین نے کہ تو میری دشمن ہوگئی

بجائی تیغی از تیغ من تیز تر
کس شخص کی تلوار مجھ سے زیادہ تیز ہے

ز پیکان من آتش انگیز تر
میرے تیر کی گانسی سے زیادہ آتش انگیز ہے

کہ از من بدانکس پناہ آوری
کہ مجھ سے اُس شخص کے پاس تو پناہ لیجائیگی

ہمان بہ کہ سوی شاہ آوری
اس سے یہی بہتر ہے کہ میری پناہ مین آجاے تو

بدرگاہ من پای خاکی کنی
پس میری درگاہ کی طرف تو قدم رنجہ کر

ز جوشیدنم ترسناکی کنی
میرے ناخوش ہونے سے تو اندیشہ کر

چو من رہ بدین مملکت ساختم
مین نے جو اس بادشاہت کیطرف قدم رنجہ کیا

بر و سایہ دولت انداختم
اُسپر سایہ دولت کا ڈالا مین نے

کمر چون نہ بستی بدرگاہ من
مگر تو یہ بتلا کہ تونے میری درگاہ مین آکے کیون کمر باندھی

چرا روی پیچیدی از راہ من
کیون میری دوستی سے سر پھیرا تو نے

یکی خانہ و میوہ زیبم و ھے
شراب اور میوہ جو بھیجا تو ظاہر داری کرتی ہے
پذیرفتہ شد آنچہ کردی نخست
لیکن قبول کر لیا گیا جو کچھ تو نے پہلے بھیجا
مرا دیدن تو بفرہنگ و رای
مجھکو تجھ دانا اور عقلمند کا دیکھنا
چنان کن کہ فردا بہنگام بار
ایسا کر کہ کل صبح کو وقت دربار کے
شہنشہ چو بگذارد پیغام خویش
سکندر نے جب اپنا پیام آپ ہی عرض کیا
بپاسخ نمودن زن ہوشمند
جواب دینے کے لیے اس عقلمند عورت نے
کہ صد آفرین بر تو شاہ دلیر
کہ اے دلیر بادشاہ تجھ پہ ہزار آفریں ہے
چنان آیدم در دل ای پہلوان
میرے دل میں ایسا آتا ہے کہ اے پہلوان
پیامی نۂ شاہ آزادۂ
معلوم ہوتا ہے کہ تو قاصد نہیں ہے بلکہ بادشاہ ہے
پیام تو چون تیغ گردن زند
پیام تیرا تلوار کی طرح گردن مارتا ہے
ولیکن چو شہ تیغ بازی کند
اور لیکن جب بادشاہ یہ سخت زبانی کرتا ہے

بنقل و بریحان فریبم و ھے
نقل اور سبزی میں تو مجکو فریب دیتی ہے
پذیرہ شو اکنون برای درست
اب تو میری اطاعت قبول کر درستی عقل سے
ہمایون ترا از فر ہمای
ہما کے سایۂ اقبال سے زیادہ مبارک ہے
خرامی سوی درگہ شہریار
پادشاہ یعنی سکندر کے دربار میں تو حاضر ہو
بامید پاسخ سر افگندہ پیش
اور جواب کی امید میں سر جھکا دیا
ز یاقوت سربستہ بگشاد بند
اپنے ہونٹھ کھولے یعنی جواب دیا
کہ پیغام خود خود گزاری چو شیر
کہ اپنا پیام آپ کہتا ہے تو مثل شیر کے
کہ با این سر و سایۂ خسروان
کہ اس سر اور اس بادشاہی انداز سے
فرستندۂ نہ فرستادۂ
تو خود بھیجنے والا ہے قاصد نہیں ہے
کرا زہرہ کین تیغ بر من زند
کسکی طاقت ہے کہ یہ تلوار مجھ پر مارے
سر تیغ او سرفرازی کند
سر اسکی تلوار کا سرفرازی کرتا ہے

ز تیغ سکندر چه رانی سخن
سکندر کی تلوار کا ذکر کیا کرتا ہے تو
مرا خواندی و خود بدام آمدی
مجھکو تو بلاتا تھا اور آپ میرے جال مین آگیا تو
فرستادت اقبال من پیش من
میرے حضور مین تجھکو میرے اقبال نے خود بھیجدیا
جهاندار گفت ای سزاوار تخت
سکندر نے جواب دیا کہ ای لائق تخت کی یعنی نوشابہ
سکندر محیط است و من جوی آب
سکندر ایک دریای اعظم ہے اور مین پانی کی نہر ہون
مرا چون نهی در عیار کسی
مجھکو ایسے شخص کا ہم رتبہ بناتی ہے تو
دل خود ز بد عهدی آزاد کن
اپنے دل کو اس بد اندیشے سے صاف کر
سکندر چه گوئی چنان بیکس است
کیا تو یہ سمجھی ہے کہ سکندر ایسا غریب آدمی ہے
بدرگاه او بیش از انست مرد
اسکی درگاہ مین مجھ سے بھی بڑھ کے لوگ ہین
دگر باره نوشابهٔ هوشمند
دوبارہ یہ سنکر عقلمند نوشابہ نے
کزین بیش بر دلفریبی مباش
کہ اس سے زیادہ فریب دینے کی کوشش نہ کر

سکندر توئی چارهٔ خویش کن
اے شخص تو ہی سکندر ہے اپنی تدبیر کر
نظر پخته تر کن که خام آمدی
خوب غور کرکے دیکھ کہ بیوقوفی کی تو نے
زهی طالع دولت اندیش من
کیسا مبارک ہے میرا اقبالمند نصیب
نپژوهش مکن جز بفرمان بخت
نصیبے کے حکم کے سوا اور کچھ فکر نہ کر
منه تهمت سایه بر آفتاب
تہمت سایے کی آفتاب پر نہ لگا یعنی سکندر نہین ہون
که یابی چو من پاسبانش بسی
کہ مجھ سے اس کے بہت دربان ہین
وزین خوبتر شاه را یاد کن
اور اس سے بہتر سکندر کو سمجھ لے
که حمال پیغام خود خود بس است
کہ اپنا قاصد آپ ہی وہ بن جاتا
که او را قدم رنجه بایست کرد
جنکی کہ تعظیم کرنا واجب ہے
ز نوشین لب خویش بگشاد بند
اپنے لب شیرین سے بند کھولا
بناراستی یکره کیسی مباش
جھوٹ بولنے پر بہت کمر مت باندھ

نزد نوشابه بلباس سفارت

رفتن سکندر برسالت نزد نوشابه بلباس سفارت

ستیزه میاور درین داوری
حجت مت کر بہت اس معاملے مین
که پیداست نامت بنام آوری
کیونکہ ظاہر یعنی مشہور ہے نام تیرا ناموری مین

پیامت بزرگست و نامت بزرگ
پیام تیرا زبردست ہے اور نام تیرا زبردست ہے
نهفته مکن شیر در چرم گرگ
شیر کو بھیڑیے کی کھال مین مت پوشیدہ کر

فرستاده را نیست آن دسترس
ایلچی کا یہ مقدور نہین ہے
که با ما به تندی برآرد نفس
کہ ہمارے ساتھ سختی سے بات کرسکے

نه چیاری خویش را کم کند
کہ نہ اپنی رعونت کو وہ کم کرتا ہے
نه در پیش من پشت را خم کند
نہ میرے آگے اپنی پیٹھ جھکاتا ہے

درآید به تندی و خونخوارگی
اندر چلا آوے اس تیزی اور سرکشی سے
بجز شه کرا باشد این بارگی
سوا بادشاہ کے کسکی یہ مجال ہے

جز اینم نشانهای پوشیده هست
سوا اسکے میرے پاس پوشیدہ نشانات ہین
کز و راز پوشیده آید بدست
جس سے کہ پوشیدہ بھید یہ ظاہر ہوسکتا ہے

جوابش چنین داد شاه دلیر
اس دلیر بادشاہ یعنی سکندر نے ایسا جواب دیا
که ناید ز روباه پیغام شیر
کہ شیر کا پیام لومڑی سے ادا نہین ہوسکتا ہے

اگر من بچشم تو نام آورم
اگرچہ مین تیری نظر مین زیادہ جری معلوم ہوتا ہون
سکندر نیم زو پیام آورم
لیکن مین سکندر نہین ہون صرف اسکا پیام لایا ہون

مرا با پیام بزرگان چه کار
مجھکو بادشاہون کے پیام مین کیا دخل ہے
تصرف نیابد درین پرده بار
اور مجھکو اس مین کم و بیش کرنے کی کیا طاقت ہے

اگر تندی زین پیغام هست
اگر کوئی سختی اس پیام مین ہے
تو دانی و آنکس که این نقش بست
تو جانے اور وہ یعنی سکندر جسنے یہ پیام بھیجا ہے

اگر در میانجی دلیر آمدم
اگر قاصدی کی حالت مین بہادرانہ آیا ہون مین
نه از روبه از نزد شیر آمدم
لومڑی کے پاس سے نہین شیر کے پاس سے آیا ہون مین

در آیین شاهان و رسم کیان
پادشاہون کے طریق اور کیانیونکے رسم سے

پیام آوران ایمنند از زیان
قاصد ہمیشہ بات کہنے مین بیخوف ہوتے ہین

چو پیغام شه بر تو کردم پدید
مین نے جیسا پیام سکندر نے کہا تھا کہہ دیا

ازین بیش بر قفل ما بر کلید
تو اس قفل مین کنجی نہ لگا د یعنی تقریر نہ کر

جوابم بفرمای گفتن براز
جواب مجکو دیدے اس پیام کا چپکے سے

که تا ره نوردم سوی خانه باز
تا کہ مین اپنے گھر کو واپس جاؤن

برآشفت نوشابه زان شیردل
یہ سنکر جھنجھلا اٹھی نوشابہ اس بیباک سے

که پوشید خورشید را زیر گل
کہ اسنے آفتاب پر خاک ڈالی ہے یعنی مجھسے چھپاتا ہے

ز جا بار ها کرد و شد گرم خیز
بیخوف ہوکر اٹھ کھڑی ہوئی

زبان کرد بر پاسخ شاه تیز
اور سکندر کو سختی سے جواب اسطرح دیا

که با من چه سود است کوشیدنت
کہ میرے ساتھ تیری یہ تقریر بیکار ہے

بگل روی خورشید پوشیدنت
اور تو آفتاب پر خاک بیکار ڈالتا ہے

بفرمود کارد کنیزی دوان
حکم دیا اس نے کہ ایک لونڈی جلد لے آوے

حریری برو پیکر خسروان
وہ کپڑا جسپر بادشاہون کی تصویر مین لپیٹ لے آئی

یکی گوشه از شقهٔ آن حریر
اس حریر مین سے ایک ٹکڑا کاٹ کر اسنے

برو داد کین نقش بر دست گیر
سکندر کو دیا کہ اس تصویر کو ہاتھ مین لے

ببین تا نشان رخ کیست این
دیکھ کہ یہ کس شخص کی تصویر ہے

درین کارگاه از پی چیست این
میرے کارخانے مین یہ کیا چیز ہے

اگر پیکر تست چندین مکوش
اگر تیری یہ تصویر ہے تو حجت نہ کر

به ابروی خود آسمان را مپوش
اپنے ابرو مین آسمان کو پوشیدہ مت کر

وگر نیست بگذر که رستی ز غم
اور اگر تیری تصویر نہین ہے تو سچا ہے

جوابی ببر خدمتی تیز هم
جواب مجھ سے اپنے بادشاہ کی خدمت مین لیجا

رفتن سکندر

نزول نوشابه بلباس سفارت

رفتن سکندر ... نزد نوشابه بر لباس سفارت

سکندر بغربان او ساز کرد
سکندر نے اسکے کہنے کو تسلیم کیا

حریر نوشته ز هم باز کرد
اُس لپیٹے ہوئے حریر کو کھول کر دیکھا

بعینه در و صورت خویش دید
تو بجنسہ اسنے اس مین اپنی تصویر دیکھی

ولایت بدست بد اندیش دید
دشمن کے ہاتھ مین اپنا ملک دیکھا

ستیزه در آن کار نامد صواب
لڑائی اس کام مین بہتر نہیں ہے

فرو ماند یکبارگی در جواب
عاجز ہوگیا دفعۃً جواب سے

بترسید و شد رنگ ویش چو کاه
ڈرا اور ہوگیا اسکا رنگ گھاس کیطرح بھی خشک

بدارای خود برد خود را پناه
اپنے خدا کی طرف پناہ لے گیا

چو دانست نوشابه کان تند شیر
جب سمجھی نوشابہ کہ وہ دلیر یعنی سکندر

هراسان شد از تندی آمد بزیر
خوف زدہ ہے جلد نیچے اُتر آئی

بدو گفت کای خسرو کامگار
اُس سے کہا کہ اے با اقبال پادشاہ

بسی بازی آرد چنین روزگار
زمانہ ایسی بہت بازیگریان کرتا ہے

میندیش و مهر ام بیش دان
اندیشہ نہ کر اور میری محبت کو زیادہ سمجھ

هم این خانه را خانهٔ خویش دان
اس گھر کو بھی اپنا ہی گھر سمجھ

ترا من کنیزی پرستنده ام
مین تیری لونڈی فرمانبردار ہون

هم آنجا هم اینجایی بنده ام
وہان اور یہان ایکسان تیری مطیع ہون

بتو نقش تو زان نمودم نخست
تجکو تیری تصویر اس لیے پہلے دکھلا دی

که تا نقش من بر تو گردد درست
کہ تجھپر میری حقیقت واضح ہوجائے

اگرچه زنم زن سپر نیستم
کہ اگرچہ مین عورت ہون لیکن مجھ مین عورتون کی عادت نہیں ہے

ز کار جهان بی خبر نیستم
اور دنیا کے کامون سے بے خبر نہیں ہون

منم شیر زن گر توئی شیر مرد
مین شیر از زن عورت ہون اگر تو شیر مرد ہے

چه ماده چه نر شیر وقت نبرد
لڑائی کے وقت کیا شیر نر اور کیا مادہ شیر

چو برجوشم از خصم چون تند میغ | در آب آتش انگیزم از برق تیغ

جب لڑائی میں دشمن سے مثل سخت بدلی کے | پانی میں آگ لگا دیتی ہوں تلوار کی بجلی سے

کفلگاه شیران در آرم بداغ | ز پیه پلنگان فروزم چراغ

شیروں کے چوتڑ داغ دیتی ہوں میں | گھڑیالوں کی چربی سے چراغ جلاتی ہوں میں

ز مهرم مکش سوی پیکار خویش | گرفته مزن با گرفتار خویش

اپنی محبت کے سوا مجکو اپنی لڑائی پر آمادہ نہ کر | اشتعال طبع نہ دے مجھ اپنی گرفتار کو

ششنه خار تا در نیفتی بخار | رهانند شو تا شوی رستگار

کانٹے مت بچھاؤ تاکہ کانٹوں میں نہ پڑے تو | مجھ سے ایسی باتیں چھوڑ دے کہ تو بھی فارغ ہو جائے

تو آنگه که بر من شوی فتحیاب | زن بیوه را داده باشی جواب

تو جس وقت کہ مجھپر فتحیاب بھی ہو جائیگا | یہ معلوم ہوگا کہ کسی بیوہ کو تونے جواب دیا

من ار با تو چیرم بهنگام کین | شوم عالم افراز روی زمین

اور میں اگر تجھپر لڑائی میں غالب آجاؤنگی | تو روئے زمین پر تمام سلطنتیں میرے سبب فاتح ہوجاؤنگی

وزین هم نبردی چو روباه و گرگ | تو سر کوچک آئی و من سر بزرگ

اس لڑائی میں گویا بھیڑیے اور لومڑ کا مقابلہ ہے | تیری حقارت ہے اور میرا فخر

چنین آمدست از بزرگان پیر | که با هیچ ناداشت کشتی مگیر

بڑے عقلمند ایسا کہہ گئے ہیں | کہ جو کچھ نہ رکھتا ہو یعنی مفلس ہو اس سے کشتی نہ کرنا چاہیے

که گر بر جهد بر تو چیرے کند | بکوشد بجان تا ترا افگند

اگر وہ کوشش کرکے تجھپر غالب ہوجائیگا | اور وہ بیشک کوشش جان و دل سے تیرے زیر کرنیکی کریگا

نیم گرچه هست از مقیمان شهر | دلم نیست فارغ ز شاهان دهر

یعنی رت ہو کر اگرچہ اپنے ہی شہر میں رہتی ہوں | لیکن میرا دل دنیا کی تمام بادشاہوں سے غافل نہیں ہے

ز هندوستان تا بپایان روم | ز ایران زمین تا باقصای بوم

ہندوستان سے لیکر سرحد روم تک | ایران کی سرزمین سے اور اسکے کنارونکی شہر سے

نزد نوشابه به لباس سفارت

فرستادہ ام سوی ہر کشوری
بھیجا ہے مین نے ہر ملک کی طرف
بدان تا ز شاہان اقلیم گیر
اس لیے تا ملک گیر بادشاہون سے
نگارندہٴ صورت ہر دیار
کھینچنے والا ہر بادشاہ کی تصویر کا
چو آرد صورت نزدیک من
جب وہ تصویر میرے پاس آتی ہے
نشان خواہم آن نقش را در نشست
نشان دریافت کرتی ہون کہ اُسنے یہ تصویر بنائی
چو گویند نقش فلان پادشاست
جبکہ بتلا دیتا ہے کہ یہ تصویر فلان بادشاہ کی ہے
پس از ناخن پای تا فرق سر
بعد اُسکے پانون کے ناخن سے کھوپڑی تک
ز ہر سالخوردی و ہر تازہ
ہر ایک بڈھے اور ہر ایک جوان کا
بد و نیک ہر صورتی از قیاس
بد اور نیک ہر تصویر کو اپنے اندازے سے
شب و روز بی چارہ سازی نیم
رات اور دن کبھی تدبیر سے غافل نہین رہتی ہون
ترازوی ہمت روان میکنم
ہمت کی ترازو مین تولا یعنی اندازہ کیا کرتی ہون

فراست شناسی و صورتگری
ایک عقلمند کو اور ایک مصور کو
زند صورت ہر کسی بر حریر
ہر ایک کی تصویر حریر پر کھینچ لاوے
سرانجام نزد من آرد بکار
آخر کو کھینچ کر میرے پاس لے آتا ہے
درو بنگرم رای باریک من
مین اپنی رای باریک سے اُسپر غور کرتی ہون
ز ہر کس کہ این راز دارد سرشت
تو کسکی ہے اور کون یہ بھید جانتا ہے
پذیرم کہ آن نقش نقشی ست راست
مین یقین کر لیتی ہون کہ بیشک اسکی تصویر ہے
گمارم بہر صورتی در نظر
غور سے اُسکے تمام اعضا کو غور کرتی ہون مین
بگیرم بقدر وی اندازہ
فرض کر لیتی ہون اسکے موافق اندازہ
شناسم کہ ہستم فراست شناس
پہچان لیتی ہون مین سبب سے کہ عقل رکھتی ہون
درین پردہ با خود بازی نیم
اس پردے مین بیٹھی کھیلا نہین کرتی ہون
سبک سنگی خسروان می کنم
بادشاہون کی ہموزنی یعنی برابری کیا کرتی ہون

رفتن سکندر بطلب نوشابہ بہ لباس سفارت

ز هر نقش کان یافتم در پرند

جو جو تصویرین که اس کاغذ پر پائین مین نے

که تا جان بهم آشنائی دهد

اور یہ سمجھی تھی کہ جب تک مجھ مین جان باقی ہے

چو گفت این سخن با سکندر دلیر

جب یہ دلیرانہ باتین وہ سکندر سے کر چکی

فرو ماند شه اندرین دستگاه

عاجز ہوگیا سکندر اس جائے تخت سے

نه بینی دو شاه ست شطرنج را

تم نہین جانتے کہ شطرنج مین جو دو شاہ ہوتے ہین

پریچهره چون از سر تخت خویش

نوشابہ جب اپنے تخت سے نیچے اتر آئی

عروسانه بر کرسی زر نشست

عروسون کی طرح سونیکی کرسی پر بیٹھ گئی

شه از شرم آن ماهی چون نهنگ

سکندر اس ... کی طرح ... شرم سے

بدل گفت کین کاردان گر زنست

دل مین کہا کہ یہ واقفکار اگرچہ عورت ہے

زنی کاینچنین کار دانا کند

جو عورت کہ ایسے کام کرتی ہے

ولی زن نباید که باشد دلیر

مگر عورت ایسی نچاہیے کہ دلیر ہووے

خیال تو آمد مرا دل پسند

تیرا خیال یعنی تیری تصویر میرے دلکو پسند آئی تھی

بر آئدرم خسرو گوائے دهد

پادشاہ یعنی سکندر کی محبت کرتی رہونگی

ز تخت گرانمایه آمد بزیر

تخت گران بہا سے نیچے اتر آئی

که یک تخت را برنتابد دو شاه

کیونکہ ایک تخت پر دو پادشاہ نہین بیٹھ سکتے ہین

که بر هر دلے نو کند رنج را

ہر ایک دل مین نیا رنج پیدا کر دیتے ہین

فرود آمد و خدمت آورد پیش

نیچے آکر داب خدمت بجا لائی

شهنشاه را گشت آیین پرست

اور سکندر کی فرمانبرداری کرنے لگی

چو زر زافر آزرنگ شد بی درنگ

... اسکا رنگ بے بہدد متغیر ہونے لگا

بفرهنگ مردی دلش روشن ست

مردون کی طرح عقل سے اسکا دل روشن ہے

فرشته برو آفرینها کند

فرشتے اسکی تعریف کرتے ہین

که محکم بود کینه ماده شیر

کیونکہ شیرنی کا کینہ بہت سخت ہوتا ہے

رفتن سکندر ... نزد نوشابه به لباس سفارت

زنان را ترازو بود سنگ زن — بود سنگ مردان ترازو شکن

عورتوں کی ترازو یعنی عقل پتھر پھینکنے والی یعنی ترازو پر آتی ہے — اور مردوں کی ترازو یعنی عقل ترازو توڑنے والی یعنی مضبوط ہوتی ہے

زن آن به که در پرده پنهان بود — که آهنگ بی پرده افغان بود

عورت وہ بہتر ہے جو پردے میں چھپی رہے — کیونکہ آواز بغیر پردے کے شور معلوم ہوتی ہے

اگر نیک بودی همه کار زن — زنان را ز زن نام بودی نه زن

اگر عورتوں کے تمام کام بہتر ہوتے — عورتوں کا نام زن نہوتا بلکہ مرزن ہوتا یعنی انکو مت مارو

چه خوش گفت جمشید با رای زن — که یا پرده یا گور به جای زن

جمشید بادشاہ نے کیا اچھا کہا ہے عورتوں کے معاملے میں — کہ عورت کی جگہہ پردے میں بہتر ہے یا قبر میں

مشو برزن ایمن که زن پارساست — که خر بسته به گرچه دزد آشناست

عورت سے بےخوف نہ ہو کہ عورت پرہیزگار ہے — اگرچہ چور سے دوستی ہو تب بھی گدھے کو باندھنا چاہیے

دگر باره گفت انچه کم بود نیست — شفاعت درین پرده بیهوده ست

پھر کہا کہ یہ کیا نادانی ہے — عذر خواہی کرنا اس صورت میں بیکار ہے

تو بلخی در اندیشه را نوش ده — در افتاده تن فراموش ده

اس بُرے خیال سے نیک اندیشہ کر — ایسی عاجز عورت کی طرف سے یہ خیال بھول جا

بجای چنین دلبر مهربان — که زیبا سرشت ست و شیرین زبان

ایسی مہربان عورت کے مقابلے میں — جو نیک خصلت اور شیرین زبان ہے

گرت دشمنی کینه در یافتی — بجز سر بریدن چه سر تافتی

اگر تجھکو کوئی کینہ ور دشمن ملجاتا — سوا سر کٹوا ڈالنے کے کیا سرتابی کر سکتا تو

ازینجا اگر برکشم پای خویش — نگهدارم اندازه کار خویش

یہاں سے اگر پھیر لوں میں منہ اپنا — اپنے کام کا اندازہ نگاہ یعنی لحاظ رکھوں

نپوشم دگر رخ چو بیگانگان — نگیرم ره و رسم دیوانگان

نہ چھپاؤں میں منہ مثل غیروں کے — دیوانوں کی راہ و رسم نہ پکڑوں یعنی دیوانہ نہ ہوں

رفتن سکندر نزد نوشابه به لباس سفارت

دل بستہ را بر کشایم ز بند

اپنے دل کو تردد سے آزاد کروں مین

گرہ برگرہ چون توانم فگند

کیون گرہ پر گرہ یعنی تکلفات مین پڑون

چو در طاس رخشندہ افتاد مور

جب چمکتے ہوئے طاس مین چیونٹی گر پڑی

رہانندہ را چارہ باید نہ زور

نکالنے والے کو تدبیر کرنا چاہیے نہ کہ زور

شکیبائی آرم درین پیچ و تاب

صبر کرنا چاہیے مجھکو اس اندیشے سے

خیالیست گوئی کہ بینم بخواب

یہ ایسا خیال ہے کہ گویا مین خواب دیکھتا ہون

حکایت برسبیل تمثیل

یہ حکایت مثال کے طور پر ہے

شنیدم رسن بستہ سوی دار

سنا ہے مینے کہ ایک شخص رسی مین بندھا سولی کیطرف

برپرسیدش از مہربانان یکے

اسکے دوستون مین سے ایک شخص نے پوچھا

چنین داد پاسخ کہ عمرا ینقدر

ایسا جواب دیا کہ اتنی عمر کو

درین بود کایزد رہائیش داد

اسی موقع پر خدا نے اسکو خلاص کرا دیا

بسا قفل کانرا نیابے کلید

بہت قفل جنکی کنجی تو نہین جاتا ہے

ازین در بسی گفت باخویشتن

اس قسم کی بہت باتین اپنے دل سے کہین

برد تازگی رفت چون نوبہار

نہایت خوشی سے مثل فصل بہار کے جاتا تھا

کہ خرم چرائی و غم اندکے

کہ تو بہت خوش کیون ہے اور کیون کم رنجیدہ ہے

بغم بردنش چون توانم بسر

کس لیے غم مین بسر کردن کیا فائدہ ہے

در آن تیرگی روشنائیش داد

اس اندھیرے یعنی تکلیف سے روشنی یعنی آرام اسکو دیا

کشایندہ ناگہ آید پدید

کوئی اسکا کھولنے والا پیدا ہو جاتا ہے

ہم آخر بہ تسلیم در دادتن

اور آخر کو خدا کی مرضی پر چھوڑ دیا اسنے

تهمتن چو تنها کند ترکتاز
اگر اکیلا رستم بھی کسی دیو پر حملہ کرے

بر و دیو را دست گردد دراز
تو ممکن ہے کہ رستم پر دیو ہی غالب ہو جائے

مغنی چو بی پرده گوید سرود
گانے والا اگر بے تال اور سُر کے گاتا ہے

زند خنده بر بانگ او بانگ رود
تو باجے کی آواز اُسکی آواز پر خندہ کرتی ہے

چو تلخی منش را ببالید گوش
جو تھوڑی دیر سکندر نے اپنی طبیعت کی گوشمالی کی

نشاند آتش طیرگی را ز جوش
اُسوقت اُسکے غصے کی آگ کا جوش گھٹ گیا

شکیبندگی دید درمان خویش
صبر کرنا ہی اُسنے اپنی دوا دیکھی

به تسلیم دولت سر افکند پیش
اپنی دولت اور اقبال کی مرضی پر شاکر رہا

کمربسته نوشابه چون چاکران
کمر باندھے ہوئے نوشابہ نے لونڈیوں کی طرح

بفرمود تا آن پری پیکران
حکم دیا اُن عورتوں سے جو اُسکے حضور میں تھیں

ز هر گونه آرایش خوان کنند
ہر قسم کے کھانوں سے خوان لگا دیں

بسیج خورشهای الوان کنند
اور رنگ برنگ کے کھانے تیار کیے جائیں

کنیزان چون شمع برخاستند
وہ لونڈیاں جو مانند شمع کے اُٹھیں

ملوکانه خوانها برآراستند
دسترخوان مثل بادشاہوں کے آراستہ کیے

نهادند نزلی ز غایت برون
سامان ضیافت کے جو شمار سے زیادہ تھے

ز هر پخته پخت چندین گون
ہر ایک کھانا پکایا کئی طرح کا

رقاق تنک گرده گرد روی
روٹیاں چھوٹی اور بڑی اور نہایت گول

ز گرد سراپرده تا گرد کوی
اور اسقدر کہ اندر سے باہر تک ڈھیر لگا دیا

همان قرصه شکر آمیخته
اور میوہ کے تراشے ٹکڑے شکر ملے ہوئے

چو گنبد بر آن گرده ها ریخته
ٹکلوں کی طرح ان روٹیوں پر چھڑکائے

اباهای نوشین عنبر سرشت
شوربے یعنی سالن میٹھے نہایت خوشبودار

خبر داد از خوردهای بهشت
جو بہشت کے کھانوں کی لذت دیتے تھے

رفتن سکندر نزد نوشابه بلباس سفارت

زبس کوہ گاو و ماہی چو کوہ
گاو اور ماہی کے گوشتون کی کثرت سے
ز مرغ و برہ روی رنگین بساط
مرغ اور بکریون رنگین گوشتون سے دسترخوان کے
مصوص شاہی و آچار نغز
مار اللحم یا بیر مسلم گمرکی اور عمدہ عمدہ اچار
زبس صاف پالودہ عطر سای
نہایت صاف اور خوشبودار فالودہ
ز لوزینہ خشک و حلوای تر
لوزینے اور حلوے تر سے
فقاع گلابی و گل شکری
شربت گلاب کے اور حلوے عمدہ
جدا از پی خسرو نیک بخت
اس قدر کھانے بنوا کر سکندر کے لیے علحدہ
نہادہ یکی خوان خورشید تاب
رکھا ایک خوان آفتاب کی طرح روشن
یکی از زر و دیگر از لعل پر
ایک خالص سونے سے اور ایک لعل سے بھری
ولی بود سرپوش بالای آن
لیکن اُن سب پر سرپوش بند تھے
سکندر چو سرپوش شان کرد باز
سکندر نے جو اُن کا سرپوش کھولا

شدہ در زمین گاو و ماہی ستوہ
زمین کے نیچے گاو زمین اور ماہی زمین عاجز ہو گئی
بر آوردہ پر مرغ خواران نشاط
پر نکل آئے مرغ کھانیوالون کی خوشی کے مارے
ز بادام و پستہ بر آوردہ مغز
بادام اور پستہ چھلے ہوئے
بسا مغز پالودہ کامد بجای
اور بہت سے مغز یعنی بھیجے بنے ہوئے
تنگ آمدہ تنگہای شکر
یعنی اُنکی شیرینی سے بورے شکر کے شرمندہ تھے
طرزد فشان از دم عنبری
نہایت شیرین اور نہایت خوشبودار
بساط زر افگند بالای تخت
ایک سنہرا دسترخوان تخت پر بچھایا
بر و چار کاسہ ز بلور ناب
اُسپر چار تھالین خالص بلور سے
سوم پر ز یاقوت و چارم ز در
تیسری مین یاقوت اور چوتھی مین موتی
کہ تا سر نوشابہ ماند نہان
تاکہ بھید نوشابہ کا پوشیدہ رہے
ببیند کہ سنگیست در خوان فراز
کھول کر دیکھے تو اُن خوانون مین پتھر ہین

رفتن سکندر نزد نوشابہ بلباس سفارت

رفتن سکندر نزد نوشابه بلباس سفارت

چو بر مائده دستها شد دراز — دهان بر خورش راه نگشاد باز

جب سکندر نے دسترخوان پر ہاتھ بڑھایا — منھ پر کھانے کی راہ نہ کھولی چپ رہا

بنشه گفت نوشابه بگشای دست — بخور زین خورشها که در پیش هست

اس وقت نوشابہ نے سکندر سے کہا بڑھا ہاتھ — کھا یہ کھانے جو سامنے موجود ہیں

بنوشابه شه گفت کای ساده دل — نوا کج مزن تا نمانی خجل

نوشابہ کو سکندر نے جواب دیا کہ اے صاف دل — ٹیڑھی بات نہ کہہ تاکہ نہ ہو تو شرمندہ

درین صحن یاقوت و خوان زرم — همه سنگ شد سنگ را چون خورم

اس یاقوت کے طباق اور سونے کے خوان میں میرے لیے — تمام پتھر ہیں ان پتھروں کو کیونکر کھاؤں گا

چگونه خورد آدمی سنگ را — طبیعت کجا خواهد این رنگ را

آدمی پتھر کو کیونکر کھا سکتا ہے — آدمی کی طبیعت کہاں یہ رنگ پسند کر سکتی ہے

طعامی بیاور که خوردن توان — برغبت برو دست بردن توان

وہ کھانا سامنے لا جو ہم کھا سکیں — خواہش سے جس پر ہاتھ ڈالوں

بخندید نوشابه در روی شاه — که چون سنگ را در گلو نیست راه

ہنسی نوشابہ آگے سکندر کے — کہ جبکہ گلے میں پتھر جانے کی راہ نہیں ہے

چرا از پی سنگ ناخوردنی — کنی داوریهای ناکردنی

کیوں پتھر ایسی چیز نہ کھانے کے لائق کے لیے — کرتا ہے تو حکومت نہ کرنے کے قابل

بچیزی چه باید سر افراختن — که نتوان ازو طعمه ساختن

ایسی چیز پر کیا فخر کرنا چاہیے — جس چیز سے کھانا پیدا نہیں ہو سکتا ہے

چو ناخوردنی آمد این سفله سنگ — درو سفلگانه چه یازیم چنگ

جب نہ کھانے کے لائق یہ کمینہ پتھر ہے — اسی میں کمینوں کی طرح کیوں ہاتھ بڑھاویں ہم

درین ره که از سنگ ناید گشاد — چرا سنگ بر سنگ باید نهاد

یہ راہ کہ پتھر سے کھل سکتی نہیں ہے — پھر کیوں پتھر پر پتھر رکھیں یعنی آرائش کیجائے

کسانی که این سنگ برداشتند

جن لوگوں نے کہ یہ پتھر اٹھایا

نخوردند چون سنگ بگذاشتند

کیوں نہ کھایا پتھر کیوں چھوڑ گئے

تو نیز ار نه مرد سنگ آزمای

تو بھی اگر مرد سنگ آزما نہیں ہے

سبک سنگ شو تا بمانی بجای

ہلکا ہو جا تا کہ قائم رہے

ز بیغارهٔ آن زن نغزگوی

اس پسندیدہ یعنی معا کہنے والی عورت طعنے سے

ز ناخورده خوان کرد شه دست شوی

نہ کھانے کے لائق خوان سے بادشاہ نے ہاتھ کھینچا

بنوشابه گفت ای شه بانوان

اور نوشابہ سے کہا کہ اے عورتوں کی بادشاہ

جدا از شیرمردان بهوش و توان

تو شیر مردوں سے طاقت اور دانائی میں زیادہ ہے

سخن خوب گویی که جوهرپرست

بات خوب کہی تو نے کہ جوہر شناس

ز جوهر بجز سنگ نارد بدست

جوہر سے سوا پتھر کے اور کچھ نہیں پاتا ہے

ولی آنگه این نکته بودی درست

لیکن یہ بات اسوقت ٹھیک ہوتی

که گوینده جوهر نجستی نخست

کہ کہنے والا بھی پہلے جوہر کی تلاش نہ کرتی

مرا گر بود گوهری بر کلاه

میرے تاج میں اگرچہ موتی لگے ہیں

ز گوهر نباید تهی تاج شاه

تو موزوں ہے کیونکہ بادشاہ کا تاج موتی سے خالی نہ چاہئے

ترا کاسه و خوان پر از گوهرست

تیرے خوان اور پیالے موتی سے لبریز ہیں

ملامت ببین تا کرا درخورست

تو ہی دیکھ کہ ملامت کے لائق کون ہے

چه باید بخوان جوهر اندوختن

خوان میں جواہرات جمع کرنے کی ضرورت کیا ہے

مرا جوهر اندازه آموختن

اور مجھ جوہر کے پہچاننے کی تعلیم کرتی ہے

زدن خاک در دیدهٔ جوهری

جوہریوں کی آنکھ میں تو خاک ڈالتی ہے

همه خانه یاقوت اسکندری

اور تیرے گھر میں تمام سکندری یعنی بادشاہی یاقوت ہیں

ولیکن چو می‌بینم از رای خویش

لیکن چونکہ میں یہ سمجھتا ہوں اپنی عقل سے

سخنهای تو هست برجای خویش

کہ تیری سب باتیں بہت صحیح ہیں

رفتن سکندر نزد نوشابه بلباس سفارت

رفتن سکندر نزد نوشابه بلباس سفارت

هزار آفرین بر زن نیکرای
ہزار آفرین اے نیک رای عورت یعنی نوشابہ

که ما را بمردی شود رهنمای
کہ مجھکو مردوں کی طرح رہنمائی کرتی ہے

ز پند تو ای بانوی پیش بین
تیری نصیحت سے اے انجام بین عورت

زدم سکهٔ خود چو زر بر زمین
سکہ مثل سونے کی زمین پر پھینکدیا میں نے اپنا یعنی سلطنت سے

چو نوشابه آن آفرین کرد گوش
نوشابہ نے جو سکندر کے منہ سے وہ تعریف سنی

زمین را لب کرد یاقوت پوش
تعظیم سکندر میں زمین کو بوسہ دیا

بفرمود کارند خوانهای خورد
اور حکم دیا کہ کھانا اون سکے خوان لاویں

همین نقل خوانهای نادیده کرد
اور وہ نقل ان خوانوں کی گردکھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی

نخست از همه چاشنی برگرفت
پہلے نوشابہ نے سب میں سے خود ذرا ذرا سا چکھا

وزان چابکی ماند خسرو شگفت
اسکی اس چالاکی پر سکندر کو تعجب ہوا

ز خدمت نیاسود چندانکه شاه
خدمت سے غافل نہوئی نوشابہ جب تک کہ سکندر

ز خوردن بر آسود شد سوی راه
کھانا نہ کھا چکا اور چلنے پر مستعد ہوا

بوقت شدن کرد با شاه عهد
چلتے وقت نوشابہ نے سکندر سے اقرار لیا

که نارد بآزار نوشابه جهد
کہ وہ نوشابہ کے ستانے کی کوشش نہ کرے

بفرمود تا شد وثیقت نبشت
حکم دیا سکندر نے کہ عہد نامہ لکھا جائے

برون آمد و شد سوی بزم بهشت
اور باہر آکر اپنے قیامگاہ کی طرف چلا

سکندر چو زان شهر شد بازجای
سکندر جب اس شہر سے اپنی جگہ پر آیا

فریب از فلک دید و فتح از خدای
اسنے آسمان سے فریب دیکھا اور خدا سے فتح

بدان رستگاری که بودش هراس
اس رہائی یعنی نوشابہ سے جو اسکو خوف تھا

رهاننده را کرد صد ره سپاس
کہ سباد اقید یا قتل کرے خدا کا بڑا انتہا شکر کیا

شب از روز رخشنده چون گوی برد
رات روز روشن سے جو گیند لے گئی

چراغی برافروخت و شمعی بمرد
ایک چراغ روشن ہوگیا اور ایک شمع بجھ گئی

رفتن سکندر نزد نوشابه به لباس سفارت

بتاوان آن گوی زرین سپهر
بدلے اس سنہرے گیند کے آسمان نے

بسا گوی سیمین که بنمود چهر
بہت چاندی کے گیند یعنی ستاروں کی شکل دکھلائی

شه آسایش خواب را کار بست
سکندر نے سونے کا سامان کیا

دو بختی در آن چار دیوار بست
دونوں پلکین یا دروازے چاروں طرف کے بند کرلیے

برآسود تا صبحدم بر ومید
آرام کرتا رہا سکندر جب سویرا ہوا

سپیدی شد اندر سیاهی پدید
رات کی سیاہی مین سپیدی صبح کی نظر آئی

سر از خواب نوشین برآورد شاه
سر میٹھی نیند سے اٹھایا سکندر نے

یکی مجلس آراست چون صبحگاه
ایک مجلس مثل صبح کے آراستہ کی

چو خورشید تاریخ زرین بدست
جب آفتاب نے سنہری تاریخ کو ہاتھ مین لیکر

ترنج فلک را بدو سر شکست
آسمان کے ترنج کے سر پر توڑ ڈالا

پری چهره نوشابه نوش بهر
خوبصورت نوشابہ شیرینی جسکا حصہ تھا

بفال همایون برون شد ز شهر
مبارک فال مین شہر سے باہر چلی

چو رخشنده ماهی که در وقت شام
مثل اس روشن چاند کے کہ شام کے وقت

برآید ز مشرق چو گردد تمام
پورب سے نکلتا ہے جب پورا ہوجاتا ہے

کنیزان چو پروین به پیرامنش
اور لونڈیان پروین کی طرح گرد اسکے

ز تارک در آموده تا دامنش
وہ سب سر سے دامن تک زیور مین غرق

روان ماه رویان پس پشت او
پیچھے نوشابہ کے وہ حسین عورتین چلین

چو ناهید صد در یک انگشت او
مثل ناہید کے صدہا تابع اسکی ایک انگلی کی

پری رخ چو لشکرگه شاه دید
نوشابہ نے جو سکندر کا لشکرگاہ دیکھا

جهانی در جهان خیل و خرگاه دید
بے انتہا گھوڑے اور خیمے دیکھے

از آن پرنیانهای زرین درفش
ان سنہرے نشانون کے پرنیان سے

هوا گشت گلگون و صحرا بنفش
ہوا سرخ ہوگئی اور جنگل نیلگون

رفتن سکندر نزد نوشابه بلباس سفارت

ز بس نوبتیهای گوهر نگار
کثرت خیمون گوہر نگار سے
نمی برد ره بر در شهریار
بادشاہ یعنی سکندر کے دربار کی اسکو راہ نہ ملتی تھی

نشان جست و آمد برگاه شاه
پتہ دریافت کیا اور آئی بارگاہ سکندر میں
سر نوبتی دید بر اوج ماه
چوٹی خیمے کی دیکھی برابر چوٹی تھے آسمان کے

زده بارگاهی بریشم طناب
ایک ایسی بارگاہ کھینچی ہوئی جسکی ڈوریاں ریشمی تھیں
ستونش زر و میخش از سیم ناب
ستون اسکے سونے کے اور میخیں اسکی چاندی کی

فرود آمد از بارگی بار خواست
اتری نوشابہ گھوڑے سے اور اجازت چاہی
زمین بوس شاه جهاندار خواست
سکندر کی زمین بوسی کی آرزو بیان کی

رقیبان بارش گشادند بار
بارگاہ کے محافظون نے اسکو اندر جانے دیا
در آمد بنوبت گه شهریار
آئی نوشابہ سکندر کے دربار میں

سر آن جهاندیده در پیشگاه
تمام جہان کے سردارون کو دیکھا کہ حضور میں
سر افگنده بر سایهٔ یک کلاه
سر جھکائے ہوئے ہیں ایک ٹوپی یعنی سکندر کے آگے

کمر بر کمر تاجداران دهر
برابر برابر کمر باندھے بادشاہ تمام دنیا کے
به پیش جهاندار پیروزبهر
آگے اس فتحمند بادشاہ یعنی سکندر کے

چنان کز بس رونق و نور و تاب
جیسا کہ کثرت رونق اور چمک دمک سے
شده مرد بیننده را زهره آب
ہوا دیکھنے والے مرد کا پتہ پانی پانی

همه گشته با نقش دیوار جفت
سب ہوگئے مثل نقش دیوار کے چپ تھے
نه یارای جنبش نه یارای گفت
نہ ہلنے کی طاقت نہ بولنے کی مجال

عروس حصاری چو دید آن حصار
اس قلعے کی عروس یعنی نوشابہ نے جو وہ قلعہ دیکھا
بلرزید زان درگه تنگبار
کانپ اٹھی اس سخت دربار سے

زمین بوس کرد آفرین برگرفت
زمین بوسی کی اور دعائیں دینے لگی
در وماند آن شیرمردان شگفت
اسکو دیکھکر وہ مردوں کا شیر یعنی سکندر حیران ہوگیا

بفرمود خسرو که از زر ناب
حکم دیا سکندر نے کہ خالص سونے کی
یکی کرسی آرند چون آفتاب
ایک کرسی لے آئے نہایت چمکتی ہوئی

عروس جهان را نشاند از برش
عروس جہان یعنی نوشابہ کو بٹھلایا اور اسکی بغل مین
عروسان دیگر فرا سرش
اور عورتین اُسکے ساتھ کی سر جھکا کر بیٹھین

بپرسید و بس مهربانی نمود
سکندر نے مزاج پوچھا اور بہت مہربانی کی
بران آمدن شادمانی نمود
اُسکے آنے پر سکندر نے اپنی بہت خوشنودی ظاہر کی

نشیننده را چون دل آمد بجای
جب نوشابہ اچھی طرح دل جمعی سے بیٹھ چکی
اشارت چنان رفت بار رهنمای
اشارہ کیا سکندر نے اس شخص سے جو نوشابہ کو اندر لایا تھا

که سالار خوان خورد خوان آورد
کہ باورچی سے کہدے جلد دسترخوان لاوے
خورشهای خوش در میان آورد
کھانے اچھے اُسمین رکھ کر لے آوے

نخستین ز جلاب نوشین سرشت
پہلے میٹھے شربتون مٹھائی ملے ہوئے رکھے
زمین گشت چون حوض کوثر بهشت
زمین مثل بہشت کے حوض کوثر کے ہو گئی

یکی جوی زان حوض نوشین گلاب
ایک نہر اُس میٹھے گلاب کے حوض کی
نه خسرو که شیرین ندیده بخواب
خسرو نے تو کیا شیرین نے بھی خواب مین نہ دیکھی ہوگی

نهادند خوان انگهی بیدریغ
چنا گیا دسترخوان اُسوقت بے تکلف
گرائیده شد گرد عنبر بمیغ
اُڑنے لگی عنبر کی خوشبو بدلی یعنی کھانے کی بھاپ سے

ز هر نعمتی کاید اندر شمار
ہر ایک نعمت جو اُسوقت شمار مین تھی
فرو ریخته کوهی از هر کنار
ہر کنارے مثل پہاڑ کے یعنی بے انتہا رکھی ہوئی

حریر رقاق دو پرویزنی
نہایت باریک روٹیاں دو مرتبہ چھانی ہوئی میدے کی
چو مهتاب روشن تر از روشنی
چاند سے جو روشنی مین زیادہ صاف تھین

همان گرده نرم چون لیف خز
اور وہ روٹیاں ایسی نرم جیسے روئی ریشم کی
کزو پخته شد گرده گرده پز
جن کے پکانے سے طاقت دار ہو گیا گرد روٹی پکانیوالا

رفتن سکندر نزد نوشابه بلباس سفارت

ابا ہای الوان صدگونہ بیش
شوربے سیکڑون طرح کی بلکہ اس سے بھی زیادہ

جہان رایکی خورد الوان نبود
جہان بھر کے طرح طرح کے کھانے کوئی بھی ایسی نہ تھے

چو خوردند چندانکہ آمد پسند
جب لوگ کھا چکے جتنا جسکے پسند آیا اور بھوکہ تھی

می ناب خوردند تا نیم روز
خالص شراب یعنی پھول خوب پی دوپہر تک

نشاط ابرومی پرستان کشاد
خوشی نے ابرو شراب پینے والونکے کھولدیے

پری پیکران اندران دلبری
پریونکی طرح ناچنے والے اُس تقریب جشن

چو شب خواست کز غم سیاه آورد
جب رات نے چاہا کہ غم کا لشکر لاوے

باآن لعبتان گفت سالار دہر
نوشابہ اور اسکے ساتھ والیون سے سکندر نے کہا

چنانست فرمان کہ فردا پگاه
ایسا ہمارا ارادہ ہے کہ کل صبح کو

برسم فریدون و آئین کے
بطور فریدون کے اور کیانیون کی طرح

مگر چون فروریزد آتش زجام
شاید جب گرے آگ یعنی شراب پیالے سے

بخوانہای زرین نہادند پیش
سونے کے خوانون مین سامنے رکھے گئے

کزان خورد چیزی بران خوان نبود
جن کھانون سے کوئی بھی اُس خوان پر نہ تھا

زجام و صراحی کشادند بند
جام اور صراحی جو شراب کی تھین کھولی گئین

چومی در ولایت شد آتش فروز
مثل شراب کے ملک بھر مین آگ روشن ہوئی

زنیروی می روی مستان کشاد
شراب کی طاقت سے مستون کا منھ کھل گیا

نشستند تا شب برامشگری
رات تک بیٹھے رہے لوگ ناچ مین

منش سر سوی خوابگاه آورد
یعنی لوگون کو نیند کی خواہش ہوئی

یک امشب نشاید شدن سوی شہر
ایک آج کی رات اور تم لوگ اپنے مکان نہ جاؤ

برآریم بزمی زماہی بماه
ایک عام اور عظیم الشان جشن ترتیب دین

ستانیم داد دل از رود و می
دل کو خوب خوش کرین ہم ناچ اور شراب سے

شود کار ما پختہ از خون خام
ہووے ہمارا کام درست خالص خون سے

رفتن سکندر بزد نوشابہ بلباس سفارت

رفتن سکندر نزد نوشابه بلباس سفارت

زمانی ز مشغلِ زمین بگذریم — بمرجان پرورده جان پروریم

کچھ دیر دنیا کے کام سے بیفکر ہو جائیں ہم — پیالے ہوئے مونگے یعنی شراب کو پئیں ہم

فروزنده گردیم چون گل ز مے — بآن کوزه از گل برآریم خوے

کھل جائیں ہم پھول کی طرح شراب سے — اُس پیالے کی سبب رخسار پر پسینہ پیدا کریں ہم

زمین را بجرعه معنبر کنیم — بسرسبزی شادی گلی تر کنیم

زمین کو ایک شراب کے پیالے سے بساویں ہم — خوشی کے سرسبز ہونے کے لیے مٹی تیار کریں ہم

پریزادگان بوسه دادند خاک — پری وار هم شاد و هم شرمناک

پریزادوں نے خاک کو بوسہ دیا اور منظور کیا — پریوں کی مانند خوش اور شرمندہ بھی آپس میں

فروزنده نوشابه در بزم شاه — فروزان تر از زهره در صبحگاه

روشن یعنی جلوہ گر تھی نوشابہ سکندر کی محفل میں — روشنی میں زہرہ سے زیادہ صبح کے وقت

چو شب زیور عنبرین ساز کرد — سر نافۀ مشک را باز کرد

جب رات نے سیاہ زیور پہنا یعنی اندھیرا ہوا — مشک کے نافے کا سر کھول دیا

شه از زلف مشکین آن دلکشان — کمندی برآراست عنبر فشان

سکندر نے اُن دل کھینچنے والیوں کی زلف سے — ایک کمند عنبر فشان آراستہ کی

مه و مشتری را بمشکین کمند — فرود آورید از سپهر بلند

ماہ اور مشتری کو اُس مشکین کمند سے — نیچے اُتار لیا بلند آسمان سے

شب جشن بود آن شب دلنواز — پری پیکران چون پری جلوه ساز

شب جشن تھی وہ دل نواز رات — اور پری پیکر پریوں کی طرح مصروف جلوہ گری

مگر کاتشی بر فروزند لعل — در آتش نهند از پی شاه نعل

یا شاید ایک سرخ آگ روشن کی تھی — تا کہ بادشاہ یعنی سکندر کو بیقرار کریں

بفرمود شه کاتش افروختند — برسم مغان بوی خوش سوختند

بادشاہ نے حکم دیا کہ آگ روشن کریں — آتش پرستوں کی طرح خوشبوئیں سلگائیں

ز باده چنان آتشے برفروخت
شراب سے ایک ایسی آگ روشن ہوئی

که میخوارگان را درو رخت سوخت
کہ شرابیوں کا اسباب اسمیں جل گیا یعنی ہوش اور عقل جاتی رہی

برود و مے و لهو باے دگر
گانے بجانے اور شراب اور دلچسپیوں مین

ہمی برد شب را ابشادی بسر
وہ رات خوشی تمام آخر ہو گئی

چو شنگرف سودند بر لاجورد
جب شنگرف لاجورد پر گھسا یعنی سرخی شفق صبح کی پھولی

سمور سیه زاد روباه زرد
سیاہ سمور نے زرد لومڑی پیدا کی یعنی رات گئی آفتاب نکلا

دگر باره در جنبش آمد نشاط
پھر دوسرے دن وہی خوشی اور خرمی کا سامان ہوا

در آموده شد خسروانی بساط
اور پھر حاضرین محفل سے فرش بالکل بھر گیا

چمن بازنو شد ز شمشاد و سرو
چمن یعنی محفل پھر ہری ہو گئی شمشاد اور سرو یعنی خوبصورتوں

خرامش در آمد بکبک و تذرو
ناز سے چکورا اور سینس یعنی معشوق فرش پر چلنے پھرنے لگے

نوا گر شدند آن پریچهرگان
گانا شروع کیا ان عورتوں نے

نو آیین بود مهر در مهرگان
نیا لطف دیتی ہے ایسے جشن میں شراب

ز بیجاده گون باده دلفروز
یاقوت یعنی سرخ رنگ اور دلفروز شراب سے

فشاندند بیجاده بر روی روز
یاقوت گرائے دن کے رخسارے پر

بیا ساقی از باده جامی بیار
آ ساقی ایک پیالہ شراب کا دے

ز بیجاده گون گل پیامی بیار
اس سرخ پھول سے ایک پیام لا

رخم را بآن باده چون باده کن
میرے منہ کو اس شراب سے سرخ کر دے

ز بیجاده رنگم چو بیجاده کن
شراب سے رنگ میرا یاقوتی کر دے

داستان جشن نوشابه

نوشابہ کے جشن کا قصہ

رفتن سکندر نزد نوشابه بلباس سفارت

بجشن فریدون و نوروز جم
قسم فریدون کے جشن اور جمشید کے نوروز کی

که شادی ستردار جهان نام غم
کہ جہان سے نام غم کا خوشی نے مٹا دیا

جهاندار بنشست برتخت خویش
سکندر اپنے تخت پر جلوہ فرما ہوا

نشستند شاهان سر افگنده پیش
اسکے آگے اور جھکا کے بادشاہ سر جھکا کر بیٹھے

نوازندگان می و رود و جام
گانے بجانے والون اور شراب اور رباب سے

بر آراسته دست مجلس تمام
آراستہ ہو گئی تمام مجلس مسند کی

می نوش و نوشابه چون شکر
میٹھی شراب اور نوشابہ بھی مثل شکر کے

عروسان بگردش کمر در کمر
اور عورتین اسکے گرد کمر پر کمر باندھے ہوئے

بدان فرخی اسکندر فیلقوس
اُس مردانگی پر سکندر فیلقوس کے بیٹے نے

نکرد التفاتی بچندین عروس
ان سب عورتون مین سے کسی پر ذرا توجہ نہ کی

یکی آنکه خود بود پرهیزگار
ایک وجہ یہ تھی کہ سکندر زیادہ سب پر پرہیزگار تھا

دگر در حرم گرد نتوان شکار
دوسرے یہ کہ گھر مین شکار کھیلنا نہ چاہیے

یکایک همه لشکر از شرم او
لشکر کے ہر ایک شخص نے سکندر کی شرم سے

نگشتند یکذره از رسم او
ایک ذرہ بھی اُسکی مصلحت کے خلاف نہ کیا

هوا سرد و خرگاه خورشید گرم
ہوا سرد تھی اور خیمہ آفتاب کا گرم تھا

زمین خشک و بالین جمشید نرم
زمین خشک اور بادشاہی مسند نرم تھی

برون رفت از چاه دلو آفتاب
برج دلو سے آفتاب باہر نکل چکا تھا یعنی جاڑا تھا

بماهی گرفتن سوی حوض آب
مچھلی پکڑنے کے لیے پانی کے حوض کی طرف

درم بر درم کیسه و کوه و تیغ
درم پر درم یعنی برف کی تہ پہاڑوں اور تیغ پر سفیدی کی طرح

گره بست چون پشت ماهی زمیغ
چپک گئے تھے مچھلی کی پیٹھ کی مانند برف سے

دمه دم فرو گیر چون چشم گرگ
دھونکنی کا دم بند تھا بھیڑیے کی سی آنکھ کی طرح

شده کار گر گینه دوزان بزرگ
کام گرگینہ سینے والون کا بہت بڑا ہو گیا

داستان جشن نوشابه

سرین گوزن و کفلگاہ گور
چوتڑ بارہ سنگھون کے اور پٹھے گوردون کے

بپہلوی شیران برآوردہ زور
شیرون کے پہلو مین زور کیے گھسے جاتے تھے

کباب تر از ران آہوی نر
نر ہرنون کی ران کے کباب تر سے

نمک ریختہ آب را در جگر
نمک چھڑکا پانی کے جگر مین

ز باریدن ابر کافور بار
ابر کافوری کے برسنے سے

سمن رستہ از دستہای چنار
چنبیلی چنار کے درخت مین پیدا ہو گئی

بنفشہ نکردہ سر غنچہ تیز
بنفشے نے کلیون کی نوکین تیز نہ کین

چو ابر بہار آسمان برف ریز
آسمان سے ابر بہار کی طرح برف گر رہی تھی

درخت گل از باد آبستنی
پھول کے درخت نے پھل پیدا کرنیوالی ہوا سے

شکم کردہ پر بچہ رستنی
پیٹ بھر لیا بچہ پیدا کرنے کے لیے

دہن ناکشادہ لب آبگیر
نہرون نے اپنے منہ نہ کھولے تھے

کہ آید لب سبزہ را بوی شیر
کہ سبزے کے منہ سے دودھ کی بو آوے

جہان بلبلان را دریدہ دہل
جہان نے بلبلون کے ڈھول پھاڑ ڈالے تھے

ز نامحرمان روی پوشیدہ گل
نامحرمون سے منہ پھول کا پوشیدہ تھا

شدہ بلبلہ بلبل انجمن
قلقل کا شیشے سے نکلنا یعنی اسکی آواز محفل کی بلبل تھی

چو کبک دری قہقہہ در دہن
کبک دری کی طرح منہ مین قہقہہ تھا

ز رخسار میخوارگان رنگ می
شراب پینے والون کے چہرے سے شراب کے رنگ سے

بہر گوشہ گل برآوردہ خوی
پھول کے ہر گوشے پر پسینہ ٹپکتا ہوا

داستان جشن نوشابہ

بعذر شب دوش فرمود شاہ
پہلی رات کی معذرت مین حکم دیا سکندر نے

کہ آتش فروزند در بزمگاہ
کہ آگ روشن کرین بیچ محفل مین

برآراست از زینت و زر و زیب
آراستہ ہوئی نہایت زینت اور زیبایش سے

چو باغ ارم مجلس دلفریب
باغ بہشت کی طرح وہ دلفریب محفل

درو آتشی چون گل افروخته — گل از رشک آن گلستان سوخته

اسمین ایک آگ مثل پھول کے روشن کی — پھول اس باغ کے رشک سے جل گیا

شده خار ز آتش چو گل سربدست — نه چون خار زردشت آتش پرست

کانٹے آگ کی سبب سے مثل پھول کی سونا ہاتھ مین کبھی — نہ مثل کانٹے یعنی لکڑیون زرتشت آتش پرست کے

بمشکین زگال آتش لعل رنگ — در افتاده چون عکس گوهر بسنگ

آگ سرخ رنگ سیاہ کوئلون مین ایسی تھی — گویا جو اہرات کا عکس پتھرون پر پڑا ہے

بر آتش بران شوشه مشک سنج — چو مار سیه بر سر کان گنج

اس آگ کے ڈھیر پر خاک کی سیاہی — مثل کالے سانپ کے خزانے کی کان پر تھی

ز بی رحمتی داده بیر مجوس — سواد حبش را بتاراج روس

بے رحمی سے مجوسیون کے پیر یعنی آتش افروز نے دیا — حبش کی سیاہی کو روسیون کے لوٹ کو یعنی کوئلے سلگا کر لال کیے

ز هندوستان آمده جوزنی — بهر خوشه کرده سوخته خرمنی

ہندوستان سے آکر ایک جادوگرنے — ہر خوشہ کو آتش آگ مین ڈالا ایک کھلیان جلادیا

مغی ارغوان کشت بر جای جو — بنفشه درو ده بوقت درو

آتش فروز نے سرخ پھول بوئے بجائے جو کے — بنفشہ کاٹا وقت کاٹنے کے

سیاهی بمازندران برده مشک — بدل کرده با شوشه زر خشک

ایک حبشی مازندران مین مشک لے گیا — بدلا خشک یعنی خالص سونے کی سلاخ سے

ز هندو زنی خانه پر خون شده — همه آبنوسش طبرخون شده

ایک جادوگر عورت سے تمام گھر مین خون بھر گیا — تمام سیاہی اسکی سرخ ہو گئی

بچین کرده سقلابی ترکتاز — سموری بر اطلسی کرده باز

چین پر ایک سقلابی نے دھاوا کیا یعنی چینی کی انگیٹھی مین سرخی آگئی — ایک اطلس والے نے ایک سمور کھولدیا

بلالی برآورده آواز خوش — صلا داده در روم و خود در حبش

بلال نے ایک اچھی آواز سے اذان دی — بلایا لوگون کو کھانے کے لیے روم اور حبش مین

داستان جشن نوشابه

برآواز آن زنگی قیرگون
گشاده ز دل نهر و از دیده خون

اسکی آواز پر زنگی سیاہ رنگ یعنی ادھ سلگی ترکری نے
نکالا دل سے نہر یعنی دھوان اور آنکھون سے خون یعنی زردی

دبیری قلم رسته از پشت او
قلمهای مشکین در انگشت او

ایسا منشی کہ قلم اسکی پیٹھ سے اُگے
سیاہ قلم اسکی انگلیون مین

نشسته چو نمرود اطلس فروش
ز خاکستری پیرهن در بپوش

بیٹھ رہا جو نمرود اطلس بیچنے والا
خاکی رنگ کی زرہ پہنے ہوئے چھپا کر سب بدن سے

زبهر پلاسی رسن تافته
بجای پلاس اطلسی یافته

جو ٹاٹ بنانے کو لیے ڈوری بٹی تھی یعنی دھوان نکلتا تھا
آگے بجائے ٹاٹ کے ایک اطلس ہی یعنی آگ روشن ہوئی

چو در کوره مرد اکسیرگر
فرو برده آهن برآورد زر

جیسے اکسیر بنانے والے شخص نے گھریا مین
گلایا لوہے کو نکالا سونا

شرار که اکسیر زر ساخته
ز هر سو بدامن زر انداخته

چنگاریون نے کہ اکسیر سونے کی بنائی
ہر طرف سے دامن مین سونا ڈالا

دخان از بر شعلهٔ آذری
چو سرخ گل برگ نیلوفری

دھوان آگ کے شعلے پر سے
جیسے سرخ پھول پر نیلی پتیان

سفالی بریحان برآراسته
نه ریحانی از بیشها خاسته

ایک کونڈہ ریحان سے آراستہ کیا
نہین وہ سرخی جو جنگلون سے پیدا ہو

نه آتش گل باغ جمشید بود
کلیچه پز خوان خورشید بود

نہین آگ پھول باغ جمشید کی تھی
کلیچہ پکانے والی خوان آفتاب کی تھی

فروزنده گوهر نیک و بد
رفیق مغ و مونس هیربد

روشن کرنے والی جوہر نیک و بد کی
رفیق آتش پرستون اور مجاور پوجاری کی

شگفته گلی خورد او خار بن
بدیدار تازه بگوهر کهن

ایک کھلا ہوا پھول غذا اسکی کانٹے تھی
دیکھنے مین تازہ اور جوہر مین پرانا

داستان جشن نوشابه

ترنم سرای تهی مایگان
راگ گانے والی مفلسوں کی

ترنگا ترنگی که زد ساز او
وہ آوازیں کہ اسکے ساز سے نکلیں

بدین زندگی آتش زنده سوز
اس رونق سے آگ زندہ کی جلانیوالی

چو برگ گل سرخ بر شاخ سرو
مثل سرخ پھول کی پتیوں کے سرو کی شاخ پر

ز بسد نارے برافراخته
آگ کے مونگے سے بلند ہوے

اگر پای بط بر سر آرد چنار
اگر بطخ چنار پر قدم رکھے

تن بط بود در خور آبگیر
جسم بطخ کا ہوتا ہے لائق تالاب کے

دران باغ مرغان بجوش آمده
اس باغ میں چڑیاں جوش میں آئیں

صراحی برآورد بانگ سرود
صراحی نے نکالی آواز گانے کی

جگرها بخون در نمک یافته
کلیجوں نے خون میں نمک پایا

شکرپاره با نوک دندان براز
شکرپارے دانتوں سے مشورہ کرتے تھے

پیام آور دیگ همسایگان
پیام لانیوالی پڑوسیوں کی دیگ کی

به از زند زرتشت آواز او
زرتشت کی کتاب سے اسکی آواز بہتر

برافروخته شاه گیتی فروز
بادشاہ جہان روشن کرنیوالے نے یعنی سکندر روشن کی

بره گاه دراج گاهی تذرو
اسپر کہیں تیتر اور کہیں چکور یعنی سرخی اور سیاہی

بره کبک نالنده چون فاخته
اسپر چکور فاختہ کی طرح روتے تھے

بره سینهٔ بط زند بر و زار
اسپر بطخ کا دل نکالے آواز شور کی

چو بر آتش آری برآرد نفیر
جب آگ پر اسکو ٹھلادے تو شور کریگی

ز هر یک دگرگون خروش آمده
ہر ایک سے دوسری طرح کا شور پیدا تھا

سرود نوآیین تر از بانگ رود
راگ عمدہ زیادہ رود کی آواز سے

نمک را ز حسرت جگر تافته
نمک کا افسوس سے کلیجہ جل گیا

شکرخواره را کرده دندان دراز
شکر کھانے والے کے دانت دراز کیے

داستان جشن نوشابہ

کباب تر و بوی افزار مشک
کباب تر اور اُن مین خوشبو مصالحے کی
ابا باہی پروردہ با بوی مشک
شوربے مشک کی خوشبو سے بسائے ہوئے

ز آچارہا انچہ باشد عزیز
اچار رنگ کے جو جو کہ زیادہ مرغوب ہوتے ہین
ترنج و بہ و نار و نارنج نیز
لیمو اور بہی اور انار اور نارنگی کے بھی

مغنی چو زہرہ برامشگری
گویے زہرہ کی طرح ناچنے مین
صراحی درخشندہ چون مشتری
صراحی چمک رہی تھی مثل مشتری کے

بگلگون گلابے دلاویزتر
سرخ شراب زیادہ دلاویز سے
نشاندہ جہان از جہان دردسر
دفع کیا جہان سے اہل جلسہ نے دردسر

ہمہ سازہا آہنگہا نرم خیز
سب سازون کی آوازین دھیمی دھیمی تھین
بجز بادہ کاہنگ او بود تیز
سوا شراب کے کہ جسکی آوازین تیز تھین

ہمہ پختہ بودند یاران تمام
سب یار یعنی اہل مجلس پکے یعنی عقلمند تھے
بجز بادہ کو در میان بود خام
سوا شراب کے کہ وہ اُس جلسے مین خام تھی یعنی خالص

سکندر ز مستی شدہ نیم خواب
سکندر نشے مین اونگھ رہا تھا
روان چنگ در چنگ چنگی چو آب
چنگ چنگ بجانیوالے کے ہاتھ مین پانی کی طرح رواں تھا

می و مرغ و ریحان و آواز چنگ
شراب اور کباب اور سبزیان اور آواز چنگ کی
بتی تنگ چشم اندر آغوش تنگ
ایک معشوق جسکی آنکھین مست تھین اُسکے گود مین [illegible]

کسی کین مرادش میسر شود
وہ شخص جسکو کہ یہ مرادین حاصل ہون
گرش جم نباشد سکندر شود
اگر وہ جمشید نہو سکندر ہووے

بیاد شہ آن مشتری پیکران
سکندر کی یاد مین اُن خوبصورت عورتون نے
چو زہرہ کشیدند رطل گران
زہرہ کی طرح پی لیے بھر کر بڑے بڑے پیالے

چو یک نیمہ از روز روشن گذشت
جب دوپہر روز روشن سے گذرے
فلک نیمراہ زمین در نوشت
آسمان نے آدھی راہ زمین کی طے کی

داستان جشن نوشابہ

بفرمود شہ تا رقیبان گنج | کشند از پے میہمان پای رنج

حکم دیا سکندر نے کہ خزانے کے کلید بردار | کھینچیں مہمانوں کے لیے مشقت

زر و زیور آرند خروارہا | ز سیفور و اطلس شتربارہا

سونا اور زیور لائے ڈھیروں | سیفور اور اطلس کے لدے ہوئے اونٹ

ز چین و حبش خادمان نیز چند | بہ دیدار نیکو بہ بالا بلند

چین اور حبش کے چند غلام بھی تھے | جو دیکھنے میں خوبصورت اور قد آور

بسی نافۂ مشک و دیبای نغز | کز ایشان فزودہ شود ہوش مغز

بہت مشک کے نافے اور عمدہ عمدہ دیبا | جن سے کہ زیادہ ہو قوت دماغ کی

زمرد نگینہای باآب و رنگ | در و لعل و پیروزہ بے وزن و سنگ

زمرد کے نگینے نہایت آبدار اور خوشرنگ | ان میں لعل اور فیروزے بغیر وزن اور شمار کے

یکی تاج زرین زمردنگار | برآمودہ از لولوی شاہوار

ایک تاج سونے کا زمرد جڑا ہوا | نہایت آبدار اور بڑے موتیوں کا جڑا ہوا

پرندی مکلل بیاقوت و در | ہمہ درزش از مشک و کافور پر

ایک چادر حسین موتی اور یاقوت ٹانکے ہوئے | تمام درزیں اسکی مشک اور کافور سے بھری ہوئیں

عماری و اشتر بہرای زر | عماری کشان جملہ زرین کمر

عماریان اور اونٹ سونے سے مزین | عماری کھینچنے والے تمام سنہرے پٹکے باندھے ہوئے

چنین زیور نغز گوہرفشان | بنوشابہ دادند زیورکشان

ایسے پسندیدہ زیور موتی جھاڑنے والے | نوشابہ کو دیا زیور لادنے والوں نے

بپوشید نوشابہ تشریف شاہ | چو تشریف خورشید رخشندہ ماہ

پہنا نوشابہ نے خلعت بادشاہ کا | مثل خلعت آفتاب روشن چہرے کے

جداگانہ از بہر ہر پیکرے | بفرمود پرداختن زیورے

جدا جدا واسطے ہر ایک خوبصورت کے | حکم دیا زیور یعنی خلعت تیار کرنے کا

داستان جشن نوشابہ

باندازهٔ هر یکی چیز داد

ہر ایک کو مرتبے کے موافق ہر چیز سکندر نے دی

بپوشیدشان بردنی نیز داد

پہننا یا یعنی اور لیجانے کو بھی دیا

پریچهره با آن پری پیکران

نوشابہ مع ان سب خوبصورت عورتوں کے

شده از بسی گنج و گوهر گران

خزانے اور جواہرات کی زیادتی سے عاجز ہوئی

زمین بوسه داد و بر شکر شاه

زمین چومی سکندر کے شکرانے میں سبب سے

بخرم دلی برگرفتند راه

خوشی دل کی سے اپنے گھر کا راستہ لیا

رخ از خرمی چون گل افروخته

چہرے خوشی سے گل کی طرح شگفتہ

ز نعمت بسی نعمت اندوخته

طرح طرح نعمتوں یعنی نایاب اور نادر چیزیں پاکر

مراد دل از پادشه یافته

اور اپنے دلوں کا مقصد سکندر سے حاصل کر کے

عنان سوی ماوای خود تافته

باگ سب نے اپنے مکان کی طرف پھیری

ازان کان گوهر گرا آمدند

یعنی اس کان جواہر سے رغبت کرنیوالی یعنی سکندر کے پاس سے آئیں

چو گنج روان باز جا آمدند

مثل چلتے ہوئے خزانے کے پھر جگہ پر آئیں

بیا ساقی آن شیر شنگرف گون

آ ساقی وہ دودھ جو شنگرف رنگ یعنی سرخ شراب

که عکسش در آرد بسیماب خون

جسکا عکس پارہ میں خون لادے یعنی پیدا کرے

بمن ده که سیماب گون گشته ام

مجھکو دے کہ بیقرار ہو رہا ہوں میں

بسیماب چون ناخن رشته ام

بیقراری میں مثل ناخن کے ڈوری میں بندھا ہوا یعنی حیران ہوں

داستان رفتن سکندر بدیدن

داستان جانا سکندر کا واسطے ملاقات

زاهد

ایک فقیر کے

بر آنم من ای همت صبح خیز
اس ارادے مین ہون مین ای ہمت صبح خیز یعنی مستعد
که مغز سخن را کنم ریز ریز
کہ سخن یعنی شاعری کی مغز کو ریزہ ریزہ کر ڈالون

بزرین سخن گوہر آرم بچنگ
ایسے شعر ہی یعنی عمدہ کلام کے جواہرات ہاتھ مین لاؤن
سر زر پرستان در آرم بسنگ
روپیہ پیدا کرنے والون یعنی دنیداروں کا سر پتھر پر دے ماروں

کرا زور و زہرہ کہ آرد بدست
کسکی طاقت اور جرأت ہے کہ ہاتھ مین لاوے
کہ دارای دین را کند زیر دست
کون دیندار بادشاہ کو مغلوب کر سکتا ہے

زر از بہر مقصود زیور بود
روپیہ زیور کی غرض سے ہوتا ہے
چو بندش کنی بندی اژدر بود
اگر اسکو بند کر رکھے تو اژدہے کی قید کے موافق ہے

توانگر کہ باشد زرش زیر خاک
جو امیر کہ اپنا روپیہ زمین مین دفن کرے
ز دزدان بود روز و شب سہمناک
چوروں سے رات دن اسکو خوف رہتا ہے

تہیدست کاندیشہ زر کند
مفلس جو فکر روپیے کی کرتا ہے
تمنای گنجش توانگر کند
خزانے کی خواہش اسکو تونگر کر دیتی ہے

چو از زر تمنای زر بیشتر
جب روپیے سے زیادہ ہی خواہش روپیے کی
توانگر تر آنکس کہ درویش تر
پس زیادہ امیر ہے وہ شخص جو زیادہ محتاج ہے

جہان آنجہان شد کہ درویش را
جہان اُس کوشش کرنیوالے کا ہوا جو کہ غریب ہین
کہ ہم خویشتن او ہم خویش را
بلکہ خود اپنا یعنی اُسکا بھی اور اُسکے یگانون کا بھی ہے

شب و روز خوش میخورد بیہراس
رات اور دن بیخوف کھاتا یعنی خرچ کرتے ہین
نہ از شحنہ بیم و نہ از دزد پاس
نہ کوتوال کا خوف و نہ چوروں کی حفاظت کرتا ہے

فراوان خزینہ فراوان غم است
خزانے کی زیادتی زیادتی غم کا نتیجہ ہے
کم اندوہ آنرا کہ دنیا کم است
رنج اسکو کم ہے جسکے پاس دولت دنیا کی کم ہے

گزارندۂ عقد گوہر فشان
بیان کرنے والے موتی جھاڑنیوالی لڑی نے
چنین داد از کان گوہر نشان
ایسا جواہرات کی کان کا پتا دیا یعنی بیان کیا ہے

داستان رفتن سکندر بدیدن زاہدے

رفتن سکندر بدیدن

که چون کرد سالار جمشید هوش
کہ جب سردار جمشید کی طرح عقلمند یعنی سکندر نے

بریحان ریحانی دل فروز
گزک کہ خوشبودار اور شراب دل روشن کرنیوالی مین

یکی روز بنشست بر عزم کار
ایک دن کام کے ارادے مین مستعد ہوا

حصاری چنان زانجمن برکشید
ایک ایسی بارگاہ یعنی اس مجلس سے کھینچی

گرانمایگان سپه را بخواند
فوج کے افسرون کو بلایا

شدند انجمن کاروانان دهر
جمع ہوگئے واقف کار زمانے کے

شه از قصهٔ آرزوهای خویش
سکندر اپنی خواہشون کے بیان سے

که دوشم چنان در دل آمد هوس
کہ کل رات سے میرے دل مین یہ ہوس ہے

به نیروی رای شما مهتران
تم بزرگون کی رائے کی مدد سے

سوی روم ازین پیش بودم بسیج
اس سے پیشتر میرا ارادہ روم واپس جانے کا تھا

بر آنم که تا جملهٔ مرز و بوم
اب مین اس بات پر ہون کہ تمام دنیا کی سرزمین

می چند پیمود با نوشابه نوش
چند مرتبہ نوشابہ کی یاد مین شراب نوش کی

بسر برد با خسروان چند روز
بسر کئے چند روز بادشاہون کے ساتھ

بساطی نو آراست چون نوبهار
بچھونا نئے طرز کا مثل نوبہار کے بچھوایا

که انجم در آن برج شد ناپدید
کہ ستارے اس برج مین غائب ہوگئے

گرامی کنان هر یکی را نشاند
اور ہر ایک کو عزت کے ساتھ بٹھلایا

ز فرهنگ شه برگرفتند بهر
سکندر کی عقل سے بانٹے ہوئے حصہ

سخنها ز هر دستی آورد پیش
بہت باتین ہر پیرایہ سے سامنے لایا

که جز با شما بر نیارم نفس
جسکو مین نے سوا تم لوگون کے کسی سے نہین کہا ہے

جهان را ببینم کران تا کران
جہان کو دیکھون اس کنارے سے اس کنارے تک

عنان مراد از ان چرخ پیچ
لیکن آسمان یعنی مشیت نے میری باگ ادھر سے پھیر دی

بگردم بسی وانگه شوم سوی روم
پھرون یعنی سیر کرون اسکے بعد روم کی طرف جاؤن

ور آباد و ویران نشست آورم
آبادی ہو یا ویران جگہہ ہر جگہہ لشکر کشی کرکے

ہمہ ملک عالم بدست آورم
جہان کا تمام ملک اپنے قبضے مین لاؤن

کنم دست پیچی بسنجابیان
پنجہ کشی سنجاب والون سے کرون مین

زنم سکہ بر سیم سقلابیان
سکہ اپنا سقلابیون کی چاندی یعنی انکی سرزمین پر بٹھاؤن

بہر بوم و کشور کہ گرد زمیست
ہر سرزمین اور ہر ولایت مین کہ زمین کے گرد ہے

ببینم کہ خوشدل کدام آدمیست
مین یہ دیکھون کہ سب سے زیادہ خوش کون شخص ہے

وز آن خوشدلی بہرہ یابم مگر
شاید اسکی خوشدلی سے مین بھی حصہ پا جاؤن

کہ آہن باہن شود کارگر
کیونکہ لوہے مین لوہا ہی اثر کرتا ہے

نخستین خرامش ازین کوچ گاہ
پہلے اس کوچ کی جگہہ سے چل کر

بالبرز خواہم برون برد راہ
البرز پر جانا اور اسکا پتا لگانا چاہتا ہون مین

وزان کوہ فرخ در آیم بدشت
اور اس مبارک پہاڑ سے جنگل مین چلا جاؤن گا

ز صحرا بدریا کنم بازگشت
اور جنگل سے دریا کی طرف لوٹ جاؤنگا مین

تماشای دریای خزران کنم
پھر دریاے خزران کی سیر کرونگا مین

ز جرعہ بران گوہر افشان کنم
اپنے پیالے سے اسپر گوہر افشانی یعنی قطرہ ٹپکاؤنگا

چو موکب در آرم بدریا کنار
اور جب دریا کے کنارے میری سواری پہنچیگی

کنم ہفتہ مرغ و ماہی شکار
ایک ہفتہ مرغ اور ماہی کا شکار کرونگا

ببینم کہ تا عزم چون آیدم
مین دیکھنا چاہتا ہون کہ مجھکو اس ارادے سے کیا نفع ہوتا ہے

زمانہ کجا رہنمون آیدم
اور زمانہ میری رہنمائی کہانتک کرتا ہے

چہ گویند ہر یک درین داستان
ان باتون مین تم لوگ کیا راے دیتے ہو

کہ دولت نہ پیچد سر از راستان
کیونکہ مین درست بات بتلاتا ہون اگر نہ ناخوش نہین ہوتا

زمین بوسہ دادند یکسر سپاہ
تمام سپاہ نے سکندر کے سامنے زمین چومی

کہ تدبیر ما ہست و تقدیر شاہ
اور عرض کیا کہ تدبیر بتلانا ہمارا کام ہے اور تقدیر حضور کی

رفتن سکندر بدیدن زاہدے

کجا او نهد پای ما سر نهیم
جس جگہ کہ وہ قدم رکھے ہم لوگ سر رکھدین

ز فرمان او بر سر افسر نهیم
اُسکے یعنی حضور کے حکم کا تاج سر پر رکھتے ہین ہم

اگر آب و آتش کند جای ما
اگر حضور پانی اور آگ مین ہمکو جا ہین بھیجدین

نگردد ز فرمان او رای ما
حضور کے حکم سے ہماری طبیعت منحرف نہوگی

گر اندازد از کوه مارا بخاک
اگر حضور پہاڑ سے ہملوگون کو نیچے ڈالدین

بیفتیم و در دل نداریم باک
گر پڑین ہم اور دل مین مطلق اندیشہ نہ کرین

ز شاه جهان راه بر داشتن
پادشاہ جہان کا قصد اگر راہ اٹھانی یعنی سفر کرنے کا ہے

ز ما خدمت شاه نگذاشتن
ہمارا فرض ہے حضور کی تابعداری نہ چھوڑنا

شه آسوده دل شد ز گفتارشان
سکندر کا دل خوش ہوگیا انکی باتون سے

نوازشگری کرد بسیارشان
مہربانی بہت کی اُن لوگون کے حال پر

بسنجید ره را با هستگی
اندازہ کیا راستہ آہستگی سے

گشاد از خزینه در بستگی
بند خزانے کا دروازہ کھولا

غنی کرد گردن کشان را بگنج
مالدار کردیا لشکر کے سردارون کو خزانے سے

ز گوهر کشی لشکر آمد برنج
جواہرات اٹھا کر لیجانے مین لشکر تھک گیا

جهاندار چون دید کز گنج و زر
سکندر نے جو دیکھا کہ خزانے اور روپے سے

غنیمت کشان را گران گشت سر
غنیمت لیجانے والون کا دماغ پریشان ہوگیا

دران پیش بینی خرد پیشه کرد
اسمین پیش بینی سے عقل نے غور کیا

که بختی و چشم بد اندیشه کرد
یعنی کچھ اسکو نظر بد سے اندیشہ معلوم ہوا

ز بس گنج و گوهر که در بار داشت
کثرت خزانے اور جواہرات سے کہ لدا ہوا تھا

بهر جا که شد راه دشوار داشت
جس جگہ کہ جاتا تھا راہ سخت رکھتا تھا

بکوه و بصحرا بسختی و رنج
پہاڑ اور جنگل مین نہایت دقت اور تکلیف سے

سپاهش بگردون کشیدند گنج
سکندر کی فوج نے چھکڑون پر خزانہ لادا

داستان رفتن سکندر بدربند

چو در خاطر آمد جهان جوی را
جب بادشاہ یعنی سکندر کے دل میں آیا
که در چنبر آرد گلین گوی را
کہ قبضے میں مٹی کے گیند یعنی زمین کو لاوے

زمین اشود میل و منزل شناس
زمین کے منزل اور میل کو پہچانے
تری و خشکی رساند قیاس
تری اور خشکی کا اندازہ کرے

بداند جهان را ز پست و بلند
جہان کی پستی اور بلندی کو معلوم کرے
درازیش چندست و پهناش چند
طول اسکا کتنا ہے اور عرض اسکا کتنا

ز هر داد و بیداد آگه شود
ہر عادل اور ظالم کی خبر لیوے
براه آرد آنرا که از ره شود
راہ راست پر لاوے اسکو جو گمراہ ہووے

فرو شوید از دهر بیداد را
دھووے یعنی دور کرے زمانے سے ظلم کو
رهاند ز خون خلق آزاد را
چھوڑا دے خون سے آزادوں کی خلق کو

بهیم گاهی حصاری کند
ہر ایک کے مقام کو محفوظ بنا دیوے
ز هر سر انجام کاری کند
سرانجام کے واسطے کوئی تدبیر کرے

ز دوری دران ره شد اندیشناک
دوری سے اس راہ میں اندیشہ کیا
که دارد ره دور درد و هلاک
کیونکہ راستے کی دوری خوف رنج اور ہلاکت رکھتی ہے

نباید که ضایع شود رنج او
ایسا نہ ہو کہ بیکار جاوے مشقت اس کی
شود روزی دشمنان گنج او
دشمنوں کی روزی اسکا خزانہ ہو جاوے

سپاه از غنیمت گران بار دید
سپاہ کو چونکہ کثرت مال سے گرانبار دیکھا سکندر نے
بترسید چون گنج بسیار دید
ڈرا جب بہت خزانہ دیکھا

یکی آنکه سیران نکوشند سخت
ایک اس وجہ سے کہ آسودہ لوگ محنت نہیں کرتے
که ترسند ز ایشان ستانند رخت
کیونکہ ڈرتے ہیں کہ انکا مال اسباب کوئی نہ چھین لے

دگر هر که با سیری آید بجنگ
دوسرے کہ جو شخص کسی معمول سے لڑتا ہے
دو دستی زند تیغ بر بوی رنگ
دو ہاتھ تلوار مارتا ہے رنگ یعنی مال کی امید پر

رفتن سکندر بدیدن زاهدی

ز فرزانگان الهی پناه
عقلمند لوگون خدا کی پناہ سے

همه انجمن ساز و انجم شناس
سب مشورہ کرنے والے اور نجوم جاننے والے

از انجمله در حضرت شهریار
اُن سب مین جو سکندر کے دربار مین تھے

بهر کار زو چاره در خواستی
ہر کام مین اُس سے تدبیر دریافت کرتا

ز دشواری راه و گنجی چنان
راہ کی مشکلات اور کثرت مال وغیرہ سے

جوابش چنان آمد از پیش بین
اُس انجام بین یعنی بلیناس نے سکندر کو یہ جواب دیا

سپه را اگر شاه فرمان کند
یعنی اگر حضور اپنی فوج کو یہ حکم دین

ز بهر گواهی بهر گنجدان
تو گواہی یعنی پتے کے لیے ہر دفینے پر

بدان تا چو آیند از راه دور
اس وجہ سے کہ اگر پھر آوین تو دور سے

گواهی که بر گنج خویش آورند
جو پتہ کہ وہ اپنے خزانو پر لگانا چاہین

شه این رای را عالم آرای دید
سکندر نے بلیناس کی یہ تدبیر نہایت سب سمجھی

صد و سیزده بود با او براه
ایک سو تیرہ شخص سکندر کے ہمراہ تھے

بتدبیر هر شغل صاحب قیاس
ہر کام کی تدبیر مین صاحب اندازہ

بلیناس فرزانه بود اختیار
بلیناس برگزیدہ عقلمند تھا

کزو کردن چاره برخواستی
کیونکہ اس پر تدبیر بتلانا پیدا تھا یعنی ختم تھا

سخن راند با کار سنجی چنان
سکندر نے اُس مدبر سے ذکر کیا

که شه گنج پنهان کند در زمین
کہ حضور مال و دولت کو زمین مین دفن کرا دین

بویرانها گنج پنهان کند
وہ لوگ اپنا مال اُن جنگلون مین گاڑ دے

طلسمی کند هر یک از خود نشان
ایک ایک طلسم اپنے پتے کے لیے لگا دیوے

ز هر تیره جایی برآرند نور
ہر ایک اندھیرے کونے سے نور نکالے یعنی اپنا مال نکال سکے

نمودار شیشه پیش آورند
اپنے اپنے نشانات پہلے حضور کو ملاحظہ کرا دین

سپه را سلامت در آن رای دید
اور اسی تدبیر مین سکندر نے فوج کی سلامتی دیکھی

داستان رفتن سکندر بدیدن زاهدے

بزیر زمین گنج را جای کرد

زمین کے نیچے خزانون کو دفن کیا

طلسمی بر آن گنج برپای کرد

ایک ایک طلسم ان خزانون پر نصب کیا

بفرمود تا هر کرا گنج بود

حکم دیا لوگون کو سکندر نے کہ جسکے پاس مال ہو

نهان کرد کز بردنش رنج بود

زمین مین پوشیدہ کرین کہ جسکے لیجانے مین تکلیف ہو

پراگنده هر یک در آن کوه و دشت

علیحدہ علیحدہ ہر ایک نے اس پہاڑ اور جنگل مین

بکل گنج پوشید و خود باز گشت

اپنا اپنا مال زمین مین پوشیدہ کیا اور آپ واپس آئے

جدا هر یکی بر سر مال خویش

اور ہر ایک نے اپنے اپنے مال

بر انگیخت شکلی ز تمثال خویش

پیدا کی ایک صورت اپنی نشان سے

چنان بود شب بازی روزگار

ایسی تھی مکاری زمانے کی

که شه راد گرگون شد آموزگار

کہ بادشاہ کو دوسری طرح اُسنے سکھلایا

ز هنجار دیگر در آمد بروم

دوسری راہ سے آیا روم کی طرف

فرو ماند گنج اندران مرز و بوم

رہا مال و اسباب اس سرزمین مین

همان لشکر از بس برگ و ساز

اُسکے لشکر کو اپنے پاس کے مال و دولت سے

بر آن گنج نهان نیامد نیاز

اُن دفن کیے ہوئے خزانون کی خواہش نہوئی

ز بس گنج پیدا که در یافتند

کثرت خزانے سے جو اُن لوگون نے ظاہر مین پایا

سوی گنج پوشیده نشتافتند

وفن کیے ہوئے خزانون کیطرف کوئی متوجہ نہوا

چو در خانهٔ روم کردند جای

جب ملک روم مین سب پہونچ گئے

بشغل جهان درکشیدند پای

اور ملک کے کامون مین مصروف ہوئے

یکی دستگه برافراختند

ایک عبادت خانہ پتھر کا بنایا

بجمهور طاعت بپرداختند

اور وہ سب عبادت مین مشغول ہوئے

همان نسخه گنجنامه که بود

اور وہ دستورین کہ دفینون کی تعین

بدارنده دیر دادند زود

اُس معبد کے محافظ کو سب نے دیدین

داستان

رفتن سکندر بدیدن

که تا هر که او باشد ایزد پرست
یعنی تا کہ جو شخص خدا پرست ہووے

ازان تا بها گنجی آرد بدست
اُن رنجاموں سے ایک خزانہ پا جاوے

هنوز اندر آن گنج دیرینه سال
اب تک اُس پرانے خزانے میں

بسی گنج مانده ازان گنج و مال
اُس گنج و مال سے بہت خزانہ باقی ہے

کسانیکه از راه خدمتگری
جو لوگ کہ از راہ اطاعت کے

کنند آن صنمخانه را چاکری
کرینگے اُس بتخانے کی عبادت

ازان گنجنامه دهندش یکی
اُس خزانے کے کاغذ میں سے ایک دیا جاوے

اگر بیش باشند و گر اندکی
خواہ بہت ہووے انہیں یا تھوڑا

بیایند و آن گنج ازان بشکنند
آ دیں اور اُس خزانے کو کھو دیں

وزان گنج یابند خود بر کنند
اور اُس خزانے سے ابھی مزدوری نکال لیں

مگر داد دولت مرا پای رنج
شاید دولت نے مجکو بھی مزدوری دی ہے

که پایم فرو رفت زینسان به گنج
کہ میرا پاؤں ایسا خزانے میں دھنس گیا ہے

بیا ساقی آن می که تازه آورد
آ اے ساقی وہ شراب جو تازگی پیدا کرے

جوانی و عمر باز آورد
جوانی بھولا ہووے اور گئی ہوئی عمر واپس لے آوے

بمن ده که این هر دو گم کرده ام
مجکو دے کہ میری یہ دونوں چیزیں کھو گئی ہیں

قناعت بخوناب خم کرده ام
اور میں نے صرف سبو کی خالص شراب پر قناعت کرتی ہے

کشادن سکندر دژ دربند از دعای عابدی

کھولنا یعنی فتح کرنا قلعہ دربند کو ایک فقیر کی دعا سے سکندر بادشاہ کا

کسی کو در نیکنامی زند
جو شخص نیکنامی کا دروازہ کھولتا یعنی نیکنام ہوا چاہتا ہے

درین حلقه لاف غلامی زند
اس حلقے کی غلامی پر فخر کرتا ہے

بہ نیکی چنان پرورد نام خویش
نیکی میں ایسا مشہور کرتا ہے نام اپنا

کز ان نیک یا بد سر انجام خویش
کہ اُس سے اپنا انجام نیک پاوے

بہ دُراعہ در گر بود نیش
ایسے کپڑے کیطرف پھاڑ گیا ہے بدن اُسکا

کہ آن درع باشد بہ پیرامنش
کہ وہ زرہ ہو اُسکے بدن کے گرد

چو میخواہی اے مرد نیکی پسند
اگر تو اے مرد نیکی پسند چاہتا ہے

کہ نامی بر آری بہ نیکی بلند
کہ نیکی میں اپنا نام بلند کرے

یکی جامہ در نیکنامی بپوش
ایک یعنی صرف نیکنامی کا جامہ پہن لے

بہ نیکی دگر جامہای فروش
بدلے نیکی کے اور کپڑے بیچ ڈال

نہ بینی کہ باشد ز مشکین حریر
نہیں دیکھتا ہے کہ ہوتی ہے سیاہ حریر کی

فروشندۂ مشک را ناگزیر
مشک بیچنے والے کو بالآخر ضرورت

بہ از نام نیکو دگر نام نیست
بہتر نام نیک سے کوئی اور نام نہیں ہے

بد آنکس کہ نیکو سر انجام نیست
برا ہے وہ شخص کہ جسکا انجام نیک نہیں ہے

گزارندۂ این نو آئین خیال
بیان کرنے والا اس نئے طرز کے خیال کا

ہم از نیکنامان زدی داستان
ذکر کیا کرتا ہے ہمیشہ نیکناموں ہی کا

سکندر کہ آن نیکنامی نمود
سکندر نے جو اس قدر نیکنامی کی

بدان نام نیکو بسی کرد سود
اُسی نیکنامی سے بہت فائدہ اٹھایا

ہمہ سوی نیکان نظر داشتی
ہمیشہ اچھے لوگوں کا خیال رکھتا یعنی پیش نظر رکھتا

بدان را بر خویش نگذاشتی
برے لوگوں کو اپنے پاس نہ آنے دیتا

ز کشور کشایان و شہزادگان
بادشاہوں اور بادشاہوں کی لڑکوں سے

نظر بیش کردی بافتادگان
عاجز یعنی غریبوں پر توجہ کرتا تھا

کجا زاہد خلوتی یافتی
جہان کہیں کسی گوشہ نشین زاہد کی خبر پاتا

بخلوتگہش زود بشتافتی
اُسکے حجرے کی طرف جلد جا پہونچتا

سکندر ڈر در بند بدعاے عابدے

جو حضرت زاہد کے ... کا حال بیان کیا گیا ہے یون لکھتا ہے کہ سکندر نے جو اس قدر نیکنامی حاصل کی تو اچھی نیکنامی کی بدولت اسکو بہت فائدہ پہونچا ۱۲

بهر جا که رزمی بیاراستی
جب جگہہ کوئی لڑائی کرنا چاہتا

از ایشان بهمت مدد خواستی
اُن لوگوں سے دعا کی مدد چاہتا

همانا که سالت بود فیروز جنگ
وہی سبب ہے وہ واقعی لڑائی میں فتحمند رہتا تھا

که فیروزه را فرق کردی ز سنگ
کہ فیروزے اور پتھر یعنی نیک و بد کو پہچانتا تھا

سپاهی که با او بجنگ آمدند
جو فوج کہ بادشاہ اس سے لڑا

ازین پیشه کو داشت تنگ آمدند
اس طریقے سے جو وہ رکھتا تھا عاجز کر دیتا تھا

خداوند کامی ز ادوار روزگار
عرض کی لوگوں نے کہ اے حاکم زمانے کے

بتعلیم تو دولت آموزگار
حضور کی تعلیم کے لیے حضور کا اقبال استاد ہے

ترا فتح و فیروزی از لشکرست
تیری فتح اور فتحمندی اگرچہ لشکر کے باعث سے ہے

تو زاهد نوازی سخن دیگرست
اور تو جو زاہد نواز ہے یہ اور ہی بات ہے

بشمشیر باید جهان را گشاد
تلوار کے زور سے جہان کو فتح کرنا چاہیے

تو از نیکمردان چه آری بیاد
تو فقیروں کی یاد سے کیا فائدہ کرتا ہے

چو همت سلاح است و دست برد
جب دعا ہتیار ہے غالب ہونے کے لیے

بگو تا کنیم آنچه داریم خرد
پھر اجازت دے کہ جو ہتیار ہمارے پاس ہیں توڑ ڈالیں

ازین پس که با همنبردان نیم
اور بعد اسکے جب ہم کسی مقابل سے لڑیں

ز همت نیکمردان زنیم
صرف فقیروں کی دعا پر بیٹھے رہیں

جهاندار ازین داوریهای سخت
سکندر نے اس مشکل سوال سے

نگهداشت پاسخ به نیروی بخت
روک لیا جواب نصیبے کی قوت سے

سخن را بدیهه نیاید صواب
کیونکہ بات فوراً اچھی نہیں نکل سکتی ہے

بوقت خودش داده باید جواب
اپنے وقت پر اسکا جواب دینا چاہیے

چو لشکر سوی کوه البرز راند
جب لشکر کو سکندر کوہ البرز کی طرف لے چلا

بهر ناحیت نایبی را نشاند
ہر ایک شہر میں اوسنے اپنا ایک ایک نائب چھوڑا

بدہلیزۂ رہ گذرہای سخت
مشکل اور خوفناک راستوں سے
زشہروان چو شیران برون جست رخت
مقام شہروان سے شیر کی طرح باہر نکل گیا

دران تاختن کارزومند بود
اس حملے مین جو اسکی آرزو تھی
رہش بر گذرگاہ دربند بود
اسکی راہ مین قلعۂ دربند واقع تھا

بپائین آن شہر آراستہ
نیچے اسکے ایک شہر نہایت آراستہ
دژی بود دروی بسی خواستہ
ایک قلعہ تھا اسمین بہت مال و دولت تھی

دژی بود با آسمان در نبرد
وہ قلعہ کیا تھا آسمان سے لڑ رہا تھا
نگشتہ بہ پیرامنش ہیچ مرد
اسکے گرد اسوقت تک کوئی نہ جاسکا تھا

دران دژ تنی چند رہ داشتند
اس قلعے مین چند آدمی رہزنی کرتے تھے
کہ کس را دران راہ نگذاشتند
جو اس راستے مین کسی کو زندہ نہ چھوڑتے تھے

چو شہ را سراپردہ آنجا زدند
جب اس جگہ سکندر کا پڑاو پڑا
رقیبان دژ خیمہ بالا زدند
قلعے کے نگہبانون نے خیمہ اوپر مارا یعنی چڑھ گئے

در دژ بہ بستند بر روی شاہ
اور قلعے کا دروازہ بند کرلیا سکندر کے آگے
نکردند در تیغ و لشکر نگاہ
تلوار اور لشکر کی طرف کچھ نہ خیال کیا

بنوبتگہ شاہ نشتافتند
سکندر کی بارگاہ کی طرف نہ حاضر ہوے
سر از خدمت شاہ بر تافتند
اور سکندر کی اطاعت سے منحرف ہوگئے

اگر خواندشان داور دورگیر
اگر بلایا بھی انکو زمانے کے فتح کرنیوالے حاکم یعنے سکندر نے
برفتن نگشتند فرمان پذیر
اسکے سامنے جانے پر بھی رضامند نہوے

وگر دفتری داوری در نوشت
اور جب دفتر حکومت کا لپیٹا یعنی نرمی کی
نداد ندراہش بران کوہ و دشت
اوس پہاڑ اور جنگل پر اوسکو راہ نہ دی

ہمان چارہ دید آن خردمند شاہ
تب اس عقلمند بادشاہ یعنی سکندر نے یہ تدبیر دیکھی
کہ بردارد آن بند زان بندگاہ
کہ اٹھادے یعنی کھولدے اس قلعے سے یعنی اسکو توڑ ڈالے

کشادن سکندر دژ دربند بدعای عابدے

کشادن سکندر دژ دربند را

بلشکر بفرمود تا صد هزار ❊ درآیند پیرامن آن حصار

لشکر کو حکم دیا سکندر نے کہ ایک لاکھ شخص ❊ اس قلعے کو ہر طرف سے گھیر لین

بخر سنگ غضبان خراش کنند ❊ بسیلاب خون غرق آتش کنند

گویا پتھر بڑے بڑے پتھر پھیر کر اسکو کھود ڈالین ❊ خون کے سیلاب مین اسکو غرق کر دین

چهل روز لشکر شغب ساختند ❊ گزان قلعه کلوخی نیند اختند

چالیس دن برابر لشکر نے خون ہی حملہ کیا ❊ مگر اس قلعے کی ایک اینٹ نہ گرا سکے

ز بس تاب ناوک افگنده بال ❊ کمندی نه کانجا رساند دوال

اسکی دوری سے تیرون کے پر ٹوٹ گئے ❊ نہ ایسی کوئی کمند تھی جو اسپر پہونچ سکتی

عروسک شایان چو دیوان سموس ❊ خجل گشته زان قلعه چون عروس

قلعہ مارنے والے مثل دیونکے چپ ہو گئے ❊ شرمندہ ہو گئے اس آراستہ قلعے سے

نه غراوه بر گرد آوره شناس ❊ نه از گردش منجنیقش هراس

نہ چھوٹا گو پھنا اسکے گرد پہونچتا تھا ❊ نہ گو پھنے کے گھومانے سے اسکو اندیشہ

چو عاجز شدند اندران تاختن ❊ وزان جوز بر گنبد انداختن

جب عاجز ہوئے لوگ اس حملے مین ❊ اس خروٹ یعنی غلون کو گنبد پر پھینکنے سے

شه کاردان مجلس نو نهاد ❊ سران را طلب کرد و ابرو گشاد

واقفکار بادشاہ یعنی سکندر نے نئی محفل آراستہ کی ❊ سردارون کو بلایا اور رستو حجت ہوا

چه گویند گفتا درین بند کوه ❊ که آورد زاندیشه ما را ستوه

پوچھا کہ کیا کہتے ہوا اس پہاڑ کی قید مین ❊ جسنے ہمارے خیال کو عاجز کر دیا

ولایت کشایان گردن فراز ❊ نشستند و بردند شه را نیاز

ملک فتح کرنیوالون سر آوردہ یعنی پہلوانون نے ❊ بیٹھکر سکندر کی تعظیم دی اور عاجزی کی

که ما بندگان کمر بسته ایم ❊ بدین کار یک روز ناشسته ایم

کہ ہم لوگ جب برابر کمر باندھے ہین ہم ❊ اور اس کام سے ایک دن غافل نہوئے ہم

چهل روز باشد که بی خورد و خواب
چالیس دن ہو گئے کہ نہ کھانا کھایا نہ سوئے ہم

تو دانی که بر تارک مهر و میغ
تو خود بھی جانتا ہے کہ آفتاب اور بدلی کے سر پر

چو دیوان بسی چارہا ساختیم
دیووں کی طرح بہت تدبیریں کیں ہم نے

همان به که گردیم زین راه تنگ
وہ بہتر ہے کہ اس مشکل راستے سے واپس جائیں ہم

شهنشه چو دانست کان سروران
سکندر نے جو جانا کہ وہ سردار یعنی بہادر

چو در سرمه زد چشم خورشید میل
جب سلائی سرمے کی آفتاب کی آنکھ میں لگی یعنی شام ہوئی

شه از گنج و گوهر بدریا کنار
سکندر نے خزانے اور جواہرات یعنی جاہ و حشم سے

بپرسید چون حلقه گشت انجمن
جب محفل جمع ہو گئی سکندر نے دریافت کیا

که از گوشه گیران درین کوهسار
کہ گوشہ گیروں یعنی فقیروں سے یہاں کوئی ہے

یکی گفت کای شاه دانش پرست
ایک شخص نے کہا کہ اے بادشاہ عقلمند

بکس در نمی تابد از هیچ راه
کسی سے وہ کسی طرح ملاقات نہیں کرتا ہے

ستیزیم با ابر و با آفتاب
اٹھتے رہے ہم دھوپ اور سایے میں

نشاید زدن نیزه و تیر و تیغ
کوئی نیزہ اور تیر اور تلوار نہیں مار سکتا ہے

وزین دژ کلوخی نینداختیم
اور ایک ڈھیلا اس قلعے کا نہ گرا سکے ہم

گریوه نوردیم و سازیم جنگ
اور ٹیلے پر جائیں اور لڑائی کریں ہم

فرومانده بودند عاجز دران
عاجز اور عاجز ہو گئے تھے اس میں

فرو ریخت گوهر بدریای نیل
گرے موتی دریای نیل میں یعنی اندھیرا ہوا

یکی مجلس آراست چون نوبهار
ایک مجلس مثل نوبہار کے آراستہ فرمائی

از آن سرفرازان لشکرشکن
ان لشکر کے مغلوب کرنیوالے یعنی بہادر سرداروں

که بر نام آرزو با گریست
جو امید رکھتے تھے ہم کہ پورا ہو یعنی اس سے اپنی آرزو بیان کریں

پرستندگی در فلان غار هست
فلان غار میں ایک عابد رہتا ہے

کند بی نیازی بمشتی گیاه
یعنی چونکہ وہ تھوڑی پتیاں کھاتا ہے اس سے بیپروائی کرتا ہے

شہنشاہ برخاست ہم در زمان — عنان تاب گشتہ ازین ہمدمان

سکندر یہ سنکر فوراً اُٹھ کھڑا ہوا — باگ پھیری اُسنے اُن اہل مجلس سے

ز خاصان تنے چند ہمراہ کرد — نشان جست و آمد بر نیکمرد

خاص خاص کئی آدمی اپنے ساتھ لیے — پتا پوچھا اور آیا طرف اُس عابد کے

رہ از شب چو روز بد اندیش بود — وشاقی و شمعی روان پیش بود

راہ دشمن کے دن کی طرح رات سی تھی یعنی اندھیری تھی — نوکر اور مشعلی آگے چلی رہے تھے

چو نزدیک غار آمد از راہ دور — بغار اندر افتاد ازان شمع نور

جب غار کے نزدیک راہ دور سے آیا — غار میں اُس شمع کی روشنی پڑی

پرستندہ چون پرتو نور دید — ز تاریکی غار بیرون دوید

اُس عابد نے عکس روشنی کا دیکھا — اس غار کی تاریکی سے باہر نکلا

فرشتہ وشے دید چون آفتاب — بر آورد اقبال را سر ز خواب

ایک فرشتہ صورت مثل آفتاب کے یعنی نورانی دیکھی — اُٹھایا اقبال نے نیند سے اپنا سر

جہاندیدہ نزد جہاندار تاخت — بنور جہانداری او را شناخت

وہ عابد اُٹھا اور سکندر کے پاس آیا — نور پادشاہی سے اُسنے پہچان لیا

بدو گفت شخصی بس نیکری — گمانم چنانست اسکندری

سکندر سے کہا اُسنے کہ تو ایک بہت اچھا شخص ہے — میرا گمان ایسا ہے کہ تو سکندر بادشاہ ہے

شہ از مہربانی بدو داد دست — درون رفت و پیشش بزانو نشست

سکندر نے مہربانی سے اُوس سے مصافحہ کیا — اندر گیا اور اسکے آگے دو زانو بیٹھا

بپرسید ازو کاشنائے تو کیست — ز دنیا چہ پوشی و خوردت چیست

اوس سے پوچھا کہ تیرا آشنا کون ہے — اور دنیا سے یعنی یہاں تیرا کھانا پینا کیا ہے

چہ دانستی ای زاہد ہوشیار — کہ اسکندرم من درین تنگ غار

کیونکر جانا تو نے اے زاہد ہوشیار — اس اندھیرے غار میں کہ میں سکندر ہوں

دعا کرد زاہد کہ دل شاد باش
دعا دی اُسنے کہ تو دل شاد رہ
ترا اقبال بادا اختر خاستہ
اقبال کا تیرے ستارہ بلند رہے
اگر نیک بشناختم شاہ را
مین نے جو بادشاہ کو بخوبی پہچان لیا
نہ آئینہ تنہا تو داری بدست
آئینہ صرف تو ہی سمجھتا ہے کہ تیرے ہی پاس ہے
بصد سال کو را ریاضت نمود
سیکڑون برس کی عبادت مین اُسکو مین نے صفا کیا
دگر آنچہ پرسد خداوند رای
اور جو آپ یہ دریافت کرتے ہین
بہ نیروی تو شادم و تندرست
تیری مدد سے مین خوش اور تندرست ہون
ز مہر و ز کین کسم یاد نیست
کسی کی محبت اور دشمنی کی مجھکو یاد نہین ہے
جہان را ندیدم وفادارئے
جہان مین مین نے کوئی وفاداری نہ دیکھی
چو بر سنجم اندازۂ کار خویش
جب مین نے اپنے کام کے اندازے کو تولا
بریدم ز ہر آشنائی شمار
ہر آشنائی سے شمار قطع کر دیا مین نے

ز بند ستمگاری آزاد باش
ظلم کے قید سے آزاد یعنی بیفکر رہ
بہ پیروزی دولت آراستہ
فتحمندی کی دولت سے تو آراستہ رہے
شناسد بشب ہر کسے ماہ را
پہچان لیتا ہے ہر شخص چاند کو رات مین
مرا در دل آئینہ نیز ہست
میرے دل مین بھی ایک آئینہ ہے
یکی صورت آخر تو اندر نمود
آخر کو اسمین صورت دکھلائی دینے لگی
کہ چونست زاہد درین تنگ جای
کہ کیونکر مین اس اندھیری جگہ مین رہتا ہون
تنومند تر زانچہ بودم نخست
موٹا زیادہ اب ہون جیسا کہ پہلے تھا
کس از بندگان چون من آزاد نیست
کوئی بندون سے میری طرح آزاد نہین ہے
نخواہد کس از بیوفا یارئے
بیوفا سے کوئی دوستی نہین کرتا ہے
ہمین گوشہ دیدم سزاوار خویش
یہی گوشہ مین نے اپنے لائق دیکھا
بس است آشنائے من آموزگار
اب میرا آشنا صرف میرا مرشد ہے

سکندر روز در بند بدعا

به بسیار خواری ندارم بسیج

بہت کھانے کا ارادہ میں نہیں کرتا ہوں

گیا پوشم و قوت من هم گیا

پیان ہی میری پوشاک ہیں اور پیان ہی میری غذا ہیں

بود بس بسا کز سر آیندگان

بہت سے گذر گئے ہیں کر آدمیوں سے

سبب چیست کامشب درین کنج غار

آپ یہ فرمائیے کہ آج کی رات اس تاریک غار میں

درین غار من چو انگهی خوشتوی

یہ غار میرے ہی لائق تھا اور جب تجھے اتفاق آیا

جهاندار گفت ای جهاندیده پیر

سکندر نے کہا کہ اے فقیر جہاندیدہ

خدا آهنی را بدو نیم کرد

خدا نے ایک لوہے کے دو ٹکڑے کیے

کلیدی و تیغی بدینسان نگاشت

ایک کنجی اور ایک تلوار اس طرح کی بنائی

چو من زان تیغ گیتی فروز

میں جب لیے ہے یعنی تلوار جہان روشن کرنیوالی سے

تو در نیم شب گر کنی یاوری

تو آدھی رات کو اگر میری مدد کرے

مگر گر کلید تو و تیغ من

شاید تیری دعا اور میری تلوار سے

که پری و ده ناف را ایچ پیچ

کیونکہ پیٹ جب بھر جاتا ہے ناف میں پیچ ہوتی ہے

کنم سنگ را زر بدین کیمیا

پتھر کو سونا بناتا ہوں میں اس کیمیا سے

ندیدم کسے جز تو ز آیندگان

کسی کو نہ دیکھا میں نے تیرے سوا آنیوالوں سے

به نیک اختری رنجه شد شهریار

کس وجہ سے اس نیک اختری سے آپ نے قدم رنجہ کیا

بلی پاس شه را کنم هندوی

اب میں بیشک تیری نگہبانی کی خدمت کرونگا

ازین آمدن داشتم ناگزیر

اسوقت آنے پر میں مجبور ہو گیا تھا

بما هر دو آن هر دو تسلیم کرد

اور میرے ہی سپرد وہ دو کر دیئے

کلیدان تو تیغ بر من گذاشت

کنجیاں تیرے پاس اور تلوار میرے پاس چھوڑی

کنم بازی عدل در نیم روز

عدالت کرتا ہوں دن میں

کلیدی بجنبان درین داوری

ایک کنجی ہلادے یعنی دعا کر اس مقدمے میں

کشاده شود کار این انجمن

کھل جاوے کام اس محفل یعنی ہم سب کا

عام ہے درست ہو جاوے

حصاریست بر سفت این تیغ کوه
ایک قلعہ ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر

درین رہزنانند چندین گروہ
اسمین چند ڈاکہ زن رہتے ہین

کہ در روز و شب کاروان از نند
جب دن رات قافلون کو لوٹ لیتے ہین

ز بدگوہری راہ جانہا زنند
بدذاتی سے جان سے مار ڈالتے ہین

درین جست و جویم کہ بکشایمش
مین اس تلاش مین ہون کہ اسکو فتح کرون

بداد و بدانش بیارایمش
عدل اور عقل سے اسکو آراستہ کرون مین

تو نیز ار ہمت کنی یاریے
تو بھی اگر دعا سے کچھ میری مدد کرے

درین رہ کند بخت بیداریے
اس راہ مین یا اس راہ کا نصیبہ بیدار ہو جاوے

ز رہزن شود راہ پرداختہ
تو رہزنون سے یہ راہ خالی ہو جاے

شود توشۂ رہروان ساختہ
مسافرون کا توشہ سوجود یعنی قائم رہے

چو آگاہ شد مرد ایزد شناس
جب وہ مرد ایزد شناس یعنی فقیر آگاہ ہوا

کہ دزدان بران قلعہ ازند پاس
کہ چور اس قلعے کے محافظ یا مالک ہین

یکی منجنیق از نفس بر کشاد
ایک گوپھیا دعا کا اسنے کھولا

کہ بر قلعۂ آسمان در کشاد
جسنے قلعۂ آسمان کا دروازہ کھولا یعنی مقبول ہوئی

چنان زد بر و کوہہ منجنیق
ایسی اس پہاڑ پر منجنیق ماری یعنی کچھ پڑھکر دم کیا

کہ شد کوہ در آب دریا غریق
کہ وہ پہاڑ یعنی قلعہ غرق دریا ہو گیا

پس آنگہ بگفت برخیز و شو باز جای
اور سکندر سے کہا کہ اٹھ اور واپس جا

کہ آن کوہ پایہ در آمد ز پای
کہ وہ پہاڑ کا مرتبہ یعنی قلعہ بالکل گر پڑا

چو شاہنشہ آمد سوی بزم خویش
پس جب سکندر اٹھا اور اپنی محفل مین جب آیا

مقیمان مجلس دویدند پیش
حاضرین مجلس نے اسکا استقبال کیا

دگر بارہ مجلس بیاراستند
پھر دوبارہ مجلس آراستہ کی

برامش نشستند و می خواستند
گانا ہونے لگا اور شراب نوشی ہونے لگی

کس آمد که دربان این کوهسار
استنے میں ایک شخص نے آکر کہا کہ مالک اس پہاڑ کے قلعے کا
ستاده دست بر در با امید بار
در دولت پر کھڑا ہے حضوری کی امید پر

بفرمود شه تا بیارند زود
حکم دیا سکندر نے کہ فوراً اسکو سامنے لاؤ
درآمد بر شاه خدمت نمود
غرض وہ حاضر ہوا اور آداب شاہی بجا لایا

چو بر شه دعا کرد ز اندازه بیش
جب سکندر کی حد سے زیادہ صفت کر چکا
کلید در قلعه افگند پیش
کنجی قلعے کے دروازے کی سامنے رکھ دی

خبر کرد کامشب به نیروی شاه
اور کہنے لگا کہ آج کی رات حضور کے اقبال سے
خرابی درآمد باین قلعه گاه
خرابی اس قلعے پر آگئی

دو برج قوی زین دژ سنگ بست
دو بڑے برج اس پتھر کے بنے ہوئے قلعے سے
ز برج فلک دو برهم شکست
برج آسمان بھی جلد ٹوٹ کر گر پڑے

ز خشم خدا منجنیقی رسید
خدا کے غضب کا اسپر کوئی غلہ پہونچا
دژ افتاد و ناگاه درهم درید
جس سے وہ قلعہ گر پڑا اور دفعۃً پھٹ گیا

گرش منجنیق تو کردی خراب
اگر اسکو تیرے غلے گرا دیتے
بذره کجا ریختی آفتاب
ممکن نہ تھا کیونکہ ذرہ آفتاب کو کہاں گرا سکتا ہے

خرابش دانم نه زین لشکرست
میں جانتا ہوں کہ اس لشکر سے نہیں گرا ہے
که این منجنیق از دری دیگرست
بلکہ یہ غلے دوسرے قلعے یعنی حکم خدا سے ہے

چو حکم دژ آسمانی تراست
جب حکم آسمانی قلعے کا تیرے ساتھ ہے
تو دانی و دژ حکمرانی تراست
پھر تو جانے اور قلعے کی حکومت تیرے لیے ہے

نگه کرد شه سوی لشکر کشان
لشکر کے سرداروں کی طرف دیکھا سکندر نے
کزین به دعا را چه باشد نشان
کہ اس سے بہتر اور دعا میں کیا اثر ہوگا

چهل روز باشد که مردان کار
چالیس دن ہو گئے تھے کہ تم سب بہادر
بشمشیر کوشند با این حصار
تلواروں سے لڑتے رہے اس قلعے کے ساتھ

بجنبید سر تیغ الماس رنگ
اتنی تلواروں الماس رنگ یعنی آبدار سے

نشستند سنگی ازین خاره سنگ
نہ گرا سکے ایک پتھر مضبوط پتھر یعنی قلعے سے

بآهی که برداشت پی توشه
اُس آہ سے کہ بلند کی ایک فقیر نے

فرو ریخت از سنگرش گوشه
گر پڑا اُس مکان یعنی قلعے کا ایک کونا

شما را چه روشن نماید درین
تم کو کیا معلوم ہوتا ہے اس باب میں

که بی نیکمردان مبادا زمین
کہ نیکمردوں یعنی اہل کمال سے خالی نہیں ہے زمین

بزرگان لشکر بعذر آوری
سردار لشکر کے معافی چاہتے میں

پشیمان شدند از چنان داوری
پچھتانے والے ہوئے اس مقدمے میں

زمین بوسه دادند بر بزم شاه
زمین کو بوسہ دیا اہل مجلس سکندر نے

که خالی مباد از تو تخت و کلاه
کہ تجھسے تخت و تاج کبھی خالی نہ رہے

قوی باد در ملک بازوی تو
ملک میں تیرا بازو طاقت ور رہے

بقا باد نقد ترازوی تو
تیری ترازو میں نقد باقی رہے

چنین حرفها را تو دانی شناخت
ایسی باتوں کو تو ہی پہچان سکتا ہے

که یزدان ترا سایهٔ خویش ساخت
کیونکہ خدا نے تجھکو اپنا سایہ بنایا ہے

چو ما نیز ازین پرده آگه شدیم
جب ہم بھی اس پردہ سے واقف ہو گئے

براه آمدیم ارچه از ره شدیم
راہ پر آگئے اگرچہ گمراہ ہو گئے تھے ہم

فرستاد شه تا بدژ تاختند
حکم دیا سکندر نے کہ قلعے پر دھاوا کریں

از آن رهزنان دژ بپرداختند
اُن ڈکیتوں سے قلعے کو خالی کریں

دگر روز بستد چو شه آن حصار
دوسرے دن جب سکندر نے اُس قلعے کو لے لیا

ره دژ گشادند بر شهریار
قلعے کی راہ سکندر پر کھل گئی

همه خلق آن دژ رعیت شدند
سب لوگ اُس قلعے کے سکندر کی رعیت ہو گئے

اگرچه ازین پس مخالف بدند
اگرچہ اُس سے پہلے مخالف تھے

زر و زیور و تحفہاے دگر
روپیہ اور زیور اور دیگر تحائف

بخدمت کشیدند شہ را بسر
پادشاہ کے پیسے سرون پر لاد کر لے آئے

چو از کار ایشان بپرداخت شاہ
جب ان کے کام سے فارغ ہوا پادشاہ

ہمہ لشکر خویش بنواخت شاہ
اپنے تمام لشکر کو اسنے سرفراز کیا

بجای وز اقطاعہا داد شان
بجائے قلعے کے جاگیرین دین انکو

سوی دادہ خود فرستاد شان
اپنی اپنی جاگیرون پر بھیجدیا ان کو

وزان سنگ بستہ ز اوج سماک
اس پتھر کے بنے ہوئے بلند قلعے مین

عمارت بسی کرد بسیار جای
بہت مکانات سکندر نے بنوا دیے

خرابیش را یکسر آباد کرد
اس کے تمام ویرانے کو آباد کردیا

وز ظلم را خانۂ داد کرد
اس ظلم کے قلعے کو انصاف خانہ بنادیا

نواحی نشینان آن کوہسار
گوشہ نشینون اس پہاڑ نے

تظلم نمودند ہنگام کار
بہت فریاد کی کھیتی کے وقت

کز انبوہ خفچاق وحشی سرشت
کہ خفچاقیون یعنی جنگلی ترکون کی خوف سے

درین مرز ہیچی نیاریم کشت
اس زمین مین ایک دانہ ہم نہین بو سکتے ہین

کہ ہر گہ برین سو شتاب آورند
کہ جب وہ اس طرف دھاوا کرتے ہین

زیانی درین کار و کشت آورند
ایک نقصان اس پانی اور کھیتی مین لاتے ہین

ازین روی ما را زیانہا رسد
اس طرف سے ہمکو بہت نقصان پہونچتے ہین

زیانیکہ آفت بجانہا رسد
نقصان کیا جانون پر آفتین پہونچتی ہین

گر آرد ملک ہیچ بخشایشے
اگر پادشاہ کو کچھ رحم ہم پر آتا ہے

رساند برین کشور آسایشے
پہونچا دیوے اس ملک مین کوئی آرام

درین پاس گہ رخنہ ایکہ ہست
اس محفوظ جگہ مین جو یہ نقصان کرین

عمارت کند تا شود سنگ بست
آبادی کردے تاکہ مضبوط ہوجاوے

گزند آفت آن بیابانیان

شاید ان جنگلیون کی آفت سے

بفرمود شہ تا گذرہای کوہ

حکم دیا سکندر نے کہ راستے پہاڑ کے

ز پولاد و ارزیز و از خارہ سنگ

فولاد اور رانگے اور سنگ خارا سے

ز خارا تراشان احکام یار

جنگلی سنگ تراشون سے بلا کر کہا

فرستاد خلقی با نبوہ را

بھیجا ایک خلق کو وہان جمع کرکے

چو ز آبادی رخنہ پرداختند

جب درون کے آباد کرنے سے فراغت پائی

شد از زخمہ کاسہ و زخم کوس

ہو گیا نقارے کی چوٹ اور بجنے سے

ملک بارگہ سوی صحرا کشید

سکندر نے خیمہ جنگل کی طرف بڑھایا

چو سیارہ چرخ شبدیز راند

مثل سیارہ آسمان یعنی ماہتاب کے گھوڑا دوڑایا

چو زلف شب از حلقہ عنبری

جب زلف رات کے حلقہ سیاہ سے

شہ و لشکر از رنج فرسودگی

بادشاہ اور رنج تھکائی کی تکلیف سے

براحت رسید کار فرزانیان

آرام کو پہونچے کام فرزانون کا

بہ بندند فرزانیان ہم گروہ

بند کرین ہمارے لشکر اور فرزانے مل کر

بر آرند سدی دران کوہ تنگ

ایک دیوار اس پہاڑ مین مضبوط بنا دین

کہ بر کوہ دانند بستن حصار

جو پہاڑ پر قلعہ بنانا جانتے تھے

گذرگاہ بربستن آن کوہ را

اس پہاڑ کا راستہ بند کرنے کے لیے

بعزم شدن رایت افراختند

چلنے کے ارادے مین نشان بلند کیا

خدنگ اندران بیشہا آبنوس

تیر اس جنگل مین آبنوس

عنان راہ را داد و منزل برید

باگ راستے پر چھوڑ دی اور منزل طے کی

بہر برج کامد سعادت رساند

جس برج مین کہ پہونچا نیکبختی پہونچائی

سمن رنگ بر طاق نیلوفری

چنبیلی کی طرح طاق نیلوفری یعنی آسمان پر آگئی

رسیدند لختے بآسودگی

تھوڑی دیر آرام کو پہونچے

تنی چند را از رفیقان راہ
کئی آدمیون کو ساتھ والون سے

از ایشان خبرہای آن کوہ و دشت
اُن سے خبرین اُس پہاڑ اور جنگل کی

پس آنگاہ از ہر نشیب و فراز
پس اُس وقت ہر پستی اور بلندی سے

نمودند کانجا حصاریست خوب
بتلایا کہ یہان ایک عمدہ قلعہ ہے

یکی سنگ بنیاد مینو سرشت
ایک سنگ پتھر کا ہے اور بہشت کی طرح کا

سرش سرافراز شد نام او
سریر اُس بلند قلعے کا نام ہے

چو کیخسرو از ملک پرداخت رخت
جب کیخسرو نے ملک سے باندھا اسباب

ہمان گور خانہ زغاری گزید
اور اُسی غار مین اُسنے اپنی قبر کی جگہ اختیار کی

ہم از تخمۂ او درین پیشگاہ
اور اُسکی اولاد سے اس مقام مین

پرستش کند جای آن شاہ را
وہ اُس بادشاہ مرحوم کی جگہ کی پرستش کرتا ہے

جہان مرزبان شاہ گیتی نورد
جہان کا حاکم یعنی بادشاہ جہان طے کرنیوالا

ز ہر شب افسانہ بنشاند شاہ
رات کو افسانے کہنے کے لیے سکندر نے بٹھلایا

بپرسید و آگہ شد از سرگذشت
دریافت کین اور سب کے حال سے واقف ہوا

بگوش ملک برگشادند راز
سکندر کے کان مین سب نے باتین کہین

کہ دورست از وتند باد جنوب
جس سے دور ہے آندھی دکھن کی

بزیبائی و خرمی چون بہشت
خوبی اور عمدگی مین مثل بہشت کے

درو تخت کیخسرو و جام او
اُسمین تخت کیخسرو کا ہے اور اُسکا جام

نہاد اندران جایگہ جام و تخت
رکھدیا اُسنے اُس جگہ جام اور تخت

کز آتش دران غار نتوان خزید
جسکی گرمی سے اُس غار مین جانا ممکن نہ تھا

ملکزادۂ ہست بر جملہ شاہ
ایک بادشاہزادہ ہے سب پر حاکم

نگہدارد آن جام و آن گاہ را
نگاہ رکھتا ہے اُس جام اور اُسکے تخت کو

برافروخت کین داستان گوش کرد
خوش ہوا جو اُسنے یہ حال سنا

کجا بستدی قلعۂ آئین وری | چہ از زور مندی چہ از عاجزی
سکندر کا دستور تھا جہاں کہیں کوئی قلعہ لیتا تھا | کیا کسی زور آور سے کیا کسی عاجز سے

اگر آشکارا بدے گر نہان | بدان ور شدی تاجدار جہان
اگر ظاہر ہوتا اور اگر پوشیدہ | اس قلعے میں جاتا تھا سکندر

بدیدن در آن ور فرود آمدی | بدربان برا زوی درود آمدی
دیکھنے کے لیے اس قلعے میں اتر جاتا | قلعے کا مالک اسکی تعریف یا تعظیم کرتا

بنا دیدہ دیدن ہوسناک بود | بہر جا کہ شد چست و چالاک بود
بغیر دیکھی ہوئی چیز کے دیکھنے کا ہوس مند رہتا | جس جگہ کہ جاتا چست اور چالاک رہتا

چو آن شب صفتہای آن در شنید | بدر دیدنش رغبت آمد پدید
جب اس رات اسنے اس قلعے کی صفتیں سنیں | اس قلعے کے دیکھنے کی خواہش اسکو پیدا ہوئی

مگر کز کہن جام کیخسروی | دہد مجلس مملکت را نوی
تا کہ پرانے جام کیخسروی سے | بادشاہی مجلس کو نیا کردے

ہمہ شب درین فکر و اندیشہ بود | کہ تا چون تواند در وی کشود
تمام رات اسی اندیشے اور فکر میں رہا | کہ کیونکر اس قلعے کا دروازہ وہ کھول سکے

بیا ساقی از می مرا تازہ کن | درین رہ صبوری باندازہ کن
آؤ اے ساقی شراب سے مجکو تازہ کر | اس راہ میں صبر کا اندازہ کرلے

چراغ دلم یافت بی روغنی | بمی دہ چراغ مرا روشنی
میرے دل کے چراغ میں اب روشنی نہیں رہی | شراب سے میرے چراغ کو روشنی دے

رفتن سکندر بقلعہ سریر بزیارت کیخسرو

جانا سکندر کا قلعہ سریر پر زیارت کیخسرو کے لیے

رفتن سکندر بقلعه سریر بزیارت

چو روز سپید از شب زاغ رنگ — برآمد چو کافور از انقاس زنگ

جب روز روشن اندھیری رات سے — نکلا مثل کافور کے تاریکی کے کنارے سے

هوا صاف از دود گیتی ز گرد — فلک روی خود شست چون لاجورد

ہوا صاف ہوئی اور جہان کی گرد سے صاف — آسمان نے اپنا منہ مثل لاجورد کے دھویا

فروزنده روزی چو فردوس پاک — برآورد سر گنج قارون ز خاک

ایک روشن دن مثل بہشت روشن کے — نکالا سر قارون کے خزانے یعنی خاک سے

بعزلت کمر بسته باد خزان — نسیم بهاری ز هر سو وزان

گوشہ نشینی پر کمر باندھی خزان کی ہوا نے — نسیم بہاری ہر طرف سے چل رہی تھی

همه کوه و گلشن همه دشت و باغ — جهان چشم روشن بزرین چراغ

تمام پہاڑ اور باغ تمام جنگل اور سبزہ — جہان کی آنکھیں روشن ہوئیں آفتاب سے

در و دشت چون باغ افروخته — از و چشم بد دیده بر دوخته

جنگل اور زمین مثل باغ کے روشن — اُس سے نظر بد کی آنکھیں بند

زمانه بکردار باغ بهشت — زمین از گل و سبزه مینو سرشت

زمانہ مانند باغ بہشت کے — زمین پھول اور سبزی سے بہشت کی طرح

بفیروز رائی شه نیکبخت — بتخت رونده در آمد ز تخت

فتحمند عقل ہونے سے پادشاہ خوش نصیب — تخت روان پر بیٹھا تخت سے

سر تاج بر زد بهفتم سپهر — برافراخت رایت برافروخت چهر

سر تاج کا بلند کیا برابر چرخ ہفتم کے — بلند کیا علم اور خوش ہو گیا

زمین خسته کرد از خرام ستور — گران کوه را در دل افتاد شور

زمین کو ستے کیا گھوڑے کے سم کے — بلند پہاڑ کے دل میں شور پڑا

سپه راند از انجا بتخت سریر — که تا بیند آن تخت را تخت گیر

سپاہ کو چلایا وہاں سے سریر پر — تاکہ اس تخت کو دیکھے سکندر

سر سریر خبر یافت کان تاجدار | برین تحفگه کرد خواهد گذار

حاکم قلعہ سریر نے جو خبر پائی کہ سکندر بادشاہ | اس تحفگاہ پر تشریف لایا چاہتا ہے

ز فرہنگ فرماندہ آگاہ بود | کہ فیروز و فرخ جہان شاہ بود

سکندر کی دانائی سے چونکہ وہ واقف تھا | کہ فتحمند اور مبارک تمام جہان کا بادشاہ ہے

ز تخم کیان ہیچکس را نکشت | ہمہ را ازان شاہ قوی گشت پشت

اور اسنے کیانیوں کی اولاد میں سے کسیکو قتل نہیں کیا | جتنے بچے یعنی سیدھے تھے سب کی مدد کی

سران را رسانید تارک بتاج | بسی خرج داد و نستد خراج

سرداروں کو تاج بخشی اسنے کی | انکو بہت خرچ دیا اور کسی سے خراج نہ لیا

ز شادی دو منزل برابر دوید | بفرسنگہا فرش دیبا کشید

خوشی سے دو منزل برابر دوڑا یعنی استقبال کیا | کوسوں راہ میں دیبا کا فرش بچھوا دیا

ز نزلی کہ بودش دران دسترس | بحدی کہ حدش ندانست کس

بہت جو مہمانداری کے لائق اسکے امکان میں تحفے تھے | اس حد تک کہ اسکی حد کوئی نہ جان سکتا تھا

ز ہر موئینہ کان چو گل تازہ بود | گرانمایہاییش ز اندازہ بود

ہر ایک پشمینے سے جو مثل گل تازہ کے تھے | بیش قیمت جو اندازے سے زیادہ تھے

سمور سیہ روبہ سرخ تیغ | ہمان قاقم و قندزی بیدریغ

سمور سیاہ لومڑی سرخ پشت کے | اور قاقم اور قندزی پوستینیں بہت

وشق نیمہائی چو برگ بہار | بنفشہ برو ریختہ صد ہزار

وشق کی ناف کی پوستینیں مثل برگ بہار کے یعنی نرم | نیلے گل اسپر لاکھوں نمایاں تھے

غلامان گردن برافراختہ | یکایک ہمہ رزم را ساختہ

غلام نہایت سربلند اور زور آور | سب لڑائی کا سامان تیار کیے ہوئے

وشاقان موکب رو و زود خیز | بدیدار تازہ برفتار تیز

غلام سواری میں دوڑنیوالے اور چالاک | دیکھنے میں خوبصورت اور چلنے میں تیز

رفتن سکندر بقلعہ سریر بزیارت کیخسرو

رفتن سکندر بقلعه سریر بزیارت کیخسرو

چو تزئین چنین خوب آراسته
جب ایسے خوب اور آراستہ جہانداری کے تحفے

روان کرد با آن بسی خواسته
لے چلا مع ان سب قیمتی چیزون کے

باستادکاران درگه سپرد
نوکرون درگاہ سکندر کے حوالے کردیے

شده عاجز آنکس که آن را شمرد
وہ شخص انکے شمار سے عاجز آگئے

در آمد به درگاه شاه جهان
اور یہ خود سکندر کے دربار میں آیا

دوتا کرد قامت چو کار آگهان
جھک کر تعظیم دی مثل واقفکارون کے

شهنشاه برخاست نامیش کرد
سکندر اٹھ کھڑا ہوا اور اسکی تعظیم کی

بشرط نشاندن گرامیش کرد
بٹھلانے سے اسکو سکندر نے بزرگی دی

چو دادش ز دولت درود تمام
جب اسکے اقبال وغیرہ کی ثنا وصفت کر چکا

بپرسید از قصه تخت و جام
دریافت کیا حال تخت اور جام کا

که جام جهان بین و تخت کیان
کہ وہ جام جہان نما اور تخت کیخسرو کا

چگونه است بی فرخ پیان
کس صورت سے قائم ہے بغیر وجود پادشاہون کے

سریری ملک پاسخش داد باز
سریری ملک نے اسکو یہ جواب دیا

که ای ختم شاهان گردن فراز
کہ اے افسر پادشاہون گردن فراز کے

کیومرث از خیل تو چاکری
کیومرث تیرے گروہ کا ایک نوکر ہے

فریدون ز ملک تو فرمانبری
اور فریدون تیرے ملک کا ایک تابعدار ہے

ستاره کمان ترا تیر داد
ستارون نے تیر تیری کمان کیلیے دیے

کمندت سپهر جهانگیر باد
تیری کمند آسمان جہان لینے والا ہووے

کلیدی که کیخسرو از جام دید
جو کنجی کہ کیخسرو بادشاہ نے جام سے دیکھی

در آئینه دست تست آن کلید
تیرے ہاتھ کے آئینے میں وہ کنجی ہے

جز این نیست فرقی که ناموس و نام
سوا اسکے اور فرق نہیں ہے کہ تو لوگونکا حال

تو ز آئینه بینی و خسرو ز جام
آئینے سے دیکھ لیتا ہے اور کیخسرو جام سے دیکھتا تھا

چو رفته ز شاهان بیدار تخت
جب بیدار تخت بادشاہون کی ہاتھ سے جاتا رہا

ز تخت تو آفاق را باد نور
تیرے تخت سے جہان روشن رہے

چه مقصود بد شاه آفاق را
جہان کے پادشاہ یعنی آپ کا کیا مقصد تھا

چه بد بارگی سوی این مرز راند
اور کیا تھا کہ جو اپنا گھوڑا آپ نے ادھر دوڑایا

جهان خسروش گفت کای نامدار
سکندر نے اُس سے کہا کہ اے نامور

چو شد تخت من تخت کاوس و کی
جب تخت کیقباد اور کیکاؤس کا میرا تخت ہو گیا

بدین جام و این تخت آراسته
اس جام جہان نما اور نادر تخت کے دیکھنے کیلیے

دگر آنکه بینم که چون خفت شاه
دوسری یہ خواہش ہوئی کہ دیکھون مین کیونکر وہ بادشاہ سوگیا

تر و بنده را ز کیخسروم
مین کیخسرو کی کیفیت دریافت کیا چاہتا ہون

بگریم بر آن تخت پدرام او
روون مین اُسکے آراستہ تخت پر

به بینم که آن تخت خسرو پناه
دیکھون مین کہ وہ پادشاہی تخت

ترا باد جاوید دیہیم و تخت
تیرے لیے ہمیشہ کے لیے تاج اور تخت

مبادا ز سرت سایهٔ تاج دور
تیرے سر سے تاج کا سایہ دور نہ ہے

که نو کرد نقش این کهن طاق را
کہ تازگی دی اس پرانے مکان کو

بر و بوم ما را بگردون رساند
ہماری زمین کو آسمان کے برابر پہونچایا یعنی اعزاز بخشا

ز کیخسرو این تخت را یادگار
اس تخت پر تو کیخسرو کی یادگار سے ہے

جهان خوردم از جام جمشید می
اور جام جمشیدی مین مین نے شراب پی یعنی پایا

دلی دارم از جای برخاسته
میرا دل نہایت ہی بیقرار ہوا

دران غار چون ساخت آرامگاه
اور اُس غار مین کیونکر جا کر مر گیا

تو اینجا نشین تا من آنجا روم
پس تو یہان بیٹھ مین وہان جاتا ہون

زنم بوسه بر لب جام او
اسکے جام کے لب پر بوسہ دون

چه زاری کند با من از مرگ شاه
کیا روتا یعنی بیان کرتا مجھ سے اسکے مرنیکا حال

ورز آن جام آن تاجور بشنوم
اور اُس پادشاہ کے جام سے اُسکا حال سنوں میں

شد آئینۂ جان من زنگ خورد
میرے دل کے آئینے میں زنگ بہت لگ گیا ہے

بدان دیدہ دل را ہراسان کنم
اسکو دیکھکر اپنے دل کو عبرت ناک کروں

سریری ز گفتار صاحب سریر
پھر سریری سکندر کے کہنے سے

فرستاد تنہا بدزدار خویش
پہلے سریری نے اپنے قلعہ دار کے پاس

کمر بندد و چرب دستی کند
کمر باندھ کر اور نہایت مستعد ہو کر

اشارت کند تا رقیبان تخت
اور محافظان تخت سے یہ کہدے

بگنجینہ و تخت بارش دہند
تخت اور خزانے میں اسکو دخل دین

نشانند بر تخت کیخسروش
اور اُسکو تخت کیخسرو پی بٹھلا دین

ور آن جام فیروزہ پر زندمی
اور اُس فیروزے کے جام میں شراب بھرین

بہر چہ خوش آید بدندان او
اور جو چیز اُسکے مُنھ کو اچھی معلوم ہو

درودی کزین جام برتر شوم
ایسا درود جس سے زیادہ برتر ہو جاؤں میں

زدایم ازان زنگ آئینہ گرد
اُس سے اپنے آئینے کے زنگ کو صاف کروں میں

بخود بر ہمہ کار آسان کنم
اپنے تمام کام مشکل سہل کر لوں میں

بران داستان گشت فرمان پذیر
ان باتوں کو بخوبی مان گیا

کہ پیش آورد نزل ز اندازہ بیش
کہلا بھیجا کہ سکندر کے سامنے بیشمار تحائف گذرانے

بعہد مہمان پرستی کند
بہت شوق سے مراسم مہمانداری ادا کرے

بسازند با شاہ فیروز بخت
کہ وہ سکندر کے حکم کی تعمیل کرین

چو خواہد می خوشگوارش دہند
اگر وہ مانگے تو اسکو شراب دین

فشانند بر سر نثار نوش
اُسکے سر پر تازہ طور سے نثار کرین

بفیروزی آرند نزدیک وی
اور خوشی سے سکندر کے سامنے لاوین

نتابند گردن ز فرمان او
اُسکے حکم سے سر نہ پھیرین

چو با استواران بپرداخت راز | بشه گفت کاهنگ رفتن بساز
جب اپنے معتبر لوگون سے وہ بھید کہکر فارغ ہوا | سکندر سے کہا کہ آپ ارادہ جانیکا کر

من اینجا نشینم بفرمان شاه | چو شاه از ره آید کنم عزم راه
اور مین یہان حضور کے حکم کے موافق بیٹھا ہون | جب آپ واپس آوینگے مین چلا جاؤنگا

شهنشه پذیرا شد آنخانه را | بهم خانگی برد فرزانه را
سکندر نے قبول کیا اور اس مکان کو چلا | اپنے ساتھ وہ بلیناس کو بھی لیچلا

تن چار پنج از غلامان خاص | چو زر یکه آید برون از خلاص
اور سوا اسکے چار پانچ غلام بھی اپنے ساتھ لیے | مثل اس سونیکے جو تاؤ سے باہر نکلے یعنی منتخب

سوی تختخانه زمین در نوشت | ببالا شدن زآسمان در گذشت
اور مقام تخت کی طرف چلا | اور اتنی بلندی پر چڑھا گویا آسمان کے اوپر گیا

بر آمد بدانسان که تا سوی هیچ | بران چرخ پیچان بصد چرخ پیچ
اور اسطرح کی بلندی پر جا نہین کہین ذرا ٹھہرا | اس آسمان کیطرح گردش کرنیوالے قلعے پر سیکڑون گھومکے

دژی دید با آسمان هم نورد | نبرده کسے نام او در نبرد
ایک قلعہ دیکھا آسمان سے باتین کرنیوالا | اسکے مقابلے کا کسی نے نام نہ لیا

عروسان دژ شربت آمیختند | دران شربت از لب شکر ریختند
قلعے کی عورتون نے سکندر کے لیے شربت بنایا | اس شربت مین اپنے لب شیرین سے شکر ڈالی

نهادند شاهانه خوان زرش | همان خوردها یکه بد در خورش
اور ایک شاہانہ زرین دسترخوان اسکے آگے رکھا | اور اسمین وہ کھانے جو اسکے کھانے کے لائق تھے

پریچهرگان سرائے چو ماه | همه صف کشیدند برگرد شاه
عورتین گھر والی جو مثل چاند کے تھین | سب گرد سکندر کے برابر باندھکر کھڑی ہوئین

فرو ماند حیران دران فرو زیب | که سیمای دولت بود دلفریب
حیران ہوئین سکندر کا دبدبہ اور صورت دیکھکر | کیونکہ سکندر کا چہرہ نہایت خوبصورت تھا

چو شد زان خورش خورده و شربت چشید
جب سکندر نے وہ کھانا کھایا اور شربت پیا
سوی تخت کیخسرو سر کشید
کیخسرو کے تخت کی طرف چلا

سر افگنده و بر کشیده کلاه
تعظیم سے سر جھکایا اور ٹوپی اتاری
در آمد بپایینگه تخت شاه
اور تخت کیخسرو کے نیچے جا کر کھڑا ہوا

ز دیوار درگاهش آمد خروش
اس مکان کی دیواروں سے صدا نکلی
که کیخسرو خفته آمد بهوش
کہ کیخسرو جو مر گیا تھا اب زندہ ہو گیا

چنان بود فرمان ز فرمان گزار
لیکن چونکہ محافظ تخت یا سر پری نے یہ کہا تھا
که بر تخت بنشیند آن تاجدار
کہ سکندر کو اس تخت پر بٹھلانا چاہیے

سر تاجداران بر آمد به تخت
اس وجہ سے سکندر اس تخت پر بیٹھا
چو سیمرغ بر شاخ زرین درخت
جیسے سیمرغ زرین درخت کی شاخ پر بیٹھے

نگهبان آن تخت زرین ستون
اس سنہرے تخت کے محافظ نے
ز کان سخن ریخت گوهر برون
سخن کی کان سے موتی گرائے یعنی کہا

که پیروزی شاه بر تخت شاه
کہ فتحمندی حضور کی اس تخت پر
نماید به پیروزی بخت راه
ظاہر کرتی ہے خوش نصیبی کے آثار

همان گوهرین جام یاقوت سنج
اور وہ جام فیروزے کا قوت تولنے والا
کلیدیست بر قفل بسیار گنج
جو بہت خزانوں کی قفل کی کنجی ہے

بدین تخت و این جام دولت پرست
اس تخت اور اس جام دولت پرست نے
بسا جام و تختی که آرد بدست
بہت جام اور بہت تخت حاصل ہو سکتے ہیں

رقیبی دگر گفت کای شهریار
دوسرے محافظ نے کہا کہ اے سکندر
ندیده چو تو شاه چندین هزار
تجھ ایسا بادشاہ ہزاروں میں نہیں دیکھا

چو بر تخت کیخسروی تاختی
جب کیخسرو کے تخت پر پہونچا تو
سر از تخت گردون برافراختی
سر تخت آسمان سے بلند کیا تو نے

دگر نغز گوئے زبان برگشاد — که تا چند کیخسرو و کیقباد

دوسرے تعریف کرنے والے نے زبان کھولی — کہ کیا فائدہ کیخسرو اور کیقباد کے ذکر سے

چو زین تخت شد بازوے شہ قوی — کنند کیقبادی و کیخسروی

جب اس تخت سے پادشاہ کا بازو قوی ہوا — اب کیقبادی اور کیخسروی کرے گا

ہمان فال خسروران جام و تخت — بہ پیروزبختے بر آورد بخت

اسی طرح فال آپ کی اس جام اور تخت میں — فتحمندی اور خوش نصیبی کی نکلی ہے

شہ آن تخت را چون بخود ساز داد — بکیخسرو مردہ جان باز داد

آپ نے جو اس تخت کو اپنی ذات سے رونق دی — کیخسرو مردہ کو جان پھر دی یعنی جلا دیا

بران تخت بنشست یکدم نہ دیر — ببوسید و از تخت آمد بزیر

غرضکہ سکندر اس تخت پر بہت دیر نہ بیٹھا — بوسہ دیا تخت کو اور نیچے اتر آیا

ز گوہر بران تخت گنجی فشاند — کہ گنجور خانہ در و خیرہ ماند

اور اس تخت پر بہت جواہرات نثار کیے — کہ خزانے کا مالک اسمین حیران ہوا

بفرمود تا کرسے زر نہند — ہمان جام فرخ برابر نہند

حکم دیا کہ کرسی زرین بچھا دیں — اور وہ مبارک جام سامنے رکھیں

چو کرسی نہادند خسرو نشست — بجام جہان بین گشادند دست

جب کرسی بچھائی اور سکندر بیٹھا — جام جہان بین کے لیے ہاتھ بڑھایا

چو ساقی چنان دید پیغام را — ز بادہ برافروخت آن جام را

جب ساقی نے سکندر کی یہ خواہش دیکھی — اس جام میں شراب بھر دی

بر خسرو آورد بارای و ہوش — کہ بر یاد کیخسرو این می بنوش

اور سکندر کے پاس جو نہایت ہوشیار تھا لایا — کہ کیخسرو کی یاد میں یہ شراب پی لے

بخور کاختر فرخت یار باد — بدین جام دستت سزاوار باد

پی لے کہ ستارہ تیری خوشی کا مددگار رہے — یہ جام تیرے ہاتھ میں ہمیشہ رہے

سکندر بقلعہ سریر زیارت کیخسرو

چو شہ جام را دید برپای خاست
جب سکندر نے وہ جام دیکھا خوش ہوا
بجز وش یکی جام و دیگر بخواست
اور ایک جام پی کر اور دوسرا جام مانگا

بران جام عقدی ز بازوی خویش
اور سکندر نے اس جام پر اپنے بازو کا زیور تن
برافشاند و بنشست و بنہاد پیش
نثار کیا اور بیٹھا اور سامنے رکھا

گہ از بے شرابی گدازی شہی
کبھی اس شراب ہونے پر اور کبھی تخت کے نہ ہونے پر
مثل زد بران جام و تخت تہی
اس تخت اور خالی جام پر مثال دیتا تھا

وران تخت بی تاجور بنگریست
یعنی سکندر اس بے پادشاہ کے تخت پر روتا تھا
بران جام بی بادہ لختی گریست
اور جام میں شراب نہونے پر کبھی افسوس کرتا تھا

کہ بے تاجور تخت زرین مباد
کہ بغیر پادشاہ کے زرین تخت رہنا نہ چاہیے
چو می نیست جام جہان بین مباد
جب شراب نہیں ہے تو یہ جام جہان نما بیکار ہے

بمی روشنائی بود جام را
شراب سے جام کی رونق ہوتی ہے
بلندی ز شہ تخت پدرام را
اور پادشاہ کے بیٹھے ہونے سے تخت کی آراستگی ہے

شہی را بدین تخت باشد نیاز
اس پادشاہ کو اس تخت کی خواہش تھی
کہ بر تخت مینو بخسپید بناز
جو اب بہشت کے تخت پر ناز سے سوتا ہے

کسی کو بمینو کشد رخت را
جو شخص بہشت کو جانے لگتا ہے یعنی مرجاتا ہے
بزندان شمارد چنین تخت را
قید خانے کے برابر ایسے تخت کو شمار کرتا ہے

چو شہ رفت گو تخت بشکن تمام
جب کیخسرو مرگیا تو تخت بھی چور چور کر ڈالنا چاہیے
چو می ریخت گو بر زمین افت جام
جب شراب گر گئی زمین پر پھینک دے جام کو

بسا مرغ را کز چمن گم کنند
بہت چڑیاں جو باغ سے چلی جاتی ہیں
قفس عاج و دام از بریشم کنند
اور انکے لیے ریشمی جال اور ہاتھی دانت کے پنجرے بناتے ہیں

چو از شاخ بستان کند تخت و تاج
جب باغ کی شاخ سے تخت و تاج کرتا ہے
نہ زابریشمے یاد ماند نہ عاج
نہ وہ ابریشم اچھا معلوم ہوتا ہے نہ ہاتھی دانت

ازینم در جستن تاج و ترگ
اسوجہ سے میں ایسے تاج اور زرہ کی جستجو میں ہون

که فارغ نشینم ز شبخون مرگ
کہ موت کے ڈاکے سے بیفکر ہو جاؤن

بهار چمن شاخ ازان بر کشید
باغ کے درخت نے بہار میں اس سبب سے بلندی قبول کی ہے

که شمشیر باد خزان را ندید
کہ پت جھاڑ کی ہوا کی تلوار کا خیال نہ کیا

کفل گرد کردند گوران دشت
موٹے کر لیے جنگلی گورخرون نے خوب کھا کر

مگر شیر ازین گور که در گذشت
شاید ان گورخرون کے مقام پر شیر کا گذر نہیں ہوا ہے

همان نافه آهوان مشک بست
اور مشک نافے والی ہرنون نے جو مشک بھر رکھا ہے

مگر چنگ و دندان یوزان شکست
شاید پنجے اور دانت چیتون کے انکے نزدیک ٹوٹ گئے ہین

گوزنان ببازی در آشفته اند
اور بارہ سنگھے جو کلیلون مین مست ہین

هژبران هائل مگر خفته اند
انکے نزدیک ہولناک شیر شاید سوتے ہین

چو شیران نمانند در مرغزار
جب شیر چراگاہ مین نہین رہتے ہین

کند روبه لنگ آنجا شکار
لنگڑی لومڑی شکار کرنے لگتی ہے

بدین غافلی میگذاریم روز
اسی طرح غفلت مین ہر دن بھی گزر رہے ہین

که در ما زند آتش تخت سوز
دفعتہ ایک آگ ایسی لگے گی جو بالکل جلا دیگی

چه سازیم تختے درین خیر خیز
پس ایسی مجبوری کے مقام پر کیا تخت پر بیٹھین ہم

که دروی شود دیگرے جایگیر
جبکہ اسپر دوسرا شخص بیٹھ جاے گا

کنم از پے دیگران جاے گرم
دوسرون کے لیے نرم اور گدگدا بچھونا بچھاتا ہون

که ما را ازین جای چنین باد شرم
مجکو ایسی جگہ سے بلکہ شرم کرنا چاہیے

چه سود اینچنین تخت کردن بپای
کیا فائدہ ہے ایسا تخت بنانا

که گورست ما را نه تخت است جای
جبکہ گور ہماری جگہ ہے اور تخت پر نہ بیٹھین گے

نه تخت زرست اینکه او جای ماست
یہ تخت زر نہین ہے بلکہ میری جگہ وہ ہے

گز آهن یکی کنده در پای ماست
جسکی لوہے کی میخین میری پانون مین چبھین گی

سکندر بقلعهٔ سریر زیارت

چو بر تخت جاوید نتوان نشست
جب تخت پر ہمیشہ بیٹھنا ممکن نہین ہے

ازین پیشتر تخت باید شکست
پس اس سے پہلے تخت کو توڑ ڈالنا چاہیے

چو در جام کیخسرو آبی نماند
جب کیخسرو ایسے کے جام مین شراب نہ رہی

بجام آبگینه بباید فشاند
پس آئینے جام پر آئینے کو قربان کردینا چاہیے

بیا ساقی آن جام کیخسروی
اے ساقی لا وہ جام کیخسرو بادشاہ والا

که نورش دهد دیدها را نوی
جس سے آنکھون مین روشنی پیدا ہوتی ہے

لبالب کن از بادهٔ خوشگوار
بھر دے عمدہ شراب سے

بنه پیش کیخسرو روزگار
سامنے رکھدے ہمارے بادشاہ کے

درحق ممدوح خود بطریق موعظت گوید

اپنے بادشاہ کے حق مین خواجہ نظامی علیہ الرحمۃ نصیحتانہ چند شعر لکھتے ہین

شها شهریارا جهان داورا
اے بادشاہ ای شہر کی پشت پناہ ای جہان کے حاکم

فلک پایگه مشتری پیکرا
آسمان کیطرح بلند مرتبہ اور مشتری کی سی صورت

کجا بزم کیخسرو و رخت او
کہان ہے کیخسرو کی محفل اور اسکا وہ سامان

سکندر که شد بر سر تخت او
اور کہان ہے سکندر جو اسکے تخت پر گیا تھا

چو آن کوکب از برج خود شد روان
جب وہ ستارے اپنے برج سے چلے گئے

تویی کوکبه دار آن خسروان
اب تو مالک ہے ان سب بادشاہون کا

جهانداریت هست و فرماندهی
اب تیری ہی بادشاہی اور تیری ہی حکومت ہے

بجا نیست گر در جهان دل نهی
زیبا نہین ہے کہ تو دنیا کی طرف زیادہ متوجہ ہووے

جهان گرچه در سکهٔ نام تست
جہان مین اگرچہ اسوقت تیرے نام کا سکہ جاری ہے

زمین گرچه فرخ بآرام تست
زمین اگرچہ اسوقت تیری موجودگی سے خوش ہے

ممدوح خود بطریق موعظت گوید

منه دل برین نغزیابان به چهر | که با مهربانان نسازد سپهر
ان دلفریبوں کی محبت میں دل مت لگاؤ | کیونکہ آسمان مہربانوں سے موافقت نہیں کرتا ہے جو اس سے محبت کرتا ہے

جهان بین که با مهربانان خویش | کند مهربانی چه آورد پیش
اس جہان کو غور سے دیکھ کر اپنے مہربانوں کے ساتھ | کس کس مہربانی یعنی عداوت سے پیش آیا

نختی که نیرنگ سازی نمود | با آن تخت گیران چه بازی نمود
اور اس تخت کو دیکھ کر اسنے کیسی عیاری کی | ان مالکان سلطنت کے ساتھ کیا کیا فریب کیا

بجامی که یک مست را شاد کرد | بدان جام داران چه بیداد کرد
اور اس جام کو دیکھ کہ اسنے ایک مست کو مسرور کر دیا | اور ان جام کے مالکوں کے ساتھ کیسا بیداد کیا

چو کیخسرو هفت کشور توئی | ولایت ستان سکندر توئی
جب کہ تو اسوقت ہفت کشور کا بادشاہ ہے | اور سکندر کا ملک تیرے قبضے میں ہے

در آئینه و جام آن هر دو شاه | چنان به که بینی بآن هر دو راه
تو ان دونوں بادشاہوں کے جام اور آئینے میں | مناسب یہ ہے کہ دونوں طریقے سے غور کرے تو

بهر شغل کامروز رای آوری | ره آورد فردا بجای آوری
جس کام کرنے کا کہ آج تیرا منشا ہے | توشہ کل کے لیے چاہیے کہ تیار کر رکھے تو

تو آن تاج بخشی کز آن تاجدار | سر پر پدر را شدی یادگار
تو وہ بادشاہ ہے کہ ان بادشاہوں سے | اپنے باپ کے تخت کا یادگار ہے

تو شادی کن ار شادخواران شدند | تو با تاجی ار تاجداران شدند
خوش ہو اگرچہ خوش خوراک چلے گئے | تیرے پاس تاج ہے اگرچہ تاجدار چلے گئے

درین باغ رنگین چو کبک و تذرو | نه گل در چمن ماند خواهد نه سرو
اس باغ رنگین میں ہنس اور چکور کی طرح | نہ پھول چمن میں رہے گا نہ سرو کا درخت

اگر شد سهی سرو شاه اخستان | تو سرسبز بادا درین گلستان
اگر شاہ اخستان ایسا سرو سہی گذر کیا | تو دائم اس باغ میں سرسبز رہ

تماشای آن خط بسی ساختند
آن خطوں کو بہت غور سے دیکھا
حسابی نہان بود نشناختند
مگر اُن میں پوشیدہ حساب تھا (نہ سمجھ سکے)

شہنشاہ و فرزانہ اوستاد
سکندر اور فرزانہ استاد یعنی بلیناس حکیم
عددہای آن خط گرفتند یاد
آن خطوں کی گنتی یعنی شمار یاد کرلیا

سرانجام چون شاہ زان مرز و بوم
بالآخر جب سکندر اُس سرزمین سے
گرایندہ شد سوی اقلیم روم
مملکت روم کی طرف متوجہ ہوا

صطرلاب وہمی کہ فرزانہ ساخت
بآئین آن جام تا باز ساخت
اُس جام جہان نما کے طریقے سے بنایا تھا

چو شاہ جہان رہ بدان جام یافت
جب سکندر نے اُس جام کا حال دریافت کیا
در آن تختگہ لختی آرام یافت
اُس جگہ تھوڑی دیر آرام کیا

بفرزانہ گفتا کہ بر تخت شاہ
بلیناس سے کہا کہ کیخسرو کے تخت پر
نخواہم کہ سازد کس آرامگاہ
ایسی صورت ہو کہ کوئی شخص دیر تک بیٹھ سکے

طلسمی بر آن تخت فرزانہ بست
بلیناس نے اُس تخت پر ایک طلسم بنا دیا
کہ ہر کو بر آن تخت یارد نشست
جو شخص اُس تخت پر بیٹھے

اگر بیش گیرد زمانی درنگ
اگر زیادہ دیر تک بیٹھنا چاہے
بر اندازد آن تخت یاقوت رنگ
وہ جواہرات کا تخت اُسکو دھکیل دے

شنیدم کہ آن جنبش دیرپای
چنانچہ میں سنتا ہوں کہ اب تک وہ حرکت
ہنوز اندران تخت ماندہ بجای
باوصف اتنی مدت گذر جانے کے اُس تخت میں باقی ہے

چو شہ رسم کیخسروی تازہ کرد
جب سکندر نے کیخسرو کے طریقے کو تازہ کیا
چو کیخسرو آہنگ دروازہ کرد
اور کیخسرو کی طرح غار کے دروازے میں جانے کا ارادہ کیا

برون آمد از دیدن تخت و جام
تخت اور جام کو دیکھ کر جو باہر آیا
سوی غار کیخسرو آورد گام
کیخسرو کے غار کی طرف قدم بڑھایا

رفتن سکندر بقلعہ سریر بلند

سکندر بقلعه سر بزیارت

نگهبان ز رنج بسیار کرد
قلعے کے نگہبان نے نہایت افسوس کیا

که تا شاه را سوی آن غار کرد
جب سکندر کو اس غار کا راستہ بتایا

چو شد نزد یک آن غار تنگ
جب سکندر اس تنگ غار کے نزدیک پہونچا

در آمد به پا و پایان بسنگ
گھوڑے کے پاؤں پتھروں میں چکرانے لگے

که زان ره روش بود برداشته
کیونکہ اس راستے کا چلنا بند تھا

بخار و بخاره ش بر انباشته
کانٹے اور پتھروں سے پاٹ دیا تھا اسکو

نماینده غار با شاه گفت
اس غار کے راہ بتانیوالے نے سکندر سے کہا

که کیخسرو اکنون درین غار خفت
کہ کیخسرو ابھی اس غار میں سو رہا ہے

رهی دارد از صاعقه سوخته
یہ غار بجلی سے جلی ہوئی راہ رکھتا ہے

ز پیچش کمر بر کمر دوخته
نیچے سے اوپر تک پیچ پیچ میں بند کر دیا گیا ہے

بغارت مبر گنج غاری چنین
ایسے خزانے کو ایسے غار میں غارت نہ کر

در اندیش سختی ز کار چنین
کچھ اندیشہ کر ایسے سخت کام سے

بچنگ و بدندان هش رفته گیر
چنگل اور دانتوں سے اسکی راہ پکڑتا ہوگی

چو کیخسرو آنجا فرو خفته گیر
کیخسرو کی طرح وہاں تو بھی آپ کو سویا ہوا فرض کر

سبب جستن پردهای راز
ایسے پوشیدہ بھیدوں کا سبب دریافت کرنا

کند کار جوینده گان را دراز
جستجو کرنے والوں کا کام مشکل کرتا ہے

ازین غار باید عنان تافتن
اس غار سے باگ پھیر دینا چاہیے

بغار اژدها را توان یافتن
اس غار میں اژدہا ملجائے گا

سکندر ز گفتار او روی تافت
سکندر نے اسکی باتوں سے منہ پھیرا یعنی ناخوش ہوا

پیاده سوی غار خسرو شتافت
پیدل کیخسرو کے غار کی طرف چلا

روان رهبر از پیش و فرزانه پس
راہ چلنے والا آگے اور ریلنا اس پیچھے

غلامی دو با او دگر هیچ کس
اور دو غلام اسکے ساتھ تھے اور کوئی نہ تھا

سکندر القلعہ سر بزیارت کیخسرو

بتدریج زان رهگذرهای سخت
آہستہ آہستہ اُن مشکل راستوں سے
بدهلیز غار اندر آورد رخت
اُس غار کے دروازے پر آیا

چو گنجینهٔ غارش آمد بدست
جب خزانہ اُس غار کا اُسکے ہاتھ آیا
هراسنده شد مرد ایزدپرست
ڈرا مرد خدا پرست یعنی سکندر

شگافی کهن دید در ناف سنگ
ایک شگاف پرانا بیچ پتھر کے سکندر نے دیکھا
رهی سوی آن نقبه تاریک و تنگ
راہ اُس غار کی نہایت تنگ اور تاریک

بسختی دران غار شد شهریار
نہایت مشکل سے سکندر اُس غار میں گیا
نشانی مگر یابد از یار غار
کہ شاید کیخسرو کا کچھ پتہ ملجاوے

چو لختی شد آن آتش آمد پدید
جب تھوڑی دور گیا وہ آگ نمودار ہوئی
که تفسیده سوزد هر که آنجا رسید
اُس جگہ جو شخص جاتا تھا جل جاتا تھا

بفرزانه گفت این شرار از کجاست
سکندر نے بلیناس سے کہا کہ یہ آگ کیسی ہے
درین غار تنگ این بخار از کجاست
اُس اندھیرے غار میں یہ گرمی کیسی ہے

نگه کرد فرزانه در غار تنگ
جب بلیناس نے اُس غار میں خوب غور کیا
که آتش همی تابد از خاره سنگ
کہ پتھروں سے آگ چمک رہی ہے

فروزنده چاهی درو دید ژرف
ایک گہرا کنواں روشن اسکو نظر آیا
که گفتی از آن چاه نوری شگرف
کہ اُس کنوئیں سے آگ چمک رہی ہے

از آن روشنائی کس آگه نبود
مگر اُس روشنی سے کوئی واقف نہ تھا
که جوینده را سوی آن ره نبود
بلکہ تلاش کرنیوالے کو اُسکی راہ نہ ملتی تھی

بر آن روشنی ره بسی باز جست
اُس روشنی کی راہ بہت تلاش کی
بر آن راه روشن همی شد درست
مگر اُس روشنی کی راہ ٹھیک نہ ملتی تھی

رسن در کمر بست مرد دلیر
رسی کمر میں باندھی مرد دلیر نے
فرو شد دران چاه رخشنده زیر
اور اُس روشن کنوئیں میں نیچے اُتر گیا

نشان جست از آتش هولناک
پتہ دریافت کیا اس خوفناک آگ کا

که چون روشنی میدهد آن مغاک
کہ کس طرح وہ غار روشنی دیتا ہے

پراگنده دید آتش گرد بود
وہ پھیلی ہوئی اور گول اصل دیکھا جو شعلہ آگ کی تھی

چو دید اندرو کان گوگرد بود
غور سے دیکھا تو اسمیں گندھک کی کان نظر آئی

خبر داد تا بر کشیدش ز چاه
جب بتلا دیا اسنے کھینچ لیا اسکو کنوئیں سے

برآمد دعا کرد بر جان شاه
باہر نکلا اور پادشاہ کی جان اور مال کو دعا دی

که باید بزودی برون شد شتاب
کہ یہاں سے اب جلد واپس چلنا چاہیے

کزین چاه آتش برآید نه آب
کیونکہ اس کنوئیں سے آگ نکلتی ہے نہ پانی

درو کان گوگرد افروخته است
اسمیں گندھک کی کان ہے جو جلتی ہے

ز گوگرد او گرد او سوخته است
گندھک کی وجہ سے اسکے گرد سوزش ہے

خبر داد کو کاندرین غار رفت
بتلایا اسنے کہ جو اسی غار میں گیا

بگوگرد آن کیمیا را نهفت
اسی گندھک میں اس کیمیا کو چھپا دیا ہے

درودی شهنشه بر آن غار خواند
سکندر نے اس غار پر افسون پڑھا

برون رفت عطری بر آتش فشاند
باہر آکر کچھ خوشبویات کا بخور دیا

چو بیرون غار آمد و راه جست
جب غار کے باہر آیا اور راہ تلاش کی

نشد هیچ هنجار بروی درست
کوئی راستہ ٹھیک اسکو نہ معلوم ہوا

شنیدم که ابری ز دریای غرب
سنا میں نے کہ ایک بدلی اس گھر دریا سے

برآمد بابرچ و فرو ریخت برف
بلند ہوئی اور اس سے برف برسنے لگی

از آن برف سر در جهان در نوشته
اس برف سے جو تمام جہان میں پڑ رہی تھی

ز ره تا کریوه شد انباشته
راہ سے ٹیلے تک سب بند ہو گیا تھا

سکندر در آن برف سرگشته ماند
سکندر اس برف میں پریشان تھا

چو برف از مژه قطرها می‌فشاند
برف کی طرح آنکھوں سے قطرے ٹپکتے تھے

رقیبان آن در خبر یافتند — سوی خسرو غار بشتافتند

قلعے کے محافظوں نے جو خبر پائی — غار کے دروازے کی طرف دوڑے

بچوب و لگد راه را کوفتند — به نیرنگها برف را روفتند

لکڑی اور لاتوں سے راہ کو کھودا — بہت تدبیروں سے برف کو صاف کیا

بچاره گری شاه ازان کنج غار — برون آمد و رفت بر کوهسار

بڑی کوشش سے سکندر اُس تاریک غار سے — باہر نکلا اور پہاڑ پر چلا گیا

چو این سبز طاوس جلوه نمای — سپید استخوانی ربود از همای

جب یہ سبز طاؤس ناچنے والا یعنی آسمان — ایک سپید ہڈی ہما سے چھین لے گیا یعنی آفتاب غروب ہوا

همایون کن تاج و تخت و سریر — فرود آمد از تاج گاه حریر

رونق دینے والا تاج اور تخت سریر کا یعنی سکندر — نیچے اُترا قلعہ حریر سے یعنی اپنے لشکر میں آیا

سوی خیمه گاه خود باز گشت — بلند اخترش باز دمساز گشت

طرف اپنے خیمے کے واپس چلا — اُسکا طالع بلند پھر موافق ہوا

بیاسود ازان رفتن و تاختن — هراس دل و رنج ره یافتن

آرام کیا اُس چلنے اور دوڑنے سے — دل کے خوف اور راہ کی رنج پانے سے

تنی کان همان مالش و تاب یافت — بمالش گر آسایش خواب یافت

اُسکے جسم نے کہ وہ تھکائی اور تپش پائی تھی — ملنے اور دبانے سے اُسکو نیند آگئی

فرو خفت کآسایش آمد پدید — شد آسوده تا صبح صادق دمید

جب آرام اُسکو معلوم ہوا سو گیا — سویا کیا یہاں تک کہ صبح صادق ہوئی

چو صبح دوم سر بر افلاک زد — شفق شیشهٔ باده بر خاک زد

جب دوسرے دن آسمان پر صبح نمودار ہوئی — شفق نے شیشہ شراب کا خاک پر دے مارا

بیاراست این برکهٔ لاجورد — سفال زمین را بریحان زرد

آراستہ کیا اس لاجوردی حوض کو — زمین کے ناندے کو ریحان زرد سے

رفتن سکندر بقلعهٔ سریر بزیارت

رفتن سکندر بقلعه سریر بزیارت

بفرمود شه بزمی آراستن
سکندر نے حکم دیا ایک مجلس آراستہ کرنے کا
می و مطرب و نقل در خواستن
شراب اور کباب اور گویّون کو بلانے کا

سریری ملک را سوی بزم خواند
ملک سریری کو بھی بزم میں سکندر نے بلایا
به نیکوترین جایگاهی رساند
نہایت عمدہ جگہ بڑی عزت سے بٹھلایا

می لعل بگرفت یاد او بدست
سکندر نے سریری کی یاد میں اپنا پینا شروع کی
چنین تا شد از جام می نیم مست
اسقدر کہ اُس مین بالکل مست ہو گیا

ببخشش در آمد کف مرزبان
سکندر نے بخشش کے لیے ہاتھ کھولا
در گنج بگشاد بر میزبان
سریری پر اپنے خزانے کا دروازہ کھولدیا

غنی کردش از دادن طوق و تاج
تونگر کردیا اُسکو تاج اور طوق دے کر
همش تاج زر داد و هم تخت عاج
اور تاج زرین کے ساتھ اسکو ہاتھی دانت کا تخت بھی دیا

معلق به گوهر قبای پرند
موتی ٹکی ہوئی چادر نہایت عمدہ
چو پروین بگوهر کشی ارجمند
پروین کی طرح موتیون کے ٹکے ہونے سے خوشنما

ز فیروزه جامی ترنجی تمامی
فیروزے کا ایک ترنج تھا جام
که یک نیمه نارنج را بود جای
کہ نصف اُسکا نارنج کے بجائے تھا

یکی نصفی از لعل و هوب زر
آدھا حصہ اُسکا لعل اور سونے مین پوشیدہ
به از نار دانه چو گلنار تر
انار دانے سے بہتر مثل گلنار تر کے

ز لعل و زمرد یکی تخت نرد
لعل اور زمرد کا ایک تختۂ نرد
بساطی ز یاقوت و زر سرخ و زرد
ایک زرین بساط یاقوت سرخ اور زرد سے

ز بلور تابنده خوانی فراخ
ایک خوان بلور کا نہایت آبدار
چو نسرین تر بر سر سبز شاخ
مثل تازہ نسرین کے سبز شاخ پر

تگاور ده اسپ مرصع فسار
گھوڑون کے پاؤن مین مرصع نگتے
همه زین و ساز گوهر نگار
تمام زین اور ساز مین موتی ٹکے ہوئے

صد اشتر قوی پشت پالیده ران
سیکڑون اونٹ قوی پشت اور موٹی ران کے

ز سربستهای که در باره بود
گٹھر جو اُسکے ساتھ لدے ہوئے تھے

عرق کرده در زیر بار گران
پسینے مین غرق بھاری بوجھ کے نیچے

جواهر بهن زر بخروار بود
بہون جواہرات اُن مین بھرا ہوا تھا

قباهای خاص از پی هر کسی
قبا مین خاصے کی ہر شخص کے لائق

قبا بادیهای زرکش لبی
چپکنین بادے کی بہت زری کے کام کی

ز بس تحفه و خلعت و خواسته
کثرت تحفون اور خلعت اور مال سے

سریر سریری شد آراسته
تخت سریری کا آراستہ ہو گیا

بر آن دستگه دست شه بوسه داد
اس دستگاہ پر سریری نے سکندر کا ہاتھ چوم لیا

سوی بنگه خویشتن رفت شاه
اپنے خیمے کی طرف گیا نہایت خوش

شهنشه بزد کوس و لشکر براند
سکندر نے بجوایا نقارہ اور لشکر روانہ کیا

سر رایت خود بگردون رساند
اپنے نشان کا سر برابر آسمان کے پہونچایا

از آن کوه پایه در آمد بدشت
اُس پہاڑ سے بلند مقام سے جنگل مین آیا

سوی ژرف دریا زمین در نوشت
دریا کی گہرائی کی طرف چلا

در آن دشت یک هفته نخچیر کرد
اس جنگل مین ایک ہفتے تک شکار کیا

پس از هفته کوچ تدبیر کرد
بعد ایک ہفتے کے کوچ کی تدبیر کی

بیا ساقی آن جام زرین بیار
آ او ساقی وہ جام زرین سامنے لا

که ماند از فریدون و جم یادگار
جو فریدون اور جمشید سے یادگار رہے

می ناب ده عاشق تاب را
خالص شراب دے عاشق صادق کو

بمستی توان کردن این خواب را
ہیوشی مین ایسی نیند سونا مناسب ہے

رفتن سکندر بقلعه سریر بزیارت کیخسرو

رفتن سکندر بملک ہی خراسان و انداختن آتشکدہا

جانا سکندر کا ملک سے اور خراسان کی طرف اور گرانا آتشکدوں کا

ولا چند ازین بازی انگیختن
اے دل کب تک یہ بازی کرتا رہے گا
درخت ہوا رستہ شد بر درت
حرص کا درخت تیری دروازے پر پیدا ہوا ہے
می ناب ناخوردہ مستی کنی
بغیر شراب پیے ہوئے بیہوشی کی باتیں کیوں کرتا ہے
چو بی زعفران گشتہ خندہ ناک
جب بغیر زعفران کے تو ہنس رہا ہے
چو شاہان مکن خو بخوشخوارگی
بادشاہوں کی طرح خوش خوراکی کی عادت نکر
ازین آتشین خانۂ سخت جوش
اس آتشخانے نے بہت جوش کرنیوالے سے
ز سختی گسیختی توان رخت بر
سختی سے سختی میں مفر ہوسکتا ہے
ہلا تا رہا کن ز راز کہن
خبردار چھوڑ دے پرانی باتوں سے
گزارندۂ صفحۂ لاجورد
بیان کرنے والا پرانے صفحہ کا

بہر دست رنگی در آمیختن
ہر ہاتھ میں یہ رنگ ملا کرے گا
بہ پیچان سرش تا نہ پیچد سرت
مروڑ تو اُسکے سر اسکا تاکہ تیرا سر وہ نہ پھیر دے
اگر می خوری می پرستی کنی
اگر شراب پیے گا تو بت پرستی کرے گا تو
مخور زعفران تا نگردی ہلاک
زعفران نہ کھالینا ورنہ مر ہی جائیگا تو
ہراسان شو از زور بیچارگی
تکلیف کے دن سے ڈرتا رہ
کسی جان برد کو بود سخت کوش
وہ شخص جانبر ہوسکتا ہے جو بہت کوشش کرتا ہے
بگوگرد و نفط آتش کس نمرد
گندھک اور روغن نفط سے کسی کی آگ نہیں بجھی
سرانجام و دیباچہ در سخن
سرانجام کو آغاز سخن میں
چنان در کشد نقش این لاجورد
اس طرح کھینچا ہے اس لاجورد کا نقشہ

کہ چون خسرو از تخت کیخسروی
یعنی جب سکندر کیخسرو کے تخت سے
نشسته یکی روز بالای تخت
بیٹھا ایک دن تخت پر
شتابنده پیکی درآمد چو باد
کہ اتنے مین ایک قاصد تیز دوڑتا ہوا آیا
بشاه جهان راز پوشیده گفت
اور سکندر سے اسنے راز پوشیدہ بیان کیا
که بر آستان بوس این بارگاه
کہ مین حضور کی چوکھٹ پر
نژاده ملک نایب شهریار
ملک نژاد حضور کے نائب نے
که تا شاه بر حل و عقدیکه داشت
کہ جب سے حضور نے اس انتظام پر کہ فرمایا تھا
چنان داشتم ملک ایش و پس
اسی طرح رکھا مینے ملک کو پہلے اور اب بھی
بشرطیکه در عهد شه داشتم
اسی شرط سے جیسا مین حضور کے سامنے کرتا تھا
بحمد الله از هیچ بالا و پست
خدا کا شکر ہے کہ کسی بلندی اور پستی سے
ولیکن چو گردنده آمد سپهر
لیکن جب گردش مین آتا ہے آسمان

سوی لشکر آمد بچابک روی
اپنے لشکر کی طرف تیزی سے آیا
براندیشهٔ کوچ می بست رخت
کوچ کے خیال مین اسباب باندھ رہا تھا
بآیین پیکان زمین بوسه داد
اور قاصدون کی طرح اسنے زمین کو بوسہ دیا
خبر دادش از آشکار و نهفت
خبر دی اسکو ظاہر اور پوشیدہ سے
ز تخت صطخر آمدم نزد شاه
تخت اصطخر سے آیا ہون حضور کے پاس
سخن را چنین می نماید عیار
یہ بات مین اس طرح عرض کی
نیابت گر خویشتن بر گماشت
اپنا نائب مجھکو مقرر کیا ہے
که آزار رسته نامد از کس بکس
کہ کسی کو میری ذات سے کوئی تکلیف نہ پہونچی
پذیرفتها را نگه داشتم
منظور شدہ باتون کا لحاظ رکھتا تھا مین
نیامد درین ملک مویی شکست
ملک مین کسی کا رونگٹا تک نہ ٹوٹا
بگردد جهان گرد از کین و مهر
گرد جہان کے دشمنی اور محبت سے پھرتا ہے

رفتن سکندر باصطخر
ببلخ و خراسان و ساز انداختن آتشکدها

زمانه به نیک و بد آبستن است | ستاره گهی دوست گه دشمن است

زمانے سے نیکی اور بدی پیدا ہوتی ہے | ستارہ کبھی دوست اور کبھی دشمن ہوتا ہے

نگشته درختی برآمد ز رے | کند دعوی از تخم کاوس و کے

نیچر بویا ہوا ایک درخت رے سے نکلا ہے | دعوے کرتا ہے نسل کاوس اور کیخسرو سے

گزاینده عفریتے آشوبناک | شتابنده چون اژدها بر هلاک

کاٹنے مین مثل دیو کے زیادہ مہیب ہے | دوڑنے مین مثل اژدہے کے ہلاک کرنے کیلیے

شبانان که آهو پرستی کنند | ز تیرش نگر چوبدستی کنند

چرواہے جو جنگل مین ہرن کا شکار کرتے ہین | اُسکے تیر کو اپنی لاٹھی بناتے ہین

همان بیل زن مرد ایزد شناس | کند بیلکش را به بیلی قیاس

اور بیل زن لوگ خدا پرست | اُسکے تیر کی گانسی کو ایک بیلچہ سمجھتے ہین

برآورد گردن به آهرمنی | فگنده بهر شهر در شیونی

سر اٹھایا ہے اُسنے شیطانی سے | ہر شہر مین شور مچا رکھا ہے

سر و تاج از دعوی انگیخته است | بناموس رنگی برآمیخته است

سر اور تاج دعوے سے بلند کیا ہے | اپنی عزت مین ایک مکر آمیز کیا ہے

پراگنده چندرا گرد کرد | که از آب دریا برآورد گرد

چند بازاری بدمعاشون کو اُسنے جمع کرکے | چاہتا ہے کہ آب دریا سے ہلاکی برلاوے

ز پیروزی خود دلاور شده است | همانا که تنها نه داور شده است

اپنی فتمندی سے وہ دلاور ہوا ہے | واقعی وہ صرف حاکم ہی نہین بنا ہے

زر و سیم آن بنده در سر شود | که با خواجه خود برابر شود

سونا اور چاندی اُس بندے کا ضائع ہو جاتا ہے | جو اپنے مالک سے برابری کرتا ہے

خراسانیان را عنان می کشد | به پیکار شه در میان می کشد

خراسان والون کو وہ اپنی اطاعت مین متوجہ کر چکا ہے | حضور سے لڑنے کے لیے اُنکو درمیان مین لاتا ہے

ز حد نشاپور تا حد بلخ
حد نیشاپور سے سرحد بلخ تک

کنندش بصفرای آب تلخ
سب لوگ اسکو ہماری دشمنی پر آمادہ کر رہے ہیں

ز شر خیلی فتنه بربست موی
فساد کے سرگروہ ہونے سے چوٹا باندھکر

سوی تاجگاه تو آورد روی
حضور کے ملک کی طرف متوجہ ہو گیا ہے

چنین فتنه را کشد گرم کین
ایسے فساد کو کہ دشمنی پر متوجہ ہوا ہے

اگر خرده بینی بخردی مبین
اگرچہ چھوٹا سمجھتا ہے تو حقیر مت سمجھ

که خردان بسی فتنه آید بزرگ
چھوٹے لوگوں سے بڑے بڑے فساد پیدا ہوتے ہیں

که در پای پیکان بود کعب گرگ
جیسے گانسی کی نوک میں بھیڑیے کا ٹخنہ چھدتا ہے

گر این فتنه ماند چنین دیر باز
اگر یہ فساد اسی طرح دیر تک رہے گا

کند دست بر شغل گیتی دراز
سلطنت کے کام پر بہت ہاتھ پھیلا دے گا

شه از ماه او در نیارد بمیغ
حضور اگر اُسکے چاند کو بدلی میں نہ چھپاوینگے

سر تخت خواهد گرفتن به تیغ
تخت کو بزور شمشیر تمسے چھین لے گا

چو باز از نشیمن کشاید دوال
اگر باز اپنے گھونسلے سے بازو کھولکر نکلے

شکسته شود کبک را پر و بال
ٹوٹ جاوے چکور کا پر اور بازو

مرا لشکری نیست چندان بزور
میرے پاس اسقدر زور اور لشکر نہیں ہے

کزو چشم بدرا توان کرد کور
جس سے دشمن کی آنکھ کو پھوڑ سکوں میں

سران سپه زر ولایت کم اند
سردار فوج کے اس شہر میں کم ہیں

بدرگاه شاهنشه عالم اند
اور جو ہیں وہ حضور کے ساتھ ہیں

همی هرچه زور آرد این دیوزاد
جیسا زور دکھلا رہا ہے یہ دیو زاد

قوی دست گردد که دستش مباد
امید ہے کہ زبردست ہو جائیگا خدا کرے اسکو غلبہ نہو

بجز صرصر باد پایان شاه
سوا حضور کے گھوڑوں کے قدم کی ہوا کے

کس این گرد را بر ندارد ز راه
کوئی یہ گرد راہ سے صاف نہیں کرسکتا ہے

رفتن سکندر بملک چین خراسان و انداختن آتش

چو اندر سخن نیک چستی نمود — پیام سخن را درستی نمود

جب قاصد نے باتون مین ایسی تیزی دکھائی — پیام کے الفاظ کو اس درستی سے بیان کیا

به نیک و بد از رازهای نهفت — همان بود در نامه کارنده گفت

نیک اور بد اور پوشیده حالات سے — خط مین وہی تھا جو اُس قاصد نے کہا تھا

شه شیردل خسرو پیلتن — دران داوری گفت با خویشتن

بادشاہ شیردل اور پادشاہ پیلتن یعنی سکندر نے — اس مقدمے مین اپنے دل سے کہا

هر آن تخت کیخسرو این جا بزیر — بتخت من آن جا دگر کس دلیر

کہ مین اس وقت کیخسرو کے تخت پر بیٹھا ہون — اور میرے تخت پر دوسرا شخص قبضہ کیا چاہتا ہے

بدان داستان با عدا این تاج و تخت — که از هندوی هندوی برد رخت

یہ تاج و تخت اس مثال سے مشابہ ہے — کہ ایک چور سے دوسرے چور نے اسباب چھین لیا تھا

صواب آنچنان شد که آرم شتاب — که آزرم دشمن بود ناصواب

بہتر یہ ہے کہ اب ادھر چلون — کہ دشمن کی صلح بری ہوتی ہے

مگر موکب شاه بود آسمان — که نا سود بر جای خود یک زمان

شاید لشکر سکندر کا آسمان تھا — کہ دم بھر ایک جگہ نہ ٹھہرتا تھا

جهان کاردان شاه سالار بود — دران کاروان بار بسیار بود

جہان کا واقف کار پادشاہ اسکا سردار تھا — اسکے قافلے مین اسباب بہت تھا

بهر گوشه بار او می فتاد — همان کار در کار او می فتاد

ہر گوشے مین اسکا بوجھ گر پڑتا تھا — اور کام مین کام اسکے لیے بڑھتا تھا

در آن کار بایار او بود و بس — پناهنده را گشت فریادرس

اس کام مین اسکا مددگار خدا تھا اور بس — پس اس نے خدا سے فریاد کی

چو طالع جهان گیری آرد به پیش — نشاید زدن تیشه بر پای خویش

جب نصیبہ جہان گیری کے اسباب سامنے لاوے — اپنے پانوں پر تیشہ نہ مارنا چاہیے یعنی ویسا ہی کرنا لازم ہے

برون رفت ازان کوچگه شهریار
باہر نکلا اس کوچ کی جگہ سے بادشاہ
سپاهش ز نه بُرد رایت برون
لشکر اسکا چرخ چہارم سے اپنا نشان باہر لے گیا
بصید افگنی می نوشتند راه
شکار کرتے ہوئے راہ طے کر رہے تھے
ز بار گران خوشه خم گشته بود
بالیان غلے کی دانوں کے بوجھ سے جھک گئی تھیں
ز بس رود خیزان لب رود بار
دریاؤں کی زیادہ طغیانی سے
ز برق آمده ابر نیسان بجوش
بجلی چمک رہی تھی اور پانی برس رہا تھا
ز نگ رستنی در زمین گشت سخت
زمین میں قوت روئیدگی کی اچھی طرح آگئی تھی
ز گلبانگ سایه ز ند باف
بلبل کی چونچ کی آواز سے
خرامنده بر رخش بیجاده لعل
پھول سرخ ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے
دو نو باوه هم توده هم برگ توت
دونوں نئے پودے یعنی توت اور پتے توت کے
زمین چون زر و آب چون لاجورد
زمین مثل سونے کے اور پانی مثل لاجورد کے

سواحل سواحل بدریا کنار
دریاؤں کے کنارے کنارے
ستونے بر آورده چون بی ستون
ایک ستون باہر نکلا مثل کوہ بے ستون کے
که هم صید خوش بود و هم صیدگاه
کیونکہ شکارگاہ عمدہ بھی تھی اور شکار بھی اچھے تھے
تگ تازیخچ کم گشته بود
شکار کے لائق جانوروں کی دوڑ دھوپ کم ہوگئی تھی
نشانده ز رخسار گیتی غبار
جہان کے چہرے سے خاک فرو کردی تھی
بر آورده تندر به تندی خروش
بادل نہایت زور سے گرج رہا تھا
برقص آمده برگهای درخت
پتیاں درختوں میں جھوم رہی تھیں
دریده صبا شعر گل تا بناف
چاک کیا باد صبا نے جامہ پھول کا ناف تک
گل لعل در زیر گلنار لعل
گلنار سرخ کا تاج اسکے سر پر تھا
ز حلوا و ابریشم آورده سود
حلوا اور ابریشم کا نفع دے رہے تھے
چو دیبای نیم ازرق و نیم زرد
مثل آدھی نیلی اور آدھی زرد دیبا کے

نوای چکاوک به از بانگ رود
آواز چڑیون کی آواز رود سے بہتر معلوم ہوتی تھی
برآورده باد شتابان سرود
گویا چرواہون کے ساتھ گانا گا رہی ہین

گره بر کمر کرده ساق جو
گره کمر پر باری جو کی بالی نے یعنی دانون سے بھر گئی تھی
رسیده به دهقان درود درو
کسانون کے کاٹنے کا وقت آگیا تھا

شکم کرده آهوی صحرا بزرگ
جنگل مین ہرنون کے پیٹ بڑھ گئے تھے
برو تیز تر گشته دندان گرگ
اُسپر بھیڑیون کے دانت زیادہ تیز ہو گئے تھے

پی گور چون زهره گاو سست
پی قدم گورون کے بیابان کیطرح آہستہ پڑتے تھے
گوزن از بیابان ره کوه جست
بارہ سنگھے جنگل سے پہاڑ پر چلے گئے تھے

ز نوزادن آهوان سره
اصیل ہرنون نے بچے اسقدر دیے تھے
جهانده جهان یک یک آهو بره
کہ تمام جنگل مین جہان دیکھو ہرن کے بچے نظر آتے تھے

جهاندار با صید و باده و جام
سکندر شراب اور کباب اور رقص و سرود مین
همی کرد منزل بمنزل خرام
منزل بمنزل راہ طے کرتا چلا جاتا تھا

چو گلمیخ یک روزه ماه نو
جب طوق پہلے دن کے چاند کا
بخلخال یک هفته در شد گرو
عوض پازیب کے ایک ہفتے کے لیے گرو ہوگیا

ز پرگار آن حلقه بر کرده سر
اُس تمام کے حلقے سے سکندر نے باہر سر نکالا
که خوانندش امروز خلخال زر
اب جسکو خلخال زر کہتے ہین

بگیلان بر آمد به کردار ابر
شہر گیلان مین مثل ابر کے پہونچا
بدان سان که در بیشه آید هزبر
جس طرح کہ جنگل مین شیر آتا ہے

هر آتش کده کامد آنجا بدست
جو آتش خانہ اسکو وہان پر ملا
چو یخ سرد کردش بر آتش پرست
برف کی طرح اسکو آتش پرست پر سرد کر دیا

چو بشکست بر سر بد پشت را
جب آتش پرستون کی پیشون کو اُس نے توڑ ڈالا
برانداخت آئین زردشت را
اور زردشت کی رسم یعنی آتش پرستی کو وہان سے مٹا چکا

رفتن سکندر بملک ری و خراسان و انداختن آتشکدها

بر آتش پرستان سیاست نمود
آتش پرستون کی جب خوب تنبیہ کر چکا
بر آورد ازان دود یکباره دود
نکالا اُس آگ سے ایک ہی دفعہ مین دھوان

زگیلان برون شد در آمد بہ رے
سکندر گیلان سے ملک رے مین آیا
بر افگندن دشمن افگند پے
اپنے دشمن کی زیر کرنے کے لیے قدم بڑھایا

چو دشمن خبر یافت کامد پلنگ
جب دشمن نے خبر پائی کہ چیتا آگیا
بسوراخ در شد چو روباہ لنگ
جس طرح لنگڑی لومڑی بل مین گھس جاتی ہے وہ بھاگ گیا

باوارگی در خراسان گریخت
اور بھاگتے بھاگتے وہ خراسان چلا گیا
وزان قائم رے بقائم بریخت
اور اپنے اُس قیام گاہ سے بغیر لڑے ہوئے بھاگا

چو دانست خسرو کہ دژخیم او
جب سکندر نے جانا کہ اُسکا دشمن
گریزان شد از فر و از بیم او
اُسکے رعب اور ڈر سے بھاگ گیا

گرازہ گریزندہ را پی گرفت
اُس بھاگنے والے سور کا سکندر نے تعاقب کیا
شبیخون زد و در رہ بروی گرفت
ڈاکا مارا اور اسکو راہ مین پکڑ لیا

چنان تیز رو شد کہ دریافتش
ایسا تیز دوڑا کہ پکڑ لیا اسکو
بزخمے سر از ملک برتافتش
ایک زخم مین سر اسکے ملک سے پھیرا اسکا

چو بدخواہ را در گل آگندہ کرد
جب دشمن کو اسنے مٹی مین ملا دیا
پراگندگان را پراگندہ کرد
اور بھاگے ہوؤن یعنی اسکی فوج کو بھی بھگا دیا

ہمانجا کہ بدخواہ را کشتہ بود
جس جگہ کہ سکندر نے اپنے دشمن کو مارا تھا
بہ نزدیک صحرا یکے پشتہ بود
اُسی جنگل کے قریب ایک ٹیلہ تھا

بشکرانہ دولت تندرست
اپنی دولت تندرست کے شکرانے مین
بران پشتہ بنیاد افگندہ جست
اس ٹیلے پر ایک عمدہ عمارت بنوائی

بہ آرامی گنجش چو پدرام کرد
چونکہ اسمین زر کثیر صرف ہوا تھا تب تعمیر ہوا تھا
بہ پہلو زبانش ہری نام کرد
اسواسطے پہلوی زبان مین ہری اسکا نام رکھا

چو گنجینهٔ آن بنا برکشید
نقل خزانے کے اُس عمارت کو آراستہ کیا

بشهر نشاپور لشکر کشید
طرف شہر نیشاپور کے لشکر کشی کی

دو بهره جهان اوران شهر یافت
اُس شہر کی آبادی کو دو حصون مین پایا

هوا خواه خود را یکی بهر یافت
ایک حصے یعنی نصف کو اپنا دوست سکندر نے پایا

دگر بهره زو طبل دارا زدند
اُس شہر کا دوسرا حصہ دارا کا دم بھرتا تھا

دم دوستیش آشکارا زدند
دارا کی دوستی کا دم علی العموم بھرتے تھے

زدارا ملک رایتی داشتند
دارا بادشاہ کا ایک نشان اُنکے پاس تھا

ملک زیر آن رایت انگاشتند
بادشاہ کو اس نشان کے نیچے سمجھتے تھے

چنان رایتی را بناموس شاه
اُس نشان کو عزت اور شرم سے

برانگیختندی بناموس گاه
اُٹھاتے تھے عزت کے مقام پر

سکندر بسی پای درگین فشرد
سکندر نے اگرچہ بہت لڑائی کی

زکس مهر دارا نتانست برد
کسی کے دل سے دارا کی محبت مٹا نہ سکا

همان دید چاره دران داوری
اس باب مین یہی تدبیر مناسب جانی

که یاران خود را کند یاوری
کہ اپنے مددگارون کی مدد کرے

زنوبت گه خود بفرهنگ و رای
اپنے خیمے کے سوا دانائی اور تدبیر سے

کند رایتی دیگر آنجا بپای
دوسرا نشان وہان قائم کرے

فرازان رایت اینو مقصود شاه
اور اُس نشان سے بادشاہ کا یہ مقصد تھا

که رایت ز رایت بود کینه خواه
کہ نشان سے نشان دوسرا لڑے

چو دانست کین شهر دارا پرست
جب جانا سکندر نے کہ یہ دارا پرست شہر

به جهد سکندر نیاید بدست
سکندر کی کوشش سے قبضے مین نہ آویگا

خصومتکهی بود تا نفخ صور
خصومت گاہ ہو گیا وہ مقام قیامت تک کے لیے

که از سازگاری شد آن شهر دور
بلکہ موافقت اُس شہر سے دور ہو گئی

خصومتگران گشت در خاک پست
دشمنی کرنے والے اگرچہ خاک مین مل گئے
چو زد شکر باز را بر تدرو
جب سکندر نے نیشاپور کے دونون لشکر کو زیر کیا
بکشت آتش هیربد خانه را
وہان کے آتش خانون کی آگ کو بجھا دیا
به بلخ آمد و آتش زردهشت
شہر بلخ مین آیا اور آتش زردشت کو
بهار دل افروز در بلخ بود
شہر بلخ مین اُس نے دل افروز بہار دیکھی
پری پیکرانی درو چون نگار
خوبصورت لوگ اُسمین مثل تصویر کے
درو بیش از اندازه دینار و گنج
اُن مین اندازے سے زیادہ گنج و مال تھا
زده موبدش نعل زرین بر اسپ
اُسکے پوجاری گھوڑے کے پاؤن مین نعل سونے کی
چو خسرو بران گنجدان دست یافت
سکندر نے جب اُس خزانے پر قبضہ پایا
بهشت صنمخانه بی حور کرد
بہشت ایسے بتخانے کو بغیر حورون کے چھوڑا
بپرداخت آن گنج دیرینه را
خالی کیا اُس پرانے خزانے کو

هنوز آن خصومت دران خاک هست
لیکن ابتک وہ دشمنی اُس سرزمین مین باقی ہے
ز ملک نشاپور شد سوی مرو
ملک نیشاپور سے آپ مرو کی طرف روانہ ہوا
در آتش پراگنده پروانه را
آگ مین جلا دیا پروانون کو
بطوفان شمشیر خوناب گشت
اپنی خونناب شمشیر سے اُسکو بھی بجھا دیا
کزو تازه گل را دهن تلخ بود
جس سے گل تازہ کا مُنھ کڑوا یعنی شرمندہ تھا
صنمخانهائی درو چون بهار
بت خانے اُس مین مثل بہار کے
نهاده بهر گوشه بدست رنج
رکھے ہوئے ہر گوشے مین بغیر محنت کے
شده نام آن خانه آذرگشسپ
تھا نام اُس گھر کا آذرگشسپ مشہور
مغان را ز جام مغان مست یافت
آتش پرستون کو آتش پرستی کے جام سے مست پایا
ز دوزخ پرستنده را دور کرد
دوزخ یعنی آگ سے پوجنے والون کو علحدہ کر دیا
نوازان وادم هم بسی سینه را
اور اُس سے بہت زخمی سینون پر مرہم رکھا

رفتن سکندر بملک ری و خراسان

آتشکدہا

بعزم خراسان در افگند جوش — خراسانیان را بمالید گوش

تمام خراسان مین سکندر نے جوش پھیلا دیا — خراسان کے رہنے والون کو سزا دی

بگرد خراسان درآمد تمام — بہر شہری آورد لختی مقام

تمام شہر خراسان کے گرد سکندر پھرا — ہر ایک شہر مین تھوڑے تھوڑے دن قیام کیا

بہر ناحیت کرد موکب روان — کہ یاریگرش بود بخت جوان

ہر اطراف اور جوانب کو لشکر روانہ کیا — کیونکہ جوان بختی اُسکی مددگار تھی

خراسان و کرمان و غزنین و غور — بہ پیمود ہر یک بسم ستور

خراسان اور کرمان اور غزنین اور غور کو — تا پایا ہر مقام کو گھوڑون کے سمون سے

بہر شہر کامد بشادی فراز — در شہر کردند بر شاہ باز

جس شہر مین سکندر پہونچا خوشی سے — دروازہ شہر کا لوگون نے اُسکے لیے کھولدیا

جہان گشتنش گرچہ با رنج بود — ہمہ راہ او گنج بر گنج بود

جہان کی سیر کرنے مین سکندر کو اگرچہ تکلیف تھی — ہر راستے مین اسکو خزانہ بھرا خزانہ ملتا تھا

بہر منزلی کو گرفتی قرار — گران سنگ بودی ز گنجینہ بار

جس مقام پر وہ ٹھہرجاتا تھا — خزانے کی زیادتی سے بوجھل ہوجاتا تھا

زمین را بگنجے برانباشتے — گذشتے و در خاک بگذاشتے

زمین کو خزانے سے پاٹ دیتا تھا — گذر کرتا وہان سے اور زمین مین چھوڑ دیتا

زری کآدمی را کند بیمناک — چہ در صلب آتش چہ در ناف خاک

جو روپیہ کہ آدمی کو خوف مین ڈالدیتا ہے — کیا آگ کی پیٹھ مین کیا زمین کے اندر دونون برابر ہین

خلائق کہ زر در زمین می نہند — بر و قفل بند آہنین می نہند

لوگ جو روپیے کو زمین مین گاڑتے ہین — اُسپر لوہے کے قفل لگاتے ہین

چو باد آمد و خاکشان را ربود — بزر بر زدن قفل آہن چہ سود

جب ہوا آئی اور ان کی خاک کو اڑا لیگئی — روپیے پر لوہے کا قفل لگانے سے کیا فائدہ ہے

بیا ساقی آن زر بگداخته آو ساقی وہ سونا گھلا ہوا	که گوگرد سرخست ازو ساخته جس سے گوگرد سرخ گندھک بنتی ہے
بمن ده که تا زو دوائی کنم مجکو دے کہ مین اُس سے ایک دوا بناؤن گا	مس خویش را کیمیائی کنم اپنے تانبے کی کیمیا بناؤن گا مین

رفتن سکندر بهندوستان و فیروزی یافتن

جانا سکندر کا شہر ہندوستان مین اور اُسپر فتح پانا

فرس خوش تر کران که صحرا خوش است گھوڑے کو اچھی طرح چلا کہ میدان اچھا ہے	عنان درکش بارگی دلکش است باگ اسکی مت روک گھوڑا عمدہ ہے
به نیکوترین نام زینجا گذشت نیکنامی سے اِس بری جگہ سے	بباید شدن سوی باغ بهشت جانا چاہیے طرف باغ بہشت کے
نباید نهادن برین خاک دل اس جہان پر دل رکھنا نہ چاہیے	کزو گنج قارون فرو شد بگل جس سے قارون کا خزانہ زمین مین دھنس گیا
ره رستگاری در افگندنست راہ خلاصی کی سخاوت مین ہے	که خورشید جمع از پراگندنست کیونکہ آفتاب کی روشنی روشنی پھیلانے سے ہے
همی تا بود راه پر نیشتر جتنی ہی راہ مین زیادہ تکلیف ہوتی ہے	درو سود بازارگان بیشتر اُسیقدر سوداگرون کو اسمین فائدہ زیادہ ہوتا ہے
چو ایمن بود ره ز خونخوارگان جو راہ لٹیرون سے بیخوف ہوتی ہے	درو کم شود سود بازارگان اسمین سوداگرون کو نفع کم پہنچتا ہے
وران گنج خانه که زر یافتند جس خزانے مین کہ سونا ملتا ہے	ره اژدها پر خطر یافتند سانپ کے خوف سے اسکی راہ بھری ہوئی ہے

سکندر بہندوستان رفتن و فیروزی یافتن

همای چرب گوهر شیرین گزار
اسی ٹھیک کہنے والے موتی شیرین بیان نے
چنین چربی انگیخت از مغز کار
ایسی چاشنی اٹھائی یعنی بیان کیا حال سکندر کا

که چون شه ز غزنین در آمد به بلخ
کہ جب سکندر غزنین سے بلخ مین آیا
بسی سود شد از آب دریای تلخ
ایک طرف ہوا سمندر کے کنارے سے

ز بس سر که بر آستان آمدش
بہت لوگون کے سر جو اسکی چوکھٹ پر آئے
تمنای هندوستان آمدش
آرزو ہندوستان جانے کی اسکو پیدا ہوئی

درین شغل با زیرکان رای زد
اس کام مین داناؤن سے سکندر نے مشورہ لیا
که دولت مرا بوسه بر پای زد
کہ اقبال نے میرے قدم چوم لیے اب

همه ملک ایران مرا شد تمام
ایران کا تمام ملک میرے قبضے مین آگیا
بهندوستان داد خواهم لگام
اب ہندوستان کی طرف لگام پھیرا چاہتا ہون

چو من سر سوی کید هندو نهم
جب طرف کید ہندی کے متوجہ ہو جاؤن مین
از و کینه و کید یکسو نهم
اسکی دشمنی اور مکر سے بےفکر ہو جاؤن مین

گر آید بخدمت چو دیگر کسان
اگر وہ بھی مثل اورون کے میری طاعت مین آجاے
نباشم بر و جز عنایت رسان
اسکو سوا عنایت کے ایذا نہ پہونچاؤنگا مین

وگر با من او در سر آرد ستیز
اور اگر مجھ سے لڑنے کا خیال اپنے دل مین لاوے
من و گردن کید و شمشیر تیز
مین ہون اور میری تیز تلوار اور گردن کید ہندی کی

ز پهلو به پهلو بگردانمش
اس پہلو سے اس پہلو پر پھیر دونگا مین اسکو
نشیند بجایی که بنشانمش
بیٹھے گا جس جگہ بٹھلاونگا مین اسکو

چو مرکب سوی راه دور آورم
اگر گھوڑا دور کے راستے کی لیجاؤنگا مین
سر تیغ بر فرق فور آورم
بادشاہ فور کے سر پر اپنی تلوار پہونچاؤن مین

چو از فور فوران ربایم کلاه
جب فور اور اسکی اولاد سے تاج چھین لونگا مین
سوی خان خاقان گرایم سپاه
طرف خان اور خاقان چین کے لشکرکشی کرونگا مین

رفتن سکندر بهندوستان و فیروزی یافتن

وز انجا شوم سوی چاچ و طراز
اور وہان سے شہر چاچ اور طراز کی طرف جاؤنگا
زمین را نوردم بیک ترکتاز
ایک ہی حملے مین تمام زمین کو طے کرونگا مین

دلیران لشکر بزرگان بزم
لشکر کے پہلوانون اور مجلس کے داناؤن نے
پذیرا شدندش باین رای و عزم
اسکی اس راے اور ارادے کو پسند کیا

بروزی که نیک اختری یار بود
جس دن کہ خوش طالعی اسکی مددگار تھی
نمودار دولت پدیدار بود
آثار اقبال کے معلوم ہوتے تھے

سکندر برافراخت سر بر سپهر
سکندر نے سربلند کیا برو بر آسمان کے
روان کرد موکب چو رخشنده مهر
روانہ کیا لشکر کو مثل آفتاب روشن کے

ز غزنین در آمد بهندوستان
شہر غزنین سے آیا ہندوستان مین
ره از موکبش گشت چون بوستان
اسکی سواری کی راہ مثل باغ کی یعنی سرسبز ہوگئی

بران شد که در مغز تاب آورد
اس ارادے مین ہوا کہ گرمی یعنی تیزی کرکے
سوی کید هندو شتاب آورد
کید راے ہندی پر حملہ کرے

بتاراج ملکش در آید چو میغ
اسکے ملک کے لوٹنے مین ابر کیطرح مستعد ہو
وهد ملک او را بتاراج تیغ
اسکے ملک کو تلوار کے زور سے برباد کرے

دگرره بفرمان فرزانگان
پھر دانا لوگون کے سمجھانے سے
نکرد آنچه آید ز دیوانگان
نہ کیا ایسا کام جو دیوانون سے پیش آتا ہے

گزیده یکی قاصد تیز گام
انتخاب کرکے ایک قاصد جلد چلنیوالا
فرستاد و دادش بهندو پیام
بھیجا اور کید راے ہندو کے لیے پیام دیا

که گر جنگ داری برون کش سپاه
اگر لڑائی کرنا چاہتا ہے تو لشکر کو باہر لا
که اینک رسیدم چو ابر سیاه
کہ مین ابھی آپہونچا مثل ابر سیاہ کے

وگر بر پرستش میان بسته
اور اگر اطاعت پر تو کمر باندھتا ہے
چنان دان که از تیغ من رسته
تو سمجھ لے کہ میری تلوار سے نجات پائی تو نے

نرگس انگه بر آید ز خواب — که ریزند بروا بر بارنده آب

نرگس کا اسوقت نیند سے چونکتا ہے — جب ابر بدلی پانی برساتی ہے

گل انگه عماری ور آرد بباغ — که خورشید را گرم گردد دماغ

پھول اپنی عماری اسوقت باغ مین لاتا ہے — جب آفتاب کی گرمی ہوتی ہے

بجوشم بجوشد جهان از شکوه — بجنبم بجنبد همه دشت و کوه

غصہ آوے مجکو تو جہان رعب سے دہل جاوے — جنبش کرون مین تو تمام پہاڑ اور جنگل ہل اٹھین

بجایی نخسپد عقاب دلیر — گر انجا توان هشتن اورا بزیر

اس جگہ عقاب دلیر نہین سوتا ہے — جہان سے اسکو نیچے ڈال سکین

گر انجاز سر موی انگیخته است — بدینجا سر از موی آویخته است

اگر وہان سر سے بال یعنی چوٹی نکلی ہوئی ہے — یہان سر ایک بال سے لٹکا ہوا ہے

وگر هست کوه شما تیغ دار — کند تیغ من کوه را غار غار

اور اگر تیرے یہان کے پہاڑ چوٹی دار ہین — میری تلوار پہاڑ مین غار کر سکتی ہے

گر از بهر گنج آرم این جا فریش — بموبد ز زر مغربی هست بیش

اگر مین خزانے کے لیے یہان حملہ آور ہوا ہون — تو مجھ مین زر مغربی بہت موجود ہے

گرم هست بر خوبرویان شتاب — بخوارزم روشن تر از آفتاب

اور اگر مین خوبصورت عورتون کے لیے حملہ آور ہوا ہون — تو خوارزم مین آفتاب سے زیادہ روشن ہین

جواهر بجویم درین مرز و بوم — گزین مایه بسیار دارم بروم

جواہرات کی تلاش اس سرزمین مین نہین کرتا ہون — کہ یہ سب چیزین میری ملک روم مین بہت موجود ہین

بهند آمدم تیغ هندی بدست — کباب ترم باید از پیل مست

ہند مین آیا ہون مین تیغ ہندی میری ہاتھ مین ہے — مست ہاتھیون کے کباب تر کھانا چاہتا ہون مین

مخور غصهٔ هندی یاد من — که هندی تراز ست پولاد من

مت کھا محصول ہندیے یاد میری کی یعنی تنہا — کہ تجھ سے زیادہ تیز اور سخت میرا فولاد ہے

چو سر بایدت سرمتاب از خراج

اگر تو اپنا سر چاہتا ہے خراج دینے سے سر مت پھیر

وگرنی نہ سر ماند تو نہ تاج

نہیں تو نہ تیرا سر سلامت رہیگا نہ تیری بادشاہت

فرستادہ آمد بدرگاہ کید

قاصد آیا کید ہندی کے دربار میں

سخن در ہم افگند چون ام صید

باتون میں مصروف ہوا مثل چالاک شکاری کے

فرو گفت باوی سخنہای تیز

کہنے لگا اس سے وہ پیام تیزی سے

کہ سوزان تر از آتش رستخیز

جو قیامت کی آگ سے بھی زیادہ جلانیوالا تھا

چو کید آنچنان آتش تیز دید

جب کید ہندی نے وہ آگ کی سی تیزی دیکھی

از و رستگاری بہ پرہیز دید

اس سے خلصی پرہیز یعنی چپ رہنے میں دیکھی

کہ خوابی دران داوری دیدہ بود

کہ اسی موقع پر اسنے ایک خواب دیکھا تھا

ز تعبیر آن خواب ترسیدہ بود

اس خواب کی تعبیر سے وہ ڈر گیا تھا

دگر کز جہانگیری شہریار

دوسری وجہ یہ کہ سکندر کی فتوحات بیشمار کا حال

خبر داشت کو را سپہرست یار

وہ سن چکا تھا کہ آسمان یعنی زمانہ اسکا مددگار ہے

کہ از کینہ با شاہ دارا چہ کرد

کہ اسی عداوت کی بدولت اسنے دارا کے ساتھ کیا کیا

ز حد حبش تا بخارا چہ کرد

سرحد حبش سے بخارا تک سب کے ساتھ کیا کیا

نہ رای آمدش سوی زو تافتن

اسکی رائے میں اس سے منحرف ہونا بہتر نہ معلوم ہوا

ز فرمان سو فتنہ بشتافتن

اسکے حکم سے فساد کی طرف دوڑنا مناسب نہ جانا

ندانست کو را دران تاب تیز

اور کچھ جب سمجھ میں نہ آیا اسکو کہ اس آگ تیز کو

چگونہ ز خود باز دارد ستیز

کس طرح اپنی لڑائی یعنی مقابلے سے باز رکھے

بخواہش نمودن زبان بر کشاد

جب خواہش یعنی عاجزی کرنے کے لیے زبان کھولی

بسی آفرین شاہ را کرد باز

سکندر کی بہت تعریف کید ہندی نے کی

کہ چون در جہان دوست ہشیار تر

کہ جیسا وہ یعنی سکندر جہان بھر سے زیادہ عقلمند ہے

جہانداری اور اسزاوار تر

جہان کی بادشاہت اوسی کے لائق ہے

رفتن سکندر بہندوستان و فیروزی یافتن

سکندر بہندوستان فیروزی رفتن

همش پایهٔ تخت برماه باد
اور اسکے تخت کا پایہ برابر چاند کے رہے
هم آزرم را سوی او راه باد
اور اس سے ہر شخص صلح رکھنے پر متوجہ رہے

نبود ست جز مهر او کار من
چونکہ اسکی محبت کے سوا میرا اور کام کبھی نہ تھا
سبب چیست کآمد به پیکار من
پھر کیا سبب ہے کہ وہ میری لڑائی کیلیے آپہونچا

اگر گنج خواهد فدا سازمش
اگر وہ خزانہ چاہتا ہی تو اسپر مین قربان کرون
اگر افسر هم از سر بیندازمش
اور اگر تاج مانگتا ہی تو مین سر سے اُتار دون

اگر میل دارد بجان هم خوشم
اگر وہ میری جان کی خواہش رکھتا ہی تو مین اُسمین بھی خوش ہون
به ندان گرفته بخدمت کشم
دانت سے پکڑکر اسکی خدمت مین اپنی جان کھینچلون

وگر بنده را افرستد زراه
اور اگر وہ ایک اپنے بندے کو میری پاس بھیجدے
سپارم بدو گنج و تخت و کلاه
سونپ دون مین اُسکو خزانہ اور تخت اور تاج

زمولائی و چاکری نگذرم
جسکو مالک اور نوکر کسی بات ہوتی ہے درگذر نہین ہے
سکندر خداوند و من چاکرم
سکندر مالک ہے اور مین اسکا نوکر ہون

گر او نازش آرد من آرم نیاز
اگر وہ ناز کرتا ہے مین عاجزی کرون گا
مگر گردد از بنده خوشنود باز
شاید مجھ سے وہ خوش ہو جاوے

وگر باز گونه بود داوری
اور اگر یہ مقدمہ اُلٹا ہو یعنی وہ میری کجی کی بات مانے
که شه میل دارد بکین آوری
یعنی پادشاہ لڑائی ہی کی خواہش رکھتا ہے

زبیر غاش او پیش گیرم رحیل
اسکی لڑائی سے پہلے مین کوچ کرونگا یعنی بھاگ جاونگا
نبیند از ین بیش دریای نیل
اس کے پیچھے یعنی اسکے بعد اس ہاتھی یعنی سکندر دریای نیل نہ دیکھیگا

چو من سر بگردانم از رزم او
جب مین اسکی لڑائی سے منہ پھیر رہا ہون
شود باطل از خون من عزم او
جھوٹا یعنی فضول ہی اُسکا ارادہ میرے خون کا

اگر رای دارد که گیرد دم
اگر اسکا منشا ہے کہ وہ مجھکو ذلیل کرے
ننالم چو درد دلم گیردم
تو کیا ہے کہ درد ہی مجھکو نہین دیتا ہون اور ضبط نہین کرتا ہون

رفتن سکندر بهندوستان و فیروزی یافتن

گر آرد سپه پای من لنگ نیست
اگر وہ لشکر کشی کریگا تو مین لنگڑا نہین ہون
دگر سو گریزم جهان تنگ نیست
مین دوسری طرف بھاگ جاؤنگا کیا جہان تنگ ہے

بلی گر کند عهد با من نخست
ہان اگر وہ پہلے مجھ سے ان باتونکا اقرار کرے
بشرطیکه آن عهد باشد درست
اور اسمین شرط یہ ہے کہ وہ صحیح طور پر ہو

که نارد بمن عذر و غارتگری
یعنی وہ میرے ملک کو نہ لوٹے اور نہ کشت و خون کرے
وزین در بیکسو نهد داوری
اور اس قسم کے جھگڑون کو کنارے رکھدے

دهم چار چیزش که بی پنجم اند
تو اسکو چار چیزین دونگا جنکے مثل پانچوین چیز دنیا مین نہین ہے
بنو باوگی برتر از انجم اند
نئے اور نادر پیدا ہونے مین ستارون سے زیادہ ہین

یکی دختر خود فرستم بشاه
ایک اپنی لڑکی سکندر کو دے دونگا
چه دختر که تابنده خورشید و ماه
کیسی لڑکی جو آفتاب و ماہتاب کیطرح خوبصورت ہے

دوم نوش جامی ز یاقوت ناب
دوسرا ایک شراب پینے کا پیالہ خالص یاقوت کا بنا ہے
کزو کم نگردد بخوردن شراب
جس مین پینے سے شراب کبھی کم نہین ہوتی ہے

سوم فیلسوفی نهانی گشای
تیسرے ایک نجم غیب کا حال بتانے والا
که باشد ز راز فلک رهنمای
جو آسمان کے بھید یعنی غیب کا حال جاننے والا ہو

چهارم حکیمی خردمند و چست
چوتھے ایک حکیم عقلمند اور چالاک
که نالندگان را کند تندرست
جو بیمارون کو تندرست کر سکتا ہے

بدین تحفه شه را شوم حق شناس
ان تحفون سے بادشاہ کا حق ادا کرون مین
اگر شه پذیرد پذیرم سپاس
اگر بادشاہ قبول کرے تو مین اسکا شکر گذار ہون

فرستاده پذرفت کین هر چهار
قاصد نے منظور کیا کہ یہ چارون چیزین
اگر تحفه سازی بر شهریار
اگر تو سکندر کو تحفے مین پیش کرتا ہے

درین کشورت شاه نامی کند
اس ملک مین سکندر تجھکو مشہور اور سرفراز کریگا
به پیوند خویشت گرامی کند
اپنے پیوند سے تجھکو معزز کرے گا

سکندر بهندوستان و فیروزی یافتن

ز نام آوران برکشد نام تو
تمام پادشاہون سے تجکو سربلند کرے گا

نتابد سر از جستن کام تو
تیری مراد حاصل ہونے کے سوا سر پھیرےگا تجھ سے

چو ہندو ملک دید کان پاک مغز
جب کید ہندی بادشاہ نے دیکھا کہ اُس صاف دل نے

نداوش درین کار ر پای لغز
نہ دیکھی اسکو اس کام مین کوئی ٹھوکر یعنی ناامیدی

ز پیران ہندو یکی نامدار
بڑے ہندوؤن سے ایک مشہور شخص کو

فرستاده با قاصد شہریار
روانہ کیا سکندر کے قاصد کے ہمراہ

بدین شرط پیمانی انگیخت
اس شرط سے ایک اقرار اٹھا کر یعنی سمجھا کر

سخن چرب و شیرین بر آمیخته
باتون مین نرمی اور گرمی ملا کر یعنی شریک کرکے

فرستادگان بازگشتند شاد
قاصد وہان سے خوش خوش روانہ ہوئے

ہمان قاصد پیر ہندو نژاد
اور وہ ہندی بھی ایس بڑھا قاصد بھی اسکے ہمراہ

سوی درگہ شہریار آمدند
سب سکندر کے دربار کی طرف آئے

دران باغ چون گل بہار آمدند
اُس باغ مین پھول کی طرح کھلمند ہو کر آئے

چو ہندو سراپردهٔ شاه دید
جب ہندی قاصد نے سکندر کی بارگاہ دیکھی

ہمہ خیمہ بر خیمۂ ماه دید
ہر ایک خیمے کو برابر آسمان کے بلند دیکھا

درآمد زمین را بنارک برفت
اندر آیا اور زمین کو سر سے صاف کیا

پیامی کہ آورد با شاه گفت
جو پیام کر لایا تھا وہ اُسنے سکندر سے کہا

چو پیشینہ پیغامہا گفتہ شد
پہلے جو جو پیام اُسنے کہے تھے بیان کیے

سخن راند ز انہا کہ پذرفتہ شد
بعد اسکے ذکر کیا اُن باتون کا جو اُسنے منظور کین

صفت کرد زان چار پیکر بشاه
بیان کیا اُن چارون تحفون کا بادشاہ سے

کہ کس را نیامد چنان دستگاه
کہ کسی کے پاس ایسی نایاب چیزین نہین ہین

دل شہ بدان آرزو جوش یافت
بادشاہ کے دل مین اُنکی آرزو نے جوش پیدا کیا

طلب کرد چشم آنچہ در گوش یافت
خواہش کرنے لگین آنکھین جو کچھ کانون سے سُنا تھا

بعزمیکه آن تحفه آرد بچنگ
اس ارادے پر کہ وہ تحفہ کسی طرح پا جاوے
نبود از ستایش زمانی درنگ
نہ ہوئی گوارا اسکو تعریف سننے کی دیر

پس انگه بآن هندو نرم گوی
پس اسی وقت اس نرم گفتار ہندی یعنی قاصد سے
بسوگند و پیمان شد آزرم جوی
سوگند اور اقرار کے ساتھ مصالحہ منظور کیا

بلیناس را باد گر مهتران
اور بلیناس کو اور سرداروں کے ہمراہ
فرستاد سربسته گنج گران
بھیجا بہت خزانہ ساتھ کرکے

یکی نامه کالماس را موم کرد
دیا ایک خط جو الماس کو موم بناوے
همه هند را هندو روم کرد
تمام ہند کو مطیع روم کا بنا لیا

نبشت از سکندر بکید دلیر
لکھا گیا سکندر کیطرف سے کید ہندی دلیر کو
زتندی اژدهای بغرنده شیر
گویا ایک سخت اژدہے کیطرف سے شیر غرندہ کو

فریبندگیها دروی شمار
فریب دینے والی باتیں یعنی اسمیں بہت خوشامد تھی
که آید نویسندگان را بکار
جو منشیوں کے کام آتی ہیں یعنی انکا طریقہ یہی ہے

بسی شرط بر عذر و آزرم او
بہت شرطیں اوپر عذر اور صلح اسکی کے
برانگیخته با دل گرم او
بہت جوش سکندر کے التفات کا ظاہر کیا

چو نامه نویس این وثیقت نوشت
جو خط لکھنے والا یہ خط لکھ چکا
مثالی بکافور و عنبر سرشت
فرمان پادشاہی سفید کاغذ پر سیاہی سے

بلیناس با کارداران روم
بلیناس روم کے کارگزاروں کے ہمراہ
بسوی کید رفت زان مرز و بوم
کید رای ہندی کیطرف چلا اس مقام سے

چو دانای رومی دران ترکتاز
جیسے روم کا دانا یعنی بلیناس جلد راہ طے کرکے
بلشکر گه هند آمد فراز
ہند کے لشکرگاہ میں آ اترا

دل کید هندو بر از نور یافت
کید ہندی کے دل کو اسنے نہایت صاف پایا
ز کیدیکه هندو کند دور یافت
جیسا مکر کہ اہل ہند کرتے ہیں اس سے علیحدہ پایا

رفتن سکندر بهندوستان و فیروزی یافتن

پرستش نموده بآئین شاه
تعظیم اسکی کی بطور بادشاہ کے

که صاحب کمر بود و صاحب کلاه
کیونکہ صاحب تخت و تاج تھا

ببوسید و سرنامه را پیش برد
بوسہ دیا اور خط اسکے سامنے رکھا

کلید خزینه بهند و سپرد
کنجی خزانے کی کید ہندی کے سپرد کردی

فروخواند نامه دبیر دلیر
پڑھا خط دلیر منشی نے

کز آن هیبت افتاد گردون بزیر
جسکے خوف سے آسمان نیچے گر پڑے

چنین بود در نامهٔ شاه روم
ایسے الفاظ تھے سکندر کے خط مین

بلفظی کزو گشت خارا چو موم
جن الفاظ سے پتھر تک موم ہو جاے

نامه سکندر بسوی کید رای هندی

خط سکندر کا کیدرائے ہندی کے نام

نخست از نام دارندهٔ مهر و ماه
بعد نام قائم رکھنے والے آفتاب و ماہتاب کے

که اندیشه را سوی او نیست راه
جسکی طرف خیال کو راہ نہین ہے

خداوند فرمان فرمانبران
صاحب حکم حکم ماننے والون کا

فرستندهٔ وحی پیغمبران
بھیجنے والا وحی کا پیغمبرون پر

بفرمان او زیر چرخ کبود
اسکے حکم سے نیچے آسمان نیلگون کے

بسی داد بر نیکنامان درود
بہت لکھی نیکنامون کی ثنا و صفت

سخن راند کای نامور پهلوان
مطلب شروع کیا بعد اسکے کہ ای پہلوان

که پشت قوی باد و بخت جوان
کہ پیٹھ تیری مضبوط رہے اور نصیبہ تیرا جوان

بر آن بود رایم که عزم آورم
میری رائے یہ تھی کہ مین ارادہ کرون

بگوپال با پیل رزم آورم
اور گوپالون کی ساتھ ہاتھیون سے لڑون مین

تمامم بگیتی یکی دستبرد
کرون مین تمام جہان پر غلبہ تنہا
که گرد ز پولاد من کوه خرد
کہ میرے گرز سے پہاڑ ٹکڑے ہو جاے

بهندوستان در زنم آتشی
ہندوستان مین لگاؤن مین ایک آگ
تمامم دران بوم گردنکشی
ندرہے دون اس سرزمین پر کسی بادشاہ کو

کمند افگنم بر سر ژنده پیل
مین مست ہاتھی کے سر پر کمند ڈالون
ز خون تیغ رویین برآرم ز نیل
خون ریزی سے مجیٹھ کی جڑ نکالون مین نیل سے

همه خاک او را بخون تر کنم
اسکی تمام زمین کو خون مین تر کر دون مین
همه آب و خاک برسر کنم
وہانکے تمام پانی یعنی دریا غبار آلودہ کر دون مین

چو تو روی در آشتی داشتی
لیکن چونکہ تونے صلح کی طرف منھ پھیرا
عنان بر نه پیچیدم از آشتی
باگ نہ پھیری مین نے بھی صلح سے

بشیرین سخنهای جان پرورت
تیری میٹھی اور روح خوش کرنیوالی باتون سے
خداوند بودم شدم چاکرت
مالک ہوکر مین تیرا نوکر بن گیا

دلم را بزنهار ره بر زدی
میرے دل کی راہ پناہ سے بند کردی تونے
بجادو زبانی گره بر زدی
اپنے جادو سے میری زبان بند کردی تونے

چنان کن که این عهد نیکو نمای
اب ایسا کر کہ یہ اقرار اچھا معلوم ہونیوالا
در انبازی ما دیر ماند بجای
ہماری اولاد مین یعنی پشت تک قائم رہے

گر آن چار گوهر فرستی بمن
اگر وہ چارون قیمتی چیزین تو مجھکو بھیجدے
کنم با تو عهدی درین انجمن
کرتا ہون مین تجھسے یہ اقرار اس مجمع مین

که گر هفت کشور شود بر سپاه
کہ اگر ہفت اقلیم کے لشکر باہم تجھ پر لشکر کشی کرین
نگردد ز ملک تو موی تباه
تیری ملک کا ایک رونگٹا بھی نہ ضائع ہوگا

بهر نیک و بد با تو یاری کنم
ہر نیکی اور بدی مین تیری مدد کرونگا مین
برین گفته استواری کنم
اسی اقرار پر مین مضبوط رہونگا

نامهٔ سکندر بسوی کید رای هندی

فرستاده چون نامه بر کید خواند
قاصد نے جو خط سکندر کا کید ہندی کے سامنے پڑھا
درود فرستنده بروی رساند
سلام بھیجنے والے یعنی سکندر کا اسپر پہونچایا

ز افسون و افسانهٔ دلنواز
جادو اور کہانی یعنی نرم اور شیرین اور دلچسپ باتوں سے
در جادوئیها برو کرده باز
دروازے جادوگری کے کید ہندی پر کھولے یعنی

ز کید و فسونهای جادوی او
خوشامد آمیز اور نرم اور شیرین زبانی اسکی سے
شده کید یکبار هندوی او
دفعۃً کید ہندی اُسکا فرمانبردار ہو گیا

شنیدم که جادوی هندوستیست
سنتا تھا میں کہ ہند میں جادو بہت ہے
نخواندم که هندوی جادوستیست
یہ نہیں پڑھا تھا کہ اہل ہند کو جادو سے مسخر کرنیوالا کوئی ہے

چو گنجی سخن راند بر جای خویش
جب کٹوری دیر اپنے موقع کی باتیں کر چکا
ره آورد آورد و بنهاد پیش
سوغات قاصد نے لاکر سامنے رکھدیں

دل کید هندو بر آمد ز جای
یہ دیکھکر کید بیچارے ہندی کا دل بے اختیار ہو گیا
جهانجوی را شد پرستش نمای
اور سکندر کا بہت مداح اور شکر گذار ہوا

بسی کرد بر شهریار آفرین
سکندر کی اُسنے بہت تعریفیں کیں دعا دی
که بی او مباد آسمان بر زمین
کہ یہ آسمان بلند بغیر اسکے قائم نہ رہے

فرستاده کاروان را نواخت
اور جتنے شخص آئے تھے سب کی مہمانداری کی
امان خواست یکهفته تا کار ساخت
اور ایک ہفتے کی مہلت انتظام کرنے کے لیے مانگی

چو شد هفته و کار شد ساخته
جب ایک ہفتہ ہو گیا اور انتظام بھی ہو گیا
بسنجید از کار پرداخته
جانچ لیا تمام تیار ہوئی چیزوں کو

بفرمانبری شاه را سجده برد
بعد اُسکے سکندر کے حکم کی نوکروں کی طرح تعمیل کی
پذیرفتها را بقاصد سپرد
قبول کرنے والی چیزیں قاصد کے حوالے کردیں

جز این چار پیرایهٔ ارجمند
سوا ان چاروں قیمتی چیزوں نفیس کے
گرانمایهای دگر دلپسند
اور بھی بہت قیمتی اور دلپسند چیزیں دیں

نامهٔ سکندر بسوی کید هندی

ز گنج و زر و زیور و لعل و مُر — بسی مست پیلان ز گنجینه پُر

خزانے اور زیور اور سونے اور لعل اور موتی سے — بہت مست ہاتھی خزانے سے لدے ہوئے

ز پولاد ہندی بسے بارہا — ز عود و ز عنبر بخروارہا

ہندی فولاد کے بہت بوجھ — عود اور عنبر کے بورے بھرے ہوئے

چو کوه روانه پیل ژنده پیل — که نگذشتی از ناف شان رود نیل

پہاڑ کی طرح چلنے والے چالیس مست ہاتھی — جنکی ناف سے اونچا نہ تھا پانی دریائے نیل کا

سه پیل سپید از پی تخت شاه — کز ایشان شدی روی دشمن سیاه

تین سفید ہاتھی سکندر کی سواری کے لیے — جنکو دیکھکر دشمن کا منہہ سیاہ ہو جاے

بلیناس ز ایشان زر و زیوری — که بودند ہر یک به از کشوری

بلیناس نے ایسے ایسے زیور اور مال — جو کہ ایک ایک ملک سے زیادہ قیمت میں ہر ایک تھی

پری دخت را در یکی مهد عود — که مهد فلک بردی او را سجود

اور پری یعنی کیدِ ہندی کی لڑکی کو عود کی عماری پر — جسکے سامنے آسمان کا گہوارہ سجدہ کرتا تھا

روان کرد با این چنین گنجها — جهان برد بر هر یکی رنجها

روانہ کیا ان خزانوں کے ساتھ — جہان کو دیکھکر ہر ایک چیز پر افسوس آیا

بلیناس شد نیز گنجی تمام — هم از مشک پخته هم از مشک خام

یعنی بلیناس بھی خزانوں سے مالا مال ہو گیا — مشک خالص اور خالص عود بھی لیکر

بنزد جهاندار و خویش برد — جهان آوری بین که چون پیش برد

اپنے تمام جہان کے حاکم یعنی سکندر کے پاس لے گیا — تو سکندر کو دیکھو کہ جب وہ اسکے سامنے پہونچا

چو شه دید گنج فرستاده را — چهار آز روی خداداده را

سکندر نے جو وہ خزانہ اسکا بھیجا ہوا دیکھا — اور اپنی وہ چار دن خداداد کار آمد چیزیں

بدان گنجها آن چنان شاد شد — که گنجینه رومش از یاد شد

ان خزانوں سے وہ ایسا خوش ہوا — کہ روم کا خزانہ سکندر کو فراموش ہو گیا

سکندر بسوی کید رای

ہندی

فگندند آزمایش بدان چار چیز
ڈالی یعنی کی جب آزمائش ان چارون چیزون کی

چو در آب جام جہانتاب دید
جب اس جام جہانتاب کی آب و تاب دیکھی

چو با فیلسوف اندر آمد سخن
جب اس منجم سے اسنے باتین کین

پزشک مبارک چو بر زد نفس
جب اس مبارک طبیب سے باہمت ریافت کی

چو نوبت بدان گنج پنہان رسید
جب اس پوشیدہ خزانے یعنی لڑکی کی نوبت پہونچی

از آن خوبتر دید کاندازہ گیر
اس سے بہتر دیکھا کہ اندازہ کرنے والا

گلی دید خوشبوی نادیدہ گرد
ایک نہایت خوشبودار پھول دیکھا جسنے گرد تک نہ دیکھی تھی

پری پیکری چون گل آراستہ
ایک پری کی سی شکل پھول کی طرح سے آراستہ

دہن تنگ و سر گرد و ابرو فراخ
دہانہ چھوٹا گول سر اور ابرو کشادہ

بشیرینی از گلشکر نوش تر
شیرینی مین گلشکر سے زیادہ شیرین

گره بر گره چین زلفش چو دام
ہر پیچ اسکی زلفون کا جال کی طرح

چنان بود کان گفت از آن بیش نیز
جیسی کہ اسنے تعریف کی تھی اس سے زیادہ تحقیق

ز یک شربتش خلق سیراب دید
ایک ہی شربت اسکے پھر دینے سے خلق کو سیراب دیکھا

خبر یافت از کارہای کہن
اسنے پرانے حالات بیان کرنا شروع کیے

ز تن برد بیماری از دل ہوس
جسم سے بیماری دور ہوگئی دل سے ہوس

ز ہندوستان کانی آمد پدید
ایسا معلوم ہوا کہ ہندوستان کی ایک کان آگئی ہے

صفتہای اورا کرد دلپذیر
اسکی صفتون کو اپنے دل سے یقین کیا

بہاری نیازردہ از باد سرد
ایسی بہار جو سرد ہوا سے آزردہ نہ ہوئی

پری و بت از ہندوان خاستہ
پری اور بت ہندوؤن کی پیدا کی ہوئی

رخ چون گل سرخ بر سبز شاخ
چہرہ پھول گلاب کی طرح ہری ہری شاخ پر

بنرمی ز گل نازک آغوش تر
ملائمت مین پھول سے زیادہ نازک بدن

ہمہ چینیان چین او را غلام
تمام چین والے اسکی شکن کے غلام

چو آہوی چین مشک پرورده بود
مثل چین کے ہرنو تھے مشک مین لپی ہوئین تھین

نه گیسو که زنجیری از مشکناب
زلفین نہ تھین بلکہ خالص مشک کی ایک زنجیر تھی

از آن مشک تر آب گل ریخته
اس مشک تر نے آبرو پھول کی گرائی

بر آن گونه گندمین رنگ او
اس گیہون کی طرح کے اسکے رنگ پر

نموده جو از گندم مشک سای
ظاہر ہوئے جو مشک آلود گیہون سے

مہی ترک رخسار ہندی سرشت
ایک چاند ترکون کا سا چہرہ ہندی پیدائش

نه ہندو که ترک خطائی بنام
ہندو نہین بلکہ خطا کے ترکونکی طرح مشہور

ز رومی رخ و ہندوی گوی او
رومی چہرے اور ہندوستانی گولائی اوسکی سے

شکر خنده راست چون نیشکر
ایک معشوق سیدھا اور شیرین مثل گنّے کے

نگاری بدین خوبی و دلکشی
ایک معشوق ایسا خوبصورت اور دلچسپ

چو شه دید در پیش باز آمدش
جب سکندر نے دیکھا اُسکے آگے پھر آیا

قرنفل ہندوستان خورده بود
گویا ہندوستان مین رہکر لونگین کھائی تھین

فروہشته چون ابر بر آفتاب
چھوٹی ہوئین ابر کیطرح آفتاب یعنی رخسار پر

مه از سنبله سنبل آویخته
چاند نے سنبلہ سے زلفین لٹکائین

چو مشک سیه خال چون تنگ او
مشک سیاہ کی طرح تل اُسکے تو لنے کے جو

نه چون جو فروشان گندم نمای
نہین مثل جو بیچنے والون گیہون دکھلانے والی کے

ز ہندوستان داد شه را بہشت
ہندوستان کے اُسنے بادشاہ کو بہشت دیدیا

بدزدیدن دل چو ہندو تمام
دل کے چرانے مین بالکل چورونکی طرح

شه رومیان گشته ہندوی او
بادشاہ روم کا یعنی سکندر اُسکا غلام ہوگیا

لطیف و خوش و سبز و شیرین و تر
نہایت صاف اور خوبصورت اور سبز اور تر اور شیرین

بگوہر ہم آبی و ہم آتشی
موتی کی طرح آبدار اور آگ کی طرح چمکدار

عروسی چنان دلنواز آمدش
ایسی دلنواز عورت ملی اسکو

سکندر بسوی کید رای

ز شادی گنجید در پیرهن
خوشی سے اپنے جامے مین سکندر نہ سمایا

ز خاصان برآراست انجمن
خاص لوگون سے آراستہ کرکے ایک مجلس

بآئین اسحاق فرخ نیا
بطور حضرت اسحاق اپنے مبارک دادا کے

کزو یافت چشم خرد توتیا
جس سے عقل کی آنکھونکی سرمہ یعنی روشنی پائی

طرازندۀ عروسی بر ونبت شاہ
نقش عروس بنانے کا اوسپر باندھا پادشاہ نے

پس آنگہ منش را بدو داد راہ
بعد اسکے اپنی طبیعت کو اسکی طرف متوجہ کیا

نُزل سپہدار ہندوستان
واسطے تحفے پادشاہ ہندوستان کے

بساطی برآراست چون بوستان
ایک بچھونا بچھوایا مثل باغ کے

جواہر خرواروں دیبا و رخت
ڈھیرون جواہرات اور ریشمی کپڑے یعنی دیبا

پلنگینہ خرگاہ و زرینہ تخت
پوستینین اور خیمے اور سنہرے تخت

ز تاج مرصع ز یاقوت و لعل
جڑاؤ تاج اور لعل اور یاقوت سے

ز تازی سمندان پولاد نعل
عربی گھوڑے ان فولادی نعل سے

ز جام زمرد ز خوان عقیق
زمرد کے پیالون اور عقیق کے خوانون سے

از و ہر یکے در جواہر غریق
ان مین سے ہر ایک جواہر مین غرق

ز حبشی غلامان حلقہ بگوش
حبشی غلامون کان مین بالے پہنے ہوے

ز رومی کنیزان زربفت پوش
رومی لونڈیان زربفت پہنے ہوئے

از آن بیش کارد کسی در ضمیر
اس سے زیادہ کہ لادی کوئی شخص خیال مین

فرستاد و شد کید منت پذیر
بھیجا اور ہوا کید کا احسان قبول کرنے والا

جہان خسرو اسکندر فیلقوس
جہان کا پادشاہ سکندر بیٹا فیلقوس کا

ز پیوند آن ماہ پیکر عروس
پیوند اوس چاند کی سی شکل عروس سے

بر آسودہ کالحق تہی مغز بود
خوش ہوا کیونکہ واقعی وہ عورت بیقصور تھی

ہمہ مغز و پالودہ مغز بود
ہمہ تن مغز اور فالودہ مغز بادام کا تھا

چو انگشت برچین پالوده راند — ز پالوده انگشتش آلوده ماند

جب انگلی اُسنے فالودے کے اوپر لگائی — فالودے مین انگلی اُسکی بھر گئی

شگفته دری تا شگفته گلی — همای برو رفته چون بلبلی

بغیر بیدھا ہوا ایک موتی بغیر کھلا ہوا ایک پھول — اُس بلبل پر ایک ہما سوار ہو گئی

گل از غنچه خندید و دُر سفته شد — سخن بین که در پرده چون گفته شد

پھول کلی سے کھل گیا اور موتی مین سوراخ ہو گیا — بات دیکھو کہ پردے مین کیونکر کہی گئی

فرستاد ز آموزگاران کسی — با صطرلاب کرد استواری بسی

بھیجا تعلیم کرنیوالون سے ایک شخص کو — اصطرلاب کی طرف اور بہت مضبوطی کی

جهاندار چون از جهان کام یافت — دران جنبش از دولت آرام یافت

سکندر نے جب جہان سے مراد پائی — اُس سفر مین دولت سے آرام پایا

نوشت آن سخنها که بودش مراد — ز پیروزی مرز مشکین سواد

لکھین وہ باتین جو اُسکے مطلب کی تھین — فتحمندی کی سرزمین مشکین یعنی ہندوستان سے

که کار آنچنان شد بهندوستان — که باشد مراد دل دوستان

کہ ہندوستان کا کام اِس طرح ختم ہوا — جیسی کہ دوستون کی دل کی مراد ہوتی ہے

ز کین خواهی کید پرداختم — چو شد دوست با دوست در ساختم

کید ہندی کی لڑائی سے بیفکر ہو گیا مین — جب وہ دوست بن گیا مین نے بھی دوستی موافقت کی

بقنوج خواهم شدن سوی فور — خدا یار بادم دران راه دور

قنوج سے فور کی طرف مین جانا چاہتا ہون — اے خدا بچا مجکو اُس راہ دور و دراز سے

به بینم کز انجا چه پیش آیدم — مگر کار بر کام خویش آیدم

دیکھون مین کہ وہان کیا مجھے پیش آتا ہے — شاید میرا مطلب میرے مقصد کے موافق ہو جائے

توئی نایب ما بهر مرز و بوم — ز دریای چین تا بدریای روم

تو ہی ہمارا مددگار ہے ہر سرزمین مین — دریاے چین سے دریاے روم تک

نامۂ سکندر بسوی کید رای هندی

جهان را به پیروزی آوازه ده
جہان مین میری فتحمندی کی خبر دے

زما مژده خرمی باز ده
میری طرف سے خوشی کی خوشخبری دے

سپاهی و شهری و برنا و پیر
کیا اہل سپاہ اور کیا رعایا اور بڈھے اور جوان

که از ملک ما هست شان ناگزیر
جو کہ میرے ملک مین ضروری رہنے والے ہین

دل هر یکے را ز ما شاد کن
ہر ایک کا دل میری طرف سے خوش کر

دعا خواه و دانش ده و داد کن
دعا مانگ اور تدبیر بتلا اور عدل کر

نبشت آنچنین نامه از هر درے
لکھے اس طرح کے نامہ ہر دروازے سے

فرستاد هر یکے بهر کشورے
اور بھیجا ایک ایک قاصد ہر ایک ملک مین

عروس گرانمایه را نیز کار
اس قیمتی عورت کا بھی سامان

بر آراست تا شد بیونان دیار
درست کیا ملک یونان مین بھیجنے کے لیے

سپه دادش از استواران خویش
سپاہ ساتھ کر دی اپنی اسکے ہمراہ مضبوط

همان استواری ز حد کرده بیش
اور حفاظت حد سے زیادہ کر دی

بپایین آن عهد پیرایه سنج
بخشے اس زیور تولنے والے کمواسے کے

فرستاد چندین شتر بار گنج
بھیجے کئی اونٹ خزانے کے لدے ہوئے

دگر گنج را در زمین کرد جای
اور باقی خزانے کو زمین مین دفن کر دیا

نمودش نگهداشت تا رهنمای
نشان اسکا نگاہ رکھا تا کہ یاد رہے

بدستور دانا وثیقت نبشت
اپنے وزیر عقلمند یعنی ارسطو کو فرمان لکھا

که با دانش و داد بودش سرشت
کیونکہ صاحب عقل اور عدل اسکی خلقت تھی

خبر دادش از جمله نیک و بد
خبر دی اسکو تمام نیک اور بد کی

ز فیروزی نیک خواهان خود
فتحمندی نیک خواہون اپنے سے

بفارغ دلی چون بر آسود شاد
فراغت سے جب آرام پایا بادشاہ نے

سوی خوریان زد سر بارگاه
خوردالوان کی طرف خیمہ کا منہ پھیرا

رہ و رسم شاہی چنان تازہ کرد راہ اور رسم بادشاہی کو ایسی طرح تازہ کیا	**کہ ہندوستان پر آوازہ کرد** جیسا کہ ہندوستان مین شہرہ پھیلا تھا
بداد و دہش در جہان پی فشرد سخاوت اور عدل سے جہان مین قدم جمایا	**بدین دستبرد از جہان دستبرد** اس چالاکی سے جہان پر غالب ہوا
می نوش مخمور در یاد وے شراب پیتا تھا کیانیون کی یاد مین	**چو شاہان این دور بر یاد وی** جیسے بادشاہ اس زمانے کے اسکی یاد پر
بیا ساقی آن آب چون زعفران آ ساقی وہ زعفرانی شراب	**کز و پیر قوت گردد جوان** جس سے کہ بڈھا جوان ہو جاتا ہے
بمن دہ کہ تازہ جوانی کنم مجکو دے کہ اس سے جوانی مجھ مین آجاوے	**گل زرد را ارغوانی کنم** زرد پھول کو مائل بہ سرخی کردن مین

رفتن سکندر از ملک ہند بہ چین

سکندر کا ملک ہند سے چین کی طرف جاتا

سعادت بکاردی نمودہ بازہ نیکبختی نے ہمکو پھر منھ دکھلایا	**نوازندہ ساز نواخت ساز** ساز کے بجانے والے نے بجایا ساز
سخن را گزارش بیاری رسید بیان سخن کی مدد کے لیے پہونچا	**سخنگو بامیدواری رسید** بات کہنے والا امیدواری کو پہونچا
گزارش کنا تیز کن مغز را اے بیان کرنیوالے دماغ کو روشن کر	**گزارندہ این نامہ نغز را** بیان کر اس پسندیدہ داستان کو
بنزد جہاندار فرخ نبرد لڑائی بادشاہ لڑائی پر فتح پانیوالی یعنی سکندر کی	**خبر دہ کہ با فور فوران چہ کرد** بیان کر کہ اس نے بادشاہ چین کے ساتھ کیا کیا

رفتن سکندر از ملک هند به چین

گزارندهٔ حرف این حسب حال
بیان کرنے والا ان حسب حال باتون کا

ز پرده چنین مینماید خیال
پردے سے ایسا خیال ظاہر کرتا ہے

که چون شاه فارغ شد از کار کید
کہ جب سکندر کید ہندی کی لڑائی سے بیفکر ہوا

گهی رای می کرد و گه رای صید
کبھی ارادہ شراب کا کرتا تھا اور کبھی خیال شکار کا

روان کرد لشکر بتاراج فور
روانہ کیا اسنے لشکر چین کے لوٹنے کے لیے

ز فیروزیش گرد یکباره دور
فتحمندی سے اپنی ایک بار گردش کی

چو شمشیر را بر کشید از نیام
جب سکندر نے میان سے تلوار باہر نکالی

بد اندیش را سر در آمد بدام
دشمن کا سر اسکے جال مین آیا

همه ملک و مالش بتاراج داد
تمام ملک اور مال اسکا لوٹ لیا

سرش را ز شمشیر خود تاج داد
اسکے سر پر اپنی تلوار سے تاج دیا

چو افتاده شد خصم در پای او
جب گر پڑا دشمن اسکے پانوں کے نیچے

بدیگر کسی داده شد جای او
دوسرے شخص کو دیدی گئی اسکی جگہہ

وز آنجا بر فتن علم بر فراخت
غرضکہ وہاں سے چلنے کے لیے نشان بلند کیا

که آن خاک با باد پایان نساخت
کیونکہ اس زمین نے گھوڑوں سے موافقت نکی

سه چیز است کان در سه آرامگاه
تین چیزین ہین تین مقاموں مین

بود هر سه کم عمر و گردد تباه
اور یہ تینوں کم عمر اور جلد تباہ ہو جاتی ہین

بهندوستان اسپ و در فارس پیل
ہندوستان مین گھوڑا اور فارس مین ہاتھی

بچین گربه ز نیسان نماید دلیل
چین مین بلیان اسطرح بتلاتا ہے رہنما

جهاندار چون دید کان آب و خاک
سکندر نے جو دیکھا کہ آب و ہوا وہان کی

ز پوینده اسپان بر آرد هلاک
دوڑنیوالے گھوڑوں کو ہلاک کیے ڈالتی ہے

ز هندوستان شد به تبت زمین
ہندوستان سے گیا سر زمین تبت مین

ز تبت در آمد باقصای چین
تبت سے آیا چین کے کناروں تک

رفتن سکندر از ملک ہند بر چین

چو بر اوج تبت رسید افسرش
جب تبت کی بلندی پر پہونچا تاج اُسکا

بخنده در آمد همه لشکرش
خوش ہوا تمام لشکر اُس کا

بپرسید کاین خنده از بهر چیست
دریافت کیا سکندر نے کہ یہ ہنسی کیسلیے ہے

بجائیکه بر خود بباید گریست
ایسی جگہہ جہان کہ اپنی حالت پر رونا واجب ہے

نمودند کاین زعفران گونه خاک
عرض کیا لوگون نے کہ یہ زعفرانی سرزمین ہے

کند بی سبب مرد را خنده ناک
جو بے سبب لوگون کو ہنساتی ہے

عجب ماند شه زان بهشتی سواد
تعجب مین رہا سکندر اُس بہشتی شہر سے

که چون آورد خنده بی مراد
جو کہ بے مطلب لوگون کو ہنساتا ہے

بدشواری راه بر خشک و تر
نہایت مشکل سے خشکی اور تری مین

همی برد منزل بمنزل بسر
منزل بمنزل راہ طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا

ره از خون جنبیدگان خشک دید
راہ کو جانورون کے خون سے بھی خشک دیکھا

همه دشت پر نافهٔ مشک دید
تمام جنگل مشک کے نافون سے بھرا دیکھا

چو دید آهو دشت را نافه دار
جب دیکھا جنگل کے ہرنون کو نافہ رکھنے والا

نفرمود کاهو کند کس شکار
کسی کو ہرن شکار کرنے کی اجازت نہ دی

بهر جا که لشکر گذر داشتی
جس جگہہ کہ لشکر کا گذر ہوتا تھا

بخروارها نافه برداشتی
ڈھیرون مشک کے نافے اُٹھا لاتا تھا

چو لختی بیابان چین در نوشت
جب شہر چین کا تھوڑا جنگل طے کر چکا

بآبادی آمد ز ویرانه دشت
آبادی مین آیا ویران جنگل سے

چو مینو چراگاهی آمد پدید
سبز چراگاہ اُسکو دکھلائی دیا

که از خرمی سر بمینو کشید
جو اپنی سرسبزی سے سر برابر بہشت کے بلند کرتا تھا

بهر بیخ کاهی در آن مرغزار
ہر ایک گھاس کی جڑ سے اُس چراگاہ مین

روانه شده چشمهٔ خوشگوار
ایک نہایت صاف چشمہ روان تھا

هوای خوش و بیشهای فراخ — درختان بار آور و سبز شاخ
ہوا اچھی اور جنگل نہایت کشادہ — درخت پھلمند اور شاخین سبز

روان آب در سبزهٔ آب خورد — چو سیماب بر پیکر لاجورد
جاری پانی سبزے کے تھالون مین — مثل پارے کے لاجوردی رنگ پر

گیاهان نورسته از آب پر — چو بر شاخ مینا بر آموده در
گھاس نئی پیدا ہوئی پانی سے بھری ہوئی — جیسے سبز شاخ پر موتی لٹکتے ہوں

پی آهو از چشمه انگیخته — چو بر نیفها نافها ریخته
نشان قدم ہرن کے پانی سے ابھرے ہوئے — جیسے نیفے پر نافے چھٹکے ہوئے

سم گور بر سبزه نگارید جای — چو بر سبز دیبا خط مشکسای
گور نے اپنے سم سبزے پر پھیلائے — جیسے سبز دیبا پر سیاہ نقش و نگار

سوادی که در وی سیاهی نبود — وگر بود جز پشت ماهی نبود
وہ زمین کہ جس مین سیاہی نہ تھی — اور اگر تھی سوا پشت ماہی کے نہ تھی

سکندر چو دید آن سواد بهی — ز سودای هندوستان شد تهی
سکندر نے جو دیکھی وہ بہتر سرزمین — ہندوستان کے خیال سے خالی ہوا

در آب و چراگاه آن مرحله — بفرمود کردن ستوران یله
اس منزل کے پانی اور چراگاہ مین — گھوڑون کو آزادانہ چرنے کے لیے چھوڑ دیا

یکی هفته از خرمی یافت بهر — بر آسود با پهلوانان دهر
ایک ہفتہ نہایت عیش سے وہان بسر کیا — آرام کیا مع اپنے لشکر کے سردارون کے

دگر هفته روزی پسندیده جست — کز و فال فیروزی آمد درست
دوسرے ہفتے ایک مبارک دن خیال کرکے — جس سے فتحمندی کی فال درست آئی

بفرمود تا کوس بنواختند — از آن مرحله سوی چین تاختند
حکم دیا کہ اسپ نقارہ کوچ کا بجاوین — اس مقام سے طرف چین کے حملہ کرین

دهل زن چو شد بر دهل خشمناک
ڈھول بجانے والا جو ڈھول پر خفا ہوا
برآورد فریادی از آب و خاک
نکلی ایک فریاد آب اور خاک سے

چو آئینهٔ چینی آمد پدید
جب آئینہ چین کا یعنی آفتاب برآمد ہوا
سکندر سپه را سوی چین کشید
سکندر نے لشکر کو طرف چین کے بڑھایا

نشستند بر بازی تیز هوش
بیٹھے عربی گھوڑوں چالاک اور تیز رفتار پر
همه خاره خفتان پولاد پوش
سب لوگ نہایت سخت چلتے فولاد سے زرہ پہن کر

هوا بی خس و سبزه بی خار بود
ہوا نہایت صاف اور سبزہ نہایت نرم تھا
دگر بود خار انگبین دار بود
اور اگر کانٹا بھی تھا تو شہد رکھنے والا یعنی مفید تھا

ز شیرین گیاهای کوه و دره
مٹھائی گھاس ان پہاڑ اور جنگل سے
شکر یافته شیر آهو بره
شکر پائی ہرن کے بچوں کے دودھ نے

بر آن صید گه چون گذر کرد شاه
اس شکارگاہ پر جب سکندر کا گذر ہوا
معنبر شد از گرد او صید گاه
خوشبودار ہو گیا تمام شکارگاہ اسکی خاک سے

هر آهو که با داغ او زاده بود
جو ہرن کہ اسکی محبت سے پیدا ہوا تھا
ز نافه گشتی نافش افتاده بود
کثرت نافہ کشی سے اسکی ناف گر پڑی تھی

گوزنی که ز و روی بر خاک داشت
جس بارہ سنگھے نے کہ اسکی خاک قدم پر سر رکھا
بچشمش جهان چشم تریاک داشت
اسکی آنکھ سے جہان امید زہر مہرہ کی رکھتا تھا

جهانجوی میشد چو غرنده شیر
سکندر مثل گرجنے والے شیر کے چلا جاتا تھا
جهنده هزبر شکاری بزیر
ایک تیز رفتار شیر شکاری یعنی گھوڑے پر سوار

شکار افگنان در بیابان چین
شکار کھیلتا ہوا چین کے جنگل میں
بپرداخت از گور و آهو زمین
خالی کردی گور اور ہرنوں سے زمین

حریر زمین زیر سم ستور
سبزہ زمین کا نیچے سم گھوڑوں کے
شده گور چشم از پی چشم گور
اندھا ہو گیا واسطے دیکھنے چشم گور کے

رفتن سکندر از ملک هند به چین

بسقراضهٔ تیر پهلو شگاف
دو شاخه تیرون پہلو توڑنے والے سے

بسی نافه افگند آهو زناف
بہت ہرنون کے نافے ناف سے گرا دیے

اُدیم گوزنان سُرین تا بسر
کھال بارہ سنگھون کی چوتڑ سے سر تک

زریکان زرگشته چون کان زر
سُنہری گانسیون سے ہوگئی مثل کان زر کے

کمان شهنشه کمین ساخته
سکندر کی کمان نے گھات کی جگہ بناکر

گوزنی بهر تیری انداخته
ہر ایک تیر مین ایک بارہ سنگھا گرا دیا

بنقاشی نوک تیر خدنگ
تیرون کی نوک کی نقاشی سے

تهی کرد صحرای چین راز زنگ
خالی کیا چین کے جنگل گوزنگ سے

بنخچیر کردن دران صیدگاه
شکار کرنے کے لیے اُس شکارگاہ مین

یکی روز تا شب بسر برد شاه
ایک رات دن بسر کی سکندر نے

چو ترک حصاری زکار اوفتاد
جب ترک حصاری لڑائی سے گرا یعنی آفتاب غروب ہوا

عروس جهان در حصار اوفتاد
جہان کی عروس قلعے مین جا کر بیٹھ رہی

ز سودای شب همچو هندو زنی
رات کی محبت سے مثل ایک ہندی عورت کے

شده جوزنان گرد هر برزنی
ہر گلی کوچے مین جو دم کر کر کے بیٹھنا شروع کیے

شهنشه فرود آمد از بارگی
سکندر بھی اپنے گھوڑے سے اتر آیا

همان لشکرش نیز یکبارگی
اور اُسکا تمام لشکر بھی ایک ہی ساتھ

بتدبیر آسایش آورده رای
آرام کرنے کی تدبیر مین عقل دوڑائی

بجنبید تا روز مرغی ز جای
نہ جنبش کی اُسوقت تک جبتک چڑیان اپنی جگہ

چو خاتون یغما بخلخال زر
جب بی بی شہر یغما کی سنہری پازیب سے

زخرگاه خلخ بر آورده سر
خلخ کے خیمے سے جھانکنے لگی یعنی آفتاب نکلا

جهانی چو هندو ز دود افگنی
جہان مثل ہندوؤن کے آتش افروزی سے

چو یغما و خلخ شد از روشنی
مثل یغما اور خلخ کے ہوگیا روشنی سے

رفتن سکندر از ملک هند به چین

ز کوس شهنشه بر آمد خروش
بادشاہی نقارے سے نکلا شور
بیغما و خلخ در افتاد جوش
یغما اور خلخ میں شور پڑا

شه عالم آهنگ گیتی نورد
بادشاہ جہان کے طے کرنے کا قصد کرنے والے نے
دران خاک یکماه کرد آبخورد
اُس سرزمین میں ایک مہینے کھایا پیا یعنی بسر کی

طویله زدند آخر انگیختند
طویلہ بنایا چراگاہ اُٹھائی
بسبزه خوران بر علف ریختند
گھاس کھانیوالوں کے لیے چارہ ڈال دیا

خبر شد بخاقان که صحرا و کوه
خاقان چین کو خبر پہونچی کہ جنگل اور پہاڑ
شد از نعل پولاد پوشان ستوه
پہلوانوں کے گھوڑوں کی نعل سے عاجز یعنی پامال ہو گیا

در آمد یکی سیل ریزان زمین
ایران کی سرزمین میں ایک بہیا آئی ہے
کزو چین گذارد نه خاقان چین
جو نہ چین کو چھوڑیگی نہ خاقان چین کو

شتابنده سیلی که در کوه و دشت
ایسا سیلاب آرہا ہے کہ پہاڑ اور جنگل میں
ز طوفان پیشینه خواهد گذشت
اگلے یعنی نوح کے طوفان سے گذر جائیگا

تگرگش زمین را ثریا کند
اوسکے ڈولے زمین کو مثل ثریا کے کردینگے
هلاک نهنگان دریا کند
دریا کے گھڑیال مر جائینگے

سیاه اژدهائی که در هیچ بوم
ایسا کالا اژدہا ہے کہ کسی سرزمین میں
نیامد چنان تند شیری ز روم
نہ آیا ہوگا جیسا غصہ ور شیر ابکی روم سے آیا ہے

حبش داغ بر روی فرمان اوست
حبش کے چہرے پر داغ اُسکے حکم کا ہے
سیه پوشی زنگ و افغان اوست
زنگیوں کی سیہ پوشی اُسکے شور سے ہے

بدارا رسانید تاراج را
اُسی نے دارا ایسے پادشاہ کو لوٹ لیا ہے
ز شاهان هندوستان باج را
ہند کے پادشاہوں سے اُسی نے خراج لے لیا

چو فارغ شد از غارت فوریان
جب وہ فوریوں کے لوٹنے سے فارغ ہوا
کمر بست بر کین فغفوریان
کمر باندھی چین والوں سے لڑنے پر

رفتن سکندر از ملک هند به چین

گر آن ژرف دریا در آید ز جای
اگر وہ دریائے زخار ذرا جنبش کرتا ہے

ندارد دوران داوری کوه پای
پہاڑوں کے قدم اکھڑ جاتے یعنی بہ جاتے ہیں

بترسید خاقان چو زد رای ترس
ڈرا خاقان اور جب اس خوف کا مشورہ کیا

که بود از چنان دشمنی جای ترس
کیونکہ ایسے دشمن سے تھی جگہ خوف کی

بهر مرزبان خطی از خون نبشت
ہر حاکم کے نام اپنے خون سے خط لکھے

که در مرز ما خاک با خون سرشت
کہ ہمارے ملک چین خونریزی ہونیوالی ہے

ز شاه ختا تا بشاه ختن
ختا کے بادشاہ سے شاہ ختن تک

فرستاد و ترتیب کرد انجمن
بھیجے اور اپنی محفل جمع کی

سپاهان و سنجاب و فرغانه را
سپاہان اور سنجاب اور فرغانہ کو

دگر مرزداران فرزانه را
اور عقلمند حاکموں کو

ز خرخیز و از چاچ و از کاشغر
خرخیز اور چاچ اور کاشغر سے

بسی پهلوان خواند زرین کمر
بہت سنہرے پٹکے باندھے ہوئے پہلوان بلائے

چو عقد سپه بهم آموده شد
جب لڑی سپاہ کی بھر گئی یعنی سب جگہ کی فوجیں ملگئیں

دل و جان خاقان بر آسوده شد
خاقان چین کے دل و جان کو اطمینان ہوا

بکوه رونده در آورد پای
چلنے والے پہاڑ یعنی گھوڑے پر اسنے قدم رکھا

چو پولاد کوهی روان شد ز جای
مثل ایک فولاد کے پہاڑ کے جگہ سے چلا

دو منزل کم و بیش نزدیک شاه
دو منزل کے قریب سکندر کی قربت سے

طویله فرو بست و زد بارگاه
اپنا طویلہ باندھا اور خیمہ استادہ کیا

شب و روز ترسیدی از شهریار
رات دن ڈرتا رہتا تھا سکندر سے

که با او چه شب بازی آرد بکار
کہ نہ معلوم رات میں کیا آفت آجاوے

نهان رفت جاسوس را باز جست
پوشیدہ گیا اور گوئندہ کو تلاش کیا

که تا حال او باز گوید درست
کہ سکندر کا ٹھیک ٹھیک حال بتلاوے

خبر دادشان مرد پنهان پژوه
بتلایا اُسکو مرد پوشیدہ فکر کرنیوالے یعنی گوئندہ نے

که شاهیست با شوکت و با شکوه
کہ سکندر کے پاس بہت لشکر ہے اور صاحب ہیبت ہے

دهادهوش دارد و مردمی
نہایت فیاض اور صاحب مروت ہے

سروشیست در صورت آدمی
ایک فرشتہ ہے آدمی کی شکل میں

خردمند و آهسته و تیز هوش
عقلمند اور بُردبار اور نہایت ہوشیار ہے

بخلوت سخنگو بمجلس خموش
تنہائی میں بات چیت کرتا ہے اور مجمع میں چپ رہتا ہے

بسنگ و سکونت برآرد نفس
نہایت حلم اور تحمل سے کام کرتا ہے

نکوشد به تعجیل در خون کس
کسی کے ہلاک کرنے میں جلدی کو دخل نہیں دیتا ہے

ستم را زیان عدل را سود ازو
ظلم کو نقصان اور عدل کو اُس سے فائدہ ہے

خدا راضی و خلق خشنود ازو
خدا اُس سے خوش اور خلق اُس سے راضی ہے

نیازرد کس جز به نیکی بیاد
کسی کے حق میں سوا نیکی کے اور کچھ نہیں کہتا ہے

نگردد باندوه کس نیز شاد
اور کسی کو رنج ہونے سے خوش نہیں ہوتا ہے

ندیدم کسی کو برو دست برد
میں نے کسی کو آجتک اُسپر غالب ہوتے نہیں دیکھا

نه مردانه کو ز بیمش نه مرد
اور نہ ایسا کوئی بہادر ہے جو اُس سے نہیں ڈرتا ہے

مگر تیرش از جعبهٔ آرش است
شاید اُسکا تیر آرش کے ترکش کا ہے

که از نوک او خاره در خارش است
جسکی نوک سے پتھر میں تراش پیدا ہو جاتے ہیں

چو شمشیر گیرد بود چون درخش
جب تلوار پکڑتا ہے بجلی کی طرح ہو جاتا ہے

چو می برکف آرد بود گنج بخش
جب شراب پیتا ہے خزانہ بخشدیتا ہے

چو نقد سخن در عیار آورد
جب سخن کے نقد کو کسوٹی پر کستا ہے

همه مغز حکمت بکار آورد
حکمت کے مغز کو کام میں لاتا ہے یعنی نہایت غور کرتا ہے

سخن نشنود کان نباشد درست
جو بات ٹھیک نہیں ہوتی وہ نہیں سنتا ہے

نگردد پذیرفتهٔ خویش سست
اور نہ اپنے اقرار کو جھوٹا کرتا ہے

سکندر از ملک ہند رفتن

رفتن سکندر از ملک هند بچین

بهر جایگه رونق انگیز کار — **بجز در شبستان و جز در شکار**

ہر کام کو اپنے موقع پر عمدگی سے کرتا ہے — سواریات کو اپنے محل میں اور شکار میں

بنخچیر کردن ندارد درنگ — **شکیبا بود چون رسد وقت جنگ**

یعنی شکار کرنے میں بہت تامل نہیں کرتا ہے — ہاں لڑائی کے موقع پر صبر کرتا ہے

جهان ایمن از دانش و داد او — **ملک بر ملک زاده بر زاد او ست**

جہان اُسکے عدل اور عقل سے بیخوف ہے — پادشاہ کا لڑکا ہے اور پادشاہ اسکی نسل سے ہیں

بمیدان سر شهسواران بود — **بمستی بر از هوشیاران بود**

میدان میں شہسواروں کا سردار ہے — نشے میں ہوشیاروں سے بہتر ہے

چو خندد خیال غریب آیدش — **چو طیبت کند بوی طیب آیدش**

جب کوئی نادر خیال اُسکو ہوتا ہے ہنستا ہے — جب کوئی ہنسی کی بات ہوتی ہے وہ خوش ہوتا ہے

فراوان شکیب است و اندک سخن — **که در راستی راست چون سرو بن**

بہت متحمل ہے اور نہایت کم سخن ہے — بلکہ سیدھے پن میں مثل درخت سرو کے ہے

سیاست کند چون بود کینه ور — **ببخشاید آنگه که یابد ظفر**

تنبیہ دیتا ہے جب وہ لڑائی پر آمادہ ہوتا ہے — رحم کرتا ہے جب کسی پر فتح پاتا ہے

لبش در سخن موج طوفان زند — **همه رای با فیلسوفان زند**

لب اُسکے بات کرنے میں طوفان پیدا کرتے ہیں — حکیموں اور نجومیوں سے مشورہ کیا کرتا ہے

بتدبیر پیران کند کارها — **جوانان برد سوی پیکارها**

بڈھوں کی تدبیر سے کام کرتا ہے — لڑائی میں جوانوں کو اپنے ساتھ لیجاتا ہے

پناهد بایزد به بیگاه و گاه — **نیفتد به بد مرد ایزد پناه**

پناہ مانگتا ہے خدا تعالے سے ہر وقت — برا وقت مرد خدا پناہ کو پیش نہیں آتا ہے

چو در زین کشد سرو آزاد را — **برا بسی که پیل افگند باد را**

جب زین کھینچتا ہے اپنے گھوڑے پر — وہ گھوڑا ایسا ہے جسکی ہوا ہاتھی کو گرا دیتی ہے

هم آورد او گر بود زنده پیل
هم نبرد یعنی مقابل اسکے اگر مست ہاتھی بھی ہووے
کم از قطره باشد بدریای نیل
ایک قطرے سے کم ہو دریاے نیل کے مقابلے مین

مبادا که اسپش حرونی کند
ایسا نہو کہ اسکا گھوڑا سرکشی کرے
که خشمش اگر چه شیرست خونی کند
پھر اگر شیر بھی ہو تو اسکو بھی مار ہی ڈالے

پس و پیش چنبر جهاند چو مار
آگے پیچھے گھوڑا کودا تا ہے سانپ کی طرح
چپ و راست آتش زند چون شرار
بائین دہنے چنگاری اڑاتا ہی مثل آگ کے

ملوکان که افسرفشان داشتند
جو بادشاه که مالک تخت و تاج کے تھے
جهان را به لشکرکشان داشتند
جهان یعنی ملک کو پہلوانون سے محفوظ رکھتی تھے

بجز او نیست در لشکرش تیغ زن
انکے سوا لشکر مین اسکے اور بہادر نہین ہین
زهی لشکر آرای لشکرشکن
کیا اچھے لشکر کے سپاہی اور کیسا اچھا سپہ سالار

نیندیشد از هیچ خونخواره
کسی ظالم سے وہ اندیشہ نہین کرتا ہے
مگر کز ضعیفی و بیچاره
لیکن ایک بڈھے اور کمزور شخص سے

فراخ افگند بارگه را بساط
بڑی لمبی چوڑی بارگاه اور اسمین فرش بچھواتا ہے
باندازه خندد چو یابد نشاط
اندازے سے ہنستا ہے جب خوشی کا موقع پاتا ہے

نه بیند ز تعظیم خود در کسی
نہین دیکھتا ہے بسبب اپنی عظمت کے کسیکی طرف
چو بیند نوازش نماید بسی
اور اگر دیکھتا ہے تو نہایت مہربانی کرتا ہے

خزینه است بخشیدن گوهرش
جواہرات اور خزانہ دینا اسکا کام ہے
طویله بود دادن استرش
خچرون کے طویلے دیدینا اسکی عادت ہے

بجوا هندگان گر کسی زر دهد
اگر کوئی مانگنے والا اُس سے روپیہ مانگتا ہے
بجای زر او شهر و کشور دهد
بجاے روپیے کے وہ شہر اور ملک دیدیتا ہے

مرادی که آرد دلش در شمار
جو مراد اسکے دل مین پیدا ہوتی ہے
دهد روزگارش بکم روزگار
پوری کر دیتا ہے زمانہ اسکو بہت جلد

رفتن سکندر از ملک هند به چین

رفتن سکندر از ملک هند بچین

چو خاقان خبر یافت زان بخردی
شکوهید از ان فرهٔ ایزدی

جب خاقان چین نے اسکی عقلمندی کی خبر پائی
نہایت ڈرا اسکے خداداد دبدبے سے

بآزرم خسرو دلش نرم شد
بسیچش پدیدار او گرم شد

سکندر سے صلح کرنے پر اسکی طبیعت مائل ہوئی
ارادہ اسکا اسکی ملاقات پر مضبوط ہوا

بر اندیشهٔ جنگ بربست راه
بہانہ طلب کرد بر صلح شاه

لڑائی کے اندیشے کی راہ بند کردی
بہانہ تلاش کیا سکندر سے صلح کرنے کا

بشاه جهان قصه برداشتند
که ترکان چین رایت افراشتند

سکندر سے لوگوں نے بیان کیا
کہ چین کے بہادروں نے نشان بلند کیا

شهنشه مثل زد که نخجیر خام
بپای خود آن به که آید بدام

سکندر نے مثال دی کہ بیوقوف شکار
بہتر ہے کہ وہ اپنے ہی پاؤں جال میں آجاوے

اگر با من او هم نبردی کند
نه مردی که آزاد مردی کند

اگر وہ مجھ سے مقابلہ کرے گا
بہادری نہیں بلکہ بیوقوفی کرے گا

مرا و شما را بسی راه کرد
بما بر ره دور کوتاه کرد

ہمارے اور تمہارے لیے آسانی کی
ہماری دور کی راہ کو نزدیک یعنی مشکل کو آسان کیا

چنان آرمش چین در ابروی تنگ
که در چین بگرید برو خاره سنگ

ایسی چین اسکے تنگ ابرو میں پیدا کردونگا
کہ چین کی کنکریاں اسپر روویں گی

سپیده دمان کز سپهر کبود
رسانید خورشید شه را درود

صبح کے وقت کہ نیلے آسمان سے
آفتاب نے بادشاہ کو درود پہونچایا

دبیر عطارد منش را بخواند
که بر مشتری زهره داند فشاند

منشی عطارد رسم کو سکندر نے بلایا
جو مشتری یعنی سفید کاغذ پر رنگ آمیزی کرسکتا تھا

یکی نامه درخواست آراسته
فروزان تر از ماه ناکاسته

ایک خط اس سے تیار کرنے کا حکم دیا
جو نہیں گھٹے ہوئے یعنی ماہ کامل سے زیادہ روشن ہو

سخن ساختن در گزارش دو نیم بات بیان کی اسنے دو ٹکڑے دبیر قلم‌زن قلم برگرفت منشی لکھنے والے نے قلم اٹھایا	یکی نیمه زامید و دیگر ز بیم ایک حصہ امید سے بھرا ہوا اور دوسرا خوف سے نخستین سخن ز آفرین درگرفت پہلے خداتعالے کی تعریف شروع کی

نامهٔ سکندر بخاقان چین

خط سکندر کا خاقان چین کی طرف

جهان آفریننده را کرد یاد جہان پیدا کرنے والے یعنی خدا کو یاد کیا	که بی یاد او آفرینش مباد کہ بے اسکی یاد کے پیدائش نہو جیو
خدائی که امیدواری ازوست ایسا خدا کہ اس سے ہر ایک امیدوار ہے	دل مرد را کامگاری ازوست میرے دل کا مقصد پورا کرنیوالا بھی وہ ہے
بیچارگی چاره کار ما جب کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی وہ ہمارا کام بناتا ہے	در آب و در آتش نگهدار ما پانی میں اور آگ میں ہماری حفاظت کرتا ہے
چو بخشش کند ره نماید بگنج جب بخشش کرتا ہے خزانے تبلا دیتا ہے	چو بخشایش آرد رهاند ز رنج جب رحم کرتا ہے رنج دور کر دیتا ہے
جهان را نبود از بنه هیچ ساز جہان کا ابتدا سے کوئی سامان نہ تھا	بفرمان او نقش بست این طراز اسکے حکم سے یہ صورت اسکی بن گئی
گزیده کسی کو بفرمان اوست اچھا ہے وہ شخص جو اسکے حکم میں ہے	بر آن آفرین کافرین خوان اوست اسپر درود جو خدا کی حمد کیا کرتا ہو
چو کلک از سرنامه پرداخته جب قلم سرنامہ لکھنے سے فارغ ہوا	سخن بر زبان شه انداخته سکندر کی تبلائی ہوئی باتیں لکھنے لگا

سکندر بخاقان

که این نامه زاسکندر چیره دست
یہ خط سکندر بادشاہ غالب کی طرف سے

بفرمان دارای چرخ کبود
موافق حکم قائم رکھنے والے نیلے آسمان یعنی خدا کے

چنان داند آن خسرو دادبخش
ایسا سمجھے وہ بادشاہ عدل کرنے والا

نه بهر جنگ ایران زمین آمدیم
ہم ایران سے لڑائی کے ارادے پر نہیں آئی ہیں

بآن دل که از راه فرمانبری
اُس طبیعت سے کہ تابعداری کی راہ سے

بشهر شما گر بلند آفتاب
تمہارے شہر میں اگر آفتاب بلند

من آن آفتابم که اینک ز راه
میں وہ آفتاب ہوں کہ ابھی راہ سے

شبه تا سپیدی گرفتم به تیغ
سیاہی سے سپیدی تک سب تلوار سے لیا ہیں

ز حد حبش عزم چین ساختم
حبش کی سرحد سے ارادہ چین کا کیا میں نے

ز پاشنگه آفتاب بلند
آفتاب بلند کے نیچے کے مقاموں سے

بهندوستان کاشتم مشک بید
ہندوستان میں میں نے مشک بید بو دیا ہے

بخاقان که بادا سکندر پرست
طرف خاقان چین کی جو سکندر کا مطیع ہو چکا

ز بابا به جان خاقان درود
ہماری طرف سے خاقان چین کو سلام پہونچے

که ما چون درین بوم راندیم رخش
کہ ہم نے جو اس ملک کی طرف گھوڑا دوڑایا ہے

بمهمان خاقان چین آمدیم
خاقان چین کے یہاں مہمانی میں آئے ہیں

کنم میهمان را پرستشگری
کرتا ہوں میں مہمان کی خاطرداری

ز مشرق کند سوی مغرب شتاب
پورب سے پچھم کی طرف دورہ کرتا ہے

ز مغرب بمشرق کشیدم سپاه
پچھم سے پورب کی طرف لشکر کشی کی میں نے

بدادم بخواهندگان بید ریغ
مانگنے والوں کو بید ریغ دیدیا میں نے

ز مغرب بمشرق زمین تاختم
پچھم سے پورب کی طرف چلا میں

سر جلوه گاهش رساندم بلند
اسکے سامنے کے رخ گھوڑا اپہنچایا میں نے

بکارم بچین یاسمین سپید
اب چین میں سپید چمیلی بوؤں گا

نامہ سکندر بخاقان چین

اگر ترسی از تیغ بران من — بپیچان سر از خط فرمان من

اگر تو میری تیز تلوار سے ڈرتا ہے — میرے حکم سے سرتابی نہ کر

وگر پیچی از امر من رای و ہوش — بپیچاندت چرخ گردنده گوش

اور اگر تو میرے حکم سے اپنی طبیعت اور دل پھیریگا — آسمان گردش کرنے والا تیرے کان ملیگا

بجائی بیاور که این تند شیر — بنخچیر گوران درآید دلیر

اس جگہ یعنی اس راہ پر ... اس تند شیر کو — کہ گورخرون کے شکار کے لیے جرأت کرے

بگردان پی شیر زین بوستان — ہمہ پیل را یاد ہندوستان

پھیر دے قدم شیر کا اس باغ سے — ہاتھی کو ہندوستان کی یاد نہ دلا

بلا بر سر خود فرود آورند — کہ بر یاد مستان سرود آورند

اپنے سر پر وہ لوگ آفت ڈھاتے ہیں — جو مستون کو گانے کی یاد دلاتے ہیں

ببین تا ز شمشیر من روز جنگ — چه دریای خون شد بصحرای زنگ

خیال کر میری تلوار سے لڑائی کے دن — زنگبار کے جنگل میں کتنے دریا خون کے بہہ گئے

چگونه ز دارا نشاندم غرور — چه کردم بجای فریبنده فور

دارا کا غرور کیونکر فرو کر دیا میں نے — فور مکار کے ساتھ کیا کیا میں نے

دگر خسروان را به نیروی بخت — بسر چون درآوردم از تاج و تخت

اور پادشاہوں کو اپنے سوا اقبال طالع کی مدد سے — تاج و تخت سے نیچے اتار دیا میں نے

گر ایدون درآید فریدون بمن — گرفتار گردد همیدون بمن

اسوقت اگر فریدون بھی میرے مقابلے میں آوے — ابھی میں اسکو گرفتار کر لوں

بهر مرز و بومی که من تاختم — ز بیگانه آن جای پرداختم

جس ملک کی طرف ابتک میں نے حملہ کیا ہے — اپنے دشمنوں سے اس جگہ کو خالی کر دیا

کسی کو مرا نیک خواهی نمود — ز من هیچ بدخواهی او را نبود

جس شخص نے مجھ سے دوستی کر لی — میری طرف سے اس سے عداوت کبھی نہ کی

چو دادم کسی را بجو زینهار

جس شخص کو مین نے خود پناہ دی ہے

مرا خود کسی گوهر و دریائی ست

میرے پاس خود ہی ست دریائی موتی ہین

زبانم چو بر عهد شد رهنمون

زبان میری جس اقرار پر رہنما ہو گئی ہے

بیغما و چین زان نیارم شکست

یغما اور چین سے اس سے مین لڑنا نہین چاہتا

بزیر آمدن ز آسمان بر زمین

آسمان سے زمین پر اُتر آنا

چه داری تو ای ترک چین در دماغ

تیرے دماغ مین کیا خیال ہے اے پادشاہ چین

بجای فرستادن نزل و گنج

بجاے مہمان کو تحائف اور خزانے بھیجنے کے

فرود آمدن چیست بر طرف راه

کیون تو راہ روکنے پر مستعد ہوا ہے

اگر قصد پیکار ما ساختی

اگر تو نے مجھ سے لڑنے کا ارادہ کیا ہے

اگر پیش اقبال باز آمدی

اور اگر تو میرے استقبال کے لیے آیا ہے

خبر ده مرا تا بدانم شمار

مجھکو آگاہ کر دے کہ مین بھی سمجھ لون

نگشتم بر آن گفته زینهار خوار

نہوا مین اپنے اقرار سے عہد شکن

غلامان چینی و یغمائی ست

غلام یغما اور چین کے ایسے بہت ہین

نبردم سر از حد پیمان برون

مین نے اپنے اقرار سے سر نہین ہٹایا ہے

که یغمائی و چینی آرم بدست

کہ یغما اور چین کے غلام اپنے یہان جمع کرون

بسی بهتر از ملک ایران و چین

بہت بہتر ہے نہ کہ ملک ایران سے چین لین

که بر باد صرصر کشائی چراغ

جو تو نے تیز ہوا مین چراغ جلایا ہے

چرا با هژبران شدی کینه سنج

کیون شیرون سے لڑنے پر آمادہ ہوتا ہے

چو بستد سکندر کشیدن سپاه

اور کیون فوج سد سکندری کی طرح جمع کی ہے

بخوری با تش در انداختی

تو گویا بخور تو نے آگ مین ڈالا ہے

کجا عذر گر عذر ساز آمدی

مجھکو بھی عذر نہین ہے اگر تو معذرت کرے

که در سله مار ست یا مهره مار

کہ پٹارے مین سانپ ہے یا سانپ کا مہرہ

نامهٔ سکندر بجانب خاقان چین

سپاه از صبوری بجوش آمدند
میرا لشکر صبر سے جوش مین آگیا ہے
ز تقصیر من در خروش آمدند
میری کوتاہی سے بہت نالان ہے

هژبرانم آهوی چین دیده اند
میرے شیرون نے چین کے ہرن دیکھے ہین
کم آهوی فربه چنین دیده اند
اور ایسے موٹے ہرن اور کہین کم پائے ہین

بریدند زنجیر شیران من
توڑ ڈالے ہین زنجیر میرے شیر
دلیرند بر خون دلیران من
لڑنے کے لیے مستعد ہین میرے بہادر

پر تیر و منقار پیکان تیز
تیرون کے پر اور نوک تیز گانسیون کی
کنند از شغب جعبه را ریز ریز
اپنے شور سے ترکشونکو ٹکڑے ٹکڑے کیے ڈالتے ہین

سنان چشم در راه این دو نشست
ہماری گانسیان دشمن کے انتظار مین ہین
گر آنجا منی گرز ما صد منست
وہان اگر ایک من ہے تو ہمارا سو من ہے

غلامان ترکم چو گیرند شست
ہمارے ترکی غلام اگر جنگل مین تیر پکڑینگے
ز تیری رسد لشکری را شکست
ایک تیر سے ایک لشکر کو شکست پہنچیگی

اگر شست و شصت امیران بود
اگر ساٹھ سردار ان کا پادشاہ بھی ہووے
هم آماج این شست گیران بود
ان تیراندازون کا نشانہ ہو جائے گا

چو بر دوده دود من بر گذشت
جب کسی خاندان یعنی ملک پر میری فوج گذری
اگر نقش چین بود شد دود دشت
اگر نقش چین کا بھی ہوگا تو جنگل کا دہوان ہوگا

ز جیحون نه آزرم چون بگذرم
جب ملک کے مونہ سے گذر جاتا ہون مین
مبادا کم از ترس آبی خورم
میری عزت مین فرق آجائے اگر خوف سے پانی پیون مین

سنانم چنان اژدها را خورد
میرے نیزے اسطرح اژدہون کو کھاجاتے ہین
که طوفان آتش گیا را خورد
جیسے آگ کا طوفان خشک گھاس کو کھاتا ہے

چو تیرم گذر بر دلیران کند
جب میرا تیر لڑنے والون پر لگتا ہے
نشانه ز پهلوی شیران کند
شیرون کے پہلو مین سوراخ کردیتا ہے

نامۂ سکندر بخاقان چین

نامہ سکندر بخاقان چین

اگر ژرف دریا بود هم نبرد
اگر گہرا دریا میرے مقابل ہو جائے
ز دریا برآرم بشمشیر گرد
دریا سے اپنی تلوار سے گرد نکالدون

بهم پیچی پیل را بشکنم
زور مین ہاتھی کا پنجہ توڑ ڈالتا ہون مین
شہ پیلتن بلکہ پیل افگنم
بادشاہ زبردست بلکہ پیل افگن ہون مین

وگر کوه باشد بجوشانمش
اور اگر پہاڑ ہووے تو ہلا دون مین اسکو
بزنگار آهن بپوشانمش
اپنے لوہے کے زنگ سے چھپا دون مین اسکو

سرین خوردن گور و پشت گوزن
گوشت کھانا گور اور بارہ سنگھے کی پیٹھ اور پٹھے کا
ندارد بر شیر درنده وزن
شیر کے نزدیک کوئی حقیقت نہین رکھتا ہے

چو شاهین و بحری در آید بکار
جب شاہین اور بحری شکار کرتے ہین
دهد ماهیان را ز مرغان شکار
مچھلیون کو چڑیون کا گوشت کھلاتے ہین

شما ماهیانید بی پا و چنگ
تم لوگ بغیر چنگل اور پاؤن کی مچھلی ہو
مرا اژدها در دهن چون نهنگ
مین اژدہا ہون اور منھ میرا مثل گھڑیال کے ہے

سگان نیز کان استخوان میخورند
کتے جو ہڈی تک چبا جاتے ہین
بدندان چون تیغ نان میخورند
انکے ہی تیز دانتون سے روٹی بھی کھاتے ہین

بهر جا که نیروی من پی فشرد
جس جگہ میری بہادری نے قدم جمایا
مرا بود فیروزی و دستبرد
مین ہی غالب ہوا اور میری ہی فتح ہوئی

چو کین آوری کین ستانی کنم
اگر لڑائی کرے تو مین بھی لڑون گا
شو مهربان مهربانی کنم
اگر محبت یعنی صلح کریگا تو صلح کرونگا مین

اگر گوهرت باید و گر نهنگ
اگر تجھکو جواہرات درکار ہے اور اگر گھڑیال
ز دریای من هر دو آید بچنگ
میرے دریا سے دونون مل سکتے ہین

ندیدی مگر تیغ انگیخته
شاید تو نے میری تلوار کھینچی ہوئی نہین دیکھی ہے
نهنگی و گوهر بهم ریخته
یک طرف گھڑیال اور ایک طرف موتی گرتے ہین

منم آن گنج وآن اژدہا پیکرم
میں وہ خزانہ اور وہ اژدہا صورت ہوں
تبزد تو آن گنج وآن اژدہا
تیرے پاس وہ خزانہ اور وہ اژدہا یعنی تلوار
گر آئی لے نت ور بندا ورم
اگر تو رغبت کرے میں تجکو خلعت پہناونگا
درشتی و نرمی نمودم ترا
سختی اور نرمی دونوں دکھلائیں میں نے تجکو
اگر پای خاکی کنی بر درم
اگر تو قدم رنجہ کرے میرے دروازے پر
وگرنہ در اندازم از راہ کین
اور اگر تجھے منظور نہو تو دشمنی کی راہ سے
چو نامہ بخوانی نسازی درنگ
جب تو خط پڑھنا تو دیر نکرنا یعنی فوراً آ
تغافل نسازی کہ دریای تیز
غفلت نکرنا کہ میرا تیز دریا یعنی لشکر یا غصہ
زباندان یکی مرد مردم شناس
ایک زبان آور اور لیاقت پہچاننے والے کو
فرستاد تا نامہ نغز برد
اور بھیجا غرض کہ وہ یہ پسندیدہ خط لے گیا
چو خاقان فرو خواند فرمان شاہ
جب خاقان چین نے سکندر کا خط پڑھا

کہ زہرست و پازہر در ساغرم
کہ زہر ہے یا زہر مہرہ ہے میرے پیالے میں
خبر دہ مرا تا چہ آرد بہا
مجھکو بتلاؤ کہ وہ کیا قیمت رکھتا ہے
وگرنہ سرت در کمند آورم
اور اگر نہ رغبت کریگا تو تیرا سر کمند میں پھانس لونگا
بدین ہر دو قول آزمودم ترا
ان دونوں باتوں میں آزماتا ہوں میں تجکو
چو خورشید بر خاک چین بگذرم
آفتاب روشن کی طرح شہر چین میں ہوکر نکلجاؤں
ہمہ خاک چین را بدریای چین
تیرے ملک بھر کو دریا برد یعنی غارت کر دونگا
نمایم من صورت صلح و جنگ
صلح اور جنگ میں جو منظور ہو اسکا اظہار کرتا
بجوش است چون ابر سیلاب ریز
جوش میں ہے مثل طوفان خیز ابر کے
طلب کرد کز کس ندارد ہراس
جو کسی سے ڈرے سکندر نے بلایا
بمہر سکندر بخاقان سپرد
جسپر سکندر کی مہر تھی اُس نے جاکر شاہ چین کو دیا
فرو خواست افتادن از تختگاہ
قریب تھا کہ رعب سے تخت سے گر پڑے

سکندر بخاقان

ازان هیبتش در دل آمد هراس | که زیرک منش بود و زیرک شناس

اُسکے خوف سے اُسکے دل مین بہت خوف پیدا ہوا | کیونکہ وہ نہایت عقلمند تھا اور عقلمند کو پہچانتا تھا

دو پیکر خیالی بر و بست راه | که بر سر زنم یا شوم نزد شاه

دونون طرح کا خیال خاقان اپنے دل مین کرنے لگا | اپنے سر پر کھیلون یا سکندر کے پاس جاؤن

دو رنگی در اندیشه تاب آورد | سر چاره گر زیر خواب آورد

دو طرح کے خیال مین پیچ و تاب ایسا پیدا ہوتا ہے | کہ سر تدبیر کرنیوالے کا یعنی دماغ کمزور ہو جاتا ہے

بیا ساقی آن باده چون گلاب | برافشان بمن تا در آیم ز خواب

آ اے ساقی وہ شراب مثل گلاب کے | مجکو دے کہ مین نیند سے چونک پڑون

گلابی که آب جگرها در وست | دوای همه درد سرها در وست

ایسا گلاب کہ جس مین خون کلیجون کا ہے | تمام درد سرون کی دوا اُسمین موجود ہے

اندیشه نمودن خاقان چین در جواب نامه سکندر

اندیشہ یعنی غور کرنا خاقان چین کا سکندر کے خط کے جواب لکھنے مین

رقیبا مناخیر در پیش کن | تو شو نیز اندیشه خویش کن

اے دربان میری درو ازے کی بیٹھک آگے کر دے | اور تو جاکر اپنی فکر مین مصروف ہو

ز تشویش خاطر جدا کن مرا | باندیشه خود رها کن مرا

میرے دل سے فکر مٹا دے | اپنے خیال مین مجھے پڑا رہنے دے

ندارم سر گفت و گوی کسے | مرا گفت و گوهست با خود بسی

مین کسی سے گفتگو کا خیال نہین کرتا ہون | مجکو اپنے دل سے بہت گفتگو ہے

که آمد خریداری از دور دست | که با کان گوهر شود هم نشست

کیونکہ ایک خریدار دور سے آیا ہے | جو موتی کی کان سے ہمنشین ہونا چاہتا ہے

تماشای گنج نظامی کند — بزم سخن شاه کامی کند

سیر نظامی کے خزانے کی کرے — سخن کی محفل مین خوشی سے بیٹھے

بگو خواجه خانه در خانه نیست — وگر هست محتاج بیگانه نیست

کہدے کہ گھر کا مالک گھر مین نہین ہے — اور اگر ہے تو غیر کا محتاج نہین ہے

غلط گفتم ای پی خجسته رقیب — که شد دشمنی با غریبان غریب

غلطی سے کہا مین نے اچھے مبارک قدم دربان — کہ مسافرون سے دشمنی تعجب ہے

در ما بروی کسی در مبند — که بربستن در بود ناپسند

ہمارا دروازہ کسی کے منھ پر بند نہ کر — کیونکہ دروازہ بند کرلینا بُری بات ہے

چو ما را سخن نام دریا نهاد — در ما چو دریا بباید گشاد

جب میرے کلام کا نام دریا رکھا گیا — ہمارا دروازہ دریا کی طرح کھلا رہنا چاہیے

در خانه بگشای و آبی بزن — چو مه خیمه در خرابی بزن

گھر کا دروازہ کھولدے اور پانی بہنے دے — چاند کی طرح خیمہ میدان مین استادہ کر

رها کن که آیند جویندگان — ببینند در شاه گویندگان

چھوڑدے کہ تلاش کرنیوالے آوین — اور شاعرون کے بادشاہ کا دروازہ دیکھین

که فردا چو رخ در نقاب آورم — ز گنجه بگیلان شتاب آورم

کیونکہ کل جب روپوش ہوجاؤن یعنی مرجاؤن گا مین — شہر گنجہ سے گیلان کو بھاگ جاؤن گا یعنی قبر مین دفن ہونگا

بسا کس که آید خریدار من — نیابد رهی سوی دیدار من

بہت لوگ میری خریداری کو آوینگے — میرے دیکھنے کی راہ نہ پاوین گے یعنی مجھے نہ دیکھ سکین گے

مگر نقشی از کلک صورتگری — نگاریده بیند بهر دفتری

لیکن ایک تصویر مصور کے قلم کی — لکھی ہوئی ہر ایک کتاب مین دکھائی دے گی

سخن بین کزو دور چون مانده ایم — کجا بود او هم کجا رانده ایم

دیکھو تو ان باتون مین کتنے دور پڑگئے ہم — کہان تھا گھر کہان چلایا یعنی بہکا لیگئے ہم

خاقان چین در جواب نامهٔ سکندر

خاقان چین در جواب نامهٔ سکندر

گزارندهٔ گنج آراسته
بیان کرنے والے اس آراستہ خزانے نے

جواهر چنین داد زان خواسته
ایسے جواہرات دیے اُس دولت سے

که چون وارث ملک افراسیاب
کہ جب وارث تخت افراسیاب یعنی شاہ چین نے

سر از چین برآورد چون آفتاب
چین سے سر باہر نکالا آفتاب کی طرح

خبر یافت کامد بدان مرز بوم
خبر پائی کہ اُس سرزمین پر آپہونچا ہے

دمنده چنان اژدهای ز روم
ایک پھنکار مارتا ہوا اژدہا ملک روم سے

همان نامهٔ شاه برخوانده بود
اور سکندر کا خط بھی پڑھ چکا تھا

دران کار حیران فرومانده بود
اُس کام میں نہایت حیران اور پریشان تھا

باندیشهٔ پاک و رای درست
نیک خیال اور درست عقل سے

سررشتهٔ کار خود باز جست
اپنے کام کے انجام کو بہت ڈھونڈھا

نخستین چنان دید آلیش صواب
اُسکی عقل میں پہلے یہ بات بہتر معلوم ہوئی

که فرمان شه را نویسد جواب
کہ سکندر کے خط کا جواب لکھے

بفرمود تا کاغذ و کلک ساز
حکم دیا کہ کاغذ اور قلم اور سب سامان

نویسندهٔ چینی آرد فراز
ایک چینی شخص سامنے لاوے

جوابی نویسد سزاوار شاه
ایک جواب تحریر کرے بادشاہ کے لائق

سخن را در و پایه دارد نگاه
الفاظ میں مرتبے کا خوب لحاظ رکھے

ز نافِ قلم دست چابک دلیر
قلم کو ناف سے اُسکے تیز اور دلیر کے ہاتھ نے

براگنده مشک سیه بر حریر
ڈبویا سیاہی سے اور حریر پر لکھنا شروع کیا

سخنهای پرورده دلفریب
باتیں اُسکی نہایت دل خوش کرنیوالی

که در مغز مردم نیاید شکیب
جن سے آدمی کا دماغ بے قرار ہوجاے

خطابیکه امیدواری دهد
ایسی مخاطبت جس سے کہ امید معلوم ہووے

عتابیکه در صلح یاری دهد
ایسی خفگی جو صلح میں مدد کرے

فسونیکہ بندد در جنگ را	**فریبے کہ نرمے دہد سنگ را**
ایسا جادو جو لڑائی کے دروازے کو بند کرے	ایسا فریب جو پتھر کو موم کردے
زبان بندہائی چو پیکان تیز	**وری در تواضع وری در ستیز**
زبان بندیاں ایسی جیسے پیکان تیز ہوتی ہے	ایک دروازہ عاجزی کی طرف ایک لڑائی کی طرف
طراز سر نامہ بود از نخست	**بنامے کزو نامہا شد درست**
نقش سرنامے کا ایسا تھا پہلے سے	اس نام سے جس سے اور نام درست ہوئے

نامۂ خاقان چین بجانب اسکندر

خط خاقان چین کا سکندر کی طرف

خداوند بے یار و یار ہمہ	**بخود زندہ و زندہ دار ہمہ**
مالک بے مددگار اور سب کا مددگار	خود زندہ اور سب کا زندہ رکھنے والا
جہان آفرین ایزد کارساز	**توانا کن و ناتوان نواز**
جہان کا پیدا کرنے والا خدا کام کا بنانیوالا	طاقت بخشنے والا اور کمزوروں کا سرفراز کرنیوالا
علم برکش روشنان سپہر	**قلم درکش دیو تاریک چہر**
ظاہر کرنے والا آسمان کے ستاروں کا	بنانے والا دیو سیاہ رو یعنی رات کا
روش بخش پرکار جنبش پذیر	**سکونت دہ نقطۂ جای گیر**
گھومنے والے پرکار کو گردش عطا کرنیوالا	قیام دینے والا نقطۂ قائم یعنی قطب کا
پدید آور ہرچہ آید پدید	**رسانندہ ہرچہ خواہد رسید**
ظاہر کرنے والا جو کچھ ظاہر ہے اسکا	خبر دینے جو کچھ اب ہوگا اسکا
زگویا و خاموش و ہشیار و مست	**کسی ابر اسرار او نیست دست**
گویا اور خاموش اور مست اور ہوشیار سے	کسی کو انکے بھیدوں کی خبر نہیں ہے

بجز بندگی نباید از هیچکس
سوا بندگی کے اور کسی سے کچھ نہیں ہو سکتا ہے

پس از آفرین جہان آفرین
بعد تعریف جہان پیدا کرنیوالے یعنی خدا کی

سخن راند در پرورش شہریار
ذکر کیا سکندر کے عذر مین

ز ہر شاہ کاید جہان را پدید
ہر ایک بادشاہ جو جہان مین پیدا ہے

ز دریا بدریا تو کردی نشست
دریا سے دریا تک یعنی سب جگہ کی سیر کی تو نے

ز پرگار مغرب چو پرداختی
پچھم کی پرکار یعنی گھومنے سے جو فارغ ہوا تو

گرفتی جہان جملہ بالا و زیر
جہان کی پستی اور بلندی تمام لے لی تو نے

عنان باز کش کاژدہا بر رہ است
باگ پھیر دے کہ راہ مین اژدہا بیٹھا ہے

سکندر توئی شاہ ایران و روم
اے سکندر تو ایران اور روم کا بادشاہ ہے

ترا ہست چون من بسی سفتہ گوش
تیرے پاس مجھ ایسے بہت غلام ہین

من و تو ز خاکیم و خاک از زمی
ہم اور تم دونون خاک سے پیدا ہین اور خاک زمین سے

خداوندی مطلق او راست بس
خدائی صرف اسی کو لائق ہے اور بس

کزو شد پدید آسمان و زمین
جسکی قدرت سے ظاہر ہوا آسمان اور زمین

کہ بادا آفرین بر تو از کردگار
کہ تجھپر خدا کی طرف سے درود ہووے

بدست تو داد آفرینش کلید
تیرے ہاتھ مین خدا نے سبکی کنجی دی ہے

بر ایران و توران ترا ہست دست
ایران اور توران مین تیرا ہی اختیار ہے

علم بر خط مشرق افراختی
خط مشرق پر نشان بلند کیا تو نے

ہنوزت نشد دل ز پیکار سیر
ابھی تک تیرا دل لڑائی سے آسودہ نہوا

فسانہ دراز است و شب کوتہ است
داستان بڑی ہے اور رات چھوٹی ہے

منم کارفرمای این مرز و بوم
مین اس زمین چین کا صرف بادشاہ ہون

بخونریز چون من بتندی مکوش
میری خونریزی پر اس تیزی سے کوشش نہ کر

ہمان بہ کہ خاکی بود آدمی
پس بہتر ہے کہ انسان مین عاجزی ہووے

نامۂ خاقان چین بجانب اسکندر

علہ اسکندر توئی الخ یعنی اے سکندر تو روم اور ایران کا بادشاہ ہے اور مین صرف اس شہر چین کا مالک ہون اور مجھ ایسے تیرے بہت غلام ہین پھر میری خونریزی پر کمر کیون باندھی ہے اور ہم اور تم دونون خاک سے پیدا ہین

همه سروری تا بجا گست و بس
تمام سرداری عاجزی کی بدولت ہے اور بس

کسی نیست در خاک بهتر زکس
خاک سے بہتر دنیا میں اور کوئی نہیں ہے

چو قطره بدریا در انداختند
جب قطرے کو دریا میں ڈال دیا

دگر قطره زو باز نشناختند
پھر اسمیں سے قطرہ کو نہ پہچان پایا

حضور تو در ضرب این سنگلاخ
تیری بدولت اس سنگستان کے توڑنے سے

دیار مرا نعمتی شد فراخ
میرے ملک میں بہت نعمتیں پیدا ہو گیئں

بهر نعمتی مرد ایزد شناس
خداشناس شخص عوض ہر ایک نعمت کے

فزون ترکند پیش یزدان سپاس
خدا کے سامنے زیادہ شکر کرتا ہے

چو ایزد بمن نعمتی در فزود
جب خدا نے میرے لیے نعمت زیادہ کر دی

سپاس خداوند باید نمود
خدا کا شکر مجھکو کرنا ضرور ہے

کنم تا زیم شکر نعمت بسیچ
جب تک زندہ ہوں شکر نعمت کا کرتا رہوں گا

کزین به ندارد خردمند هیچ
بلکہ اس سے بہتر عاقل اور عقلمند کچھ نہیں کر سکتا ہے

خاقان چین بجانب سکندر نامه

شنیدم زچندین خداوند راز
سنا ہے میں نے ایسا اکثر واقفکاروں سے

بهر جا که آری تو لشکر فراز
کہ جہاں تو لشکر کشی کرتا ہے

فرستی تنی چند راز اہل روم
بھیجدیتا ہے رومیوں یعنی اپنی سپاہیوں سے چند آدمی

بسازار گانان و ران مرز و بوم
بطور سوداگروں کے اس شہر میں

بدان تا خرند آنچه یابند خورد
تاکہ وہاں سے جو کچھ خوراک یعنی رسد پاویں خرید کریں

طعامیکه پیش آید از گرم و سرد
اور کھانے پینے کی جو چیزیں ہیں وہ لیں

بسوزند و ریزند یکسر بچاه
جلا دیں اور سب کنووں میں ڈالدیں

ندارند تعظیم نعمت نگاه
نعمت خداداد کی عظمت کا مطلق خیال نہ کریں

تو ذخیره چو زان شهر گردد تهی
جب اس شہر کے ذخیرے خالی ہو جاتی ہیں

تو چون اژدها رخ بآنجا نهی
تو اژدہے کی طرح ادھر متوجہ ہو جاتا ہے

ستائی زبی برگی آن بوم را
لے لیتا ہے تو بے سروسامانی سے اس ملک کو

چو آتش کہ عاجز کند موم را
جسطرح آگ موم کو عاجز کر دیتی ہے

من از بہر آن آمدم پیش باز
مین اس لیے آگے بڑھ آگیا ہون

کہ گردانم از شہر خود این نیاز
کہ اپنے شہر سے تیری یہ آرزو پھیر دون

اگر چہ بزرق و فسون ساختن
اگرچہ مکر اور فریب جیسے چاہیے تو کر سے

نشاید ز چین توشہ پرداختن
چین کے موجودہ سامان تو خالی نہیں کر سکتا ہے

ولیک آشتی بہ ز پرخاش و جنگ
لیکن صلح کر لینا لڑائی سے کہیں بہتر ہے

کہ این داغ و درد آرد آن آب و رنگ
کہ لڑائی داغ اور درد پیدا کرتی ہے اور صلح رونق

مکن کشتی چینیان را خراب
چین والون کی کشتی کو خراب نہ کر

کہ افتد ترا نیز کشتی در آب
نہیں تو تیری کشتی بھی کبھی خرابی مین پڑے گی

قوی دل مشو گرچہ دستت قویست
دلیر مت ہو اگرچہ اسوقت تجکو قدرت ہی

کہ حکم خدا برتر از خسرویست
کیونکہ خدا کا حکم تمام پادشاہت سے برتر ہے

خردمند را نیست کز رای تیز
عقلمند آدمی کو واجب نہیں ہے کہ اپنی تیز رائی سے

کند با خداوند قوت ستیز
زبردست یعنی خدا سے لڑنے کا قصد کرے

بکار آمد عالمی چون خرد
تیری عقل ایسی ہے کہ تمام عالم کے کار آمد ہے

بحکم تو ہر کاری از نیک و بد
اور ہر ایک نیک اور بد کام یعنی انتظام تیرے حکم سے ہوتا ہے

کسی کو کسی را نیاید بکار
وہ شخص جو کسی کے کام نہیں آ سکتا ہے

شمارندہ زو بر نگیرد شمار
سمجھنے والے اسکا کچھ شمار نہیں کر سکتے ہیں

باصل از جہان پادشاہی تر است
جڑ یعنی ابتدا سے تمام جہان کی پادشاہی کی قابل تو ہی ہے

کہ فرمان و فر الہی تر است
کیونکہ حکم اور دبدبہ خدا کا تیرا مددگار ہے

ہمہ چیز را اصل باید درست
ہر چیز کی اصل درست ہونا چاہیے

کہ باشد خلل در بناہای سست
کیونکہ کمزور بنیادون مین خلل پڑتا ہے

خاقان چین بجانب اسکندر

مپندار کز من نیاید نبرد
یہ نہ سمجھ کہ مین لڑ نہین سکتا ہون
چو بر پشت پیلان نہم تخت عاج
جب ہاتھیون کی پیٹھ پر تخت ہاتھی دانت کا رکھونگا مین
سپہر ثریان را در آرم بزیر
سست شیر کو نیچے لا سکتا ہون مین
ولیکن بشاہی و نام آوری
لیکن پادشاہی اور ناموری مین
گر از بہر آن کردی این ترکتاز
اگر تونے اس لیے یہ لشکرکشی کی ہے
بدرگاہ تو سر نہم بر زمین
تیری درگاہ مین زمین پر سر رکھدونگا مین
بہر کار زور آوری در قیاس
جو خواہش تو اپنے دل مین رکھتا ہووے
درین داوری ہیچ پیغارہ نیست
اس معاملے مین کوئی طعن کی بات نہین ہے
جوابے چنین خوب خاطر نواز
جواب ایسا خوب اور دل خوش کرنے والا
چو برخواند نامہ شہ شیر زور
جب پڑھا خط پادشاہ شیرزور یعنی سکندر نے
سپہدار چین از شبیخون شاہ
اگر خاقان چین چونکہ سکندر کے شبیخون مارنے

بر آرم بیک جنبش از کوہ گرد
ایک حملہ مین پہاڑ سے ہلا کی نکال سکتا ہون
ز ہندوستان آورندم خراج
ہندوستان سے میرے لیے خراج لاوینگے لوگ
زنم طاق خرپشتہ بر پشت شیر
شیر کی پیٹھ پر عماری رکھکر سوار ہو سکتا ہون مین
نیم با تو در جستن داوری
تیرے مقابل لڑنے کے لائق نہین ہون
کہ چون بندگان پیشت آرم نیاز
کہ بندون کی طرح تیرے آگے عاجزی کرون مین
نہ من جملہ کشور خدایان چین
فقط مین ہی نہین بلکہ تمام حاکم چین کے
بفرمان پذیری پذیرم سپاس
حکم دے کہ اس حکم کی شکرگذاری سے تعمیل کرون
ز مہمان پرستی مرا چارہ نیست
مہمان کی خاطر کرنے سے مجھے گریز نہین ہے
بقاصد سپردند تا برد باز
قاصد کو لکھکر دیا کہ وہ واپس لے گیا
شکیبندہ تر شد بنخچیر گور
تامل کیا گور کے شکار کرنے مین
بنود این از شام تا صبحگاہ
شام سے صبح تک کبھی غافل نہ رہتا تھا

خاقان چین بجانب اسکندر

بروزیکه از روزها آفتاب
ایک دن اُن ہی دنون مین جس دن کہ آفتاب

بسی جلوه گر بود بر خاک و آب
بہت چمک رہا تھا خاک اور پانی پر

سپهدار چین از سر هوش و رای
خاقان چین نے عقل اور انجام اندیشی سے

سگالشگری کرد با رهنمای
مشورہ کیا اپنے وزیر سے

جهاندیده بود دستور او
ایک جہاندیدہ اُسکا وزیر تھا

جهان روشن از رای پرنور او
جسکی عقل روشن سے تمام جہان روشن تھا

حسابیکه خاقان برانداختی
خاقان چین جو کام کرتا تھا

بفرمان او کار او ساختی
اُسکے کہنے کے موافق کام کرتا تھا

دران کارزان کاردان رای جست
اُسنے اس کام مین اُس واقف کار کی رای لی

که در کارها داشت رای درست
کیونکہ اُسکی رائے ہر کام مین درست تھی

که چون دارم این داوری را بسیچ
کہ مین اس باب مین جو ارادہ رکھتا ہون

چگونه دهم چرخ را گوش پیچ
کیونکر آسمان کی گردش کی گوشمالی کرون

چه مهره برآریم از مهر و کین
کون مہرہ نکالون مین باہر صلح اور دشمنی سے

بر این چین که آمد برابروی چین
اس شکن مین جو شہر چین کے ابرو پر پڑی ہے

بدستور خود گفت خاقان برای
اپنے وزیر سے خاقان نے کہا کہ تدبیر سے

درین کار ما را بکن رهنمای
اس کام مین میری رہنمائی کر تو

اگر جنگ سازم مخالف قویست
یعنی اگر مین لڑتا ہون تو دشمن زبردست ہے

تبارک بر آن تاج کنجسرویست
اُسکے سر پر تاج کیخسرو کا ہے

وگر در ستیزش مدارا کنم
اور اگر لڑنے مین نرمی کرتا ہون

ز بونی بخود آشکارا کنم
تو مجکو اپنی عاجزی ظاہر کرنا پڑتی ہے

ندانم که مقصود این شهریار
مین یہ بھی نہین جانتا ہون کہ مطلب اس بادشاہ کا

چه بود از گذر کردن این دیار
اس شہر مین گذر کرنے سے کیا ہے

خاقان چین بجانب اسکندر

بخاقان چین گفت فرخ وزیر — که مستت ز نصیحت مرا ناگزیر
خاقان چین سے کہا اس دانا وزیر نے — کہ مجھکو نصیحت کرنا ضرور ہی ہے

بر اندیشم از تندی رای تو — که تندی شود کار فرمای تو
لیکن مجھے تیری عقل کی تیزی سے اندیشہ ہے — کہ غصہ تیرا حاکم نہ ہو جاوے

که گنج و بلشکر زور آمدست — زبون گشتن از کار دور آمدست
لشکر اور خزانے پر تجھکو زور آگیا ہے — عاجز بن جانا تجھکو برا معلوم ہووے

جهاندار آمد چنین زورمند — در دوستی را برو در مبند
ایسا زبردست بادشاہ جب آیا ہے — اسپر دروازہ دوستی کا نہ بند کر

بهر جا که آمد ولایت گرفت — نشاید درین کار ماندن شگفت
جس جگہ کہ وہ گیا اسنے ملک لے لیا — اس کام میں متعجب رہنا نہ چاہیے

چه پنداشتی کار بازیست این — همان نکته کارسازیست این
کیا تو اس کام کو کھیل سمجھے ہوئے ہے — اسکی مصلحت سوچنے میں بازی نہیں ہے

بهر شکوه کار خدائی بود — خصومت خدا آزمائی بود
اسی طرح کام دنیا کے یا حکم خدا ہی سے ہے — خدا سے لڑنا دشمنی ہوتا ہے

نشاید زدن تیغ بر آفتاب — نه البرز را کرد شاید خراب
آفتاب پر تلوار مارنا لازم نہیں ہے — کوہ البرز کو کھودنا ممکن نہیں ہے

پذیرا شو ار نه سپهر بلند — بدولت گرایان در آورد گزند
مان لے میرا کہنا نہیں تو آسمان بلند — دولت خداداد کے لوگوں کو ایذا پہونچاتا ہے

نه اقبال را شاید انداختن — که با مقبلان دشمنی ساختن
اقبال کو پست کرنا نا ممکن ہے — نہ اقبالمندوں سے دشمنی کرنا زیبا ہے

مبادا که مقبل ای نیکبخت — که افگندن مقبلان سست سخت
مت الجھ اقبالمند سے ای نیک بخت — کیونکہ زیر کرنا اقبالمندوں کا بہت مشکل ہے

نامۂ خاقان چین بجانب اسکندر

چو مقبل کسی پیش آرد کفش — **طپانچه نشاید زدن بر درفش**

جب اقبالمند کے آگے آ تار دے جوتا — بجلی پر طمانچہ مارنا ممکن نہیں ہے

بیک مهره کم و بیش با او بساز — **که بیگانه اینجا نماند دراز**

کم و بیش ایک حیلے میں اس سے موافقت کر — کیونکہ غیر آدمی یہاں بہت دنوں نہ رہیگا

که آن سنگ بر آبگینه نخست — **که چون بشکند بر نگردد درست**

آئینہ کو پہلے ہی اس لیے پتھر پر دے مارنا چاہیے — کیونکہ جب ٹوٹ جائیگا مشکل سے درست ہوگا

گلی کان زنی بر ستون سرای — **گل افتد نشان ماند بر جای**

مٹی کہ تو مکان کے ستونوں پر لگاویگا — مٹی گر پڑیگی لیکن نشان رہجائیگا

درستی بود زخم را بعد خون — **ولی زخمگه موی نارد برون**

خون نکلنے کے بعد اگرچہ زخم اچھا ہوجاتا ہے — لیکن زخم کی جگہ پر بال پھر نہیں پیدا ہوتے

در آن کوش کاین اژدهای سیاه — **بآزرم یابد درین بوم راه**

اس بات کی کوشش کر کہ یہ سیاہ اژدہا — صلح سے اس ملک میں آوے

بچین بر در آن روز نفرین رسید — **که این اژدها بر در چین رسید**

چین پر اس روز بسی پہونچ گئی — جس دن یہ اژدہا چین کے دروازے پر پہونچا

مپندار کز گنبد لاجورد — **رسد جامه بی کبودی بمرد**

مت خیال کر کہ اس نیلے آسمان سے — کبھی انسان کو نیلا یعنی ماتمی کپڑا نہ پہننا پڑے

نوای جهان خارج آهنگیست — **خلل در بریشم نه در چنگیست**

آواز جہان کی بالکل بے سُری ہے — خطا ریشم یعنی تاروں کی نہیں ہے چنگ بجانیوالے کی ہے

درین پرده گر سازگاری کنی — **هم آهنگ را به که یاری کنی**

اس پردے سے اگر موافقت کرے تو — الاپنے والے کے ساتھ بہتر ہو کہ ساتھ کرے

طرفدار چین چون دران داوری — **بکوشش ندید از فلک یاوری**

بادشاہ چین نے جب اس معاملے میں — آسمان کی کوشش مدد کرنے پر نہ دیکھی

خاقان چین بجانب اسکندر

از چین کارکنان اختیار آمدش | پرستندگی در شمار آمدش

ان باتون سے جو اسکو پسند آئین | اطاعت کرنے کا قیاس اسکے دل مین جم گیا

بران عزم شد کاورد سربراه | برسم رسولان شود نزد شاه

اس ارادے پر مضبوط ہوا کہ روانہ ہو | بطور ایلچیون کے سکندر کے پاس جائے

ببیند جهانداری شاه را | همان سرفرازان درگاه را

دیکھے سکندر کی حکومت کو | اور اس کے اراکین درگاه کو

تماشای آن شاه بافر کند | پس آنگاه تدبیر دیگر کند

زیارت اس پادشاه عظیم الشان کی کرے | بعد اسکے کوئی دوسری تدبیر کرے

چو روز دگر خور ز مشرق بتاخت | سپهدار چین کار رفتن بساخت

جب دوسرے دن آفتاب پورب سے نکلا | پادشاه چین نے سامان روانگی کا تیار کیا

آمدن خاقان چین خود برسالت بر اسکندر

پادشاه چین کا خود ہی سکندر کے پاس قاصد کی طرح جانا

سحرگه که زورق کش آفتاب | ز ساحل در افگند زورق بر آب

صبح کے وقت جب ملاح آفتاب نے | کنارے سے کشتی پانی پر ڈالی

سپهدار چین شهریار ختن | رسولی برآراست بر خویشتن

چین اور ختن کے پادشاه نے | ایلچیانہ لباس اپنے پر آراستہ کیا یعنی خلعت پہنا

بلشکرگه شاه عالم شتافت | بدانسان که این راز کس در نیافت

پادشاه عالم یعنی سکندر کے لشکر کیطرف چلا | اس طرح کہ کسیکو بھید معلوم نہوا

چو آمد بدرگاه شاهنشهی | ازان آمدن یافت شه آگهی

جب آیا سکندر کے دربار مین | اسکے آنے کی خبر پائی سکندر نے

که خاقان رسولی فرستاده است — **بدیدن همایون بگفتن درست**

کہ خاقان چین نے ایک نہایت تیز قاصد بھیجا ہے — جو دیکھنے مین خوبصورت اور بات کرنے مین درست ہو

بفرمود خسرو که بارش دهند — **بجای رسولان وارش دهند**

حکم دیا سکندر نے کہ اسکو آنے دو — قاصدون کی جگہ اُسکو بیٹھنے دو

درآمد پیام آور سرفراز — **پرستش کنان برد شه را نماز**

آیا قاصد سربلند یعنی شاہ چین — تعظیم کرتے ہوئے سکندر کا آداب شاہی بجالایا

بفرمود شه تا نشیند زپای — **سخنهای فرموده آرد بجای**

حکم دیا سکندر نے کہ پائین بیٹھے — کہی ہوئی باتین بیان کرے

بفرمان شه آن سخنگوی مرد — **نشست و نشاننده را سجده کرد**

سکندر کے حکم سے وہ مرد زبان آور — بیٹھا اور بٹھلانے والے کو سجدہ کیا

زمانی شده دیده برهم نزد — **ز نیک و بد خویشتن دم نزد**

بہت دیر گذری آنکھ اوپر نہ اٹھائی — نیک اور بد سے خود کچھ نہ کہا

ز پرگار آن حلقه مدهوش ماند — **دران حلقه چون نقطه خاموش ماند**

اُس جماعت کے حلقے سے حیران رہا — اُس حلقے مین مثل نقطے کے خاموش رہا

اشارت چنان آمد از شهریار — **که پیغامی ار نیک داری بیار**

اشارہ ایسا آیا پادشاہ سے یعنی سکندر نے کہا — کہ اگر تو اچھا پیام رکھتا ہے یعنی لایا ہے تو کہہ

مه رومی پوشیده در زیر میغ — **بگوهر زبانی درآمد چو تیغ**

بدلی مین منہ چھپائے ہوئے چاند یعنی شاہ چین — زبان سے موتی گرانے لگا تلوار کی طرح

کز آمد شد شاه ایران و روم — **برومند بادا همه مرز و بوم**

کہ پادشاہ ایران اور روم کی آمد و رفت سے — پھلمند یعنی آباد ہو گئے ہین سب شہر

ز چین تا ذگر بارهٔ اقصای چین — **بفرمان شه باد یکسر زمین**

شہر چین سے اور کنارہ چین تک — حضور کے حکم مین ہو جائے تمام زمین

آمدن خاقان چین بخود در رسالت بر اسکندر

بفرمان شه مرد پوشیده راز
سکندر کے حکم سے مرد چھپے ہوئے بھید نے
زر از نهفت گره کرد باز
پوشیدہ بھید سے گرہ کھولی یعنی بیان کیا

چو برقع ز روی سخن برگرفت
جب برقع باتون کے چہرے سے اٹھایا
سر آغاز آن از دعا برگرفت
آغاز اسکا دعا سے اٹھایا

که تا سبزه رونده باشد بباغ
کہ جب تک باغ میں سبزہ اگتا رہے
گل سرخ تابد چو روشن چراغ
سرخ پھول روشن چراغ کی طرح چمکتے رہیں

رخت باد چون گل برافروخته
چہرہ تیرا پھول کی طرح روشن رہے
جهان از تو سرسبزی آموخته
جہان تجھ سے سرسبزی پاتا رہے

نگین فلک زیر نام تو باد
آسمان کا نگینہ تیرے نام کے نیچے یعنی مطیع رہے
همه کار دولت بکام تو باد
سب کام حضور کے مقصد کے موافق ہوں

سر اینم که گر بنده را شهریار
میں اس ارادے پر تھا کہ اگر مجھکو بادشاہ
شناسد نیایش نباید بکار
پہچان لیگا تو تعریف کرنیکی ضرورت نہیں ہے

وگر راز پوشیده آگاه نیست
اور اگر پوشیدہ بھید سے وہ آگاہ نہوگا
به از راستی پیش او راه نیست
تو سچ سے بہتر اسکے آگے میری راہ اور نہیں ہے

منم آن قاصد خود فرستاده ام
میں وہ قاصد اپنا بھیجا ہوا ہوں
کز آن پیش کافکندی افتاده ام
کہ اس سے پہلے کہ گرا دے تو گر پڑا یعنی عاجز ہوا

منم شاه خاقان سپهدار چین
میں ہی بادشاہ خاقان چین کا بادشاہ ہوں
که در خدمت شاه بوسم زمین
کہ بادشاہ کی زمین خدمت کو بوسہ دوں

سکندر ز گستاخی کار او
سکندر نے اسکے کام کو گستاخی کے سبب
پسندیده نشمرد گفتار او
پسندیدہ نہ شمار کیں باتیں اسکی

به تندی بر و بانگ زد درشت
نہایت خفگی سے اسپر زور سے چلا اٹھا
که پیدا بود روی دیبا ز پشت
کہ ظاہر ہوتا ہے منہ دیبا کا پشت سے

آمدن خاقان چین در رسالت

شناسم من از باز گنجشک را
مین اور چڑیون سے باز کو پہچان سکتا تھا

ہمان از جگر نافۂ مشک را
اور کلیجے کے بنائے ہوئی نافے سے مشک کو

ولیکن نگہدارم آزرم و آب
لیکن بلحاظ صلح اور آبرو کا رکھتا ہون مین

ز پوشیدگان بر ندارم نقاب
چھپائے ہوئے لوگون کا پردہ فاش نہین کرتا

چہ گستاخ روئی بر آن داشت
کیسا بیباکی نے تجکو اس بات پر مستعد کیا

کہ در پردہ پوشیدہ نگذاشت
کہ پردے مین پوشیدہ نہ رہنے دیا تجکو

چہ ہی ہیبتی دیدی از شاہ روم
کیا ہیبت تو نے دیکھی تو نے شاہ روم یعنی مجھ سے

کہ پولاد را نرم دانی چو موم
جو فولاد کو نرم جانا تو نے موم کی طرح

نترسیدی از زور بازوی من
نہین خوف کیا تو نے میرے زور بازو سے

کہ خاک افگنی در ترازوی من
کیون خاک کی میری ترازو مین

گوزن جوان گرچہ باشد دلیر
ہرن جوان بارہ سنگھا اگرچہ کتنا ہی دلیر ہووے

عنان بر کہ برتابد از راہ شیر
بہتر ہے کہ شیر کی راہ سے منہ پھیر لے

جوابش چنان داد خاقان چین
خاقان چین نے سکندر کو یہ جواب دیا

کہ ای در خور صد ہزار آفرین
کہ اے شخص تو لاکھون تعریف کے لائق ہے

بدین بارگہ زان گرفتم پناہ
اس بارگاہ مین اسوجہ سے پناہ لی ہے مین نے

کہ بی زینہاری ندیدم ز شاہ
کہ سوا بادشاہ یعنی حضور کے اور کہین مین نے پناہ دیکھی

چو من ناگرفتہ در آیم بدر
جب مین بغیر گرفتاری کے خود چلا آیا ہون

نبرد مرا ہیچ بدخواہ سر
کوئی دشمن میرا سر نہ کاٹ سکے گا

شہ شیر چندان بود کینہ ساز
سیاہ رنگ کا شیر اگرچہ بہت کینہ ور ہوتا ہے

کہ از دور دندان نماید گراز
لیکن جب دور سے سور دانت کھاتا یعنی گرگراتا ہے

چو دندان کنان گردن آرد بزیر
جب وہ دانت نکال کر گردن جھکا دیتا ہے

زگردن کند خون او تند شیر
اپنی گردن سے اسکا خون دور کردیتا ہے وہ تند شیر

آمدن خاقان چین در رسالت

زمین چون دل شاه رنجوره نیست — جوانمردی شه ز من دور نیست
مجھ سے چونکہ دل حضور کا رنجیدہ نہین ہے — بہادری حضور کی میرے دل سے دور نہین ہے

مرا بیم شمشیر چندان بود — که شمشیر من تیز دندان بود
مجکو اسقدر حضور کی تلوار کا خوف ہے — جتنی میری تلوار کے تیز دانت ہین

چو من با سکندر نه دارم ستیز — کجا دارم اندیشه از تیغ تیز
چونکہ مین سکندر سے لڑنا نہین چاہتا — پھر مجکو اسکی تیز تلوار کا کیا خوف ہے

دگر کان جنایت نکردم نخست — که بر من گرفتاری آید درست
دوسرے وہ کہ مین نے پہلے کوئی خطا نہین کی ہے — کہ قید ہونا مجھپر واجب ہووے

تو آورده سوی من تاختن — مرا با تو کفرست کین ساختن
تو نے خود میری طرف حملہ کیا ہے — میرے نزدیک تجھ سے لڑنا کفر ہے

خصومتگری بر گرفتم ز راه — بدین اعتماد آمدم نزد شاه
دشمنی علحدہ کر دی مین نے راہ سے — اسی بھروسے پر مین خود حضور کے پاس آگیا

چو من مهربانی نمایم بسی — نبرد سر مهربانان کسی
جب مین بہت مہربانی کرتا ہون — مہربانون کا سر کوئی نہین کاٹتا ہے

وگر نیز کردم گناهی بزرگ — عجزی بود عذرخواهی بزرگ
اور اگر مین نے کوئی بڑا گناہ بھی کیا ہے — عاجزی سے زیادہ اور عذرخواہی کیا ہے

نوازنده تر شد ز انصاف شاه — که رحمت برد خاصه بر بیگناه
سرفراز زیادہ ہے انصاف سے بادشاہ — کیونکہ رحم کرتا ہے خاص بیگناہ پر

پناهنده را سر نیارد به بند — ز زنهاریان دور دارد گزند
پناہ مانگنے والے کی گردن نہ دبائے — پناہ مانگنے والون سے ایذا دور رکھے

اگر من بدین بارگاه آمدم — بدستوری عدل شاه آمدم
مین اگر اس بارگاہ مین آیا ہون — بادشاہ کے عدل کی اجازت سے آیا ہون

که شاه جهان دادگر داورست
خدایش بهر کار زان یاورست

کہ بادشاہ جہان کا یعنی حضور عادل حاکم ہین
اسوجہ سے ہر کام مین خدا آپکا مددگار ہے

از آن چرب گفتار شیرین زبان
گره بر گشاد از دل مرزبان

اس تیز باتون اور شیرین زبان سے
خاقان نے مہاندار یعنی سکندر کے دلکی گرہ کھولدی

بدو گفت نیک آمدی شاد باش
ز بند گرفتاری آزاد باش

اس سے سکندر نے کہا کہ خوب آیا تو خوش رہ
قید ہونے کے خوف سے بیفکر رہ

حساب تو زین آمدن ره نبود
چه گستاخی آمد بباید نمود

یعنی تیرا اسمطلب سے آنے سے کیا تھا
کیون یہ گستاخی کی اسکو ظاہر کرنا چاہیے

پناهنده گفت ای پناه جهان
ندارم ز تو حاجت خود نهان

خاقان نے کہا اے سکندر
مین تجھ سے اپنا مطلب پوشیدہ نہین رکھتا ہون

بدان آمدم سوی درگاه تو
که بینم صفای تو و راه تو

مین اسلئے پہنچا تیرے حضور تک آیا تھا
کہ تیرا امتحان کیا اور تیرا طریقہ دیکھون

گرین آمدن شاه را کام چیست
وزین جنبش آغاز و انجام چیست

کہ حضور کی تشریف آوری کا مقصد کیا ہے
اور حضور کے اس قدم رنجہ کا آغاز اور انجام کیا ہے

گرم دسترس باشد از روزگار
کنم بر غرض شاه را کامگار

اگر مجھکو بھی زمانے سے مقدور ہووے
اور مجھکو بادشاہ کی غرض بمقصد ورہجا ہو تو خیر

گر آن کام نگشاید از دست من
همان تیر دور افتد از شست من

اور اگر وہ مقصد تیرا ہاتھ سے نہ حاصل ہوسکے
اور میری جنگی سے دور گر پڑے یعنی

زمین را ببوسم بخواهشگری
مگر دور گردد شه از داوری

تو زمین خدمت کو بوسہ دون عذرخواہی سے
شاید بادشاہ لڑائی کی راہ سے علیحدہ ہوجای

چو من جان ندارم ز خسرو دریغ
چه باید زدن جنگ در تیر و تیغ

جب مین نے حضور سے اپنی جان کا افسوس کیا
کیون لیجانا چاہیے ہاتھ تیر اور تلوار مین

گهر چون بآسانی آید بچنگ
موتی اگر آسانی سے ہاتھ میں آجاوے
بسختی چه باید تراشید سنگ
کیون سختی سے تراشنا چاہیے پتھر

مرادی که در صلح گردد تمام
جو مراد کہ صلح میں پوری ہو جاوے
چه باید بجنگ دادن لگام
کیون لڑائی کی طرف پھیرنا چاہیے لگام

اگر تخت چین باید و تاج فور
اگر تخت چین کا ہووے اور تاج فور کا
تو فرمای بستان این بنده زود
یہ غلام بیچنے میں طاقت سے باہر نہیں ہون

وگر نگذری از تماشای من
اور اگر محبت سے نہ گذرے تو میری
ببخشی بمن جای آبای من
میرے باپ دادا کی جگہ مجھکو دیوے

پذیرنده مهر نامت شوم
قبول کرنے والا تیرے نام کی محبت کا ہون
درم نا خریده غلامت شوم
تیرا بغیر درم کا خریدا ہوا غلام ہو جاؤنگا

زیانی ندارد که در ملک شاه
نقصان نہیں ہے کہ بادشاہ کے ملک میں
زیادت شود بنده نیکخواه
زیادہ ہووے ایک نیک خواہ بندہ

بچین بر قبا بسته کین مباش
شہر چین پر دشمنی کی کمر ست باندھ
قبای ترا گو یکی چین مباش
تیری چکن میں گو ایک شکن نہ رہے

بجعد غلامان کشور بها
قیمت زلف ملک کے غلامون کے بدلے
بکن بر چو من بنده چینی رها
معاف کر مجھ اپنے بندے کو ایک چین

گرفتار چین کی بود روی ماه
شکن میں کب گرفتار ہوتا ہے منہ آفتاب کا
ز چین دور به طاق ابروی شاه
شکن سے علیحدہ بلندی ابروی شاہ کی بہتر ہے

شهنشاه گفت ای پسندیده رای
سکندر نے کہا اے نیک عقل
سخنها که پرسیدی آرم بجای
جو باتیں کہ پوچھیں تو نے بتلاتا ہوں میں

بسوزان کشیدم باقصای چین
سوجھے میں نے ملک چین کی طرف لشکر کشی کی تھی
که آرم بکف ملک توران زمین
کہ ملک توران کا فتح کروں میں

آمدن خاقان چین خود برسالت نزد سکندر

ملک کے غلامون کی زلفون کی قیمت میں مجھکو ملک چین کا معاف کر دے ۱۲

یعنی شکن کے آفتاب کے چہرے پر کوئی شکن نہیں ہوتی اسی طرح حضور کے ابرو پر کوئی شکن نہ رہے

بد اندیش را سر برآرم بخاک
کنم گیتی از کینش بیگانہ پاک
اور اپنے دشمنون کو زیر کردون مین
اور جہان کو اپنے دشمنون سے پاک کرون

بفرمان پذیری بہر کشوری
نشانم جداگانہ فرمانبری
ہر ایک فرمانبردار کو ہر ایک ملک مین
بٹھلاؤن مین ایک نیا مطیع اپنی طرف سے

چو تو بے تب خون شمشیر من
نہادی بہ تسلیم سر زیر من
جب کہ تو نے بغیر میری تلوار کے شبخون کے
رکھدیا سر بندگی کا تو نے زمین پر

سرت را سریر بلندی دہم
ز تاج خودت بہرہ مندی دہم
اب تیرے سر کو تخت بلندی کا دیتا ہون مین
اپنے تاج سے تجکو بہرہ مند کرتا ہون

نہ تاج از تو خواہم نہ کشور نہ تخت
نگیرم درین کار با تو سخت
نہ مین تجھ سے تاج مانگتا ہون نہ ملک اور نہ تخت
نہ ان کامون مین تجھسے زبردستی کرتا ہون

ولیکن بشرطیکہ از ملک خویش
کنی ہفت سالہ مرا دخل پیش
لیکن شرط یہ ہے کہ اگر اپنے ملک سے
سات برس کی آمدنی میرے نذر کرے

چو آری بمن عہدہ ہفت سال
دگر عہدہا بر تو گردد حلال
اگر تو سات برس کا خراج مجھے دیدیگا
اور خراج تجکو حلال ہو جائین گے

شنوندہ فرہنگ را ساز کرد
جوابے پسندیدہ تر باز کرد
سننے والے یعنی خاقان چین نے کیا دانائی کی
اور کیا ہی معقول جواب سکندر کو دیا

کہ چون خواہد از من خدیو تاج
بعمر چنین ہفت سالہ خراج
کہ جب بادشاہ یعنی حضور مجھسے طلب کرتے ہین
اسوقت سات برس کا خراج

جہان بہ کہ پاداش مالم دہد
خط عمر تا ہفت سالم دہد
تو ایسا مناسب ہے کہ میرے مال کے بدلے مین مجکو اب
سات برس کی زندگی کا اقرار لکھ دین

جہان جوی را پاسخ نغز او
پسند آمد و گرم شد مغز او
سکندر کو اسکا ایسا پسندیدہ جواب
پسند آیا اور اسکے دماغ مین محبت نے جوش کیا

آمدن خاقان چین بخدمت سکندر

بدو گفت شش ساله دخل دیار
اس سے کہا کہ ای خاقان چھ برس کا محصول تیرے ملک کا

چو دیدم ترا زیرک و هوشمند
چونکہ میں نے تجکو نہایت دانا اور ہوشیار دیکھا

چو سالار ترکان ز سالار دهر
جب خاقان چین سکندر کے پاس سے

بنوک مژه خاک درگاه رفت
پلکوں سے خاک درگاہ کی صاف کی

که شه گرچه گفتار خود را بجای
کہ حضور اگرچہ اپنے اقرار پر قائم رہیں

مرا بر چنین زینهاری نخست
پہلے مجکو ایسی پناہ دینے کے مضمون کا

که من چون کشم دخل یکساله پیش
کہ جب میں ایک سال کا خراج پیش کروں

چو تعویذ بازو کنم خط شاه
مثل بازو کے تعویذ کے حضور کا فرمان رکھونگا

و هم خط بخون نیز من شاه را
میں بھی ایک تحریر حضور کو خون سے کر دونگا

بر این عهد شان رفت پیمان بسی
اسی اقرار پر ان دونوں میں باہم بہت اقرار ہوئے

نخواهند کین تازه وارند مهر
لڑائی نہوگی محبت بڑھتی جائیگی روز بروز

بپاس مرز تو دادم ای هوشیار
تیری مرزوبوم یعنی قدم رکھنے میں تجکو میں نے بخشدیا

بیکساله دخل از تو کردم بسند
بس صرف ایک ہی سال کا خراج لینا مناسب سمجھا

بدان خرمی گشت فیروزه بهر
اس خوشی سے ہوا نصیبہ ور

پس از رفتن خاک با شاه گفت
اور بعد خاک بوسی کے سکندر سے کہا

بیارد که نیروش باد از خدای
اور اقرار پہ قائم رہیے میں خدا آپکو توفیق دیگا

خطے باید از دست خسرو درست
حضور کا دستخطی ایک فرمان چاہیے

شهم زینهار گیر واز جای خویش
حضور مجکو تحفہ سے جو آرہیں یا استقلال مجکو پیمان شکنی نہ رہے

بجای سر خویش دارم نگاه
اپنے سر کی جگہ اسے باحتیاط رکھونگا میں

که جز بر وفا نسپرم راه را
کہ سوا دوستی کے دوسری راہ نہ چلونگا میں

که در بیوفائی نکوشد کسی
کہ کوئی بیوفائی یعنی عہد شکنی کی کوشش نہ کریگا

مگر گر روش باز ماند سپهر
لیکن اگر آسمان اپنی چال سے باز رہے

بفرمود شه تا قبیصان بار
حکم دیا سکندر نے کہ جو بدب دار

ز گنجینه زرش پایه برتر نهند
سونے کی بڑی سے بڑی کتال کر اسکا اعزاز کریں

کنند این فرو بسته را رستگار
اس قیدی یعنی خاقان چین کو کھول دیں

بتارک برش تاج گوهر نهند
اسکے سر پر تاج موتیوں کا رکھ دیں

چو شد کار خاقان ز قیصر بسان
جب خاقان چین اور سکندر میں صلح ہو گئی

خرامان و خندان و شادی کنان
خوش اور خرم اور نہایت بشاش

بلشکرگه خویش برگشت باز
اپنے لشکرگاہ کی طرف خاقان چین واپس آیا

درآمد بچین طبل شادی زنان
آیا ملک چین میں خوشی کا نقارہ بجاتا ہوا

آمدن شاه چین پیش سکندر و بدگمانی سکندر ازو

بادشاہ چین کا سکندر کے سامنے مع لشکر کے اور سکندر کا بدگمان ہونا

چو سلطان شب چتر بر سر گرفت
جب رات کے بادشاہ نے چتر سر پر دیا یعنی چاند نکلا

سواد جهان راه عنبر گرفت
تمام جہان میں تاریکی کی خوشبو اڑی

ستاره چنان گنجی از زر فشاند
ستاروں نے ایسا خزانہ سونے کا بکھرایا

که مهد زمین گاو بر گنج راند
گویا زمین نے بیل چلانے میں خزانہ پایا

سکندر نفس کرده بر باده تیز
سکندر نے اپنی طبیعت کو شراب نوشی پر مائل کیا

زمین را ز می کرد یاقوت ریز
زمین کو شراب سے سرخ کر دیا

نشست از گه شام تا صبحدم
بیٹھا رہا شام کے وقت سے صبح تک

روان کرد بر یاد جم جام جم
اور برابر جام شراب کے دور چلتے رہے

خسک ریخته بر گذر خواب را
نیند کے راستے پر گوکھرو پھیلا دئے یعنی ذرہ نہ سویا

فراموش کرده تگ و تاب را
بھول گیا تمام دوڑ دھوپ یعنی تھکائی کو

دل از کار دشمن شده بی هراس
دل دشمن کے کام سے بے خوف ہو گیا

نه پروای لشکر نه آوای پاس
نہ ضرورت لشکر کی رہی نہ آواز پہرے والوں کی

صبوحی ملوکانه تا صبح رانده
بادشاہوں کی طرح شراب صبح کی بھی پی

همیداشت شب زنده تا شب نمانده
رات بھر جاگتا رہا یہانتک کہ رات باقی رہی

چو یاقوت ناسفته را چرخ سفت
جب بغیر بید سے یاقوت کو آسمان نے پرو دیا

جهان گشت با تاج یاقوت جفت
جہان یاقوت کے تاج سے جفت ہوا

درآمد ز در دیدبانی پگاه
آیا بہت تڑکے دروازے سے ایک چوکیدار

که غافل چرا گشت یکباره شاه
کہ ایسے غافل کیوں ایکبارگی حضور ہو گئے

رسید اینک از دور خاقان چین
آپہونچا ہے ابھی دور سے خاقان چین

بدانسان که لرزد بزیرش زمین
اس طرح کہ زمین کے نیچے زلزلہ پڑا ہے

جهان در جهان لشکر آراسته
جہان جہان یعنی بے انتہا لشکر آراستہ کیے ہوئے

ز بوق دهل بانگ برخاسته
شہنا اور نقاروں کی آواز آرہی ہے

ز بس پای پیلان که آزرده راه
ہاتھیوں کے پاؤں سے اتنی زمین کھد گئی ہے

شده گرد بر روی خورشید و ماه
کہ آفتاب اور ماہتاب کے چہرے تک خاک پہونچ گئی ہے

سپاهی که گر بازجوید بسی
ویسی سپاہ کہ اگر بہت تلاش کیجائے

نه بیند بیک جای چندان کسی
کسی جگہ اتنے آدمی کوئی نہ دیکھ پائے

همه آلت جنگ برداشته
سب لوگ ہتیار لڑائی کے لیے ہوئے

چو دریائی از آهن انباشته
مثل ایک دریا کے لوہے سے پٹا ہوا

نشسته ملک بر یکی ژنده پیل
اور خاقان چین ایک مست ہاتھی پر سوار ہے

ز ما تا بدو نیست بیش از دو میل
اب ہمارے اسکے دو میل سے زیادہ دوری نہیں ہے

چو زین شعبده یافت شه آگهی
جو اس شعبدے کی خبر سکندر نے پائی

فرود آمد از تخت شاهنشهی
اترا آیا تخت پادشاہی سے

شاه چین پیش سکندر بگمانی

نشست از بر بارہ رہ نورد | **بر آراست لشکر بہ رسم نبرد**

سوار ہوا اپنے تیز رفتار گھوڑے پر — آراستہ کیا لشکر بطور لڑائی کے

بر خاش خاقان کمر بست چست | **کہ نشمرد پیمان او را درست**

خاقان چین کی لڑائی کے لیے کمر باندھی کس کر — کیونکہ اسکے قول کو درست نہ شمار کیا

بفرمود تا کوس رویین زدند | **با برو در از چینیان چین زدند**

حکم دیا کہ نقارے دھات کے بجا دیں — ابرو پر چین والوں کی طرف سے شکن ڈالی

بر آراست لشکر چو کوہ بلند | **بشمشیر و گرز و کمان و کمند**

تیار کی فوج مثل بلند پہاڑ کے — تلوار اور گرز اور کمان اور کمند سے

سر آہنگ تا ساقہ از تیر و تیغ | **بر آورد کوہے ز دریا بمیغ**

آگے کی فوج سے پیچھے کی فوج تک تیر اور تلوار سے — نکالا ایک پہاڑ دریا سے برابر بدلی کے

چو خاقان خبر یافت از کار او | **کہ آمد سکندر بہ پیکار او**

جب خاقان چین نے خبر پائی اسکے کام سے — کہ آیا سکندر اسکی لڑائی کے لیے

برون آمد از موکب قلبگاہ | **بآواز گفتا کدامست شاہ**

باہر نکلا لشکر کے قلب گاہ سے — آواز سے پکارا کہ سکندر کہاں ہے

بگوئید کار د عنان سوی من | **ندارد نہان روی از روی من**

کہدو کہ میری طرف باگ گھوڑے — میرے منہ سے اپنا منہ نہ چھپاوے

سکندر چو آواز چینی شنید | **قبای فراگن بچین برکشید**

سکندر نے جب آواز خاقان کی سنی — چہلتہ ریشمی غصے سے بدن پر پہنا

برون راند پیل افگن خویش را | **رخ افگند پیل بد اندیش را**

اور لشکر کے درمیان سے اپنا گھوڑا باہر نکالا — دشمن کے پیل پر اپنا رخ ڈالا

بنفرین ترکان زبان برگشاد | **کہ بی فتنہ ترکی ز مادر نزاد**

توران والوں کی ملامت کے لیے زبان کھولی — کہ بغیر فساد کے کوئی ترک ماں کے پیٹ سے نہ پیدا ہوا

شاہ چین پیش سکندر و گدائی

ز چینی بجز چین ابرو مخواه
چینیون سے ناک بھون چڑھانیکے اور امید نہین ہے

ندارند پیمان مردم نگاه
اقرار کسی آدمی کا خیال نہین رکھتے ہین

سخن راست گفتند پیشینیان
سچ بات کہی ہے اگلے لوگون نے

که عهد و وفا نیست در چینیان
اقرار کے پورا کرنیکا طرز چین والون مین نہین ہے

ز چینی بجوید کسے مردمی
چینیون سے کوئی شخص مروت کی امید نہ کرے

که جز صورتی نیست شان آدمی
کیونکہ ان مین سوا آدمی کی سی صورت نیکے اور کچھ نہین ہے

همه تنگ چشمی پسندیده اند
سب لوگ اپنی آنکھین بند کر لیتے ہین

فراخی چشم کسان دیده اند
اور ورن کی سیر چشمی دیکھا کرتے ہین

وگرنه پس اینچنین آشتی
اور جو نہین بعد ایسی مصالحت کے

ره خشمناکی چه برداشتی
راه لڑائی کی کیون چلا تو

دران دوستی جستن اول چه بود
اس پہلے کی دوستی کرنے مین کیا تھا

درین دشمنی کردن آخر چه سود
اس دشمنی کرنے مین آخر کیا فائدہ ہے

مرا دل یکی بود و پیمان یکے
میرا ایک دل تھا اور ایک ہی اقرار

درستی فراوان فریب اندکے
ٹھیک ٹھیک باتین بہت اور فریب تھوڑا سا

خبر نے که مهر شما کین بود
خبر نہ تھی کہ تم لوگونکی محبت بھی دشمنی ہوتی ہے

دل ترک و چین پر خم و چین بود
دل ترکون اور چینیون کا نہایت پیچدار ہوتا ہے

اگر ترک چینی وفا داشتے
اگر ترک چین کا مجھ سے صلح رکھتا

جهان زیر چین قبا داشتے
جہان کو اپنی قبا کی شکن مین رکھ لیتا

مرا بسته عهد کردی چو دیو
مجھکو مثل دیو کے اقرار کا پابند کیا تھا تونے

ببد عهدی اکنون برآری غریو
اب پیمان شکنی سے نعرہ مار رہا ہے تو

اگر کوه پولاد شد پیکرت
اگر تیری شکل فولادی پہاڑ کی سی ہو گئی ہے

وگر خیل یاجوج شد لشکرت
اور اگر تیرا لشکر یاجوج کے گروه کیطرح ہو

آمدن
شاه چین پیش سکندر به بدگمانی

بجنبند یاجوج پولاد خای
نہ ہلے گا یاجوج پولاد کے چبا جانیوالے سے

سکندر چو سدِّ سکندر بجای
سکندر مثل سدِ سکندر کے جگہ سے

تذروی کہ بر وی سر آید زمان
وہ چکور جسکا زمانۂ عمر قریب ختم آجاتا ہے

بہ نخچیر شاہینش آید گمان
شاہین کے شکار کا خیال اسکے دل مین آجاتا ہے

ملخ چون پر سرخ را ساز داد
ٹیڑیون کے جب سرخ پر نکل آئے

بہ گنجشک خطی بخون باز داد
چڑیون کے واسطے ایک خط خون کا لکھ دیا

اگر سر برآرے ربایم کلاہ
اگر سربلند کرے گا تو تاج تیرا اُتار لونگا مین

وگر پوزش آری پذیرم گناہ
اور اگر عذر کرے گا تو معاف کردونگا مین گناہ

ہم از نیت و ز نیش در کیش ہاست
میرے ترکش مین روغن اور بھڑ دونون مین

چو زنبور ہم نوش و ہم نیش ہست
مثل بھڑ کے شہد بھی ہے اور ڈنک بھی ہے

سپہدار چین گفت کای شہریار
خاقان چین نے کہا کہ اے بادشاہ

نہ پیچیدہ ام گردن از زینہار
مین نے تیری پناہ سے سر نہین پھیرا ہے

ہمان زینہارم کہ بودم نخست
وہی پناہ جو پہلے مجکو تھی اب بھی ہے

بسوگند محکم بہ پیمان درست
اپنی قسم پر مضبوط اور اقرار پر قائم ہون

چو گشتم پذیرای پیمان تو
جب مین نے تیرے اقرار کو قبول کرلیا

نہ بندم کمر جز بفرمان تو
اب سوا تیرے حکم کے اور کسی بات پر کمر نہ باندھونگا

ازین جنبش این بود مقصود من
اس فوج کشی سے میرا مطلب صرف یہ تھا

کہ خوشبو کنی مجمر از عود من
کہ میری انگیٹھی مین جو عود سلگ رہا ہے اسکی خوشبو سونگھے تو

ندانی کہ من با چنین دستگاہ
تو نہین جانتا ہے کہ مین با وصف اتنی قدرت کے

کہ بر چرخ گردان کشیدم سپاہ
کہ برابر آسمان بگردش کے پہلے کر فوج کشی کر سکتا ہون مین

نباشم چنان عاجز و زور کور
مین ایسا کمزور اور بیخبر نہ تھا ہرگز

کہ برگردم از جنگ بیدست مور
کہ پھر جاتا مین جنگ سے بغیر لڑائی کیے ہوے

بآئین سازِ لشکر که بینی چو کوه
لیکن اس لشکر کی تیاری جو مثل پہاڑ کی دیکھتا ہے تو

زجوشنده دریا نیم ستوه
او بلنے والے دریا سے نہون گا مین عاجز

و لیکن ترا بخت یاریگر ست
لیکن چونکہ نصیبہ تیرا مددگار ہے

زمینت رهی آسمان چاکرست
زمین تیری تابع اور آسمان تیرا غلام ہے

ستیزندگی با خداوند بخت
لڑائی نصیبہ ور شخص سے

ستیزنده را سر درآرد ز تخت
لڑنے والون کو تخت سے اُتار دیتی ہے

فلک میکند شاه را یاوری
آسمان آپ کی مددگاری کرتا ہے

مرا با فلک کی رسد داوری
مجکو آسمان سے لڑائی کہان ہو سکتی ہے

چو گفت این فرود آمد از پشت پیل
جب یہ کہہ چکا ہاتھی کی پیٹھ سے نیچے اُتر آیا

سوی مصر شه رفت چون موج نیل
طرف لشکر سکندر کے گیا مثل دریای نیل کے

چو شه دید کان خسرو عذر ساز
جب سکندر نے دیکھا کہ وہ بادشاہ عذر کرنیوالا

پیاده بنزدیک وشد فراز
پیدل اُسکے پاس اُتر کر گیا

ز بهرش یکی مرکبے زر کشید
اُسکے لیے ایک گھوڑا تیار کروایا

ز سر تا کفل زیر زر ناپدید
سر سے پیچھے تک سونے کے نیچے چھپا ہوا

چو بر بارگی کامرانیش داد
جب گھوڑے پر بیٹھنے کی اجازت اُسکو دی

بهم پهلوی پهلوانیش داد
اپنے برابر اُسکو پہلوانی عطا فرمائی

جز آنش دگر داد بسیار چیز
سوا اسکے اُسکو اور چیزین بھی دین

رها کردش آن دخل یکساله نیز
چھوڑ دیا اُسکو وہ یک سالہ محصول بھی

چو شد شاه را شاه خاقان رهی
جب خاقان چین سکندر کا غلام ہو گیا

خصومت شد از خانها منتهی
دشمنی دونون خاندانون سے جاتی رہی

دو لشکر یکی شد دران پهن جای
دونون لشکر ایک ہو گئے اس میدان چوڑے مین

دو لشکر شکن را یکی گشت رای
دونون بادشاہ یکدل اور یکراے ہو گئے

آمدن شاه چین پیش سکندر و برگمانی

سلاح از تن و خوی زره ریختند
ہتیار بدن سے کھولے پسینے منھ کو پونچھ ڈالے

بداد و ستد در بهم آمیختند
دونوں شخص ایک دوسرے کو تحفے بھیجنے لگے

سپهدار چین هر دم از چین دیار
خاقان چین ہمیشہ شہر چین سے

فرستاد نزلی سوی شهریار
بھیجنے لگا ایک تحفہ سکندر کے پاس

که درگه نشینان شه را تمام
کہ سکندر کے تمام لشکر اور اراکین کو بخوبی

کفایت شدی نزل در صبح و شام
کافی ہوتا تھا صبح اور شام کھانے کے لیے

همی بود رود و می و جام شان
بجتا رہا رود اور چلتا رہا دور انکے جام شراب کا

همان نزد یکدگر آرام شان
اور ایک دوسرے کے پاس آرام سے رہنے لگے

چو از می به نخچیر پرداختند
جب شراب سے شکار کی طرف معروف ہوتے

بیکجای نخچیر می ساختند
ایک ہی جگہ دونوں شکار کھیلتے تھے

نخوردند بی یکدگر باده ئ
بغیر ایک دوسرے کے یعنی تنہا شراب نہ پیتے تھے

بآزادی خود هر آزاده ئ
اپنی صاف دلی سے ہر صاف دل

بیا ساقی آن می که جان پرورست
آ ساقی وہ شراب کہ روح کو خوش کرنے والی ہے

بمن ده که چون جان عزیز خورست
مجکو دے کہ مثل جان کے میرے لائق ہے

مگر نو کند عمر پژمرده را
شاید تازہ کردے میری ضعیف عمر کو

بجوش آرد آن خون افسرده را
پھر جوش پیدا کردے اس جمے ہوئے خون میں

مناظرهٔ رومیان و چینیان در صورتگری

جھگڑا اہل روم اور اہل چین کا مصوری کے باب میں

یکی روز خرم تر از نوبهار
ایک دن کہ نو بہار سے زیادہ سر سبز تھا

گزیده ترین روزی از روزگار
ایک نہایت اچھا دن تمام دنوں سے

بمهمانیِ شه بود خاقانِ چین
سکندر کی مہمانی مین خاقان چین تھا
دو خورشید با یکدگر ہم نشین
دونون آفتاب یعنی بادشاہ ایک جگہ بیٹھے تھے

ز روم و ز ایران و از چین و زنگ
روم اور ایران اور چین اور زنگ سے
سلاطین صفها کشیدند تنگ
سب شہر کے لوگون نے ادھر ادھر قطارین کھینچین

بمی مجلس و چہره آراسته
شراب سے مجلس اور سب کے چہرے روشن تھے
ز روی جهان گرد برخاسته
جہان کے چہرے سے گرد یعنی ملال دور تھا

دران خرمیهای بانای و نوش
اس خوشی مین ناچ اور شراب بازی مین
رسیده بلب موج گوهر فروش
لب پر ذکر ہر ملک کے جوہریون یعنی داناؤن کا آیا

سخن میشد از کارِ کار آگهان
باتین ہونے لگین واقفکارون کی کام سے
که زیرک ترین کیستند از جهان
کہ دانا زیادہ کہان کے لوگ ہین جہان سے

زمین خیز هر کشور از چیست
دنیا مین کس ملک سے کیا چیز پیدا ہوتی ہے
بهر کشور از پیشها بهر چیست
کون ملک کس پیشے کے واسطے مشہور ہے

یکی گفت نیرنگ و افسونگری
ایک شخص نے کہا مکاری اور جادوگری
ز هندوستان خیزد ار بنگری
ہندوستان سے پیدا ہین اگر غور کیا جائے

یکی گفت بر مردم شور بخت
ایک نے کہا کہ کم بخت شخص
ببابل رسد جادوییهای سخت
شہر بابل مین سخت جادو کا اثر پہونچتا ہے

یکی گفت کاید گه اتفاق
ایک نے کہا کہ ہمکو اکثر اتفاق پڑا ہے
سرود از خراسان و رود از عراق
گانا خراسان سے اور بجانا عراق سے ہے

نمودند هر یک بمقدار خویش
بتلایا سب نے اپنے اپنے موافق
نموداری از نقش پرکار خویش
ایک نقش بنایا اپنے پرکار سے

بران شد سرانجام کار اتفاق
آخر کو اس بات پر سب کا اتفاق ہو گیا
که سازند طاقی چو ابروی طاق
کہ بنادین ایک ایک محراب مثل طاق ابرو کے

رومیان و چینیان در صورتگری

مناظرهٔ رومیان و چینیان در صورتگری

میانِ دو ابرو می طاق بلند
درمیان دونون ابرو محراب بلند کے
حجابی فرود آورد نقشبند
ایک پردہ ڈال دے نقاش

برین گوشہ رومی کند دستکار
اِس کنارے پر رومی دستکاری کرین یا اِس مین
بران گوشہ چینی نگارد نگار
اُس کنارے پر چینی لوگ نقاشی کرین

ببینند آرایش یکدگر
دیکھنے پاوین صورت ایک دوسرے کی
مگر مدتِ دعوی آید بسر
لیکن جب کہ مدت دعوے کی ختم ہوجاوے

چو زان کار گردند پرداختہ
جب اُس کام سے خالی ہوجاوین
حجاب از میان گرد د انداختہ
پردے درمیان سے اُٹھادیے جاوین

ببینند کز هر دو پیکر کدام
دیکھین کہ دونون مین سے کسکی صورت
نو آیین تر آید چو گردد تمام
زیادہ عمدہ بنتی ہے جب پورا ہوجاوے

نشستند صورتگران در نہفت
بیٹھے مصور لوگ پردون مین
دران جفتہ طاق چون طاق جفت
دونون محرابون مین مثل طاق ابرو کے

بیکم مدت از کار پرداختہ
تھوڑی ہی مدت مین کام سے فارغ ہوکر
حجاب از دو پیکر برانداختہ
پردے دونون صورتون سے اُٹھائے

یکی بود پیکر دو ارژنگ را
ایک ہی شکل تھی دونون نقشون کی
تفاوت نہ هم نقش و هم رنگ را
فرق نہ تھا مطلق نقش مین اور رنگ مین

عجب ماند زان کار نظارگی
تعجب مین رہے اُس کام سے دیکھنے والے
بحیرت فرو ماند یکبارگی
حیرت مین پڑگئے سب ایکبارگی

کہ چون کردہ اند این دو صورتگزار
کہ کیونکر ان دونون مصورون نے
دو ارژنگ ابر یکی سان نگار
دو نقش ایک ہی طرح کھینچے ہین

میان دو پیکر چو بنشست شاہ
دونون شکلون کے درمیان جب سکندر بیٹھا
درین و دران کرد نیکو نگاہ
اِسمین اور اُسمین خوب غور سے نگاہ کی

مناظره رومیان و چینیان

نه بشناخت از یکدگر باز شان
نه پہچانا ایک کو دوسرے سے علیحدہ انھون نے

نه پی برد در پرده راز شان
نه پتا لگا سکا کوئی انکے بھید کے پردے مین

بسی راز شان در نظر باز جست
بہت بھید انکا نظر سے ڈھونڈھا

نشد صورت حال بروی درست
نہوئی صورت حال کی اُس پر ظاہر

بلی در میانه یکی فرق بود
ہان ان دونون کے درمیان ایک فرق تھا

که این می پذیرفت وآن می نمود
که یه عکس قبول کرتا تھا اور وہ دکھاتا تھا

چو فرزانه دید آن دو بتخانه را
جب بلیناس نے ان دونون بتخانونکو دیکھا

بدیع آمد آن نقش فرزانه را
بہت نادر معلوم ہوئے وہ نقش بلیناس کو

درستی طلب کرد چندان شناخت
کتنی عقل دوڑائی اور درستی کی جستجو کی

کز آن نقش سر رشته باز یافت
جب اُسنے نقش کے ڈورے کا سرا پایا

بفرمود تا رومیان تاختند
کہا رومیون سے کہ وہ جلد جائین

حجاب دگر در میان ساختند
ایک اور پردہ درمیان مین ڈالدین

چو آمد حجابی میان دو کاخ
جب دونون قلعون کے درمیان پردہ پڑگیا

یکی تنگدل شد یکی رو فراخ
ایک سست رہ گیا اور دوسرا رونق کار

رقمهای رومی نشد زاب و رنگ
رومیون کی نقاشی سے آب ورنگ اور رنگینی نہ گئی

بر آئینه چینی افتاد زنگ
چینیون کے آئینے پر زنگ چھا گیا

چو شد صفه چینیان بی نگار
جب لکھا ہوا چینیون کا یعنی نقش یعنی سادہ رہ گیا

شگفتی فرو ماند زان شهریار
سکندر کو اُس سے کمال تعجب معلوم ہوا

دگر ره حجاب از میان بر کشید
دوبارہ پردہ درمیان سے ہٹا لیا

همان پیکر اول آمد پدید
وہی اگلی صورت پھر نظر آنے لگی

بدانست کان طاق افروخته
سمجھ گیا کہ وہ روشن مکان

بصیقل رقم دار داندوخته
صیقل کی وجہ سے تمام نشانات دکھلاتا ہے

ور آن وقت کان شغل می ساختند | میانہ حجابے بر انداختند

جس وقت کہ وہ دونون اپنے کام بنا رہے تھے | دونون کے درمیان ایک پردہ ڈالدیا گیا تھا

بصورتگری بود رومی بپای | بصیقل ہمیکرد چینی سرای

رومی لوگ مصوری یعنی نقاشی کر رہے تھے | اور چین والے اپنے مکان پر صیقل کر رہے تھے

ہر آن نقش کان صفحہ گیرندہ شد | بافروزش این سو پذیرندہ شد

جو نقش کہ اس طرح بنایا جاتا تھا | روشنی کی وجہ سے ادھر معلوم ہو جاتا تھا

بر آن رفت فتوی درین داوری | کہ ہست از بصر ہر دو را یاوری

اس معاملے مین فتوی لگایا گیا آخر کو | کہ دونون فریق اہل بصیرت ہین

ندانند رومی کسی نقش بست | کہ بر صیقل چین بود چیرہ دست

نہین جانتا ہے رومیون کی طرح کوئی نقاشی کرنا | جو چین والون کی صیقل پر غالب ہو جاے

حکایت بر سبیل تمثیل

یہ حکایت بطور مثال کے ہے

شنیدم کہ مانی بصورتگری | زری سوی چین شد بہ پیغمبری

سنا ہے کہ مانی بسبب مصوری کے | ملک رے سے چین مین پیغمبری کے دعوے پر گیا

از و چینیان چون خبر یافتند | بر آن راہ پیشینہ بشتافتند

چین والون نے جو اسکے آنے کی خبر پائی | اسی قدیم راہ یعنی صیقل کرنے مین متوجہ ہوے

درخشندہ حوضی ز بلور ناب | بر آن راہ بستند چون حوض آب

ایک نہایت شفاف حوض خالص بلور کا | اس کے راستے مین بنادیا تمثیل پانی کی حوض کے

گزارند کیهای کلک دبیر | برانگیختہ موج زان آب گیر

منشی یعنی بنانیوالے نے اپنے قلم کا حق ادا کردیا | کہ لہرین لہراتی ہوئین اس حوض سے بنادین

چو آبیکه بادش کند بیقرار
مثل اُس پانی کے کہ ہوا لگنے سے ہلتا ہے

همان سبزه کو بر لب حوض رُست
اور جس طرح تالاب کے کنارے ہری گھاس پیدا ہوتی ہے

چو مانی رسید از بیابان دور
جب مانی نہایت دور اور جنگل سے وہاں پہونچا

سوِ حوض شد تشنه و سرفراز
سر اُٹھائے ہوے پیاس کے مارے حوض کیطرف چلا

چو زد کوزه بر حوضه سنگ بست
جب بدھنی اُس پتھر کے حوض مین ڈبوئی

بدانست مانی که در راه او
جانا مانی نے کہ اُسکے راستے مین

بر آورد کلکی بر آیین و زیب
نکالا ایک قلم نہایت آراستگی اور زیبایش سے

نگارید زان کلک مانی دبیر
لکھی یعنی بنائی اُس قلم سے مانی منشی نے

در و کرم جوشنده بیش از قیاس
اُسمین کیڑے رینگتے ہوئے بے انتہا

بدان تا چو تشنه در ان حوض آب
اسوجہ سے کہ جب پیاسا اُس پانی کے حوض مین

چو در خاک چین این خبر گشت فاش
جب شہر چین مین یہ خبر مشہور ہوئی

شکن بر شکن میرود بر کنار
لہراتا ہوا کنارے تک جاتا ہے

بسبزی بر آن حوض بستند چیست
سبزی کے لیے اُس حوض کے گرد جلد لگادی

دلی داشت از تشنگی ناصبور
اُسکا دل پیاس سے نہایت بیقرار تھا

سر کوزه بسته بکشاد باز
سر بندھی ہوئی بدھنی کا کھول کر

سفالی بد آن کوزه حالی شکست
مٹی کی تھی وہ بدھنی فوراً ٹوٹ گئی

بد آن حوضه چینیان چاه او
تھا وہ حوض چینیون کا کنوان اُسکے لیے

رقم زد بر آن حوض مانی فریب
لکھا اُس مانی فریب حوض پر

سگ مرده بر روی آن آبگیر
تصویر سگ مردہ کی اُس تالاب کے اوپر

کز و تشنه را در دل آید هراس
جس سے پیاسے کے دل مین اندیشہ پیدا ہو

سگی مرده بیند نیارد شتاب
مرا ہوا کتا پڑا دیکھے تو اسطرف نہ آوے

که مانی در آن آب دد دور باش
کہ مانی نے اُس پانی مین ایک نشان ممانعت کا بتا دیا

حکایت بر سبیل تمثیل

ز بس جادوی‌های فرهنگ او
اُسکی انتہاے جادوگری اور دانائی سے
بدو بگرویدند ارژنگ او
اُس سے اور اُسکی نقاشی سے خوش ہوگئے

چنین تا دگر باره چون تاختم
دیکھو تو مین دوبارہ کس طرف دوڑ گیا
سخن را کجا سر برافراختم
سخن کا سر مین نے کہان تک بلند کیا

جهاندار با شاه چین چند روز
سکندر بادشاہ چین کے ساتھ چند دن تک
بر خسته می بود رامش فروز
شراب اور ناچ گانے مین معروف رہا

زمان تا زمان مهرشان میفزود
روز بروز اُن مین محبت بڑھنے لگی
هم آنرا هم این را جهان می ستود
جہان بھر مین اُسکی اور اُسکی تعریف ہو رہی تھی

بدو گفت روزی که دارم بسیج
اُس سے سکندر نے ایک دن کہا کہ ارادہ رکھتا ہون
گرم پیش نارد فلک پای پیچ
اگر گردش آسمان کی میری پائون کو چکر نہ دے

که گردم سوی کشور خویش باز
کہ مین یہان یعنی چین سے اپنے ملک مین جاکر
ز چین سوی روم آورم ترکتاز
پھر چین سے روم کی طرف دھاوا کرون

جوابش چنان داد خاقان چین
خاقان چین نے سکندر کو اسکا یہ جواب دیا
که ملک تو شد هفت کشور زمین
کہ جب ہفت اقلیم کی سلطنت تیری ملک ہوگئی ہے

باقبال هر جا که خواهی خرام
اقبال کی بدولت جہان تو چاہے جا
تو ئی قبله هر خاک سازی مقام
تو مانند قبلہ کے ہے جہان چاہے رہ

کجا موکب شه کند تاختن
جہان سواری آپ کی حملہ کریگی یعنی جائیگی
زما بندگان بندگی ساختن
ہم بندے تیری بندگی کرنیکو موجود ہین

ز فرهنگ خاقان و بیداریش
خاقان چین کی دانائی اور بیدار مغزی سے
عجب ماند شه در وفاداریش
سکندر اُسکی وفاداری مین متعجب رہا

سپهسالار چین هر زمان بزم شاه
خاقان چین اور سکندر کی محفل ہردم
فروزنده تر شد ز خورشید و ماه
آفتاب اور ماہتاب سے روشن ہوگئی

رجوع بقصهٔ سابقه

کی دانائی اور بیداری یعنی بیدار مغزی ... یعنی سکندر خاقان چین کی دانائی اور بیدار مغزی اور وفاداری سے بہت متعجب ہوا اور خاقان چین کے ساتھ جب تک وہان رہا برابر گرم صحبت رہا اور اُس سے بہت خوش ہوا ۱۲

کمربسته خاقان بفرمانبری | بگوشش اندرون حلقهٔ چاکری
کمر باندھے ہوئے خاقان چین فرمانبرداری پر | کانون مین حلقہ غلامی کا پہنے ہوئے

بآیین خود نزل شه میرساند | بدان مهر خود را بمه میرساند
اپنے دستور کے موافق سکندر کی مہمانی کا سامان بھیجتا رہا | بسبب اس محبت کے آپکو برابر ماہتاب کے پہونچاتا رہا

اگرچه ملک داشت بالاترش | زمان تا زمان گشت مولی ترش
ہرچند سکندر اسکو زیادہ معزز رکھتا تھا | ہر مدام ابر زیادہ مہربان ہوتا تھا

چو پایه دهد مرد را شهریار | نباید که برگیرد از خود شمار
جب عزت دے کسی شخص کو بادشاہ | نہ چاہیے کہ خودی سے وہ اسکا شمار کرے

ببالاترین پایه پستی کند | همان دعوی زیردستی کند
مرتبہ بلند ہونے پر چاہیے کہ عاجزی کرتا رہے | ویساہی کمتری کا دعوے کرتا رہے

شه آن کرد با چینیان از شرف | که باران نیسان کند با صدف
سکندر نے چین والون کے ساتھ بزرگی سے وہ کیا | جو ابر نیسان سیپی کے ساتھ کرتا ہے

ز پوشیدنیهای بغداد و روم | که بود آن گرامی دران مرز و بوم
خلعت اور کپڑے بغداد اور روم کے | جو کہ اس سرزمین مین نہایت ممتاز تھے

بخاقان چین دستگاهی نمود | که در قدرت هیچ شاهی نبود
خاقان چین کو ایسا صاحب مقدور کر دیا | کہ کسی بادشاہ کے اختیار مین نہ تھا

ز بس خسروی خوان که در چین نهاد | ز پیشانی چینیان چین گشاد
کثرت بادشاہی خوانون سے جو چین مین رکھے | چین والون کی پیشانیونکی شکن جاتی رہی

بچین در نماند از خلایق کسی | که خز نپوشید یا اطلسی
ملک چین کا کوئی شخص ایسا نہ رہا | جسنے خز اور اطلس یعنی ریشمی کپڑے نہ پہنے

چو بنمود شاه از سر نیکوی | بدان تنگ چشمان فراخ ابروی
جب سکندر نے اپنی نیکنامی سے کر دیا | ان مفلسون کو نہایت امیر

رجوع بقصهٔ سابقه

چو ابروی شه بود مویند شان
جیسے ابروی سکندر یعنی اُسکے اشارے سے اُنکا تعلق تھا

بچشم و سر شاه سوگند شان
سکندر کے سر اور آنکھ کی قسم تھی اُنکو

همیشه بر خط او سر زدند
ہمیشہ سر اپنا اُسکے حکم پر اُٹھاتے رہے

دم از مهر شاه سکندر زدند
دعوے سکندر کی محبت کا کرنے لگے

بیا ساقی آزاد کن گردنم
آ اے ساقی میری گردن آزاد کر دے

سرشک قدح ریز در دامنم
آنسو یعنی قطرہ شراب کا میرے دامن پر ٹپکا دے

سرشکی که از صرف پالودگی
ایسا آنسو کہ فقط اپنی صفائی سے

فرو شوید از دامن آلودگی
دھووے دامن سے میلے پن کو

مهمان داشتن خاقان اسکندر را
مہمان رکھنا خاقان چین کا سکندر کو

مکن ترکی ای ترک چینی نگار
ترکی مت کر اے ترک چینیوں کے معشوق

بیا ساعتی چین در ابرو میار
تھوڑی دیر کیواسطے ابرو میں بل نہ لا یعنی خفا نہو

دلم را بدیدار خود شاد کن
میرے دل کو اپنے دیدار سے خوش کر دے

ز بند غم امروزم آزاد کن
رنج کی قید سے آج مجکو آزاد کر

اگر دخل خاقان چین آن تست
اگرچہ آمدنی خاقان چین کی تیری ملک ہے

وگر خنگ ایام در ران تست
اور اگرچہ گھوڑا گردش زمانہ کا تیری ران کے نیچے ہے

همه خلق و عالم بفرمان تست
تمام رعایا اور جہان تیرے حکم میں ہے

مکن خرج کین روز باران تست
مت کر خرچ کہ یہ دن تیری نیکیوں یعنی جمعیت کا ہے

بخور چیزی از مال و چیزی بده
کچھ کھالے اور کچھ مال لوگوں کو دے ڈال

ز بهر کسان نیز چیزی بنه
کچھ واسطے اور لوگوں کے چھوڑ جا

مخور رجملہ ترسم کہ دیر ایستے

سب مال بیہودہ نہ کھا کیونکہ مجھکو خوف ہے کہ اگر تو بہت کھا جیگا

در خرج بر خود چنان بر مبند

خرچ کا دروازہ اپنے اوپر ایسا نہ بند کر

چنان نیز یکسر مبر از گنج

اور ایسا بھی تمام خزانے کو خالی نہ کرنا

بر اندازہ کن بر انداز خویش

اپنے اندازے پر اپنا طریقہ مقرر کر لے

چو رشتہ ز سوزن فزون تر کنی

جب ڈورا سوئی مین بہت موٹا پروئے گا تو

سخن را گزارش گر نقشبند

داستان کے بیان کرنے والے مصور نے

کز آوازۂ شہ جہان گشت پُر

کہ سکندر کی سخاوت سے تمام جہان لا مال ہو گیا

شب و روز خاقان دران داوری

رات دن خاقان اس حکومت مین

کہ شہ را دہد پایمزدی شگرف

کہ سکندر کو کوئی نہایت عمدہ مزدوری دے

ملوکانہ مہمانیے سازدش

پادشاہون کی طرح مہمانداری اسکی کرے

کشد پیشکشہای شاہانہ پیش

نذرانہ پادشاہانہ اسکے سامنے رکھے

بہ پیرانہ سر بد بود نیستی

بڑھاپے مین مفلسی نہایت بری ہوتی ہے

کہ گردی ز ناخوردنش دردمند

کہ جسکے نہ کھانے سے تجھکو تکلیف ہووے

کہ آئی ز بیہودہ خواری برنج

کہ فضول خرچی سے تجھکو آیندہ تکلیف ہو

کہ باشد میانہ نہ اندک نہ بیش

جو کم اور زیادہ کے درمیان یعنی اوسط مین ہو

بسا چشم سوزن کہ در سر کنی

بہت سوئیونکے ناکے ٹوٹ جاینگے

چنین نقش بر زد بچینی پرند

ایسا نقش چینی چادر پر بنایا یعنی یون بیان کیا

کہ چینی بر آمودہ دامن چو دُر

بلکہ چینیونکے دامن موتیونسے بھر گئے

ہمہ جست از بخت خود یاوری

اپنے طالع سے مدد طلب کرتا رہا

بمہمانی شہ کند گنج صرف

سکندر کی مہمانداری مین خزانہ صرف کر دیوے

جہان در سم مرکب اندازدش

جہان کو سکندر کے گھوڑے کے قدم کے نیچے ڈالے

باندازۂ پایۂ کار خویش

اپنے رتبے کے اندازے کے موافق کام کرے

مہمان داشتن خاقان سکندر را

مہمان داشتن خاقان سکندر را

یکی روز کرد آنچنان اختیار — فروزنده چون طالع شهریار

ایک دن خاقان چین نے ایسا کیا — جو دن بادشاہ کے طالع کیطرح روشن تھا

برآراست بزمی چو روشن بہشت — که دندان شیران بران شیر ہشت

آراستہ کی ایک محفل روشن مثل بہشت کے — کہ امیرون کے منھ مین پانی بھر آیا

چنان از می و میوہ خوشگوار — برآراست مہمانی شاہوار

ایسی شراب اور خوش ذائقہ میوے سے — آراستہ کی مہمانداری قابل بادشاہ کے

کہ ہیچ آرزوئی بعالم نبود — کہ یکیک بران خوان فراہم نبود

کہ دنیا مین کوئی خواہش ایسی نہ تھی — کہ کوئی اُس دسترخوان پر موجود نہ تھی

گذشت از خورشہای چینی سرشت — کہ رضوان ندید آنچنان در بہشت

چین والون کے کھانون سے گذر کر یعنی اسکے علاوہ — ایسے کہ رضوان نے بہشت مین نہ دیکھے ہون

ز شکر بسی پختہ حلوای نغز — بباداموپستہ پراگندہ مغز

شکر سے بہت عمدہ عمدہ حلوے بنوائے — بادام اور پستہ کے مغز اسمین ڈال کر

ظرائف نہ زانسان کہ دنیا پرست — یکی آورد زان بعمری بدست

اُسطرح کے برتن بھی کسی امیر نے نہ دیکھے ہونگے — بلکہ عمر بھر مین شاید اسکے ہاتھ ایک آیا ہو

جواہر نہ چندانکہ جوہرشناس — کند نیمہ آنرا بسالی قیاس

جواہرات نہ اسقدر کہ جوہری لوگ — اسکے نصف کا ایک سال مین اندازہ کرسکین

چو شد خانۂ گنج پرداختہ — بدانگونہ مہمانیی ساختہ

جب اُسکا تمام خزانہ خالی ہو گیا — اُس عمدگی سے سکندر کی مہمانداری اُسنے کی

شہ ترک با خاصگان دیار — بخواہشگری شد بر شہریار

خاقان اپنے ملک کے خاص لوگون کے ہمراہ — مانگنے کے لیے پاس سکندر کے گیا

نیایش کنان گفت اگر تخت شاہ — کند بر سر تخت این بندہ راہ

بہت کچھ تعریف کرکے سکندر سے کہا کہ اگر آپ — میرے تخت یعنی مکان تک قدم رنجہ کرین

مهمان داشتن خاقان سکندر را

سرش را بافسر گرامی کند — بدین سر بزرگیش نامی کند

اسکے یعنی میرے سر پر گویا تاج رکھے مین — اس عزت سے اسکو یعنی مجکو ممتاز کرین

زمین بوسه داده بآیین پیش — فزوده از زمین بوس وقدر خویش

زمین بوسی کرکے اگلے طریقے سے — بڑھایا مرتبہ اپنا سکندر کی زمین بوسی سے

پذیرفت شه خواهش گرم او — برفتن نگهداشت آزرم او

قبول کی سکندر نے اسکی یہ دلی خواہش — اسکے یہان جانے مین اسکی خاطرداری کا لحاظ کیا

شه و لشکر شه بیکبارگی — بران خوان شدند از سر بارگی

سکندر اور اسکا سب لشکر مل کر — اسکی ضیافت کے لیے سوار ہوکر چلے

زمین از سر گنج بگشاد بند — روارو برآمد بچرخ بلند

زمین نے خزانون کے منھ کھولدیے — بلند آسمان پر چل چل پڑ گئی

سکندر که بر خوان خاقان رسید — پی خضر بر آب حیوان رسید

سکندر جون ہی خاقان چین کی ضیافت مین گیا — گویا قدم خضر کے چشمۂ آب حیات پہ پہونچے

یکی تخت زر دید چون آفتاب — درو چشمهٔ دُر چو دریای آب

ایک سونے کا تخت مثل آفتاب کے دیکھا — اسمین موتیون کا چشمہ مثل دریاے آب یعنی بکثرت

بشادی بران تخت زرین نشست — ز کافور و عنبر ترنجی بدست

خوشی سے اس سنہرے تخت پر بیٹھا — کافور اور عنبر کا ایک ترنج ہاتھ مین لیکر

جهانجوی فغفور بر دست راست — بخدمت کمربست برپای خاست

داہنی طرف سکندر کے خاقان چین — خدمت کے لیے استادہ ہوگیا

نوازش کنانش ملک پیش خواند — ملک وار بر کرسی زر نشاند

مہربانی سے سکندر نے اسکو سامنے بلایا — بادشاہون کی طرح سونیکی کرسی پر بٹھلایا

دگر تاجداران بفرمان شاه — بزانو نشستند در پیشگاه

اور اور بادشاہ سکندر کے حکم سے — زانو توڑ کر یعنی مؤدب سامنے بیٹھے

مہمان داشتنِ خاقان سکندر را

بفرمود خاقان که آرند خورد
حکم دیا خاقان نے کہ دسترخوان لے آؤ
ز خوانهای زرین شود خاک زرد
لائے لوگ چنانچہ سنہری خوانوں سے زمین زرد ہوگئی

فرو ریخت شاهانه برگی فراخ
شاہانہ کھانے رکھے گئے بیشمار سامنے
چو برگ زرد از برگ ریزان شاخ
مثل زرد پتوں کے موسم خزان میں

در آن آرزوگاه فرخار دیس
اُس مقام آرزو مثل گلزار فرخار میں
نکرد آرزو با معالی بکیس
نہ کی کسی شخص کی آرزو میں کمی یعنی ہر چیز موجود تھی

بهشتی صفت هر چه در خواستند
بہشت کی طرح جو شخص جو خواہش کرتا تھا
بر آن مائده خوان برآراستند
اُس دسترخوان پر وہ چیز آراستہ یعنی موجود ہوگئی

چو خوردند هر گونه خوردها
جب کھا چکے ہر قسم کے کھانے
نمودند بر باده تا وردها
کیا شراب پر قلبہ یعنی مینوشی بھی کی

نشاط می قرمزی ساختند
قرمزی شراب خوب سب نے نوش کی
بساطی هم از قرمز انداختند
فرش بھی قرمزی رنگ کا بچھوایا

نشسته برامشن هر کشوری
بیٹھے گویّے ہر ایک شہر کے
غریب اوستادی و رامشگری
نادر استاد اور گانے ناچنے والے

نواساز خنیاگران شگرف
گانے والوں ناچنے والوں نادر نے
بقانون نوازی برآورد حرف
قانون بجانیوالوں نے نکالا حرف یا اعتراض کیا

بریشم نوازان سغدی سرود
بریشم بجانیوالوں سغدی راگ نے
بگردون برآورد آواز رود
برابر آسمان کے بلند کی آواز باجے کی

سرایندگان رهِ پهلوی
گانے والوں پہلوی لہجہ نے
زبس نغمه داده نوا را نوی
بے انتہا نئے نئے راگ گائے

بتان بای کو بانِ کشمیر زاد
اور وہ کشمیری بچے ناچنے والے
معلق زن از رقص چون دیو باد
معلق زنی والے ناچ سے مثل بگولے کے

ز یونان زمین ارغنون زن بسی
ملک یونان کے ارغنون بجانے والے بہت

که بردند هوش از دل هر کسی
کہ لے جاتے تھے دل ہر شخص سے یعنی بیہوش کر دیتے تھے

کمر بسته رومی و چینی بهم
کمر باندھے ہوئے رومی اور چینی ساتھ ساتھ

برآورده از روم و از چین علم
روم اور چین سے نشان بلند کیے ہوئے

در گنج بگشاد خاقان چین
دروازہ خزانے کا کھولا بادشاہ چین نے

بپرداخت از گنج قارون زمین
خالی کی قارون کے خزانے سے زمین

نخست از جواهر در آمد بکار
پہلے تو جواہرات کام میں آئے یعنی نذر کیے

ز دراعه و درع گوهر نگار
بعد اسکے جڑاؤ اور جواہرات جڑی چیزیں

ز بلور تابنده چون آفتاب
آفتاب سے زیادہ روشن بلوروں سے

یکی دست مجلس بهی چو آب
ایک طرف مجلس کی صفائی میں پانی کی طرح

ز دیبای چینی بخروارها
اور چینی دیبا کے ڈھیر کے ڈھیر

هم از مشک چینی پر انبارها
اور چینی مشک کے بورے بھرے ہوئے

طبقهای کافور با بوی مشک
طباق کافور کے جن میں مشک کی خوشبو آتی تھی

ز کافور تر بیشتر عود خشک
کافور تر اور عود خشک کے بہت

کمانهای چاچی و چینی پرند
مشہور چاچ کی کمانیں اور چینی چادریں

گرانمایه شمشیر با نیز چند
قیمتی تلواریں بھی کتنی : ایک

تکاور سمندان ختلی خرام
گھوڑے نہایت ہی خوب رفتار

همه تازه پیکر همه تیزگام
سب خوبصورت اور جلد چلنے والے

یکی کاروان جمله شاهین و باز
ایک قافلے کے برابر تمام باز اور شاہین

بمرغ و کلنگ افگنی تیز باز
جو اور چڑیوں کے شکار کرنے میں نہایت تیز تھے

چهل پیل با تخت و برگستوان
چالیس ہاتھی جنپر تخت اور پاکھر بھی تھا

بلند و قوی مغز و سخت استخوان
نہایت بلند اور بڑے سکلے اور چوڑی ہڈی کے

مهمان داشتن خاقان سکندر را

مہمان داشتن خاقان سکندر را

غلامان لشکر شکن خیل خیل
غلام لشکر کے شکست دینے والی بہت

کنیزان که در مرده آرند میل
لونڈیان جو مردے کے دل مین خواہش پیدا کرین

چو فرزی چنین پیش مهمان کشید
جب ایسے تحائف آگے لاکے رکھے

جز این پیشکشها فراوان کشید
سوا اسکے اور بہت نذرین پیش کین

پس از ساعتی گنج نو باز کرد
بعد تھوڑی دیر کے ایک نیا خزانہ کھولا

ازان خوبتر تحفه ساز کرد
اُس سے ایک نہایت عمدہ تحفہ تیار کیا

خرامنده خنگی فش و دم سیاه
ایک خوشخرام گھوڑا جسکی دم اور یال سیاہ تھی

تگاورتر از باد در صبحگاه
ہوا صبح کے وقت کی سے زیادہ تیز تر

رونده یکی تخت شاهنشهی
ایک بادشاہی نفیس تخت روان

نشینندش از پویه بی آگهی
بیٹھنے والا اُسکے چلنے سے بے خبر تھا

سبق برده از آهوان در شتاب
سبقت لے گیا دوڑنے مین ہرنون سے

بگرمی چو آتش بنرمی چو آب
تیزی مین مثل آگ کے اور نرمی مین پانی کیطرح

بصحرا از مرغان سبک خیزتر
جنگلی مرغون سے زیادہ تیز دوڑنے والا

بدریا در از ماهیان تیزتر
دریا کی مچھلیون سے زیادہ تیز

بجای بک روی پیکرش دیو باد
تیز چلنے مین صورت اُسکی مثل آندھی کے

بگردندگی گیتیش دیو زاد
گردش کرنے مین وہ نسل دیوزاد سے

بانگیزش از آسمان کم نبود
بلندی مین آسمان سے کم نہ تھا

صبا مرد میدان او هم نبود
صبا بھی مرد اُسکے میدان کی نہ تھی

چنان رفت و آمد بناوردگاه
ایسا جاتا اور آتا تھا لڑائی کی جگھ

که واماندز و وهم در نیم راه
کہ پیچھے رہجاے اُس سے وہم آدمی دور مین

فرس را رخ افگند در وقت شور
گھوڑون کا منھ پھیر دیتا تھا وقت شور کے

افگنده رخش پیل را وقت زور
زور کے وقت وہ ہاتھی کا منھ پھیر دیتا

مہمان داشتن خاقان چین

چو وہم از ہمہ سوی مطلق خرام
وہم کی طرح ہر طرف فوراً پہونچ جانے والا

چو اندیشہ در تیز رفتن تمام
مثل اندیشے کے تیز چلنے مین کامل

سمندی نگویم سمندر وشی
ایک گھوڑا نہ مین اُسکو کہہ سکتا ہون سمندر کیطرح کا

سمندر وشی نہ سکندر کشی
نہ وہ مثل سمندر کے بلکہ سکندر کی سواری کے لائق

شکاری یکی مرغ شوریدہ سر
ایک مرغ شکاری خوب لڑنے والا

زخواب شب فتنہ شوریدہ تر
شب فساد کے خواب سے زیادہ پریشان

چو دوران در آمد شدن تیز بال
مثل زمانے کے گردش کرنے مین نہایت تیز

شدن چون جنوب آمدن چون شمال
جانے مین مثل دکھن کی ہوا اور آنے مین مثل اُتر کی ہوا کے

عقابین پولاد در چنگ او
ناخن اُسکے پنجے کے مثل لوہے کے

عقابان سیہ جامہ زآہنگ او
عقاب ماتم کرتے تھے اُسکی آواز سے

بسی خون گرو کردہ در گردنش
بہت خون گرو کیے ہوئے اُسکی گردن مین

عقابین چنگی عقاب افگنش
ناخن اُسکے پنجے کے عقاب کے مارنیوالے

جگر سای سیمرغ در تاختن
سیمرغ کا کلیجہ ملنے والا دوڑنے مین

شکارش ہمہ کرگدن ساختن
شکار کرنا اُسکا تمام گینڈون کا

غضبناک و خونریز و گستاخ چشم
نہایت غصہ ور اور خونی اور قہر آلود نگاہ

خدا آفریدش ز بیداد و خشم
خدا نے اُسکو ظلم اور غصے سے پیدا کیا

طغان شاہ مرغان و طغرل بنام
نام مین مثل طغان اور طغرل کے

بسلطانی اندر چو طغرل تمام
بادشاہی کرنے مین مثل طغرل کے

کنیزی سیہ چشم و پاکیزہ روی
ایک لونڈی سیاہ چشم اور خوبصورت

گل اندام و شکر لب و مشکبوی
پھول سا بدن اور لب شیرین اور خوشبو

بتی چون بہشتی بر آراستہ
ایک بت آراستہ مثل بہشت کے

مرادی بصد آرزو خواستہ
ایک مراد سیکڑون آرزو سے مانگی ہوئی

مهمان داشتن خاقان چین سکندر را

خرامنده ماهی چو سرو بلند
ایک چاند چلنے والی مثل سرو بلند کے

مسلسل دو گیسوی مشکین کمند
پیچدار دونون زلفین مثل سیاہ کمند کے

برو غبغبے کآب ازو می چکید
منہ پر ایک گڑھا ٹھڈی کا جس سے پانی ٹپکتا تھا

بر آتش بر آب تسلسل که دید
آگ پر مسلسل پانی کس نے دیکھا

سهی سرو محتاج بالای او
سہی سرو بھی خواہشمند اُسکے قد کا

شکر بنده و شهد مولای او
شکر اور شہد دونون اُسکے غلام تھے

رخش بر بنفشه گل انداخته
چہرہ اُسکا پھول بنفشہ یعنی زلفین چھوڑی ہوے

بنفشه نگهبان گل ساخته
بنفشہ کو پھول کا نگہبان بنائے ہوے

کمر بسته زلف او مشکناب
سب اُسکی زلفون کا غلام مشک خالص

که زلفش کمر بسته بر آفتاب
بلکہ زلفین اُسکی آفتاب کے چھپانے کو موجود

سخنگوی شهدی شکرپاره
مثل شکر پارے کے میٹھی باتین کرنیوالی

ز شهد و شکر بر ستمگاره
شہد اور شکر پر ظلم کرنے والی

بلورین تن و قاقمین پشت او
گورا بدن اور قاقم کی سی اُسکی پیٹھ

بشکل دم قاقم انگشت او
مثل دم قاقم کے نرم انگلیان اُسکی

ز سیمین زنخ گوی انگیخته
ٹھڈی گول مثل اُچھلے گیند کے اُبھری ہوئی

برو طوقی از غبغب آویخته
اُسپر ایک طوق غبغب کا لٹکا ہوا

بدان طوق و گوی آن بت مهر جوی
اُس طوق اور گیند سے وہ عورت محبت کرنیوالی

ز مه طوق بردی ز خورشید گوی
چاند کا طوق اور آفتاب کا گیند چھین لیتی تھی

ز ابرو کمان کرده از غمزه تیر
ابرو کی کمان اور غمزے کے تیر بنا کر

به تیر و کمان کرده صد دل اسیر
اسی تیر و کمان سے صدہا دل شکار کرلیتی تھی

چو می خوردی از لطف اندام وی
جب شراب پیتی اُسکے بدن کی لطافت کیسے

ز حلقش پدید آمدی رنگ می
اُسکی حلق سے رنگ شراب کا ظاہر ہوتا

هزار آفرین بر چنان دایه — که پرورد زانسان گرانمایه

ایسی دایہ کو ہزار ہزار آفرین — جسنے ایسی خوبصورت کو پرورش کیا

نزد بر کس از تنگ چشمی نظر — ز چشمش دهانش بسی تنگ تر

نہ پڑی کسی پر تنگ چشمی سے اُسکی نظر — اُسکی آنکھ سے بھی زیادہ تنگ سا منہ

تو گفتی که خود نیست او را دهان — همان نام او هست اندر جهان

تم یہ کہو گے کہ واقعی اُسکے منہ نہین ہے — فقط نام اُسکا جہان مین مشہور ہے

رساننده تحفهٔ ارجمند — بتعریف آن تحفه شد سر بلند

پہونچانے والا اُن بزرگ تحائف کا — اُن تحائف کی تعریف کرنے لگا

که این مرغ و این بارگی وین کنیز — عزیزند و پیش شاه باد عزیز

کہ یہ مرغ اور یہ گھوڑا اور یہ لونڈی — تجھے عزیز ہین ہر آپ بھی عزیز رکھین

نه کس بر چنین خنگ جنگی نشست — نه مرغی چنین آید آسان بدست

نہ کوئی ایسے جنگی گھوڑے پر سوار ہوا ہے — نہ کوئی ایسا مرغ ہاتھ آتا آسان ہے

بگفتن چه حاجت که هنگام کار — هنرهای خود را کنند آشکار

کہنے کی کیا ضرورت ہے کام کے وقت — اپنے اپنے اوصاف ظاہر کرین گے

کنیزی پری روی هم خوار نیست — که در خوبروئی کسش یار نیست

اور یہ خوبصورت لونڈی بھی کم قدر نہین ہے — کیونکہ خوبصورتی مین کوئی اُسکے برابر نہین ہے

سه خصلت درو داور آورده است — که آنرا چهارم نیاید بدست

تین خصلتین خدا نے اُسمین پیدا کی ہین — کہ ویسی چوتھی نہین پیدا ہوسکتی ہے

یکی خوبروئی و زیبندگی — که هست آیتی در فریبندگی

ایک خوبصورتی اور زیبائش — بلکہ دلفریبی مین ایک آیت ہے

دوم زورمندی بوقت نبرد — نه پیچد عنان ساز مردان مرد

دوسری لڑائی کے وقت نہایت زور آور ہے — نہ پھیرے گی باگ بہادر پہلوانون سے

همان

داشتن خاقان چین سکندر را

سه دیگر خوش آوازی بانگِ رود
تیسری اور یہ کہ خوش آواز ہے بغیر آواز باجے کے
که از زهره خوشتر سراید سرود
کہ زہرہ سے کہیں اچھا گانا گاتی ہے

چو آوازِ او بر کشد زیر و زار
جب اسکی تیسرا اور باریک آواز نکلتی ہے
نخسپد ز آوازِ او مرغ و مار
نہیں سوتی ہیں اُسکی آواز سے چڑیاں اور سانپ

جهانجوی را زان دلارام چیست
سکندر کو اُس خوبصورت عورت سے
خوش آوازی و خوبی آمد درست
خوش آوازی اور خوبصورتی تو ظاہر ہو گئی

حدیثِ دلیری و مردانگی
بیان دلیری اور بہادری کا
پذیرفته بود آن ز فرزانگی
یقین کر لیا تھا اُسنے عقلمندی سے

سمن نازک و خار محکم بود
کیونکہ چمیلی نازک اور کانٹا سخت ہوتا ہے
که مردانگی در زنان کم بود
اسی طرح بہادری عورتوں میں کم ہوتی ہے

زنِ سیمتن گرچه رویین تنست
عورت گوری رنگ کی اگرچہ کانسے کی بدن کی ہووے
ز مردی چه لافد که زن هم زنست
مردی کا دعوی کیا کر سکتی ہے کیونکہ عورت پھر عورت ہے

اگر ماهی از سنگِ خارا بود
اگر مچھلی سنگ خارا کی بھی ہووے
شکارِ نهنگان دریا بود
دریا کے گھڑیالوں کی شکار ہو گی

ز کاغذ نشاید سپر ساختن
کاغذ سے ڈھال بنانا نہیں بنتا ہے
پس آنگه به آب اندر انداختن
بعد اُسکے پانی میں ڈال دینا

گران داشت آن نکته را شهریار
مشکل سمجھا اُس صفت کو سکندر نے
زنان را به مردی نبُد استوار
کیونکہ عورتوں کو بہادری میں مضبوط نہ دیکھا تھا

پذیرفتش و حلقه در گوش کرد
قبول کیا اُسکو اور لونڈی بنا لیا
چو بپذرفت نامش فراموش کرد
جب قبول کیا نام اُسکا بھول گیا

چو آن پیشکشها پذیرفت شاه
جب قبول کیے وہ تحائف سکندر نے
شد از خوانِ خاقان سوی خوابگاه
گیا خوان خاقان چین سے خوابگاه کی طرف

مہمان داشتنِ خاقان سکندر را

سحرگہ چو طاؤس مشرق خرام
صبح کے وقت جب طاؤس مشرق کی سیر کرنے والے نے

برون زد سر از طاق پیروزہ فام
سر فیروزہ رنگ محل سے باہر نکالا یعنی آفتاب نکلا

دگر بارہ شہ بادہ بر کف نہاد
دو بارہ یعنی پھر سکندر نے مینوشی شروع کی

بر آتش در بارگہ بر گشاد
تاج کے لیے دروازہ بارگاہ کا کھول دیا

بسر برد روزی دو در لہو و ناز
بسر کیے اور دو دن عیش و آرام مین

برود و می و بادہ و دلنواز
گانے اور شراب اور دلچسپی مین

بشادی ہمی بود در رود و می
خوش ہوتا رہا گانے اور شغل شراب مین

دگر بارہ شد مرکبش تیز پی
پھر اسکا گھوڑا تیز قدم یعنی چلنے پر مستعد ہوا

بسیچ باز گشتن بسیچید کار
واپس جانے کے لیے ارادہ کیا

بگردندگی گشت چون روزگار
گردش کرتا رہا مثل زمانے کے

پری چہرہ ترکی کہ خاقان چین
وہ خوبصورت کنیز جو خاقان چین نے

بشہ داد تا داردش نازنین
سکندر کو دی تھی کہ وہ اسکو نازنین بنادے

از آنجا کہ شہ را نیامد پسند
اگرچہ یہ بات سکندر کے پسند نہ آئی

چو سایہ پس پردہ شد شہر بند
مثل سایے کے پردے مین اسکو رکھا

بر افروخت آن ماہ چون آفتاب
جل گئی وہ عورت ماہ وش مثل آفتاب کے

فرو ریخت بر گل ز نرگس گلاب
گرایا پھول پر نرگس سے گلاب یعنی رونے لگی

بزندان سرای کنیزان شاہ
قید خانے مین سکندر کی لونڈیوں کے ساتھ

ہمی بود چون سایہ در زیر چاہ
رہنے لگی مثل سایے کے اندھیرے مین

یکی روز کین چرخ چوگان پرست
ایک دن کہ یہ آسمان چوگان کھیلنے والا

ز شب بازی آورد گوئی بدست
رات کے جادو کرنے سے ایک گیند ہاتھ مین لایا

سکندر کہ از خسروان گوی برد
سکندر نے کہ تمام بادشاہوں سے سبقت لے گیا

عنان را بچوگانی خود سپرد
باگ اپنے گھوڑے کو سونپ دی

مہمان داشتن خاقان سکندر را

داشتن خاقان سکندر را مهمان

درآمد بطیّاره کوه کن
سوار ہوا اپنے اڑنے والے یعنی گھوڑے پر

فرس پیل بالا و شه پیلتن
گھوڑا مثل ہاتھی کے قد آور اور بادشاہ پیلتن

علم برکشیدند گردنکشان
نشان بلند کیے سرداران لشکر نے

پدید آمد از روز محشر نشان
قیامت کے دن کا نشان ظاہر ہوا

ز لشکر که عفش نفر سنگ بود
لشکر سے کہ چوپائی اسکی کوسوں تھی

بیابان به نخچیر پرتنگ بود
جنگل شکار یعنی جانوروں پر تنگ تھا

ز صحرای چین تا بدریای جند
چین کے جنگل سے دریائے جند تک

زمین بر زمین بود زیر پرند
تمام زمین نیچے علم کے پھریرے کے تھی

سپه چون درآمد بعرض شمار
سکندر کے لشکر کا شمار جو کیا گیا

گزیده درو بود پانصد هزار
منتخب آدمی اسمیں پانچ لاکھ تھے

پس و پیش ترکان طاوس رنگ
آگے اور پیچھے ترک رنگ برنگ کے لباس پہنے ہوئے

چپ و راست شیران پولادچنگ
بائیں اور داہنے سپاہی ہتیار لگائے ہوئے

بقلب اندرون شاه دریا شکوه
قلبگاہ میں بادشاہ دریا مرتبہ یعنی سکندر

سپه گرد برگرد دریا چو کوه
تمام سپاہ اسکے گرد جیسے دریا کے گرد پہاڑ

بجز پیل زوران آهن کلاه
سوائے ہاتھی زوروں لوہے کی خود پہنے ہوئے

چهل پیل جنگی پس پشت شاه
چالیس جنگی ہاتھی سکندر کی پشت پر تھے

هزار و چهل سنجق پهلوی
ایکہزار چالیس پہلوی نشان

روان در پی رایت خسروی
سکندر کے نشان کے پیچھے چلے

کمرهای زر بر غلامان خاص
خاص غلام سونے کے پٹکے باندھے ہوئے

چو بر شوشهٔ نقره زر خلاص
جیسے چاندی کے تیر پر خالص سونا

وشاقان جوشنده چون آب سیل
غلام مثل سیلاب کے جوش دکھارہے تھے

زهر سو جنیبت کشان خیل خیل
ہر طرف گھوڑا کوداتے تھے گروہ کے گروہ

ندیمان شایسته برگردِ شاه
مصاحب لائق گرد بادشاہ یعنی سکندر کے
که آسان از ایشان شود رنج راه
جن سے راہ کا رنج آسان یعنی دور ہوئے

خرامان شده خسروِ خسروان
خرامان ہوا یعنی چلا سکندر بادشاہ
طرفدار چین در رکابش روان
بادشاہ چین کا اسکی رکاب میں چلا

شهنشه چو پیمود لختی زمین
سکندر نے جب تھوڑی زمین طے کر لی
اشارت چنان شد بخاقان چین
خاقان چین سے ایسا ارشاد کیا

که گردد سوی خانهٔ خویش باز
کہ اپنے مکان کی طرف واپس جاوے
باقلیم ترکان کند ترکتاز
اپنے ملک کی طرف وہ جلد روانہ ہووے

جهانجوی را ترکِ پدرود کرد
سکندر کے رخصت کرنے کو اسنے موقوف کیا
بآبِ مژه روی را رود کرد
آنسوؤں سے اپنے چہرے کو دریا بنا دیا

عنان تافته شاهِ گیتی نورد
باگ پھیر کر بادشاہ جہان طے کرنیوالا یعنی سکندر
ز صحرا بجیحون رسانید گرد
جنگل سے دریاے جیحون پر پہونچا

چو آمد بنزدیکِ آن ژرف رود
جب آیا نزدیک دریاے عظیم کے
بفرمود تا لشکر آید فرود
حکم دیا کہ لشکر دریا پر اتر پڑے

بر آن عرصه جای دل افروز دید
اُس میدان میں ایک نہایت دلچسپ جگہ دیکھی
نشستن بدانجای پیروز دید
وہاں پر بیٹھنا بہت مبارک دیکھا

طنابِ سراپردهٔ خسروی
ڈوریاں بادشاہی خیمے کی
کشیدند و شد میخ و مرکز قوی
کھینچ دی گئیں اور میخیں اور ستون مضبوط ہوگیا

ز بس نوبتیهای گوهرنگار
زینت خیموں گوہرنگار یعنی موتی ٹکے ہوئے سے
چو باغ ارم گشته جیحون کنار
مثل باغ بہشت کے ہوگیا کنارہ دریا کا

چو شه کشورِ ماوراءالنهر دید
جب سکندر نے شہرہا ورا النہر کو دیکھا
جهانی نگویم که یک شهر دید
اُس شہر کو کیا بلکہ ایک جہان کو دیکھا

داشتنِ خاقان سکندر را

ازان مال کز چین بجنگ آمدش — بسی داد کانجا درنگ آمدش

اُس مال سے جو چین سے اُسکے ہاتھ آیا — بہت لوگون کو دیا کیونکہ وہان اُسکو دیر لگی

بناہاے ویرانہ آباد کرد — بسی شہر نو نیز بنیاد کرد

جنگل مین بہت عمارتین سکندر نے بنوائین — بہت نئے شہر بھی آباد کر دیے

سمرقند را کادمی شاد ازوست — شنیدہ چنین شد کہ بنیاد ازوست

سمرقند جس سے کہ لوگ خوش ہین — ایسا سُنا گیا ہے کہ سکندر ہی کا آباد کیا ہوا ہے

خبر گرم شد در خراسان و روم — کہ شاہنشہ آمد زبنگالہ بوم

خبر مشہور ہوئی روم اور خراسان مین — کہ ایک غیر ملک کا بادشاہ آیا ہے

بہر شہرے از شادی فتح شاہ — بشارت رسانان بر کشادند راہ

ہر ایک شہر سے سکندر کی فتح کی خوشی مین — مبارکباد دینے کو لوگ آنے لگے

بشکرانہ رایت برافراختند — بہر خانہ خرّمے ساختند

اور شکرانے مین سب نے نشان بلند کیے — ہر گھر مین لوگون نے خوشی کے جشن کیے

فرستاد ہر کس بسی مال و گنج — بدرگاہ شاہ از پی پاے رنج

بھیجا ہر شخص نے بہت گنج اور مال — سکندر کے حضور مین بعوض قدم رنجہ کے

بیا ساقی امشب بمی کن شتاب — کہ بادرد سر واجب آمد گلاب

آ اے ساقی آج کی رات شراب دینے مین جلدی کر — کیونکہ درد سر کے لیے گلاب دینا واجب ہے

می کاب روی کار آورد — نہ آن می کہ درسر خمار آورد

وہ شراب جو کام کے چہرے کو سرسبز کرے — نہ وہ شراب جو سر مین خمار پیدا کرے

آگاہی سکندر از تاختن روس بملک بردع و بردن نوشابہ

خبر پانا سکندر کا روسیون کے حملے سے ملک بردع مین اور قید کر لیجانا نوشابہ کو

جهانگرد را در جهان تاختن
جہان کے پھرنے والے کو جہان کے گشت مین

خوش آید در سفر ساختن
اچھا معلوم ہوتا سفر پر سفر اختیار کرنا

بهر کشوری دیدن آرایشی
ہر ایک ملک کی آرایش دیکھنا

بهر شهر کردن آسایشی
ہر ایک مقام پر آرام کرنا یعنی ٹھہرنا

ز پوشیده کیها خبر داشتن
پوشیدہ حالات سے واقف ہونا

ز نادیدها بهره برداشتن
نہ دیکھی ہوئی چیزون کو دیکھنا

ولیکن چو بینی سرانجام کار
لیکن جو انجام کار پر غور کرے تو

بشهر خود است آدمی شهریار
آدمی اپنے ہی شہر مین بادشاہ ہے

فرو ماندن شهر خود با خسان
عاجز ہونا اپنے شہر کا کمینون کے ساتھ

به از شهریاری بشهر کسان
اور لوگون کے شہر مین بادشاہی کرنے سے بہتر ہے

بشهر کسان گرچه باشد بهی
اورون کے شہر مین اگرچہ کیسی ہی اچھی کیون نہو

دل از مهر خانه نباشد تهی
گھر یعنی وطن کی محبت سے دل خالی نہین ہو سکتا ہے

سکندر بآن کامگاری که بود
سکندر باوجود ان سب باتون کے جو اوسے حاصل تھین

همی میل بر شهر خود مینمود
اپنے وطن کے جانے کی خواہش کیا کرتا تھا

اگرچه ولایت ز حد بیش داشت
اگرچہ بیشمار ملک اوسکے قبضے مین تھے

هم اندیشهٔ خانهٔ خویش داشت
اسپر بھی اپنے گھر کا خیال اسکو لگا رہتا تھا

شبی رای آن زد که از جای
ایک رات کو یہ خیال کیا کہ کل یہان سے

چو باد آورد پای بر باد پای
جو مین گھوڑے پر سوار ہون

هوای وطن در دل آسان کند
دل کی خواہش وطن جانے کی پوری کرے

هوای نشاط خراسان کند
جہان کی ہوا مثل خراسان کے بیہودہ دیکھے

زمین عجم زیر پای آورد
یعنی خراسان سے ہوکر عجم کو جاوے

سوی ملک اصطخر جای آورد
اور وہان سے ملک اصطخر مین پہونچے

جهان‌را ابر افروز و از رنگِ خویش
جہان کو اپنے رنگ سے رونق دے

بلندی ده آرو با ورنگِ خویش
اپنے تختگاہ کو سر بلندی دے

بدان ملکِ نوش آفرین بگذرد
اس شہد پیدا کرنے والے ملک مین پہونچے

بروِ نیکِ آن مملکت بنگرد
اُس سلطنت کے برد نیک یعنے حالات دیکھے

ببیند که ترتیبها نو کنند
دیکھے کہ لوگ نئی آراستگی کرتے ہین

بسیجِ زمین بوسِ خسرو کنند
ارادہ میری اطاعت کا کرتے ہین

کند تازه نان پارهٔ هر کسے
کرے تازہ ہر شخص کی روٹی کا ٹکڑا یعنی معاش

دران پاره سازد نوازش بسے
اُنکی معاش مین اور زیادہ ترقی دے

بخواهندگان ارمغانے دهد
مانگنے والون کو سوغاتین عطا کرے

جهان را ز نو زندگانے دهد
جہان کو از سر نو زندگی دے یعنی رونق دے

درین پرده میرفتش اندیشه
اس پردے مین اُسکا خیال دوڑ رہا تھا

ندارند شاهان بجز این پیشه
نہین رکھتے ہین بادشاہ اسکے سوا اور طریقہ

دوالی که سالارِ ابخاز بود
دوالی جو حاکم ابخاز کا تھا

به نیروی شه گردن افراز بود
اور سکندر کی حمایت سے سربلند تھا

دوالی کمر بسته بر حکم شاه
کمر باندھے ہوئے تھا سکندر کے حکم پر

بسی گردِ آفاق پیمود راه
بہت دُور دُور مسافت طے کی تھی ہمراہی مین

بنالید تندِ کوس از دوال
حاضر ہوا اور رونے لگا جیسے نقارہ بجانے سے

درآمد بر شاه نیکی سگال
پاس بادشاہ نیکی سگال یعنی سکندر کے آیا

که فریاد شاها ز بیدادِ روس
کہ اے بادشاہ روسونکے ظلم سے فریاد ہے

که از عهدِ ابخاز بستد عروس
کیونکہ ابخاز سے وہ ناکتخدا عورتین بھگالے گئے

کس آمد کز آن ملکِ آراسته
ایک شخص نے آکر کہا ہے کہ اُس ملک آراستہ مین

خلالی نماند از همه خواسته
باوصف اُسقدر گنج ومال کے ایک خلال باقی نہ رہا

ستیزنده روسی زآلان وگرگ
لڑنے والا تھا روس مقام آلان اور گرگ سے

شبیخون آورد چون تگرگ
حملہ آور ہوا مثل اولے برسنے والے کے

بدربند آن ناحیت ره نیافت
طرف اس شہر کے بوجہ پہاڑون کے جیب راستہ نہ ملا

بغور و اطها سوی دریا شتافت
کشتیون پر سوار ہو کے دریا کی طرف دوڑے

خروجی نه بر وجه اندازه کرد
خروج انھون نے حد وپر اندازہ کے کیا

دران بقعه کین کهن تازه کرد
اس پرانے مکان مین تازہ دشمنی پیدا کی

بتاراج بردند آن بر و بوم را
لوٹ لے گئے اس شہر کو بالکل

که ره بسته باد آن پی شوم را
کہ راہ بند ہو جائے اس منحوس قدم کی

بجز کشتگانی که نتوان شمرد
سوائے مرے ہوؤن کے کہ جنکا شمار نہین ہے

خرابی بسی کرد و بسیار برد
بہت بربادیان کین اور بہت کچھ لے گئے

در انبار آگنده خوردی نبود
انبار خانہ مین جہان بہت سد بھری ہوئی تھی کچھ نہ رہا

همان در خزینه نوردی نبود
اور خزانون مین کچھ بھی جمع کیا ہوا مال نہ رہا

ز گنجینهٔ ما تهی کرد رخت
ہمارے خزانے سے سب مال ومتاع خالی کر دیا

درا ز درج پر لؤلؤ و دیبا ز تخت
ڈبے موتیون سے اور تخت دیبا سے بھرے تھے

همان ملک بردع برانداختند
اور ملک بردع کو بھی برباد کر دیا

یکی شهر پر گنج پرداختند
ایسے مالدار شہر کو بالکل خالی کر دیا

بتاراج بردند نوشابه را
اور نوشابہ کو بھی وہان سے نکال لے گئے

شکستند بر سنگ قرابه را
پتھر پر قرابے کو چور چور کر ڈالا

ز چندان عروسان کر دیدی بپای
اس قدر عورتین کہ حضور دیکھتے تھے

نماند ندیک نازنین را بجای
ان مین سے ایک بھی اب وہان نہین ہے

همه شهر و کشور بهم بر زدند
تمام ملک اور شہر ویران کر دیے

ده و دوده را آتش اندر زدند
قصبے اور مکانات کو جلا دیا

اگر من درانجا وری بودمی
دوالی نے کہا اگر مین اس موقع پر موجود ہوتا

از این پایه گشتن بر آسودمی
اس ذلیل ہونے سے محفوظ رہتا مین

من آنجا بخدمت شدم سربلند
مین یہان حضور کی خدمت مین سر بلند رہا

زن و بچه آنجا بزندان و بند
عورتین اور لڑکے وہان قیدین پڑے ہین

اگر داد لبستاند از خصم شاه
اگر داد دیگا دشمن سے بادشاہ

خدا باد یار ده و داد خواه
خدا تیری مدد کریگا اور فریاد کو پہونچے گا

ببینی که روسی درین سال چند
دیکھ لینا کہ روسی چند ہی سال مین

بروم و بارمن رسانند گزند
روم اور ارمن کو بھی گزند پہونچا دینگے

چو زینگونه بر گنج ره یافتند
جب اس طرح کے خزانون پر پہونچ جائینگے

شتابند زانسان که بشتافتند
دوڑین گے جس طرح اگلے دوڑا جاے گا

همه رهزنانند چون گرگ و شیر
سب ڈاکو ہین بھیڑیے اور شیر کی طرح

بخوان نادلیرند و برخون دلیر
کھانے کے خواہشمند نہین خون کرنے پر دلیر ہین

ستانند کشور گشایند شهر
ملک لیتے ہین اور شہر کو فتح کرلیتے ہین

که خامان خلق اند و دونان دهر
کہ زمانے کے ناقص ہین اور کمینے دنیا کے

ز روسی نجوید کسے مردمے
روسیون سے تو ڈھونڈھے کوئی شخص مروت

که جز گوهری نیست شان آدمی
کیونکہ سوا آدمی ہونے کے ان مین کوئی جوہر نہین ہے

اگر بر خری بار گوهر بود
اگر ایک گدہے پر بوجھ موتیون کا ہووے

بگوهر چه بینی همان خر بود
موتی کو کیا دیکھے تو وہ گدھا ہی ہے

چو ره یافتند آن حریفان بگنج
جب پہونچ جاینگے وہ دشمن ایسے خزانے پر

بسی بوم ها را رسانند رنج
بہت سرزمینون کو تکلیف پہونچاوینگے

به بیداد کردن برآرند بال
ظلم کرنے پر بازو کھولین گے

ز بازارگانان ستانند مال
سوداگرون سے مال چھین لین گے

خلل چون دران مرز و بوم آورند
جب اس سرزمین مین خرابی لائے ین

طمع در خراسان و روم آورند
طمع خراسان اور روم مین لاوینگے

بشورید شاهنشه از گفت او
خفا ہوا سکندر اسکی باتون سے

ز بیداد بر خانه و جفت او
اسکے گھر اور بی بی پر ظلم سے

پریشان شد از بهر نوشابه نیز
پریشان ہوا اسلئے نوشابہ کے بھی

که بر شاه بود آن ولایت عزیز
کیونکہ سکندر کے نزدیک وہ ملک بھی عزیز تھا

فرو برد سر تیره و خشمناک
سر جھکا لیا غصے اور رنجیدگی سے

دران تیرگی گشت آشوب ناک
اس رنج مین نہایت پریشان ہو گیا

بفریاد جو گفت فرمان تراست
فریاد سے کہا یعنی پوچھا تو کیا کہتا ہے

هر آن در دلست آنچه در جان تراست
تیرے دل مین ہے جو کچھ تیری جان مین ہے

ازین به که گفت به باشد ار بگذری
اس گفتگو سے بہتر ہوا اگر تو درگذر کرے

تو گفتی و باقی ز من بنگری
تو کہتا ہے اب باقی مجھ سے دیکھ

به بینی که سر چون براه آورم
دیکھنا کہ کیونکر مین چلتا ہون

چه سرها ز خنجر بچاه آورم
کتنے سر اپنے خنجر سے زمین مین لاتا ہون

برآرم سگان را بشور افگنی
ان کتون کا شور کرنا نکالونگا مین

که با شیر بازیست گور افگنی
کیونکہ شیر کے نزدیک گور کا شکار کرنا کھیل ہے

چه دلهای مردان برآرم ز هوش
کتنے مردون کے دل بیہوش کردونگا مین

چه خونهای شیران در آرم بجوش
کتنے شیرون کے خون جوش مین لاتا ہون مین

نه برطاس مانم نه روسی بجای
نہ برطاس اور نہ روسیون کو چھوڑونگا مین

بهم هر دو را بسپرم زیر پای
دونون کے سر پانون سے پامال کرونگا مین

اگر روس مصر است نیلش کنم
اگر روس مصر ہے دریای نیل کردونگا مین

سراسیمه دریای نیلش کنم
اپنے ہاتھیون کے پانون سے روندونگا مین انکو

آگاهی سکندر از تاختن روس بملک بردع و بردن نوشابه

برافرازم از روس اورنگ را
بلند کرونگا روس سے اپنے تخت کو

در آتش نشانم همه سنگ را
آگ مین ڈال دونگا تمام پتھرون کو

نه در غار و کوه اژدهائے یلم
نہ غار اور پہاڑون مین کوئی اژدہا رہنے دونگا

نه از بهر دارو گیاهی هلم
نہ دوا کے واسطے کوئی تنکا چھوڑونگا مین

گر این کین نخواهم ز شیران روس
اگر یہ کینہ شیران روس سے نہ لون مین

سگم من نه اسکندر فیلقوس
مین سکندر فیلقوس کا بیٹا نہین بلکہ کتا ہونگا

وگر گرگ و برطاس را نشکرم
اور اگر گرگ اور برطاسیون کا شکار نکرون مین

ز برطاسی و روس روبه ترم
برطاسیون اور روسیون سے زیادہ بودا ہون مین

گر از گردش چرخ باشد امان
اگر گردش آسمان کی امان دے

نخواهیم کین خود از بدگمان
کینہ اپنے دشمن سے لونگا مین

همه برده را باز جائے آوریم
اپنے سب بردون کو چھڑا لاؤن گا مین

ستاننده را زیر پای آوریم
لیجانے والے کو روندا ڈالون گا مین

نمانیم نوشابه را زیر بند
اور نوشابہ کو بھی قید مین رہنے دون گا

چو وقت آید از نی برآریم قند
اگر وقت آجائیگا تو نرکل سے قند نکالونگا مین

گران سیم در سنگ شد جایگیر
اگرچہ وہ چاندی پتھر مین دبگئی ہے

برون آورمش چون موی از خمیر
باہر نکالونگا اسطرح جیسے بال خمیر سے

بچاره گشاده شود کار سخت
تدبیر سے آسان ہوجاتا ہے مشکل کام

بمدت شگوفد بهار از درخت
مدت مین بہار سے درخت پھولتا ہے

بسختی در از چاره دل برمگیر
مشکل مین تدبیر سے دل برداشتہ نہونا چاہیے

که گردد زمان تا زمان چرخ پیر
کیونکہ آسمان ہردم نئی گردش کرتا ہے

درین ره چو برداشتم برگ و زاد
اس راہ مین جو زادراہ اٹھایا ہے مین نے

صبوری کنم تا برآید مراد
صبر کرونگا تو مراد حاصل ہوجائے گی

ز کوه گران تا بدریای ژرف
بلند پہاڑ اور دریاے زخار سے

مرا سوی ملکِ عجم بود راے
میرا ارادہ ملک عجم جانے کا تھا

چو زین داستانم رسید آگہی
لیکن چونکہ اس حال سے مجھے آگاہی ہوگئی ہے

بجنبش گراینده شد رختِ من
اب سفر پر مائل ہوگیا اسباب میرا

نخسپم نیاسایم از هیچ راه
نہ سوؤنگا آرام کرونگا مین کسی طرح

دوالی چو دید آن پذیرفتگی
دوالی نے جو دیکھا کہ سکندر نے منظور کرلیا

بلب خاک را عنبر آلود کرد
خاک قدم سکندر کو عنبر آلود سمجھکر منہ مین لگائی

بیا ساقی آن باده در دست گیر
اے ساقی وہ شراب ہاتھ مین لے

نه باده جگر گوشۂ آفتاب
شراب نہین بلکہ آفتاب کے کلیجے کا ٹکڑا

بآهستگی کار گردد شگرف
آہستگی مین کام درست ہوجاتا ہے

گر سازم درین مملکت چند جاے
کہ چند روز اس شہر مین سلطنت کرون

به ار تختِ من باشد از من تهی
بہتر ہے اگر میرا تخت مجھ سے خالی رہے

سرِ زینِ من بس بود تختِ من
میرا تخت میرے لیے زین ہی ہے

مگر کینه بستانم از کینه خواه
جب تک دشمنون سے کینہ وصول نکرلونگا مین

بر آسود از خشم و آشفتگی
خفگی اور غصے سے آزاد اسکو سکون ہوا

زمین را بچهره زر اندود کرد
زمین کو اپنے چہرے سے زر اندود کردیا

که از خوردنش نیست کس را گزیر
جسکے پینے سے ہر شخص مجبور ہوگا

که هم آتش آمد بگوهر هم آب
کیونکہ آگ مین بھی جوہر آب کا ہے

آمدنِ سکندر بدشتِ خفچاق

آنا یعنی جانا سکندر کا خفچاق کے جنگل مین

دو پروانہ بستم درین طرف گاہ | یکی روسپیدست و دیگر سیاہ

دو پروانے یعنی رات دن کہ سمجھتا ہوں اس دنیا میں | ایک کا منہ اُجلا ہے اور دوسرے کا کالا

نہ گردند پروانۂ شمع و کس | کہ پروانۂ ما بخوانند و بس

اور وہ پروانے نہ عاشق شمع کے ہیں نہ آدمی کے | بلکہ پروانے ہمارے کہلاتے ہیں اور بس

فروغ از چراغی دہ این خانہ را | کہ سازد کباب این دو پروانہ را

روشنی اُس چراغ سے اس گھر کو دے | جو اِن دونوں پروانوں کو جلا دے

گزارش کن فرش این سبز باغ | چنین برفروزد چراغ از چراغ

بیان کرنے والا فرش اُس سبز باغ کا | چراغ سے چراغ یعنی راوی سے بیان کرتا ہے

کہ چون یافت اسکندر فیلقوس | خبرہای ناخوش ز تاراج روس

کہ جب سکندر فیلقوس کے بیٹے نے | پائیں روسیوں کی لوٹ مار کی بُری خبریں

نخفت آن شب از عزم کین ساختن | ز ہر گونہ رائی بر انداختن

اُس رات کو لڑائی کے ارادے سے نہ سویا | اور ہر قسم کے خیالات کرنے لگا

کہ جنبش درین کار چون آورم | کزین عقد خود را برون آورم

کہ اس کام میں کس پہلو پر چلوں میں | کیونکہ اس گرہ سے آپ کو باہر کروں میں

دگر روز کین بور بیجادہ رنگ | ز پہلوی شبدیز بگشاد تنگ

دوسرے دن جب اس سرخ رنگ گھوڑے نے | سیاہ گھوڑے کے پہلو سے تنگ کھولا یعنی آفتاب نکلا

سکندر بران خنگ ختلی نشست | کہ چون باد برخاست چون برق جست

سکندر اُس شاہ چین کے دیے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوا | جو مثل ہوا کے اُٹھا اور بجلی کی طرح کوندا

ز جوشندہ جیحون جنیبت جہاند | وز انجا سوی دشت خوارزم راند

دریائے جوشندہ جیحون سے گھوڑا نکال لے گیا | اور وہاں سے خوارزم کے جنگل کی طرف چلا

سپاہی چو دریا پس پشت او | حساب بیابان در انگشت او

ایک لشکر دریا کی طرح اُسکے پیٹھ کے پیچھے | حساب جنگل کا اُسکی انگلیوں میں

آمدن سکندر بدشت خفچاق

بیابان خوارزم را در نوشت
خوارزم کے جنگل کو جلد طے کیا

بر آن تا کند عالم از روس پاک
اس واسطے تاکہ روس سے عالم کو پاک کرے

دران تاختن دیده بیخواب کرد
اس حملے مین سکندر رات کو بھی نہ سویا

بیابان پر از خیل خفچاق دید
جنگل کو قوم خفچاق سے بھرا ہوا دیکھا

بچهره چو آتش بعارض چو آب
چہرہ انکا سرخ اور رخسارے آبدار

همه تنگ چشمان مردم فریب
سبکی آنکھین چھوٹی آدمی کی فریب دینے والی

نقابی نه بر صفحهٔ روی شان
نہ کوئی نقاب انکے روی روشن پر

سپاهی عجب پیشه تو تنگ و تاب
سکندر کے بے عورت لشکر والون نے صبر نے

ز تاب جوانی بجوش آمدند
جوش جوانی سے جوش مین آگئے

کس از بیم شه ترکتازی نکرد
لیکن سکندر کے خوف سے کسی نے حملہ نہ کیا

چو شه دید خوبان آن راه را
جب سکندر نے وہان کی عورتونکا قاعدہ دیکھا

ز جیحون در آمد ببابل گذشت
جیحون سے آیا اور شہر بابل مین گذرا

قرارش نمی بود در آب و خاک
دریا اور خشکی مین کہین اسکو قرار نہ تھا

گذر بر بیابان سقلاب کرد
اور سقلاب کے جنگل پر گذرا

در و لعبتان سمن ساق دید
اسمین عورتین نہایت نازک اور خوبصورت دیکھین

فروزان تر از ماه و از آفتاب
روشن زیادہ ماہتاب اور آفتاب سے

فرشته ز دیدارشان ناشکیب
فرشتے انکے دیکھنے سے بیقرار

نه باک از برادر نه از شوی شان
نہ بھائی کا خوف نہ خاوند کا مطلق ڈر انکو

چو دیدند روی چنان بی نقاب
جو ان کے بے نقاب ایسے چہرے دیکھے

دران داوری سخت کوش آمدند
اس مقدمے مین نہایت کوشش کرنے لگے

بان لعبتان دستبازی نکرد
ان عورتون پر دست درازی نہ کی

نه خوب آمد آن قاعده شاه را
سکندر کو وہ طریقہ اچھا نہ معلوم ہوا

آمدن سکندر بدشت خفچاق

پری پیکران دید چون سیم ناب
عورتین خوبصورت دیکھین مثل خالص چاندی کے
سپاهی همه تشنه ایشان چو آب
سپاہ تمام پیاسی اور وہ عورتین مثل پانی کے

ز محتاجی لشکر اندیشه کرد
لشکر کے خواہشمند ہونے سے بہت ڈرا
که زن زن بود بیگمان مرد مرد
کہ عورت عورت ہی ہے اور مرد مرد ہی ہے بیشبہہ

یکی روز همت بدان کار داد
ایک دن اس کام مین مصروف ہوا
بزرگان خفچاق را بار داد
یعنی خفچاق کے شریفون اور سردارون کو بلایا

پس انگاه شاهانه نواخت شان
بعد اسکے بادشاہونکی طرح انکی عزت کی
بتشریف خود سرفراخت شان
اور اپنے خلعت سے انکو ممتاز کیا

به پیران خفچاق پوشیده گفت
خفچاق کے بڈھے لوگون سے پوشیدہ کہا
که زن روی پوشیده به در نهفت
کہ عورت کا منہ پردے مین چھپا ہوا بہتر ہے

زنی کو نماید به بیگانه روی
جو عورت کہ غیر مرد کو منہ دکھلاتی ہے
ندارد شکوه خود و شرم شوی
اپنی عزت اور شوہر کا پاس پردہ نہین رکھتی ہے

اگر زن خود از سنگ و آهن بود
عورت اگر پتھر اور لوہے ہی کی کیون نہو
چو زن نام دارد همان زن بود
جب عورت اسکا نام ہے تو عورت ہی ہوگی

چو آن دشتبانان شوریده راه
جب ان جنگلی آدمیون گمراہ نے
شنیدند یک یک سخنهای شاه
ایک ایک یعنی سب باتین سکندر کی سن لین

سر از حکم آن داوری تافتند
اس اچھے حاکم کے حکم سے سر پھیرا یعنی انکار کیا
که آیین خود را چنان یافتند
کیونکہ اپنے بیان کا رواج ایسا ہی دیکھتے تھے

به تسلیم گفتند ما بنده ایم
آداب بجا لاکر کہا ہم لوگ غلام ہین
به میثاق خسرو شتابنده ایم
اور بادشاہ کے اقرار یعنی حکم ماننے کو موجود ہین

ولی روی بستن ز میثاق نیست
مگر کیا کرین منہ ڈھانکنا ہملوگون مین رواج نہین ہے
که این خصلت آیین خفچاق نیست
کیونکہ خفچاق مین اس طریقے کا رواج نہین ہے

گر آیین تو روی بربستن است
اگر اے بادشاہ منھ ڈھانکنا تیرا طریقہ ہے
چو در روی بیگانه نادیده به
چونکہ غیر شخص کو دیکھنا بہتر نہیں ہے
وگر شاه را ناید از ما درشت
اور اگر حضور کے ناگوار خاطر ہو تو یہ بات بھی ہے
عروسان ما را بس است این حصار
ہماری بال بچے اور عورتوں کو اسیقدر محافظت کافی ہے
ببرقع مکن روی این خلق ریش
پردے کے لیے ان لوگوں کا منھ نہ زخمی کر
کسی کو کند دیده را در نقاب
جو شخص کہ آنکھوں پر پردہ ڈال لیتا ہے
جهاندار اگر نیک فرمان دهد
حضور اگر مناسب حکم دیتے ہیں
بلی شاه را جمله فرمانبریم
اور یوں حضور کے ہم سب فرمانبردار ہیں
چو بشنید شاه آن زبان آوری
سکندر نے جو انکی نہ حاضر جوابی سنی
حقیقت شد او را که با آن گروه
اور یہ معلوم ہو گیا اسکو کہ ان لوگوں سے
بفرزانه آن قصه باگفت باز
تب بلیناس سے سکندر نے یہ حال کہہ سنایا

در آیین ما چشم دربستن است
ہمارے یہاں کا دستور آنکھ بند کر لینے کا ہے
جنایت نه بر روی بر دیده نه
منھ کی کوئی خطا نہیں آنکھوں پر خطا رکھو
چرا بایدش دید در روی و پشت
کہ کیوں کسی کی منھ اور پیٹھ کو کوئی دیکھے
که با حجله کس ندارند کار
کہ کسی کی بیگانی کام نہیں رکھتی یعنی کہیں نہیں جاتی ہیں
تو شو برقع انداز بر چشم خویش
تو اپنی آنکھوں پر نقاب ڈال لے
نه در ماه بیند نه در آفتاب
نہ چاند کی طرف دیکھتا ہے نہ آفتاب کی طرف
ز ما هر که خواهد بر او جان دهد
ہم میں سے ہر شخص جان قربان کر سکتا ہے
ولیکن ز آیین خود نگذریم
لیکن اپنے رواج کو نہیں چھوڑ سکتے ہیں
زبون شد زبانش در آن داوری
زبان اسکی اس مقدمے میں لاجواب ہو گئی
نصیحت نمودن ندارد شکوه
نصیحت کرنا کچھ وقعت نہیں رکھتا یعنی بیکار ہے
در و چاره و خواست از چاره ساز
انہیں تدبیر اس مدبر سے دریافت کی

آمدن سکندر بدشت قبچاق

که آئین خوبرویان زنجیرموی
کہ یہ عورتین خوبصورت جنکے بال پیچدار ہین
در بغیست کز کس نپوشند روی
غضب ہے کہ کسی سے منہ نہین چھپاتی ہین

وبالست ازین چشم بیگانه را
نقصان ہے اُس سے غیروں کی نظر کو
چو از دیدن شمع پروانه را
جیسے شمع کے دیکھنے سے پروانے کو

چه سازیم تا نرم خوئی کنند
مین کیا تدبیر کرون کہ انکی عادت درست ہوجائے
ز بیگانه پوشیده روئی کنند
غیروں سے منہ اپنے چھپایا کرین

چنین داد پاسخ خرد شناس
ایسا جواب دیا اُس عقلمند شخص نے
که فرمان شه را پذیرم سپاس
کہ حضور کا حکم شکریے سے مجھے قبول ہے

طلسمی برانگیزم از ناف دشت
ایک طلسم مین جنگل کے درمیان قائم کرتا ہون
که افسانه سازند ازان سرگذشت
بلکہ قصہ بیان کرینگے اس واقعہ کا سب

هران زن که در روی او بنگرد
جو عورت کہ اُسکے چہرے کو دیکھے گی
بجز روی پوشیده زو نگذرد
بغیر منہ ڈھانکے اسکی طرف سے نہ نکلے گی

بشرطیکه شاه آرد اینجا نشست
بشرطیکہ حضور یہان تشریف رکھین
وزو هرچه خواهیم آرد بدست
اور جو چیز مین مانگون وہ موجود کردین

شه از نیک و بد هرچه فرزانه خواست
سکندر نے جو کچھ بلیناس نے طلب کیا
بزر و بزریک بیک کرد راست
روپیے اور محنت سے سب چیزین مہیا کین

جهاندیده دانا به نیک اختری
جہاندیدہ وزیر عقلمندی سے
درآمد به تدبیر صنعتگری
کاریگری کی تدبیر مین مصروف ہوا

نو آئین عروسی دران جلوه گاه
ایک نازک عورت اُس راستہ مین
برانگیخت از خاره سنگی براه
اُس جنگل سے سنگ خارا سے بنا کر قائم کردی

برو چادری از رخام سپید
اُسپر ایک چادر سفید پتھر کے
چو برگ سمن بر سر مشک بید
چنبیلی کی پتی کی طرح اوپر مشک بید کے

هر آن زن که دیدی در آن رزم او | شدی روی پوشیده از شرم او
جو عورت کہ دیکھتی مقابل اس کے | منہ چھپا لیتی اسکی شرم سے

در آوردی از شرم چادر بروی | نهان کرده رخسار و پوشیده موی
منہ پر شرم سے چادر ڈال لیتی تھی | منہ چھپاتی اور سر ڈھانک لیتی

از آن روز خفچاق رخساره بست | که صورتگر آن نقش بر خاره بست
اسی دن سے خفچاق کی عورتوں نے منہ چھپایا | جب سے کہ بلیناس نے وہ طلسم پتھر کا بنایا

نگارنده را گفت شاه گزین نگار | درین سنگدل قوم چون کرد کار
سکندر نے بلیناس سے پوچھا کہ اس نقش نے | اس سنگدل قوم میں کیونکر اثر کیا

که فرمان ما را اندر او نبد گوش | درین سنگ بینند و یابند هوش
کہ ہمارے حکم کو انھوں نے نہ سنا | اور اس پتھر کو دیکھتے ہی انکو عقل آجاتی ہے

خبر داد دانای بیدار بخت | که خفچاق را دل چو سنگست سخت
بتلایا اس روشن دل دانا نے | کہ خفچاقیوں کا دل پتھر کی طرح سخت ہے

به بر گرچه سیمند سنگین دلند | بسنگین دلان زین سبب مایلند
بدن انکے اگرچہ چاندی کے ہیں لیکن دل سخت ہیں | سنگین دلوں سے اس وجہ سے مائل ہو جاتی ہیں

برین سنگ چون بگذرد رخت شان | ازو نرم گردد دل سخت شان
اس پتھر کی طرف جب انکا گذر ہوتا ہے | اس سے نرم ہو جاتا ہے انکا سخت دل

که روی برین سختی از خاره سنگ | چو خود را همی پوشد از نام و ننگ
کہ با وصف اس سختی کے جب تصویر سنگ خارا کی | جب اپنا منہ غیرت اور شرم سے چھپائے ہے

روا باشد ار ما بپوشیم روی | ز بیداد بیگانه و شرم شوی
روا ہے اگر ہم بھی اپنا منہ ڈھانک لیں | غیروں کے ستانے اور شوہر کی شرم سے

وگر نسبتی کاسمانیست آن | نگویم که رمزی نهانیست آن
دوسرے نسبت آسمانی یعنی ازدواج فلکی جیسی منقش ہیں | وہ پوشیدہ رمز قابل بیان کرنے کے نہیں ہے

آمدنِ سکندر بدشتِ خفچاق

بیا مرد ای این طلسم بلند — برین رو بها بسته شد رومی بند
اس بلند طلسم کے قائم کرنے والے نے — ان کے چہرون پر ایک نقاب پڑ گیا

هنوز آن طلسم برانگیخته — دران دشت ماند است نا ریخته
ابتک وہ طلسم جو اُسنے بنایا تھا — اُس جنگل مین باقی ہے منہدم نہین ہوا ہے

یکی بیشه در گردش از چوب تیر — چو باشد گیا برلب آبگیر
ایک جنگل اسکے گرد جسمین تیر کی لکڑیان تھین — ایسا سرسبز جیسے سبزہ کنارے تالاب کے

ز پرهای تیر عقاب افگنش — عقابان فزونند پیرامنش
عقاب کے گرانے والے تیرون کے پرسے — عقاب بہت رہتے ہین گرد اسکے

همان جین خفچاق کانجا رسید — دوتا پیش این نقش یکتا رسید
جب گروہ خفچاقیون کا وہان پہونچتا — کمر جھکا کر یعنی ادب سے اُس تصویر کے پاس جاتا

زره گر پیاده رسد گر سوار — پرستش کنندش پرستنده وار
اس راستے سے پیادہ یا سوار جو کوئی آتا — پوجتے اسکو لوگ پوجنے والون کی طرح

سواری که راند فرس پیش او — نهد تیری از جعبه در کیش او
جو سوار کہ گھوڑا اسکے سامنے لیجاتا تھا — ایک تیر اپنے ترکش سے اسکے ترکش مین رکھ دیتا

شبانی که آنجا رساند گله — کند پیش او گوسفندی یله
جو چرواہا اُس طرف گلہ لے کر پہونچتا — اسکے آگے ایک بھیڑ چھوڑ دیتا

عقابان در آیند زاوج بلند — نمانند یک موی زان گوسپند
عقاب بلندی سے نیچے اُتر آتے ہین — ایک بال بھی اُس بھیڑ سے باقی نہین رہنے دیتے

ز بیم عقابان پولاد چنگ — نگردد کسی گرد آن خاره سنگ
عقابون فولاد چنگل کے خوف سے — نہین پھرتا ہے گرد اُس تصویر سنگ خارا کے کوئی

صنم بین که آن نقش پرداز کرد — که گاهی گره بست و گه باز کرد
اس صنم یعنی کاریگر کو دیکھ کر اُسنے کیسا نقش بنایا — کہ کبھی گرہ باندھی اور کبھی کھولی یعنی منہ بند کرنا اور پرستش کرنا لیا

بیا ساقی آن بکر پوشیده روی
آ اے ساقی وہ باکرہ منھ چھپائے ہوئے

بمن دہ کہ گر شوی مست پروا شوی
مجکو دے اگر اسکو شوہر کی ضرورت ہے

کنم دست شوئی بپاک از پلید
ہاتھ دھوؤں اس میں ناپاکی سے پاک ہونے کے لیے

بہ بکر اینچنین دست باید کشید
ایسا ہاتھ باکرہ سے علیحدہ رکھنا چاہیے

لشکر کشیدنِ سکندر از راہِ خفچاق بر روس

لشکر کشی کرنا سکندر کا خفچاق کے راستے سے روسیوں پر

دگر بارہ بلبل بباغ آمدہ است
پھر دوبارہ بلبل باغ میں آئی ہے

پری پیش روشن چراغ آمدہ است
پری چراغ روشن کے سامنے آئی ہے

خیالم پری پیکرے می کند
خیال میرا پری پیکری کرتا ہے

مرا چون خیال پری می کند
مجکو مثل خیال پری کے بناتا ہے

ازین کانِ تاریک آہرمنی
اس اندھیری شیطانی کان سے

گہر می برآرم بدین روشنی
دیکھ ایسے روشن موتی نکالتا ہوں میں

ہزار آفرین باد بر زیرکان
ہزار آفرین ہے داناؤں پر

کہ روشن زر آرند از تیرہ کان
کہ کان تاریک سے روشن سونا نکالتے ہیں

گزارندہ شرح این داستان
اس داستان کے بیان کرنیوالے نے

گزارش چنین کرد بر مرزبان
ایسا بیان کیا اپنے حاکم سے

کہ چون شاہِ عالم بدانای روم
کہ جب سکندر نے روم کے کاریگروں کو

بفرمود تا سازد از سنگ موم
حکم دیا کہ موم پتھر سے بنا دیں

بہ پیروزی آن نقش در خواستہ
کمال عمدگی سے وہ زیبائشی تصویر

چو پیروزہ نقشی شد آراستہ
مثل ایک نقش فتحمندی کے بنکر تیار ہوگئی

لشکر کشیدن سکندر از راه خفچاق بر روس

ز خوبی چنان ساختش نقشبند — که بربست بر نقش ترکان پرند

مصور نے اسکو ایسی خوبی سے بنایا — جیسے کہ ترکون کے نقش پر چادر پڑی تھی

چو پیکر برانگیخت پیکر نمای — شه از پیش پیکر تهی کرد جای

جب وہ شکل مصور بنا کر تیار کر چکا — سکندر نے اسکے سامنے یعنی وہان سے کوچ کیا

بهر جا که میرفت میریخت گنج — بامید راحت همی برد رنج

جس جگہہ کہ پہونچتا تھا داد و دہش کرتا تھا — راحت کی امید پر تکلیف اٹھاتا تھا

بهر هفته منزلی چند راند — بهر منزلی هفته چند ماند

ہر ہفتے مین کئی منزل چلتا تھا — ہر مقام پر کئی ہفتے تک ٹھہر جاتا تھا

چو منزل ور آمد بر بدخواه تنگ — هژبران بکین تیز کردند چنگ

جب دشمنون پر منزل تنگ آ پہونچی — بہادرون نے لڑنے کے لیے چنگل تیز کیے

فراخی گهی بود نزدیک آب — فرود آمد آنجا بهنگام خواب

ایک بہت وسیع مقام تھا کنارے دریا کے — اترا وہان پر سونے یعنی رات کے وقت

دران مرغزار از ملک تا سپاه — برآسوده گشتند ز آسیب راه

اس چراگاہ مین بادشاہ لیکر لشکر تک — راہ کی تکلیف سے آسودہ ہوئے

چو انجم برآراست لشکرگهی — کشیده بگردون ورو درگهی

ستارون کی طرح ایک لشکرگاہ آراستہ کی — آسمان کی طرح اسمین ایک بارگاہ بنائی

جهان را ز رایت چو طاوس کرد — سراپرده را در سوی روس کرد

جہان کو رنگ برنگ کے نشانون سے مثل طاؤس کے بنا دیا — خیمے کا دروازہ طرف ملک روس کے کر دیا

بروسی خبر شد که دارای روم — درآورد لشکر بدان مرز و بوم

روسیون کو خبر پہونچی کہ بادشاہ روم کا — لشکر لے آیا اس سرزمین پر

سپاهی که اندیشه را پی کند — چو بر که زند کوه را خوی کند

ایسی سپاہ کہ جو خیال کے قدم کاٹ دے — اگر پہاڑ پر حملہ کرے پہاڑ کو پانی کر دے

لشکر کشیدنِ روس

سکندر را از راہِ خفچاق بر

دلیرانِ شمشیر زن بے شمار
بہادر سپاہی تلوار باندھے ہوئے بیشمار

بہر دم گرائی چو پیچیدہ مار
آدمیون کے کاٹنے کے لیے مثل لپٹے ہوئے سانپ کے

کمند افگنانی چو تند شیر
کمند پھینکنے والے مثل شیر تند کے

در آرند سرہاے پیلان بزیر
جو ہاتھیون کے سر نیچے کردین

غلامانِ چینی کہ در دار و گیر
چینی غلام کہ لڑائی مین

بموئی جہانند صد چوبہ تیر
ایک ایک بال سے سو سو تیر لگاوین

سکندر نہ تند اژدہائیست این
سکندر نہین بلکہ یہ ایک تند اژدہا ہے

جہانرا ستمگر بلائیست این
جہان کے لیے یہ ایک ظالم بلا ہے

نہ لشکر یکے کوہ بادی روان
لشکر نہین ایک ہوا کا پہاڑ چلتا تھا

کہ در زیر او شد زمین ناتوان
کہ زمین اسکے نیچے عاجز یعنی کچل گئی

ز پیلان دو صد پیل پولاد پوش
ہاتھیون سے دوسو ہاتھی پولاد پہنے والے

کہ آرند خون زمین را بجوش
جو زمین کے خون کو جوش مین لاوین

یکی دشت پرپیل و پر پیلتن
ایک جنگل ہاتھیون اور پہلوانون سے بھرا ہوا

ہمہ کشور آشوب و لشکر شکن
سب ملک کے پریشان کرنیوالے اور لشکر کے شکست دینے والے

چو قنطال روسی کہ سالار بود
قنطال جو روسیون کا سپہ سالار تھا

شد آگہ کہ گردون بدین کار بود
واقف ہوا کہ آسمان اس کام مین ہے

یکی لشکر انگیخت از ہفت روس
ایک لشکر تیار کیا ساتون ملک سے

بکردار ہر ہفت کردہ عروس
مثل عروس ساتون سنگار کیے ہوئے یعنی سجا ہوا

ز برطاس و آلان و خزران گروہ
برطاس اور آلان اور خزران کے لوگون سے

برانگیخت سیلی چو دریا و کوہ
ایک سیلاب مثل دریا اور پہاڑ کے اٹھایا

ز ایسو زمین تا بخفچاق دشت
مقام ایسو سے خفچاق کے جنگل تک

زمین را بہ تیغ و زرہ در نوشت
زمین کو تلوار اور زرہ سے لپیٹا یعنی چھپا دیا

لشکر کشیدن سکندر از راه خفچاق بر روس

باهن شده غرق جمله سپاه
لوہے مین ڈوب گئی تمام سپاہ
نهاده بسر بر ز آهن کلاه
سرون پر لوہے کے خود رکھے ہوئے

سپر در سپر جمله آورده روی
ڈھالین سب منھ سے منھ ملائے یعنی برابر برابر تھین
گشاده نه یک جای یک تار موی
ایک بال برابر بھی کہین جگہ خالی نہ رہی

یلان جمله چون شیر غران دلیر
پہلوان سب مثل شیر دلیر اور للکارنیوالے کے
نه هر یک یکی پیل آورده زیر
ہر ایک ایک ایک ہاتھی پر سوار

خروشان و نعره زنان هر زمان
ہر لحظہ للکارتے اور شور ایسا کرتے تھے
که از بانگ او پیر گردد جوان
جنکی آوازون سے بڈھا بھی جوان ہو جاے

سپاهی بحدی که لشکر شناس
سپاہی اُس قدر نہ تھے کہ لشکر کے اندازہ کرنیوالے
باندازهٔ آن رساند قیاس
اسکے اندازے پر اپنا خیال پہونچا سکین

چو عارض شمر دانچه در پیش بود
جب منشی نے اُس موجودہ لشکر کا شمار کیا
ز نه صد هزارش عدد بیش بود
نو لاکھ سے زیادہ اسکا شمار تھا

فرود آمدند از سر راه دور
اُتر آئے دور سے سر راہ مین
دو فرسنگ از لشکر شاه دور
اُسجگہ جو سکندر کے لشکر سے دو فرسنگ دور تھی

بلشکر چنین گفت قنطال روس
اپنے لشکر سے روسی سپہ سالار نے کہا
که مرد افگنان را چه باک از عروس
کہ مردون سے لڑنیوالونکو عورتون سے کیا اندیشہ ہو

چنین لشکر خوب نادیده رنج
ایسا اچھا اور جس نے کبھی تکلیف نہین پائی
همه سر بسر کاروانهای گنج
تمام قافلے خزانے سے بھرے ہوئے

کجا پای دارند با روسیان
ہم روسیون کے مقابلے مین کیا ٹھہرینگے یہ
چنین نازنینان و ناموسیان
جو ایسے ناز پروردہ اور اہل شرم ہین

همه گوهرین ساخت زرین ستام
سب ساز سونے اور موتی کا بنا ہوا
بلورین طبق بلکه یجاده جام
طباق اُنکے بلور اور بلکہ یاقوت کے

همه کارشان ضرب و آتشگری — نگشته شبی گرد چالشگری

اُن سب کا کام صرف شراب پینا اور کھانا بنانا — کبھی رات کو پہرہ بھی نہین دیتے

شبانگه ببوی خوش انگیختن — سحرگه بشربت در آمیختن

رات کے وقت خوشبو سونگھا کرتے ہین — صبح کے وقت شربت پیا کرتے ہین

جگر خوردن آئین روسان بود — می و نقل کار عروسان بود

روسیون کا کام کلیجہ کھا لینا ہے — گزک اور شراب پینا کام عورتون کا ہے

ز رومی و چینی نیاید نبرد — همه خز و دیبا بود سرخ و زرد

رومی اور چینی کوئی بھی نہین لڑ سکتے ہین — یہ سب خز اور دیبا کی طرح سرخ اور زرد ہین

خداداد ما را چنین دستگاه — خداداد را چون توان بست راه

خدا نے ہمکو ایسی قوت دی ہے — خداداد کی راہ کیونکر کوئی بند کر سکتا ہے

اگر دیدمی این غنیمت بخواب — دهانم شدی زین حلاوت پر آب

اگر یہ مال اور دولت ہم خواب مین دیکھ لین — اس مزے سے ہمارے منھ مین پانی بھر آوے

یکی نیست زین جمله بی تاج زر — بدریا نیابیم چندان گهر

ان مین ایک بھی ایسا نہین جسکے سر پر تاج موتیونکا نہو — دریا مین بھی اسقدر موتی ہمارے نزدیک نہونگے

گر این دستگه را بدست آوریم — بر اقلیم عالم شکست آوریم

اگر یہ مقدور ہمکو بھی میسر ہو جاوے — تمام جہان کے ولایتون کو فتح کر لین ہم

جهان را بگیریم و شاهی کنیم — همه سال صاحب کلاهی کنیم

تمام جہان اپنے قبضے مین کرکے بادشاہی کرین ہم — ہمیشہ دنیا مین بادشاہت کرین ہم

پس آنگه فرس راند بالای کوه — بسی چند با او شده همگروه

بعد اُسکے گھوڑا دوڑایا پہاڑ کی بلندی پر — اور بہت روسی اُسکے ساتھ ہو لیے

به انگشت بنمود کاینک ز دور — جهان در جهان ناز نینند و حور

دور سے آنگلی کے اشارے سے دکھایا کہ وہ — بے شمار حورین اور نازنین یعنی سکندر کی فوج ہے

سکندر از راه قفچاق بر روس

لشکر کشیدن سکندر از راه خفچاق به روس

درو درگه از گوهر و گنج پر
دروازے اور بارگاہ موتی اور خزانے سے بھرے ہوئے

بجای سنان و زره لعل و دُر
بجائے گانسی اور زرہ کے لعل اور موتی ٹکے ہوئے

همه زین زرین یاقوت کار
سبکے زین سنہرے جنمین یاقوت ٹکے ہوئے ہین

کفل پوشهای جواهر نگار
عبائیون مین انکی جواہرات ٹکے ہین

کلاه مرصع برافراشته
سب مرصع تاج دیئے ہوئے ہین

قبا تا کف پای بگذاشته
پائون تک چپکنین لٹکتی ہین

همه فرش دیبا و شعری حریر
فرش تمام دیبا اور شعر کے حریر کا

نه در دست نیزه نه در جعبه تیر
نہ ہاتھون مین نیزے ہین نہ ترکشون مین تیر ہین

همه عنبرین خال و خلخال پوش
سب عنبر کے سے تل لگائے اور پازیب پہنے ہوئے عورتون کی طرح

سر زلف پیچیده بالای گوش
بالون کے حلقے کانون پر لپیٹے ہوئے

سر و پای در زیور خسروی
سر اور پائون مین بادشاہی زیور پہنے ہوئے

نه پای رونده نه دست قوی
نہ پائون زیادہ چلنے کے قابل نہ ہاتھ مضبوط

بدان سست پایان پیچیده دست
ان لنجے اور اپاہج لوگون سے

سکندر چه لشکر تواند شکست
سکندر ہمارے لشکر کو کیونکر شکست دے سکتا ہے

گر افتد بر ایشان سر سوزنی
اگر انکے ایک سوئی کی نوک بھی لگ جاے

دهن را گشایند چون روزنی
بھاٹے کی طرح منھ کھول دین گے

بتاریخ و تقویم جنگ آورند
تاریخ سعد اور نحس اور نجوم مین دیکھکر لڑتے ہین

همی در حساب ورنگ آورند
ایک ایک مہینہ کا وقفہ حساب ہی مین لگا دیتے ہین

نه آن لشکر اند اینکه روز نبرد
یہ وہ سپاہی نہین ہین کہ لڑائی کے دن

ز خسته کلوخی برآرند گرد
ایک ڈھیلا مارنیوالے سے بھی بدلے لین

چو ما حمله سازیم یکره بجای
جب ہم سب ایکبارگی حملہ کرین گے

بیک حمله مانند اندر بپای
ہمارے ایک حملے مین بھی نہ ٹھہرین گے

چو روسان سختی کش سخت مغز
جو محنتی روسیون مضبوط مغز نے
نہادند سرہا کہ تا زندہ ایم
قبول کیا سب نے کہ جب تک ہم زندہ ہین
بکوشیم کوشیدن چون نہنگ
گھڑیالون کی طرح کوشش کرین گے ہم
بر اعدای دولت شبیخون کنیم
حضور کے دشمنون پر شب خون مارین گے ہم
چو دست از عنان سوی خنجر کشیم
جب باگ سے ہاتھ خنجر کی طرف لیجائین گے ہم
چو روسی سپہ را دل گرم دید
جب حاکم روس نے لشکر کو مستعد دیکھا
بہ لشکرگہ آمد بسیج جنگ
لشکرگاہ مین آیا لڑائی کے سامان کرنیکے لیے
ز دیگر طرف شاہ لشکر شکن
دوسری طرف بادشاہ لشکر شکن یعنی سکندر
بزرگان لشکر ہمہ گرد شاہ
سردار لشکر کے سب گرد سکندر کے
قدرخان ز چین گورخان از ختن
قدرخان چین سے اور گورخان ختن سے
دوالی ز ابخاز و ہندی زری
دوالی ابخاز سے اور ہندی زری سے

فریبی شنیدند زان گونہ نغز
ایسا پسندیدہ فریب اس سے سُنا
بر آن عہد و پیمان سر افگندہ ایم
اسی عہد و پیمان پر سر جھکائے بیٹھے ہیں ہم
نمانیم زین گلستان بوی و رنگ
نہ رہنے دینگے اس باغ کی آب اور رونق
بنوک سنان خارہ را خون کنیم
بھالے کی نوک سے پتھر سے خون نکالین گے ہم
بد اندیش را دام در سر کشیم
دشمن کے سر پہ جال بناوین گے ہم
ز نیروی خود کوہ را نرم دید
اپنی طاقت کے سامنے پتھر کو نرم خیال کیا
ز دل برد زنگار و ز تیغ زنگ
دل سے کدورت اور تلوار سے مورچہ چھڑایا
بتدبیر بنشست با انجمن
واسطے تدبیر کے محفل مین بیٹھا
نشستند چون اختران گرد ماہ
مثل ستارون کے چاند کے گرد بیٹھے
رئیس از بدائین و لیدا ز چین
رئیس بدین سے اور ولید ملک چین سے
قباد صطرخی ز خویشان کی
اصطرخ کا قباد کیانیون کے رشتہ دارون سے

سکندر از راہ خفچاق بر روس

لشکر کشیدن سکندر از راہِ قبچاق بر روس

زریوند گیلے ز مازندران
زریوند گیلی شہر مازندران سے
نیاویل از کشورِ خاوران
نیا ویل ملکِ خاوران سے

سہیل از خراسان و قوم از عراق
سہیل خراسان سے اور قوم عراق سے
بریسال ارمن بدین اتفاق
بریسال ارمن سے سب بالاتفاق

ز یونان و افرنجہ و مصر و شام
یونان اور افرنجہ اور مصر اور شام سے
بچندانکہ از گفتن آید تمام
اس قدر لوگ کہ جنکا بخوبی بیان نہین ہو سکتا ہے

جہاندار کرد از غم آزادشان
سکندر نے سب کو قید رہنے سے آزادی دی انکو
بدل گرمی امید ہا دادشان
اور انکے دلونکو امیدون سے خوش کردیا

چنین گفت کین لشکر جنگجوے
ایسا کہا کہ یہ لڑنے والا لشکر
بہ پیکار شیران نگردند روے
شیرون سے لڑائی نہ لڑا ہوگا کبھی

بزردی و سالوسی و رہزنی
چوری اور مکاری اور رہزنی سے
نمایند مردی و مردافگنی
بہادری اور لڑائی کا دعوی کرتا ہے

ز دودستی ندیدند شمشیر کس
کسی کی دودستی تلوار انھون نے نہین دیکھی ہے
ہمہ ناچخ و نیزہ از پیش و پس
نہ چھوٹے اور بڑے نیزے آگے اور پیچھے

سلاحی و سازی ندارند چست
ان لوگون کے پاس ہتیار اور سامان بھی ٹھیک نہین ہے
زبے آلتان جنگ ناید درست
جنکے پاس ہتیار بھی نہین ہین کیا اچھی طرح لڑینگے

برہنہ تنی چند در مصاف
میدان مین ننگے کئی شخصون کا
چہ باشد بریدن ز سر تا بناف
سر کاٹ لینا ناف تک کیا مشکل ہے

چو من تیغ گیرم بجنبم ز جای
مین جب تلوار اٹھاؤنگا جگہ سے نہ ہٹونگا
فرو بندم البرز را دست و پای
کوہ البرز کے ہاتھ پاؤن بھی شل کردونگا مین

من آن دورگیرم کہ دارای گرد
مین وہ بادشاہ ہون کہ دارا ایسا پہلوان
ز من جای ہم برد و جان ہم نبرد
مجھسے جگہ لیے لیتا تھا اور جان بھی نہ سلامت لے گیا

بکیدے بکیہ با کید بر داختم
باوجود انکے مکر کے کید انکے ساتھ کیا میں نے

بپاے خودش جھن در انداختم
اپنے پانون کے پیچھے ڈال لیا یعنی مطیع کرلیا مین نے اُسکو

چو با لشکر فور کردم نبرد
لشکر فور کے ساتھ جنگ کی مین نے

ز مردانگی فور کا فور خورد
فور کی ساری بہادری کافور ہو گئی

کمانم چو بر زد برابر و گره
جب میری کمان کی ابرو پر گرہ آئی یعنی کھینچی

شہ چین کمان را فرو کرد زه
بادشاہ چین نے اپنی کمان چلّے سے آتار دی

هم از جنگ روسم نباشد شکوه
اسی طرح روسیون کی لڑائی سے بھی مجھکو خوف نہین ہے

که بسیار سیلاب ریزد ز کوه
کیونکہ پہاڑ سے اکثر سیلاب پیدا ہوتا ہے

ز کوه خزر تا بدریای چین
خزر کے پہاڑ سے دریاے چین تک

همه ترک بر ترک بینم زمین
تمام سپاہی ہی سپاہی مجھکو زمین پر دکھلائی دیتے ہین

اگرچه نشد ترک با روم خویش
اگرچہ ترک رومیون کے یگانے نہین ہوگئے ہین

هم از رومیان کینه با روس بیش
تاہم رومیون کے مقابلے مین روسیون سے انکو زیادہ کینہ ہوگا

به پیکار ترکان این مرحله
ان ترکون کے ساتھ لڑائی کرنے مین

تو آن ریخت بر پای روس آبله
روسیون کے پانون مین آبلے پڑجائین گے

بسا زهر کو در تن آرد شکست
بہت سے زہر جو بدن کو توڑ دیتے ہین

بزهری دگر بایدش باز بست
دوسرے زہر ہی سے انکی بندش ہوسکتی ہے

حکایت بر سبیل تمثیل

حکایت بطور مثال کے ہے

شنیدم که از گرگ روباه گیر
مین نے سنا کہ ایک بھیڑیے لومڑی کے شکار کرنیوالے سے

ببانگ سگان رست روباه پیر
کتون کے شور و غل مین لومڑی چھوٹ گئی

حکایت بر سبیل تمثیل

دو گرگ جوان تخم کین کاشتند
دو جوان بھیڑیوں نے بیج عداوت کا بویا
پی روبہ پیر برداشتند
پیچھا ایک بڑھی لومڑی کا کیا

دہی بود در وی سگان سترگ
ایک گاؤن تھا اسمین دانا کتے
ہمہ تشنہ خون روباہ و گرگ
سب پیاسے خون لومڑی اور بھیڑیے کے تھے

یکی بانگ زد روبہ چارہ ساز
ایک آواز مکار لومڑی سنے لگائی
کہ بند از دہان سگان کرد باز
جس سے کتون کے منہ کھل گئے

سگان وہ آواز برداشتند
کتون نے بھونکنا شروع کیا
کہ روباہ را گرگ پنداشتند
بلکہ لومڑی کو بھیڑیا معلوم کیا

ز بانگ سگان کامد از دور دست
کتون کی آواز جو دور سے آئی
رمیدند گرگان و روباہ رست
بھیڑیے بھاگ گئے اور لومڑی چھوٹ گئی

سگالندہ کاروان وقت کار
اندیشہ کرنے والا واقف کار لڑائی کو وقت
ز دشمن بدشمن شود رستگار
دشمن کے دشمن کی وجہ سے چھوٹ جاتا ہے

اگرچہ مرا با چنین برگ و ساز
اگر مجکو بسبب اس ساز و سامان کے
بہم بستگی کس نیاید نیاز
کسی کی مدد چاہنے کی ضرورت نہین ہے

در چارہ بر چارہ گر بستہ نیست
دروازہ تدبیر کا تدبیر کرنیوالے پر بند نہین ہے
ہمہ کار با تیغ پیوستہ نیست
اور ہمیشہ تلوار ہی سے کام نہین ہوتا ہے

سران سپہ سر کشیدند پیش
لشکر کے سردارون نے سر آگے جھکا دیا
کہ ریزیم در پای تو خون خویش
کہ حضور کے قدمون کے نیچے ہم خون گراوین گے اپنا

نبودیم زین پیشتر سست کوش
اگرچہ اس سے پہلے بھی ہم کوشش مین کمی نکرتے تھے
کنون گرم تر زان برآریم جوش
لیکن اب اس سے بھی زیادہ مستعد ہین ہم

ہم از بہر مردی ہم از بہر مال
بہادری کے اور مال سے بھی
بکوشیم تا جو بود در جوال
کوشش کرینگے ہم جبتک جو تھیلی مین رہین گے

سپه را چو دل داد خسرو بسے
لشکر کو جب بہت سکندر نے دلاسا دیا

که بیدل نباید که باشد کسے
کیونکہ بغیر دلدہی کے ممکن نہین کوئی کسی کا ہو

سپه راز دل دادن خسروی
لشکر کا سکندر کی دلدہی کرنے سے

دل و پشت شان گشت یکسر قوی
دل اور پیٹھ بالکل مضبوط ہوگئی

در اندیشه می بود تا وقت شام
شام تک سکندر اسی خیال مین رہا

که فردا چه سازیم از تیغ و جام
کہ کل کیا کرون مین یعنی لڑائی یا بیٹھ نشی

چو از تیره شب روز روشن نهفت
جب رات کی اندھیاری سے روز روشن چھپ گیا

طلایه برون رفت و جاسوس خفت
روند گھومنے لگی اور ہرکارے سو رہے

نگهبان لشکر برون از قیاس
چوکیدار لشکر کے اندازے سے زیادہ

نشستند بر رهگذرهای پاس
بیٹھے راستون کی نگہبانی کرنے کو

شب تیره بی پاس نگذاشتند
اندھیری رات تک پہرہ دینا نہ چھوڑا

ز شب تا سحر پاس میداشتند
رات سے صبح تک پہرہ دیتے رہے

بیا ساقی آن زیبق تافته
آ ساقی وہ گرم کیا ہوا پارہ

بشنگرف کاری عمل یافته
جس مین شنجرف ملا ہوا ہے

بده تا در ایوان بارش برم
دے مجکو کہ محل دخل مین اُسکو لے جاؤن

چو شنگرف سوده بکارش برم
مثل گھسے ہوئے شنجرف کے اسکو کام مین لاؤن

مصاف کردن سکندر با روسیان
مقابلہ کرنا سکندر کا روسیون سے

بیار ای جهاندیده دهقان پیر
لاؤ یعنی کہہ اے پرانے جہاندیدہ

سخنهای پرورده و دلپذیر
داستان پسندیدہ اور دلپسند

مصاف کردن سکندر با روسیان

که چون خسرو از چین درآمد بروس | کجا بردش آن سبز خنگ شموس
کہ جب سکندر چین سے ملک روس مین آیا | کہان لے گیا اُسکو وہ سبز رنگ گھوڑا

دگر باره چرخش چه بازے نمود | جهانش چه نیرنگسازی نمود
دو بارہ آسمان نے اُسکے ساتھ کیا داؤ کھیلا | جہان نے اُسکے ساتھ کیا مکاری کی

گزارنده درّاج جوهر فروش | سخن را بجوهر برآمود گوش
بیان کرنے والے دراج جوہری نے | باتون کے موتی سے کان بھر دیے

که رومی چو آشفتن روس دید | جهان را چو پرکنده طاوس دید
کہ رومیون نے جو زور شور روسیون کا دیکھا | جہان مثل پر کٹے طاؤس کے دیکھا

بفرمان شه رایت افراختند | دران پهن صحرا وطن ساختند
سکندر کے حکم سے نشان بلند کیے | اُس وسیع جنگل مین وطن بنایا

شب تیره پهلو به بستر نبرد | بطالع نگر ہی ستاره شمرد
رات کی تاریکی مین پہلو بستر پر نہ لگایا | اپنے طالع کی فکر مین ستارے گنا کیے

زمین فرش سیفور چون در نوشت | برآورد سر صبح با تیغ و طشت
زمین نے جب فرش سیفور کا لپیٹ دیا | نکالا سر صبح نے مع طشت اور تلوار کے

بدان تیغ کز طشت بنمود تاب | سرافگنده تیغ گشت آفتاب
اُس تلوار سے جو طشت مین چمک رہی تھی | تلوار کے سامنے آفتاب نے سر جھکا دیا

برون آمد از پرده تیره میغ | زهر تیغ گوئے یکی کوه تیغ
باہر نکلی اندھیری بدلی کے پردے سے | ہر تلوار سے کہے تو ایک چوٹی پہاڑ کی

دو لشکر نگویم دو دریای خون | به بسیاری از آب دریا فزون
دو لشکر نہین کہتا ہون مین دو دریا خون کے | زیادتی مین آب دریا سے زیادہ

بتدبیر خون ریختن تاختند | بهم تیغ و رایت برافراختند
خونریزی کی تدبیر مین دوڑے | برابر تلوار اور نیزے بلند کیے

بعرض دو میدان درآن تنگجای
یعنی میدان کی چوڑائی سے اُس تنگ مقام مین
فشردند چون کوه پولاد پاے
گڑ گئے مثل فولادی پہاڑ کے

درآن معرکه عارض رزمگاه
اُس میدان مین فوج کے بخشی نے
برآراست لشکر بفرمان شاه
فوج آراستہ کی سکندر کے حکم سے

ز پولاد پوشان الماس تیغ
ہتیار بندون چمکدار تلوار لیے ہوئے سے
بخورشید روشن درآورد میغ
روشن آفتاب پر گویا بدلی چھا گئی

جداگانه از موکب هر گروه
جدا جدا ہر گروہ کے لشکر سے
حصارے برآورد مانند کوه
ایک قلعہ بنایا مثل پہاڑ کے

دوالی و گردان ایران زمین
دوالی اور ایرانی پہلوانون نے
سو میمنه گرم کردند کین
بائین جانب مورچہ بنایا

قدرخان و فغفوریان یکسره
قدرخان اور چین والون نے ملکر
علم برکشیدند بر میسره
داہنی طرف نشان بلند کیے

جناح از خدنگ غلامان خاص
بازو کی فوج نے خاص رومی پہلوانوں کے تیر سے
زده پره بر کشتن بیقصاص
صف باندھی بغیر بدلے قتل کرنے پر

بجنبش اندرون پیل پولاد جوش
آگے تیب کے ہاتھی فولاد کی طرح جوش کرنیوالے
پس او دلیران تندر خروش
اُنکے پیچھے پہلوان بدلی کیطرح گرجنے والے

شه فیلقوس با هزاران امید
بادشاہ فیلقوس یعنی سکندر نے ہزاروں اُمید سے
کمر بست بر پشت پیل سفید
کمر باندھی اور پیل سفید پر سوار ہوا

ز دیگر طرف سرخرویان روس
دوسری طرف سرخ سرخ چہرہ روسی فوج کے
فروزنده چون قبله گاه مجوس
روشن مثل مجوسیونکے قبلہ گاہ یعنی آتشکدے کے

بخزرانیان راست آراسته
خزرانیون سے داہنی طرف کو آراستہ کیا
زچپ بانگ برطاس برخاسته
بائین طرف برطاسی لوگ شور کررہے تھے

مصاف کردن سکندر با روسیان

الانی ز یس الیسوی بر جناح
الان والے پیچھے اور الیسو والے بازو پر
بقلب اندرون روسی کینہ جوی
قلب گاہ مین روسی کینہ ور
درایای روسی درآمد بجوش
گھنٹے روسیون کے بجنے لگے
سپاہ از دو جانب صف آراستہ
سپاہ نے دونون طرف سے صفین آراستہ کین
ز غریدن کوس گردون شگاف
نقارون آسمان توڑنے والا کے شور سے
بجان ماہی تہری برآوردہ شور
اور تہر کی بانسریون نے شور مچایا
صہیل زمین سنبہ تازیان
عربی گھوڑون زمین کے سوراخ کرنیوالون نے
لگدکوبہ گردہ ہفت جوش
روندنے گرز ہفت حلقہ نے
بیلارک بکاورستہ نقرہ گون
جوہر تلوار نقرہ رنگ یعنی چمک وارنے
خدنگ سہ پر کردہ ز آہن گزار
تین تین پر کے تیر لوہے کی چھیدنے والے
ز نیزہ نیستان شدہ روی خاک
نیزون سے نرکل کے جنگل سر خاک اڑ رہی تھی

سر انداختن کرد بر خود مباح
اپنے سر کٹوانا جائز کر لیے
ز مہر سکندر شدہ سینہ شوی
سکندر کی محبت سے دل صاف کیے ہوے
چو ہندوی بیمار بر زد خروش
جیسے بیمار ہندو چلاتے ہین
زمین آسمان وار برخاستہ
زمین مثل آسمان کے بلند ہو گئی
زمین را بر افگندہ پیچش بناف
زمین کی ناف مین درد ہونے لگا
ببازوی ترکان درآوردہ زور
ترکون کے بازو پھڑکنے لگے
بماہی رسانندہ زمین رازیان
زمین کو مچھلی تک نقصان پہونچایا
برآوردہ از گاو گردون خروش
آسمان کے بیل سے شور نکالا
ز مہرہ برآوردہ کاورس خون
خون کے قطرے نکالے زرہ اور چار آئینہ سے
چو مرغ دو پر بر سر مرغزار
مثل مرغ پردار کے چراگاہ پر
ز گوپالہا کوہ گشتہ مغاک
گرزون سے پہاڑون مین غار پڑ گئے

سنان بر سر موی بازی کنان
تیر سر پر بالون کی طرح پڑے ہوئے
زغریدن شیر در چرم گرگ
نقارے شیر کی آواز نکلنے مین
سنان چشمہ خون کشادہ ز سنگ
تیرون کی گانسیون نے خون کے چشمے پتھر سے جاری کیے
نہنگان شمشیر جوشن گداز
تلوار کے گھڑیالون جوشن کاٹ دینے والون نے
کشادہ بخار از تن کوہ درز
کھولی پہاڑ کے بدن سے درز بخار کی
ز غوغا بر آوردن خیل روس
غل اور شور اٹھنے روسیون کی گروہ سے
نیرزید با کمترین روسیے
نہ لایق قدر و قیمت کے ٹھہرا ان ذلیل روسیون سے
ہمان رومی رایت افراختہ
اور رومیون علم بلند کیے ہوئے نے
گلوی ہوا در کشیدی شگفت
گلا ہوا کا بند ہوتا تھا یہ تعجب ہے
نہ پوئندہ را بر زمین پای بود
نہ دوڑنے والون کو زمین پر قدم رکھنے کی جگہ ملتی
ز روسی بر آمد بناوردگاہ
روسیون سے میدان مین نکل کر آیا

بخون روی دشمن نمازی کنان
خون مین منہ دشمن کا قابل نماز کر دینی دھلاتے تھے
شدہ فتنہ خرد و راس بزرگ
ہوا چھوٹے فساد کا سر بہت بڑا
برو رستہ صد بیشہ تیر خدنگ
اس پر سو جنگل تیر خدنگ کے اُگے
بگردان کشی کرد گردن دراز
پہلوانون کے قتل کرنے مین گردن بلند کی
زمین را فتادہ بر اندام لرز
زمین کا بدن لرزے سے کانپنے لگا
تگاور شدہ زیر شیران شموس
گھوڑی شیرون کی ران کے نیچے سرکشی کرنی لگے
فلاطون آنجا فلاطوسیے
افلاطون وہان پر عقلمندی مین
ز ہندی در آب آتش انداختہ
تلوارون سے آگ پانی مین لگا دی
بضیق النفس کام گیتی گرفت
جہان کی حلق مین ضیق النفس ہونے لگا
نہ پرندہ را بر ہوا جاے بود
نہ اوڑنے والون کو ہوا پر جگہ ملتی تھی
یکی شیر پرطاس روئین کلاہ
ایک پرطاسی پہلوان کانسے کا خود لگائے ہوئے

مصاف کردن سکندر با روسیان

چو کوهی روان گشت بر پشت باد
مثل ایک پہاڑ کے روان ہوا یعنی گھوڑے پر سوار تھا

عجب بین که بر باد کوه ایستاد
تعجب یہ تھا کہ ہوا پر پہاڑ کھڑا تھا

مبارز طلب کرد و جولان نمود
لڑنے والے کو پکارا اور گھوڑے کو کاوہ دینے لگا

بنام آوری خویشتن را ستود
اپنی بہادری کی اسنے تعریف کی

که پرطاسیانرا درین خام چرم
کہ پرطاس والون کی اس جامۂ انسانی میں

به پرطاسی من شود پشت گرم
پرطاس ہین مجھ ایسے شخص کے ہونے سے تقویت ہی

چو تندی کنم تندری گو برم
غصہ کرنے مین کوندے کی طرح ہو جاتا ہون

چو آیم برزم اژدها پیکرم
جب لڑتا ہون مین اژدہا بن جاتا ہون

پلنگان درم بر سر کوهسار
چیتون کو پہاڑون کی چوٹی پر پھاڑ ڈالتا ہون

نهنگان خورم بر لب جویبار
گھڑیالون کو دریا کے کنارے کھا جاتا ہون مین

چو شیران بپرخاش خو کرده ام
شیرون کی طرح لڑنے پر تیار رہتا ہون مین

نه چون روبهان دنبه پرورده ام
لومڑیون کی طرح دنبے سے نہین پلا ہوا ہون

درشتم بچنگال و سختم بزور
چنگل میرا سخت ہے اور اتنا زور آور ہون مین

بحمله درم پهلوی نره گور
کہ ایک حملے مین گور نر کا پہلو چاک کر سکتا ہون

همه خون خام است نوشیدنم
اور مین ہمیشہ خون پیا کرتا ہون

همه چرم خام است پوشیدنم
اور پوشاک میری بالکل چمڑے کی ہے

سنانم ز پهلو در آید بناف
پہلو سے ناف تک میری سنان اتر آتی ہے

دروغی نمیگویم اینک مصاف
اسلیئے کچھ جھوٹ نہین کہتا ہون مین یہی میدان ہے

بیاید یکی لشکر از چین و روم
آ جائے گا ایک لشکر بھی اگر چین اور روم سے

گدازش فروزنده گرد ز موم
جیسے آگ روشن ہو جاتی ہے موم سے

نبخشاد یزدان بران رهنمون
نہ رحم کیجیو اے خدا تو اوس رہنمون یعنی آدمی پر

که بخشایش آرد بمن روز خون
جو مجھپر رحم کرے لڑائی کے دن

مصاف کردن سکندر با روسیان

مصاف کردن سکندر با رومیان

ز قلب ملک پیش آن تند باز
سکندر کی قلبگاہ سے آگے اُس باز تند کے

برون رفت جوشن دری ترکتاز
باہر نکلا ایک جوشن پھاڑنیوالا بہادر

پی پرخاش گردان کشادند چنگ
واسطے لڑائی کے پہلوانون نے ہاتھ کھولے

دران پویہ کردند لختی درنگ
تھوڑی دیر تک اُن میں تیرے بدے گئے

ز شمشیر پرطاس خشمناک
اُس پرطاس غصہ ور کی تلوار سے

جوانمرد رومی در آمد بخاک
وہ رومی جوانمرد زمین پر گیا یعنی مرگیا

دگر رومیی رفت وہم خاک دید
دوسرا رومی گیا اور اُسنے بھی زمین دیکھی

کہ پرطاس را سخت چالاک دید
کیونکہ پرطاس کو اُسنے نہایت چالاک دیکھا

چنین تا بمقدار ہفتاد مرد
اسی طرح رومیون کے ستر آدمی

بہ تیغ آمد از رومیان در نبرد
اُسکی لڑائی مین اُسکے ہاتھ سے مارے گئے

ملکزادہ بود ہندی بنام
بعد اُسکے ایک بادشاہزادہ جسکا نام ہندی تھا

بسی سر بریدہ بہندی حسام
اور اُسنے اپنی ہندی تلوار سے بہت سر کاٹے تھے

بران گرگ درندہ چون شیر مست
اُس مردم دریدہ بھیڑیے پر مثل شیر مست کے

برآشفت پولاد ہندی بدست
جھنجھلایا اور تلوار ہاتھ مین لیکر سامنے آیا

بسی حملہ کردند جنگ آزمای
بہت حملے کیے دونون لڑنیوالون نے

ز بخت کسی در نیامد ز پای
کسی کے نصیبے کا قدم نہ جھکا

ملکزادہ ہندی چو شد سخت کوش
بادشاہزادہ ہندی نے جو بہت کوشش کی

برآورد شمشیر ہندی بدوش
لے گیا ہندی تلوار کو کندھے پر

چنان راند برندہ الماس را
ایسی لگائی اُسنے اُس تیز تلوار کاٹنے والی

کہ سر در شکم افگند پرطاس را
کہ پرطاس کا سر پاؤن پر گرادیا یعنی جدا کردیا

ز رومی یکی شیر شوریدہ سر
رومیون سے پھر ایک شیر دیوانہ یعنی بہادر

بگردون در آوردہ رومی سپر
برابر آسمان کے رومی ڈھال لیے ہوئے

مصاف روسی دیگر کردنِ سکندر با روسیان

در آمد بناورد چالش کنان | بخونِ مخالف سگالش کنان
آیا لڑنے کے لیے پیرتے بڑھتا ہوا | اپنے دشمن کے قتل کا خیال کرتا ہوا

ز ہندی چنان ہندیی خورد باز | کہ روسی سپر گشتہ زو بے نیاز
اسنے بھی ایک تلوار ہندی کی ایسی کھائی | کہ روسی ڈھال اس سے ناامید ہوگئی

چنین روسیی دیگر آمد بخشم | ہم افتاد تا بر ہم آرند چشم
اسی طرح اور روسی بھی غصے مین آیا | وہ بھی گر پڑا چشم زدن یعنی دم بھر مین

چنین چند را کشت تا نیمروز | چو آہوی پی کردہ را تند یوز
اسی طرح دوپہر تک اسنے کتنے ہی روسی مارے | شل ہم کٹے ہوئے ہرن کو تیز چیتا

فروبستہ شد روسیان را نفس | نیامد دگر سوی پیکار کس
روسیون کا دم ایسا بند ہوگیا | نہ آیا دوبارہ پھر لڑنے کو کوئی شخص

بآرامگہ تافت ہندی عنان | بخون و خوی آلودہ سرتا میان
شہزادہ ہندی نے آرامگاہ کی طرف باگ پھیری | پسینے اور خون مین سر سے کمر تک ڈوبا ہوا

ملک چون چنان دید بنواختش | سزاوارِ خود خلعتے ساختش
سکندر نے جو ایسی حالت مین دیکھا بہت خوش ہوا | اپنے لائق ایک خلعت دیا اسکو

فرود آمدند از دو جانب سپاہ | یزک ہا نشاندند بر پاسگاہ
اتر آئی دونون طرف کی فوج | چوکیدار چوکیون پر پہرے کے لیے بیٹھے

مصافِ دوم

حملہ دوسرا

دگر روز کین ساقیِ صبح خیز | زمی کرد بر خاک یاقوت ریز
دوسرے دن جب اس صبح اٹھنے والے ساقی نے | زمین پر شراب سرخ گرائی یعنی آفتاب نکلا

دو لشکر چو دریای آتش دمان
دونون لشکر آگ کے دریا کی طرح جوش مارتے ہوئے

گشادند باز از کمینها کمان
کھولین پھر کمینگاہون سے کمانین

دگر باره در کارزار آمدند
پھر دوسرے دن لڑنے کو آئے

بشیر افگنی در شکار آمدند
شیرون کے شکار کرنے کو آئے

درائی جگر ناف و یاد زنگ
گھنٹے کلیجہ جلانیوالون اور گھڑیال کی آوازین

ز سر مغز می برد وا ز روی رنگ
سر کا بھیجا اڑائے دیتی تھین اور منھ کا رنگ

همان کوس رومی ز گرگینه چرم
اور رومی نقارون بھیڑیے کی چمڑی کی آواز نے

ز دل بلکه پولاد را کرد نرم
دلون کو نہین بلکہ فولاد کو بھی نرم کر دیا

زمین را ز شورش بر افتاد بیخ
زمین کی جڑ شور اور غل سے اکھڑ گئی

فگند آسمان نعل و خورشید میخ
آسمان کی نعل اور آفتاب کی میخ گر گئی

برون رفت ز ایلاقیان سرکشی
باہر نکلا ایلاقیون سے ایک پہلوان

سواری شتابنده چون آتشی
ایسا تیز دوڑتا ہوا جیسے آگ

ز سر تا قدم زیر آهن نهان
سر سے پاؤن تک لوہے مین پوشیدہ

بسختی و آهندلی چون فسان
سختی اور سخت دلی مین مثل سان کے

مبارز طلب کرد چون پیل مست
لڑنے والے کو بلایا مثل مست ہاتھی کے

کسی کا مد از پای پیلان نرست
ایسا شخص آیا کہ ہاتھیون کے پاؤن سے کوئی نہ چھوٹا

دلیران ازو بر دلی یافتند
دلیرون نے اپنا دل اُس سے بُودا پایا

سر از پنجه شیر بر تافتند
سر اپنا شیر کے پنجے سے پھیر لیا

پس از ساعتی تند شیر سیاه
بعد تھوڑی دیر کے ایک سیاہ شیر نہایت تیز

برون آمد از پرّه قلب گاه
باہر نکلا گوشۂ قلب گاہ سے

بر اسپ بخاری بیالای پیل
بخاری گھوڑے پر مثل ہاتھی کے سوار

خروشان و جوشان تر از رود نیل
رود نیل سے زیادہ جوش و خروش دکھاتا ہوا

بایلاقی آن اهرمن روی گفت
ایلاقی سے اُس دیو زاد نے کہا

که آمد برون آفتاب از نهفت
کہ آفتاب پردے سے باہر نکلا ہے

منم جام پرورده چون ساقیان
مین ساقیون کی مثل ساقیون کے جام ہے

نه از باده از خون ایلاقیان
جسمین شراب نہین ایلاقیون کا خون ہے

بگفت این و مرکب بیفشرد ران
کہا اور گھوڑے کو ایڑ لگائی

برافراخت پولاد گرز گران
بلند کیا گرز فولاد سے زیادہ بھاری

ز گوپال آن پیل جنگ آزمای
اُس ہاتھی لڑنے والے کے گرز سے

درآمد سر پیل پیکر زپای
سر اُس ایلاقی کا زمین پر آ گیا یعنی مارا گیا

شد ایلاقی از گرز پولاد پست
ایلاقی اُسکے فولادی گرز سے پست ہو گیا

ز طوفان خونش زمین گشت مست
اور اُسکے خون کے طوفان سے زمین مست ہو گئی

سواری سرافراز تر زان گروه
سوار ایک اُس سے بھی زیادہ اُس طرف سے

بر آن کوه‌کن راند مانند کوه
اُس پہاڑ کے توڑنے والے پر مثل پہاڑ کے چلا

بزخم دگر باز هم پست شد
دوسرے زخم مین وہ بھی پست ہو گیا

چنین چند گردنکش از دست شد
اسی طرح کتنے پہلوان مارے گئے

سرانجام کار آن سر انداختن
آخرکار اُس چند سوار قتل کرنے نے

غرور بیش داد از سرافراختن
غرور اور نخوت اُسکے دل مین پیدا کر دی

ز پولاد درعان پولاد تیغ
فولادی زرہ پہننے والون فولادی تلوار سے

بسی کشت و هم کشته شد ای دریغ
بہت اُسنے مارے اور آخرکو وہ بھی مارا گیا

ز پیشین گهان تا نماز دگر
وقت نماز ظہر سے نماز عصر تک

بمیدان نشد رزم‌سازی دگر
میدان مین نہ آیا اور کوئی لڑنے والا

دگر باره خون در جگر جوش زد
دوبارہ خون نے جب جگر مین جوش مارا

قضا را قدر پنبه در گوش زد
قدر نے قضا کے کان مل دیے

مصافِ دوم

ز رومی درآمد سواری چو پیل — رخی چون بقم چشمهای چو نیل

رومیون مین سے ایک سوار مست ہاتھی کیطرح آیا — منہ مجیٹھ کیطرح سیاہ اور آنکھین نیلی

برون خواست از رومیان هم نبرد — همی کرد مردی همی کشت مرد

رومیون سے طلب کرتا تھا اپنے مقابل کو — بہادری کرتا تھا اور بہادر کو قتل کرتا تھا

بدینگونه خیلی بخون درکشید — تنی چند را جان ز تن برکشید

اسی طرح دیر تک خونریزی کرتا رہا — کتنے آدمیون کو جان سے مار ڈالا

ز بس کشتن مرد جنگ آزمای — نیامد کسی را سوی جنگ رای

بہت بہادرون کے مار ڈالنے سے — نہ ہوا کسی شخص کو لڑائی کی طرف میل

چو رومی برومی بران دست یافت — ز گوپال خود پیل را پست یافت

جب رومی نے رومی پر لیا غلبہ پایا — اپنے گرز سے ہاتھی کو پست پایا

همی گشت پولاد هندی بدست — تنی چند رومی و چینی بخست

میدان مین گشت کر رہا تھا تلوار ہندی ہاتھ مین لیے ہوئے — کتنے ہی رومیون اور چینیون کو مار ڈالا

چو بالای نیزه درازی گرفت — دران معرکه نیزه بازی گرفت

مثل بلند نیزے کے اکڑنے لگا — اس میدان مین نیزہ گھمانے لگا

ز پهلوی لشکرگه شهریار — برون راند مرکب یکی شهسوار

سکندر کے لشکر مین سے — ایک پہلوان نے گھوڑا باہر نکالا

نه اسبی عقابی برانگیخته — نه تیغی نهنگی درآویخته

اسکا گھوڑا نہین تھا ایک اڑنے والا عقاب تھا — ایک تلوار نہین تھی ایک گھڑیال لٹک رہا تھا

حریری تنش در فرا آگند زرد — کلاهی ز پولاد چون لاجورد

سرخ بدن اسکا زرد جھلسہ مین — خود لوہے کا مثل لاجورد کے

بمیدان درآمد چو عفریت مست — یکی حربهٔ چار پهلو بدست

میدان مین مثل مست دیو کے آیا — ایک چوپہل ہتیار ہاتھ مین لیے ہوئے

مصاف دوم

مصافِ دوم

طرثیدی برآورده باروس گفت
ایک نعرہ مار کے روسی سے کہا
که خواهی همین لحظه در خاک خفت
کہ کوئی دم تو خاک میں مل جائیگا

زریوند مازندرانی منم
میں ہی زریوند مازندران والا ہوں
که بازی بود جنگ آهرمنم
جسکے نزدیک دیو سے لڑنا کھیل ہے

چو روسی در روی دید و در پیکرش
روسی نے جو اسکی صورت دیکھی
ز صفرا بگشتن در آمد سرش
غصّے سے اسکا دماغ چکر کھانے لگا

شد آگه که در کشت و ناوردِ او
واقف ہوگیا کہ قتل کرنے اور لڑنے میں
نباشد چنان مردمی مرد او
ایسی بہادری اُس کے سامنے نہیں ہوسکتی

عنان سوی لشکرگهٔ خویش داد
باگ اپنے لشکرگاہ کی طرف پھیرنی
هزیمت همی داد چون تندباد
ہوا کی طرح گھوڑا دوڑائے جاتا تھا

رها کرد حربه سوار دلیر
اُس بہادر سوار نے وہ چوبیل ہتیار مارا
پس پشت او پشت برکرده شیر
اُس پیٹھ پھیری ہوئے شیر کی پشت پر

گریزنده را حربه خارید پشت
اُس بھاگنے والے کی پیٹھ میں گھس گیا
برون شد ز سینه سنان چار مشت
اور سینے سے چار بالشت کانسی باہر نکل گئی

ز تیزی که شد مرکبش بادپای
ایسی تیزی سے اسکا گھوڑا بھاگ رہا تھا
رساند آن تنِ سفته را باز جای
کہ پہونچایا اُسنے اُس زخمی کو مکان پر

چو دیدند کان اژدهای نبرد
جب اسکے لشکر والوں نے دیکھا کہ وہ لڑائی کا اژدہا
صلیبی کند صلبِ مردانِ مرد
پیٹھ چھدی ہوئی میدان سے بھاگا آتا ہے

بر و خویش و بیگانه بشتافتند
اسکے عزیز اور بیگانے سب دوڑے
صلیبی شده کشته دریافتند
مگر اُس پیٹھ چھدے ہوئے کو مُردہ ہی پایا

عنانها فروبسته شد پیش و پس
باگیں بندھ گئیں آگے اور پیچھے سے
ز پر طاس روسی بجنبید کس
پر طاس روسی سے نہ جنبش کی کسی نے

چو لشکر شد از صبر کردن ستوه | برون رفت روسی چو یکپارہ کوہ

جب لشکر صبر کرنے سے عاجز ہو گیا | باہر چلا ایک روسی ایک پہاڑ کے ٹکڑے کی طرح

ز خویشان قنطال گوپال نام | کہ چون ہلیلین کردہ بروی خرام

قنطال کے یگانوں سے گوپال اُسکا نام تھا | جو مثل ہلیلین کے اُسپر جھپٹ کر آیا

دو شمشیر زن در بہم آویختند | ز ہر سوی شمشیرے انگیختند

دونوں سپاہی آپس میں لڑتے رہے | ہر طرف سے تلواریں چلنے لگیں

سر انجام کوشش زریوند گرد | بیک زخم جان ستیزندہ برد

پہلوان زریوند نے آخر کوشش کرتے کرتے | ایک وار میں اپنے مقابل کو مار ڈالا

چنین تا ز روسان گردون گرای | در آورد ہفتاد تن را ز پاے

اسی طرح اُن قوی ہیکل روسیوں سے | ستر آدمیوں کو اُسنے قتل کیا

بر آشفت قنطال زان شیر تند | کہ پاے سپہ دیر زان کار کند

جھنجھلایا قنطال اُس تند شیر سے | جب سپاہ کے قدم اُنکی لڑائی سے عاجز دیکھے

بپوشید جوشن برافراخت ترگ | چو سرو یکہ تیغش بود بار و برگ

جوشن پہنا اور خود اپنے سر پر رکھا | مثل اُس سرو کے جسکے پھل اور پتے تلوار سے ہوں

در آمد بزین چون یکے اژدہا | سر بارگی کرد بروے رہا

سوار ہوا گھوڑے پر مثل ایک اژدہے کے | اور گھوڑے کا منہ اُسکی طرف پھیرا

زریوند چون دید کامد ہژبر | بغرید مانند غرندہ ابر

زریوند نے جو دیکھا کہ شیر آ پہونچا | للکارا اُٹھا مثل گرجنے والے بادل کے

کشیدند بر یکدگر تیغ تیز | ز گرمی شدہ چون فلک گرم خیز

کھینچ لی دونوں نے تلوار تیز | گرمی سے مثل آسمان کے غصہ میں آ کر

دو بیرہ چو پرگار مرکز نورد | یکی دیر جنبش یکے زود گرد

دونوں پھرے مثل مرکز پر چلنے والے پرکار کے | ایک دیر میں چلتا تھا ایک جلد گھومتا تھا

یعنی قنطال نے جھنجھلا کر خود ہی جوشن اور زرہ اور جملہ سامان لڑائی کا پہنا اور خود ہی مثل ایک اژدہے کے گھوڑے پر سوار ہو کر چلا اور زریوند کی طرف گھوڑا دوڑایا ۱۲

مصاف دوم

بسی گرد بر گرد بر تاختند
بہت گھوم گھوم کر دوڑے یعنی پھیری بدلا کیے
بسی خصم چون آتش انداختند
آگ کی طرح بہت زخم آپس میں لگائے

نمیشد یکی بر یکی کامگار
لیکن ایک پر ایک غالب نہوتا تھا
ز پیشین در آمد شب کارزار
صبح سے لڑتے لڑتے رات ہو گئی

هم آخر یکی تیغ زد شاهِ روس
آخر شاہ روس نے ایک تلوار ماری
بران شخص آراسته چون عروس
اُس مثل عروس کے بنے ٹھنے شخص پر

بیفگندش از زین بران وی خاک
گرا دیا اُسکو گھوڑے سے زمین پر
بر آورد زان شیر فرزه هلاک
اُس غصہ ور شیر سے ہلاکی بر لایا

کشنده چو بر خصم خود دست یافت
مار ڈالنے والے نے جو دشمن پر فتح پائی
عنان سوی لشکرگه خویش تافت
باگ اپنی اپنے لشکر کی طرف پھیری

جهاندار ازان کار شد تنگدل
سکندر اس واقعہ سے رنجیدہ ہوا
که سالارِ گیلی در آمد بگل
جب سردار گیلان کا مٹی میں آیا یعنی مرگیا

بفرمود بر ساختن کار را
اجازت دی اُسکی تجہیز اور تکفین کرنے کی
بشرطیکه باشد سزاوار او
اُس طرح سے جسکے لائق وہ تھا

مصافِ سوم

تیسرا میدان یعنی حملہ

دگر روز کین ترک سلطان شکوه
دوسرے دن جب اس ترک بادشاہ مرتبہ نے
ز دریای چین کوه بر زد چو کوه
دریاے چین سے مثل پہاڑ کے پتھا باہر نکالا

گراینده شد هر دو لشکر بخون
دونوں لشکروں نے لڑنے کی خواہش کی
علم بر کشیدند چون بی ستون
نشان بلند کیے مثل کوہ بے ستون کے

مصافِ سوم

درآمد ز دریا بغرّیدن ابر — ز ہر بیشہ سر برون زد ہزبر
دریا سے ابر آیا گرجتا ہوا — ہر جنگل سے شیر دن نے سر باہر نکالنے

نفیر دلیران برآمد بموج — ز ہر گوشہ میرفت خون موج موج
بہادروں کے نعرے بلند ہوئے — ہر گوشے سے خون لہرا رہا تھا

ز رومی یکے پیل گوپال گیر — برآہیخت شمشیر و بربست تیر
رومیوں سے ایک ہاتھی یعنی پہلوان گرز لیے ہوئے نے — تلوار کھینچی اور تیر دکمان لگایا

بجنگ آزمائی برون خواست مرد — برون شد دلیری بخفتان زرد
لڑائی کے لیے اپنے مقابل کو باہر بلایا — باہر نکلا ایک دلیر زرد حلقہ پہنے ہوئے

فرو ہشتہ گوپال رومی ز دست — سر و پای روسی بہم برشکست
رومی پہلوان نے ایک گرز کا ہاتھ مارا — جس سے سر اور پاؤں رومی کے ٹوٹ گئے

دگر خواست با او ہمین رفت نیز — بجز مغز کوبی ندانست چیز
دوسرے کو بلایا اسکے ساتھ بھی یہی حال پیش آیا — سوا دماغ کچلنے کے اسنے کچھ نہ جانا یعنی مرگیا

الانی سواری فرنجہ بنام — ہنر ہا نمودہ بشمشیر و جام
ایک سوار الانی اسکا نام فرنجہ تھا — بہت کچھ ہنر رزم اور بزم کے دیکھے ہوئے تھا

درآمد برآوردہ گرزی بدوش — کہ از دیدنش مغز رفت ہوش
ایک گرز کندھے پر اٹھائے ہوئے آیا — جسکے دیکھنے سے دماغ سے ہوش جاتے رہے

ہم این گرز خود را بکین برکشاد — ہم آن تیر بر دوش نخجی نہاد
اسنے بھی اپنے گرز کو لڑنے کے لیے تانا — اور تیر دوسرے کندھے پر رکھا

دیگر

دو لخت درے شد بہم بخت شان — دران در شد آویزش سخت شان
دروازے کے دونوں پٹ تھے وہ دونوں — ان دونوں میں دیر تک سخت آویزش رہی

چو دانست الانی کہ در راہ او — فرو ماند بی بخت بدخواہ او
جب الانی نے سمجھ لیا کہ راستے ہی میں — عاجز ہوگیا بے نصیب دشمن اسکا

برآورد بختی و زد بر سرش
اٹھایا اور ایک گرز اسکے سر پر دے مارا
سرش با فرو ریخت بر پیکرش
اسکے سر کو اسکے بدن پر گرا دیا

چو فرق سر خصم در خون کشید
جب دشمن کے سر کو خون آلودہ کر دیا
ازان سرکشی سر بگردون کشید
اسپر غالب ہونے سے بہت مغرور ہو گیا

ز گردان ارمن یکی تند شیر
ارمن کے پہلوانوں میں سے ایک تند شیر
بگفتن قوی دل بمردی دلیر
نہایت مضبوط اور پہلوان مشہور تھا

ز شیران سبق برده شروه بنام
شیروں پر غالب آچکا تھا اور شروہ اسکا نام تھا
بهنگام جنگ آزمائی تمام
لڑائی کے موقع میں بھی کامل تھا

نهنگی دو تیغی برافراخته
دونوں گھڑیالوں نے تلواریں کھینچ لیں
به تیغ از نهنگان سر انداخته
تلواروں سے گھڑیالوں کے سر کاٹ ڈالنے والے

برزم الانی روان کرد رخش
الانی سے لڑنے کے لیے گھوڑا بڑھایا اسنے
برافراخت از تیغ رخشان درخش
بلند کی اپنی چمکدار تلوار سے بجلی

فرنجه چو دید آن چنان دستبرد
فرنجہ نے جب اسکو ایسا تند زور پایا
سپر بر کتف دوخت چون پر مور
چیونٹی کی طرح شانے پر ڈھال لگائی اسنے

چنان زد برو شروه شمشیر تیز
شروہ نے اسپر ایسا ایک تلوار کا وار کیا
که گرد از قفس مرغ جانش گریز
کہ بدن کے پنجرے سے اسکی جان کی چڑیا اڑ گئی

از ین سو کمر بسته گردن کشی
اس طرف سے کمر باندھ کر ایک بہادر نے
برون زد جنیبت چو تند آتشی
گھوڑا باہر نکالا مثل ایک تیز آگ کے

بلو شیر دو مردانگیها نمود
بہت لڑا اور بہادری دکھلائی
بشیری بجا کرده با شروه سود
مگر شروہ کے مقابلے میں بہادری کیا کام کر سکتی

چو خصمی قوی دید گردن کشاد
جب دشمن ایسا زبردست دیکھا گردن اٹھائی
بیک ضربت او نیز گردن نهاد
ایک ہی وار میں اسنے بھی سر جھکا دیا

مصاف سوم

جرم نامی از کوه لاکن چو کوه | در آمد کز و عالم آمد ستوه
ایک بہادر شخص جو مثل پہاڑ کے اور نام اسکا جرم تھا | میدان مین آیا جس سے ایک جہان عاجز تھا

یکی ترگ زد آہنی بر سرش | کہ پیکار می ریخت از پیکرش
ایک لوہے کا خود اسکے سر پر تھا | کر لڑائی جسکی شکل دیکھ کر بھاگ جاتی تھی

قبای زره بر تنش تابدار | چو سیماب روشن چو سیم آبدار
زرہ کی چمکین اسکے بدن پر چمک رہی تھی | پارے کی طرح روشن اور چاندی کی طرح آبدار

بشروه در آمد چو شیر دمان | نہ گفتن نہ دادش زمانی امان
خسروہ کے برابر مثل مست ہاتھی کے آیا | بات کرنے کی بھی اسکو دم بھر کی مہلت نہ دی

چنان راند شمشیر بر شیر مرد | کزان شیر شرزه بر آورد گرد
ایسی تلوار ماری اس بہادر پر | جس سے اس مست شیر سے ہلاکی برلایا

چو افتاد دشمن دران پای لغز | بسم سمندش بسائید مغز
اس ٹھوکر مین دشمن جب گر پڑا | گھوڑے کے سم سے اسکا بھیجا مل دیا

بسی گردنان را ز گردنکشان | زد از سرد مهری چو یخ بر نشان
بہت گردن کش پہلوانون کو اسنے | مارا بے رحمی سے جیسے برف پر نشان

دوالی چو دید آن چنان دیدنی | نہ کردی سمانا کہ گردن زنے
دوالی نے جو اسکی یہ کیفیت دیکھی | کہ جلاد بھی ایسا نہین کرتا ہے

بہ پیچید و پیرایۂ جنگ خواست | بہ پیچ شدن کرد در جنگ راست
جھنجھلایا اور سامان لڑائی کا منگایا | لڑائی مین جانے کا ارادہ مضبوط کرلیا

بتارک بر آورد رومی آہنین | یکی ترگ سفتہ ز پولاد چین
سر پر رکھا لوہے کا خود اسنے | ایک خود فولاد چینی سے گندھا ہوا

حمائل یکی تیغ زہر آبدار | کمندی چو زلف بتان تابدار
لٹکائے ہوے ایک تلوار زہر مین بجھی ہوئی | ایک کمند زلف معشوقون کی طرح نہایت پیچدار

دوالی جو دید آن چنان دید نی سے مراد یہ حالات جو پیش آئے اور گردن زن مراد جلاد سے ہے یعنی دوالی نے جرم کا یہ حال دیکھا کہ ایسی جلاد سے نہ ہو سکتا پس نہایت جھنجھلایا اور اپنا سامان لڑائی کا منگایا اور خود لڑنے کو مستعد

مصاف سوم

فرس را برافگند برگستوان
گھوڑے پر اپنے چار جامہ ڈالا
بزین اندر آمد چو کوہے روان
سوار ہو کر مثل ایک پہاڑ کے چلا

سوی دشمن آمد چنان تازہ روی
دشمن کی طرف نہایت بشاش آیا
کہ طفل از دبستان برآید بکوی
جیسے مکتب سے لڑکے خوشی سے باہر نکلیں

بہرم چون دوال فرزبندہ دید
بہرم نے جب اسکی ایسی دلیری دیکھی
دل از جنگ شیر آن شکیبندہ دید
دل کو اس شیر کی لڑائی سے بودا پایا

ولیکن نبودش سر باز گشت
گر چونکہ اسکو بھاگنے کی راہ نہ تھی
بناچار با مرگ دمساز گشت
مجبور ہو کر موت سے موافقت کی

بگرد دوالے در آمد دلیر
گرد دوالی کے بہادری سے آیا
دوالک ہمی باخت مانند شیر
تسمہ بازی کرنے لگا ایک تند شیر سے

دوالی ز پیچیدن بدسگال
دوالی اس دشمن کے پلٹنے سے
بہ پیچید بر خویشتن چون دوال
پیچ و تاب کھانے لگا اپنے اوپر تسمے کی طرح

بسی حرف در بازی اندوختند
بہت باتیں دھوکا دینے کی جمع کیں
ز رزمت یکی حرف نآموختند
ذرہ بھی اسنے رحم نہ پڑھا تھا

دوالی کمر بست چون شیر نر
دوالی نے شیر نر کی طرح کمر باندھی
زدش ضربتی بر دوال کمر
اور کمر کے تسمے پر ایک وار تلوار کا مارا

گذارندہ شد تیغ بی پیچ رنج
گذر گئی ادھر سے ادھر تلوار آسانی سے
دو نیمہ شد آن کوہ فولاد رنج
دو ٹکڑے ہو گیا وہ فولادی پہاڑ

برادر یکی داشت چون پیل مست
اسکا ایک بھائی اور مثل مست ہاتھی کے تھا
بکین برادر میان را ببست
بھائی کے کینے پر اسنے کمر باندھی

چو زخم دوال از دوالی چشید
جب زخم دوال کا دوالی سے چکھا
بخیمہ سوی رخت برادر کشید
خیمہ طرف بھائی کے اسباب کے کھینچا

مصاف سوم

بدینگونه آن کوه پولاد پشت
اسی طرح اُس فولاد پشت پہاڑ یعنی دوالی نے
یکی روس بدنام او جُودره
ایک روسی نام اُسکا جُودره تھا
درشت و تنومند و زور آزمای
سخت اور بہت موٹا اور نہایت طاقت ور
بگردن بسے خون در آویخته
اپنی گردن پر بہت خون لٹکائے ہوئے
گره بر دوال کمر کرد سخت
اپنی کمر نہایت مضبوط باندھی
کشادند بر یکدگر تیغ تیز
دونو کے باہم تلوار ایسی چلنے لگی
بسی ضرب شان رفت بر یکدگر
بہت وار ایک نے دوسرے پر کیے
بر آورده روسے گزارنده تیغ
اٹھائی روسی نے تلوار گزر جانے والی
ز پولاد ترگ اندر آمد بفرق
فولادی خود سے گزر کر سر پر اُتر آئی
ازان سستی اندام زخم آزمای
اُس زخم کھانے والے کے بدن کی سستی سے
فرود آمد از اسپ و سر باز بست
اترا گھوڑے سے اور سر کو خوب باندھا

بسی گرد لشکر شکن را بکشت
بہت لشکر شکن پہلوانوں کو مار ڈالا
که شیر نرش بود آهو بره
کہ شیر نر اُسکے آگے ہرن کا بچہ تھا
به تنها عدو بند و لشکر کشای
اکیلا دشمن کو باندھنے والا اور لشکر کا فتح کرنیوالا
بسی خون گردنکشان ریخته
بہت پہلوانوں کا خون کر چکا تھا
بجنگ دوالی روان کرد رخت
دوالی سے لڑنے کو اسباب روانہ کیا
که در بسته شد پای را بر گریز
کہ بھاگنے کا دروازہ بند ہوگیا
ز کار آگهی شان نشد کارگر
واقفکاری سے آئین سے کسی پر کارگر نہوا
بر آن کوه فولاد زد بیدریغ
اور اُس فولاد کے پہاڑ پر بے تکلف ماری
بدریای خون شد تن خسته غرق
خون کے دریا میں اُسکا زخمی بدن غرق ہوگیا
عنان وز دلی کرد و شد باز جای
باگ موڑلی اُسنے اور واپس پھر گیا
دل شاه زان سر شکستن شکست
سکندر کا دل اُسکے سر پھٹ جانے سے ٹوٹ گیا

مصاف سوم

بفرزانه فرمود تا هم ز راه
بلیناس سے سکندر نے کہا کہ فوراً

کند نوش دارو بران زخم گاه
نوشدارو اسکے مقام زخم پر لگا دے

نوازش کند تا بآهستگی
ایسی تیمارداری کرے کہ آہستگی سے

دوائی بر آساید از خستگی
دوائی زخم سے آرام پا جاوے

چو شب در سر آورد کحلی پرند
جب رات نے سر پر سرمئی چادر ڈال لی

سر مه در آمد بمشکین کمند
چاند کا سر مشکین کمند میں آیا

دو رویه سپه پاس میداشتند
دونوں طرف لشکر نے چوکی دینا شروع کیا

مگس گرد خرگاه نگذاشتند
ایک مکھی تک خیموں کے گرد نہ رہنے دی

مصافِ چہارم

چوتھا حملہ

چو خورشید برزد سر از گنج نیل
جب آفتاب نے نیل کے خزانے سے سر باہر کالا

فرو شست گردون قبا از نیل
آسمان نے اپنی قبا کا نیل پن دھو ڈالا

دگر باره شیران نمودند شور
پھر شیروں نے نعرے مارنا شروع کیے

ز گوران همه دشت کردند گور
گوروں سے تمام جنگل کو قبر بنایا

بغلغل درآمد جرس با درای
بجنے لگے گھنٹے اور گھڑیال ادھر

بجوشید خون از دم کرنای
خون جوش کھانے لگا کرنا کے بجنے سے

بفریاد شیپور و آواز کوس
شہنا اور نقاروں کی آوازوں سے

پدید آمد از سرخ گل سندروس
نکل آیا سندروس سرخ پھول سے زرد پھول

همان جودره سوی میدان شتافت
وہی جودرہ طرف میدان کے پھر آیا

که در خود یکی ذره سستی نیافت
کیونکہ اسکے دل میں مطلق سستی نہ آئی تھی

دگر بارہ ہندی چو شیر سیاہ ۔۔۔ در افگند خنگی بناورد گاہ

پھر بادشاہزادہ ہندی نے مثل شیر سیاہ کے ۔۔۔ اپنا گھوڑا لڑائی کے میدان مین ڈالا

بسی چابکی کرد با جو درہ ۔۔۔ نمیرفت بر زخم کاری سرہ

بہت چالاکی وہ جو درہ سے کرتا تھا ۔۔۔ لیکن اسکے کوئی زخم کاری نہین لگتا تھا

ہم آخر درا برو یکی چین فگند ۔۔۔ سر جو درہ بر سر زین فگند

آخر کو ابرو مین ایک مرتبہ شکن ڈالی یعنی جھنجھلایا ۔۔۔ جو درہ کے سر کو زین پر کاٹکر ڈال دیا

بر آورد ز افگندنش کام خویش ۔۔۔ سپردش بنعل رہ انجام خویش

نکالا اسکے قتل کرنے سے مطلب اپنا ۔۔۔ سونپا اسکو اپنی راہ ختم کرنیوالی یعنی گھوڑے کی نعل کو

دلیرانہ میگشت و میخواست مرد ۔۔۔ تہی کرد جاے از بسے ہم نبرد

بہادرونکی طرح پھرنے لگا اور اپنے مقابل کو پکارنے لگا ۔۔۔ یہان تک کہ بہت لڑنیوالون سے جگہہ خالی کردی

یکی نامور بود طرطوس نام ۔۔۔ بمردی برآوردہ در روس نام

ایک پہلوان جسکا نام طرطوس تھا ۔۔۔ اور روسیون مین نہایت نام برآوردہ تھا

چو سرخ اژدہائے بپیچید گے ۔۔۔ ہمہ بر ہلاکش بپیچید گے

مثل ایک اژدہے کے لہراتا ہوا ۔۔۔ ہر وقت مار ڈالنے ہی کا ارادہ کر رہا تھا

سوی ہندی آمد چو سیلی بجوش ۔۔۔ کہ از کوہ در پستی آرد خروش

بادشاہزادہ ہندی کیطرف مثل سیلاب جوش کرکے آیا ۔۔۔ جیسے کہ سیلاب پہاڑ سے زمین پر زور شور سے آتا ہے

در آن داوری ہای بیگانگی ۔۔۔ نمودند بسیار مردانگی

اس لڑائی اور دشمنی کے مقام پر ۔۔۔ دکھلائی دونون نے بہت دلیری

سر انجام روسی یکی حملہ کرد ۔۔۔ گزان مرد ہندی برآورد گرد

آخر کو روسی یعنی طرطوس نے ایک ایسا حملہ کیا ۔۔۔ کہ اس نے بادشاہزادہ ہندی کو مار ڈالا

بپرداخت از خویش اندام را ۔۔۔ چو می ریخت بر سنگ دجام را

خالی کردیا خون سے اسکے بدن کو ۔۔۔ جب شراب گر گئی پیالے کو توڑ ڈالا

مصاف چہارم

ز سر ترگ برداشت گفتا منم
سر سے خود اتار لیا اور کہا کہ مین وہ ہون
هزبری که زینگونه صید افگنم
جو ایسے شیرون کا شکار کرتا ہون

مرا مادر من که طرطوس خواند
مجکو میری مان طرطوس نہین کہتی تھی
بروسی زبان رستم روس خواند
بلکہ روسی زبان مین روس کا رستم کہتی تھی

ز میدان نخواهم شدن باز جای
میدان سے مین اسوقت تک نہ ہٹون گا
مگر لشکری را در آرم ز پای
لیکن جب ایک لشکر کو قتل کر لون گا

شه از کشتن هندی زخم روس
سکندر شاہزادہ ہندی کے مر جانے اور طرطوس کے زخمی کرنے سے
بپیچید بر خود چو زلف عروس
نہایت برہم ہوا اپنے دل مین مثل زلف عروس کے

بر آن بود کارد عنان سوی جنگ
اسپر مستعد ہوا کہ خود لڑائی کے لیے مستعد ہو
دگر بار ورع بستش آمد درنگ
لیکن پھر جو اسکے ارادے مین دیر ہو گئی

چپ و راست میدید تا از سپاه
لشکر کے بائین اور داہنے دیکھنے لگا کہ لشکر سے
که خواهد شد از کینه ور کینه خواه
کون شخص جاتا ہے دشمن سے لڑنے کے لیے

روان کرد مرکب شتابنده‌ای
کہ اتنے مین ایک شخص نے اپنا گھوڑا بڑھایا
ز پولاد چون برق تابنده‌ای
مثل برق تابندہ کے فولاد سے

همایون سواری چو غرنده شیر
ایک مبارک سوار مثل شیر غرندہ کے آیا
توانا و چابک عنان و دلیر
طاقتور اور چالاک اور بہادر

مصاف چهارم

چنان غرق در آهن اندام او
لوہے مین بدن اسکا سراپا غرق تھا
که پیدا نه جز بر نفس کام او
کہ سوا اسکی سانس کے تالو پر اور کوئی مقام خالی نہ تھا

بجولانگری سرفرازی کنان
گھوڑا دوڑانے مین نہایت مشتاق
بشمشیر چون برق بازی کنان
تلوار مثل بجلی کے چلاتا تھا

از آن چابکیها که میکرد چست
اس چالاکی سے جو وہ چالاکی کرتا تھا
بر او بر شده دست بدخواه سست
اسکے سامنے دشمن کا ہاتھ سست پڑتا تھا

مصاف چہارم

براں روسی افگند مرکب چو باد — بہ تیغ آزمائی بغل برکشاد
اُس روسی پر گھوڑا ڈالا اُسنے ہوا کی طرح — اور تلوار مارنے کے لیے ہاتھ اپنا بڑھایا

چناں زد کہ از تیغ گردن زنش — سر خصم افتاد در دامنش
ایسا ہاتھ مارا کہ اُسکی تیغ گردن زن سے — سر دشمن یعنی طرطوس کا نیچے کٹ کر گر پڑا

از آں شیر دل تر سواری دگر — درآمد بپرخاش چوں شیر نر
اُس سے زیادہ بہادر اور مضبوط ایک اور سوار — روسیوں کی طرف سے مثل شیر نر کے اُس سے لڑنے کو آیا

بزخمی دگر ہم سر افگندہ شد — چنیں تا سری چند بر کندہ شد
دوسرے ہی وار میں اسکا سر بھی کٹ گیا — اسی طرح اُسنے بہتوں کے سر قلم کر ڈالے

فزوں از چہل روسی کوہ پشت — بآسانی آں شیر جنگی بکشت
روسیوں چالیس آدمی سے زیادہ موٹے اور مضبوط — نہایت آسانی سے اُس شیر جنگی نے مار ڈالے

بہر سو کہ میراند شبرنگ را — زخون لعل کرد آہنش سنگ را
جس طرف کہ وہ اپنا گھوڑا دوڑاتا تھا — اسکی نعل کے لوہے سے پتھر سے خون بہنے لگتا تھا

بہر حملہ کانگیخت از ہر درے — بیفگند از روسیاں لشکرے
جس طرف کہ وہ حملہ کرتا تھا — روسیوں کے لشکر کو گرا دیتا تھا

چو بر خون شتابندہ شد تیغ او — نیامد کس از بیم در پیش او
جب خونریزی پر رواں ہوگئی تلوار اُسکی — کوئی شخص خوف سے اُسکے سامنے نہ آتا تھا

یکی حملہ آتشیں ساز داد — بچابک سواراں عناں باز داد
تب اُسنے ایک آتشیں حملہ ترتیب دیا — اور چابک سواروں سے کہا باگ ڈھیلی کرو

دراں حملہ کاں کوہ آہستہ کرد — صد افگند و صد کشت و صد خستہ کرد
اُس حملے میں جو اُس پہاڑ نے باہستگی کیا — سیکڑوں گر پڑے اور سیکڑوں کو مار ڈالا اور سیکڑوں کو زخمی کیا

شہ از شیر مردیش حیران شدہ — براں دست و تیغ آفریں خواں شدہ
سکندر اُسکی بہادری سے بہت حیران ہوگیا — اُسکے ہاتھ اور تلوار کی تعریف کرنے لگا

بدینگونه مے کرد پیکار را — همی ریخت آتش در ان خارہا

اسی طرح برابر وہ لڑ رہا تھا — ان کانٹون مین آگ لگا رہا تھا

فلک تا نشد بر سرش مشکسای — نیامد ز ناوردگہ بازجاے

آسمان نے جبتک اسکے سر پر مشک نگھسی یعنی شام ہوئی — لڑائی کے میدان سے واپس نہ آیا

چو در برقع کوہ رفت آفتاب — سر روز روشن فرو شد بخواب

جب پہاڑ کے برقع مین آفتاب چھپ گیا — سر روز روشن کا نیند مین جھک گیا

شب تیرہ چون اژدہای سیاہ — ز ماہی بر آورد سر سوی ماہ

اندھیری رات نے مثل سیاہ اژدہے کے — زمین سے سر طرف آسمان کے بلند کیا

شبہ کرد بر شبروان راہ را — فرو برد چون اژدہا ماہ را

مسافرون پر رات کو تاریک کر دیا — نگل گئی اژدہے کی طرح سے چاند کو

مصاف چہارم

سواران شبخون ز بس تاختن — بر آسودہ و آمد بشب ساختن

سوار اس شبخون کے دوڑنے کی کثرت سے — آسودہ ہوئے اور رات سے موافقت کرنے کو آئے

ز تاریکی شب چنان شد نہان — کہ نشناختش ہیچکس در جہان

رات کی تاریکی مین وہ ایسا پوشیدہ ہوگیا — کہ کسی نے اسکو دیکھنے والون سے نہ پہچانا

شہ از مردی آن سوار دلیر — گمان برد کان شیر دل بود شیر

سکندر کو اس بہادر سوار کی بہادری سے — گمان ہوا کہ وہ بہادر ایک شیر تھا

در اندیشہ میگفت کان شہسوار ق — کہ امروز کرد آن چنان کارزار

دل مین کہتا تھا کہ اگر وہ شہسوار — جس نے آج ایسی لڑائی کی ہے

دریغا اگر روے او دیدمے — صدش گنج سربستہ بخشیدمے

افسوس ہی اگر مین اسکی صورت دیکھ لیتا — سیکڑون سربستہ خزانے اسکو بخشد یتا مین

قوی بازوئی کرد و خلقی بکشت — چو بازوی خویشم قوی کرد پشت

دلیری دکھلائی اور ایک خلق کو مار ڈالا — مثل اپنے بازو کے میری پیٹھ قوی کردی

کہ با دابران شیر صد آفرین ہو جیو اس شیر پر صدہا تعریفین	تہمود آدمے بود شیر عرین آدمی نہ تھا بلکہ جنگلی شیر تھا وہ شخص

مصاف پنجم

پانچوان حملہ

دگر روز کین طاق فیروزہ رنگ
دوسرے دن جب اس سبز رنگ محل نے

برآورد یاقوت رخشان ز سنگ
نکالا روشن یاقوت کو پتھر سے یعنی آفتاب نکلا

الانی سواری چو غرندہ شیر
ایک الانی سوار مثل شیر غرندہ کے

برآمد سیاہ اژدہائے بزیر
نکلا ایک سیاہ گھوڑے پر سوار

یکی گرز ہفتاد مردی بدست
اسکے ہاتھ مین ایک گرز ستر آدمیون کی طاقت کا

کہ البرز را مغز در سر شکست
جو کوہ البرز کے بھیجے کو توڑ سکتا تھا

نبرد ازمیخواست میگشت فرد
مقابل لڑنیوالی کو ڈھونڈھتا تھا اور اکیلا پھر رہا تھا

ز گردان گیتی برآورد گرد
جہان کے پہلوانون سے ہلاکی برلایا

ز رومی و ایرانی و خاوری
رومیون اور ایرانیون اور خراسانیون سے

بسی را فگند اندران داوری
بہت پہلوانون کو اسنے مارڈالا اس لڑائی مین

ہمان روسی افگن سوار دلیر
اسی طرح ایک روسی گرانیوالا اور دلیر سوار

برون آمد از پرّہ چون نرہ شیر
سکندر کی فوج سے باہر نکلا مثل شیر نر کے

کمان را زہی برزد از چرم خام
کمان کو چلّے پر چڑھایا کچے چمڑے کے

بہ بست اندر آورد یک تیر تام
چٹکی مین ایک تیر پرکار اسنے لیا

بہ نیروی دست کمان گیر او
اسکے کمان اٹھانے والے ہاتھ کے زور سے

بغلتاد الانی بیک تیر او
الانی اسکے ایک تیر مین گر پڑا

مصاف پنجم

چو ماشوره هندوانی برنگ
مثل بجان متی کے گورکھ دھندے کے رنگ برنگ کے

دگر بار یک روسی گربه چشم
پھر ایک روسی جسکی بلی کی سی آنکھ تھی

سلاح آزمائی در آموخته
ہتیار چلانے سے خوب واقف تھا

درآمد بشمشیر بازے چو برق
آیا تلوار لیکر لڑنے کو مانند بجلی کے

پذیرفته شورش جنگ را
جانتا تھا لڑائی کی پریشانی کو

اگرچه دلی داشت چون خاره سنگ
اگرچه وہ دل نہایت مضبوط رکھتا تھا

نه تنهائی این پیشه ورزیده بود
اسنے تنہا ان سب باتون کو سیکھا تھا

چو آن شیردل دم برانداختش
جب اس بہادر نے دم پھیلا دیا اسکا

سلاحے برو دید بیش از نبرد
ہتیار اسکے پاس لڑائی سے زیادہ دیکھے

بیک ضربتش جان زتن بر کشید
ایک ہی وار مین اسنے اس روسی کی جان نکال لی

دگر روسی بست بر کین کمر
بعد اسکے دوسرے روسی نے لڑنے پر کمر باندھی

میان آگنده به تیر خدنگ
درمیان مین چھوٹے تیرون سے بھرا ہوا

چو شیران برابر درآورد خشم
مثل شیرون کے ابرو پر غصہ لایا

بسے درع را پاره بر دوخته
بہت جھلتون کے ٹکڑون کو سی دیتا تھا

زسر تا قدم زیر پولاد غرق
سر سے پاؤن تک لوہے مین غرق تھا

کجافی بر افگنده شبرنگ را
زرین گھوڑے پر اسنے ڈالا

نبود آزموده خطرهای جنگ
لیکن لڑائی کے خطرون سے واقف نہ تھا

زشمشیر دشمن نه لرزیده بود
دشمن کی تلوار سے اسنے خوف نہ کھایا تھا

شکاری زبون دید بشناختش
پہچان گیا کہ ایک کمزور شکار ہے یہ

جل و جامه اش بهتر از اسپ و مرد
زین اور کپڑے بہتر تھے گھوڑے اور مرد سے

اجل بر رخش برقع اندر کشید
موت نے اسکے منہ پر برقع ڈال دیا

همان رفت با او که با آن دگر
وہی کیفیت اسپر بھی گذری جیسی کہ اسپر گذری تھی

دلیرے دگر جنگ را ساز کرد
اور ایک دوسرے دلیر نے لڑائی کا سامان کیا

بہ تیرِ دگر جان ازو باز کرد
دوسرے تیر سے جان اسکی بھی نکال لی

بہر تیر کز شستِ او شد روان
جو تیر کہ اسکی چٹکی سے نکلتا تھا

بہ پہلو در آمد یکے پہلوان
ایک ایک پہلوان کے پہلو میں ایسا لگتا کہ مرجاتا تھا

بدہ چو بہ تیر آن سوارِ بہی
اور ذلیل جو بہ تیر سے وہ پسندیدہ سوار

زدہ پہلوان کرد میدان تہی
میدان دشمن پہلوانوں سے خالی کردیتا تھا

دگر بار پنہان ز بینندگان
دوبارہ پھر دیکھنے والوں سے چھپ کر

بیامد بجاے نشینندگان
پروہ نشینوں کی جگہ پر آکر بیٹھ رہی

چنین چند روز آن نبردہ سوار
اسی طرح کئی روز اس دلیر عورت نے

بپوشیدگی حرب کرد آشکار
چھپ چھپ کر میدان میں لڑائی کی

نشد ہیچکس را دگر یارگے
نہ ہوئی کسی شخص کو دوبارہ جرأت

کہ با او برون افگند بارگے
کہ اسکے مقابلے پر گھوڑا ڈالے

بجائی رسیدند کز بیم تیغ
اس حد تک پہونچے کہ تلوار کے خوف سے

پراگندگی شان در آمد چو میغ
پریشانی اُن میں مثل بدلی کے پڑ گئی

شکیبی بناموس می ساختند
غیرت کی وجہ سے صبر کیے ہوئے تھے

خیالی بہ نیرنگ می باختند
مکاری اور فریب بازی کرتے تھے

مصاف ششم

چھٹا حملہ

چنین تا یکی روز این چرخ پیر
اسی طرح ایک دن پھر جب اس بڈھے آسمان نے

برآورد گوہر ز دریاے قیر
موتی باہر نکالا کلونجی کے دریا سے یعنی آفتاب نکلا

مصاف ششم

دگر بار میدان شد آراسته
دوسرے دن پھر میدان آراستہ ہوا
زمیغولہا نعرہ برخاسته
ہر گوشے سے نعرے بلند ہوئے

ز لشکر گہ روس بانگ جرس
روسیون کے لشکر گاہ سے آواز گھنٹے کی
بعیوق بر میشد از پیش و پس
برابر ثریا کے بلند ہوتی تھی آگے اور پیچھے سے

کشیدند صف قلبداران روس
قطارین آراستہ کین روسیون کے قلبدارون نے
وزان قلب آراستہ چون عروس
اور اس سے قلب آراستہ تھی مثل عروس کے

ق

کہن پوستینی در آمد بجنگ
ایک پرانا پوستین پوش لڑنے کو آیا
چو از ژرف دریا برآید نہنگ
جیسے گہرے دریا سے گھڑیال نکل آوے

پیادہ بکردار یک پارہ کوہ
پیدل مثل ایک پہاڑ کے ٹکڑے کے
ز پانصد سوارش فزون تر شکوہ
پانچ سو سوار سے زیادہ اسکا رعب تھا

درشتی کہ چون پنجہ را گرم کرد
ایسا سخت کہ اگر پنجہ کو گرم کرتا
بافشردن الماس را نرم کرد
الماس کو دباکر نرم کر دیتا

چو عفریتی از بہر خون آمدہ
مثل ایک دیو کے لڑنے کے لیے آیا
ز دہلیز دوزخ برون آمدہ
دوزخ کے دروازے سے باہر نکلا

یکی سلسلہ بستہ بر پای او
ایک زنجیر اسکے پانون مین پڑی ہوئی
درازو قوی ہم ببالای او
لمبی اور بھاری اسکے قد کے برابر

چو شیران وحشی دران سلسلہ
مثل جنگلی شیرون کے اس زنجیر مین
جہان کرد پر شور و پر مشغلہ
تمام جہان مین شور و غل برپا کر دیا تھا

زہر سو کہ جستی یک آماجگاہ
جس طرف کہ نشانہ کے لیے مقام تلاش کرتا
زمین گشتی از زورمندیش چاہ
زمین اسکے رعب سے دھنس جاتی

سلاحش نہ جز آہن سر بخم
اسکے پاس کوئی ہتیار نہ تھا سواے خمیدہ لوہے کے
کزو کوہ را در کشیدی بہم
جس سے پہاڑ کو کھینچ لاتا تھا

ز هر سو بدان آهن مردکش
هر طرف اُس آدمی کے قتل کرنیوالے حربہ سے

بهر دم کشی دست میکرد خویش
لوگو نکو مارنے پر اپنا ہاتھ روان کرتا تھا

ز سختی که بد خلعت جام او
اُس چمڑے کی پوشاک کی سختی سے جو وہ پہنے تھا

سفن گشته کیمخت اندام او
دندانہ دار شل کیمخت کے ہوگیا بدن اسکا

چو آوردی آهنگ بر کارزار
جب وہ لڑنے کا ارادہ کرتا تھا

نکردی برو تیغ فولاد کار
فولادی تلوار اسپر اثر نہ کرتی تھی

در آمد چنان اژدها پاره
آیا ایک ایسا اژدہے کا ٹکڑا

فرشته کشی آدمی خواره
فرشتے کا مار ڈالنے والا آدمی کا کھاجانیوالا

کسی را که دیدی گرفتی چو مور
جس شخص کو کہ دیکھتا چیونٹی کیطرح پکڑ لیتا

بکندی سرش را بیکدست زور
پھاڑ ڈالتا سر اسکا ایک ہی دار مین

گرایش نکردی بکار دگر
میل نہ کرتا کسی دوسرے کام کی طرف

گهی پای کندی ز تن گاه سر
کبھی کسی کے پاؤن کاٹ ڈالتا اور کبھی سر بدن سے

ز لشکرگه شه به نیروی دست
سکندر کی لشکرگاہ سے اپنے ہاتھ کی قوت سے

بسی خلق را پای و پهلو شکست
بہت سے لوگون کے پاؤن اور پسلیان توڑ ڈالین

جریده سواری توانا و چست
ایک سوار طاقتوری اور چستی مین فرد

بکار مصاف اندرون تندرست
لڑائی کے کام مین دل اسکا مضبوط

در آمد که گردن فرازی کند
آیا کہ گردن فرازی یعنی مقابلہ کرے

بآن آتشی نیزه بازی کند
اُس آتشی یعنی لوہے سے نیزہ بازی کرے

چو دیدش ز دور آن نهنگ دمان
جب دیکھا اسکو دور سے اس مست گھڑیال نے

گرفتش بسان بود و کشتن بسان
اسی طرح اس پہلوان نے پکڑا اور مار ڈالا

دگر نامداری در آمد دلیر
اور دوسرا ایک بہادر پہلوان آیا

هم آوردش آن شیر جنگی بزیر
اسکو بھی اس جنگی شیر نے پچھاڑ دیا

مصاف ششم

بدینگونه از زخمهای درشت
اسی طرح سخت زخموں یعنی حربوں سے
تنی چند از نامداران بکشت
بہت سے نامور پہلوانوں کو مار ڈالا

زبس دل که آن شیر درنده خست
اس شیر درندہ نے اس کثرت سے لوگوں کو زخمی کیا
دل شیر مردان لشکر شکست
کہ دل بہادروں فوج کے ٹوٹ گئے

شگفتی فروماند صاحب خرد
سکندر کو یہ حال دیکھکر بہت تعجب ہوا
که نه آدمی بود و نی دام و دد
کہ نہ تو وہ آدمی ہے نہ چارپایہ نہ درندہ

شب تیره چون بانگ بر زد بروز
رات کی تاریکی نے جب دن پر نعرہ مارا
سر افگنده شد مهر گیتی فروز
اور آفتاب جہان روشن کرنیوالے نے سر جھکایا

شه از حیرت کار آن اهرمن
سکندر اُس شیطان کے کاموں سے متحیر ہوا
سخن راند پوشیده با انجمن
اور اپنے حاضرین محفل سے پوشیدہ ذکر کرنے لگا

که این آدمی کش چه پتیاره بود
کہ یہ مردم کش کیا کوئی جادو ہے
که از جنگ او خلق بیچاره بود
جسکی لڑائی سے تمام جہان عاجز ہے

سلاحی نه در قبضهٔ دست او
نہ کوئی ہتیار اُسکے ہاتھ میں ہے
همه با سلاحان شده پست او
اُسپر تمام ہتیار بند اُس سے عاجز ہین

برآنم که او آدمی زاد نیست
میرا یہ گمان ہے کہ وہ آدم زاد نہیں ہے
وگر هست ازین بوم آباد نیست
اور اگر ہے اس سرزمین کا رہنے والا نہیں ہے

ز ویرانه جائیست وحشی نهاد
کسی جنگل کا رہنے والا ہی اور جنگلی قوم کا ہے
بصورت چو مردم نه مردم نژاد
آدمی کی شکل ہے لیکن آدم زاد نہیں ہے

شناسنده‌گان زمین را شناخت
ایک پہچاننے والا جو اس سرزمین سے واقف تھا
تمکین پاسخ علم بر فراخت
اپنی دانست کی موافق جواب دینے پر مستعد ہوا

که چون داد فرمان شه دادگر
کہ اے بادشاہ عادل آپ نے جب حکم دیا ہے
نمایم تبو حال آن جانور
بس مین اُس جانور کا حال بتلاتا ہون

مقالهٔ ششم

یکی کوه نزدیک تاریکیست
یہان سے قریب ایک پہاڑ تاریکی مین ہے
که راهش چه موئی ز باریکیست
کہ راہ اسکی بال سے زیادہ باریک ہے

درو آدمی پیکرانی چنین
اُسمین اسی شکل کے آدمی رہتے ہین
ترکیب خاکی بزور آهنین
جو خاک سے بنے ہوے اور لوہے سے سخت ہین

ندانَد کسی اصل ایشان درست
کوئی شخص ان لوگون کی اصلیت نہین بتا سکتا ہے
که چون بود شان زاد و بوم از نخست
کہ کیونکر انکی پیدائش کی ابتدا ہے

همه سرخ رویند و فیروزه چشم
سب کے منہ سرخ ہین اور آنکھین سبز ہین
ز شیران نترسند هنگام خشم
شیرون سے بھی غصے کے وقت نہین ڈرتے ہین

چنان زورمندند افشرده گام
ایسے طاقتور اور ثابت قدم ہین
که یک تن بود لشکری را تمام
کہ ایک شخص ایک لشکر کو کافی ہے

اگر ماده گر نر بود در ستیز
مادہ ہووے یا نر لیکن لڑنے مین
برانگیزد از عالمی رستخیز
ایک جہان سے قیامت پیدا کر دیتے ہین

بهر داوری کاوفتد راستند
جب لڑائی کا موقع پڑتا ہے لڑائی کے پیچھے رہتے ہین
جز این مذهبی را نیاراستند
اسکے سوا انکا اور طریقہ یعنی کام نہین ہے

ندیده است کس مرده زان ایشان یکی
کسی نے اِن لوگون کا مردہ نہین دیکھا ہے
مگر زنده وآن زنده نیز اندکی
مگر زندہ اور وہ زندہ بھی تھوڑے ہی ہین

بود هر یکی را قدر مایه میش
یعنی بجاے مال کے ہر ایک کے پاس کچھ بھیڑین ہوتی ہین
کزان میش سازند اسباب خویش
اور اُن ہی بھیڑون سے اپنی بسر کرتے ہین

به پشم و بشیرست بازار شان
دہی اور اون سے انکی گذر ہوتی ہے
متاعی جز این نیست در بار شان
اسکے بوجھ یعنی گھرون مین اور کوئی اسباب نہین ہوتا

ندارند گنجینه هیچکس
ان مین سے کسی کے پاس کچھ دولت نہین ہے
سمور سیه را شناسند و بس
صرف سیاہ سمور کے قدردان ہین اور بس

مصاف ششم

سموری که باشد بغایت سیاه
جو سمور کہ نہایت سیاہ ہوتا ہے
نخیزد ز جائی جز آن جایگاه
سوا وہان کے اور کہین نہین پیدا ہوتا ہے

ز پیشانی هر یک از مرد و زن
مرد ہو یا عورت ہر ایک کی پیشانی سے
سرو نی ست بر رسته چون گرگدن
ایک سینگ گینڈے کی طرح نکلا ہوا ہے

وگر با سرون نشان نباشد سرشت
اور اگر انکے صرف سینگ نہین ہون پیدائشی
شود بر درختی چو روسان زشت
تو درخت پر رہتے ہین پھرتے ہین اور بدصورت روسیون مین کیا فرق ہے

کسی را که آید تمنای خواب
جس کسی کو ان مین سے نیند معلوم ہوتی ہے
شود بر درختی چو پران عقاب
کسی درخت پر عقاب کی طرح اڑ جاتے ہین

سرون بر فشارد بشاخ بلند
سینگ اپنے گڑو دیتے ہین بلند شاخ مین
چو دیوی بخسپد در آن دیو بند
ایک دیو کی طرح سو رہتے ہین اس قید سخت مین

چو بینی بشاخی بر آویخته
اگر تو انکو شاخ مین لٹکا ہوا دیکھ لے
یکی اژدها بینی آویخته
سمجھے کہ ایک اژدہا لٹکا ہوا ہے

نخسپند شبان روزی از بیخودی
نہین سوتے ہین دن رات عقلمندی سے
که خوابست بنیاد نابخردی
کہ نیند ہے بنیاد بیوقوفی کی

چو روسی شبانان برو بگذرند
جب روسی چرواہے ادھر جاتے ہین
در آن دیو بر خفته بر بنگرند
اور ان شیطانون کو سوتا ہوا دیکھتے ہین

باهستگی سوی آن اهرمن
آہستہ سے ان شیطانونکی طرف
بیایند پنهان کنند انجمن
چھپکے چھپکے بہت سے لوگ ملکر جاتے ہین

رسنها بیارند و بندش کنند
رسیان لاکر انکو قید کر لیتے ہین
ز زنجیر و آهن کمندش کنند
لوہے اور زنجیرون سے انکو جکڑ لیتے ہین

بر او چون مسلسل شود بند سخت
جب انکو خوب مضبوط طور پر باندھ لیتے ہین
کشندش به پنجاه مرد از درخت
پچاس پچاس آدمی ملکر درخت سے انکو اتارتے ہین

مصاف ششم

چو آن بندی آگاه گردد ز کار
جب وہ قیدی اس حال سے خبردار ہوتا ہے
خروشد خروشیدن رعدوار
شور کرتا ہے بادل کی گرج کی طرح سے

گران بند را بر تواند شکست
بھاری اور مضبوط بیڑیوں کو توڑ سکتا ہے
کشد ہر یکی را بیک پشت دست
مار ڈالتا ہے ایک طمانچے میں ایک آدمی کو

اگر سخت باشد دران بستگی
اور اگر خوب مضبوط بندش ہو جاتی ہے
برون آورندش باہستگی
آہستہ آہستہ اسکو باہر نکالتے ہیں

برو بند زنجیر محکم کنند
اسپر بیڑیاں اور زنجیریں کس دیتے ہیں
وزو آب و نانی فراہم کنند
اور اس سے اپنے لیے دانہ پانی فراہم کرتے ہیں

برندش بہر کوے و ہر خانہ
ہر ایک گلی اور ہر گھر میں لیجاتے ہیں ان کو
کشایند زان دام شان دانہ
اپنے رزق کی کشایش کرتے ہیں انکے قید کرنے سے

وگر جنگی افتد بناچارشان
اور اگر انکو کوئی لڑائی کی ضرورت پڑتی ہے
بدان زندہ پیل ست پیکارشان
ان ہی مست ہاتھیوں سے وہ لڑتے ہیں

کشندش بزنجیر چون اژدہا
زنجیروں سے انکو مثل اژدہے کے کھینچتے ہیں
نیارند کردن ز بندش رہا
ان کو قید سے نہیں چھوڑتے ہیں

چو گردد چنان آشتی جنگ جوی
جب ایسے آشتی لڑنے لگتے ہیں
نماند ز جان در کسی رنگ و بوی
جینے کی کسی کو امید نہیں رہتی ہے

جہان جوی در کار آن پای لغز
سکندر کا اس لڑائی کی شکست سے
دران داستان ماند شوریدہ مغز
انکے حالات سنکر بدحواس ہو گیا

بصاحب خبر گفت کاندیشہ نیست
مگر سکندر نے پھر بیان کرنیوالے سے کہا کچھ اندیشہ نہیں ہے
ہمہ چوبہ تیر زیک بیشہ نیست
سب تیروں کی لکڑیاں ایک جنگل سے نہیں ہوتی ہیں

گر اقبال من کارسازی کند
اگر میرا اقبال مجھ سے موافقت کرے گا
سرش بر سر نیزہ بازی کند
اسکا سر میرے نیزے پر چکر کھائے گا

مصاف ششم

مصاف ہفتم

ساتوان حملہ

سپیده چو سر برزد از باختر
آفتاب نے جو سر نکالا پورب سے
سیاهی بخاور فرو برده سر
تاریکی شب نے پچھم مین سر جھکایا

سپه را برآراست خاور خدیو
سپاہ آراستہ کی بادشاہ مشرق یعنی سکندر نے
در اندیشه زان مردم آهنج دیو
اس دیو آہنگ شخص کے خیال مین

سوی میمنه رومی و بربری
داہنے طرف رومی اور بربری لوگ
چو یاجوج در سد اسکندری
مثل یاجوج کے سد سکندری مین

سوی میسره تنگ چشمان چین
بائین طرف فوج چین کی
شده سنگ از انبوه ایشان زمین
جنکی کثرت سے زمین سنگ تھی

شه روم در قلب چون تند شیر
سکندر قلب مین مثل تند شیر کے
چو کوهی روان خنگ ختلی بزیر
مثل ایک پہاڑ کے گھوڑے سوار

دگر سو الانی و پرطاس و روس
دوسری طرف الانی اور پرطاسی اور روسی
برآشفته چون توسنان شموس
سرکش گھوڑون کی طرح پریشان اور تند

تبیره ز آواز شد بادرای
نقارے اور ڈھول آواز سے فوجون مین بجنے لگے
چو صور قیامت دمیدند نای
صور قیامت کی طرح قرنا کو پھونکا

ز خاریدن کوس خاراشگاف
بجانے نقارون پتھر کے پھاڑ ڈالنے والون سے
برافگند سیمرغ در کوه قاف
چھپ رہا سیمرغ کوہ قاف مین جاکر

ز فریاد خرمهره و گاو دم
آواز قرنا اور شہنائی سے
علی الله برآمد ز رویینه خم
نعرہ علی اللہ نکلا نقارون سے

مصاف ہفتم

مصاف هفتم

سپاه از دو سو مانده در داوری
سپاہ دونون طرف سے اس مقدمہ مین کھڑی رہی تھی

که دولت کرامی کند یاوری
که دیکھیے اقبال کسکی مدد کرتا ہے

همان اهرمن روی زنگی رنگ
وہی شیطان صورت دیو تمثال

در آمد چو پیلان جنگی بجنگ
ہاتھیون لڑنیوالے کیطرح لڑنے کو آیا

تنی چند را بے سپر کرد باز
کئی شخصون نے مقابلہ کیا اور اُسنے مار ڈالے

نشد هیچکس پیش او رزم ساز
پھر اسکے آگے کسی کو لڑنے کی جرأت نہوئی

زره پوشی از ساقهٔ قلب شاه
ایک زرہ پوش بادشاہ کی فوج کے پیچھے سے

در آمد چو شیری نباورد گاه
ایک شیر کی طرح میدان مین آیا

یکی تیغ آتش برکشیده چو آب
ایک آگ ایسی تلوار پانی کیطرح روان کھینچی

کزو خیره شد چشمهٔ آفتاب
جسکی چمک سے حیران تھا چشمہ آفتاب کا

شه از قلب دانست کان شیر مرد
سکندر نے قلب سے جانا کہ وہ پہلوان

همان است کان جنگ پیشینه کرد
وہی شخص ہے جسنے پہلے لڑائی کی تھی

شد اندیشه ناک از پی کار او
نہایت خائف ہوا اُسکی لڑائی سے

که با اژدها دید پیکار او
جب اُسکو اژدہے سے لڑتے دیکھا

دریغ آمدش آن چنان کردنی
افسوس معلوم ہوا اُسکو اس کرنے سے

شکسته شود پیش آهرمنی
کہ ہوا شکست کھا جاوے یا مرجاوے آگے اس شیطان کے

سوار هنرمند چابک رکاب
سوار ہنرمند تیز رکاب یعنی وہ عورت

که بر آتش انگشت زد سیماب
جو آگ پر بے انتہا چٹکیان لیتی تھی

فرشته صفت گرد آن دیو چهر
فرشتے کی طرح گرد اس دیو شکل کے

همی گشت چون گرد گیتی سپهر
گھوم رہی تھی جیسے گرد جہان کے آسمان

نخستین بنیرو یکی تدبیر کرد
پہلے جو تدبیر اُسنے لڑائی کی کی وہ یہ تھی

بدان تیره دل بارش تیر کرد
کہ اُسنے اُس تاریک دل پر تیر برسائے

چو دژ خیم را نامد از تیر باک
جب بلا اُس دیو کو تیر باری سے کچھ صدمہ نہ پہونچا
یکی خشت پولاد الماس رنگ
ایک اینٹ فولاد الماس رنگ یعنی چمکدار کی
که آن خشت گر بر زدی بر سون
کہ اگر وہ اینٹ پہاڑ پر دے مارتی
ز سختی که تن را بهم در فشرد
اس سختی سے وہ اینٹ اُسکے بدن پر لگی
دگر خشتی انداخت آن تیز تر
ایک دوسری اینٹ اُس سے زیادہ تیز اُسنے ماری
سوم همچنین خشت بر وی شکست
پھر تیسری اینٹ بھی اُس پر ٹوٹ گئی
چو دانست کان دیو آهن سرشت
جب جانا اُسنے کہ وہ دیو لوہے کی پیدایش
نهنگ جهانسوز را بر کشید
گھڑیال جہان جلانیوالی یعنی تلوار کو کھینچا
زدش بر کتف گاه و بُردش ز جای
اس زور سے اسکے شانے پر ماری کہ وہ اُچھل کر
دگر باره برخاست از زیر گرد
گرا اور پھر زمین سے اٹھ کھڑا ہوا
ز شوریدگی راه بختش گرفت
پریشانی سے راہ اقبال اُسکے کی بند ہو گئی

زننده شد از تیر خود خشمناک
مارنے والا یعنی وہ عورت اپنی تیر سے جھنجھلائی
بر آورد و زد بر دلاور نهنگ
نکالی اور دے ماری اُس دلاور گھڑیال پر
تمام از دگر گوشه جستی برون
ایک کونے سے دوسری طرف بالکل ہٹ جاتا
بر آن خاره شد خشت فولاد خرد
وہ اینٹ اُس پتھر پر لگ کر ٹوٹ گئی
بر آن کشتنی هم نشد کارگر
اُس مار ڈالنے کے قابل پر کارگر نہوئی
نشاید بخشت آب را باز بست
لیکن چونکہ پانی کو اینٹ سے بند کرنا نامکن ہے
نیندیشد از حربه تیر و خشت
اندیشہ نہیں کرتا ہی تیر اور اینٹ کی چوٹ سے
سوِ اژدهای دمنده دوید
طرف اُس اژدہاے دمندہ کے دوڑی
چنان کان ستمگر در آمد ز پای
ایک دم میں فوراً چوٹ کھا کر گرا
بسختی در آویخت با هم نبرد
اور پھر سختی سے اپنے مقابل سے لڑنے لگا
بآن آهنی جفته سختش گرفت
اور اُسی لوہے کے ہتیار سے وہ لڑنے لگا

مصاف هفتم

زمینش برآورد چون تند شیر | ز تارک بیفتاد ترگش بزیر
زمین سے اسکو اٹھا لیا مثل تند شیر کے | اسکے سر سے اسکا خود زمین پر گر پڑا

بهارے پدید آمد از زیر ترگ | بے نغز و نازک تر از لاله برگ
خود کے نیچے سے ایک بڑی بہار دکھلائی دی | گل لالہ کی پتیون سے بھی بہت نازک اور نازک

سرش خواست کندن کرم آمدش | چو روی چنان دید شرم آمدش
سر اسکا کاٹنا چاہا کیونکہ اسکو رحم معلوم ہوا | جب اسکی ایسی صورت دیکھی شرمندہ ہوا

دو گیسو کشان دید دامنش | رسن کرد گیسوش در گردنش
دونون زلفین اسکی دامن بکھری دیکھین | لپیٹ لیے بال اسکے اسکی گردن مین

چو هندوی دزدش ز گنجینه برد | ز رومی ربودش بروسی سپرد
مثل ہندو چورون کے اسکو خزانے سے لے گیا | رومی سے بچا کر روسیو نکے حوالے کر دیا

چو گشت آن فرشته گرفتار دیو | ز دیوان روسی برآمد غریو
جب وہ فرشتہ دیو کے قید مین آگئی | روسی شیطان شور کرنے لگے

دگر ره بنخچیر کردن شتافت | کز اول گرانمایه نخچیر یافت
پھر واسطے شکار کرنے کے دوڑا | کیونکہ پہلے وہ عمدہ شکار کر چکا تھا

ازان طیرگی شاه لشکر شکن | بپیچید چون مار بر خویشتن
اس غصے سے بادشاہ لشکر کے شکست دینے والے نے | سانپ کی طرح اپنے اوپر بہت پیچ و تاب کھایا

بفرمود تا زنده پیل سیاه | بخشم آورند اندران حربگاه
حکم دیا کہ اب سپاہ اور مست ہاتھیون کو | لڑائی کے لیے غصے مین لاوین اس میدان مین

بزد پیلبان بانگ بر زنده پیل | بران اهرمن راند چون رود نیل
للکارا فیلبان مست ہاتھی پر | اور اس دیو کی طرف دوڑایا دریاے نیل کی طرح

چو دید اژدها پیل سرمست را | گشاد اندران چیرگی دست را
جب اس اژدہے نے مست ہاتھی کو دیکھا | بڑھایا بیباکی سے اپنے ہاتھ کو

مضاف هفتم

بد انستگان پیل جنگ آزمای
جب اُس پیل جنگ آزما یعنے آدمی نے جانا

بخرطوم سختش برآرد ز جای
کہ اپنی سخت سونڈ سے وہ اسکو اُٹھاوے گا

چنان سخت بگرفت خرطوم او
ایسے زور سے اُسنے اُسکی سونڈ پکڑی

کہ زندان او شد بر و بوم او
کہ اُسکے لیے وہ مقام قید خانہ ہو گیا

خروشید و خرطومش از جای کند
چلّا اُٹھا اور سونڈ اُسکی اُکھڑ گئی

بیفتاد چون کوہ پیل بلند
گر پڑا ہاتھی مثل پہاڑ بلند کے

شہ از ہول آن بازیِ سہمناک
سکندر اُسکے اُس خوفناک کھیل سے

بترسید کافتد سپہ بر ہلاک
ڈرا کہ اب تمام فوج ہلاک ہو جاوے گی

در آن سہمناکی بفرزانہ گفت
اسی خوف کی حالت میں سکندر نے بلیناس سے کہا

کہ دولت ز من روی خواہد نہفت
کہ اقبال اب مجھ سے منھ پھیرا چاہتا ہے

مرا نیز در یافت ادبار بخت
مجکو بھی اپنی بد اقبالی معلوم ہوتی ہے

وگرنے چرا جستم این کار سخت
ورنہ کیون مین اس مشکل کام کی تلاش کرتا

بلا آسمانے چو آید فراز
جب کوئی بلا آسمان سے نازل ہوتی ہے

سر نازنینان بپیچد ز ناز
نازک لوگون کا سر یعنے دماغ پھر جاتا ہے

تگ و تاب شاہان بود اندکی
دوڑ دھوپ بادشاہون کی تھوڑی ہوتی ہے

ق

تگ شیر در سال باشد یکی
شیر کو سال مین ایک دو مرتبہ دوڑنا پڑتا ہے

مرا نیست آسایش از تاختن
مجکو دوڑنے سے دم بھر آرام نہین ہے

بخواہم درین عمر پرداختن
اپنی زندگی اسی مین خالی کر دونگا مین

دلش داد فرزانہ کای شہریار
بلیناس نے سکندر کو دلاسا دیا اور کہا

شکیبائی آور درین کارزار
اس لڑائی مین صبر سے کام لینا چاہیے

ہمانا کہ فیروزی آید بدست
ضرور ہے کہ تجھکو فتح حاصل ہوگی

چو تدبیر داری و شمشیر ہست
اگر تو تدبیر کرنا چاہتا ہے اور تیرے پاس تلوار ہے

مضافِ ہفتم

اگر چاره در سنگ خارا شود
اگر سنگ خارا میں تدبیر کی جاوے

به تدبیر و تیغ آشکارا شود
تدبیر اور تلوار سے ظاہر ہو جاوے

چو یاری کند با تو بخت بلند
اگر تیرا بخت بلند مددگاری کرے گا

چنین فتنه را سر در آری به بند
ایسے فساد کا سر پھانس میں لے گا تو

اگر چه یکی موی زاندام شاه
اگر چہ حضور کے بدن کا ایک رونگٹا

بمن برگرامی تر از صد کلاه
میرے نزدیک صدہا تاج سے زیادہ بہتر ہے

ولیکن در اختر چنانست راز
لیکن زائچے سے ایسا واضح ہوتا ہے

که چون شاه عالم شود رزم ساز
کہ جب حضور اُس سے لڑیں گے

باقبال شاه و به نیروی بخت
حضور کے اقبال اور یاوری بخت سے

در آید بخاک آن تنومند سخت
وہ قوی ہیکل خاک پر گرے گا یعنے مارا جائیگا

جز این نیست کان پیل سخت چرم
سوا اسکے اور کوئی بات نہیں ہے کہ اُسکی کھال سخت ہے

ندارد پی سست و اندام نرم
اور وہ سست نہیں ہے اور بدن اُسکا نرم نہیں ہے

یکی تن اگر زانکه روئین تن است
ایک شخص اگر چہ بدن اسکا تانبے ہی کا کیوں نہو

توان کندن از جاش گر آهن است
جگہ سے اُکھڑ سکتا ہے اگر چہ لوہے کا بھی ہووے

نباید بروز خم راندن به تیغ
اُسکو تلوار سے زخمی کرنا چاہیے

که آهن نگردد پراگنده میغ
کیونکہ لوہے سے بدلی نہیں پھٹ سکتی ہے

سرش را اگر در کمند آوری
لیکن اُسکے سر کو کمند ڈال کر

بخم کمندش به بند آوری
کمند کے پیچ میں اُسکو قید کر لینا چاہیے

اگرش می نشاید بشمشیر کشت
اگر اُسکو تلوار سے مار ڈالنا ممکن ہے

که دارد پی سخت و چرم درشت
کیونکہ نہایت طاقتور اور مضبوط ہے

چو در زیر زنجیرش آری اسیر
جب تو اُسکو زنجیر میں قید کرے گا

به و خواه شمشیر زن خواه تیر
پھر چاہیے اُسکے تلوار مارنا یا تیر

مصاف هفتم

مصاف هفتم

شه از مژده همره اختر شناس
سکندر نے اُس نجومی یعنی بلیناس کے خوشخبری دینے سے
خدا را پذیرفت برخود سپاس
خدا کا شکر اپنے اوپر واجب جانا

چو فیروزی خویش دید از خدای
جب اپنی فتحمندی دیکھی خدا کی طرف سے
بآن خنگ ختلی در آورد پای
اُس تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوا

که او را شه چینیان داده بود
جو گھوڑا کہ شاہ چین نے اُسکو دیا تھا
ز سر آخر چینیان زاده بود
اور چینیوں کے گلّے کی پیدائش تھا

کمندی و تیغ گرانمایه خواست
ایک کمند اور ایک تلوار عمدہ منگوائی
عنان کرد سوی بد اندیش راست
باگ دشمن کی طرف سیدھی کردی

در آمد بران دیو دریا شکوه
آیا طرف اُس دیو دریا مرتبہ کے
چو ابری سیه کو برآید ز کوه
جیسے سیاہ بادل اُمنڈ آتا ہے پہاڑ سے

بجنبید از جای خویش آن نهنگ
چلا اپنی جگہ سے وہ گھڑیال
که اقبال شاهش فرو برد چنگ
کہ سکندر کے اقبال نے اُسپر چنگل مارا

کمند عدو بند را شهریار
دشمن کی قید کرنے والی کمند سکندر نے
در انداخت چون چنبر روزگار
اُسپر پھینکی مثل زمانے کے جال کے

بگردن در افتاد بدخواه راه
گردن کے بل گرا دیا دشمن کو
زمین بوسه داد آسمان شاه را
آسمان نے سکندر کی زمین خدمت کو بوسہ دیا

چو در گردن دشمن آمد کمند
جب دشمن کی گردن میں کمند پڑ گئی
شتابنده شد خسرو دیو بند
دوڑا بادشاہ دیو کا قید کرنے والا یعنی سکندر

بخم کمندش در اندر کشید
اور کمند کے پیچوں سے اُسکو جکڑ لیا
کشان همچنان سوی لشکر کشید
اُسی طرح کھینچتا ہوا لشکر کی طرف کھینچ لے گیا

بغلطید آن شیر نخچیر سوز
ٹوٹ گیا وہ شیر شکار جلانے والا
چو آهو بره زیر چنگال یوز
جیسے ہرن کا بچہ چیتے کے چنگل میں پڑ جائے

چو آن گورِ وحشی دران دستبرد
جب وہ وحشی گور اُس حملے مین

ز افتادن و خاستن گشت خرد
گرنے اور اُٹھنے کھڑے ہوتے ہوتے چور چور ہوگیا

ز لشکرگہِ شاہِ فیروزمند
بادشاہ فتحمند یعنے سکندر کی فوج سے

غریوی برآمد چو چرخ بلند
ایک شور اُٹھا برابر چرخ بلند کے

تبیرہ چنان شد دران خرمی
نقارے خوشی کے ایسے بجنے لگے

کہ آمد برقص آسمان بر زمی
گویا آسمان زمین پر ناچنے کو آیا ہے

چو شہ دید کان پیکرِ دیو رنگ
جب سکندر نے دیکھا کہ وہ دیوصورت آدمی

باقبالِ طالع درآمد بچنگ
یاوری طالع سے اُسکے قبضے مین آگیا

نشاندش بروی دگر دشمنان
بٹھلایا اُسکو سامنے اور دشمنون کے

بزور

سپردش بزندانِ آہرمنان
سونپا اُسکو اور شیطانون کے قیدخانے مین

دلِ روسیان از چنان زور دست
روسیون کا دل سکندر کی ایسی زورآوری سے

بران دشمنِ دشمن افگن شکست
اُس دشمن دشمن کے گرانے والے سے ٹوٹ گیا

شہِ روس شد چون گدازندہ موم
شاہ روس مثل موم پگھلے ہوے کے نرم ہوگیا

بشادی درآمد شہنشاہِ روم
اور بادشاہ روم یعنے سکندر خوش ہوگیا

تماشای رامشگران ساز کرد
ناچ دیکھنے کا سامان طیار ہوگیا

درِ خرمی بر جہان باز کرد
دروازہ خوشی کا اہل جہان پر کھل گیا

نیوشندہ شد نالۂ چنگ را
چنگ بجنے کی آوازین سننے لگا

بکف برنہاد آبِ گلرنگ را
ہاتھ مین شراب سُرخ لیکر پینے لگا

ز فیروزیِ بختِ خود کرد یاد
اپنے طالع کی اقبالمندی کو خیال کرتا تھا

نبیدِ گوارندہ میخورد شاد
شراب مزہ دار خوشی سے پیتا جاتا تھا

چو شب قفلِ پیروزہ بر زد بگنج
جب رات نے قفل فیروزے کا خزانے پر لگایا

ترازوی کافور شد مشک سنج
ترازو کافوری یعنی دن مشک تولنے والا ہوا یعنی رات ہوئی

مصافِ ہفتم

مصاف ہفتم

ہمان مشکبو بادہ میخورد شاہ
اور شراب خوشبودار سکندر پیتا تھا
ہمان پردہ میداشت مطرب نگاہ
اور گویتے کے ساز کے پردے پر نگاہ رکھتا تھا

گہے سفتہ لعلے بہ پیمانہ خورد
کبھی شراب پیمانے مین بھر کر پیتا تھا
گہے گوش بر لعل ناسفتہ کرد
کبھی کان نئے نئے راگ پر لگائے تھا

بہر مے کہ میخورد میریخت گنج
جب جب شراب پیتا تھا دیتا تھا خزانہ
بخواہندہ میداد میدست رنج
مانگنے والون کو بے مزدوری دیرہا تھا

درآمد بافسانہاے دراز
بڑے بڑے حالات بیان کرنے لگا
ز ہر سرگذشتی پژوہندہ راز
ہر ایک سرگذشت کے واقف کار سے

ازان تیغ زن مرد چابک سوار
بعد اُسکے اُس بہادر اور چالاک عورت سے
سخن راند با انجمن بیشمار
اہل مجلس سے بہت کچھ ذکر یعنی تعریف کی

کہ امروزش آن بیوفا ہم نبرد
کہ آج کے دن اُس بیوفا مقابل نے
ندانم کہ خون ریخت یا بند کرد
معلوم نہین کہ اُسکو مار ڈالا یا قید کر لیا

اگر ماند در بند آن رہزنان
اگر وہ اُن قیدیون کے قید مین رہ گیا
برون آورمش بنوک سنان
باہر نکال لاؤنگا اُسکو برچھی کی نوک سے

وگر رفت زان رفتہ در نگذریم
اور اگر وہ مر گیا ہے تو اُس سے در گذر کرونگا
ہمان بہ کہ بر یاد او می خوریم
مناسب ہے کہ اُسکو یاد کرکے شراب پیین ہم

چو شد مغزش از خوردن بادہ گرم
جب شراب پیتے پیتے اُسکے دماغ مین جوش چڑھ گیا
بزندانیان بس دلش گشت نرم
قیدیون کی طرف سکندر کا دل نہایت نرم ہوا یعنی رحم آیا

بفرمود کان بندی بے زبان
حکم دیا کہ وہ بے زبان قیدی شخص
بیاید برامشگہ مرزبان
سامنے سکندر کے آکر ناچنا شروع کرے

بفرمان شہ آن گرفتار بند
سکندر کے حکم سے وہ قیدی بیڑی پہنے ہوئے
برامشگہ آمد چو کوہ بلند
ناچ کے مقام پر آیا مثل پہاڑ کے

همہ تن شکستہ ز شیروی شاہ
تمام بدن چور چور سکندر کے خوف سے
فرو بستہ مہر پیرہ وران بزمگاہ
اُس محفل مین نہایت چپ رہو جاتا

بزاری بنالید زان خستگی
زار زار رونے لگا اُس زخمی ہونے سے
شفیعے نہ پیش از زبان بستگی
سوا زبان بند کرنے کے اور کوئی نہ یا وہ شفیع تھا

چو مرد زبان بستہ نالید زار
جب وہ بے زبان بہادر یعنے جنگلی شخص بہت رویا
بجنبشود بر وی دل شہریار
سکندر کے دل نے اُسپر رحم کیا

ازان زور دیدہ تنِ زورمند
اُسکے زور آور اور زور آزمودہ بدن سے
بفرمود تا بر گرفتند بند
حکم دیا کہ بیڑیان اُتار لیجاوین

رہا کردش آن شاہِ آزاد مرد
قید سے خلاص کر دیا اُس بادشاہِ آزادہ نے
باآزاد مردی زیان کس نکرد
نیک دلی سے کسی کا نقصان نہ کیا

نشاندش بآزرم و دادش طعام
بٹھایا اُسکو خاطرداری سے اور کھانا کھلایا
نوازشگری کرد با او تمام
اور اُسپر بہت مہربانی اور عنایت کی

مے چند باگوہرش یار کرد
کئی پیالے شراب کے اُسکو سکندر نے پلائے
مے گوہرش را پدیدار کرد
شراب سے اُسکے جوہر ظاہر ہو گئے

چو مستی درآمد بآن شوربخت
جب مستی آگئی اُس بدنصیب پر
بغلطید چون سایہ در زیر تخت
لوٹ گیا سایے کی طرح نیچے تخت کے

ز توسن دلی گرچہ باکس نساخت
اپنی سرکشی سے اگرچہ کسی سے اُسنے لگاؤ نہ کیا
نوازندہ خویشتن را شناخت
اپنے نوازنے والے یعنے محسن کو اُسنے پہچان لیا

ازانجا سراسیمہ بیرون دوید
وہان سے گھبرا کر باہر دوڑ گیا
چنان شد کہ کس گردِ او را ندید
اور ایسی طرح گیا کہ کسی نے اُسکی گرد نہ دیکھی

شگفتی فرو ماند خسرو در آن
متعجب ہو گیا سکندر اس بات مین
نشانِ سخن بازجست از سران
اس بات کا پتہ لوگون سے دریافت کرنے لگا

کہ این بندی از بادہ چون شاد گشت

کہ یہ قیدی جو شراب سے مسرور ہوا

چرا شد ز بادہ و در کار آزاد گشت

کیون آزاد ہوتے ہی مسرور ہو بھاگ گیا

بزرگان دولت دران جستجوی

بڑے رکین دولت اُسکی تلاش مین

فتادند زان کار در گفتگوی

گئے اور باہم گفتگو کرنے لگے

یکی گفت صحرائیست این شگفت

ایک شخص نے کہا جنگلی ہے مگر یہ تعجب ہے

چو بندش بریدند صحرا گرفت

جب بیڑی اُسکی کاٹ ڈالین راہ جنگل کی لی

دگر گفت چون می درو کرد کار

دوسرے نے کہا جب اُسمین شراب نے اثر کیا

سوی خانۂ خویش بربست بار

اپنے گھر کی طرف بوجھ باندھا یعنے چلا گیا

شہ از ہرچہ رفت آشکار و نہفت

سکندر نے جو کچھ گذرا ظاہر اور پوشیدہ

سخن گوش میکرد و چیزی نگفت

حالات سُنے اور کچھ نہ کہا

دران ماند کین پردہ چون شد نگون

اس بات کا امیدوار ... کہ ...

چہ شب بازی آرد ز پردہ برون

کیا بازیان رات کو پردے سے باہر لاتا ہے

دل شہ چو زان نکتہ آگاہ گشت

سکندر کا دل جو اُسکے بھید سے واقف ہوا

ز ساقی خود آرزو خواہ گشت

اپنے ساقی سے شراب کا خواہشمند ہوا

دگر رہ توقف پسندیدہ داشت

پھر تھوڑی دیر توقف اُسے مناسب معلوم ہوا

کہ تاراج بدخواہ در دیدہ داشت

کیونکہ دشمن کے لوٹ لینے کا خیال اُسکو تھا

چو لختی گذشت آمد آن پیل مست

جب تھوڑی دیر گذری آیا وہی مست ہاتھی

کمرگاہ زیبا عروسی بدست

پٹکا اوس خوبصورت عروس کا ہاتھوں مین پکڑے ہوئے

بآزرم در پیش خسرو نہاد

واسطے صلح کرنے کے سکندر کے آگے رکھا

برسم پرستش زمین بوسہ داد

غلاموں کی طرح زمین خدمت کو بوسہ دیا

چو آورد زانگونہ صیدی ز راہ

جب لایا اس طرح کا شکار راستے سے

دگر بار بیرون شد از بزم شاہ

پھر باہر نکل گیا سکندر کی محفل سے

مصاف ہفتم

عجب ماند خسرو چو این کار دید
متعجب ہوا سکندر جب اُسنے یہ کام دیکھا
نه در یار در چهرهٔ یار دید
نہ اُس وحشی بلکہ اُس لونڈی کی طرف دیکھا

ز شرم شه آن لعبت نازنین
سکندر کی شرم سے اُس نازک عورت نے
چو لعبت بسر در کشید آستین
گڑیون کی طرح سے آنکھو پر ہاتھ رکھ لیا

چو شه دید در خرگه آن ماه را
جب سکندر نے اپنے خیمے مین اُس عورت کو دیکھا
ز مردم تهی کرد خرگاه را
اُس خیمے کو لوگون سے خالی کرا لیا

در آن ترک خرگاهی آورد دست
اُس خیمے کی بہادر کی طرف ہاتھ بڑھایا
سلاح نقابش ز رخ بر شکست
ہتیار اُسکے چہرے کے نقاب کے توڑ ڈالے

چو دید آفتی دید ز اندیشه دور
جب دیکھا ایک آفت دیکھی اندیشے سے دور
نه آفت یکی آفتابی ز نور
آفت نہین بلکہ ایک آفتاب نور کا دیکھا

پری پیکری شوخ و مست آمده
ایک پری پیکر شوخ اور مست معلوم ہوئی
پری وار در شب بدست آمده
پری کی طرح رات کو اُسکے ہاتھ لگ گئی

بهشتی رخ از دوزخی تافته
بہشتیون کا ایسا چہرہ آتش دوزخ سے زیادہ روشن
ز مالک بر رضوان گذر یافته
مالک سے رضوان کی طرف گذر پایا

چو سروی بسر سبزی آراسته
مثل ایک سرو کے سرسبزی سے آراستہ
وز و سرخ گل عاریت خواسته
اور اُسنے سرخی گلاب سے عاریۃً مانگی

بناوک غمزه کانداختے
جو تیر غمزے کا کہ پھینکتی تھی
شکاری ز روحانیان ساختی
فرشتون کا شکار کر لیتی تھی

لب او چه لب شور بازارها
لب اُسکے کیا تھے بازارون مین شور تھا
در و قند و شکر بخروارها
اون مین نے انتہا قند اور شکر ملا تھا

سمن را تماشا در آغوش او
چمیلی نظر آتی تھی اُسکی گود مین
تماشاگه گل بناگوش او
اُسکے کانون کی پھولون کی تماشا گاہ تھی

مصاف هفتم

مصاف هفتم

چو خسرو وران روی چون ماه دید — **صنمخانه در نظرگاه دید**

سکندر نے اسکے چاند ایسے چہرے کو دیکھا — ایک تصویرخانہ نظر کے سامنے دیکھا

شکاری کنیزی شکر خنده یافت — **که خود را بہ بازار او بنده یافت**

ایسی لونڈی شکار کرنے والی خوبصورت پائی — کہ آپ کو اسکی بازار مین سکندر نے غلام پایا

کنیزی که صاحب غلامش بود — **ببین تا چه دلها بدامش بود**

ایسی لونڈی کہ مالک اسکا غلام ہو جاوے — دیکھو تو کتنے دل اسکے جال مین پھنستے ہین

بدانست کان ترک چینی نگار — **ز خاقان چین شد برو یادگار**

جان گیا سکندر کہ وہ بہادر چینی صورت — جو خاقان چین سے یادگار اسکے پاس ہے

ز مردانگیها کزو دیده بود — **بمیدان رزمش پسندیده بود**

وہ بہادریان کہ اس سے دیکھی تھین — لڑائی کے میدان مین اسکو اسنے پسند کیا تھا

عجب ماند کز پرده بیرون فتاد — **عجب ترکه بازش بکف چون فتاد**

سکندر تعجب مین رہا کہ پردے سے باہر نکل گئی — اور سب تعجب ہے کہ پھر وہ اسکے ہاتھ کیونکر آگئی

بپرسید احوال خود باز گوی — **دلم را بدین داستان بازجوی**

دریافت کیا سکندر نے کہ اپنا حال صاف بیان کر — میرے دل کو اس بیان کی تلاش ہے

پرستنده خوب صاحب نواز — **پرستش کنان برد شه را نماز**

لونڈی خوبصورت اور مالک کی خوشی کرنیوالی نے — ادب سے سکندر کو سجدہ کیا

دعا کرد بر تاجدار جهان — **که تاجت مباد از گیتی نهان**

دعا کی جہان کے بادشاہ یعنی سکندر کو — کہ تیرا تاج جہان سے پوشیدہ نہو جیو

توئی آن جهانگیر کشورکشای — **که از دین و داد آفریدت خدای**

تو وہ جہان کا فتح کرنیوالا بادشاہ ہے — کہ خدا نے تجکو دین اور عدل سے پیدا کیا ہے

شکوهت چو روز آشکارا ترست — **ز دولت دلت با مدارا ترست**

دبدبہ تیرا دن کی طرح ظاہر ہے — باوجود دولتمند یا سخی ہونیکے دل تیرا نرم بھی ہے

رہائی بتو روز امید را
امید کے دن کو تیرے سبب رہائی ہے

فروغ از تو تابندہ خورشید را
تجھ سے روشن آفتاب میں روشنی ہے

دگر پادشاہان لشکر شکن
اور بادشاہ لشکر کے فتح کرنے والے

یکی تاجور شد یکی تیغ زن
کوئی صرف تاجدار ہوا ہے اور کوئی بہادر

تو آن آفتابی درین روزگار
تو اس زمانے میں وہ آفتاب ہے

که هم تیغ گیری و هم تاجدار
کہ بہادر بھی ہے اور تاج بخش بھی ہے

چو در بزم باشی جہان خسروی
جب تو محفل میں بیٹھتا ہے جہان کا بادشاہ ہے

چو در رزم آئی جہان پہلوی
جب لڑنے میں مشغول ہوتا ہے جہان کا پہلوان معلوم ہوتا ہے

ندارد چو من خاکی آن دسترس
مجھ ایسی کمتر یہ قوت نہیں رکھتی ہے

که با آب حیوان برآرد نفس
کہ آب حیات کے چشمے سے گفتگو کر سکے

گر از زہرہ کانیجا کند نالہ گرم
کسکو قوت ہے کہ یہاں کچھ آواز نکال سکے

که گر زہرہ باشد گدازد ز شرم
بلکہ اگر زہرہ بھی ہو تو شرم سے گھل جائے

سفالی که مار است ناسفتنی ست
وہ مٹی یعنی باتیں کہ میری ہیں قابل بیان نہیں

چو گفتی بگوئی اندکی گفتنی ست
جو تو کہنے کو اجازت دیتا ہے تھوڑی کہتی ہوں

من آن سفتہ گوشم که خاقان چین
میں وہ حلقہ بگوش ہوں کہ خاقان چین نے

ز ناسفتگان کردہ بودم گزین
تمام باکرہ عورتوں سے مجھے پسند کر کے

بدرگاہ شاہم فرستاد و گفت
حضور کی درگاہ میں مجکو بھیجا اور کہدیا تھا

که درہاست این درج را در نهفت
کہ اس ڈبے میں بہت سے موتی پوشیدہ ہیں

مگر آن سخن را گران دید شاہ
لیکن ان باتوں کو حضور نے خلاف سمجھ کر

نکرد از سر خشم بر من نگاہ
غصے کی راہ سے میری طرف توجہ نہ کی

مرا در پس پردہ خاموش کرد
مجکو چپ پردے میں یعنی قید خانے میں بھیجدیا

بیکبار یادم فراموش کرد
دفعۃً میری یاد حضور نے بھلا دی

مصاف هفتم

من از دوری شه به تنگ آمدم
مین حضور کی دوری سے جب عاجز آگئی
نمودم نبا وردگاه از نخست
لڑائی مین پہلے مرتبہ مین نے دکھلائے
دگر ره که بانگی براو هم زدم
دوسری مرتبہ جو مین گھوڑی پر سوار ہو کر لڑی
سوم روز چون بخت یاری نکرد
تیسری مرتبہ جب طالع نے میری مدد نہ کی
نه دشمن نهنگی بکین تاخته
دشمن نہ تھا بلکہ ایک گھڑیال دشمنی پر آمادہ
نکشت آن نهنگ ستمگر مرا
اُس ظالم گھڑیال نے مجھے قتل نہین کیا
سپردم بروسان بیدادگر
مجکو ظالم روسیون کے حوالے کردیا
دگر ره سوی جنگ پرواز کرد
دوبارہ وہ لڑائی کی طرف چلا
چو اقبال شاهنشه پیلتن
جب اقبال بادشاہ پیلتن یعنی حضور نے
ز فیروزی شه در آوردگاه
حضور کی فتحمندی سے لڑائی کے میدان مین
چو دیدم که دام تو در میکشد
جب مین نے دیکھا کہ تیرا جال درندے کو کھینچتا ہے

ز تنگ آمدن سوی جنگ آمدم
تنگ آکر لڑائی پر متوجہ ہوگئی مین
باقبال شه آن هنرهای جست
حضور کے اقبال سے وہ چست هنر
یکی لشکر روس درهم زدم
ایک لشکر روس کا مین نے درہم برہم کردیا
گرفتار دشمن شدم در نبرد
لڑائی مین دشمن کی قید مین آگئی مین
ز خشم خدا صورتی ساخته
قہر الٰہی کی تصویر بنائے ہوئے
ببرد آن چنان سوی لشکر مرا
اُسی طرح لشکر کی طرف مجکو لے گیا
که این گنج را بسته دارید سر
کہ اس خزانے کو بند کرکے تملوک رکھنا
به پیل افگنی جنگ را ساز کرد
لڑائی مین حضور نے ہاتھیون کا انتظام کیا
چو پیله فگندش دران انجمن
مثل کرم پیلہ کے اُس مجمع مین گرا دیا
سرم بر فلک شد به نیروی شاه
حضور کی قوت سے میرا سر بلند ہوگیا
کمندت بلا را بخود می‌کشد
تیری کمند بلا کو اپنی طرف کھینچتی ہے

مصاف هفتم

بنوعی زبیمش بگشتم رہا
کسی طرح اُسکے خوف سے مین رہا نہو سکی

که ناکشته دیدم هنوز اژدها
کیونکہ اسوقت تک وہ اژدہا مجھکو گرہ نظر آیا

بنوعی دلم گشت فیروزمند
اس طرح سے میرا دل فتحیاب ہوگیا

کز انگونه دیوی در آمد به بند
جب اُس قسم کا دیو گرفتار ہوگیا

همه روس را دل پر از درد شد
تمام روسیون کے دل رنجیدہ ہو گئے

گل سرخ شان خیری ورد شد
اُنکے سُرخ چہرے مثل زرد گلاب کے ہوگئے

بمن بر شده لشکری دیدبان
مجھپر بہت سپاہی حراست کو مقرر ہوئے

همه خارج آهنگ و ناخوش زبان
سب خلاف طبیعت اور بدزبان

چو غول شب آیین بد ساز کرد
جب رات کے دیو نے قانون بد جاری کیا

زره بردن مردم آغاز کرد
آدمیون کو گمراہ کرنا شروع کیا

رسن بسته چون غول بر دست و پای
رسی باندھکر ہاتھ پانون مین غولون کی طرح

مرا در یکی خانه کردند جای
مجھکو ایک مکان مین ڈال دیا

چو از شب یکی نیمه کمتر گذشت
جب رات نصف سے کم گذر گئی

بگوش آمدم های و هوی ز دشت
جنگل سے کچھ شور و غل میرے کان مین پڑا

در آمد یکی ابر ظلمات رنگ
آیا ایک ابر نہایت تاریک

بر ان جنگ سازان ببارید سنگ
اور اُسنے اُن لڑنیوالون پر پتھر برسائے

رقیبان که شب پاس میداشتند
چوکیدار جو رات کو پہرہ دیتے تھے

ز بیمش همه جای بگذاشتند
خوف سے اُن سب نے اپنی جگہ چھوڑ دی

بجز سر ندیدم که از کله کند
مین نے سوا اسکے اور کچھ نہ دیکھا کہ اُس کلّے کے سر کٹتے تھے

همی کند و بر دیگرے می فگند
اُکھڑتے تھے اور دوسرے پر گرتے تھے

ز بس کله سر که بر کنده بود
اس کثرت سے کھوپڑیان کٹ گئی تھیں

یکی کوه زان کله آگنده بود
کہ ایک پہاڑ اُن کھوپڑیون سے بھر گیا تھا

مصاف هفتم

درآمد چو مرغم زجا بر گرفت
اور اس ابر نے اُڑ گھاس کی طرح مجھے جگہ سے اٹھا لیا
بپای پلنگ تخت شاہم رساند
اور مجھکو حضور کے تخت کے نیچے لاکر پہونچایا
بزندان بدم تا بہ اکنون چو گنج
اتبک قیدخانے مین تھی مین خزانے کی طرح
زن آن بہ کہ زیور کشد پای او
عورت وہ بہتر ہے کہ زیور پاؤن مین پہنے
چنانم نماید دل کامیاب
اب میرا دل ایسی کامیابی ظاہر کرتا ہے
پریچہرہ چون حال خود باز گفت
اُس خوبصورت نے جب اپنا حال کہہ سنایا
بہ بوسہ چہر چشمۂ نوش او
بوسہ دیا اسکے لب و دہن پر
کہ ای تازہ گلبرگ نادیدہ گرد
کہ ای تازہ پھول کی پنکھڑی جس پر غبار نہین پڑا ہے
بمہر توام پیشتر گشت عزم
تیری محبت مین پہلے میرا ارادہ مصمم ہوا تھا
بیر خاش گہ جانستان دیدمت
لڑنے مین بھی مین نے تجکو جانستان دیکھا
برامش گہ نیز بینم شگرف
ناچنے مین بھی تجکو نادر دیکھا مین نے

ہمہ بندم از دست و پا برگرفت
تمام بیڑیان میرے ہاتھ پاؤنکی اوتار لین
ز پایان ماہی بماہم رساند
تحت الثرےٰ سے برابر چاند یعنی چرخ چہارم کو مجھکو پہونچایا
بشادی کنون گرد خواہم بسیج
اب خوشی سے بسر کرونگی مین عمر اپنی
نہ زن دان کہ زندان بود جای او
عورت نہ سمجھ جسکی جگہ قیدخانہ ہووے
کہ می بینم این کام دل را بخواب
کہ اس دل کے مقصد کو جو خواب مین دیکھا ہے پاؤن
ز شادی رخ شاہ چون گل شگفت
خوشی سے سکندر کا چہرہ پھول کی طرح کھل گیا
سخن گفت چون حلقہ در گوش او
بات کہی مثل حلقۂ گوش کے اسکے کان مین
بمہر خدا پیکری در نورد
خدا کی مہر سے ایک شکل چادر مین تو ہے
کہ دیبای بزمی و زیبای رزم
کہ تو دیبا بزم کی ہے اور لڑائی مین نازک ہے
قوی دست و چابک عنان دیدمت
زورآور اور بہت چالاک تجکو دیکھا مین نے
حریفی نداری درین ہر دو حرف
ان دونون باتون مین تو اپنا مقابل نہین رکھتی ہے

مصاف ہفتم

حریفیت منم خیز و نواز رود | دلم تازه گردان به بانگ سرود
اب تیرا مقابل میں ہوں اٹھ اور رود بجا | دل میرا تازہ کر گانے کی آواز سے

پری چهره برخاست بنواخت چنگ | کمان خدنگی و تیر خدنگ
وہ عورت اٹھ کھڑی ہوئی اور چنگ بجانے لگی | خدار چنگ کو تیر سیدھے یعنی مضراب سے

نوائی زد از نغمهای نوی | نوای سرود از دل پهلوی
ایک راگ شروع کیا نئے راگوں سے | نئے نئے گانے دل پہلوی سے

که شاها خدیوا جهان پهلوا | خردمند خویا خسرو پرورا
کہ اے جہان کے بادشاہ اے شہنشاہ اعظم | اے عقلمند اے نہایت عقیل

سر سبزت از سرزنش دور باد | دل روشنت چشمهٔ نور باد
سر سبز تیرا اور سرزنش سے دور رہے | دل روشن تیرا نور کا چشمہ یعنی روشن رہے

جوان بخت بادی و فیروز رای | توانا و دانا و کشورکشای
جوان بخت رہے اور فتحمند رہے تو | طاقتور اور عقلمند اور ملک فتح کرنے والا

کمر بست جانت بآسودگی | قبای تنت دور ز آلودگی
کمر باندھے رہے جان تیری آسودگی کی طرف | تیرے بدن کی قبا آلودگی یعنی تکلیف سے پاک رہے

بهر جا که روآری از نیک و بد | پناهت خدا باد و پشتت خرد
جس جگہ کہ جاوے تو نیک اور بد سے | خدا تیری پناہ پر رہے اور عقل تیری پشتی پر

چنان باد کاختر بکامت شود | همه ملک عالم بنامت شود
ایسا ہو کہ ستارہ تیرے مقصد کے موافق ہو جائیں | تمام جہان کا ملک تیرے نام ہو جائے

سر آغاز کرد آگهی راز خویش | برد سوز خویش اندران ساز خویش
شروع کیا اسوقت مطلب اپنا | چھیڑا گانا اپنا اس اپنے ساز میں

که نوشین درختی درآمد بباغ | برافروخت مانند روشن چراغ
کہ آیا نوشین درخت ایک باغ میں | روشن ہوا مانند روشن چراغ کے

مصاف ہفتم

مصاف هفتم

گلی بود در بوستان ناشگفت
ایک گل ناشگفته باغ کی تھی وہ

همان نرگسی در چمن نیم خفت
وہ نرگسین آنکھین اُسکی باغ مین ادھ کھلی

مَی لعل در جام ناخورده بود
پیالہ جسمین شراب نہ پی گئی تھی

نسفته دُری دست ناکرده بود
وہ بغیر بیدھا ہوا موتی جسمین ہاتھ نہ لگا تھا

بامید آن کز پی صید شاه
اُس اُمید پر کہ بادشاہ شکار کرنے کو

سوی گل نشاط آرد از صیدگاه
پھول کی طرف توجہ کرے شکار گاہ سے

گل سرخ چیند بهار سپید
سُرخ پھول توڑے سپید بہار سے

گهی لاله بیند گهی مشک بید
کبھی لالہ دیکھے کبھی مشک بید

مگر شه ندارد فراغت بباغ
لیکن سکندر باغ مین جانیکی فراغت رکھتا تھا

که تا زد نظر سوی روشن چراغ
کہ دوڑاوے نظر طرف روشن چراغ کے

وگرنه بهاری بدین خرمی
نہین تو ایسی خوشی اور بہار کا وقت

چرا رایگان اوفتد بر زمی
کیون بیکار زمین پر گر پڑے یعنی ضائع جائے

ز باد خزان هستم اندیشه ناک
باد خزان سے مجھے یہ اندیشہ ہے

که ریزد بهار چنین را بخاک
کہ ایسی بہار کو خاک مین گرادے گی

شهنشه که آواز دلبر شنید
سکندر نے جو آواز اُس عورت کی سنی

ز دل ناله بیدلان بر کشید
دل سے مثل بیخودون کے نعرہ بلند کیا

خوش آوازی و ناله چنگ او
اُسکی خوش آوازی اور چنگ کی آواز مین

خبر دادش از روی گلرنگ او
اُسکے سُرخ چہرے سے خبر دیتی تھین

که روئی چنان نغز گوئی چنین
کہ ایسے خوش گلو کا چہرہ یعنی دیکھنا

حرامست مبادا آرزوی چنین
ایسی آرزو مجھکو حرام نہین ہے

دل شه چو زان نکته آگاه گشت
سکندر کا دل جو اُس باریکی سے واقف ہوا

از آن آرزو آرزو خواه گشت
اُسکی خواہش سے اپنی خواہش کا طالب ہوا

دگر رہ توقف پسندیدہ داشت
پھر دوبارہ کچھ دیر توقف مناسب جانا

ز ساقی بمے دادنی دل نہاد
ساقی سے نقط شراب مانگنے پر متوجہ ہوا

یکی جام زرین پر از بادہ کرد
ایک سونے کا پیالہ شراب سے بھر لیا

دگر رہ یکی جام یاقوت نوش
دوسری بار ایک پیالہ یاقوت کا شراب سے بھر کر

شد ماہ و بوسید و بر لب نہاد
اوس خوبصورت نے لیکر بوسہ دیا اور منھ سے لگایا

شہنشہ بیکدست ساغر کشان
سکندر نے ایک ہاتھ مین پیالہ لے لیا

گہی بوسہ دادی لب جام را
کبھی جام کے لب پر بوسہ دیتا

وزان رسم کائین و دلکش ست
اور اسی طرح سے کہ اسکا پسندیدہ طرز تھا

چو نوشین می اندر دہن ریختند
جب میٹھی شراب منھ مین گرائی یعنی پی چکے

دران آرزوگاہ بید و رباش
اوس مقام آرزو مین جہان تخلیے کی ضرورت نہ تھی

بیا ساقی آن رنگ بادہ عصیر
ساقی وہ رنگا ہوا یعنی رنگین زلال

کہ تاراج بدخواہ در دیدہ داشت
کیونکہ لوٹنا دشمن کا اسکے خیال مین تھا

کہ رہ توشہ از بہر منزل نہاد
کیونکہ توشہ واسطے منزل کے رکھتا تھا

بیاد رخ آن پری زادہ خورد
اوس پریزاد کے چہرے کی یاد مین پی گیا

با آن نوش لب بادہ گفتا بنوش
اوس شیرین لب سے شراب دیکر کہا پی لے

ببوسہ ستد جام و با بوسہ داد
بوسہ کے عوض مین جام لیا اور عوض بوسے کے دیا

بدست دگر زلف دلبر کشان
دوسرے ہاتھ سے زلف اوسکی پکڑلی

گہی لب گزیدی دلارام را
کبھی اوس معشوق کے لب کاٹتا

می تلخ با نقل شیرین خوش ست
اور کڑوی شراب کے ساتھ میٹھے نقل اچھے معلوم ہوتے ہین

بخوش خواب نوشین درآویختند
میٹھی نیند مین خوب لپٹ کر سوئے

بکردند جز بوسہ چیزی تلاش
سوا بوسہ بازی کے اور کسی چیز کی جستجو نہ کی

کہ رنگش بخون داد دہقان پیر
جسکو بڈھے کسان نے رنگا ہے

مصاف ہفتم

بدہ تا کمر چون در آید بجنگ
کمر تک دے کہ جو لڑائی کا موقع آوے

وہد رنگ و آبش مرا آب و رنگ
اسکا آب و رنگ مجکو آب و رنگ دیوے

فیروزی یافتن سکندر بر لشکر روس

فتح پانا سکندر کا روسیون کے لشکر پر

سپاہ سحر چون علم بر کشید
صبح کی فوج نے جب علم بلند کیا

جہان حرف شب را قلم بر کشید
جہان نے رات کے حرف پر قلم پھیرا یعنی کاٹ دیا

دماغ زمین از تف آفتاب
زمین کا دماغ آفتاب کی گرمی سے

بسرسام سودا در آمد بخواب
سودا کے سرسام سے خواب مین آیا

برآورد مرغ سحر گہ غریو
مرغ سحر نے شور مچایا

چو سرسامی از نور و صرعی ز دیو
مثل سرسامی کے نور سے اور مرگی والا سایۂ دیو سے

شہ از خواب سر بر زد آشوبناک
سکندر نے سر اٹھایا خواب پریشان سے

دل پاک را کرد ز اندیشہ پاک
اپنے پاک دل کو اندیشے سے پاک کیا

بطاعتگہ آمد نیایش نمود
عبادتخانے مین آیا اور خدا کی حمد کی

زبان را بشکر آزمایش نمود
زبان کا شکر خدا مین امتحان لیا

ز یاری دہ خود دران داوری
اس لڑائی مین اپنے مددگارون سے

گہی یارگی خواست گہ یاوری
کبھی مدد چاہتا تھا اور کبھی ہمت

چو بختی بغلطید بر روی خاک
جب تھوڑی دیر لوٹتا رہا زمین پر

کمر بست و زد دامن درع چاک
کمر باندھی اور زرہ کا دامن کھولا

نہادند شہ اورنگ بر پشت پیل
رکھا اسکا تخت ہاتھی کی پیٹھ پر

کشیدند شمشیر گردش دو میل
تلوارین کھینچین سکندر کے گرد فوج نے دو میل تک

دران پهن صحرای دریا شکوه
اس وسیع جنگل دریا رتبہ میں

حصاری زد از موج لشکر چو کوه
ایک حصار بنایا لشکر کی لہر سے مثل پہاڑ کے

سپه را بآیین پیشینه روز
فوج کو اگلے دن کے طرز پر

برآراست سالار گیتی فروز
آراستہ کیا سردار جہان روشن کرنے والے نے

چپ و راست پیرامن آن حصار
بائیں اور داہنے گرد اس قلعے کے

ز پولاد بستند ره بر غبار
فولاد یعنی بہادروں نے راستہ غبار کا بند کر دیا

ز دیگر طرف رومی سرفراز
دوسری طرف سے سربلند روسیوں نے

برآراست لشکر بآیین و ساز
آراستہ کیا لشکر عمدہ سامان اور قاعدہ سے

جرسهای روسی خروشان شده
روسی گھنٹے بجنے لگے

دماغ از تف خشم جوشان شده
دماغ غصے کی گرمی سے پرجوش ہو گئے

ز عکس سر تیغ و برق سنان
تلوار کے پھیلے کے عکس اور برچھی کی بجلی سے

دل از جای میرفت و دست از عنان
دل جگہ سے بھاگتا تھا اور ہاتھ سے باگ چھوٹی جاتی تھی

ترنگ کمان رفت در مغز کوه
آواز کمان کی پہاڑ کی تہ میں پیوست ہوتی تھی

فشافش کنان تیر بر هر گروه
تیر شن شن چلتے تھے ہر گروہ پر

ز پولادی لخت گردن کشان
فولادی گرز پہلوانوں سے

برون ریخته مغزها از دهان
باہر نکل پڑے منھ کی راہ لوگوں کے بھیجے

ز شیداد گوپال پیل افگنان
بہادروں کے گرز کے ظلم سے

فلک جامه در خم نیل افگنان
آسمان اپنے کپڑے نیل کے مٹکے میں ڈبوتا یعنی ماتم کرتا تھا

نهیب پلارک چو پرهای مور
تلوار کے جوہر کے خوف سے چیونٹی کے پروں کی طرح

ز بال عقابان تهی کرد زور
عقابوں کے بازو سے زور خالی کر دیا یعنی کمزور کر دیا

سر نیزه از طاس سک سرنگون
الٹے طاس نے سر کے نیزے کے

سپهر چم فروریخته طاس خون
پھر بیرون پر خون کا طاس الٹا دیا

فیروزی یافتن سکندر بر لشکر روس

سُم بادپایان ز خون چون عقیق ... شده تا بنمد زین بخون در غریق
گھوڑوں کے سم خون سے عقیق کی طرح سرخ تھے ... ڈوب گئے تھے زین پوش تک خون میں

سنان در سپر کوکب افروخته ... سپر بر سپر کوکبه دوخته
نیزوں نے ڈھالوں میں ستارے روشن کیے ... ڈھال پر ڈھال برچھیوں نے سی دی

ز بس خشتِ آهن که شد در هلاک ... لحد بست بر کشتگان خون و خاک
چھوٹے نیزوں نے اسقدر ہلاک کرنے پر مستعدی کی ... خون اور خاک سے مُردوں کی قبر بنادی

سر افشانی تیغ گردن گذار ... برآورده از جوی خون لاله زار
سر کاٹنے والی اور گلا کاٹنے والی تلوار نے ... پیدا کیا خون کی نہر سے لالہ زار

ز سوزن سنان سینه را دوخته ... ز مقراضه مقراضی آموخته
برچھی نے اپنی سوئی سے سینے چھید ڈالے ... مقراضہ سے کرنا قینچی کی طرح سیکھا

ز هر قبضهٔ خنجری در شتاب ... برآورده چون اژدها سر ز خواب
ہر قبضے سے خنجر جلدی کر رہا تھا ... اژدہے کی طرح نیند سے سر اٹھا کر

ز بس کشتگان گرد بر گرد راه ... چو بازار محشر شده حربگاه
راستہ کے گرد مُردوں کی کثرت سے ... مثل بازار قیامت کے لڑائی کا میدان ہوگیا

نمائیده رومی بهر سو ستیز ... برآورده از روسیان رستخیز
ہر طرف رومی لڑنے والوں نے ... روسیوں سے قیامت پیدا کردی

برآمیخته لشکر روم و روس ... بسرخ و سپیدی چو روی عروس
مقابل ہوگیا لشکر روم اور روس کا ... سرخی اور سفیدی سے مثل چہرۂ عروس کے

سکندر در آن حرب چون پیل مست ... یکی حربهٔ پهلوانی بدست
سکندر اس لڑائی میں مثل فیل مست کے ... ایک ہتھیار پہلوانی ہاتھ میں لیے تھا

چگونه بود پیل پولاد پوش ... ز شیر ژیان چون برآید خروش
فیل جسطرح فولاد پہنے ہوئے ہوتا ہے ... جس طرح مست شیر نعرہ مارتا ہے

پیروزی یافتن سکندر بر لشکر روس

بآن پیل و آن شیر میماند شاه
اُس ہاتھی اور شیر سے مشابہ ہوتا تھا سکندر

که بر پیل و بر شیر بربسته راه
کہ ہاتھی اور شیر پر راہ بند کردی تھی

بهر تیغ داری که او ساز کرد
جس پہلوان سے کہ اُسنے مقابلہ کیا

سرش را به تیغی ز تن باز کرد
ایک ہی تلوار سے سکندر نے اُسکا سر تن سے جدا کر دیا

سیه پوش چترش چو عباسیان
چتر اُسکا سیاہ پوش تھا مثل عباسیون کے

زده سنگ بر طاس برطاسیان
پتھر دے مارا برطاسیون کے طاس پر

به نیروی بازو و زخم رکاب
قوت بازو اور رکاب کے زخم سے

چپ و راست افگنده سر بیحساب
بائین اور داہنے بیشمار سر کاٹ کر ڈالدیے

هم او پای برجای و هم لشکرش
وہ قائم تھا اور لشکر بھی اُسکا ثابت قدم تھا

که تا کی برآید ز کوه اخترش
کہ دیکھیے کب پہاڑ سے اُسکا ستارہ بلند ہوتا ہے

صطرلاب برزد و در آفتاب
اور بلیناس از روی اصطرلاب کے نظام شمسی سے

بطالع گرفتن چو در مهتاب
طالع کے دریافت کرنے مین چاند کی طرح جلدی کر رہا تھا

چو طالع به پیروزی آمد پدید
جب ستارہ فتحمندی کا ظاہر ہوا یعنی چمکا

جهان کرد شمشیر شه را کلید
جہان نے سکندر کی تلوار کو کنجی بنا دیا

بشه گفت برزن که یاری تراست
سکندر سے کہا کہ حملہ کر کیونکہ طالع تیرا مددگار ہے

درین دستبرد استواری تراست
اس لڑائی مین مضبوطی تیرے لیے ہے

بجنبید خسرو چو دریای نیل
حملہ کیا سکندر نے دریائے نیل کی طرح

سر دشمن افگند در پای پیل
دشمن کے سر کو نیچے ہاتھی کے پانون سے روندایا

سوی روسی آورد یک ترکتاز
روسیون کی طرف ایک دھاوا کیا

چو تند اژدها هی دهن کرده باز
بمثل ایک تیز اژدہے منھ کھولے ہوئے کے

برآورد پیروزی شاه دست
ظاہر ہوئی فتحمندی بادشاہ یعنی سکندر کی

بقنطال روسی در آمد شکست
قنطال روسی پر شکست آگئی

فیروزی یافتن سکندر بر لشکر روس

چو بشکست لشکستن خرد شان
جب مارتے مارتے بالکل انکو چور چور کر دیا

بیک حمله از جای خود بردشان
ایک ہی حملے مین جگہ سے ہٹا دیا اُن کو

شه پیل افگن بخم کمند
بادشاہ ہاتھی ڈالنے والا کمند کے پیچ مین

در آورد قنطال را زیر بند
لایا قنطال کو نیچے قید کے

ہزیمت برافتاد بدخواه را
بھاگنا پڑا آخر کار دشمن کو

جهان داد شاهی جهان شاه را
جہان نے سکندر کو تمام جہان کی بادشاہی دیدی

ز روسی بسی جوی خون ریختند
بہت نہرین روسیون کے خون سے گرائین

گرفتند و کشتند و آویختند
گرفتار کیے اور مار ڈالے اور لٹکا دیے

ز بس روسیان را سر انداختند
اس کثرت سے روسیون کے سر کاٹے

بقم کشتی از کشته پرداختند
مارے ہوؤن سے ایک کھیت بقم کا تیار ہو گیا

ز شیران پرطاس و روسی دیار
پرطاسی اور روسی ملک کے پہلوانون سے

گرفتار شد تیغ زن صد هزار
قریب ایک لاکھ کے بہادر گرفتار ہو گئے

دگر کشته شد زیر شمشیر و تیر
اور جو مارے گئے نیچے تلوار اور تیر کے

ز کشتن بود فتنه را ناگزیر
مار ڈالنے سے فساد کو چارہ نہین ہے

قدر مایه رستند بی برگ و ساز
تھوڑے بلے سرو سامان جو چھوٹ گئے

گریزان سوی روس گشتند باز
بھاگ کر طرف ملک روس کے واپس گئے

نه چندان غنیمت بخسرو رسید
لوٹ مین اسقدر اسباب نہین سکندر کو ملا

که اندازه آید آن را پدید
کہ اُسکا اندازہ ٹھیک معلوم ہو سکے

ز سیم و زر و قندز و لعل و دُر
چاندی اور سونے اور قندز اور لعل اور موتی سے

شتر بار قنطار ها گشت پُر
اونٹون کی گونین بالکل لبریز ہو گئین

چو بر دشمنان شاه شد کامگار
جب سکندر دشمنون پر فتحیاب ہو گیا

شد از فرخی کار او چون نگار
خوش نصیبی سے کام اُسکا آراستہ ہو گیا

فرود آمد از خنگِ ختلی خرام
اُترا آیا تیز چلنے والے گھوڑے سے
بشکرِ خدا روی بر خاک سود
خدائے تعالی کے شکرانے مین سجدہ کیا
چو کرد آفرین داورِ خویش را
جب سکندر نے خدا تعالی کا شکر کیا
جهان راز دشمن تهی دید جاے
جہان کی ہر جگہ کو دشمنون سے خالی دیکھا
بیا ساقی آن جامِ گوہر فشان
آ ساقی وہ پیالہ موتی جھاڑنیوالا
مگر جانِ خشکم بدو تر شود
شاید میری خشک جان اُس سے تر ہوجائے

کہ دید انچہ مقصود بودش تمام
جب دیکھا اُس نے اپنے دلی مقصد کو پورا
کہ فتح از خدا آمد او خاک بود
کیونکہ فتح خدا کی عنایت سے حاصل ہوئی اور وہ خاک تھا
ہمان گنجہا داد درویش را
اور وہ خزانے فقیرون اور محتاجون کو تقسیم کیے
بآرامش و رامش آورد رای
آرام کرنے اور آرام دینے کا ارادہ کیا
ترکیب من گوہری ور فشان
میرے جسم مین مثل ایک جوہر کے بھردے
کہ زنگارِ گوہر بگوہر شود
کیونکہ زنگ جواہرات کا جواہرات سے جاتا رہتا ہے

رہائی دادنِ سکندر نوشابہ را از دستِ روس

چھڑا لانا سکندر کا نوشابہ کو روسیون کے ہاتھ سے

چو فارغ شد اسکندرِ فیلقوس
جب سکندر بیٹا فیلقوس کا فارغ ہوا
نشستنگہی زانطرف باز جست
وہ مقام بیٹھنے کے لیے تلاش کیا
درختش ز طوبے دلاویز تر
درخت وہان کے طوبے سے زیادہ دلچسپ

ز لغمای برطاس و تاراج روس
برطاس اور روس کو لوٹنے سے
کہ دارد نشیننده را تندرست
جو بیٹھنے والے کو تندرست رکھے
گیاہش ز سوسن زبان تیز تر
گھاس وہان کی سوسن سے زیادہ تیز زبان

رهائی دادن سکندر نوشابه را از دست روس

روئیده در و آبهای زلال / گوارا تر از می بود گر حلال

جاری اسمین نهرین صاف اور شیرین / مزیدار زیاده شراب سے اگر حلال هووے

بهشتی بر امنش بیشهای خدنگ / سهی در شده شاخ در شاخ تنگ

گرد اسکے جنگل تیر خدنگ کے / شاخون سے شاخین باهم لپٹی هوئین

فزون تر درختش به پهنا ارش / ز آب و هوا یافته پرورش

درخت وہاں کے پچاس پچاس گز سے زیادہ بلند / جهون نے آب و هوا سے پرورش پائی تهی

چو زینگونه جائی بدست آمدش / در آن جای فرخ نشست آمدش

جب اس طرح کی جگہ ایک اسکو مل گئی / اس مبارک مقام پر بیٹهنا اسکو پسند آیا

دگر بار گستر دروی بساط / همیکرد با تازه رویان نشاط

دوباره بچهائی رومی مسند / کرنے لگا معشوقون سے جشن

چو شاهان نشستند در بزم شاه / شد آراسته حلقه بزمگاه

جب اور بادشاه سکندر کی محفل مین بیٹهے / اور محفل کا حلقه خوب آراسته هو گیا

بفرمود شه تا غنیمت کشان / دهند از شمار غنیمت نشان

حکم دیا سکندر نے کہ لوٹ کا مال لانے والے / لوٹ کے مال کا نشان ٹهیک بتلاوین

ز گنجی که آگنده شد کوه کوه / ز روسی و برطاس و دیگر گروه

اس خزانے سے کہ بهر گئے پہاڑ کے پہاڑ / روسی اور برطاسی اور دوسرے لوگونکا جو اسمین تها

دبیران بپژوهش بکار آورند / کم و بیش آن در شمار آورند

متصدیون نے لکهنا شروع کیا / کم و بیش اس کا شمار کیا

غنیمت کشان بر در شهریار / غنیمت کشیدند بیش از شمار

لوٹنے والون نے دربار سکندر مین / لوٹ کا مال رکهدیا زیاده شمار سے

نه چندین گرانمایه در بار بود / که آنرا شماره پدیدار بود

اس قدر قیمتی اسباب ان کے بوجه مین نه تها / جسکا بخوبی شماره معلوم هو سکے

کشادند سر بسته گنجینها
کھولے سر بند خزانے
کز و خیزد آسایش سینها
جن سے سینے مین تقویت پیدا ہوتی ہے

زر کانی و نقرهٔ ز بیقی
سونا کان کا اور چاندی نہایت نرم سفید
که مهتاب را داد بی رونقی
جو چاند کو بے رونق کیے دیتی تھی

زبرجد بخروار و مینا بمن
ڈھیرون زبرجد اور مینا صدہا من
ورقهای زر و درعها سفن
ورق سونے کے اور صیقل کیا ہوا سونا

ز کتان متقالی خانه باف
متقالی کتان سے جو گھر پر بنوائی گئی تھی غیر ریشمی
زده کوه بر کوه چون کوه قاف
پشتے بلند گٹھر پر گٹھر مثل کوہ قاف کے لگے ہوے

سلبهای زربفت نادوخته
تھان زربفت کے بغیر سلے ہوے
سپرهای چون کوکب افروخته
ڈھالین مثل ستارون کے روشن

بخروار با قند زِ آبدار
ڈھیرون آبدار قند ز سے
سمور سیه نیز بیش از شمار
سمور سیاہ تھا شمار سے زیادہ

ز قاقم بخیدان فرو بسته بند
قاقم کی اسقدر گٹھریان بندھی ہوئی تھین
که تقریر آن کرده شاید که چند
کہ بیان انکا کیا جاوے کہ کتنی تھین

فروزنده سنجاب و روباه لعل
چمکدار سنجاب اور سرخ لومڑیان
همان کرّه اسپان نادیده نعل
اور گھوڑون کے بچے جنکے نعل تک نہ بندھی تھی

وشق نیفهای شبستان فروز
پوستینین مشک نافے کی محل کی روشن کرنیوالی
چو خال شب افتاد بر روی روز
جیسے سیاہ تل سفیدون کے چہرے پر یعنی گلدار

جز ین مایها نیز بسیار گنج
سوا انکے اور بہت قیمتی مال تھے
که آید ضمیر از شمارش برنج
جنکے شمار سے دل مین رنج یعنی دقت ہوتی ہے

دران مو ینه چون نظر کرد شاه
ان پوستینون پر جو نظر کی سکندر نے
بهار ارم دید در بزمگاه
بہار باغ بہشت کی محفل مین دیکھی

سکندر نوشابه را از دست

بقدر از و هر یکے را شناخت

موافق اپنے درجے کے ہر ایک کو پہچانا یعنی قدر کی

برآموده دید ز اندیشه دور

ایک چیز آراستہ دیکھی خیال سے دور

کہن گشته و موی او ریخته

نہایت پرانی اور تمام بال اُسکے گر گئے تھے

چو لختی دران چرمها بنگریست

جب تھوڑی دیر اُن چمڑون پر غور کر چکا

بپرسید کین چرمهاے کہن

دریافت کیا لوگون سے کہ یہ پرانے چمڑے

یکی روسیش پاسخی داد نغز

ایک روسی نے سکندر کو یون جواب دیا

بخواری مبین اندرین خشک پوست

حقارت سے ان خشک چمڑون کو نہ دیکھ

بنزدیک ما این فرومایه چرم

یہی کم قدر اور چمڑے کے ٹکڑے ہمارے نزدیک

ہران مویه کاید اینجا پدید

ہر ایک بال پوستینین یہان پیدا ہوتی ہین

اگر سیم هر کشورے در عیار

اگر چاندی ہر ملک کی کسوٹی پر

نباشد جز این موی ما را درم

نہوگی سوا ان بال کے جو ہمارے یہان درہم ہے

که از هر متاعی چه شایست ساخت

جیسی منزلت کر نیکے لائق جو شے تھی

ز سرهای سنجاب و نفخ و سمور

جسکو سمور اور سنجاب کے گلے سے بنایا تھا

ز نیکوترین جاے آویخته

نہایت عمدگی سے ایک جگہ لٹکی ہوئین

ندانست کان چرم آموده چیست

اور نہ سمجھا کہ وہ چمڑے کس لیے بھر رکھے ہین

چه پیرایه را شاید از اصل و بن

کس لباس کے کام کی ہین اور اسکی اصلیت کیا ہے

گزین پوست میزاید این جمله مغز

کہ ان کھلون سے یہ پوستینین پیدا ہوتی ہین

که روشن تر از نقد این کشور اوست

کیونکہ اس ملک کی بیش قیمت دولت یہی ہے

گرامی تر است از بسی موی نرم

زیادہ سے زیادہ نرم بالون سے یہ زیادہ قیمتی ہے

بدین چرم بی موی شاید خرید

اسی بغیر بال کے چمڑے سے ہم مول لے سکتے ہین

بگردد بهر سکه چون روزگار

پھیری جاوے ہر سکے مین مثل زمانے کے

نگردد یکی موی زین موی کم

اور ایک بال بھی ان بالون سے کم نہین ہوسکتا ہے

از آن هیبت آمد ملک را شکوه
سکندر کو اس رعب سے نہایت خوف معلوم ہوا

که چون بنده فرمان شدند آن گروه
کہ یہ گروہ میرے مطیع کیونکر ہو گئے

بغزانه گفتا که در خسروی
بلیناس سے کہا کہ آئین مملکت میں

سیاست کند دست شه را قوی
انتظام بادشاہ کے اختیار کو زیادہ مضبوط کرتا ہے

سیاست نگر تا چه تعظیم کرد
اس انتظام کو دیکھ کر کیا کچھ تعظیم کی ہے

که چرم چنین را به از سیم کرد
جسنے ایسے چمڑے کو چاندی سے بہتر بنا دیا ہے

درین کشور از هر چه من دیده ام
اس ملک میں جو کچھ میں نے دیکھا ہے

به ز انیست و این را پسندیده ام
ان سب میں یہ بہتر ہے اور میں نے اسکو پسند کیا ہے

گر این خلق را نیستی این گهر
اگر ان لوگوں کے پاس یہ موتی نہوتے

نبودی کسی حکم کس را اگر
کوئی کسی کے حکم پر ان میں سے کم دیا نہ تھا

ندارد هنرهای شاهانه کس
بادشاہونکے سے ہنر یعنی لیاقت نہیں رکھتے ہیں

بدین یک هنر پادشاهند و بس
صرف اس ایک ہنر پر بادشاہت کرتے ہیں وبس

چو شه با غنیمت شد از دستبرد
جب سکندر کے ہاتھ لوٹ میں ایسا مال آگیا

سپاس غنیمت غنیمت شمرد
لوٹ کے مال کا شکر کرنا اسنے غنیمت جانا

جهان آفرین را سپاس تمام
بہت بہت جہان پیدا کرنے والے یعنی خدا کا شکر

برآراست آنگاه درخواست جام
ادا کیا اور بعد اسکے شراب نوش کی

ز رود خوش و باده خوشگوار
عمدہ عمدہ باجے اور نفیس شراب سے

در آمد به بخشش چو ابر بهار
بخشش میں آیا مثل بدلی بہار کے

سران سپه را که بردند رنج
لشکر کے سردار انکو جنھوں نے تکلیفیں اٹھائی تھیں

غنی کردشان از زر انداختن
مالدار کر دیا انکو روپیہ دینے سے

بخروارها داد دینار و گنج
ڈھیروں دینار اور خزانہ بخش دیا

ز نو هر زمان خلعتی ساختن
ہر دم ایک نیا خلعت بنانے سے

رہائی دادن سکندر نوشابہ را از دست روس

نماند از پیه هیچ محمل کشے
فوج سے کوئی باربردار یعنی گھوڑا وغیرہ باقی نہ رہا

که بروی زدیا نشد مقرشے
کہ سکندر نے اُسپر دریا کی جھول نہ ڈالدی

طلب کرد مردِ زبان بسته را
بلایا اُس مرد زبان بستہ کو

بیابانیِ بند بگسسته را
یعنی اُس جنگلی کو بیڑیاں کھول کر

درآمد بیابانیِ کوه گرد
آیا وہ جنگلی پہاڑوں کا پھرنے والا

چو دیگر کسان شاه را سجده کرد
اور اُسنے بھی اور لوگوں کی طرح سکندر کو سجدہ کیا

ملک در سر و پای آن جانور
سکندر نے اُس جانور کو سر سے پانوں تک

بعبرت بسی دید و جنباند سر
بہت عبرت سے دیکھا اور سر ہلایا

ز پیرایه و جوهر و زر و سیم
لباس اور جواہر اور سونے اور چاندی سے

بدان جانور داد نزلی عظیم
اُس جانور کو ایک بہت معقول تحفہ دیا

نه پذرفت یعنی که با گنج و ساز
نہ قبول کیا اُسنے مراد اس سے یہ کہ گنج اور مال کی

بیابانیان را نباشد نیاز
جنگلیوں کو اسکی خواہش نہین ہوتی ہے

شه گوسپندی بر شه فگند
سکندر کے پاس اُسنے ایک گلہ بھیڑ کا پھینکا

نمودش که می بایدم گوسپند
اور تبلایا اُسکو کہ مجکو بھیڑ ہی چاہیے ہے

شه از گوسپندان پروردنی
سکندر نے اُن ہی پلی ہوئی بھیڑوں سے

وز انها که باشد همه خوردنی
اور اُن سے کہ وہ سب کھانے کے لیے ہوتی ہین

بفرمود دادن برون از قیاس
بہت سی اُسکو سکندر نے دلوا دین

ستد مرد وحشی و بردش سپاس
لے لین اُس مرد وحشی نے اور اُسکا شکر کیا

زمین بوس او کرد ز اندازه بیش
زمین بوسی اُسکی اُنھون نے حد سے زیادہ کی

بخشنودی آمد بجاوای خویش
بخوشی تمام اپنے مکان کو واپس گیا

دران مرغزارِ خوش و دلربای
اُس پسندیدہ اور دلفریب سبزہ زار مین

خوش افتاد شه را که خوش بود جای
سکندر کی طبیعت لگ گئی کیونکہ جگہ پسندیدہ تھی

می ناب میخورد بر بانگ رود
خالص شراب پیتا تھا رود بج رہا تھا
چو سرمست شد از گوارندہ می
جب مست ہو گیا مے خوشگوار سے
شہ روسیان را بر خویش خواند
روسیون کے بادشاہ کو اپنے پاس بلایا
ز پای و ز دست آہن انداختش
ہاتھ اور پاؤن سے اُسکے بیڑیان کٹوادین
بمولائیش حلقہ در گوش کرد
مہربانیون سے اُسکو تابع دار کر لیا
دگر بندیان را ز بیداد بند
اور قیدیون کو بیڑیون کی تکلیف سے
بفرمود کارند نوشابہ را
پھر حکم دیا کہ نوشابہ کو لے آؤ
بفرمان شہ کرد روسی شتاب
سکندر کے حکم سے روسیون نے جلد جاکر
ہمان لعبتان ستمدیدہ را
اور اُن ستمدیدہ عورتون کو
برآراست نوشابہ را چون بہار
آراستہ کیا نوشابہ کو مثل بہار کے
بسی گنج دادش ز تاراج روس
بہت خزانہ روسیون کی لوٹ سے اُسکو دیا

فلک ہر زمان میرساندش درود
آسمان دمبدم اُسکو دعائین دیتا تھا
گل از آب گلگون بر آورد خوی
چہرے پر شراب کی گرمی سے پسینہ نکل آیا
سزاوار تر جایگاہی نشاند
اور ایک نہایت معزز مقام پر بٹھلایا
ز منسوج زر خلعتی ساختش
زربفت سے اُسکے لیے ایک خلعت تیار کیا
بروکین رفتہ فراموش کرد
گذرے ہوئے کینے کی یاد بھول گیا
بخلعت بر آراست کردار جمند
پھر اُسکو خلعت سے آراستہ کیا اور عزت دی
بہ تنہا نخورد آنچنان بادہ را
اکیلے مین ایسی شراب نہ پیون گا
رسانید مہ را بر آن آفتاب
لائے اور پہونچایا چاند کو پاس اُس آفتاب کے
ہمان زر و زیب پسندیدہ را
اور اُن کے مال اور عمدہ سامان کو
بپوشید نیہای گوہر نگار
مرصع پہننے کی چیزون یعنی خلعتون سے
دگر بارہ آراستہ چون عروس
اور پھر دوبارہ مثل عروس کے زر و زیور سے آراستہ کیا

شبی چند می خورد با او بکام
چندرات سکندر نے شوق سے اُسکے ساتھ شراب پی

دو آلی ملک را بدو داد دست
دوالی ملک کے ہاتھ مین نوشابہ کا ہاتھ دیدیا

چو پیرایہ گوہری داد شان
جب ایک گوہر کی طرح آراستہ کردیا اُسکو

ببرودع فرستاد شان بی گزند
بردوع مین بھیجدیا اُن کو بے تکلف

برای عمارت بران رختگاہ
آباد کرنے کے لیے اُس دارالمقام کے

چو ترتیب ایشان بواجب شناخت
جب آراستگی اُنکی واجب طور سے کرچکا

شہ روس را نیز با طوق و تاج
شاہنشاہ روس کو بھی طوق اور تاج سے

چو روسی بشہر خود آورد رخت
جب روسی بادشاہ اپنے شہر مین آپہونچا

نپیچید ازان پس سر از داد او
بعد اُسکے اُسنے عدل سے سر نہ پھیرا

شب و روز خسرو دران مرغزار
رات اور دن سکندر اُس چراگاہ مین

بزیر سہی سرو و بید و خدنگ
نیچے درختون سرو اور بید اور خدنگ کے

چو شد نوبت کامرانی تمام
اور جب بخوبی مقصد اُسکا حاصل ہوگیا

دوال دوالی بران عقد بست
تسمہ دوالی کے ساتھ عقد کرنیکا اُسپر باندھا

قراری زنا شوہری داد شان
ناکتخدائی سے اُسکو تسکین دی سکندر نے

کہ تا بر کشند آن بنا را بلند
تاکہ پھر وہ اُس سرزمین کو بلند یعنی آباد کرین

ببسی مال شان داد جز برگ راہ
اُنکو بہت مال دیا سوا زاد راہ کے

سران سپہ را یکایک نواخت
فوج کے ایک ایک سردار کو بُلاکر خوش کردیا

رہا کرد و بنہاد بروی خراج
آزاد کردیا اور اُسپر خراج باندھ دیا

دگر بار خرم شد از تاج و تخت
تاج اور تخت سے دوبارہ مسرور ہوا

ہمہ سال می خورد بر یاد داد
ہمیشہ شراب پیا کیا سکندر کی یاد پر

گہی عیش میکرد و گاہی شکار
کبھی عیش کرتا تھا اور کبھی شکار کھیلتا تھا

می لعل میخورد بر بانگ چنگ
شراب سرخ پیتا تھا چنگ کے نغمے سن سن کر

سکندر نوشابہ را از دست

روس

چو خوش دید دل را خوشی می نمود
جب وہ اچھا مقام دیکھا دل مین خوشی ہونے لگا

بآن دلکشی دخوشی می فزود
اُس عمدگی سے دل مین خوشی بڑھتی تھی

جوانی و شاہی و بخت بلند
جوان ہی اور بادشاہ ہے اور تقدیر الصیبہ بلند ہی

چرا خوش نباشد دل ہوشمند
پھر دل اُس ہوشمند کا کیون نہ خوش ہووے

بیا ساقی آن آب آتش خیال
آ ساقی وہ پانی آتش خیال یعنی گرم

در افگن درین کہربا گون سفال
ڈال اس کہربا رنگ مشہور پر

گوارندہ آبی کزین تیرہ خاک
ایسا مزیدار پانی کہ اس دنیا سے

بدو شاید اندوہ را شست پاک
اُس سے رنج اور غم دور ہو سکے

نشاط کردن سکندر بآن کنیزک دادۂ شاہ چین

ملاقات کرنا سکندر کا اُس لونڈی سے جو شاہ چین نے اُسکو دی تھی

شبی روشن از روز رخشندہ تر
ایک رات روز روشن سے زیادہ روشن

مہی ز آفتاب درخشندہ تر
ایک ماہتاب آفتاب سے زیادہ روشن

ز سرسبزی گنبد تابناک
سبز سبزی گنبد روشن یعنی آسمان سے

زمرد شدہ لوح طفلان خاک
سبز ہو گئی تختی اہل زمین کی

ستارہ بران لوح زیبا رسیم
اُس زیبا تختی پر طالع نے چاندی سے

نبشتہ بسی حرف ز امید و بیم
لکھین بہت باتین امید اور ڈر سے

دبیری کہ آن حرفہا را شناخت
جس منشی نے اُن حرفون کو پہچان لیا

درین غار با غول منزل نساخت
پھر اُس غار مین غولون کے ساتھ رہنا پسند کیا

بشغل جہان رنج بردن چہ سود
جہان کے کامون مین رنج اٹھانا کیا فائدہ ہے

کہ روزی بکوشش نباید فزود
کیونکہ کوشش سے ایک دن بڑھ نہین سکتا ہے

نشاط کردن سکندر با آن کنیزک که شاه چین داده

جهان غم نیرزد بشادی گرای | نه از غم بنا کرده اند این سرای

جہان مین رنج کرنا سزاوار نہین ہے خوشی کیطرف توجہ کر | کیونکہ غم کے لیے اس گھر کو نہین بنایا ہے

جهان از پی شادی و دلخوشی ست | نه از بهر بیداد و محنت کشی ست

جہان واسطے خوشی اور خرّمی کرنے کے ہے | واسطے ظلم کرنے اور رنج اٹھانے کے نہین ہے

درین جای سختی نگیریم سخت | درین جای بی بن برآریم رخت

اس جگہ نہ سختی کرین اور نہ سختی اٹھاوین ہم | اس لیے بنیاد جگہ سے اسباب اٹھا دینگے ہم

می شادی آور بشادی نهم | ز شادی نهاده بشادی دهیم

خوشی کی شراب لا کر خوشی سے میرے سامنے رکھ | خوشی سے رکھ کر خوشی مین مجھے دینا

چو دی رفته فردا نیامد پدید | بشادی یک امشب بباید خرید

جب کل گذر گیا اور کل پھر آوے گا | عوض خوشی کے ایک آجکی رات خریدنا چاہیے

جهان به که امشب تماشا کنیم | چو فردا رسد کار فردا کنیم

یہ بہتر ہے کہ آج کی سیر دیکھین ہم | جب کل آویگا کل کا کام کرین گے

غم نامده خورد نتوان بزور | که پیش از اجل رفت نتوان بگور

غم نہ آنے کا زور سے نہ کرنا چاہیے | کہ موت سے پہلے قبر مین جانا ممکن نہین ہے

مکن جز طرب در می اندیشه | پدیدست بازار هر پیشه

شراب مین سوا خوشی کے اور خیال نہ کر | ظاہر ہے بازار ہر پیشے کی

چه باید بخود بر ستم داشتن | همه سال خود را بغم داشتن

کیا ضرور ہے اپنے اوپر ظلم روا رکھنا | ہمیشہ آپ کو رنجیدہ رکھنا

چه پیچم درین عالم پیچ پیچ | که آینده در رفته هیچست و هیچ

کیا لپیٹوں مین اس پیچ دار دنیا مین | کہ آیندہ بھی ہیچ ہے اور گیا ہوا بھی ہیچ ہے

گریزم ازین کوچهای رحیل | از آن پیش کافتم در پای پیل

بھاگین ہم ان کوچ کے مقامون سے | اس سے پہلے کہ ہاتھی کے پانون مین روندے جاوین ہم

بیا تا خوریم آنچه داریم شاد

آؤ تو خوشی سے جو کچھ ہمارے پاس ہے کھالین

خوریم آنچه از ما پس ما خورند

کھالین جو کچھ بعد ہمارے لوگ کھائینگے

اگر بر وه خواهی چنان مایه بر

اگر تو لیجانا چاہتا ہے ایسی دولت لیجا

اگر ترسی از رهزن و باج خواه

اگر تو ڈکیتون اور محصول مانگنے والون سے ڈرتا ہے

بدرویش ده آنچه داری نخست

پہلے جو کچھ تیرے پاس ہے فقیر کو دے ڈال

چه زیرک شد آن مرد دینار سنج

کیا دانا مشہور ہوا وہ مرد دینار تولنے والا یعنی سخی

نه بینی که ده یک ستان خراج

نہیں جانتا ہے کہ خراج کا دہ یک لینے والے

چو تاریخ یک روزه دارد جهان

جب ایک ہی دن کی خرچ کی ہستی رکھتی ہے دنیا

بیا تا نشینیم و شادی کنیم

آؤ تو بیٹھیں اور خوشی سے بسر کریں ہم

یک امشب ز دولت ستانیم داد

ایک آج کی رات اپنے اقبال سے داد لیں ہم

نپرسیم ز اینها کزو سود نیست

نہ دریافت کریں ہم انھوں سے جن سے کچھ فائدہ نہیں ہے

درم بر درم چند باید نهاد

درم پر درم کب تک رکھنا یعنی جمع کرنا چاہیے

بریم آنچه از ما بغارت برند

لیجائیں جو کچھ لوگ ہمارے یہاں سے لوٹ لیجائینگے

که بردند پیشینگان دگر

جیسی کہ اگلے لوگ اپنے ساتھ لے گئے

که غارت کنند آنچه بینند براه

کر لوٹ لین گے جو دیکھے گئے رستہ میں

که هنگام درویش را کس نجست

کہ فقیر کے گھر کو کسی نے نہ ستایا

که ویرانه را ساخت مأوای گنج

جس نے ویرانے کو جگہ خزانے کی بنایا

بر آن در درویش آرند تاج

فقیر کے دروازے پر تاج رکھدیتے ہیں

چرا گنج صد ساله داری نهان

کس لیے سو برس کے لائق خزانہ پوشیدہ رکھتا ہے

شبی در جهان کیقبادی کنیم

ایک رات دنیا میں مثل کیقباد کے جشن کریں ہم

ز دی و ز فردا نیاریم یاد

گذرے ہوئے کل اور آنیوالے کل کی یاد نہ کریں ہم

کزین پیشه اندیشه خوشنود نیست

کیونکہ اس طرح کا خیال بہتر نہیں ہے

نشاط کردن ایک

سکندر با آن کنیزک داده

شاه چین

نشاط کردن سکندر با آن کنیزک داده شاه چین

برانچه آدمی را بود دسترس
آدمی کو جس چیز پر دست قدرت ہوتی ہے

بکوشیم تا خوش برآید نفس
کوشش کرین ہم تاکہ خوشی سے بسر ہووے

بچاره دل خویشتن خوش کنم
تدبیر سے اپنا دل خوش کرون مین

بخند انکه تن نقل آتش کنم
اس قدر کہ بدن کو غذا آگ یعنی دوزخ کی بناؤن

دمی را که سرمایه زندگیست
اُس دم کو جو سرمایہ حیات کا ہے

بتلخی سپردن چه فرخندگیست
تلخی یعنی تکلیف مین گذرانا کون عقلمندی ہے

چنان برزن ایندم که دادش دهی
ایسی طرح یہ سانس لے کہ اسکا حق ادا کرے

که بادش برد گر نیادش دهی
کیونکہ ہوا اُسکو لیجائیگی اگر تو اُس یعنی خدا کی یاد مین صرف کریگا

فدا کن درم خوشدلی را بسیج
دل کے خوش کرنے کا قصد کر درم قربان کر

که ارزان بود دل خریدن بهیچ
کہ کچھ دیکر دل کا مول لینا ارزان یعنی غنیمت ہے

ز بهر درم تند و بدخو مباش
روپے کے لیے سخت اور بدخو مت ہو

تو باید که باشی درم گو مباش
کیونکہ تیرا موجود ہونا ضرورت ہے روپیہ نہو تو نہ سہی

مشو در حساب جهان سخت گیر
جہان کے حاصل کرنے مین بہت سختی مت اختیار کر

که هر سخت گیری بود سخت میر
کیونکہ جو سختی سے لوگون کے لیتا ہے سختی سے مرتا ہے

بآسان گزاری دمی می شمار
آسانی سے گزری جو دم اسکو غنیمت جان

که آسان زید مرد آسان گذار
کیونکہ جو آسانی سے چھوڑ دیتا ہے وہ آسانی سے بسر کرتا ہے

شبی فرخ و ساعتی ارجمند
وہ رات مبارک ہے اور وہ گھڑی نیک ہے

بود شادمانی درو دلپسند
جس مین دل آدمی کا خوش وخرم رہو جاے

گزارش چنین میکند جوهری
غرضکہ جوہری یعنی راوی اسطرح بیان کرتا ہے

سخن را بیاقوت اسکندری
سخن کو یاقوت یعنی قصہ سکندر مین

چو اسکندر آن شب بمهر تمام
جب سکندر نے اُس شب کو نہایت محبت سے

بیاد لب دوست پر کرد جام
دوست کے لبون کی یاد مین جام مین شراب بھری

نشاط کردن سکندر با کنیزک زادهٔ شاه چین

بنوشین لب آن جام را نوش کرد — ز لب جام را حلقه در گوش کرد

شیرین لب سے وہ جام اُسنے پی لیا — جام کو اپنے لبوں سے غلام بنایا

نشسته بکردار سرو جوان — که گه لاله ریزد گهی ارغوان

بیٹھا مانند جوان سرو کے — جو کبھی سیاہی گراتا یعنی دکھاتا ہے کبھی سرخی

ز عنبر خطے بر گل انگیخته — بدان گل جهان آب گل ریخته

عنبر سے ایک خط پھول پر اُٹھا ہوا یعنی چہرے پر خط نمودار تھا — اُس پھول سے تمام دنیا کی پھولوں کی آبرو گرائی

هم از فتح دشمن دلش شاد بود — هم از دولتش خانه آباد بود

دشمن پر فتح پانے سے دل اُسکا خوش تھا — اور اُسکے گھر میں دولت بھی بہت بھری تھی

طلب کرد یار دلارام را — پری پیکری نازک اندام را

بلایا اپنے پاس اُس یار دلارام کو — اُس پری صورت اور نازک بدن کو

ز نامحرمان کرد خرگه تهی — سماع و سرود آورد خرگهی

نامحرموں یعنی غیروں سے خیمے کو خالی کرایا — گانے اور بجانے کا سامان خیمے میں منگایا

بتی فرق و گیسو بر آراسته — مرادی بصد آرزو خواسته

ایک خوبصورت عورت سر اور بال سنوارے ہوئے — وہ مراد جو صدہا آرزوؤں میں میسر ہو

لب از نار دانه دلاویز تر — زبان از طبرزد شکر ریزه تر

ہونٹھ انار کے دانوں سے زیادہ سرخ اور تر — زبان شکر سے زیادہ شیریں تر تھی

دهانی و چشمی باندازه تنگ — یکی راه دل زد یکی راه جنگ

منہ اور آنکھیں تنگ لیکن موافق انداز کے — ایک نے دل کی راہ ماری اور ایک نے راہ لڑائی کی

سر آغوش گیسوی عنبر فشان — رسن وار در عطف دامنکشان

سرآغوش یعنی موباف سیاہ اور خوشبودار زلفوں کی — رسی کی طرح کنارے دامن کے لٹکتی ہوئی

طرازندهٔ مجلس و بزمگاه — نوازنده چنگ در بزم شاه

آراستہ کرنے والوں مجلس اور مجلس گاہ نے — بادشاہی محفل کے چنگ بجانیوالوں نے

بفرمان شہ چنگ را ساز کرد
بادشاہ یعنی سکندر کے حکم سے چنگ بجانا شروع کیا

در درج گوہر ز لب باز کرد
دروازہ موتی کے ڈبے کا لب سے کھول دیا

کہ از شادی امشب جہان نو بست
کہ آج کی رات تمام جہان کو نئی خوشی ہے

ہمہ شادی از دولت خسرویست
اور یہ تمام خوشی بدولت بادشاہ یعنی حضور کے ہے

بہنگام گل خوش بود روزگار
پھول یعنی بہار کے موسم میں تمام زمانہ خوش ہوتا ہے

بخندد جہان چون بخندد بہار
خوش ہوتا ہے جہان جب بہار شگفتہ ہوتی ہے

چو خورشید روشن برآید باوج
جب آفتاب روشن بلندی پر آتا ہے

ز روشن جہان بر زند نور موج
جہان میں روشنی نور کی لہریں پیدا ہوتی ہیں

صبا چون در آید بدیباگری
صبا کی ہوا جب دیباگری یعنی پھول کھلاتی ہے

زمین رومی آرد ہوا ششتری
زمین رومی یعنی سبز دیبا پیدا کرتی ہے اور ہوا ششتری دیبا

گل سرخ چون کلہ بندد بباغ
سرخ پھول جب باغ میں ٹوپی دیکر بیٹھتا ہے

فروزد ز ہر غنچہ صد چراغ
ہر کلی سے صدہا چراغ روشن ہوتے ہیں

سکندر چو پیروزی آرد بچنگ
سکندر نے جب فتحمندی حاصل کی

نہ زیبا بود آئینہ زیر زنگ
پھر آئینہ کا زنگ میں رہنا یعنی اداس رہنا نازیبا ہے

چو خسرو ازو می شود جام گیر
جب خسرو جام میں شراب لیکر پیتا ہے

چرا جام خالی بود در سریر
پھر خالی جام کیوں تخت پر رکھا رہے

ملک گر ز جمشید بالاتر ست
بادشاہ اگر جمشید سے زیادہ بلند رتبہ ہے

رخ من ز خورشید زیباتر ست
میرا چہرہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے

شہ ار شد فریدون زرینہ کفش
بادشاہ اگر ہو گیا فریدون سنہرا جوتا پہننے والا

بفتحش منم کاویانی درفش
اسکی فتح کے لیے میں کاویانی درفش ہوں

شہ ار چون سلیمان شود دیو بند
بادشاہ جو مثل سلیمان کے دیو کا قید کرنیوالا ہو گیا

مرا در جہان ہست دیوانہ چند
میرے بھی جہان میں کتنے دیوانے ہیں

شه ار کیقبادی بلند افسرست
سکندر اگر کیقباد بلند تاج ہے
مرا افسر از مشک و از عنبرست
میرا تاج مشک اور عنبر ہے

شه ار هست کاؤس فیروزه تاج
سکندر اگر کیکاؤس سبز یعنی مرصع تاج رکھنے والا ہے
زمن بایدش خواستن تخت عاج
مجھ سے اسکو چاہیے لینا تخت ہاتھی دانت کا

شه ار ملک عالم گرفت ای شگفت
سکندر نے اگر ملک جہان کا لیا تعجب ہے
من آنم اگر فهم که عالم گرفت
کہ مین نے اسکو لے لیا جس نے تمام جہان کو لے لیا

اگرچه کمندی جهانگیر شاه
اگرچہ بادشاہ جہان لینے والے کی کمند
فتادست در گردن مهر و ماه
پڑی ہے آفتاب اور ماہتاب کی گردن مین

کمندی من از زلف بر سازمش
مین ایک کمند اپنی زلف سے بنا لیتی ہون مین
نترسم بگردن در اندازمش
نہین ڈرتی ہون اور اسکی گردن مین ڈالتی ہون

گر او را کمندی بود ماه گیر
اگر اسکے پاس چاند کی گرفتار کرنیوالی کمند ہے
مرا هم کمندی بود شاه گیر
میرے پاس سکندر ہی کی گرفتار کرنیوالی کمند ہے

گر او ناوک اندازد از دور دست
اگر وہ نشانہ لگاتا ہے بہت دور سے
مرا غمزه ناوک اندازهست
میرا غمزہ بھی نشانہ انداز ہے

گر او حربه دارد بخون ریختن
اگر وہ گرز خون گرانیوالا رکھتا ہے
من از غمزه خون دانم انگیختن
مین غمزے سے خونریزی کرنا جانتی ہون

گر او قصد شمشیر بازی کند
اگر وہ ارادہ تلوار سے لڑنیکا کرتا ہے
زبانم به شمشیر بازی کند
میری زبان تلوار سے مقابلہ کرتی ہے

گر او لختی از زر بدارد بدوش
اگر وہ کندھے پر سونے کا گرز رکھتا ہے
دو لخت ست زلفین من گرد گوش
دو گرز ہین میری دونون زلفین کان کے آس پاس

گر او را یکی طوق بر مرکبست
اگر اُسکے گھوڑے پر ایک طوق ہے
مرا این که ده طوق در غبغبست
مجھکو دیکھ کہ دس طوق غبغب مین ہین

گر ایدون که یاقوت او کانی ست
اگر اسکے پاس یاقوت کان والے ہین

مرا لب چه یاقوت رمانی ست
میرے لب مثل یاقوت رمانی کے ہین

گر او حقه ها دارد از لعل پر
اگر وہ ڈبے لعل سے بھرے ہوئے رکھتا ہے

مرا حقه هست از لعل و در
میرا ڈبہ بھی لعل اور موتیون سے بھرا ہے

گر او چرخ را هست انجم شناس
اگر وہ آسمان کے تارون کا پہچاننے والا ہے

مرا انجم چرخ دارند پاس
تو آسمان کے ستارے میری حفاظت رکھتے ہین

گر او را علم هست بالای سر
اگر اسکے سر پر نشان کا علم ہے

مرا صد علم هست بیرون در
میرے دروازے پر صد نشان ہین

گر او شاه عالم شد از سروری
اگر تمام جہان کا پادشاہ سرداری سے ہو گیا

منم شاه خوبان بجان پروری
مین ہون معشوقون کی بادشاہ بسبب جان پروری کے

چو برقع براندازم از روی خویش
جب برقع اٹھا دیتی ہون مین اپنے چہرے سے

بگیرم جهان را بیک موی خویش
لیکن لیتی ہون مین اپنے ایک بال مین تمام جہان کو

چو بر مه کشم گیسوی عنبرین
جب چاند کے اوپر مین کھینچتی خوشبودار زلفون کو

بگیسو کشم ماه را بر زمین
اپنے بالون سے چاند کو زمین پر کھینچ لاتی ہون

چو تنگ شکر در عقیق آورم
جب تنگ شکر کی عقیق مین لاتی یعنی بات کی پیک تھوکتی ہون

ز پسته شراب رحیق آورم
ہونٹھون سے سرخ شراب گراتی ہون مین

رحیقم برقص آورد آب را
پیک میرے منہ کی پانی کو وجد مین لاتی ہے

عقیقم مفرح دهد خواب را
او گال میرا نیند کو فرحت دیتا ہے

ز مه طوق خواهی ببین غبغبم
چاند سے طوق چاہتا ہے تو میرا غبغب دیکھ لے

ز فندق نمک خواهی اینک لبم
فندق سے نمک چاہتا ہے تو یہ میرے لب موجود ہین

بدین قند گویا شکر خند نیست
اسی قند مین گویا مٹھائی کا خاتمہ ہے

درین نوش بین چون سمرقند نیست
اسی شہد مین مثل سمرقند کے شیرینی پیدا ہے

اگر کیمیا سنگ را زر کند
کیمیا اگر پتھر کو سونا بنا دیتی ہے

نسیم من از خاک عنبر کند
میری ہوا عنبر سے خاک بناتی ہے

سہیل یمن تاب را بادیم
سہیل یمن میں چمکنے والے کو ادیم سے

ہمان شد کہ بوی مرا با نسیم
وہی لطف ہی جو میری بو نسیم کے ساتھ ہے

بچشمی دل خستہ بریان کنم
ایک آنکھ سے میں زخمی دل کے کباب بناتی ہوں

بچشم دگر غارت جان کنم
دوسری آنکھ سے میں جان کو غارت کر ڈالتی ہوں

ازین سو کنم صید و نوازمش
اس طرف سے شکار کرتی ہوں اور اسکو سرفراز کرتی ہوں

وزان سو بدریا در اندازمش
اور اس طرف سے دریا میں اسکو ڈالتی ہوں میں

فریبم بدرمان و سوزم بدرد
فریب دیتی ہوں میں دوا سے اور جلاتی ہوں میں درد سے

منم کین کنم جز من این کس نکرد
میں میں جو ایسا کرتی ہوں میرے سوا ایسا کسی نے نہیں کیا ہے

اگر زاہدم بیند از راہ دور
اگر زاہد نصارا کے مجھکو دور سے دیکھیں

برد سجدہ چون ہیربد پیش نور
سجدہ کریں مثل آتش پرستوں کے آگے آگ کے

وگر زاہدی باشد از خارہ سنگ
اور اگر کوئی زاہد پتھر کا بھی ہووے

برقصش در آرم بیک تار چنگ
میری چنگ کی ایک آواز میں ناچنے لگے یاد جد میں آجائے

کنم سیم کارے کہ سیمین تنم
ملمع کرتی یعنی فریب دیتی ہوں کیونکہ چاندی سا بدن میرا ہے

ولی قفل گنجینہ را نشکنم
لیکن خزانے کے قفل کو نہیں کھولتی ہوں میں

در باغ ما را کہ شد ناپدید
میرے باغ کا دروازہ جو ظاہر نہیں ہوتا ہے

بجز باغبان کس نداند کلید
سوا باغبان کے کوئی اسکی کنجی نہیں جانتا ہے

رطبہاے تر گرچہ دارم بسے
چھوہارے تر اگرچہ بہت میرے پاس ہیں

نہ بیند بجز خار خشکم کسے
لیکن میرے سوا خشک کانٹے کے کوئی نہیں دیکھ پاتا ہے

گلابم ولی درد سر میدہم
گلاب ہوں میں لیکن دردسر پیدا کر دیتی ہوں

نمک خوارہ خود را جگر میدہم
اپنے نمک چاہنے والے کو کلیجہ دیدوں گی میں

نشاط کردن

سکندر بآن کنیزک دادہ

دوسری بادشاہ چین

مگر دید شب ترکی روی من — که چون خال من گشته هندوی من

شاید رات نے میرے چہرے کی ترکی دیکھی ہے — جس سے میرے تل کیطرح وہ میری غلام ہوگئی ہے

مگر ماه نو کان ہلالے کمند — با میدِ من خانہ خالی کند

شاید دوج کا چاند اس لیے گھٹتا گیا ہے — میری امید پر اپنا گھر خالی کرتا ہے

چو زلفم در آید ببازیگرے — بدام آورد پای کبکِ دری

جب میری زلف بازیگری پر متوجہ ہوتی ہے — جال میں لاتی ہے چکور تیز چلنے والی کا پانوں

بنا گوشم ار برکشاید نقاب — دہان گلِ سرخ گردد پُر آب

میرے کان کی لو اگر پردہ اُٹھاوے — گل سرخ کے منھ میں پانی بھر جاوے

زنخ را چو بر سازم از زلف بند — بآبِ معلق در آرم کمند

زلف سے ٹھڈی کے لیے بڑی بناتی ہوں میں — برابر آسمان کے لیجاتی ہوں میں کمند

چو پیدا کنم لطفِ اندام را — سُرین بشکنم مغزِ بادام را

جب لطف یعنی صفائی بدن کی ظاہر کرتی ہوں میں — مغز بادام کی سرین توڑتی یعنی اسکو بونما کردیتی ہوں

چو ساعد کشایم ز بازوی نرم — سمن را ورق در نوردم ز شرم

جب اپنے نرم بازو سے پہونچا نکالتی ہوں میں — چنبیلی کے ورق الٹ دیتی ہوں میں شرم سے

شکر چاشنی گیر نوش منست — قمر حلقه در گوش گوشِ منست

شکر میں مٹھائی میرے ہونٹھ سے ہوئی ہے — چاند میرے کان کا مطیع ہے

دہانم گرو بست با مشتری — گرو برد از وا نیک انگشتری

میرے منھ نے شرط کی ہے مشتری سے — سبقت لے گئی اس سے انگوٹھی

شرابی که با گل خورم نوش باد — مرا یاد و گل را فراموش باد

جو شراب کہ پھول کے ساتھ پیوں میں مبارک ہے — مجکو یاد رہے اور گل کو فراموش ہو جاوے

یک افسون ز چشمم ببابل رسید — کزو آمد آن جادو یہا پدید

ایک جادو میری آنکھ کا بابل پہونچ گیا تھا — جس سے اسقدر جادو وہاں پیدا ہوگئے

نشاط کردنِ سکندر بآن کنیزک داوه

شاه چین

زجعدم یکی بوی در چین گذشت
میری چوٹی سے ایک خوشبو چین تین پہونچی تھی
کز و خشک شد ناف آہو بدشت
جس سے ہرنون کی نافین جنگل مین سوکھ گئین

چو حلقہ کنم زلف بر طرف گوش
جب زلفون کو کان کے کنارے حلقہ بنا کر بیٹھتی ہون
ہزاران دل رفتہ بینی ز ہوش
ہزارون دل از خود رفتہ اور بیہوش ہو جاتے ہین

کرشمہ چو در چشم مست آورم
جب میری چشم مست کرشمہ دکھلاتی ہے
صد از دست رفتہ بدست آورم
سئو تسئو بیہوشون کو ہوش مین لاتی ہون مین

دلی را کہ سر سوی راہ افگنم
جس دل کا سر راہ کیطرف ڈالتی یعنی مائل کر دیتی ہون
نمایم زنخ تا بچاہ افگنم
ٹھڈی یعنی دکھلاتی ہون کہ کنوین مین ڈالدونگی مین

ز موئی بعاشق دہم طوق و تاج
ایک بال سے عاشقون کو طوق و تاج یعنی بادشاہی دیتی ہون
ببوئی ز خلخ ستانم خراج
ایک خوشبو کے عوض خلخ سے خراج لیتی ہون مین

بسلطانی چین نہم مہر موم
چین کی بادشاہی پر موم کی مہر رکھتی ہون مین
زنم پنج نوبت بتاراج روم
نقارہ بجاتی ہون مین روم کے لوٹنے کے لیے

جگر گوشہ چینیانم بخال
چین والونکے کلیجے کا ٹکڑا ہون مین بسبب تل کے
چراغ دل رومیانم بفال
رومیونکے دل کی چراغ ہون مین فال سے

طبرزد دہم چون شوم خواب خیز
جب نیند سے اٹھتی ہون شکر دیتی ہون مین
طبرخون زنم چون کنم غمزہ تیز
ہلاک کرتی ہون جب غمزہ تیز کرتی ہون

لبم لعل را کار سازی کند
لب میرے لعل کا ایسا کام کرتے ہین
خیالم بخورشید بازی کند
خیال میرا آفتاب سے مقابلہ کرتا ہے

مغ دیر سیمین صنم خواندم
بتخانے کا آتش پرست چاندی کا بت مجکو کہتا ہے
صنمخانہ باغ ارم خواندم
بتخانہ باغ بہشت کا کہتے ہین مجکو

چو شد نار پستانم انگیختہ
جب سے میرے سینے کے انار ابھرے ہین
ز بستان دل نار شد ریختہ
دل کے باغ سے انار گر گئے ہین

نشاط کردن

سکندر بآن کنیزک زادہ شاہ چین

زنارم که تاریخ نوروزیست

میرے انار سے کہ تاریخ جشن نوروز کے ہین

مبارک درختم که بر دو شتم

ایسا مبارک درخت ہون کہ پھل کو دو وقت رکھتی ہون

من و آب سرخ و سر سبز شاه

مین اور پانی سرخ اور بادشاہ کا سر سبز ہے

برآیم که دستان بکار آورم

میرا ارادہ ہے کہ مین ایسا مکر کرون

گهی بوسه بر چشم مستش دهم

کبھی اُسکی چشم مست کے بوسے لون

بشرطی کنم جان خود جامی او

اس شرط سے اپنے دل مین جگہہ دونگی مین اسکو

چنان جسم از بهر آن آفتاب

ایسی سوتی ہون مین اُس آفتاب کے لیے

گر آبی ست کو زندگانی دهد

اگر وہ ایک پانی ہے جو زندگی دیتا ہے

کند وصل من زندگانی دراز

میرا وصل بھی زندگی کو بڑھاتا ہے

سکندر زحیوان خطا میرود

سکندر آب حیات کی طرف غلطی سے جاتا ہے

اگر راه ظلمات می آیدش

اگر راہ ظلمات کی پیش آوے گی اُسکو

گرا بخت و دولت گرا روزیست

کس کا ایسا نصیب ہے اور اقبال کسکی قسمت مین ہے

برآورگلم گرچه در پوستم

پھول اپنے پیدا کرتی ہون اگرچہ چھیلون مین پوشیدہ ہون

جهان کو فروشو بآب سیاه

جہان کو کہدے کہ کالے پانی مین ڈوب جاے

چو چنگ خودش در کنار آورم

کہ اپنے چنگ کیطرح اُسکو گود مین کھینچ لون

گهی زلف خود را بدستش دهم

کبھی اپنی زلف اُسکے ہاتھ مین دیدون

که هرگز نتابم سر از پای او

کہ ہرگز اُسکے قدمون سے سر نہ اٹھاؤنگی

که سر در قیامت برآرم ز خواب

کہ قیامت مین نیند سے سر اٹھاؤنگی مین

وگر سایه کو جوانی دهد

اور اگرچہ ایک سایہ ہے جو جوانی دیتا ہے

جوانی دهم چون درآیم بناز

جب مین ناز کرتی ہون جوان بنادیتی ہون

من اینجا سکندر کجا میرود

مین تو یہان ہون کہان سکندر جاتا ہے

سر زلف من راه بنمایدش

سر زلف میری کا اسکو راہ بتاوے گا

سکندریان کنیزک داده

شاه چین

وگر زانکه جوید ز یاقوت رنگ

اور جو اس سے کہ ڈھونڈھے یاقوت سے رنگ

همان آورد آب حیوان بچنگ

اور آب حیات کو اپنے چنگل مین لاوے

لب من که یاقوت رخشان در وست

میرے لب کہ یاقوت چمکدار اسمین ہین

بسی چشمهٔ آب حیوان در وست

بہت چشمے آب حیات کے اسکے اندر ہین

جهان خسروا چند گردن کشی

اے جہان کے بادشاہ کب تک انکار کریگا تو

برین آب حیوان مشو آتشی

اس آب حیات سے خفا مت ہو

پری رویم و چون پری در پرند

مین پری رو ہون اور پری کی طرح چادر مین

چو دلبستهٔ در پری دل مبند

جو تونے پری مین دل باندھا مت باندھ

مرا با تو در باز بستن مباد

میرا تیرے ساتھ دروازہ بند نہو جیو

شکن باد و لیکن شکستن مباد

شکن ہو جیو لیکن دل شکنی نہو جیو

بس این سنگ سختانه دل انگیختن

بس کر اس سخت پتھر یعنی دل الگ کرنے سے

بنازک دلان در نیامیختن

نازک دلون سے نہ ملنے سے

مکن ترکی ای میل من سوی تو

منت کر ترکی اے سکندر جب میری خواہش تیری طرف ہے

که ترک تو ام بلکه هندوی تو

کہ رعایا تیری ہون بلکہ غلام تیری

بااین آسمانی زمین تو ام

باوصف اس عروج کے زمین یعنی عاجز تجھ سے ہون

ز چینیم و لے درد چین تو ام

چین سے ہون لیکن تیری درد دور کرنیوالی ہون مین

گل من گل سایه پرورد نیست

پھول میرا پھول سایے کا پالا ہوا نہین ہے

که سایه بخورشید در خورد نیست

کہ سایہ آفتاب پر لائق نہین ہے

چو من میوه در سایهٔ خانه بس

میری طرح کا میوہ گھر کے سایے مین بہتر ہے

که ناخوش بود میوهٔ سایه رس

کیونکہ اچھا نہین ہوتا ہے میوہ پال کا

مرا خود تو ریحان خوشبوی گیر

میرے ریحان کا خوشبو لینے والا تو خود ہے

ز ریحان بود خانه را ناگزیر

ریحان کی گھر مین ضرورت ہوتی ہے

رہا کن بنخچیر این کبک باز
چھوڑ دے اس چکور کے شکار کے لیے باز کو
بترس از عقابان نخچیر ساز
ڈر شکار کرنے والے عقابون سے

رطب کو رسیده بود بر درخت
جو خرما کہ درخت پر پک جاتا ہے
بسستی رسد گر نگیریش سخت
سوکھ جاتا ہے اگر جلد اسکو نہ توڑے تو

نیابی ز من بہ جگر خوارۂ
مجھسے بہتر کوئی عاشق نہ پاوے گا تو
شکر خوارۂ نہ شکر پارۂ
شکر خوارہ نہین بلکہ شکر پارہ ہے

چه دلہا کہ خون شد ز خون خوردنم
کتنے دل کہ خون ہو گئے میرا غم کھاتے کھاتے
چه خونہا کہ ماندست بر گردنم
کس قدر خون میری گردن پر رہ گئے ہین

برابر شدم با شکر پارہا
برابر مقابل ہوگئی مین شکر پارون سے
مرا بیش ازو بود بازارہا
میری اس سے زیادہ بازار (یعنی قدر) ہوگئی

باواز و چہرہ خوش و دلکشم
آواز اور چہرے مین خوش اور دلکش ہون مین
ہمان خوش ہمین خوش خوش اندر خوشم
وہ بھی اچھا یہ بھی اچھا سب اچھا ہی اچھا مجھ مین ہے

چو ساقی شوم مے نباشد حرام
جب مین ساقی ہون شراب حرام نہین ہو سکتی
چو مطرب شوم نوش ریزم بکام
جب مین گاتی ہون لوگونکے منہ میٹھے ہو جاتے ہین

چو بر رود دستان کنم دست خوش
جب مین ہاتھون سے رود بجاتی ہون
کنم مست وانگہ شوم مست کش
مست کر دیتی ہون اور بعد اسکے مار ڈالتی ہون

بدور این چنین دلبریہا کنم
دور سے ایسی دلبری کر رہی ہون مین
در آغوش جان پروریہا کنم
گود مین یقین ہے کہ جان پروری کرونگی

ز ابرو و ہم دیدہ را دلخوشے
ابرو سے صرف آنکھون کو خوش کر رہی ہون
چو در بر کشندم کنم دلکشے
جب گود مین لینگے مجھکو دل کو کھینچونگی مین

من و نالۂ چنگ و نوشین مے
مین اور آواز چنگ کی اور میٹھی شراب
ز من عاشقان کی شکیبند کے
کب مجھسے عاشق صبر کر سکتے ہین

چو تو شہریاری بود یارِ من
جب تجھ ایسا بادشاہ میرا یار ہووے
چہ باشد بجز خرمی کارِ من
سوا خوشی ہونے کے میرا کیا کام ہووے

چو من نیست اندر جہان کس بکام
جہان مین کوئی مجھ ایسا مقصد ور نہین ہے
ازان نیست اندر جہانم بنام
اس سبب سے جہان مین میرا نام مشہور نہین ہے

چو بر زد دلاویز چنگی بچنگ
جب چنگ مین بجانیوالے نے بجایا چنگ مین دلاویز
چنین قولی از قند عناب رنگ
ایسی باتین جو قند سے زیادہ شیرین تھین

در آمد شہ از مہر آن نوش و ناز
آیا سکندر اس شیرین اور نازک کی طرف محبت سے
بآن جوزۂ کبک چون جرّہ باز
اس چکور کے بچے پر مثل شکرے کے

تذرو بہاری در آمد بغنج
چکور موسم بہار کا ناز دکھلانے لگا
برون آمد از مہر زرین ترنج
باہر نکلا آفتاب سنہرے ترنج سے

سراپردہ خالی و معشوق مست
خیمہ خالی تھا اور معشوق مست تھا
عنان رفت یکبارہ دل را ز دست
فوراً دل کی باگ ہاتھ سے نکل گئی

شب خلوت و ماہروئی چنان
وصل کی رات اور ایسا ماہرو پاس ہو
از و چون توان درکشیدن عنان
تو اس سے باگ روکنا یعنی نہ خطاب ہونا کیونکر ممکن ہے

گوزن جوان را در افگند شیر
جوان بارہ سنگھے نے گرا دیا شیر کو
بتاراجگاہش در آمد دلیر
اسکے لوٹنے کے مقام پر دلیرانہ آیا

بصید حواصل در آمد عقاب
حواصل کے شکار کرنے کو عقاب آپہونچا
بمہمانی ماہ رفت آفتاب
چاند کی مہمانی مین آفتاب گیا

زمانی چو شکر لبش میگزید
دیر تک اسکے شکر ایسے لب کاٹتا رہا
زمانی چو نیشکرش می مزید
کچھ دیر گنّے کی طرح آنکو چوستا رہا

بر در گرفت آن سمن سینہ را
پھر گود مین لیا اس نرم سینہ کو
ز در مہر برداشت گنجینہ را
خزانے کے دروازے سے مہر اٹھائی

گشاد کردن سکندر آن کنیزک دادۂ شاہ چین

نخورده می دید روشن گوار | یکی باغ در بسته پر سیب و نار

ایک اچھوتی یعنی بغیر پیا ہوئی صاف مزے کی شراب دیکھی | ایک باغ جسکا دروازہ بند سیب و انار سے بھرا ہوا

عقیقے نیازرده بر مهر خویش | نگینی بالماس ناکرده ریش

ایک ایسا عقیق جسکو جو اپنی مہر کی تکلیف نہ پہونچی یعنی باکرہ تھی | ایک نگینہ جو الماس سے بیدھا نہ گیا تھا

نچیده گلے خار بر چیده | بجز باغبان هر دو نادیده

ایک پھول جسکو کسی نے نہ چھوا تھا کانٹوں سے صاف | سوا باغبان کے اور کسی مرد کو بغیر دیکھے ہوئے

از آن گرمی آتش افزون شدن | ز جوشیده خون جست بیرون شدن

اس آگ سے زیادہ گرمی پیدا ہونے سے | جوش کیے ہوئے خون کیطرح جا با باہر نکلنا

ز شیرین زبان شکر انگیختند | چو شیر و شکر در هم آمیختند

میٹھی زبانوں سے شکر کا مزا اٹھایا | دودھ اور شکر کی طرح باہم مل گئے

بهم در خزیده دو سرو بلند | بیادام روغن درافتاد قند

ایک دوسرے مین سما گئے دونون سرو بلند | روغن بادام مین پڑگیا قند

دو تن هر دو چون لام الف خم زده | دو حرف از یکی جنس در هم زده

دونون شخص نے مثل لام الف کے خم مارا | دونون حرف نے ایک ہی جنس سے پیچ کھایا

دو عاشق دو لولو هم جان شدند | همی هر دو چون مار پیچان شدند

دونون عاشق مثل موتی اور مونگے کے ہو گئے | دونون سانپ کی طرح سے لپٹ گئے

چو لولوی ناسفته زان لعل سفت | بهم آسود لولو و هم لعل خفت

مثل موتی بے بیدھے ہوئے کے اس لعل بیدھنے سے | موتی بھی ٹھہر گیا اور لعل بھی سو گیا

سکندر بر آن چشمهٔ زندگی | بسی کرد شادی و فرخندگی

سکندر نے اس چشمہ زندگی کے ساتھ | بہت خوشی سے لذت وصل اٹھائی

چنین چند شب را بشادی سپرد | وزان مرحله رخت بیرون نبرد

اسی طرح کئی رات عیش سے بسر کین | اور اس مقام سے دوسری جگہ کوچ نہ کیا

سکندر با آن کنیزک ... نشاط کردن

بیا ساقی آن جام رخشندہ می
آ ساقی وہ پیالہ شراب روشن کا

بکف گیر با نغمہ نای و نی
ہاتھ مین لے گانے اور بجانے کے ساتھ

مِی کو بفتوای می خوارگان
وہ شراب جو شراب پینے والون کے حکم سے

کنم چارہ کار بیچارگان
کرے تو بیچارون کے کام کی

رفتن سکندر بتلاش آب حیوان

جانا سکندر کا آب حیات کی تلاش مین

چو بانگ خروس آمد از بارگاہ
جو آواز مرغ کی بارگاہ سے آئی

جرس در گلو بست ہارون شاہ
بادشاہی نقیبون نے گلے مین گھنٹہ باندھا

دوال دہل زن در آمد بجوش
نقارہ بجانے والے کا تسمہ جوش مین آیا

ز منقار مرغان برآمد خروش
چڑیون کی چونچ سے شور پیدا ہوا

پرستش کنان خلق برخاستند
عبادت کرنے والے لوگ اُٹھے

پرستشگری را بیاراستند
سب سامان پرستش کا آراستہ کیا

شہ از خواب نوشینہ سر برگرفت
سکندر نے میٹھی نیند سے سر اُٹھایا

نیایش گری کردن از سر گرفت
خدا کا شکر کرنا شروع کیا

بہ نیکی دہندہ دہش یاد کرد
نیکی سے نیکی دینے والے کی یاد اُسنے کی

بدان پرورش عالم آباد کرد
اُسکی پرورش سے جہان کو آباد کیا

چو آورد شرط پرستش بجای
جب شرط عبادت کی ادا کر چکا

بشغل می و مجلس آورد رای
جلسہ اور شراب کے شغل کی طرف متوجہ ہوا

گہی خورد می بر نوای رود
کبھی شراب پیتا تھا رود کے بجنے پر

گہی داد بر نیکمردان درود
کبھی نیک مردون یعنی سلاطین گذشتہ پر فاتحہ پڑھتا تھا

رفتن سکندر بتلاش آب حیوان

بگلگون می تازه چون گلاب ‌ ‌ ز سر درد می برد و از دیده خواب

مثل گلاب کے سرخ اور تازہ شراب سے ‌ ‌ بہت سے درد دور کرتا تھا اور آنکھوں سے نیند

در عیش بکشاد بر همدمان ‌ ‌ ز شور و ز غوغای نامحرمان

دروازہ عیش کا کھولدیا ہمنشینوں پر ‌ ‌ نامحرموں کے شور و غل سے

سخن میشد از هر دری در نهفت ‌ ‌ کس افسانهٔ بی شگفتی نگفت

ہر قسم کی پوشیدہ باتیں ہونے لگیں ‌ ‌ کسی نے ایسا ذکر نہ کیا جسمیں تعجب نہ ہو

یکی قصه گفت از خراسان و غور ‌ ‌ که زانجا توان یافتن زر و زور

ایک نے بیان کیا کہ خراسان اور غور سے ‌ ‌ ممکن ہے زر اور زور حاصل کرنا

یکی از سپاهان و ری کرد یاد ‌ ‌ که گنج فریدون از انجا گشاد

ایک نے اصفہان اور رے کا نام لیا ‌ ‌ کہ خزانہ فریدون کا وہاں رکھا ہوا ہے

یکی گفت قیصوریه زین دیار ‌ ‌ که کافور و صندل دهد بیشمار

ایک نے کہا ان سب ملکوں سے قیصور بہتر ہے ‌ ‌ جہاں کافور اور صندل بہت پیدا ہوتا ہے

یکی داستان زد ز خوارزم و چین ‌ ‌ که مشکش چنین ست و دیبا چنین

ایک نے خوارزم اور چین کا بیان کیا ‌ ‌ کہ وہاں کی مشک ایسی عمدہ ہوتی ہے اور ایسی نفیس دیبا

یکی گفت هندوستان بهتر ست ‌ ‌ که هیزم همه عود و گل عنبر ست

ایک شخص نے عرض کیا کہ ہندوستان بہتر ہے ‌ ‌ کہ تمام لکڑیاں عود کی اور گل عنبر کے ہیں

دران انجمن بود پیری کهن ‌ ‌ چو نوبت باو آمد اندر سخن

اس مجمع میں ایک بڈھا جہاندیدہ بھی تھا ‌ ‌ جب اسکے بیان کرنے کا موقع آیا

همیدون زبان بر شگفتی گشاد ‌ ‌ چو دیگر بزرگان زمین بوسه داد

اسی طرح اسنے بھی زبان نادر کھولی ‌ ‌ مثل اور بزرگوں کے زمین کو بوسہ دیا

که از هر سوادی سیاهی به است ‌ ‌ که آبی درو زندگانی ده است

کہ ہر ایک سیاہی یعنی شہر سے وہ تاریکی بہتر ہے ‌ ‌ جسمیں زندگی دینے والا پانی یعنی آب حیات ہے

رفتن سکندر بتلاش آب حیوان

بگنج گران عمر خود بر مسنج ❊ که خاکست بر گنج و خاک آل گنج

بھاری خزانے کے برابر اپنی عمر کو مت تول ❊ کیونکہ خاک ہی خزانے پر اور خزانے کے اپنے والے پر

چو خواہی که مانی بسی روزگار ❊ سر از چشمۀ زندگانی بر آر

اگر تو چاہتا ہے کہ بہت دن زندہ رہے ❊ راہ چشمۂ آب حیات سے نکال یعنی پیدا کر

کز آن آب صافی بسی سالخورد ❊ بہ بینی بدہر اندران کس نخورد

کہ اُس صاف پانی سے بہت بڈھے لوگ ❊ جنکو دنیا مین تو دیکھتا ہے کسی نہین پیا ہے

شدند انجمن با سر افگندگی ❊ که چون در سیاہی بود زندگی

سب اہل مجلس نے سر جھکایا یعنی عاجز ہو گئے ❊ کہ تاریکی مین کیونکر زندگی ہوگی

ق

سکندر بدو گفت کای نیکمرد ❊ مگر کان سیاہی بر آن آب خورد

سکندر نے اُس سے کہا کہ اے نیک مرد ❊ شاید کہ وہ تاریکی اُس پانی پینے کے مقام پر

سواد حروف دست آزمای ❊ ہمان آب و معنی جانفزای

سیاہی حرف لکھنے والے یعنی دست قدرت کی ہے ❊ معنی جان پیدا کرنیوالا وہی پانی ہے

وگرنه که بیند زمین سیاه ❊ ہمه چشمه کز مرگ دارد نگاه

نہین تو کون دیکھ سکے کہ زمین سیاہ مین ❊ ایسا چشمہ ہو جو موت سے بچا دے

دگر باره پیر جهاندیده گفت ❊ که بیرون ازین رمزہای نہفت

دو بارہ اُس پیر جہاندیدہ نے کہا ❊ کہ باہر ان پوشیدہ بھیدون سے

حجابیست در زیر قطب شمال ❊ درو چشمۀ پاک زآب زلال

ایک پردہ ہے نیچے قطب شمالی کے ❊ اُسمین ایک چشمہ ہے صاف اور میٹھے پانی کا

حجابیکه ظلمات شد نام او ❊ روان آب حیوان ز آرام او

پردہ کہ ظلمات ہے نام اُس کا ❊ بہتا ہے آب حیات آرام سے اُس مین

ہر آنکس کزو آب حیوان خورد ❊ ز حیوان خوران جہان جان برد

جس شخص نے اُسمین سے آب حیات پیا ❊ جہان کے کھانے والے جانورون سے جانبر ہوگیا

اگر باورت نایداز من سخن
اگر تجھکو میری بات نہین یقین آتی ہے
ملک از تشویش آن گفتگوی
سکندر کو اسکی گفتگو کی فکر سے
بپرسید ازو کان سیاہی کجاست
پوچھا اُس سے کہ وہ سیاہی کہان ہے
بگفتا بآن بوم راہ اندکیست
کہا ہمارے بیان سے اُس سرزمین تک تھوڑی دوری ہے
چو شہ دید کان چشمۂ خوشگوار
سکندر نے جو دیکھا کہ وہ خوشگوار چشمہ
درِ بارگہ سوے ظلمات کرد
دروازہ خیمے کا طرف ظلمات کے کیا
چو شد منزلے چند در کار دید
جب چند ہی منزل چلنے کے کام مین دیکھا
جہانی روان دید لشکر گہش
ایک جہان کو جاتے دیکھا اُسکے لشکر مین
زنان را ز لشکر دران کوچ گاہ
لشکر کی عورتون سے اُس کوچ مین
سوے شیر مرغ ار عنان تافتند
چڑیا کے دودھ کی طرف جو متوجہ ہوتے
بہر خشکسارے کہ خسرو رسید
جس خشک زمین پر کہ سکندر پہونچا تھا

بپرس از دگر زیرکان کہن
اور پرانے داناؤن سے دریافت کرلے
پدید آمد اندیشۂ جست وجوی
ظاہر ہوا خیال جستجو کرنے کا
نماینده بنمود کز دست راست
بتلانے والے نے بتلایا کہ داہنے ہاتھ کی طرف
ازین رہ کہ پیمودی از دہ یکیست
جتنی راہ کہ تو چل چکا ہے اُسکا دسوان حصہ ہے
بظلمت توان یافتن صبح وار
تاریکی مین صبح کے مانند ملنا ممکن ہے
برفتن سپہ را مراعات کرد
چلنے مین سپاہ کے ساتھ بہت رعایت کی
ز لشکر بسے خلق بیمار دید
لشکر سے بہت لوگون کو بیمار دیکھا
جہانی دگر خاص بر در گہش
ایک دوسرا جہان اُسکی درگاہ خاص پر تھا
ببازارِ محشر ہمے ماند راہ
قیامت کا بازار معلوم ہوتی تھی راہ
ببازارِ لشکر گہش یافتند
اُسکے لشکر کی بازار مین مل جاتا
ببارید باران گیا بردمید
مینہ برستا تھا گھاس جم جاتی تھی

پی خضر گفتی دران راه بود
قدم خضر کا کہے تو اُس راہ مین تھا
همانا که خود خضر با شاه بود
تحقیق کر کہ خود خضر سکندر کے ساتھ تھا

ز بسیاری لشکر اندیشه کرد
لشکر کی کثرت سے اندیشہ کیا
صبوری دران تاختن پیشه کرد
اُس جلد چلنے سے صبر اختیار کیا

یکی غار گه بود نزدیک دشت
ایک غار کا مقام جنگل کے قریب تھا
که لشکرگه خسرو آنجا گذشت
جب وہان پر سکندر کا لشکر گذرا

بنه هرچه با خود گران داشتند
جو کچھ بھاری اسباب اپنے ساتھ رکھتا تھا
بنزدیک آن غار بگذاشتند
سکندر نے نزدیک اُس غار کے چھوڑ دیا

ازان جمع کانجا شده جایگیر
اُن لوگون سے جو وہان ٹھہر گئے تھے
شد آن بوم ویران عمارت پذیر
وہ ویران زمین آباد معلوم ہونے لگی

بن غار خواندش نگهبان دشت
اُس جنگل کا نگہبان اسکو بن غار کہتا تھا
بنام آن بن غار بلغار گشت
وہی بن غار اب بلغار مشہور ہو گیا

کسانیکه سالار آن کشور اند
جو لوگ کہ سردار اُس ملک کے ہین
رهی زادهٔ شاه اسکندر اند
غلام زادے سکندر بادشاہ کے ہین

چو شه دیدگان لشکر بیقیاس
جب سکندر نے دیکھا کہ وہ بیشمار لشکر
دران ره نباشند منزل شناس
اُس راہ مین منزل بمنزل نہ چل سکینگے

تنی چند بگزید عیار وش
چند عیار یعنی ہوشیار شخص انتخاب کر لیے
کمانداز سختی کش و سخت کش
جو سپاہی اور سختی کا اٹھانیوالا اور سختی سے [illegible]

دلیر و تنومند و سخت استخوان
بہادر اور طاقتور اور مضبوط ہڈی کے
شکیبنده و زورمند و جوان
صبر کرنے والے زور آور اور جوان

نفرمود تا هیچ بیمار و پیر
حکم دیا کہ کوئی بڈھا اور بیمار شخص
نگردد دران راه جنبش پذیر
ہمارے ساتھ اس سفر مین نہ چلے

که پیر کهن گر بود سالخورد
کیونکہ جو شخص بہت بڈھا اور معمّر ہوگا
ز دشواری منزل آید بدرد
راستے کی سختی سے تکلیف اُٹھائے گا

نشستند پیران جوانان شدند
بڈھے بیٹھ رہے جوان لوگ ساتھ چلے
ره دور بی راهدانان شدند
بہت دور تک راہ بغیر واقف کارونکے گئے

جهان خسرو از مردم آن دیار
سکندر نے اُس مقام کے لوگون سے
طلب کرد کارآگهی هوشیار
بلایا ایک واقفکار ہوشیار شخص کو

بره بردن لشکرش پیش داشت
لشکر کی رہبری کے لیے اُسکو لشکر کے آگے کرلیا
دو منزل بهر منزلی میگذاشت
ایک ایک منزل مین دو دو منزل چلتا تھا

همه توشهٔ ره ز شیرین و شور
تمام توشہ راہ کا میٹھے اور نمکین یعنی کھانے کا
روان کرد بر پشت اسپ و ستور
بیلون اور خچرون پر لادکر روانہ کیا

رفتن سکندر بتلاش آب حیوان

دو اسپه سپه سوی ظلمات راند
نہایت تیزی سے سپاہ کو ظلمات کی طرف روانہ کیا
بران ماندگان نایبی رانشاند
اُن پیچھے رہے ہوؤن پر ایک نائب مقرر کیا

باندرز گفتش جهان گفتنی
نصیحتین کہین اُسنے قابل کہنے کے
که جای چنین نیست نا خفتنی
کہ یہ جگہ سونے کے قابل نہین ہے یعنی ہوشیار رہنا

چو یک ماه ره رفت سوی شمال
جب اُتر کی طرف ایک مہینے راستہ طے کیا
گذرگاه خورشید را گشت حال
آفتاب کے گذرگاہ کا حال اُسکو معلوم ہوا

ز قطب فلک روشنائی نمود
آسمان کے قطب سے روشنی معلوم ہوئی
برآمد فرو شد بیک لحظه زود
نکلی بھی اور دم بھر مین فرو ہوگئی

بجائی رسیدند کز آفتاب
اُس جگہ پر پہونچے کہ دھوپ سے
ندیدند بیش از جهانی ذرآب
نہ دیکھا زیادہ ایک جہان سے پانی پر

چنان راند لشکر همی بر شتاب
اسی طرح لشکر کے ساتھ جلد چلتا رہا
که میکش همی رفت و می جست آب
کہ شراب پیتا جاتا تھا اور آب حیات ڈھونڈھتا تھا

خط استوا بر افق سر نهاد
خط استوا کے گوشے پر سر رکھا
میانجی لقطب شمال ایستاد
رہنما قطب شمالی پر جا کر کھڑا ہو گیا

زمین از هوا روشنائی نمود
زمین کی ہوا سے روشنی معلوم ہوئی
حجاب سیاست سیاهی نمود
سیاست کے پردے میں تاریکی ظاہر ہوئی

سوی عطف گاه زمین تاختند
زمین کے کنارے کی طرف روانہ ہوئے
دران سایبان رایت افراختند
اس سایہ دار مقام پر نشان بلند کیا

بیکسو سیاهی برآورد حرف
ایک طرف سیاہی نکالے ہوئے حرف
دگر سو گذرگه بسته دریای ژرف
دوسری طرف راہ بند کئے ہوئے گہرا دریا

همی برد این رهبر هوشمند
لئے جاتا تھا یہ راہ بتلانے والا عقلمند
بیک سو ز پرگار چرخ بلند
ایک طرف کو چرخ بلند کی پرکار سے

چو گشت اندک اندک ز پرگار دور
جیسے تھوڑا تھوڑا پرکار سے دور ہوتا جاتا تھا
بهر دوری دورتر گشت نور
اتنی ہی دوری پر روشنی دور ہوتی جاتی تھی

چنین تا گذرگه بجائی رسید
اسی طرح چلتے چلتے وہاں تک پہونچے
که یکباره شد روشنی ناپدید
کہ دفعۃً روشنی وہاں سے غائب ہو گئی

سیاهی پدید آمد از گنج راه
سیاہی ظاہر ہوئی راہ کے خزانے سے
جهان خوش نباشد که گردد سیاه
جہان اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے جو سیاہ ہو جائے

فرو ماند خسرو که تدبیر چیست
عاجز ہو گیا سکندر کہ اب کیا تدبیر ہونا چاہیے
نماینده رسم این راه کیست
اس راہ بتلانے والے کا طریقہ یعنی ارادہ کیا ہے

سگالش نمودند کار آگهان
غور کیا دانا لوگوں نے
که هست این سیاهی حجاب نهان
کہ ہے یہ تاریکی پردہ پوشیدگی کے

درون رفت شاید بهر سان که هست
یعنی جس طرح کرکے اندر پہونچنا تو ممکن ہے
بباز آمدن ره که آرد بدست
لیکن پھرنے کے وقت کون راہ بتلاویگا

رفتن سکندر بتلاش آب حیوان

بیچاره گری هر کسی میشتافت
بیچارگی میں ہر شخص عقل دوڑاتا رہا

بسامان چاره کسے ره نیافت
تدبیر کے سامان میں کوئی راہ نہ پاتا تھا

چو آمد شب آن نیم روشن دیار
جب رات ہوئی اُس ملک میں جس میں خفیف روشنی دنکو تھی

سیه مشک بر عود کرد اختیار
سیاہ مشک عود پر اختیار کیا یعنی اور سیاہی چھا گئی

بر آشفت گردون چو زنجیری
پریشان ہوا آسمان مثل زنجیر والوں یعنی دیوانوں کے

بزنگی بدل گشت کشمیری
گویا کشمیری زنگی سے بدل گیا

شد آن راه از موی باریک تر
وہ راہ بال سے زیادہ باریک ہو گئی

ز تاریکی شام تاریک تر
تاریکی شام سے زیادہ اندھیرا تھا

به بنگاه خود هر کسی رفت باز
اپنے خیمے میں ہر شخص چلا گیا

در اندیشه آن شغل اچاره ساز
اُس کام کی غور سے تدبیر سوچنے لگا

هر ده جوانی جوان مرد بود
ایک جنگی جوان نہایت بہادر تھا

که روشندلی مهر پرور د بود
بلکہ ایک نہایت بیدار مغز اور محبت رکھنے والا تھا

پدر داشت پیری نود ساله
اُس کا ایک نوے ۹۰ برس کا بڈھا باپ تھا

ز رنج تنش هر زمان ناله
ق جسمی تکلیف سے وہ بیچارہ ہر دم فریاد کرتا تھا

در آن روز اول که فرمود شاه
اُس پہلے دن کہ سکندر نے حکم دیا تھا

که نایدز پیران کسے سوی راه
کہ بڈھوں سے کوئی ساتھ نہ چلے

جوانمرد بود از پدر ناشکیب
وہ جوانمرد اپنے باپ سے صبر نہ کر سکا

چو بیمار نالنده از بوی سیب
بیمار کی طرح سیب کی خوشبو سے نالاں تھا

نگهداشت آن پیر فرتوت را
اُسنے اپنے بڈھے باپ کو اپنے پاس رکھا

چو دیگر کسان سرخ یاقوت را
جس طرح اور لوگ سرخ یاقوت کو عزیز رکھیں

بصندوق زادش نهان کرده بود
توشے یعنی ضروریات سفر کے اندر اُسنے اسکو بند کر لیا تھا

بسرخ ره آورد ش آورده بود
بطور تحفے کے اُسکو اپنے ساتھ لے لیا تھا

رفتن سکندر بتلاش آب حیوان

دران شب که از راه برگشتگی
اس رات کو جب راہ کی واپسی کی فکر سے

در آمد باندیشه سرگشتگی
غور کرتے کرتے نہایت پریشان ہوگیا

جوان آن در بسته را باز کرد
تب اس جوان نے اس کے بند دروازے کو کھولا

وزین در سخن با وی آغاز کرد
اور اس معاملے کی باتیں اس سے شروع کیں

کزین آمدن شه پشیمان شده است
کہ یہاں آنے سے سکندر پچھتا رہا ہے

ز سختی کشی سست پیمان شده است
سختی اٹھاتے اٹھاتے ہمت ہار گیا ہے

ز تاریکی آمد دلش را هراس
اس تاریکی سے اسکے دل میں خوف پیدا ہوگیا ہے

که هنجار خود را نداند قیاس
کیونکہ اپنے انجام کا اندازہ نہیں جانتا ہے

تو اندرون رفت بی رهنمون
اندر جا سکتا ہے بغیر کسی کے راہ بتلانے کے

برون آمدن را نداند که چون
یہ نہیں جانتا ہے کہ باہر کیونکر نکلے گا

جوانمرد را پیر دیرینه گفت
اس جوان سے اس پرانے بڈھے نے کہا

که هست اندرین پرده رازی نهفت
کہ ہے اس پردے میں پوشیدہ بھید ایک

چو هنگام رفتن رسد شاه را
جب وقت روانگی کا پیش آوے سکندر کو

بدان تا برون آورد راه را
اس لیے تاکہ وہ وہاں سے باہر آسکے

یکی مادیان بایدش تندرست
ایک مادہ گھوڑی تندرست اسکو تلاش کرنا چاہیے

که زادن همان باشد اول نخست
جس نے پہلے مرتبہ یا اسیوقت بچہ جنا ہووے

چو زاده شود کره بادپای
جب وہ گھوڑی بچہ جن لیوے

سرش باز برند حالی بجای
فورا اسکے بچے کا سر کاٹ ڈالیں

همانجا که باشد بریده سرش
اور جس جگہ کہ اس بچے کا سر کاٹا جاوے

بپوشند تا بنگرد مادرش
وہیں گاڑ دیں تاکہ اسکی ماں یعنی گھوڑی دیکھتی ہووے

دل مادیان زو بتاب آورند
گھوڑی کا دل اس سے رنجیدہ کردیں

وز آنجا برفتن شتاب آورند
اور وہاں سے اسکو فورا بھگا لیجاویں

رفتن سکندر بتلاش آب حیوان

چو آید گه بازگشتن ز راه | بود بادبان پیشرو بر سپاه

جب وہاں سے واپس ہونیکا وقت آئے | تمام لشکر کے آگے اس گھوڑی کو چلنے دین

جهد سوی کرهٔ نغز خویش | برون آورد ره بهنجار خویش

دوڑے گی اپنے پیارے بچے کی طرف وہ | باہر نکال لاوے گی اپنے طریقے سے

از آن راه بی رهنمون آمدن | بدین چاره شاید برون آمدن

اس راہ سے بغیر راہنما کے باہر آجانا | اس تدبیر سے باہر نکلنا ممکن ہے

جوان کین حکایت شنید از پدر | بچاره گری رشته را یافت سر

جوان نے جو یہ بات باپ سے سنی | تدبیر کرنے کا سر رشتہ پا گیا

سحر گوله مشکین پرند طراز | بدیبای عودی بدل گشت باز

صبح کے وقت جب سیاہ منقش چادر | عودی دیبا سے پھر بدل گئی یعنی روشنی ہوئی

بفرمود شه تا نقیبان بار | بهرکس کنند این سخن آشکار

سکندر نے حکم دیا کہ محافظ دربار کے | ہر شخص سے اس بات کو ظاہر کردین

که شه جستجوی کند رهنمون | که چون آید از پرده راهی برون

کہ سکندر ایک رہنما کی تلاش کرتا ہے | جس سے کہ اس راہ کے پردے سے باہر آوے

بیاید بر شاه گیتی فروز | ازین تیره شب برنماید روز

آوین پاس بادشاہ جہان روشن کرنیوالے کے | اس اندھیری رات سے دن پیدا کرین

یکایک یلان جمله برخاستند | برفتاری شاه بشتافتند

یک بیک سب پہلوان اٹھ کھڑے ہوئے | واسطے ساتھ چلنے بادشاہ کے دوڑے

شهنشاه بنشست با انجمن | برفتن شده هریکی رای زن

سکندر بیٹھا محفل میں سب کے ساتھ | چلنے کے لیے ہر ایک تدبیر بتلانے لگا

ز هر گونه چاره همی ساختند | دگرسان فسونی برانداختند

ہر طرح کی ہر ایک تدبیر بتلاتا تھا | اور ہر طرح کے مشورے بیان کرتے تھے

شہ افسون ہر کس خریدار نے

سکندر ہر شخص کے جادو کا خریدار نہ تھا

جوانی خردمند و آہستہ رائے

ایک جوان عقلمند اور آہستہ غور کرنیوالا

حدیثے کہ از پیر دانا شنید

جو بات کہ اسنے بڈھے عقلمند سے سنی تھی

چو بشنید شہ دل پذیرا آمدش

سکندر نے جو سنی اسکے دل نے قبول کی

بدو گفت کاے زادہ مرد جوان

اس سے کہا کہ اے آزاد مرد جوان

تو این دانش از خود نیندوختی

تو نے یہ عقل اپنے دل سے نہین پیدا کی

اگر گفتی آباد گردے بہ گنج

اگر تو بتلادیگا مین خزانے سے مالامال کردونگا

جوان گفت گر زینہارم دہی

جوان نے کہا اگر تو جان کی امان دے

بدو گفت شہ دادمت زینہار

سکندر نے اس سے کہا کہ دی مین نے تجھ کو امان

جوان گفت بیگویمت راز راست

جوان نے کہا کہ مین تجھ سے سچ سچ کہتا ہون

شہنشہ چو فرمود روز نخست

سکندر نے جو حکم روز اول دیا تھا

در چارہ ہر کس پدیدار نے

ہر شخص کو دروازہ تدبیر کا معلوم نہین ہوتا ہے

سخن را زاندیشہ رہنمائے

بات مین تدبیر سے رہنمائی کرنے والا

بچارہ گری کردہ زا پدید

تدبیر تبلانے مین سکندر سے بیان کردی

نبز خرد جائے گیر آمدش

اسکی عقل کے نزدیک بھی معلوم ہوئی

چنین رای از خود زدن چون توان

ایسی رائے اپنی عقل سے بتانا کیونکر ممکن ہے

بگو راست تا از کہ آموختے

سچ بتلاؤ کہ کس سے سیکھی ہے تو نے

وگرنہ بکذ گفتن آئے برنج

نہین تو جھوٹ بولنے کی سزا پائیگا

کنم محمل از بار ہودج تہی

تو مین اس بگادی کو ہودج سے خالی یعنی صاف کہون

بگو راست گر خود شوی رستگار

سچ بتلادے اگر اپنی خلاصی چاہتا ہے تو

کہ این دانش از رای بابای ماست

کہ یہ تدبیر میرے باپ کی تبلائی ہوئی ہے

کہ نابردہ پیر نا تندرست

کہ کوئی بڈھا اور بیمار راستے مین تھا نہ چلے

پدر داشتم پیر دیرینه سال
باپ رکھتا تھا میں نہایت بڈھا اور ضعیف

ز گردون بسی یافته گوشمال
آسمان سے بہت پائے ہوئے گوشمال

من از شفقت پیر بابای خویش
میں اپنے باپ کی محبت سے

فراموش کردم محابای خویش
بھول گیا اپنا یعنی بیری کا عدول حکمی کا خوف

بپوشیدگی با خود آوردمش
میں اسکو چھپا کر اپنے ساتھ لے آیا تھا

نه بد بود گرچه بد آوردمش
یہ بات بری تو تھی اگرچہ میں نے برا کیا جو اسکو لایا

سخنهای ره رفتن شاه دوش
کل رات کو میں نے حضور کے راہ چلنے کا ذکر

رسانیدم او را یکایک بگوش
صاف صاف اسکے کان میں پہنچایا

بتعلیم او دل برافروختم
اسکے سکھلانے سے میرا دل روشن ہو گیا

چنین چاره زو در آموختم
یہ تدبیر اسی نے تبلائی ہے مجھکو

شه از رای آن رهنمون در شگفت
سکندر اس پوشیدہ راہ بتلانیوالی کی تدبیر سے

برافروخت کین نکته نغز گفت
خوش ہوا کہ کیسی عمدہ تدبیر بتلادی اس نے

جوان گرچه شاه دلیران بود
جوان اگر بہادروں کا افسر ہی کیوں نہو

که در چاره محتاج پیران بود
لیکن تدبیر میں بڈھوں کا محتاج ہوتا ہے

کدو گر بنو شاخ بازی کند
لوکی اگرچہ نئی شاخیں پیدا کرسکتی ہے

بشاخ کهن سرفرازی کند
لیکن پرانی شاخوں کے باعث سربلندی کرتی ہے

جوان گر بدانش بود بی نظیر
جوان اگرچہ عقل میں بینظیر ہی کیوں نہوے

نیاز آیدش هم بگفتار پیر
بڈھوں سے پوچھنے کی ضرورت آ پڑیگی

درین گفتگو بود شاه جهان
اسی گفتگو میں سکندر تھا

که آن مرد وحشی ز در ناگهان
کہ وہی مرد وحشی ایکبارگی دروازے سے

درآمد بیاورد نزدیک شاه
آیا اور پاس بادشاہ کے لایا

یکی پشته وار از سمور سیاه
سیاہ سمور کا ایک بڑا ڈھیر اپنے ساتھ

وزان ہر یکی قندزی نام تر

ان میں سے ہر ایک قندزی زیادہ بیش قیمت

چو شد منزل او را خریدار گشت

سکندر نے جیسے ہی اُسکے تحفے لے لیے

بتاریکی اندر نہان کرد رخت

تاریکی میں وہ وحشی نہ معلوم کہاں چھپ گیا

باندیشہ روشنائی نمای

روشنی دکھلانے والے کے خیال میں

بفرمود تا مادیانی چو باد

حکم دیا کہ ایک گھوڑی تیز رفتار

بیارید زان گونہ کان پیر گفت

لاؤ تم لوگ جیسا کہ اُس بڈھے نے بتلایا ہے

چو کردند کاری کہ فرمود شاہ

جب وہ کام کر چکے جسکا سکندر نے حکم دیا تھا

بیا ساقی آن آب ظلمات رنگ

آ ساقی وہ شراب ظلمات کے رنگ کی

بدان آب روشن بصر کن مرا

اس پانی سے میری آنکھ کو روشن کردے

بچہ ہر یک از یک خوش اندام تر

جو بچے ہیں ہر ایک نہایت خوبصورت

دگر رہ ز شہ ناپدیدار گشت

دوسری بار سکندر کی نظر سے غائب ہوگیا

عجب ماند شہ اندران کار سخت

متعجب ہوگیا سکندر اُس مشکل کام سے

دو اسپہ سوی ظلمت آورد رای

فوراً ظلمات کی طرف جانے کا ارادہ کیا

کہ آبستنی یا شدش وقت زاد

جسکے حمل سے بچہ جننے کا وقت قریب ہو

شود زادہ با دیا خاک جفت

اور اسی طرح اُسکے بچے کو خاک میں دبا دیا جائے

سوی آب حیوان گرفتند راہ

طرف چشمہ آب حیات کے راہ لی یعنی چلے

بجوی و بیار آب حیوان بچنگ

تلاش کرا دے آب حیات کو ہاتھ میں

وزین زندگی زندہ تر کن مرا

اور اس سے میری زندگی کو بڑھا دے

رفتن سکندر در ظلمات بطلب آب حیات

جانا سکندر کا آب حیات کی تلاش میں ظلمات کے اندر

رفتن سکندر در ظلمات بطلب آب حیات

درین فصل فرخ زنو تا کہن
اس مبارک فصل مین نئے سے پرانے تک

گزارندہ دہقان چنین در نوشت
پرانے مورخ نے اس طرح بیان کیا ہے

سکندر بتاریکی آورد رای
سکندر نے ظلمات کی طرف کا ارادہ کیا

نہبینی کزین قفل زرین کلید
نہین دیکھتا ہے کہ اس قفل سونے کی کنجی سے

کسی کآب حیوان کند جای خویش
جو شخص کہ چشمہ آب حیات مین اپنی جگہ بناوے

نشیندہ حوضہ آب گیر
بیٹھنے والا اُس پانی سے بھرے حوض کا

سکندر چو آہنگ ظلمات کرد
سکندر نے جب ارادہ ظلمات کا کیا

عنان کرد سوی سیاہی رہا
باگ طرف ظلمات کے چھوڑ دی

چنان داد فرمان دران راہ نو
ایسا حکم دیا اُس نئے راستے مین

نشابندہ خنگی کہ در زیر داشت
اُس تیز گھوڑے پر جسپر کہ سوار تھا

بدان تا بران ترک تازی کند
اُس سبب سے کہ وہ اُسپر سوار ہووین

زتاریخ دہقان سرایم سخن
پرانی تاریخون سے مین یہ بیان کرتا ہون

کہ اول شب از ماہ اُردی بہشت
کہ ماہ اُردی بہشت کی پہلی شب کو

کہ خاطر بتاریکی آید بجای
کیونکہ دل تاریکی مین یکسو ہو جاتا ہے

زتاریکی آرند جوہر پدید
تاریکی سے لوگ روشنی پیدا کرتے ہین

سزد گر حجابی برآرد ز پیش
لائق ہے اگر سامنے سے پردہ اُٹھ جاوے

بلی گر حجابی ندارد گزیر
ممکن ہے اگر حجاب سے ناچار ہووے

عنایت بترک مہمات کرد
مشکلات سے خلاصی دینے پر عنایت خدا پر بھروسا کیا

نہان شد چو مہ در دم اژدہا
پوشیدہ ہو گیا چاند کی طرح اژدہے کے منھ مین

کہ خضر پیمبر بود پیش رو
کہ حضرت خضر آگے تشریف لے چلین

با و داد کوزہرہ شیر داشت
اُسکو دے دیا کیونکہ وہ نہایت بہادر تھا

سوی آبجو چارہ سازی کند
اور اُس چشمے کی طرف جانے کی تدبیر بتادین

رفتن سکندر در ظلمات بطلب آب حیات

یکی گوہرش داد اندر مغاک
ایک موتی خضر کو اُسنے اس تاریکی مین دیا

بآب آزمودن شدی تابناک
جو پانی کے عکس سے چمکنے لگتا تھا

بدو گفت کین راہ رایش و پس
اُن سے سکندر نے کہا کہ اس راہ کو آگے اور پیچھے

قوی رہروی نیست بیش از تو کس
تجھ سے زیادہ اور کوئی رہنما نہین ہو سکتا ہے

جریدہ بہر سو عیان تاز کن
سب تنہا ہر طرف تلاش کرو

بہشیار مغزی نظر باز کن
ہوشیاری سے خوب دیکھو

کجا آب حیوان برارد فروغ
جس جگہ پر آب حیات کا چشمہ چمکتا ہوگا

گہر رخشندہ گوہر نگوید دروغ
یہ چمکنے والا موتی ہرگز جھوٹ نہ کہے گا

بخور چون تو یابی بہ نیک اختری
تو بھی اگر پا جانا خوش نصیبی سے پینا

نشان دہ مرا تا ز من برخوری
بتلادینا مجکو تاکہ مجھسے برخورداری پاوے

بفرمان شہ خضر فرخ خرام
سکندر کے حکم سے خضر مبارک چلنے والے نے

بآہنگ پیشینہ برداشت گام
ایسے ارادے پر قدم اُٹھایا

رہنجار لشکر بیکسو فتاد
لشکر کے ساتھ سے علحدہ ہوگیا

نظرہای رحمت ز ہر سو کشاد
نظر رحمت خدا کی ہر طرف سے کھول کر دیکھ لی

چو بسیار جست آب را در نہفت
جبکہ پوشیدگی مین بہت تلاش کیا

نمیشد لب تشنہ با آب جفت
لیکن لب تشنہ پانی سے آشنا نہین ہوتا تھا

فروزندہ گوہر ز دستش بتافت
روشن موتی اُن کے ہاتھ سے چمکا

فرو دید خضر آنچہ میجست یافت
دیکھ لیا خضر نے جو کچھ تلاش کرتے تھے پایا

پدید آمد آن چشمۂ سیم رنگ
ظاہر ہوا وہ چشمہ اُجلا یعنی روشن

چو سیمی کہ پالاید از ناف سنگ
جیسے چاندی کہ صاف ہوتی ہو پتھر کی ناف سے

نہ چشمہ کہ آن زین سخن دور بود
وہ چشمہ جیسا کہ ذکر ہے یہ نہین تھا

وگر بود ہم چشمۂ نور بود
اور اگر تھا بھی ایک نور کا چشمہ تھا

سکندر در ظلمات بطلب آب حیات

ستاره چگونه بود صبحگاه
ستارہ جس طرح ہوتا ہے صبح کے وقت

بتب ماه ناکاسته چون بود
جس طرح راتکو پورا چاند ہوتا ہے

ز جنبش نشد یکدم آرام گیر
چلنے سے ایک دم قرار نہ پایا

ندانم که از پاکی یکرش
مین نہین جانتا ہون کہ اسکی صفائی سے

نیاید بسر چه بر آن نور و تاب
سر ہوا پر اسپر وہ نور و تاب نہین ہوتا ہے

چو با چشمه خضر آشنائی گرفت
جب حضرت خضر نے اس چشمے کو پایا

دلش گشت شادان ز صافی زلال
دل ہو گیا انکا اس صاف اور شیرین پانی سے خوش

فرود آمد و جامه بر کند چست
گھوڑے سے اترے اور کپڑے اتارے

ازو خورد چندانکه بر کار شد
اس مین سے جتنا چاہیے تھا انھون نے پی لیا

همان خنگ را شست و سیراب کرد
اور اس گھوڑے کو دھویا اور پانی پلایا

نشست از بر خنگ صحرا نورد
سوار ہوا پھر اوپر صحرا نورد گھوڑے کے

چنان بود چون صبح باشد پگاه
ویسا ہی تھا جیسے صبح کو بہت روشن ہوتا ہے

چنان بود کز مه بر افزون بود
ایسا تھا کہ جیسے چاند سے زیادہ ہووے

چو سیماب بر دست مفلوج پیر
مثل پارے کے بڈھے فالج کے بیمار کے ہاتھ پر

چه مانندگی سازم از جوهرش
کس چیز کی مشابہت دون مین اسکے جوہر سے

بر آتش توان خواندن و راهم آب
اسکو آگ بھی کہہ سکتے ہین اور پانی بھی

بدو چشم او روشنائی گرفت
اس سے ان کی آنکھین روشن ہو گئین

که از دیدنش شد دگرگونه حال
بلکہ اسکے دیکھنے سے انکا اور حال ہو گیا

سر و تن بدان چشمه پاک شست
سر اور بدن اس چشمۂ پاک سے دھویا

حیات ابد را سزاوار شد
حیات ابدی کے لائق ہو گئے

می ناب در نقره ناب کرد
خالص شراب خالص چاندی مین ملائی

همی داشت دیده بر آن آبخورد
دیکھتا جاتا غور سے اس چشمے کو

رفتن سکندر در ظلمات بطلب آب حیات

که تا چون شه آید بفرخندگی
تا کہ جب سکندر آوے خوشی سے

بگوید که هان چشمهٔ زندگی
بتلاوے کہ یہ ہے چشمہ آب حیات کا

چو در چشمه یک چشم زد ننگرید
جون ہی دم بھر اُس چشمے کو نہ دیکھا

شد آن چشمه از چشم او ناپدید
وہ چشمہ اُنکی نظر سے غائب ہو گیا

بدانست خضر از سر آگهی
جانا خضر نے ازراہ واقفکاری کے

که اسکندر از چشمه ماند تهی
کہ سکندر اس چشمے سے خالی یعنی ناکام رہے گا

ز محرومی او نه از خشم او
اُسکی بے نصیبی سے نہین بلکہ اُسکی شرم سے

نهان گشت آن چشمه از چشم او
وہ چشمہ اُسکی نظر سے غائب ہو گیا

درین داستان رومیان کهن
اس داستان مین پُرانے رومیون نے

بنوعی دگر گفته اند این سخن
دوسری طرح کا ذکر بیان کیا ہے

که الیاس با خضر همراه بود
کہ حضرت الیاس بھی خضر کے ساتھ تھے

وران چشمه کو بر گذرگاه بود
اُس چشمے پر جہان کہ جانا منظور تھا

چو با یکدگر هم ورود آمدند
جب دونون پیمبر وہان پر پہونچے

بدان آب چشمه فرود آمدند
اور اُس چشمے پر اُترے

گشادند سفره بر آن چشمه سار
دسترخوان بچھایا اُس چشمے پر

که چشمه کند خورد را خوشگوار
جسمین اُس چشمے پر کھانے کا مزا پاوے

بر آن نان که بویا تر از مشک بود
وہ روٹیان جو مشک سے زیادہ خوشبودار تھین

نمک یافته ماهی خشک بود
خشک مچھلیون مین نمک ملا ہوا تھا

ز دوست یکی زان دو فرخ جمال
اُن دونون مین ایک شخص کے ہاتھ سے

در افتاد ماهی بآب زلال
اُس شیرین پانی مین ایک مچھلی گر پڑی

بسیجید در آب فیروزه رنگ
ارادہ کیا کہ اُس سبز رنگ پانی سے

که تا ماهی رفته آرد بچنگ
تا کہ اُس گری ہوئی مچھلی کو نکال لاوے

سکندر در ظلمات بطلب رفتن

چو ماهی بچنگ آمدش زنده بود
مچھلی جو ہاتھ اسکے آئی تو زندہ تھی
پژوهنده را فال فرخنده بود
ڈھونڈنے والے کے لیے مبارک فال ہوگئی

بدانست کان چشمهٔ جانفزای
جان گئے کہ وہ چشمہ زندگی بڑھانے والا
بآب حیات آمدش رہنمای
آب حیات کی طرف اسکا رہنما ہوا ہے

بخورد آب حیوان بفرخندگی
پیا آب حیات خوشی سے
بقای ابد یافت در زندگی
ہمیشہ کی زندگی پائی جیتے جی

ہمان یار خود را خبردار کرد
اور اپنے ساتھی کو بھی تبلا دیا
که او نیز خورد آب زان آبخورد
کہ وہ بھی اس چشمے سے پانی پی لے

شگفتے نشد کاب حیوان گهر
متعجب نہوا کیونکہ پانی آب حیات کا
کند ماهی مرده را جانور
مردہ مچھلی کو زندہ کر دیتا ہے

شگفتے دران ماهی مرده بود
تعجب اس مردہ مچھلی پر اسکو تھا
که بر چشمهٔ زندگی ره نمود
کہ جسنے چشمۂ زندگی کی راہ بتلائی

ز ماهی و آن آب گوهر فشان
مچھلی اور اس گوہر فشان پانی سے
دگر داد تاریخ تازی نشان
دوسری عربی تاریخ سے بھی نشان ملتا ہے

که بود آب حیوان دگر جایگاه
کہ آب حیات کا چشمہ اور جگہ تھا
مجوسی و روسی غلط کرده راه
مجوسی اور روسی سب بھول گئے راستہ

گر آبیست روشن درین تیره خاک
اگرچہ وہ روشن پانی اس ظلمات میں ہے
غلط کردن آب خوردش چه باک
بھول جانا یعنی نہ دکھائی دینا اس حوض کا کیا مشکل ہے

چو الیاس و خضر آبجو یافتند
جب الیاس اور خضر نے وہ حوض پایا
از آن تشنگان روی برتافتند
وہ پیاسے پانی پی کر وہاں سے آگے بڑھے

ز شادابی کام آن سرگذشت
اس مقصد کے اتفاقی حاصل ہو جانے سے
یکی شد بدریا یکی شد بدشت
ایک طرف دریا کے گیا ایک طرف جنگل کے

زیک چشمه رویا شده دانه شان

ایک چشمے سے پیدا ہوا دانہ اُن کا

سکندر بامید آب حیات

سکندر آب حیات ملنے کی اُمید پر

سر خویش را سبزی از چشمه جست

اپنے سر کو چشمۂ آب حیات سے سبزی تلاش کرتا تھا

چهل روز در جستن چشمه راند

چالیس دن اُس چشمے کی جستجو میں چلا گیا

مگر گرمی در دل تنگ داشت

شاید کہ اپنے تنگ دل میں ایک گرمی رکھتا تھا

ز چشمه نه سایه رسد بلکه نور

چشمے سے سایہ نہیں پہونچتا ہے بلکہ نور پہونچتا ہے

اگر چشمه با سایه بودی صواب

اگرچہ سایہ چشمے کے ساتھ لازم ہوتا ہے

چو چشمه ز خورشید شد خوشگوار

جب آفتاب سے چشمے خوشگوار معلوم ہوتے ہیں

ولیکن چشمه را سایه بهتر ز گرد

لیکن چشمے کے لیے سایہ گرد سے بہتر ہے

فرو ماند خسرو در آن سایه گاه

عاجز رہا سکندر اُس سایے کے مقام پر

بامیدکان آب حیوان خورد

اِس امید پر کہ وہ آب حیات پیے گا

دو چشمه شده آسیا خانه شان

دو پاٹ چکی کے ہوگئے گھر اُن کے

همیکرد در رنج و سختی ثبات

رنج اور سختی میں استقلال اور ثبات قدمی کر رہا تھا

که سیراب تر سبزه از چشمه رست

بلکہ نہایت شاداب سبزہ آنکھوں سے پیدا کر رہا تھا

بر و سایه افگند در سایه ماند

اُسکے قریب پہونچا اور سایے میں یعنی محروم رہا

که بر چشمه و سایه آهنگ داشت

کہ چشمے اور سایے کا ارادہ رکھتا تھا

ولی کم فتد سایه از چشمه دور

لیکن چشمے کے عکس دوری پر کم پڑتا ہے

کجا سایه با چشمهٔ آفتاب

تو چشمۂ آفتاب کے ساتھ سایہ کہاں ہے

چرا زیر سایه شد آن چشمه سار

تو پھر کیوں نیچے سایے کے وہ چشمۂ زندگی تھا

که آن هست سوزنده وین هست سرد

کیونکہ وہ جلانیوالا ہے اور یہ سرد ہے

چو سایه شده روز بر وی سیاه

سایے کی طرح دن اُس پر سیاہ رہا

که هر کس که بینی غم جان خورد

کیونکہ دنیا میں تو جسکو دیکھے گا زندگی کا افسوس کرتا پاوےگا

رفتن سکندر در ظلمات بطلب آب حیات

رفتن سکندر در ظلمات بطلب آب حیات

ازان ره که او عمر پرواز گشت
اس سبب سے کہ اسکی عمر قریب ختم پہونچی یا زندگی اسکی دشمن ہوگئی

چو نومید شد عاقبت باز گشت
جب وہ ناامید ہوا آخرکار واپس چلا

دران غم که تدبیر چون آورد
اسے یہ فکر اسکو ہوئی کہ کیا تدبیر کرے

کزان سایه خود را برون آورد
کہ اس ظلمات سے آپ کو باہر نکالے

سروشی دران راهش آمد به پیش
ایک فرشتہ اس راستے مین اسکے سامنے آیا

بمالید از دست او دست خویش
اور اسنے سکندر سے مصافحہ کیا

جهان گفت یکسر گرفتی تمام
اور اس نے کہا کہ اے سکندر تو نے تمام جہان لے لیا

نشد سیر مغز از هوسهای خام
اور ابھی تک تیرے دماغ سے بیہودہ ہوسین نکلین

بدو داد سنگی کم از یک پشیز
اور اسکو ایک پتھر ایک پیسے کی مالیت سے بھی کم دیا

که این سنگ را دار با خود عزیز
کہ اس پتھر کو اپنے نزدیک نہایت عزیز رکھنا

دران کوش کز رخنهٔ سنگ پست
اسمین کوشش کر کہ اس پتھر لگے ہوئے مکان سے

که هم سنگ این سنگ آری بدست
کہ برابر اس پتھر کے پتھر پا جاوے

همانا کز آشوب چندین هوس
یہ بہتر وہ ہے کہ ان خراب کرنیوالی ہوسون سے

بهم سنگ این سیر گردی و بس
صرف اس پتھر سے آسودہ ہو جاوے اور بس

ستد سنگ زو شهریار جهان
سکندر نے اس سے وہ پتھر لے لیا

سپارندهٔ سنگ شد در نهان
اور وہ پتھر دینے والا یعنی فرشتہ اسکی نظر سے غائب ہوگیا

شتابنده میشد دران تیرگی
سکندر اس تاریکی مین ہر طرف دوڑ رہا تھا

خطر در دل و در نظر خیرگی
دل مین خوف تھا اور آنکھون سے دکھائی نہ دیتا تھا

یکی هاتف از غیب آواز داد
ایک فرشتے نے غیب سے ندا دی

که روزی بهر کس حظی باز داد
کہ روزی ہر کسی کی قسمت کے لکھے ہوئی کے موافق ملتی ہے

سکندر که جست آب حیوان ندید
سکندر نے کہ آب حیات تلاش کیا لیکن نہ دکھائی دیا

خجسته بخضر آب حیوان رسید
اور اسکو حسرت رہی مگر حضرت خضر آب حیات پر پہونچ گئے

سکندر در ظلمات بطلب آب حیات

سکندر بتاریکی آرد شتاب
سکندر تاریکی مین دوڑا کرے گا

دگر ہاتفی گفت کای اہل روم
ایک دوسرے فرشتے نے کہا کہ اے روم والو

پشیمان بود ہر کہ بردارد ش
پچھتاتا ہے وہ جو کہ اٹھاتا ہے اسکو

از آن ہر کس افگند در رخت خویش
اس میں سے ہر ایک نے اپنے اسباب میں ڈال لی

شگفتی بسی دید شہ در نہفت
بہت نادرات دیکھیں سکندر نے ظلمات مین

حدیث سرافیل و آواز صور
باتیں اسرافیل کی اور آواز صور کی

چو گوینده دیگران کان گشاد
جیسا کہ اس دوسرے کہنے والے یعنی فردوسی نے بیان کیا

چو با چشمہ شاه آشنائی نیافت
جب سکندر نے وه چشمہ نہ پایا

سپہ نیز بر حکم فرمان شاه
لشکر نے بھی موافق حکم سکندر کے

ہمان پویہ در راه نوشد کہ بود
وہی پھر راه چلنا جو آگے تھا وه ہوا

چہل روز دیگر چو رفت از شمار
جب شمار یہ چالیس دن چلتے چلتے اور گذر گئے

رہ روشنی خضر یابد بر آب
راه روشنی کی خضر پاویگا پانی پر

فروزنده ریگی شد این مرز و بوم
ایک چمکدار ریت ہے یہ سرزمین

پشیمان تر آنکس کہ بگذاردش
زیاده پچھتایا وه شخص جس نے چھوڑا اسکو

باندازه طالع بخت خویش
اپنے نصیبے کے اندازے کے موافق

کہ نتوان ازان ده یکی باز گفت
کہ جن میں سے دس میں سے ایک بھی بیان نہیں ہو سکتی ہے

نگفتم کہ ره می شد از راه دور
نہیں بیان اُنکی باتیں میں نے کیونکہ یقین سے باہر ہوتیں

اساسی دگر باز نتوان نہاد
اور دوسری بنیاد رکھنا مناسب نہ جانی

سوی چشمہ روشنائی شتافت
طرف چشمۂ روشنی کے دوڑنا یعنی باہر نکلنا چاہا

بباز آمدن بر گرفتند راه
راه واپسی کی اختیار کی

ہمان مادیان پیشرو شد کہ بود
وہی گھوڑی جو آگے چلتی تھی آگے چلی

پدید آمد آن تیرگی را کنار
ظاہر ہوا اُس ظلمات کا کناره

رفتن سکندر در ظلمات بطلب آب حیات

برون آمد از زیر ابر آفتاب
باہر نکلا ابر کے نیچے سے آفتاب
زبی آبی اندام خسرو بتاب
پانی نہ ملنے سے سکندر کے بدن مین آگ جلتی تھی

دویدن ازپی آنچہ روزی نبود
دوڑا اُس لیے جو اُسکی قسمت مین نہ تھا
چو روزی نباشد دویدن چہ سود
جب قسمت مین نہین ہے دوڑنے سے کیا فائدہ

بدنبال روزی چہ باید دوید
روزی کے پیچھے کیا ضرور ہے دوڑنا
تو بنشین کہ خود روزی آید پدید
تو بیٹھ کہ روزی آپ ہی مل جائیگی

یکی تخم کارد یکی بدرود
ایک شخص بیج بوتا ہے ایک کاٹتا ہے
ہمایون کسی کو ازین برخورد
مبارک ہے وہ شخص جو اس سے پھل کھائے

نشاید ہمہ گشتن از بہر خویش
نہ چاہیے تمام جہان مین پھرنا اپنے واسطے
کہ روزی خورانند ز اندازہ بیش
کہ روزی مل جائے گی اندازے سے زیادہ

زباغیکہ پیشینگان کاشتند
اُس باغ سے جو اگلے لوگ لگا گئے ہین
پس آیندگان بہرہ برداشتند
پیچھے آنے والون نے حصہ پایا ہے

چو کشتہ شد از بہر ما چند چیز
جب ہمارے لیے اور لوگ بہت کچھ بو گئے ہین
ز بہر کسان ما بکاریم نیز
ضرورت ہے کہ ہم بھی اورون کے لیے بوئین

چو در کشتکار جہان بنگریم
جب ہم جہان کے کھیت کو دیکھتے ہین
ہمہ دہ کشاورز یکدیگریم
ہم سب لوگ ایک دوسرے کے کسان ہین

بیا ساقی آن می کہ او دلکش ست
اے ساقی وہ شراب جو دل خوش کردینے والی ہے
بمن دہ کہ می در جوانی خوش ست
مجکو دے کہ شراب کا مزہ جوانی مین ہے

مگر جون دران می دہان تر کنم
شاید کہ اُسکو بھی نوش کرون مین
بر وبخت خود را جوان تر کنم
اُس سے اپنے نصیبے کو جوان بناؤن مین

بیرون آمدن سکندر از تاریکی

باہر نکلنا سکندر کا ظلمات سے

چو بیداری بخت شد رہنمون	ز تاریکی آمد سکندر برون
جب بیداری بخت کی رہنما ہوئی	سکندر اُس تاریکی سے باہر نکل آیا
چنان رہبری کرد آن مادیان	کہ نامد چپ و راستی درمیان
اُس مادہ گھوڑی نے ایسی اُسکی رہبری کی	کہ بائین اور داہنے کسی طرح کا فرق نہ پڑا
بران خط روز نخستین گذشت	چو پرکار بود آخرش بازگشت
اُس پہلے دن کے خط پر گذر ہوا	اور پھر مثل پرکار کے اُسکو واپس آنا پڑا
چو اقبال شد شاہ را کارساز	بروشن جہان رہ برون برد باز
جب اقبال سکندر کا مددگار ہوا	روشن شہرون کی راہ سے باہر کو چلا
سوی لشکر آمد عنان تافتہ	مراد طلب کردہ نایافتہ
لشکر کی طرف باگ اُٹھائے ہوئے آیا	جو مراد کہ وہ مانگتا تھا بغیر پائے ہوئے
بفقداد ازان تاب در تافتن	کہ روزی بقسمت توان یافتن
گر پڑا اُس گرمی کے جلنے سے	کہ روزی قسمت ہی سے مل سکتی ہے
نرنجید گرہ بحیوان نبرد	کہ در راہ حیوان چو حیوان نمرد
نہ رنجیدہ ہوا اگروہ آب حیات تک نہ پہونچا	کہ حیوانات کے راستے مین مثل جانور روٹھے نہ مرا
چو اندوہ آید مشو ناسپاس	ز تحکم تر اندوہ اندر ہراس
جو کوئی رنج پہنچے آوے تو ایسا ہو کہ ناشکر کر	اور زیادہ سخت رنج سے خوف کر
برہنہ ز صحرا بصحرا شدن	بہ از غرقہ آب دریا شدن
ننگے بدن جنگل جنگل پھرنا	بہتر ہے دریا مین ڈوب جانے سے

آمدن سکندر از ظلمات بیرون

برنجد سر از درد سرمای سخت
رنجیدہ ہوتا ہے سر سخت سردی کے درد سے

نہ زانسان کہ از زخم شمشیر سخت
لیکن نہ ایسا جیسا کہ تلوار اور گرز کے زخم سے

نرنجد گلویی کہ بیخون بود
نہیں رنجیدہ ہوتا ہے وہ گلا جسمیں خون نہیں ہوتا ہے

خفہ گردد از خونش افزون بود
دبادیا جاتا ہے جب خون زیادہ ہوتا ہے

بسی کار کز کار مشکل ترست
بہت ایک کام سے زیادہ دوسرا کام مشکل ہے

تن آسان کسی کو قوی دل ترست
بہتر وہ شخص ہے کہ جسکا دل مضبوط ہے

چو دید آن لشکر رہ آورد خویش
جب دیکھا لشکر کو اپنے تحفے کے طور پر

نہاد آن سنگی رہ آورد پیش
ایک پتھر اپنے ساتھ لایا ہوا سامنے رکھدیا

ہمہ سنگہا سرخ یاقوت بود
تمام پتھر سرخ یاقوت کے تھے

کز و دیدہ را روشنی قوت بود
جن سے آنکھوں میں روشنی اور قوت تھی

یکی را از کم گوہری دل بدرد
ایک کا مفلسی سے دل درد مند

یکی را ز بی گوہری باد سرد
ایک موتی نہ ملنے سے افسوس کرتا تھا

پشیمان شد آنکس کہ باقی گذاشت
پچھتایا وہ شخص جسنے باقی چھوڑ دیا

پشیمان تر آنکس کہ خود برنداشت
اس سے زیادہ وہ پچھتایا جسنے نہ اٹھا لیا

چو آسود روزی دو شہ از شتاب
جب آرام کر چکا دو ایک دن سکندر چلنے سے

ستد داد دیرینہ از خورد و خواب
آگے کے مثل کھانے پینے سونے لگا

بیاد آمدش حال آن سنگ خرد
اسوقت اسکو اس پتھر کے چھوٹے ٹکڑے کا خیال آیا

کہ پنہان بدو آن فرشتہ سپرد
جو پوشیدہ اسکو اس فرشتے نے دیا تھا

ترازو طلب کرد و کردش عیار
ترازو منگوائی اور اسکو اسنے تولا

ز بسیار سنگش فزون بود بار
بہت پتھروں سے زیادہ وہ وزن میں نکلا

ز مثقال بیش آمد از من گذشت
مثقال سے زیادہ ہوتے ہوتے من بھر سے زیادہ نکلا

بسی سنگ برداشت از کوہ و دشت
اسی طرح جنگل سے بہت پتھر منگوا کر اسکے دوسرے پلے میں رکھے

بصد من کیانی برافراختند
تولا من کی ترازو مین اسکو تولا
فزون آمد از وزن صد پاره کوه
لیکن وہ پتھر سو پہاڑ کے ٹکڑون سے زیادہ وزنی نکلا
شنیدم که خضر آمد از دور گفت
سنا مین نے کہ حضرت خضر نے دور سے آکر کہا
کف خاک با او چو کردند یار
ایک مٹھی بھر خاک جو اسکے ساتھ تولی گئی
شه آگاه شد زان نمودار نغز
سکندر واقف ہو گیا اس پسندیدہ نکتہ سے
یکی روز با خاصگان سپاه
ایک دن اپنے خاص لشکر کے لوگون سے
غلامان زرین کمر گرد تخت
غلام سنہرے پٹکے باندھے ہوئے گرد تخت کے
همه تاجداران روی زمین
تمام بادشاہ روے زمین کے
ز هر شیوه کان بود دلپذیر
ہر ایک طریقے سے جو کہ دل پسند ہووے
ز تاریکی آب حیوان بسے
چشمہ آب حیات کی تاریکی سے بہت
که گر زیر تاریکی آن آب هست
کہ اگر اس تاریکی مین وہ چشمہ ہے

در و سنگ هم سنگش انداختند
اور اسی کے برابر اسمین پتھر بھی چڑھائے
ز سنجیدنش هر کسی شد ستوه
اسکے تولنے سے سب لوگ عاجز آگئے
که این سنگ با خاک سازند جفت
کہ اس پتھر کو مٹی کے ساتھ تولنا چاہیے
بهم سنگیش راست آمد عیار
اسکے وزن کے برابر وزن مین نکلا
که خاکست و خاکش کند سیر مغز
کہ یہ خاک ہے اور اسکو خاک ہی سے سیری ہوگی
چو مینو یکی مجلس آراست شاه
سکندر نے ایک مجلس مثل بہشت کے آراستہ کی
چو سیمین ستون گرد زرین درخت
مثل روپہلے ستون کے گرد سنہرے درخت کے
وران پایه گشتند زانو نشین
اپنے اپنے مرتبے سے دو زانو بیٹھے
سخن میشد از گردش چرخ پیر
باتین ہونے لگین گردش آسمان سے
سخن در سخن میشد از هر کسی
باتین ہر شخص سکندر سے پوچھنے لگا
نشاینده را چون نیابد بدست
پھر ڈھونڈنے والے کو کیون نہین ملتا ہے

آمدن سکندر از ظلمات

اگر نیست آن آب در تیرہ خاک
اور اگر اس تاریکی مین وہ پانی نہین ہے

چرا نامش از نامہا نیست پاک
تو پھر اسکا نام اس لطافت سے کیون مشہور ہے

دریں باب بشنو سخنہاے نغز
اسی مقدمے مین دیر تک عمدہ عمدہ باتین ہوئین

کزو روشنائی در آید بمغز
جن سے دماغ مین روشنی آتی ہے

زپیران آن مرز بیگانہ بوم
اس غیر ملک کے رہنے والون مین سے ایک بڈھے نے

چنین گفت پیری بدانای روم
ایسا کہا دانائے روم یعنی سکندر سے

کہ شاہ جہانگیر آفاق گرد
کہ بادشاہ جہان لینے والا اور تمام جہان کا پھرنیوالا

کہ چون آسمان شد ولایت نورد
جسنے آسمان کی طرح ہر ولایت کو طے کیا

گر از بہر آن جوید آب حیات
اگر آب حیات اسواسطے تلاش کرتا ہے

کہ از پنجۂ مرگ یابد نجات
کہ موت کے پنجے سے رہائی پاوے

درین بوم شہریست آباد و بس
اسی سرزمین پر ایک شہر ایسا آباد ہے

کہ ہرگز نمیرد دران ہیچکس
جسمین کوئی شخص کبھی نہین مرتا ہے

کشیدہ درین شہر کوہ بلند
کھنچا ہوا ہے اسی شہر مین وہ پہاڑ بلند

شدہ مردم شہر ازو شہر بند
شہر کے لوگ اُس سے شہر بند ہین

بہر مدتے بانگے آید ز کوہ
ایک مدت کے بعد ایک آواز اُس پہاڑ سے نکلتی ہے

کہ آید نیوشندہ را زان شکوہ
کہ سُننے والے کو اُس سے خوف معلوم ہوتا ہے

بخواند ز مردم یکے را بنام
لوگون مین سے ایک آدمی کا نام لیکر پکارتا ہے

کہ خیز ای فلان سوی بالا خرام
کہ اٹھ اے فلان شخص اور اوپر چل

نیوشندہ زان بانگ فرمان پذیر
سُننے والا اُس آواز کو قبول کرکے

نگردد یکے لحظہ آرام گیر
ایک دم بھر پھر نہین ٹھہرتا ہے

ز پستی کند سوی بالا شتاب
نیچے سے اوپر پہاڑ کے دوڑ جاتا ہے

بپرسندگان در نیاید جواب
اور پوچھنے والون کو وہ کوئی جواب نہین دیتا ہے

بیرون آمدن سکندر از تاریکی

بیرون آمدن سکندر از تاریکی

بس کوه خارا شود ناپدید

سخت پہاڑ کے پیچھے جاکر غائب ہوجاتا ہے

گر از مرگ خواهد تن شه امان

اگر بادشاہ کا جسم موت سے حفاظت چاہتا ہے

شه از گفت آن مرد دانش پسیج

بادشاہ اُس عقلمند آدمی کے کہنے سے

بکار آزمائی و بش تیز گشت

اُس بات کے آزمانے کے لیے اُسکا دل بیچین ہوا

بفرمود کز زیرکان سپاه

فرمایا کہ فوج کے عقلمندوں میں سے

در آن منزل آرامگاه آورند

اُس مقام میں اپنی آرام گاہ بنا دیں

بآن نغز شان گفت ز آواز کوه

اور بطور نصیحت کے اُنسے کہا کہ پہاڑ کے کہنے سے

اگر نام پیدا کند یا نشان

اگر وہ کسی کا نام یا نشان کہکر پکارے

مگر چون شود راه پاسخ دراز

شاید جب جواب ملنے میں دیر ہو

نصیحت پذیران اندرز شاه

وہ سب لوگ بادشاہ کی نصیحت سنکر

در آن شهر با فرخی تاختند

خوشی خوشی اُس شہر میں پہونچ گئے

کس آن بند را می نداند کلید

کوئی شخص اُس قیدخانے کی کنجی نہیں جانتا ہے

بآن شهر شاید شدن بیگمان

تو اُسکو بے شک اُس شہر میں جانا چاہیے

فرو ماند بر جای خود پیچ پیچ

اپنی جگہ پر بہت ہی حیران رہ گیا

در آن عزم رایش [illegible]

اور اس ارادے میں اُسکی رائے نے جلدی کی

تنی چند را سر در آید براه

چند آدمی روانہ ہوں

سخن را درستی بشاه آورند

اور اصل بات دریافت کرکے بادشاہ کو بتا دیں

نباید که جنبد کسی زین گروه

تم سبھوں میں سے کوئی جگہ سے بھی نہ ہلے

بر آن گفته گردند دامنکشان

تو اُس پکارے ہوئے کا دامن پکڑ کر تحقیق کر لینا یعنی ڈھونڈ لینا

برون آید از زیر آن پرده راز

تو اُس پردے کے اندر کا بھید کھل جائے

سوی شهر بیمرگ جستند راه

بے موت شہر کی طرف روانہ ہوئے

بجای خود آرامگه ساختند

اور اپنے موقع سے خیمہ کھڑا کیا

خبرہاش از آشکار و نہفت
اُس پہاڑ کی خبرین ظاہر اور پوشیدہ

بہر وقت آوازہی از کوہسار
اُس پہاڑ سے ہر وقت ایک آواز

شنوندہ چون نام خود یافتی
جب سُننے والے کو اپنا نام معلوم ہوتا

چنان در دویدن شدی ناصبور
وہ آدمی دوڑنے مین ایسی بے صبری کرتا تھا

رقیبان شہ چارہا ساختند
بادشاہ کے فرمانبردارون نے بہت تدبیرین کین

چو گردون گردندہ بختی نگشت
کچھ زمانہ نگذرا کہ چکر کھانیوالے بیلون کی طرح

زبیکان شہ گردش روزگار
زمانہ کی گردش نے بادشاہ کے قاصدون مین سے

از آن رازجویان پنہان پژوہ
یعنے اُن بھید ڈھونڈھنے والون اور پوشیدہ معلوم کرنیوالون مین سے

کسی خاست آنکس کہ بشنید نام
وہ شخص جسنے کہ اپنا نام سُنا فوراً اُٹھ کھڑا ہوا

گرفتند دامانش یاران بچنگ
یارون نے اُسکا دامن ہاتھ سے پکڑ لیا

نباید کہ پوئندہ شیدا شود
اسلیے کہ دوڑنے والا چلنے مین بے صبری کرے

چنان بود کان مرد دیرینہ گفت
بالکل ویسی ہی تحقیق جیسی کہ اُس بوڑھے آدمی نے کہی تھی

رسیدی بنام یکی زان دیار
اُس ملک والون مین سے کسی نہ کسی کے نام آیا کرتی تھی

برغبت سوی کوہ بشتافتی
تو رغبت سے پہاڑ کی طرف دوڑ جاتا تھا

کزان رہ نگشتی بشمشیر دور
کہ تلوار دکھانے سے بھی راہ سے علیحدہ نہ ہوتا تھا

نواہای آن پردہ نشناختند
مگر اُس پردے کی آوازین نہ پہچان سکین

فلک منزلی چندرا در نوشت
آسمان نے بہتون کی جگہ لپیٹ لی

یکی را برفتن شد آموزگار
ایک کو چلنے کے لیے تعلیم کیا یعنی بلایا

یکی را بخود خواند ہاتف بکوہ
ایک کو غیب کی آواز نے اپنے پاس بلایا

سوی ہاتف کوہ شد شادکام
اور خوش خوش پہاڑ کی غیبی آواز کی طرف گیا

کہ در پویہ بنمای تختی درنگ
کہ جانے مین ذرہ دیر کرے شخص

مگر راز این پردہ پیدا شود
شاید اس پردے کا بھید ظاہر ہوجائے

بیرون آمدن سکندر از تاریکی

شتابنده رازان نمیداشت سود

دوڑنے والے کو اُس سے فائدہ نہوتا تھا

فغان میزد و تیزگی می نمود

غل مچاتا تھا اور جلدی کرتا تھا

همی گفت چیزیکه آید بکار

وہی باتین کہتا تھا جس سے کام نکلے

برفتن شده چون فلک بیقرار

وہ چلنے کے لیے آسمان کی طرح بے قرار ہوا

رهانید خود را بصد زرق و زور

اپنے کو سو مکرون اور حیلون سے چھڑا لیا

شد آواره زانیشان چو پرنده مور

اور اُڑنیوالی چیونٹی کی طرح اُن لوگون سے علیحدہ ہوگیا

بماندند یاران ازو در شگفت

اُسکے اسطرح چلے جانے سے یارلوگ تعجب مین ہے

ازو هر کسے عبرتی در گرفت

اور اس بات سے ہر شخص ڈر گیا نہایت

که زیرکتر از ما درین ترکتاز

کہ اس دھاوے مین جو شخص ہم سب مین زیادہ عقلمند تھا

نگر چون شد از ما و نگشاد راز

دیکھو ہمارے پاس سے کیسے چلا گیا اور بھید نہ کھلا

برین نیز چون مدتی درگذشت

اس واقعے پر بھی جب ایک مدت گذر گئی

نتابید خورشید بر کوه و دشت

پہاڑ اور جنگل پر آفتاب چمکا یعنے کچھ بھید معلوم ہوا

بیارِ دگر نوبتے در رسید

دوسرے یار کی باری آئی جانے کی

شد او نیز در نوبتے ناپدید

وہ بھی ذرہ دیر مین غائب ہوگیا وہان سے

هراسنده گشتند زان داوری

تب تو سب اُس قانون سے ڈر گئے

که کس را نکرد آسمان یاوری

کیونکہ آسمان نے کسی کی مدد نہ کی اُن مین سے

قدرمایه مردم که ماندند باز

تھوڑے سے لوگ جو کہ باقی رہ گئے

نخواندند ازان لوح یک حرفِ راز

اُنھون نے اُس تختی کے بھید کا ایک حرف بھی نہ پڑھا

ز بی راهیِ خود براه آمدند

اپنی گمراہی سے وہ پھر کر راہ پر آئے

وزان شهر نزدیکِ شاه آمدند

اور اُس شہر سے بادشاہ کے پاس آئے

نمودند حالت که از ما بسے

اپنا حال بتلایا کہ ہم لوگون مین سے بہت آدمی

سوی کوه شد باز نامد کسے

پہاڑ کی طرف چلے گئے لوٹا کوئی بھی نہین

بیرون آمدن سکندر از تاریکی

نه هنگام رفتن درنگی نمود
نہ جانے کے وقت کچھ دیر کی

ندانم که آواز آن پرده چیست
مین نہین جانتا ہون کہ اُس پردہ کی کیا آواز ہے

چو ما راه این پرده نشناختیم
جب ہمنے راہ اُس پردے کی نہ پہچانی

رها چند کس گرد بر کوه ساز
ہم مین سے بہت لوگون نے پہاڑ سے موافقت کی یعنی

چو دیدیم کایشان گرفتند کوه
جب ہم لوگون نے دیکھا کہ وہ لوگ پہاڑ پر چلے گئے

چنین گشت خود گنبد تیز گشت
تحقیق کر یہ گنبد جلد جلد گھومنے والا ایسا ہی کر

سکندر چو از رهبران شنید
سکندر نے جب اپنے ساتھیون کا یہ حال سنا

بدان راهش آنگه نیاز آمدی
اُس راہ سے اسکی جب یہ خواہش ہوئی یعنی جاتا

ز حیرت دران کار سرگشته ماند
حیرت سے اُس کام مین حیران رہا نہایت

خبر یافت کان رفتن ناگهان
بے خبر لی کہ وہ یکایک کا جانا یہان سے

مثل زد که هر کس که از زاد و مرد
اُسنے یہ مثل بتائی کہ جو شخص پیدا ہوا اور مر گیا

نه امید باز آمدن نیز بود
نہ لوٹ کر آنے ہی کی امید تھی

نوازنده ساز آن پرده کیست
اور اُس ساز کا بجانے والا کون ہے

از آن پرده اینک برون تاختیم
اُس پردے سے اب باہر نکل گئے ہم

نیامد یکی رفته زان کوه باز
لیکن اُن گئے ہوؤن مین سے ایک بھی واپس نہ آیا

گرفتیم دشت آمدیم این گروه
ہم لوگون نے جنگل کی راہ لی اور یہان چلے آئے

که گه کوه گیرند و گه دشت
کہ کبھی یہی پہاڑ ہو جاتا ہے اور کبھی جنگل

رهی دید باز آمدش ناپدید
تو اُسکو ایسی راہ دکھائی دی جسمین لوٹنا تھا ہی نہین

کز و یک تن رفته باز آمدی
کہ اُن گئے ہوؤن مین سے کوئی تو لوٹ آتا اور بتلاتا

که عنوان آن نامه را کس نخواند
کیونکہ اُس خط کا سرنامہ کسی نے نہین پڑھا

کسی راست کو را سر آید جهان
اُس شخص کے لیے ہے جسکا زمانہ ختم ہو جاتا ہے

ز چنگ اجل هیچ کس جان نبرد
موت کے چنگل سے کسی نے اپنی جان نہ بچائی

بیرون آمدن سکندر از تاریکی

چو با گورگیران ندارند زور
چونکہ قبر کے گرفتار کرنے والوں سے زور نہیں ہے
بہ پای خود آیند گوران بگور
اس لیے یہ لوگ اپنے پانوں قبر میں چلے آتے ہیں
کہ تیر خوردن عقاب دلیر
جیسے بہادر عقاب تیر لگتے ہی
بہ پر خود آید ز بالا بزیر
اپنے پروں کے ذریعے سے اوپر سے نیچے اتر آتا ہے
بیا ساقی آن بادہ بردار زود
اے ساقی آ اور وہ شراب جلد اٹھا دے
کہ بی بادہ شادی نباید نمود
کیونکہ بغیر شراب کے خوشی ظاہر نہیں ہوتی
بیک جرعہ زان بادہ یاریم دہ
اس شراب کے ایک گھونٹ سے مجھے مدد دے
ز چنگ اجل رستگاریم دہ
موت کے ہاتھ سے مجھے نجات دے

بازگشتن سکندر از فتح اقالیم و آمدن بہ روم

پھرنا سکندر کا تمام اقلیموں کو فتح کرکے اور پہونچنا روم میں

مژہ تا بہم بر زنی روزگار
جب تک تو پلک جھپکا دے اتنی دیر میں زمانہ
بہر نیک و بد باشد آموزگار
ہر ایک نیک اور بد کرتا ہے یا کرتا ہے
سری را فگند در زمین پای بند
کسی سر کو زمین میں گڑو دیتا ہے
سری را بر آرد بچرخ بلند
کسی سر کو آسمان تک اونچا کرتا ہے
در آرد یکی را ز منظر بچاہ
کسی کو اونچے محل کے کنگرے سے کنوئیں میں گراتا ہے
بر آرد یکی را ز ماہی بماہ
وہ کسی کو پاتال سے چاند تک پہونچاتا ہے
کند اینچنین چند بازی بہیچ
ایسے ہی بہت سے کھیل وہ جان بوجھ کر ختم کرتا ہے
سر انجام بازیش ہیچست و پیچ
اسکے کھیلوں کا نتیجہ بالکل ہی کسی قابل نہیں ہے
ازان توسنی بہ کہ باشیم رام
ایسے گھوڑے سے تو یہی اچھا ہے کہ ہم مطیع ہو جاویں
کہ سیلی خورد مرکب بد لگام
کیونکہ ٹرّھا گھوڑا ضرور کوڑے کھاتا ہے

بازگشتن سکندر از فتح اقالیم و آمدن بروم

چو تازی فرس بدلجامی کند
جب تازی گھوڑا اڑاپن کرتا ہے
خر مصریان را غلامی کند
تو مصر کے گدھون کی غلامی کرتا ہے

جهان در جهان خلق بسیار دید
اسنے جہان در جہان بہت خلق دیکھی
رمید از همه با کسی نارمید
سب کے پاس سے بھاگا کسی کے پاس ٹھہرا

جهان آنکسی راست کو در جهان
جہان اسی شخص کا ہی جو شخص جہان مین
شود آگه از کار کار آگهان
عقلمندون کے کام سے واقف ہو جاے

گزارش چنین شد درین کارگاه
اس دنیا مین ایسا ذکر کیا گیا ہی آگے سے
که چون زد دران غار شه بارگاه
کہ جب بادشاہ نے اس گڑھے مین خیمہ کھڑا کیا

بسی گنج در کار آن غار کرد
اس گڑھے کے بنانے مین بہت خزانہ لگادیا
وزان غار شهری چو بلغار کرد
اور اس گڑھے کا ایک بلغار شہر بنادیا

ز بلغار فرخ در آمد بروس
پھر مبارک بلغار سے روس مین آیا سکندر
برآراست آن مرز را چون عروس
اور اس زمین کو دولھن کی طرح آراستہ کردیا

وز انجا در آمد بدریاے روم
اور وہان سے روم کے دریا مین آیا اور وہان سے
برون برد کشتی بآباد بوم
کشتی اپنے آباد وطن کو نکال لے گیا

بزرگان روم آگهی یافتند
جب روم کے بزرگون نے خبر پائی
سوے رایت شاه بشتافتند
بادشاہ کے جھنڈے کی طرف دوڑے

بشکرانه جان میکشیدند پیش
شکرانہ مین اپنی جان پیشکش کرتے تھے
چو دیدند روی خداوند خویش
جب اپنے مالک کا یعنے سکندر کا منھ دیکھا

همه خاک روم از ره آورد شاه
بادشاہ کے تشریف لانے سے سب روم کی خاک
برافروخت چون شب ز رخشنده ماه
ایسی روشن ہوگئی جیسے ماہتاب سے رات چمکتی ہے

چو یاقوت شد روی هر جوهری
ہر جوہری کا منھ یاقوت کی طرح سرخ ہوگیا
ز یاقوت ظلمات اسکندری
سکندر کے ظلمات کے یاقوت سے

بازگشتن سکندر از فتح اقالیم و آمدن بروم

در آرایش آمد همه روی شهر
سب شہر کی صورت آراستہ ہو گئی

زمین یافت از گنج پوشیده بهر
زمین کو چھپا ہوا خزانہ سے حصہ مل گیا

بهشتی ز هر قصر انگیختند
ہر ایک محل سے ایک بہشت بنائی

در و سیم و زر بر زمین ریختند
اور اسمین چاندی اور سونا زمین پر بکھیر دیا

شکستند قفل در گنج را
خزانہ کے دروازہ کا قفل توڑ ڈالا یعنی کھولا

جهان قفل بر زد در رنج را
جہان نے رنج کے دروازے پر قفل لگا دیا

ببرج خود آمد فروزنده ماه
روشن ماہتاب اپنے برج مین آیا

بسر بر چو خورشید روشن کلاه
سر پر آفتاب کی طرح روشن تاج پہنے ہوئے

شه از روم شد بازمین خویش بود
بادشاہ روم مین آنے سے خوش ہوا

بروم آمدن ز آسمان بیش بود
روم مین آنا آسمان سے زیادہ تھا

چو آبی که ابرش ببالا برد
جیسے کہ پانی جسے بادل دریا سے اوپر لیجاتا ہے

بباز آمدن دُر بدریا برد
لوٹتے وقت دریا مین موتی لیجاتا ہے

نشست از بر تخت یونان بناز
ناز سے یونان کے تخت پر بیٹھا سکندر

بر آسود از رنج راه دراز
بہت راہ کے چلنے کی تکلیف سے آرام کیا

ز دل دامن هفت کشور گذاشت
دل سے ساتون ولایت کا خیال چھوڑ دیا

بهر کشوری نایبی برگماشت
ہر ایک ملک مین ایک ایک نائب مقرر کر دیا

ملوک طوائف بفرمان او
جھنڈ کے جھنڈ بادشاہون نے اسکے حکم پر

کمر بست بر عهد و پیمان او
کمر باندھی اسکے قول و قرار پر

به تشریف او سرفراز آمدند
اسکے خلعت سے سرفراز ہوئے

سوی کشور خویش باز آمدند
اور اپنے اپنے ملک کی طرف لوٹ آئے

جداگانه هر یک بجوهر کشی
ہر شخص نے علیحدہ علیحدہ جوہر کشی کے لیے

بر آورد گردن بگردن کشی
گردن کشی پر سب نے گردن بلند کی

کسی گردن خود کسی را نداد
کسی نے اپنی گردن کسی کو نہ دی
بجز وی هر کسی گردنی بر کشاد
ہر شخص نے اپنی گردن اپنے اوپر کھولی

بیاد سکندر گرفتند جام
سکندر کی یاد پر شراب پی
جز او هیچکس را نبردند نام
سوا اُسکے اور کسی کا نام نہ لیا

چو شه بازه در ملک یونان رسید
جب پھر بادشاہ یونان کے ملک مین پہونچا
بر دو داده گنج سعادت کلید
نیک بختی کے خزانے نے اُسکو کنجی دی

ز دانش بسی مایها ساز کرد
عقل سے بہت سی چیزین بنا ڈالین
در حکمت ایزدی باز کرد
خدا کی حکمت کا دروازہ کھول دیا

چو فرمان رسیدش به پیغمبری
جب اُسکو پیغمبری کا حکم پہونچا
نپیچید گردن ز فرمانبری
فرمانبرداری سے گردن نہ پھیری

دگر باره راه سفر بر گرفت
پھر سفر کا توشہ لے لیا لپیٹے روانہ ہوا
حساب جهان گشتن از سر گرفت
جہان مین پھرنے کا حساب نئے سرے سے شروع کیا

دو نوبت جهان را جهاندار گشت
دو مرتبہ جہان کا بادشاہ ہوا سکندر
یکی شهر و کشور یکی کوه و دشت
ایک مرتبہ تو شہر اور ملک کا اور ایک مرتبہ جنگل اور پہاڑ کا

از آن نوبت آن بد که آباد بوم
اس بار مین سے کہ تھی زمین کی آبادی
همه یک بیک دید و آمد بروم
سب کو ایک ایک کرکے دیکھا اور روم مین آگیا

دگر نوبت آن بد که بی راه راه
اور دوسری باری وہ تھی کہ جب بغیر کسی طرف اور راہ کے
روان کرد رایت بخورشید و ماه
جھنڈا آفتاب اور ماہتاب کی طرف بڑھایا

چو زین بزمگه باز پرداختم
جب مین اس بزمگاہ سے خالی ہوا
شکر ریز بزمی دگر ساختم
تو ایک دوسری محفل بہت دلچسپ بنائی

سخنهای شیرین دران نیم درج
اس آدھے مین مین نے بہت میٹھی باتین درج کین
بسی کردم از بکر اندیشه خرج
اور اپنی پاک فکر کا بہت سا حصہ خرچ کیا

گران دُرکہ یکیک برو بستہ ام
وہ بیش قیمت موتی جو کہ مین نے ایک ایک اسمین لگائے ہین
بیکجای در رشتہ آرند باز
پھر مین نے ان سب کو ایک تاگے مین لگا دیا
جداگانہ فہرست ہر پیکری
ہر صورت کی علیحدہ علیحدہ فہرست پہنچے بیان
ہمان ساقیانِ گزارش گران
ایسے اُسکے مطلب خیز ساقی نامے
نشستہ ہریک از روی قیاس
ہر ایک قیاس کے رو سے ایسے بیٹھے ہین
کہ داند چنین نقش انگیختن
ایسی تصویر بنانا کون جانتا ہے
چنان بستم ابریشم سازِ او
مین نے اُسکے ساز کا ریشم ایسا باندھا
بجائیکہ نا راستی یافتم
جہان کہین مین نے کوئی بات جھوٹی پائی
سخن کان نہ بر راستی رہ برد
کیونکہ جو بات سچ نہین ہوتی ہے
بجایش پیرایہ پیر کہن
جہان کہین اگلے بوڑھے شاعرون نے
غلط گفتہ را تازہ کردم طراز
مین نے اُس غلط کہی ہوئی بات کا ڈھنگ تازہ کر دیا

بہر مطلعی باز پیوستہ ام
پھر مین نے اُنکو ہر ایک مطلع سے ملایا ہے
بر از دُر شود رشتۂ عقد ساز
تاکہ یہ گرہ دار تاگا موتیون سے بھر جاے
ز قانون حکمت بود دفتری
حکمت کے قانون کا ایک ایک دفتر ہے
کہ بر ہم نشاندم گران تا گران
جنکو مین نے علیحدہ علیحدہ موقع موقع پر لگا دیا ہے
چو بر گنج و گوہر نگہبانِ پاس
جیسے جواہرات کے خزانے پر چوکیدار پہرے والا
برین دلبری رنگ آمیختن
اس خوبصورتی کا رنگ ملانا کون جانتا ہے
کہ از زہرہ خوشتر شد آواز او
کہ زہرہ سے بہت اچھی اُسکی آواز ہو گئی
بر وی زیور راستی ساختم
اُس پر مین نے سچائی کا زیور لگا دیا
بود خوار گر پایہ بر مہ برد
وہ بیقدر ہوتی ہے چاہے اسکا رتبہ چاند تک ہو
غلط رانده بود از درستی سخن
ٹھیک بات سے علیحدگی کی تھی جسنے لکھا
برین عذر واگفتم آن گفتہ باز
اور اس بہانہ سے مین نے کہے ہوئے کو پھر مفصل کہا

چو شد نیمهٔ زین بنا مُهر بست
جب اس بنیاد کا آدھا حصہ بن گیا
مرا نیمهٔ عالم آمد بدست
میرے ہاتھ آدھا جہان آگیا

دگر نیمه را گر بود روزگار
دوسرے آدھے کے لیے اگر زمانہ رہے گا
چنان گویم از طبع آموزگار
تو مین اپنی مخاطب طبیعت سے ایسا کہتا ہون

که خوابنده را سر بر آرد ز خواب
کہ سونے والون کو نیند سے جگا دے گا
برقص آورد ماهیان را در آب
مچھلیون کو پانی مین نچا دے گا

زمانه گرم داد خواهد امان
اگر زمانہ مجھکو حفاظت مین رکھے گا
چنانست اندیشه را در گمان
تو میرے خیال کو ایسا گمان ہے

که در باغ این نقشِ رومی نورد
کہ اس روم والون کی تصویر کے باغ مین
گلِ سرخ رویانم از خاکِ زرد
پیلی مٹی مین سے لال لال پھول نکالونگا

کنم گنج از سفتهٔ طبع پُر
طبیعت کے موتیون سے مین خزانہ بھر دونگا
چو پیروز فیروزه در جوی دُر
جیسے صاف پانی کے دریا مین روشن جواہر

ز هر باغ آرم گلِ نغز بوی
ہر باغ سے مین نادر خوشبو کے پھول لاؤنگا
وهر گل گلابی در آرم بجوی
ہر ایک پھول سے دریا مین گلاب ڈالونگا

گر اقبال شه باشدم دستگیر
اگر بادشاہ کا اقبال میرا مددگار رہے
سخن زود گردد گزارش پذیر
بات بہت جلد ختم ہو جاوے

بیا ساقی آن روزِ روشن چو ماه
اے ساقی آ وہ روشن چاند کی طرح دن
بمن ده بیادِ زمین بوس شاه
مجھے دے بادشاہ کی زمین بوسی کی یاد مین

که تا مهد بر پشتِ پروین کشم
تاکہ جب تک پروین کی پیٹھ پر گہوارہ بناؤن
بیادِ شه آن جام زرّین کشم
وہ سنہرا پیالا بادشاہ کی یاد مین پیون

بازگشتنِ سکندر از فتحِ اقالیم و آمدن بروم

خاتمہ کتاب بر مدح ممدوح

خاتمہ کتاب کا مولانا نظامی اپنے پادشاہ کی تعریف مین لکھتے ہین

ولایت ستان شاہ گیتی پناہ
بادشاہ ملک لینے والا اور دنیا کی پناہ

ملک نصرۃ الدین کہ از داد او
بادشاہ دین کی مدد کرنے والا جسکے انصاف سے

سپہریست کاختر بدو تافتہ است
وہ ایسا آسمان ہے جس سے نصیب کا ستارہ چمکا ہے

چو دریای ثالث نمط شوی خاک
جیسے تیسرا دریا زمین سے خاک دھوتا ہے

چو سیارۂ مشتری سربلند
برجیس یعنی مشتری کی طرح وہ سربلند ہے

بتربیع و تثلیث گوہر فشان
دشمن اور دوست دونون پر وہ بخشش کرتا ہے

ز سرسبزی او جہان شادخوار
اسکے ہرے رہنے سے جہان خوش رہتا ہے

ستارہ کہ برچرخ سایہ سرش
وہ ستارہ جسکا سر آسمان مین لگا ہے

جہانرا بہ نیروی شاہنشہی
اسنے اپنی بادشاہی طاقت سے جہان کو

فریدون کمر بلکہ خاقان کلاہ
فریدون کی کمر بلکہ خاقان کا تاج

خورد ہر کسی بادہ بر یاد او
ہر شخص اسکے نام پر شراب پیتا ہے

محیطیکہ تاج از گہر یافتہ است
وہ ایسا بادشاہ ہے جسکا تاج موتیون کا ہے

ز ثالث ثلاثہ جہان شستہ پاک
اسنے نصرانیون سے جہان کو پاک کردیا

نظرہای او یک بیک سودمند
اسکی نظرین ہر ایک کے لیے مفید ہین

مربع نشین و مثلث نشان
خود تکلیف گوارا کرتا ہے اور اوروں کو آرام دیتا ہے

جہان راز چندین ملک یادگار
جہان مین یہ کتنے ہی بادشاہوں کے لیے یادگار ہے

زدہ سکہ عبدہ بر زرش
اسکے دروازے پر غلامی کا سکہ مارے ہوئے ہے

ز فرہنگ پر کرد و از غم تہی
عقلمندی سے بھر دیا اور غم سے خالی کر دیا

خاتمهٔ کتاب

بزرم آفتابیست افروخته
محفل مین تو وہ روشن آفتاب سے ہے

برزم اژدہائی جہان سوختہ
اور لڑائی مین جہان جلانے والا اژدہا ہے

ز روشن درونی کہ دارد چو آب
اسکی روشن دلی سے جو کہ پانی کی طرح رکھتا ہے

بود چشم روشن شدہ است آفتاب
آفتاب کی آنکھین اس سے روشن ہوگئین

چو شمشیرش آہنگ خون آورد
جب اسکی تلوار قتل کا ارادہ کرتی ہے

و سنگ آب و آتش برون آورد
پہاڑ سے آگ اور پانی دونون نکال لیتی ہے

چو تیر از کمان کمین افگند
جب وہ گھات کی کمان سے تیر پھینکتا ہے

سر آسمان بر زمین افگند
آسمان کا سر زمین پر ڈال دیتا ہے

فرنگ و فلسطین و رہبان و روم
فرنگ اور فلسطین اور رہبان اور روم

پذیرای فرمان مہرش چو موم
سب موم کی طرح اسکے حکم کی مہر قبول کرتے ہین

چو دیدم کہ بر تخت فیروزمند
جب مین نے دیکھا کہ فتحمند تخت پر

ز بس سبزی بخت شد سربلند
نصیبے کی تازگی سے وہ سربلند ہوا

نثاری نمودم سزاوار او
مین نے اسکے لائق ایک نچھاور بنائی

کہ ریزم بر اورنگ شہوار او
اس لیے کہ مین اسکے بادشاہانہ تخت پر بکھیرون

ہم از آب حیوان اسکندری
مین نے سکندری کے آب حیات سے بھی

زلالی چنین ساختم گوہری
ایسا ہی بیش قیمت شربت بنایا

چو از ساختن باز پرداختم
جب مین بنا کر خالی ہوا

بدرگاہ او پیشکش ساختم
اسکی درگاہ مین پیشکش کیا

سپردم نگین چنین گوہری
مین نے ایسا بیش قیمت نگینہ اسکو سونپا

تر اسکندری ہم باسکندری
سکندر کے ہوتے سے اسکندر کو بھی

بقا باد شہ را بہ نیروی بخت
بادشاہ کو نصیبے کی مدد سے قیام رہے

بدو باد سرسبزی تاج و تخت
اسکے تاج اور تخت کو سرسبزی رہے

چنین بلبلی در گلستان او
ایسی بلبل جسکے باغ میں رہے
زهی تاجداری که تاج سپهر
کیا اچھا تاجدار کہ آفتاب
توئی در جهان شاه بیدار بخت
جہان میں تو جاگتا نصیب بادشاہ ہے
نیارد ز گیتی کس آن دستگاه
دنیا بھر میں کسی کو وہ مقدرت نہیں ہے
ازین کوزه گل گر آبی چکید
اس مٹی کے کوزہ سے اگر تھوڑا پانی ٹپکا
کم چشمه کز سنگ خارا رسد
کم چشمہ کی جو کہ پہاڑ سے نکلتی ہے
نظامی که خود را غلام تو کرد
نظامی جس نے اپنے کو تیرا غلام بنایا
بهان پیش تخت تو خوانی کشید
تیرے تخت کے سامنے ویسی ہی خوانی رکھی
مبین رنگ طاوس و پرواز او
مور کا رنگ اور اُڑان مت دیکھ
بدین بلبل خرده بین کز نوا
اس ذرہ سی بلبل کو دیکھ کہ اپنی آواز سے
من آن بلبلم کز ارم تاختم
میں وہ بلبل ہوں جو کہ ارم سے آیا ہوں

مبارک نفس باد بر جان او
اُسکی جان پر مبارک سانسیں رہیں
سریر ترا سر برآرد به مهر
تیرے تخت کا سرا آفتاب تک بلند کرے
ترا دید دولت سزاوار تخت
دولت نے تجھکو تخت کے لائق دیکھا
که زیبی فرستد سزاوار شاه
کہ بادشاہ کے لائق تحفہ بھیجے
دران ژرف دریا کی آمد پدید
تو اُس گہرے دریا میں کب معلوم ہوگا
چو اندک بود کی بدریا رسد
اگر تھوڑی ہوگی تو دریا تک کب پہونچے گی
سخن را گزارش بنام تو کرد
بات تیرے نام سے بیان کی
که آن مور پیش سلیمان کشید
جیسی چیونٹی نے سلیمان کے سامنے رکھی
که چون گربه زشت آمد آواز او
جب اُسکی بلی کی ایسی آواز ہوئی
فرود آورد مرغ را از هوا
چڑیوں کو ہوا پر سے اتار لاتی ہے
بباغ تو آرامگه ساختم
تیرے باغ میں آرام گاہ بنایا ہے

خاتمہ کتاب

خاتمہ کتاب

نوائی سرایم ز ایام تو
تیرے زمانے کا ایک گیت گاتا ہوں

که مانَد برو سالها نام تو
جس سے تیرا نام برسوں رہے گا

بنام تو زان کردم این نامه را
تیرے نام سے اس سبب سے میں نے یہ کتاب شروع کی

که زرین کند نقش تو خامه را
کہ تیرے نقش قلم کو سنہرا بنا دیں

مرا پیل با راز تو مقصود نیست
میرا مقصد تجھ سے ہاتھی بھر بوجھ لینے کا نہیں ہے

که پیل تو چون پیل محمود نیست
کیونکہ تیرا ہاتھی محمود کے ہاتھی کا ایسا نہیں ہے

ببخشی تو آنگه که خواهد کسی
بغیر اسکے کہ کوئی مانگے تو بخشش دیتا ہے

خزینه فراوان و خلعت بسی
بہت سا خزانہ اور بہت سے کپڑے

من این نامه را گر بزر گفتمی
اگر اس کتاب کو میں روپیہ کے لیے کہتا

بعمری کجا گوهری سفتمی
تو کس لیے عمر بھر موتی پروتا یعنی اتنی محنت کرتا

همانا که عشقم بدین کار داشت
حقیقت میں مجھے اس کام سے عشق تھا

چو من کم زبان عشق بسیار داشت
چونکہ میری زبان کم تھی اور عشق بہت تھا

مرا داد توفیق گفتن خدای
مجھے خدا نے کہنے کی مدد دی

ترا باد پاینده فرهنگ و رای
تیری عقل اور رائے قائم رہے

ازان پیشتر کآوری در ضمیر
اُس سے پہلے کہ تو دل میں لاوے

ولایت ستان باش و آفاق گیر
تو ملک کا لینے والا اور جہان کا لینے والا رہ

زمان تا زمان از سپهر بلند
زمانہ سے زمانہ تک بلند آسمان سے

بفتح دگر باش فیروزمند
نئی فتحوں سے تو فتحمند رہے

جهان پیش خود جوانیت باد
جہان تیری جوانی کے لائق رہے

فزون از همه زندگانیت باد
سب سے زیادہ تیری زندگانی رہے

بیا ساقی از جام دهقان پیر
آ ساقی پرانے کسان کے پیالے میں

بمن ده یکی ساغر دستگیر
ایک مدد دینے والا پیالا مجھے دے

ازان مے کہ جان رابدو ہوش باد — مرا شربت و شاہ را نوش باد
وہ شراب کہ جس سے جان مین ہوش آجاے — مجکو شربت اور میرے بادشاہ کو آب حیات ہوجاے

تمت

قطعۂ تاریخ ترجمہ ہذا از منشی باکمال مورخ بیمثال منشی جانکی پرشاد صاحب خستہ لکھنوی

ترجمہ کردہ سکندرنامہ در اردو زبان — منشی ونا ظم گہر رنگین بیان گوہر رقم
بہر تاریخش بسال عیسوی خستہ نوشت — مشکل اطفال آسان ساختہ اہل قلم
۱۸۹۵

قطعۂ تاریخ طبع از نتیجات کلک منشی بالک رام صاحب خوشنویس تخلص گہر شاگرد رشید بلیغ خیال فصیح مقال جناب منشی خیراتی لال صاحب شگفتہ لکھنوی

ابشر لکھے خدا کی حمد یہ کیا جان ہے اسکی — فرشتون کی زبان جب بند ہو عالم ہو سکتے کا
اسے کرلے وقف لب بس مہر خاموشی — سو مطلب وان کر خامہ مشکین رقم اپنا
ہر اک مطلع عالی ہے یہ نو می — صفائی خوشخطی صحت مین مثل اپنا نہین یہ کہتا
حسن جعفر حاجی صاحب والا مناقب ہین — لب ہر مصرع اول یہ جنکا نام آوے گا

شروع مصرع دوم کے ہر حرف مسلسل سے — ش — تمہارا اسم خاص مالک مطبع ہوا پیدا
یہ حکم انکا ہوا لکھو سکندر نامہ کے معنی — ی — یہ مشکل کام جو تم سہل کر ڈالو تو ہو اچھا
خدا کی ذات سے امید ہے مقبول عالم ہو — خ — خریدارون کو شائق اسکا اکثر ہمنے ہے پایا
ملی آپ کو معقول اجرت اسکی مطبع سے — ع — عجب کیا ہے کہ ہوا نکے کام مین یہ فائدہ پیدا
بنا اگر اردو مین کچھ ہو جاین انسب ہے — ب — بہت کی ہونہ گنجایش تو تھوڑی ہی سے لکھدینا

نام کتاب	قیمت
تقویت الایمان کاغذ گلیز	۱۲ر
ترتیب الصلاۃ	۵ر
تذکرۃ الشعرا فارسی	۵ر
تاریخ البلیس	۳ر
تاریخ حبیب آلہ کاغذ گلیز	۶ر
تذکرۃ الموت	۰ر
تحریر سنبٹ شرح کافیہ	۱۲ر
تفسیر حسینی فارسی	۸ر
تعلیم الدین	۲ر
تکمیل الایمان فارسی	۲ر
تاج سلیمانی	۱ر
تذکرۃ المسلمین	۲ر
تفصیل البیان	۲ر
ترکیب الصلاۃ	۱ر
ترکیب نماز مترجم	۔ر
التنقیح مع شرح بالتوضیح	عہ۸ر
ثلاثیات بخاری	۔ر
جامع تعلیلات	۶ر
جنتی حور	عہ
جاربردی شرح شافیہ	۱۲ر
جامع الخطب حافظ ابن حجر عسقلانی	۸ر
جنتری علمی جدید	۲ر
جنتری نامی کلان	۲ر
جامع الصغیر	عہ
جواہر القرآن مترجم	۴ر
جواہر اسرائیل	۸ر
جامع ترمذی کامل عربی	صہ
جزاء الاعمال	۱ر
جواہر خمسہ کامل پنج حصہ	عہ
جوہر سلیمانی	۱ر
جمال القرآن	۱ر
چہل حدیث کلان	۱ر

نام کتاب	قیمت
چند پند	۴ر
چمن ابراہیم حصہ اول	۲ر
حسن یوسف تفسیر سورہ یوسف نثر	۶ر
حزب الاعظم تختی کلان	۴ر
حزب الاعظم لاہور تختی خرد	۶ر
حزب المقبول	۶ر
حقوق العلم	۴ر
حیات خضر	۴ر
حزب البحر مع شرح کامل	۲ر
حمائل مترجم مصطفائی	عہ
حمائل شریف مترجم شاہ رفیع الدین صاحب مجیدی	۱۲ عہ
حمائل شریف باترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب [illegible]	صہ
حدائق البلاغت	۶ر
حصن حصین عربی	عہ
حسامی یوسفی	۱۰ر
حسامی نامی	عہ
حسامی معہ التعلیق الحامی	عہ
حجۃ المتقین	۲ر
حزب الاعظم مترجم کاغذ عمدہ	۶ر
حقوق الاسلام	۰ر
حافظ الاسلام	۱۰ر
حق السماع	۱ر
حدیقۃ الادب	۵ر
حدیث اربعین	۱ر
حکمت افلاطون	۴ر
حکایات الصالحین	۵ر
حدیقہ حکیم سنائی بقدر [illegible]	۸ر
خطبہ پکیٹ	۔ر
خطبہ بدر معہ ترجمہ [illegible]	۳ر
خطبہ [illegible]	۴ر

نام کتاب	قیمت
خطبہ ماثورہ	۱ر
خطبہ سراج النصائح	۳ر
خدا کی نعمام ولا ثانی کتاب	۱۰ر
خیالی حاشیہ عبد الحکیم	۱۲ر
خاتمہ مثنوی شریف محشی مولانا احمد حسن	۸ر
خوان نعمت کلان	۸ر
خیر المجالس ترجمہ	
نزہۃ المجالس ہر دو جلد	۱۲ر
خزائن الملوک فارسی	۴ر
خلاصۃ التفاسیر کامل	[illegible]
دلائل الخلافت	عہ
دبستان دانش	۴ر
دیوان حافظ چوب قلم	عہ
ایضاً مترجم	
ایضاً مطبوعہ نامی لکھنؤ	
مع اصطلاحات صوفیہ	
دیوان علی مترجم نامی	۱۲ر
دقائق الحقائق	۶ر
دلائل الخیرات دو ترجمہ بلا حاشیہ	عہ
ایضاً غنا شدہ	عہ
دیوان انابخت	۸ر
دیوان مخفی	۴ر
دیوان خواجہ وزیر	۱۲ر
دلائل الخیرات مترجم بحاشیہ	۱۰ر
دلائل الخیرات معرّی	۸ر
دقائق الاخبار مترجم	۶ر
دیوان نسیم	۱۲ر
دیوان عاشق کلان	۱۲ر
[illegible] الناصحین اردو	۴ر
دیوان حضرت علی عربی	۷ر
دستور الشعرا	۸ر
[illegible]	۴ر

نام کتاب	قیمت
دیوان مراد	۱۰ر
دیوان حضرت غوث الاعظم	۱۰ر
دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی	۲ر
درود اکبر	۔ر
دیوان متنبی مع شرح بقدر النصاب	۸ر
دستور المبتدی	۴ر
درایۃ النحو شرح ہدایۃ النحو	۱۰ر
درۃ العباسیہ	۴ر
دیوان نیاز	۳ر
دعوات عبدیت	عہ
ذکر الشہادتین	۴ر
ذخیرہ کرامت حصہ اول	۸ر
ایضاً حصہ دوم	۱۲ر
رونمای مثنوی	۱ر
رسائل ارکان	عہ
رشیدیہ	۶ر
رفاہ المسلمین	۴ر
رحلت رسول	۲ر
رسم خط	۲ر
رسالہ تذکیر و تانیث	۴ر
[illegible]	۳ر
زنجانی	۲ر
رسالہ جنین	۶ر
زاد التقوی	۱۰ر
زاد السعید	۲ر
زواجر ہندی	۵ر
زواجر معہ باب الاخبار	۵ر
زلیخا فارسی	۴ر
زاد الآخرت فارسی	۱۰ر
زیور زیب النساء	۴ر
زلیخا مترجم	۴ر

بجلد فرمایشیں بنام حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۹۵ آنا چاہئیں

ضروری التماس

معزز ناظرین! مطبع مجیدی نے دیانتداری اور راستبازی کی وجہ سے اپنے خریدارونکو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے تاجران باوقار اور عام خریداران دیار و امصار جیسی کچھ اسکی عزت افزائی فرما رہے ہین وہ اسکی خوش معاملگی کے نتائج [illegible] نتیجہ ہے مطبع مجیدی اپنی مجموعی حیثیت اور ساکھ کے لحاظ سے بعونہ مشہور ہے بیوپاریونکو جسقدر [illegible] خاص کفایت اور متفرق خریدارونکو جسقدر رعایت سے مال دیا جاتا ہے اسکا صحیح اندازہ [illegible] لوگ کر سکتے ہین جنکو ایکبار بھی مطبع سے مال منگانیکا موقع ملا ہے مندرجہ ذیل امور کی اہتمام کر سا[illegible] اور لحاظ کی وجہ سے جیسی کچھ روزافزون ترقی اس کارخانے کو ہوئی ہے معزز ناظرین پر مخفی نہین۔

(۱) [illegible]ین تقریبا تمام ہندوستان کی مطبوعہ ہر علم و فن کی عربی فارسی اردو کتابونکا ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے

(۲) [illegible] ممکن کتابین عمدہ چھاپے اور اچھے کاغذ کی چھپی ہوئی فراہم کی جاتی ہین۔

(۳) جو کتاب عمدہ طبع ہی نہین ہوئی یا چھپکر کمیاب ہو گئی ہے وہ بدرجہ مجبوری خراب چھاپے اور خراب کاغذ کی روانہ کی جاتی ہے اور جو صاحب لکھدیتے ہین انکو خراب کتاب نہین روانہ کیجاتی ہے۔

(۴) تاجران کتب (بیوپاریون) کے ساتھ جو مراعات کیجاتی ہین اور جس نرخ سے انکو مال روانہ کیا جاتا ہے اس سے کم نرخ پر شائد اور تاجر سے بھی نہ مل سکیگا۔

(۵) مدارس اسلامیہ طالبان علم کے ساتھ جیسی رعایتین کیجاتی ہین اسکا اندازہ مال منگانے پر ہو سکتا ہے۔

(۶) متفرق خریداران کو خاص نرخ سے مال روانہ کیا جاتا ہے۔

(۷) تاجر (بیوپاریون) مدارس اسلامی طالبان علم اور متفرق خریدار غرضکہ سب صاحبونکے لیے کچھ ایسی رعایتین ہین کہ بہیئت مجموعی ہمارا دعوی ہے کہ انشاء اللہ ہر جگہ سے کفایت پڑیگی اور اسپر عمدگی مال کا نفع گھاتے ہین۔

(۸) ہمکو امید ہے کہ اگر آپکو کسی کتاب کی ضرورت ہو تو سب سے پہلے اپنے اس قدیم کتبخانہ تجارتی مجیدی کو یاد فرمائیے اور ایک معمولی سی فرمایش بھیجکر کارخانے کی دیانت۔ راستبازی کفایت۔ رعایت۔ عمدگی مال وغیرہ وغیرہ کا اندازہ ضرور فرمائیے۔

المـــلتمس
محمد سعید تاجر کتب و
مالک مطبع مجیدی کانپور